کراچی

تاریخ احمدیت

حِصّہ اوّل

مؤلف
بشیر الدین عباسی
امتیاز بن اشفاق حسین

(صرف احمدی احباب کے مطالعہ کے لئے)

کراچی
تاریخ احمدیت

حصہ اوّل

(آغازِ احمدیت تا 1987ء)

مؤلفین

بشیر الدین عباسی

امتیاز بن اشفاق حسین

شائع کردہ: جماعت احمدیہ کراچی

نام کتاب	:	کراچی تاریخ احمدیت (حصہ اوّل)
مؤلفین	:	بشیر الدین عباسی - امتیاز بن اشفاق حسین
طبع اوّل	:	جون 2011ء
تعداد	:	1000
شائع کردہ	:	جماعت احمدیہ کراچی
کمپوزنگ	:	وحید منظور میر، مجیب الدین امجد، فراز احمد
ڈیزائننگ	:	وحید منظور میر
مطبع	:	ضیاء الاسلام پریس ربوہ (چناب نگر)

پیش لفظ

تاریخ، واقعات کے تسلسل کا نام ہے اور اس تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے واقعات کی گہرائیوں میں اترنا پڑتا ہے اور انتھک محنت کے بعد گوہر مقصود کا حصول ممکن ہوتا ہے۔

ہمارے امتیاز حسین شاہد صاحب اور کچھ عرصہ تک گوہر مقصود کی تلاش کے لئے سرگرداں رہنے والے محترم بشیر الدین عباسی صاحب کی ہی ہمت، لگن اور شوق تھا کہ آج اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نیم شبی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں یہ توفیق دی کہ ہم کراچی کی تاریخ احمدیت آپ کے سامنے کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

ہم اپنی کوششوں میں کس قدر کامیاب ہوئے ہیں یہ آپ کا مطالعہ اور حُسن ذوق ہی بتا سکے گا لیکن ایک بات ضرور یاد رکھنے کی ہے کہ تاریخ کبھی بھی مکمل نہیں ہوتی اور تحقیق کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ سو یہی حال 'کراچی - تاریخ احمدیت' کا ہے جو ایک ادنیٰ سی کوشش ہے اور مستقبل کے مؤرخین اس میں مزید رنگ بھرتے رہیں گے انشاء اللہ۔ یہاں ایک بات کی وضاحت بڑی ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہمارا سرمایۂ افتخار، تاریخ کی رونق اور سب سے قیمتی اور اہم چیز حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے جو مختصر ہونے کے باوجود کراچی کی مکمل تاریخ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

تاریخ احمدیت کراچی لکھنے کا کام تقریباً 25 سال پہلے شروع ہوا تھا۔ لیکن مختصر سے کام کے بعد اس کو آگے نہ بڑھایا جا سکا اور جب خاکسار کو سیکرٹری تصنیف و اشاعت کی ذمہ داری سونپی گئی تو مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے خاکسار کے اصرار پر بعض تحفظات کے ساتھ کام جاری رکھنے کی اجازت دی۔ چنانچہ محترم بشیر الدین عباسی صاحب مرحوم جو پہلے ہی

اس کام سے وابستہ تھے اور محترم امتیاز حسین شاہد صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی بنا کر از سرِ نَو کام کا آغاز کیا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ہی محترم عباسی صاحب بیمار ہو گئے اور محترم امتیاز حسین شاہد صاحب کو تنہا ہی یہ ذمہ داری اٹھانی پڑی اور اس طرح انتہائی محنت اور جانفشانی سے دن رات ایک کر کے انہوں نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور اگر سچ پوچھیں تو اس کام کی تکمیل میں بڑا حصہ ان کی اہلیہ محترمہ کا ہے جنہوں نے انتہائی خندہ پیشانی سے انہیں گھریلو پریشانیوں سے آزاد کرتے ہوئے خدمتِ دین میں لگے رہنے میں مدد دی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اس کتاب کی اشاعت کے لئے خاکسار، حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم مؤرخ احمدیت اور مکرم و محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشان کے عملی تعاون اور رہنمائی پر اور مسودے پر نظرِ ثانی کے حوالے سے محترم منصور لکھنوی صاحب، محترم راجہ برہان احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ، محترم جمیل احمد بٹ صاحب، محترم اشفاق حسین صاحب، محترم ریاض محمود باجوہ صاحب شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ، آسٹریلیا کے حوالے سے بعض معلومات کی فراہمی کے لئے اپنے صاحبزادے شیخ کامران احمد صاحب، تصاویر کے لئے محترم مسعود احمد طاہر صاحب ربوہ حال کینبرا آسٹریلیا اور کمپوزنگ و ڈیزائننگ کی نگرانی کے لئے محترم وحید منظور میر صاحب کا خصوصی طور پر احسان مند ہے، جنہوں نے انتہائی قلیل وقت میں دن رات ایک کر کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود خاکسار کی درخواست پر مسودے سے لے کر پرنٹنگ کے مرحلے تک انتہائی محبت و شفقت کے ساتھ رہنمائی کے لئے مکرم و محترم سید عبدالحئی شاہ صاحب ناظر اشاعت کا دلی شکریہ ادا کئے بغیر حق تشکر ادا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب کو اس کا بے حد اجر دے۔ آمین

احسان اور مدد کرنے والوں کی فہرست تو بہت طویل ہے جن سب کا ذکر ممکن نہیں۔ ان سب کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار شیخ طاہر احمد نصیر
سیکریٹری تصنیف و اشاعت
جماعت احمدیہ کراچی

حرفِ تشکّر

تمام تعریفوں اور ہر قسم کے شکر کا استحقاق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جو ایک ادنیٰ سی شے کو مقام اسفل سے اٹھا کر مقام محمود تک پہنچا دیتا ہے اور جو بغیر محنت کے انسان کو نعمتیں اور کامیابیاں عطا فرماتا ہے اور اس کی معمولی محنتوں کو بھی بہترین نتائج اور شیریں پھل عطا فرماتا ہے۔

تو سب سے پہلے تو مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں یہ توفیق عطا کی کہ ہم ''کراچی - تاریخ احمدیت'' مرتب کرنے کے کام کی ابتداء کر سکیں۔ ''تاریخ'' مرتب کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ تو سمندر کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے قیمتی، مصفّٰی اور حقیقی موتی ڈھونڈنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اس کام کی نزاکت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو کبھی ''تاریخ'' کے سمندر میں اُترا ہو۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق شاملِ حال نہ ہو تو کس انسان میں یہ طاقت ہے کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ ''تاریخ'' کے بکھرے ہوئے نایاب موتیوں کو لڑی میں پرو کر دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔

اس کے بعد خلفاء کرام کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے کہ جنھیں دعا کے لئے خطوط لکھے جاتے رہے۔ آپ کی مقبول دعائیں ہر لمحہ شاملِ حال رہیں اور ان دعاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے رہے۔

اس کے بعد مکرم ومحترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم پر لازم ہے کہ جن کی خاص شفقت، توجہ اور دلچسپی اس ''تاریخ'' کی اشاعت کا باعث بنی۔

شکریہ کے مستحق میرے محترم شیخ طاہر احمد نصیر صاحب سیکرٹری تصنیف واشاعت جماعت احمدیہ کراچی بھی ہیں کہ جن کی نگرانی، ہدایات اور محبت اس ''تاریخ'' کی تکمیل واشاعت کے تمام مراحل میں ساتھ ساتھ رہیں۔

دو احباب ایسے ہیں جن کا مَیں ذاتی طور پر شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کی

توجہ نے مجھے ''کراچی۔تاریخ احمدیت'' مرتب کرنے جیسے اہم کام میں شامل کیا۔ ایک تو مکرم مرزا اویس عمر نصراللہ صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی ہیں اور دوسرے میرے ساتھی مؤلف مکرم بشیرالدین عباسی صاحب ہیں۔

مکرم اویس عمر نصراللہ صاحب 2000ء کے آخر میں جب قائد ضلع کراچی مقرر ہوئے تو آپ نے خاکسار کو طلب کیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ہم خدام الاحمدیہ کراچی کی تاریخ مرتب کریں اور خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ تم یہ تاریخ مرتب کرو۔ اگرچہ کہ خاکسار کو اس کام کا بالکل بھی کوئی تجربہ نہیں تھا لیکن اپنے قائد کی خواہش اور ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے خاکسار نے اس کام کو کرنے کی حامی بھر لی اور کام کا آغاز کر دیا۔ کراچی میں جماعت احمدیہ کی ایک لائبریری عزیز آباد میں ہے جس کا نام سلطان القلم لائبریری ہے۔ خاکسار نے خدام الاحمدیہ کراچی کی تاریخ مرتب کرنے کے سلسلے میں مواد جمع کرنے کی غرض سے وہاں جانا شروع کیا۔ اُن دنوں وہاں مکرم بشیرالدین عباسی صاحب بطور لائبریرین کام کر رہے تھے۔ خاکسار کو بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کے ذمہ 1987ء سے جماعت احمدیہ کراچی کی تاریخ مرتب کرنے کا کام بھی ہے۔

اگست 2002ء میں ایک دن مکرم بشیرالدین عباسی صاحب نے خاکسار سے فرمایا کہ انھیں ایک ضروری بات کرنی ہے آپ وقت نکال کر مجھ سے ملیں۔ خاکسار نے ایک دن اُن سے ملاقات کی تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ذمہ جماعت احمدیہ کراچی کی تاریخ مرتب کرنے کا کام ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس کام میں شریک ہو جائیں۔ خاکسار چونکہ پہلے ہی خدام الاحمدیہ کراچی کی تاریخ پر کام کر رہا تھا لہٰذا جماعت احمدیہ کراچی کی تاریخ مرتب کرنے کے کام میں شرکت کو خدا تعالیٰ کا فضل اور اعزاز سمجھتے ہوئے حامی بھر لی۔ اور آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس اہم اور نازک کام کی تکمیل کی توفیق بھی دے دی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد خاکسار کے لئے ان احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی لازم ہے کہ جن سے خاکسار نے جب بھی مدد مانگی، ان کا دست تعاون دراز ہی پایا۔ ان میں سب سے اولین تو میرے محترم بزرگ حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت ہیں کہ جن سے خاکسار نے ملاقات کی درخواست کی تو آپ نے ازراہ شفقت اجازت عنایت فرمائی اور نہایت قیمتی مشوروں اور ہدایات سے نوازا۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ کے اساتذہ مکرم راجہ برہان احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ اور سلطان القلم لائبریری کراچی

کے موجودہ لائبریرین مکرم سید محمد رضا بسمل صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ مؤخرالذکر تینوں احباب کے تعاون کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ خصوصاً مکرم راجہ برہان احمد صاحب کا کہ جنھوں نے مرکز احمدیت ربوہ میں اپنی مصروفیات کے باوجود خاکسار کے ساتھ مسلسل تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اسی طرح مکرم منصور احمد صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم محمد صادق صاحب لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ، مکرم نصیر فوجی صاحب، مکرم عبدالمالک صاحب کارکنان خلافت لائبریری اور دیگر اسٹاف کا بھی تعاون کرنے پر از حد شکر گزار ہوں۔

خاکسار اپنی اہلیہ محترمہ سعدیہ انجم صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے اس نازک اور اہم کام کی انجام دہی میں تعاون کیا۔

خاکسار تہہ دل سے اُن تمام احباب کا بھی شکر گزار ہے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس کام کی تکمیل میں عملاً یا دعاؤں کے ساتھ مدد کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

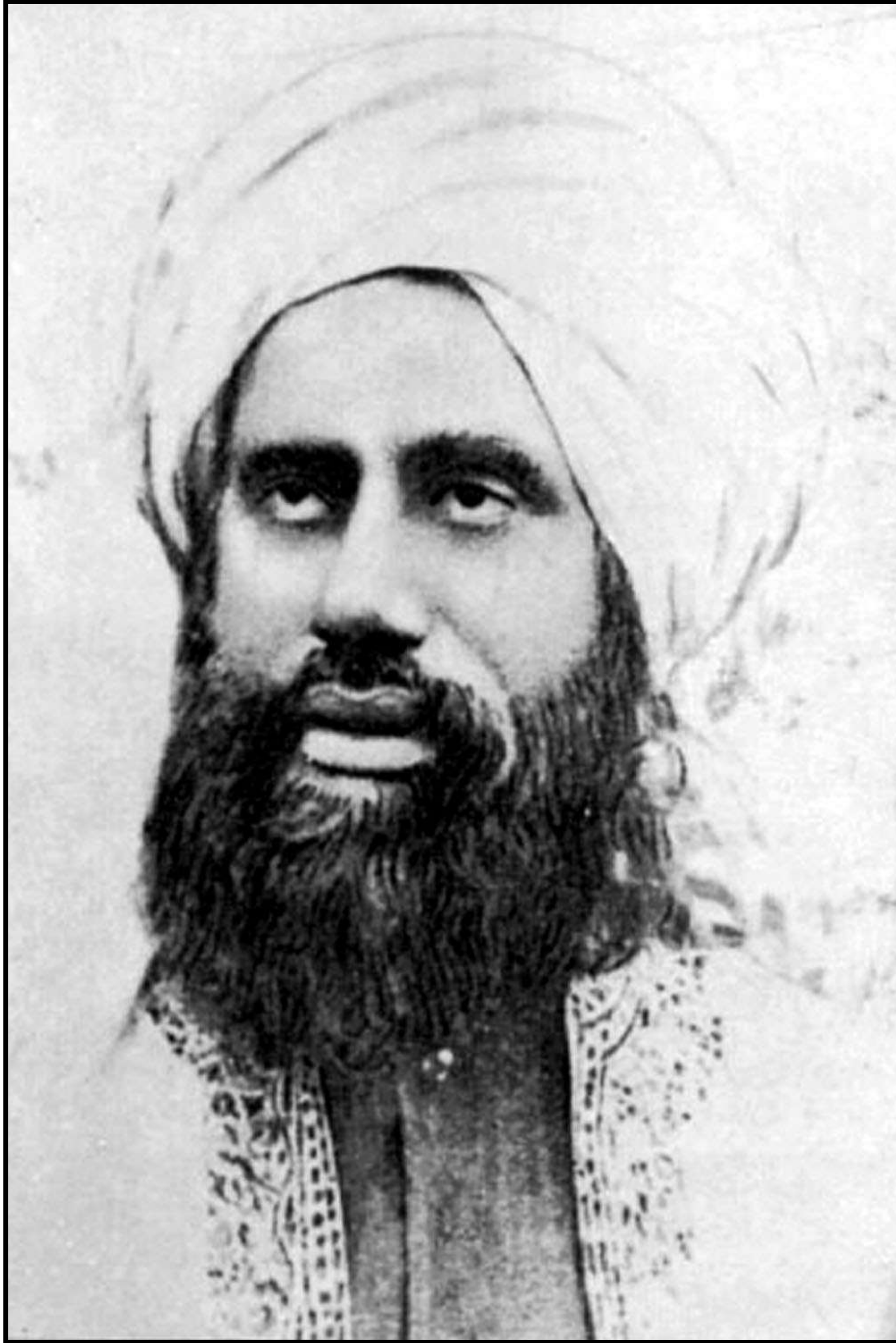
خاکسار امتیاز بن اشفاق حسین

مؤلف

کراچی - تاریخ احمدیت



حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ



حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل



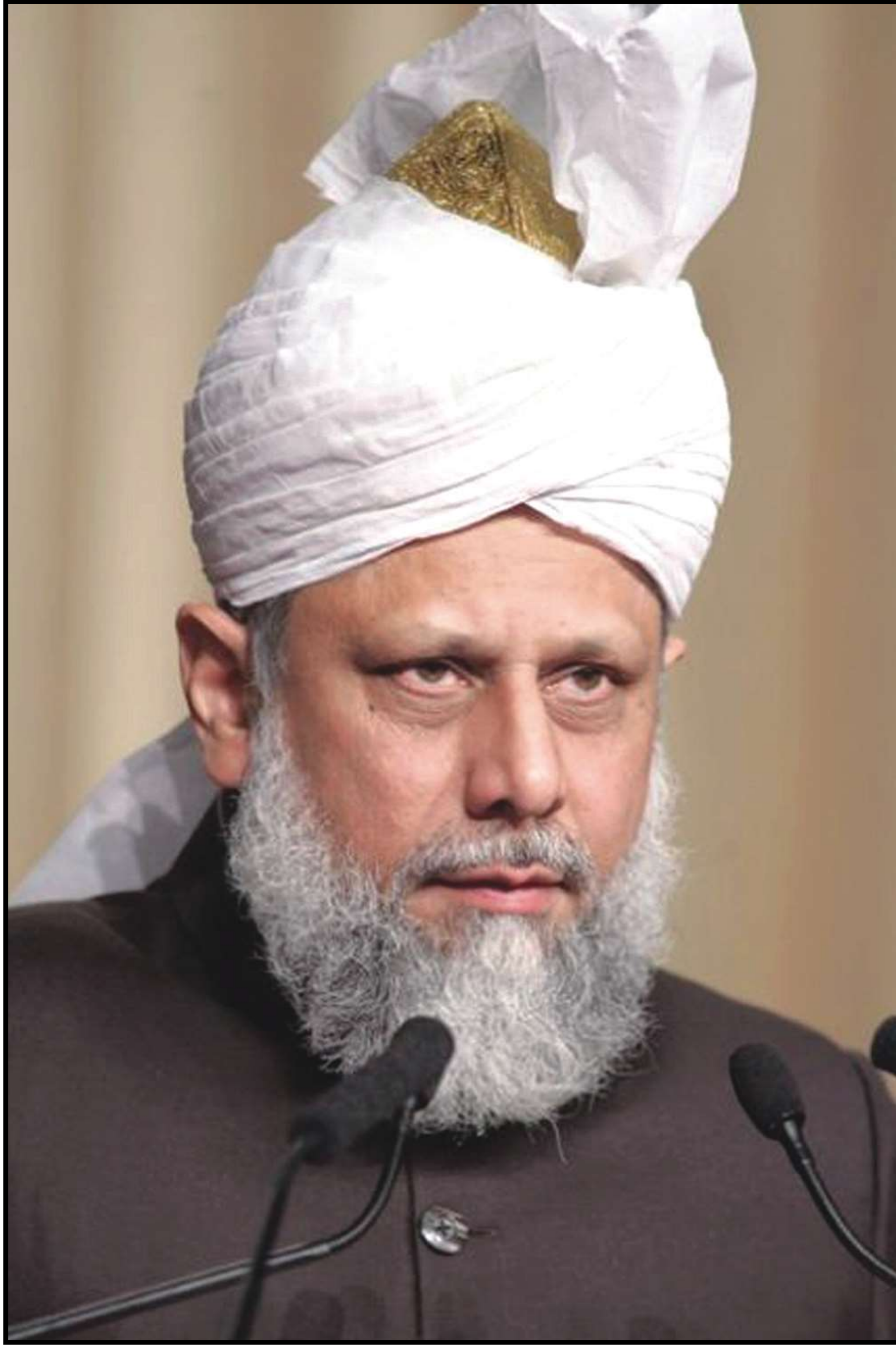
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی



حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ



حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ



حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا کراچی تاریخ احمدیت کی اشاعت کے موقع پر خصوصی پیغام





نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

3-11-10

مکرم امیر صاحب کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے کراچی کی تاریخ احمدیت لکھے جانے کی خوش خبری ملی۔ الحمد للہ۔ اور ساتھ مجھ سے یہ مطالبہ کہ اپنا پیغام دوں۔

کراچی جماعت پر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہر دور اور حالات میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کے کراچی کے دورے حضور کے سندھ جانے کی وجہ سے بھی ہوتے رہے اور کراچی کی جماعت کی تربیت میں ان دوروں نے اہم کردار ادا کیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورے بھی رہے۔ کسی بھی جماعت میں خلیفۂ وقت کے دورے یقیناً اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جماعت کی صلاحیتوں کو مزید صیقل کرتے ہیں۔ خلافت رابعہ کے پاکستان میں قیام تک کراچی جماعت نے یہ فیض حاصل کئے اور تنظیمی اور تربیتی لحاظ سے صف اول کی جماعت میں شامل ہوئی۔ خلیفۂ وقت کے پاکستان سے ہجرت کرجانے کی وجہ سے گو ایک لمبے عرصے سے پاکستان کی باقی جماعتوں کی طرح کراچی جماعت بالمشافہ مجالس اور رابطہ سے تو محروم ہو گئی لیکن قربانی اور اخلاص میں نئے اور پرانے احباب جماعت مرد و خواتین نے اپنی روایات میں نہ صرف کمی نہیں آنے دی بلکہ اسے آگے بڑھایا۔

نئی نسل پیدا ہو کر اس لمبے عرصے میں جوان ہوئی۔ لیکن اپنے بزرگوں کی روایات کو قائم رکھا۔ اللہ کرے کہ آئندہ بھی اخلاص و وفا اور قربانیوں میں کراچی جماعت کے افراد آگے ہی بڑھتے رہیں۔ جو اعتماد خلفائے وقت کو کراچی جماعت پر رہا اور ہے اسے آگے بڑھانے والے ہی ہوں۔ یہ خلیفۂ وقت کا اعتماد ہی تھا کہ کراچی کے امیر کو خاص حالات میں

متبادل ناظر اعلیٰ بنا دیا۔ پس ہمارے بزرگوں نے جو کردار ادا کیا ہے نوجوانوں کو بھی ہمیشہ اس اعلیٰ نمونے کو اللہ سے مدد مانگتے ہوئے قائم رکھنا چاہئے۔ اللہ کرے کہ انتظامی، علمی اور عملی صلاحتیں کراچی کے افراد میں ہمیشہ پیدا ہوتی رہیں۔

جہاں تک مال اور جان کی قربانی کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کراچی کو بھی صف اوّل میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ قربانیاں منظور فرمائے۔ خلافت احمدیہ سے اخلاص ووفا کا تعلق ہمیشہ بڑھتا چلا جائے۔ اور خلیفۂ وقت کو ہمیشہ آپ کی طرف سے قرۃ العین ملتی رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص ووفا اور قربانیوں کو ہمیشہ قبول فرمائے۔ اور آپ ہمیشہ بنیان مرصوص بن کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کراچی کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مختصر تاریخ شہر کراچی

کراچی کی شمال مشرقی حدود ضلع دادو سے ملتی ہیں۔ مشرق میں ٹھٹھہ کا علاقہ ہے۔ جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے جبکہ مغربی حدود دریائے حب سے ملتی ہیں۔

کراچی شہر ابتداء میں چند جھونپڑیوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ بعدازاں 1729ء میں ایک ہندو تاجر بھوجومل نے، جو بعض دوسرے افراد کے ساتھ کھڑک بندر سے یہاں آیا تھا، شہر کراچی کی بنیاد رکھی۔ 1795ء میں تالپور خاندان یہاں حکمران ہوگیا۔ اس سے قبل کراچی پر خان آف قلات کی حکمرانی بھی رہی۔

1839ء میں کراچی پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ یہیں سے جدید شہر کراچی کی بنیاد پڑی۔ شہر کے گرد قائم فصیل، جو شہر کی بنیاد پڑنے کے کچھ عرصہ بعد قائم کی گئی تھی، گرا دی گئی اور فصیل سے باہر شہر میں توسیع ہونے لگی اور نئے علاقے قائم ہونے لگے۔ ان علاقوں میں رتن تلاؤ، رام سوامی اور نانک واڑہ وغیرہ بھی شامل تھے۔ یاد رہے کہ کراچی کا قدیم شہر لیاری ندی اور بحیرہ عرب کے درمیان کے علاقہ پر مشتمل تھا۔

1852ء میں کراچی میں میونسپلٹی قائم ہوئی۔ 1858ء میں شہر کو میونسپلٹی اور کنٹونمنٹ کی حدود میں تقسیم کیا گیا۔ 1861ء میں کراچی سے کوٹری تک ریلوے لائن بچھائی گئی۔ 1923ء میں کراچی میں شہری منصوبہ بندی کا آغاز کیا گیا جس کے تحت شہر کے مضافات میں پھیلاؤ اور سڑکوں اور ریلوے لائین کی توسیع کے منصوبے بنائے گئے۔

سندھ کو 1847ء میں بمبئی پریذیڈنسی کا حصہ بنا دیا گیا تھا۔ 1937ء میں سندھ کو علیحدہ صوبہ بنایا گیا تو کراچی کو اس کا دارالحکومت بنایا گیا۔

کراچی شہر کی توسیع اور ترقی کا انداز دنیا کے دوسرے صنعتی و تجارتی شہروں سے مختلف

ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کراچی کی توسیع و ترقی صنعتی ترقی کے بغیر ہوئی۔ کراچی کی ترقی کی بڑی وجہ سندھ اور پنجاب سے کپاس اور غلّہ کی تجارت تھی۔ 1860ء میں نہری آبپاشی نظام تعمیر ہونے کے نتیجہ میں یہ تجارت تیزی سے بڑھ گئی۔ اس طرح کراچی ایک نوآبادیاتی بندرگاہ بن گیا جس کے ذریعہ مقامی اجناس مغربی ملکوں میں برآمد کی جاتی تھیں۔ 1947ء تک کراچی شہر کی اہمیت ممبئی اور لاہور کے مقابلہ میں ثانوی درجہ پر تھی۔

1947ء میں پاکستان قائم ہوا تو کراچی اس کا دارالحکومت قرار دیا گیا۔ ملک کا دارالحکومت اور بندرگاہ ہونے اور کھوکھراپار کی سرحد کھلنے کے باعث ہندوستان سے مہاجرین کی سب سے بڑی تعداد یہاں منتقل ہوئی۔ مہاجرین کی بڑی تعداد کے کراچی آنے کی وجہ سے انہیں بسانے کی غرض سے کراچی میں نئے مضافاتی علاقے تعمیر کیے گئے۔ 1957ء میں کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم ہوئی جس کے تحت مختلف رہائشی اور صنعتی اسکیمیں تیار کی گئیں۔ 1960ء کی دہائی میں پنجاب میں سبز انقلاب برپا ہونے کے باعث زراعت سے فارغ ہونے والے مزدوروں کی بڑی تعداد نے کراچی کا رُخ کیا۔ اسی طرح 1971ء میں بنگلہ دیش بننے کے بعد وہاں سے آنے والے مہاجرین نے بھی کراچی کو اپنی رہائش کے لئے منتخب کیا۔

اس وجہ سے بڑھتی ہوئی آبادی نے شہر کو مزید وسعت دی۔ آج کراچی کو میگا سٹی کہا جاتا ہے جس کی ترقی کا سفر سپر ہائی وے سے حیدرآباد کی جانب، نیشنل ہائی وے سے ٹھٹھہ کی جانب اور حب کی طرف سے بلوچستان کی طرف جاری ہے۔

کراچی جو کہ ابتداء میں مچھیروں کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور جہاں بمشکل بیس یا پچیس چھونپڑیاں تھیں۔ اس کی آبادی 1850ء میں تقریباً 16 ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ 1881ء میں یہ آبادی تقریباً 73 ہزار ہوگئی۔ پاکستان بننے کے وقت اس کی آبادی ساڑھے چار لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ 1961ء میں اس کی آبادی 20 لاکھ ہوگئی۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق کراچی کی آبادی تقریباً 98 لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ آج کراچی کی آبادی کا اندازہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ افراد لگایا جاتا ہے۔

تاریخ احمدیت کے مطالعہ کی اہمیت

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 5؍ستمبر 1969ء کو کراچی کے دورہ کے موقع پر اپنی رہائش گاہ پر احبابِ جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کے سامنے ایمان افروز تاریخی واقعات اور شاندار روایات کو بار بار دہراتے رہیں تا کہ ان کا ایمان تازہ ہو، خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین پیدا ہو اور سلسلہ کے لئے قربانیوں کے لئے دلی بشاشت اور پختہ عزم نصیب ہو۔''

(الفضل 16؍ستمبر 1969ء صفحہ 3)

جماعت احمدیہ کراچی

از مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب

خدا کے فضل کے طالب رہِ وفا پہ رواں
یہ خوبیاں ہیں کراچی کے دوستوں میں عیاں
رہِ خدا میں ہے قربان اس کا تن من دھن
فدائے شمعِ خلافت ہر ایک پیر و جواں
تلاشِ خدمتِ دیں اُن کا شوق شام و سحر
عمل سے ان کے ہے دل کا خلوص و عشق عیاں
کمال سعیٔ پیہم ہے اِن کا حسنِ عمل
کٹھن ہدف بھی ہے ان کے لئے بہت آساں
ہر ایک بوجھ اٹھانے کو ہیں کمر بستہ
نہیں ہے ان کے لئے کوئی بوجھ بارِ گراں
عروج پر ہے ہر اک دل میں جذبۂ طاعت
ہر ایک سینے میں دیں کے لئے ہے درد نہاں
جواں تو خیر جواں ہی قرار پائیں گے
جواں ہے مجلسِ انصار بھی بعزمِ جواں
خدا کے دین کی خدمت کریں گے جو شبیر
خدا کا فضل وکرم ان پہ ہو گا بے پایاں

(المصلح کراچی یکم جولائی تا31/جولائی1993ء صفحہ 3)

فہرست مضامین

(حصہ اوّل)

صفحہ نمبر	عنوان

باب اوّل (آغازِ احمدیت تا قیام پاکستان)

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
آریہ سماج کانفرنس میں تقریر	90
(مربی) فلسطین کو الوداع	91
سیرت النبی ﷺ کا جلسہ	91
مذہبی کانفرنس کا انعقاد	91
لجنہ اماء اللہ کراچی کا قیام	91
مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا قیام	92
پبلک لیکچر	92
لنگر خانہ قادیان کے لئے عطیہ	92
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر ''سیر روحانی''	92
ناظر صاحب تالیف وتصنیف قادیان کی ہدایت پر کتب کی تالیف	93
لجنہ اماء اللہ کراچی کا جلسہ	94
حضرت کرشن کے جنم دن کی تقریب میں لیکچر	94
پارسیوں کی سالِ نو کی تقریب میں لیکچر	95
حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ایک اور لیکچر	95
احمدیہ لائبریری کراچی کے لئے گرانٹ	96
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	96
فضائل قرآن پر لیکچر	96
''قرآن کریم اور گیتا'' کے موضوع پر لیکچر	97
خلافت جوبلی فنڈ	97
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری	98
کلفٹن کی سیر اور عارفانہ کلام	98

صفحہ نمبر	عنوان
127	تقرر امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی
127	گورمکھی رسالے کی امداد کے لئے رقم
128	بڑا بھائی - بڑا کام!
128	جماعتی پیسے کا کراچی منتقل ہونا
129	حوالہ جات باب اوّل

باب دوم (1947ء تا 1957ء)

عنوان	صفحہ نمبر
نئی دہلی کے عہدیداران	151
لجنہ اماء اللہ کراچی کا جلسہ یوم مصلح موعود	151
ایشوافریقن کمپنی (Asio-African Company Ltd)	152
احمد رحمان فلور ملز	154
یونیورسل ٹریڈنگ کمپنی	156
پروموٹرز کارپوریشن لمیٹڈ	156
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر کراچی 1948ء	158
خالقدینا ہال میں عظیم الشان پبلک لیکچر	160
تھیوسافیکل ہال میں خواتین سے خطاب	161
کراچی میں پریس کانفرنس	162
تقریر امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی	162
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون کی اشاعت	162
افتتاح ربوہ کی تقریب میں شرکت	163
ربوہ میں پہلی مرتبہ زمین خریدنے والے احباب کراچی	163
بیت المبارک ربوہ کے سنگ بنیاد کی مقدس تقریب	163
تعمیر بیت المبارک ربوہ کیلئے عطیات دینے والے بعض احباب کراچی	164
خلافت کیلئے خدا تعالیٰ کا تائیدی نظارہ	166
پاکستان اولمپکس میں شرکت	167
مربیان کے اعزاز میں دعوت اور جلسہ	167
کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون کی اشاعت	168
اخبار المصلح کراچی کا اجراء	169

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
237	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو کراچی لانے کی تجویز
238	1953ء کا دورِ ابتلاء اور ''المصلح'' کراچی کی عظیم خدمات
241	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون کی اشاعت
242	ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کی مستقل عمارت کی تعمیر
243	جھمپیر میں المناک حادثے پر تعزیت کا اظہار
244	گورنر جنرل پاکستان کی خدمت میں قرآن کریم کا نسخہ
245	حضرت مصلح موعود پر قاتلانہ حملہ اور آپ کا تاریخی پیغام
246	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کیلئے اجتماعی دعائیں اور صدقات
246	حفاظتی کمیٹی برائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
247	شاہ سعود سے ملاقات
247	مراکشی عوام کے لئے جماعت احمدیہ کراچی کی امداد
247	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری
248	ناروے و سویڈن مشن کے لئے عطیہ
248	جماعت احمدیہ کراچی حضرت مصلح موعود کی نظر میں
248	سیلاب مشرقی پاکستان کیلئے عطیات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اظہار خوشنودی
249	رسالہ ''قادیانی مسئلہ کا جواب'' کی اشاعت
249	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے علاج کیلئے ایک مبارک تحریک
250	کوٹھی ''دارالصدر'' کراچی کی تعمیر
251	امریکی سفارت خانہ کے افسر کی ملاقات
251	کمیشن صدر انجمن احمدیہ ربوہ

باب سوم (1958ء تا 1967ء)

باب چہارم (1968ء تا 1977ء)

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خدام سے خطاب	426
لجنہ اماء اللہ کراچی سے خطاب	428
تصویری نمائش کے شاندار سلسلے کا آغاز	428
احمدی انجینئر کا اعزاز	431
مجلس انصار اللہ کراچی کی اوّل پوزیشن	431
جماعت احمدیہ کراچی کا وقف جدید کے چندے کا قابل تقلید نظام	432
مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی پر جماعت احمدیہ کراچی کی قرارداد	432
دارالضیافت ربوہ میں روٹی پکانے کی مشینوں کی فراہمی	433
کراچی میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	434
وقف عارضی کے پہلے تین سالہ دور کے واقفین	434
نمائش کتب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	435
کتب علماء سلف	437
کتب مستشرقین و غیر مسلم حضرات	437
کتب علماء عصرِ حاضر	437
اکناف عالم کی زبانوں میں سیرت النبیؐ کی کتب	437
معلوماتی چارٹس	437
بین الاقوامی سیرت کانفرنس	438
مجلس حسن بیاں کا قیام	438
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا کراچی میں دورہِ مسعود	439
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خدام الاحمدیہ کراچی کی مجلس عاملہ سے خطاب	439
خدام الاحمدیہ کے عصرانے میں شرکت	440

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

باب پنجم (1978ء تا 1987ء)

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

فہرست مضامین

(حصہ دوم)

عنوان	صفحہ نمبر

باب ششم (1988ء تا 1997ء)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
''المصلح'' کراچی کا دور ثالث	690
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور اکابرین جماعت کی آراء	691
بیت النصرت دستگیر سے کلمہ کا مٹایا جانا	693
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا اظہار خوشنودی	693
بیت الرحمٰن کلفٹن کی تعمیر	693
جوبلی مرکزی امتحان (اطفال) میں پوزیشن	694
بیت لانڈھی کی تعمیر میں رکاوٹ	694
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خطبات بذریعہ ٹیلیفون	694
قادیان میں ذہین طلباء کو اعزازات کی پہلی تقریب	696
جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے لئے خدمات	696
حلقہ ملیر میں مخالفت	697
راہ مولیٰ میں تشدد	698
اسیر راہ مولیٰ مکرم ناصر احمد قریشی صاحب کی وفات	698
اسیران راہ مولیٰ 1992ء	699
تعمیر بیت و مشن ہاؤس قاذان (روس)	699
ایم ٹی اے کا آغاز	700
بوسنیا، صومالیہ اور روانڈا کیلئے تحریک	701
مقدمات 1992ء	701
سکھر ڈیوٹی کے حوالے سے ایک خادم کے لئے انعام و اعزاز	702

عنوان	صفحہ نمبر

باب ہفتم (1998ء تا 2010ء)

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
ڈیوٹی برائے لوائے احمدیت	838
حفاظتی ڈیوٹی دارالمسیح	838
ڈیوٹی برائے MTA انٹرنیشنل	839
روحانی خزائن کے حوالہ سے انٹرنیٹ پر ایک اہم خدمت	839
انصاراللہ ضلع کراچی کی اوّل پوزیشن	840
حوالہ جات باب ہفتم	841

باب ہشتم (ضمیمہ جات)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خراج تحسین	846
تجنید جماعت احمدیہ کراچی	847
جماعت احمدیہ کراچی میں حلقہ جات کا قیام	848
حلقہ جات جماعت احمدیہ کراچی	850
بیوت جماعت احمدیہ کراچی (از قیام پاکستان تا حال)	851
کراچی کی ابتدائی بیوت (از قیام پاکستان تا 1966ء)	852
کراچی کی بعض ابتدائی بیوت کا تذکرہ	852
بیت الحمد مارٹن روڈ	853
بیت الرفیق لیاقت آباد	854
بیت العزیز عزیز آباد	855

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

باب نہم (شخصیات)

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی	970
حضرت منشی سراج الدین صاحب کانپوری	970
حضرت حکیم رحمت اللہ صاحب	971
حضرت مرزا صالح علی صاحب	972
حضرت چوہدری مختار احمد صاحب	972
حضرت حامد حسین خان صاحب میرٹھی	973
حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب	973
حضرت ڈاکٹر عبد الرحمٰن رانجھا صاحب	974
حضرت شیخ محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالوی	975
حضرت شیخ جلال الدین صاحب	975
حضرت حکیم عبد الصمد دہلوی صاحب	976
حضرت ماسٹر ودھاوے خان صاحب	976
حضرت محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی	977
رفقاء کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام (کراچی میں تشریف لانے والے)	979
حضرت شیخ عبد الحق صاحب کراچی والا	979
حضرت حافظ نور احمد لدھیانوی صاحب	980
محترم مرزا خدا بخش صاحب	980
حضرت حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری	981
حضرت قاضی نظیر حسین احمد صاحب	982

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

باب دہم (شخصیات)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
1195	مکرم ڈاکٹر مسرور احمد صاحب
1195	مکرم افتخار احمد صاحب
1196	مکرم لطیف خاور صاحب
1196	مکرم حیدر الدین ٹیپو صاحب
1197	دیگر شخصیات
1197	حضرت محمد حسن موسیٰ صاحب
1197	مکرم ڈاکٹر سیّد غلام مجتبیٰ صاحب
1198	مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب
1199	مکرم بشیر احمد منیر سیال صاحب
1199	مکرم متقی محمد حسین صاحب
1119	مکرم ملک سارنگ خان صاحب
1200	مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
1201	حضرت شیخ بہادر علی صاحب
1201	مکرم چوہدری شریف احمد صاحب کانپوری
1202	مکرم ملک عبدالرحیم صاحب
1203	مکرم کیپٹن نواب دین صاحب
1203	مکرم حکیم خلیل احمد مونگھیری صاحب
1204	مکرم چوہدری شاہنواز صاحب
1205	مکرم چوہدری نبی احمد صاحب

باب اوّل

(آغازِ احمدیت تا قیامِ پاکستان)

باب اوّل

آغازِ تاریخ

یہ بات حتمی طور پر تو نہیں کہی جاسکتی کہ کراچی کے ابتدائی احمدی کون تھے یا سب سے پہلے کون سا فرد یا خاندان احمدیت سے ہم آغوش ہوا اور کون سا احمدی خاندان یا فرد کراچی میں آ کر آباد ہوا؟ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ سے یہ انکشاف ہوا کہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب ایک بزرگ ایسے تھے جو کرانچی والا کہلاتے تھے۔ لیکن آپ کا اصل تعلق لدھیانہ سے تھا۔ آپ کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب انجام آتھم، سراج منیر اور آسمانی فیصلہ میں ملتا ہے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے 313 رفقاء میں شامل ہیں۔

جب حضرت مسیح موعودؑ کے خطوط پر مشتمل کتاب مکتوبات احمدیہ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کا مطالعہ کیا گیا تو حضرت چوہدری رستم علی صاحب کے نام حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خط میں بھی حضرت شیخ عبدالحق صاحب کرانچی والا کا ذکر ملا۔ یہ خط 29/ستمبر 1891ء کا تحریر فرمودہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

> ''اور میں نہایت تاکید سے آپ کو سفارش کرتا ہوں کہ آپ شیخ عبدالحق صاحب کرانچی والا کی نوکری کی نسبت ضرور کوشش فرماویں کہ وہ میرے بہت مخلص ہیں۔'' [1]

اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب ملازمت پیشہ تھے اور اسی غرض سے مختلف شہروں میں جاتے ہوں گے اور شاید اسی غرض سے آپ کراچی آئے ہوں گے۔

آپ کے کراچی آنے کا ہمیں ریکارڈ سے علم نہیں ہوا۔لیکن کراچی والا کے لاحقہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا کراچی سے کوئی تعلق تھا واللہ اعلم۔

بہرحال ہم نے ان کے نام کے ساتھ ''کراچی والا'' کے لاحقہ کی وجہ سے انہیں کراچی تاریخ احمدیت کا حصہ بنایا ہے۔

ایک رفیق حضرت مسیح موعودؑ کی کراچی تشریف آوری

ستمبر 1894ء میں حضرت نور احمد صاحب لدھیانوی، جن کا کپڑے کا کاروبار سندھ اور کراچی تک پھیلا ہوا تھا، سندھ کا دورہ کرتے ہوئے کراچی بھی تشریف لائے۔ 2

نائب سفیر ترکی حسین کامی کی کراچی سے قادیان آمد

مئی 1897ء میں حسین کامی وائس قونصل ترکی، لاہور آئے۔حسین کامی بطور وائس قونصل ترکی، کراچی میں متعین تھے۔مسلمانان لاہور کی طرف سے خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید ثانی سے گہری عقیدت و ارادت کے باعث ان کا پرجوش استقبال ہوا اور ڈپٹی برکت علی خان شاہجہانپوری صدر انجمن اسلامیہ لاہور کی کوٹھی بیرون موچی دروازہ میں ان کے قیام کا انتظام کیا گیا۔

جماعت احمدیہ لاہور کے بعض اصحاب نے ان کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے ملاقات کی، پیغام حق پہنچایا اور جماعتی لٹریچر بھی دیا۔جس سے انہوں نے متاثر ہوکر حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ تحریری درخواست کی۔

حسین کامی 10 یا 11 رمئی 1897ء کو نماز عشاء کے قریب قادیان پہنچے۔ دوسرے روز حضرت اقدس اپنے طریق کے خلاف ان کی درخواست پر تخلیہ میں ان سے ملے۔ انہوں نے سلطان ترکی کے لئے ایک خاص دعا کی تحریک کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ ان کے لئے جو کچھ قضاوقدر سے آنے والا ہے اس سے مطلع کیا جائے۔حضرت اقدس پر اول ملاقات میں ہی جناب الٰہی کی طرف سے ان کی منافقانہ کیفیت بے نقاب کر دی گئی اور ان کی دنیا پرستی کا رنگ آپ پر عیاں ہو گیا۔

حضرت اقدس اگرچہ سلطان عبدالحمید ثانی کی تعریف کرتے ہوئے ان کا یہ واقعہ ہمیشہ

سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے ایک جنگ کے موقعہ پر یہ کہا تھا کہ کوئی خانہ خدا کے لئے بھی خالی رکھنا چاہیئے ۔لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے بوقت ملاقات صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے ان کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔

نیز اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔توبہ کروتا نیک پھل پاؤ۔

حضرت اقدس کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر حسین کامی صاحب جنہوں نے قادیان میں اکثر وقت لہو ولعب اور شطرنج میں گزارا،سخت جزبز ہوئے اور واپس آ کر اخبار ناظم الہند میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایک غضب آلود مراسلہ شائع کیا جس نے عداوت کی ایک نئی بنیاد ڈال دی اخبارات نے اسے خوب اچھالا اور بڑی کثرت سے اشتہارات میں اس کا چرچا ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو اس قسم کے موقعہ کی ہمیشہ تاک میں رہتے تھے، خلیفۃ المسلمین کی عقیدت و الفت کا واسطہ دے کر مسلمانوں کے جذبات سے خوب کھیلے اور اشتعال انگیزی کی حد کر دی۔

حسین کامی صاحب کے خط پر (ضلع راولپنڈی) کے ایک وقیع عالم اور رئیس اعظم راجہ جہاں داد خان صاحب بھی پراپیگنڈہ کی رو میں بہہ گئے اور نازیبا کلمات حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں کہے اور گو اہوں نے ازخود تو کوئی مضمون آپ کے خلاف نہ لکھا مگر اخبار چودھویں صدی نے انہی کا سہارا لے کر 15/جون 1897ء کے اخبار میں حضرت اقدس کے متعلق ناواجب کلمات لکھے۔حضرت اقدس کو اس کے ردّ میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی مگر یہ عجیب بات ہوئی کہ جب یہ اخبار حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے دوران میں یہ عبارت بھی آ گئی کہ ’’ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار پڑھا تو بے ساختہ ان کے منہ سے یہ شعر نکل گیا ۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اس مقام پر پہنچ کر حضرت اقدس کی روح میں بددعا کے لئے ایک خاص جوش اٹھا تب

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کو اخبار میں بزرگ کے نام سے یاد کیا گیا تھا دعا کی کہ یاالٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں اور کاذب ہوں اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں۔ تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آ کر مجمع میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما تو رحیم و کریم ہے۔

اس بد دعا میں حضرت اقدس نے یکم جولائی 1897ء سے یکم جولائی 1898ء تک اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کی درخواست کی۔

حضرت اقدس کی دعا قبول ہوگئی جس کی اطلاع عام کے لئے آپ نے 25/جون 1897ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں یہ سب واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ''میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں کیونکہ آسمانی قضا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں............ کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہوا اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں۔''

اب حسین کامی کی ملاقات کے نتیجہ میں تین پیشگوئیاں پبلک میں آ گئیں۔

1۔ چودھویں صدی کے بزرگ کی توبہ نہ کرنے کی صورت میں ایک سال میں تباہی۔
2۔ حسین کامی کی منافقت اور غداری۔
3۔ اندرونی نظام کی خرابی کے نتیجے میں سلطنت ترکی میں انقلاب۔

بظاہر حالات ایسے نہیں تھے کہ ان میں سے کوئی بھی پہلو ظاہر ہوتا۔ مگر دنیا یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ یہ تمام پیشگوئیاں مختصر سے وقفہ کے ساتھ بڑی شان سے پوری ہوگئیں۔

پہلی پیشگوئی چودھویں صدی کے بزرگ کے متعلق تھی۔ سو راجہ جہاں داد صاحب نے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے چند ماہ کے بعد معافی کی عاجزانہ درخواست کی۔ چنانچہ اس

سلسلہ میں انہوں نے 29/اکتوبر 1897ء کو حضرت اقدس کی خدمت میں حد درجہ فروتنی، انکسار اور تذلّل سے ایک مفصل خط لکھا۔ یہ خط ان الفاظ پر ختم ہوتا تھا:

''اس وقت تو میں ایک مجرم گنہگار کی طرح آپ کے حضور کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھ کو حاضر ہونے میں بھی کچھ عذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہری حاضری سے معاف کیا جانے کا مستحق ہوں) شاید جولائی 1898ء سے پہلے حاضر ہی ہو جاؤں۔ امید ہے کہ بارگاہ اقدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لئے تحریک فرمائی جائے کہ **نسی ولم نجد له عزما** قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمداً و جان بوجھ کر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کہ ہوتا ہے۔ **فاعفو او اصلحو ان اللّٰہ یحب المحسنین** میں ہوں حضور کا مجرم (دستخط بزرگ) راولپنڈی 29/اکتوبر 1897ء۔''

راجہ جہاں داد خان صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں یہ خط بھجوانے کے علاوہ اس کا ملخص راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی میں شائع کروایا۔

اس کے جواب میں حضور نے 20/نومبر 1897ء کو بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا کہ:

''خدا تعالیٰ اس بزرگ کی خطا معاف کرے اور اس سے راضی ہو۔ میں اس سے راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں اور چاہیئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔''

دوسری پیشگوئی خود حسین کامی کی نفاق آمیزی کی نسبت تھی جو خارق عادت رنگ میں پوری ہوئی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اسی سال یونانیوں نے ترکی کے مقبوضات میں سے ایک جزیرہ کریٹ پر قبضہ کر کے اس کے مسلمان باشندوں کا بے دردی سے قتل عام کیا کہ پورے عالم اسلام پر قیامت گزر گئی اور ہر جگہ چندے ہونے لگے۔ مسلمانان ہند نے بھی اپنے مظلوم بھائیوں کی اعانت میں دل کھول کر حصہ لیا اور مدراس کے ترکی سفیر عبدالعزیز کے علاوہ حسین کامی مقیم کراچی کو بھی یہ چندہ دیا کہ پہنچا دیں مگر یہ صاحب مظلومان کریٹ کا کل چندہ خود ہی ہضم کر گئے

اور ایک کوڑی تک ان ستم رسیدوں تک نہیں پہنچنے دی۔ حکومت ترکی کو جب اس قومی غداری کا علم ہوا تو اس نے حسین کامی کو برطرف کر دیا اور اس کی جائیداد ضبط کر لی۔ اس راز کا انکشاف مشہور ہندی سیاح حافظ عبدالرحمٰن صاحب امرتسری پر قسطنطنیہ کی سیاحت کے دوران ہوا۔ جس پر انہوں نے اخبار ''نیر آصفی'' مدراس کو نامہ نگار کی حیثیت سے اس خبر کی پوری تفصیلات بھجوا دیں جو 12 / اکتوبر 1899ء کے ایشو میں ایک ادارتی نوٹ کے ساتھ بایں الفاظ شائع ہوئیں۔

''چندہ مظلومان کریٹ اور ہندوستان''

ہمیں آج کی ولایتی ڈاک میں معزز اور لائق نامہ نگار کے پاس سے قسطنطنیہ والی چھٹی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے۔ افسوس اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری امیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منظّم اور مہذب اسلامی سلطنت کے وائس قونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل میں آئی اپنے کانوں سے سنا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبد الرحمٰن الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمیں معلوم کرائی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کر لیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرقریزی کے ساتھ ان سے روپیہ اگلوایا۔ مگر یہ دریافت نہیں ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ میں کوئی نالش کی گئی یا نہیں۔ ہماری رائے میں ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعے عبرت انگیز سزا ملنی چاہئے۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے جو گذشتہ دو سالوں میں مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کر کے قونصل ہائے دولت علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زر چندہ تمام وکمال قسطنطنیہ نہیں پہنچا اور اس امر کے باور کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حسین کامی وائس قونصل کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار نے مختلف مقامات سے وصول کر کے بھجوایا تھا وہ سب غبن کر گیا ایک کوڑی تک قسطنطنیہ میں نہیں پہنچائی مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم پاشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہنچی تو انہوں نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کے اراضی مملوکہ کو نیلام کروا کر وصولی رقم کا انتظام کیا اور باب

عالی میں غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف کروایا۔ اس لئے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھ کر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات میں مشتہر فرمائیں اور جس وقت ان کو معلوم ہو کہ فلاں شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اس کو جریدہ میں مشتہر کرائیں اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھیں کہ بشرط ضرورت اس سے خط و کتابت ہو سکے۔

اس خبر نے اخبار ناظم الہند اور دوسرے تمام اخبارات پر بجلی گرا دی۔ یہ وہ اخبارات تھے جنہوں نے حسین کامی کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے یہاں تک لکھ ڈالا تھا کہ یہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم جو پاک باطنی اور دیانت اور امانت کی وجہ سے سراسر نور ہیں اس لئے قادیان میں بلائے گئے تا کہ مرزائے قادیان اپنے افتراء سے اس نائب الخلافت یعنی مظہر نور الٰہی کے ہاتھ پر توبہ کرے اور آئندہ اپنے تئیں مسیح موعود ٹھہرانے سے باز آ جائے۔ لیکن قدرت حق نے جلد ہی حسن کامی کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا اور خدا کی بات کمال صفائی سے پوری ہو گئی۔

حضرت اقدسؑ نے خبر دی تھی کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے ان کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں اور یہ بھی بتایا تھا کہ ترکی کی گورنمنٹ میں کئی ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت رکھنے والے ہیں۔ گو حضرت اقدس کا دینی عقیدہ یہ تھا کہ سلطان ترکی حرمین کا محافظ نہیں بلکہ حرمین اس کے محافظ ہیں تاہم اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے مغتنمات میں سے سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ کو طبعاً صدمہ ہوا اور آپ رقّت اور درد سے بھر گئے۔ آپ کا یہ کرب و اضطراب درگاہ الٰہی میں پہنچا اور بالآخر جنوری 1904ء میں آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ اہل روم نزدیک کی زمین میں مغلوب کئے جائیں گے اور وہ عنقریب مغلوب ہونے کے بعد غلبہ پائیں گے۔ چنانچہ 1904ء میں ہی سلطنت ترکی کے انقلاب کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اور اس کے کچے دھاگوں کے ٹوٹنے اور اندرونی نظام کھوکھلا ہونے کی خبریں بڑی کثرت سے منظر عام پر آنا شروع ہو گئیں۔ جس پر اخبار وکیل 27/اگست 1904ء صفحہ 8 کالم نمبر 2 نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عادت زبوں نے ترکوں کو یہ

دن دکھایا اور عیسائی سلطنتوں کے ہاتھوں اسے برباد کرایا وہ عادت ابھی تک ان میں کم و بیش پائی جاتی ہے اور یہ عادت ملک وقوم کے اغراض پر اپنی اغراض کو ترجیح دینا ہے۔ حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ یہ تباہی بخش مرض عام لوگوں کے طبقہ سے گذر کر مقتدر اور سربرآوردہ طبقہ کے اشخاص میں بھی گھر کر گیا ہے کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ کسی نہ کسی نمک حرام ترک افسر کی غداری کی خبریں مشہور نہ ہوتی ہوں۔ اب جو شخص ملک وقوم کی اغراض کو ایک طرف پھینک کر غداری کے میدان میں نکلا ہے کمال الدین پاشا فرزند عثمان پاشا ہے یہ نوجوان (سلطان المعظم کا۔ ناقل) داماد تھا مگر کچھ عرصے سے ہوا ایسی بگڑی ہے کہ کسی دشمن نے اس پر ایسا جادو چلایا کہ وہ اعلانیہ سرکشی پر کمر بستہ ہوگیا۔ یہ حالت دیکھ کر دختر سلطان المعظم نے اس سے کنارہ کرلیا اور زوجیت کے تمام تعلقات منقطع کر دیئے۔ اب یہ نوجوان بروسا میں نظر بند کیا گیا ہے اور اس کے تمام تمغہ جات و جاگیر وغیرہ ضبط ہوگئی۔ کیسا دردناک سبق ہے کہ جس شخص کو سلطنت کی ترقی، اقبال میں ساعی ہونا چاہیئے تھا وہ سازش کے جرم میں زندان میں ڈالا جائے۔ جب تک ترکوں میں اس قسم کے آدمی ہیں وہ اپنے آپ کو کبھی خطرہ سے باہر نہیں نکال سکتے۔''

ان پے در پے غداریوں اور سازشوں نے ملکی نظام درہم برہم کر دیا۔ جس نے ملک میں سخت ابتری پھیلا دی اور سلطان عبدالحمید ثانی کو 1909ء میں تخت سے اتار دیا گیا اور ان کے بھائی سلطان محمد پنجم بادشاہ ہو گئے۔ سیاسی بحران اس وقت انتہاء کو پہنچ چکا تھا خزانہ لٹ چکا تھا۔ نہ فوج کی حالت درست تھی نہ ملکی نظم ونسق ہی ٹھیک تھا اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اٹلی نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ ساتھ ہی بلقان میں لڑائی چھڑ گئی۔ یہ ختم ہوئی تو پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی اور ترکی کو جرمنی کے حلیف کی شکل میں اس میں حصہ لینا پڑا۔ لڑائی جاری تھی کہ سلطان محمد پنجم انتقال کر گئے اور سلطان عبدالوحید تخت پر بیٹھے۔ 10/اگست 1918ء کو جرمن نے ہتھیار ڈال دیئے اور اتحادیوں نے انتقام لینے کے لئے ظالمانہ طور پر ترکی سلطنت کے حصے بخرے کر کے اسے آپس میں بانٹ لیا۔ حجاز، عراق، فلسطین اور اُردن انگریزوں نے ہتھیائے۔ فرانس نے شام اور لبنان پر

قبضہ کیا ایشیائے کوچک یونان کو ملا اور باقی حصہ مشترکہ ملکیت قرار پایا۔ بظاہر ترکی سلطنت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی، لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادہ اور برگزیدہ کی دعاؤں کے طفیل اور اپنے الہام کے مطابق اس کے مردہ قالب میں روح پھونکنے کیلئے نوجوان ترک مصطفیٰ کمال پاشا، رؤف بے اور ڈاکٹر عدنان کو کھڑا کیا۔ جنہوں نے تھوڑی بہت فوج جمع کر کے جنگ شروع کر دی۔ خلیفہ عبدالوحید سے اتحادیوں نے حکم لکھوایا تھا کہ مصطفیٰ پاشا وغیرہ باغی ہیں اور قتل کے مستحق ہیں۔ مگر انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم نہ خلیفہ عبدالوحید کو خلیفہ جانتے ہیں نہ اس کی حکومت کو صحیح حکومت۔ آخر خدا کے فضل سے یونان نے شکست کھائی اور سارا ایشیائے کوچک اتحادیوں کے پنجوں سے نکل کر ترک جھنڈے کے نیچے آ گیا۔ 22/اکتوبر 1922ء کو قسطنطنیہ پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس عظیم انقلاب کے بعد یکم مارچ 1924ء کو مصطفیٰ کمال پاشا نے جدید ترکی حکومت قائم کر لی اور آخری ''خلیفۃ المسلمین'' حکومت کے ایک گھنٹہ کے نوٹس پر حدود ترکی سے بھاگ کر انگریزوں کے زیرسایہ مالٹا میں پناہ گزیں ہو گیا۔ 3

1898ء میں کراچی میں ایک رفیق حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہارات پر مشتمل کتاب مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 23 میں مندرج ایک اشتہار محررہ 24/فروری 1898ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعض رفقاء کی فہرست شائع فرمائی۔ اس میں 55 نمبر پر ایک رفیق کا نام یوں درج فرمایا ''مرزا غلام رسول صاحب، ٹیلیگراف آفس کراچی''۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک رفیق کی کراچی آمد

حضرت محمد افضل صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ 1898ء میں افریقہ جانے کے لئے کراچی تشریف لائے۔ آپ 17/فروری 1898ء کو بذریعہ بحری جہاز کراچی کی بندرگاہ سے افریقہ روانہ ہوئے۔ 3.a

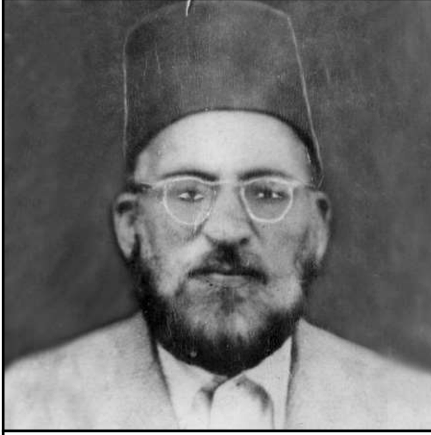
حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے کراچی میں طاعون کا ذکر

حضرت مسیح موعودؑ نے مورخہ 2/مئی 1898ء بروز عید بمقام قادیان ایک جلسہ طاعون

بعض رفقاء حضرت مسیح موعودؑ - کراچی میں رہائش پذیر یا کراچی تشریف لانے والے



حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب



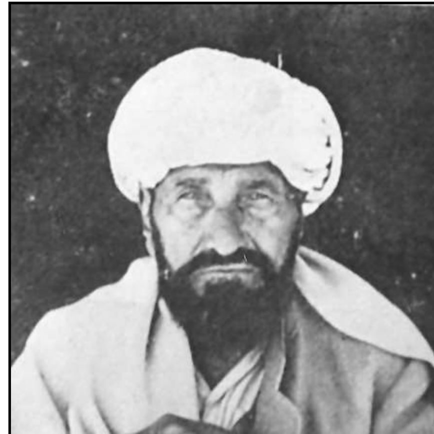
حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب



حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب



حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب



حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب



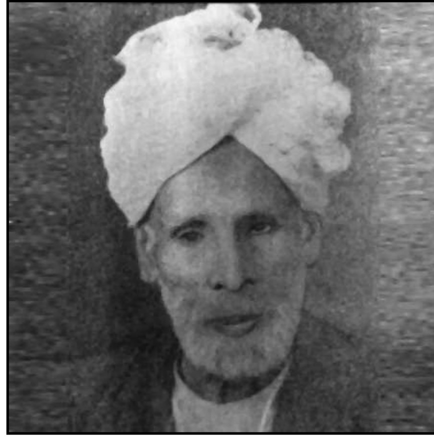
حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب



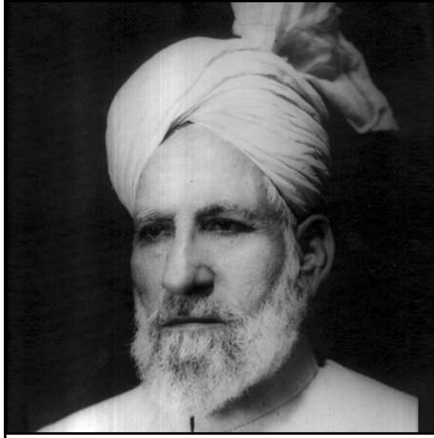
حضرت عبدالرحیم درد صاحب



حضرت نواب عبداللہ خان صاحب



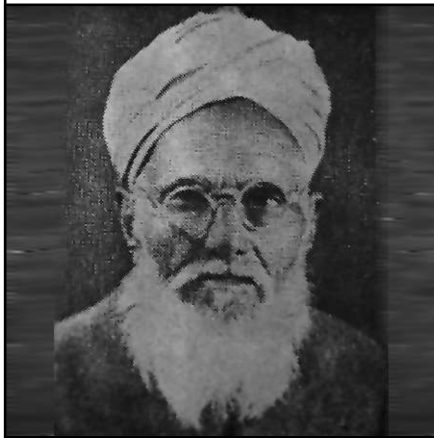
حضرت حکیم رحمت اللہ صاحب



حضرت صوفی غلام محمد صاحب



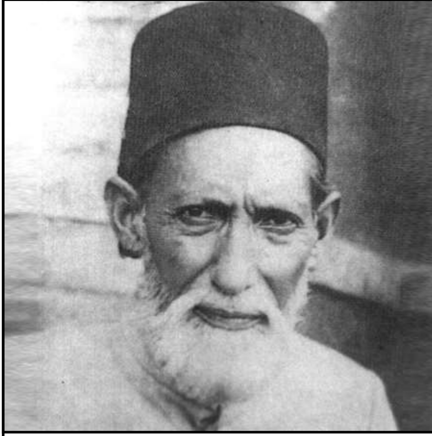
حضرت مولانا محمد اسماعیل حلالپوری صاحب



حضرت محمد ابراہیم بقاپوری صاحب



حضرت میاں جان محمد صاحب



حضرت منشی سراج الدین کانپوری صاحب



حضرت محمد ظہور خان پٹیالوی صاحب



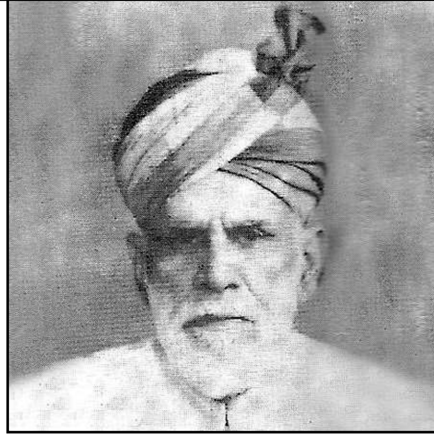
حضرت محمد عثمان قریشی صاحب



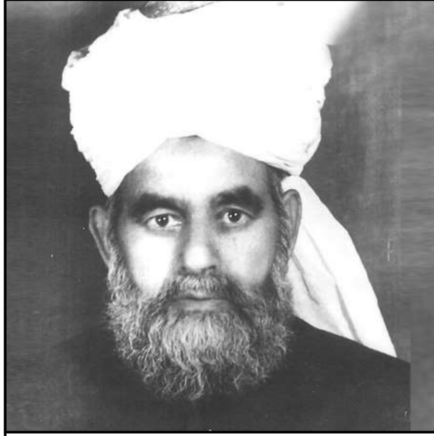
حضرت میر مہدی حسین صاحب



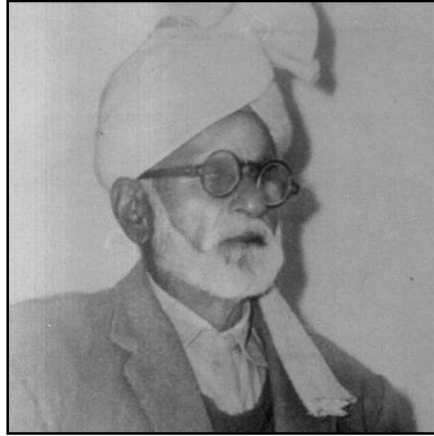
حضرت محمد افضل خان صاحب



حضرت ملک غلام فرید صاحب



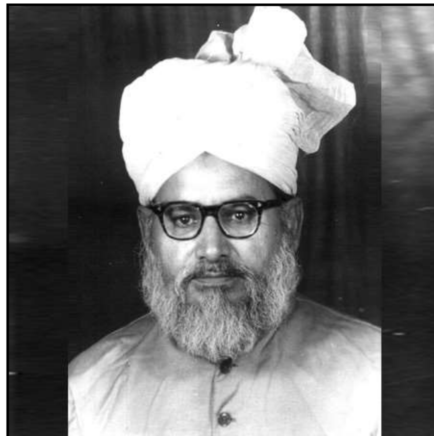
حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب



حضرت حکیم دین محمد صاحب



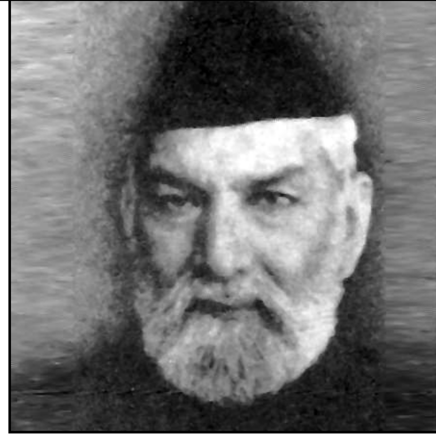
حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب



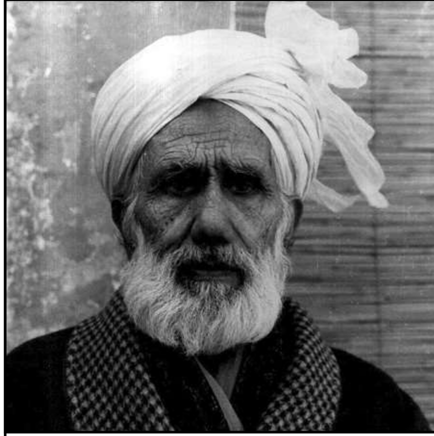
حضرت مولانا غلام احمد بدوملہی صاحب



حضرت شیخ خواجہ محمد شریف صاحب



حضرت ذوالفقار علی گوہر صاحب



حضرت بھائی مرزا برکت علی صاحب



حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب



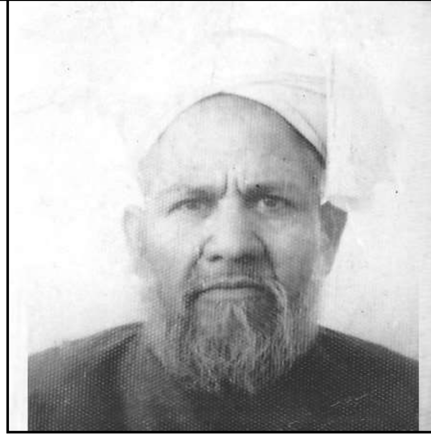
حضرت صوفی محمد رفیع صاحب



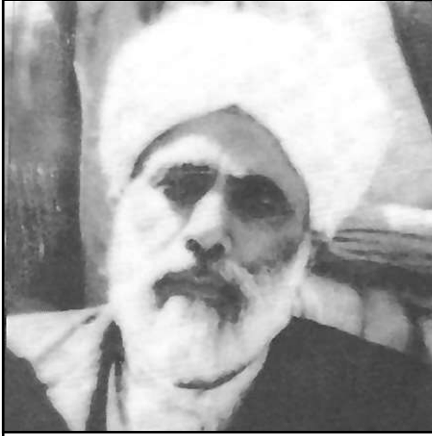
حضرت مفتی محمد صادق صاحب



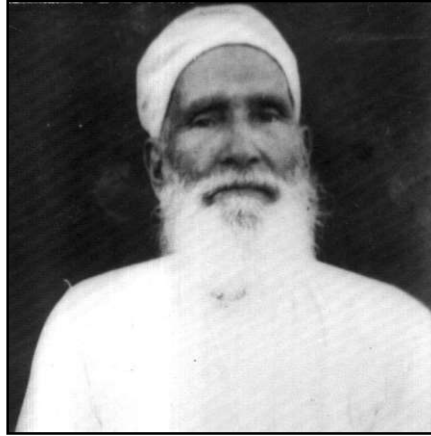
حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب



حضرت فتح محمد شرما صاحب



حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب



حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب



حضرت شیخ نیاز محمد صاحب



حضرت عبدالرحیم نیر صاحب



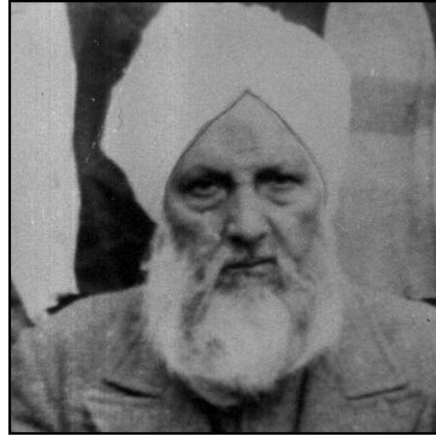
حضرت عبدالواحد میرٹھی صاحب



حضرت غلام حسنین صاحب



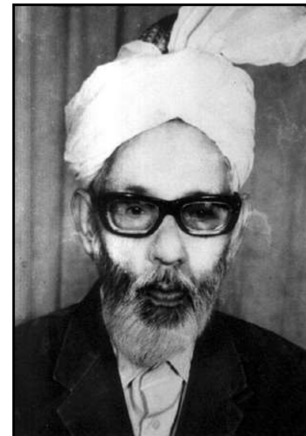
حضرت حکیم عبدالصمد دہلوی صاحب



حضرت شیخ محمد صدیق پٹیالوی صاحب



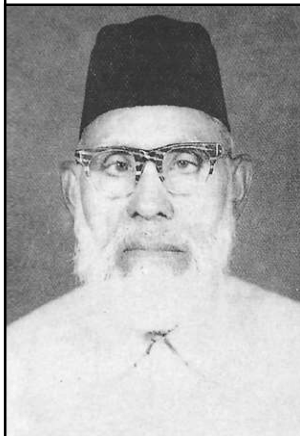
حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب



حضرت علی محمد بی اے بی ٹی صاحب



حضرت مولانا عبدالغفور صاحب



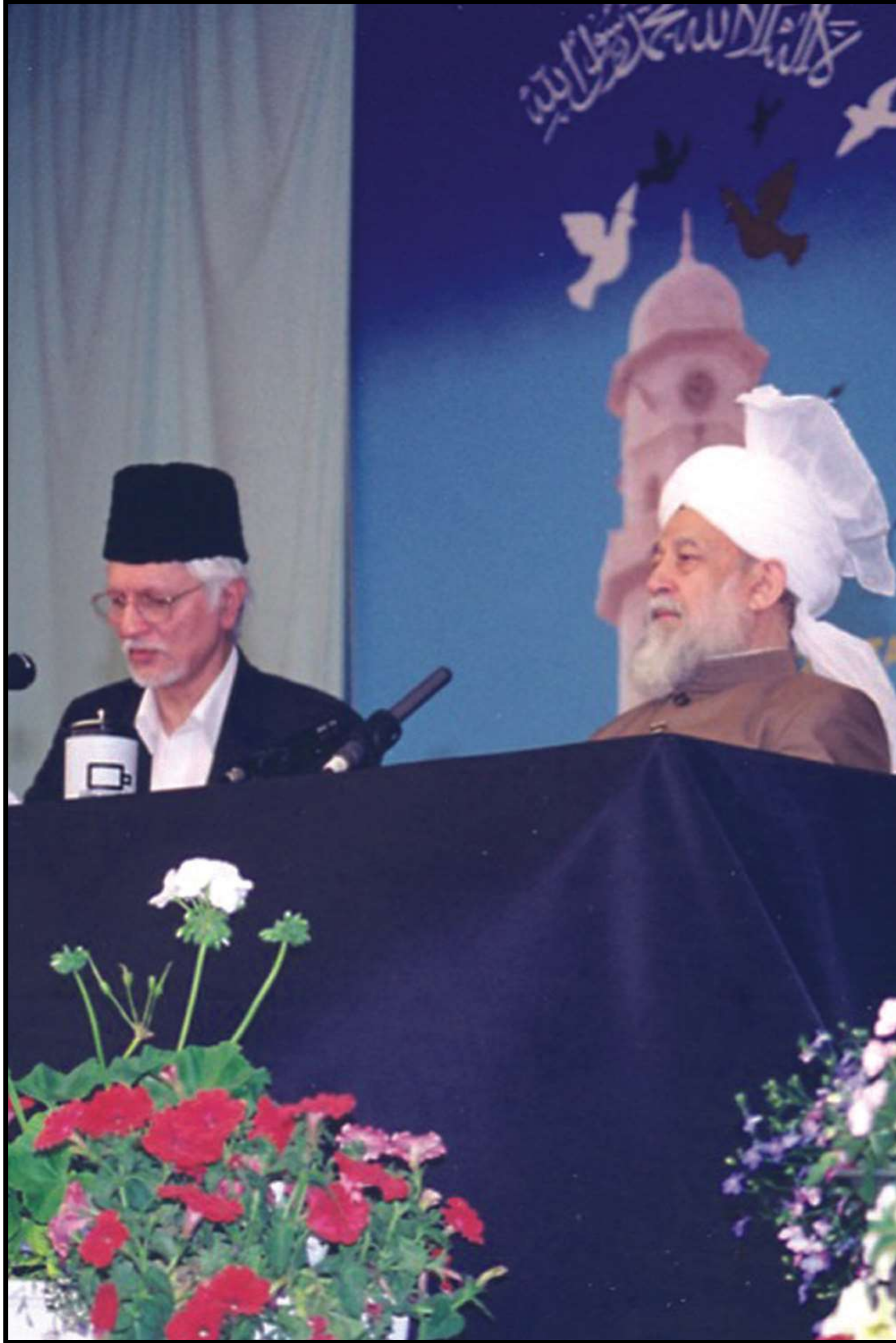
حضرت آغا محمد عبداللہ خان صاحب



1981ء میں قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کراچی کا حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے ساتھ گروپ فوٹو



قائدین مقامی مجالس خدام الاحمدیہ کراچی ودیگر احباب حضرت میاں جان محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ کے ہمراہ



مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد مجلس شوریٰ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ

امراء کرام جماعت احمدیہ کراچی



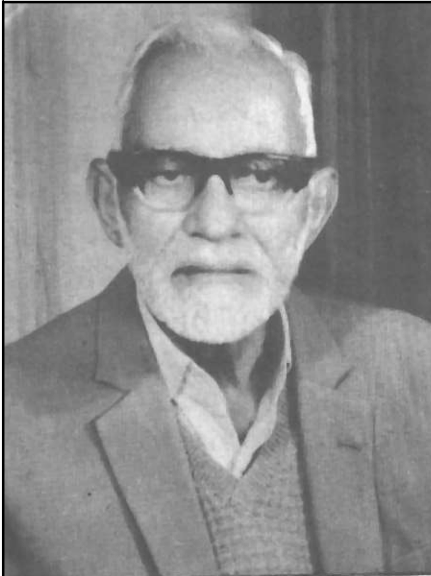
حضرت شیخ نیاز محمد صاحب



مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب



مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب



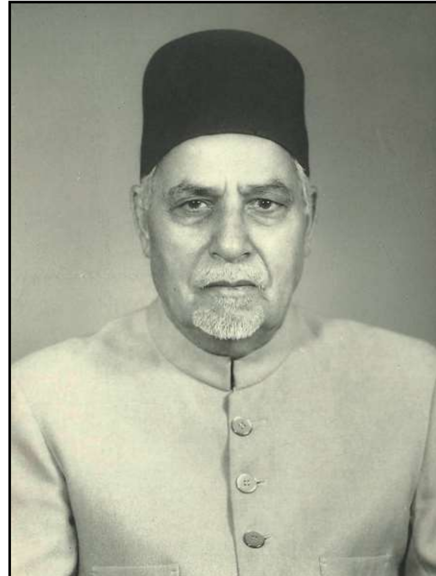
مکرم حافظ عبدالسلام صاحب



مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب



مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب



مکرم چوہدری احمد مختار صاحب

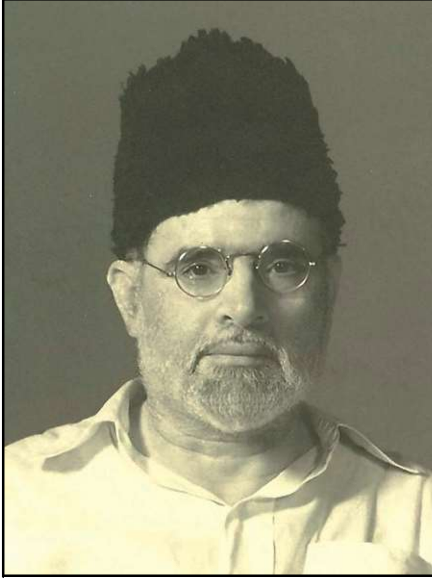


مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی

بعض صدور صاحبان جماعت احمدیہ کراچی - قبل از قیام پاکستان



حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحب



مکرم ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب

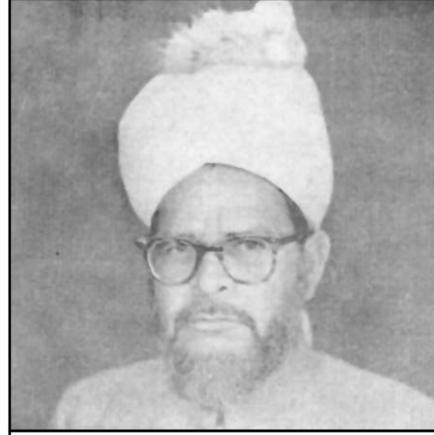


مکرم حاجی عبدالکریم صاحب



مکرم سیّد رحمت علی شاہ صاحب

مربیانِ کرام متعین کراچی



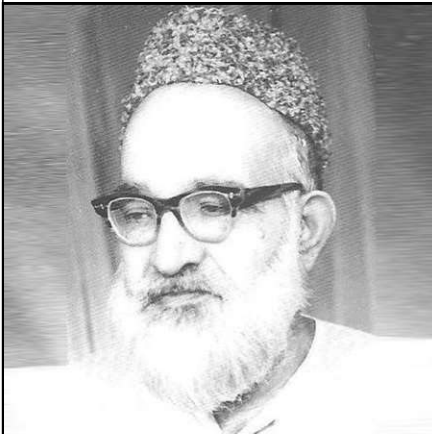
مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل)



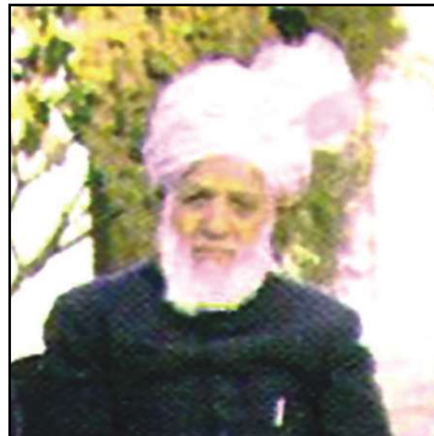
مکرم محمد نذیر قریشی صاحب



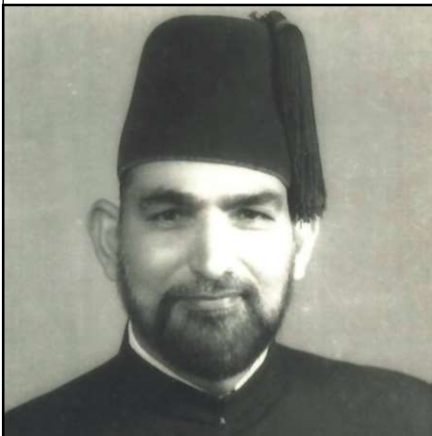
مکرم محمد یار عارف صاحب



مکرم احمد خان نسیم صاحب



مکرم سیّد احمد علی شاہ صاحب



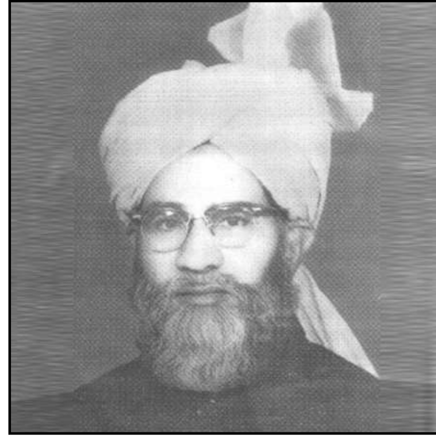
مکرم عبدالمالک خان صاحب



مکرم عبدالباسط شاہد صاحب



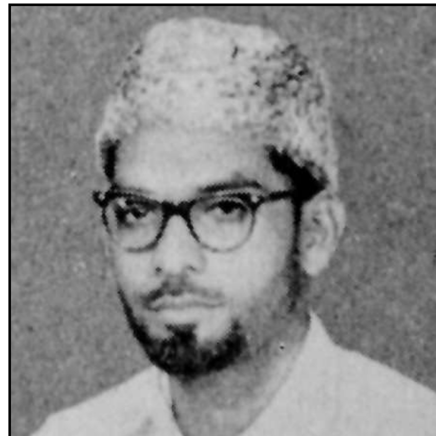
مکرم غلام احمد فرخ صاحب



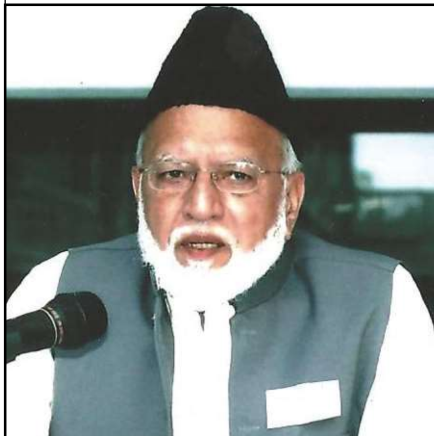
مکرم محمد صادق سماٹری صاحب



مکرم حافظ مبارک احمد صاحب



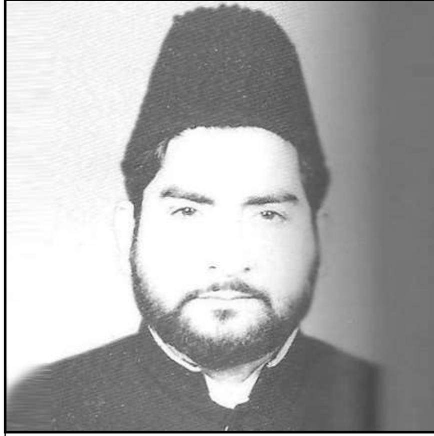
مکرم برکت اللہ محمود صاحب



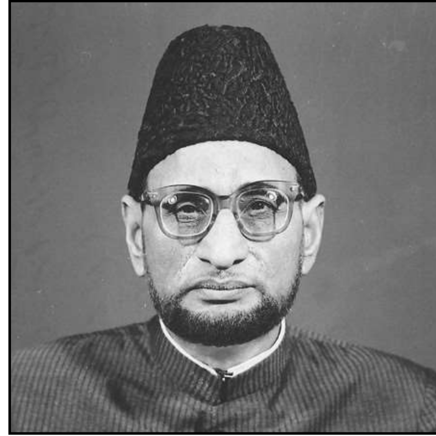
مکرم سلطان محمود انور صاحب



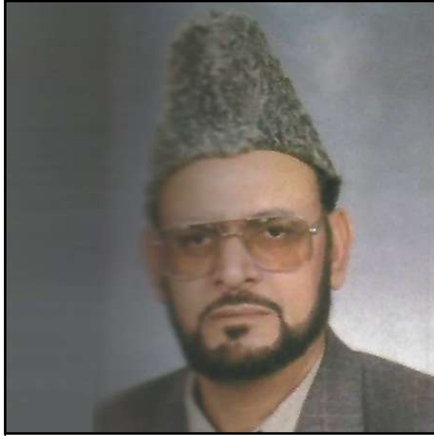
مکرم محمد عثمان چینی صاحب



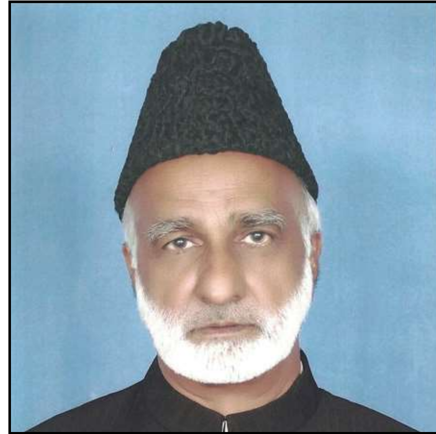
مکرم عبدالسلام طاہر صاحب



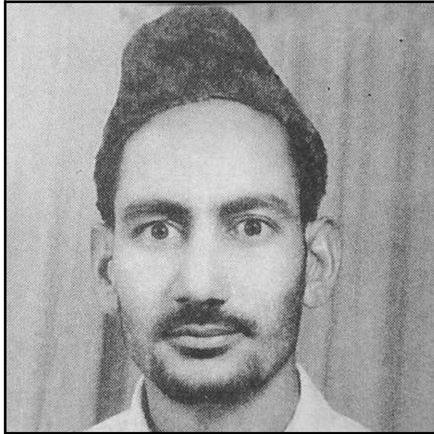
مکرم عبدالمنان شاہد صاحب



مکرم عبدالرشید تبسم صاحب



مکرم عبدالوہاب احمد شاہد صاحب



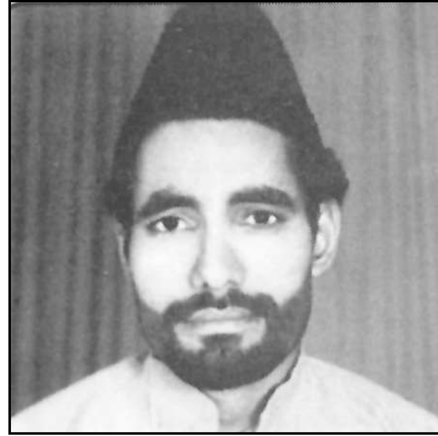
مکرم علی حیدر اپل صاحب



مکرم محمد اشرف ناصر صاحب



مکرم محمد صدیق گورداسپوری صاحب



مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب



مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب



مکرم مظہر اقبال صاحب



مکرم محمد نسیم تبسم صاحب

سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''منجملہ اُن ہیبت ناک امراض کے ایک طاعون بھی ہے جو اس وقت ہمارے ملک میں پڑی ہوئی ہے اور جس نے کراچی اور بمبئی میں بہت کچھ صفائی کر دی ہے۔'' [4]

دراصل کراچی دسمبر 1896ء میں طاعون کی وباء کا شکار ہوا۔ جس سے تقریباً 3500 افراد ہلاک ہوئے۔ کراچی کے بعد یہ وباء ٹھٹھہ، حیدرآباد، کوٹری، سکھر اور شکارپور تک پھیل گئی جس سے سندھ میں دو لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے۔ [5]

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر قرآن لکھنے کی دعوت

حضرت مسیح موعودؑ نے 1900ء میں ہندوستان بھر کے علماء کو دعوت دی کہ وہ آپ سے تفسیر قرآن لکھنے کا مقابلہ کریں۔ اس سلسلے میں آپ نے یکم جولائی 1900ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا اور ان علماء کے نام لکھے جنہیں آپ نے دعوت مقابلہ دی۔ ان علماء میں کراچی کے مولوی عبداللہ صاحب محلّہ کھڈہ بھی شامل تھے۔ فہرست میں ان کا نمبر 18 ہے۔ [6]

مولوی عبداللہ صاحب محلّہ کھڈہ والے کوئی معمولی مولوی نہیں تھے بلکہ اس وقت کے مشہور عالم تھے۔ انھوں نے اپنا مدرسہ بنام ''مدرسہ عربیہ مظہرالعلوم'' 1885ء میں کراچی کے پرانے محلّہ کھڈا میں قائم کیا۔

ان کا پورا نام مولوی عبداللہ میمن تھا۔ انھوں نے کھڈا کے علاقہ میں آباد مسلمانوں کے تعاون سے ایک مسجد بنوائی جو ان کے ہی نام سے مشہور ہوگئی مگر بعد میں انھوں نے اس کا نام بدل کر مسجد فردوس رکھ دیا۔ اس مسجد کے متصل انھوں نے ''مدرسہ عربیہ مظہرالعلوم'' کی بنیاد رکھی۔ جس کی شہرت بہت جلد دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئی۔ اس مدرسہ میں طلباء کو عربی اور فارسی کے علاوہ انگریزی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔

مولوی عبداللہ میمن صاحب کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا محمد صادق صاحب نے اس مدرسہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ مولانا صادق صاحب دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے انھیں شیخ الہند مولانا محمودالحسن صاحب کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل تھا۔

مولانا عبداللہ میمن صاحب محلّہ کھڈا کا ایک مشہور عالم ہونے کا اس امر سے بھی اظہار ہوتا ہے کہ جب مولانا عبیداللہ سندھی 1309ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر کراچی آئے تو انھوں نے مولانا عبداللہ میمن صاحب سے ملاقات کی اور انھیں اپنے بیٹے مولانا محمد صادق صاحب کو علم حدیث کے حصول کے لئے دارالعلوم دیوبند بھیجنے کا مشورہ دیا، چنانچہ 10رمئی 1894ء کو محمد صادق صاحب دیوبند روانہ ہو گئے۔ 7

1901ء میں کراچی میں ایک بیعت

1901ء میں کراچی کے محترم محمد حسین صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یہ بیعت محترم حافظ درس مدرس صاحب کی معرفت قادیان میں موصول ہوئی۔ 8

حضرت مرزا خدا بخش صاحب کا کراچی میں مناظرہ

حضرت مرزا خدا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ نے 1901ء یا اس سے قبل ہندوستان بھر کے دورے کر کے غیر از جماعت علماء سے مناظرے کئے۔ آپ اس سلسلے میں کراچی بھی تشریف لائے اور مولوی عبداللہ صاحب سے مناظرہ کیا جو اُس وقت کراچی کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ 9

1902ء میں ایک اور بیعت

محترم احمد حسن صاحب کلرک پورٹ ٹرسٹ کیماڑی بندرگاہ کراچی نے 1902ء میں بیعت کی۔ 10

1903ء میں ایک بیعت

1903ء میں کراچی سے حضرت محمد ابرہیم خان صاحب ابن حاجی موسیٰ خان صاحب نے بیعت کی۔ بعد ازاں 1904ء میں قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور 23رفروری 1904ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی دستی بیعت کی۔ آپ کے ساتھ حضرت گلزار خان صاحب نے بھی بیعت کی۔ 11

ایک رفیق حضرت مسیح موعودؑ کی کراچی آمد

حضرت حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری 1903ء میں کراچی تشریف لائے۔[12]

1903ء میں ایک اور بیعت

1903ء میں کراچی کے حضرت شیخ عبد الکریم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔[13]

کراچی کے ایک دوست کا جوش (دعوت الی اللہ)

محترم حکیم محمد احسن صاحب نے کراچی سے ایڈیٹر بدر قادیان کو 1903ء میں لکھا کہ سندھ کا علاقہ حضرت مسیح موعودؑ کے حالات سے بہت بے خبر ہے۔ حضرت اقدس کی طرف سے مفت اشتہار جو تقسیم ہوتے ہیں یا دیگر رسالہ جات اگر وہ یہاں بھیج دیئے جایا کریں تو بہت لوگوں کو اللہ کے پیارے حبیب اور اپنے آقا کی طرف توجہ دلاؤں۔ علاقہ سندھ میں سندھی زبان رائج ہے، اس لئے اس زبان میں کسی اشتہار کا ترجمہ ہو کر شائع ہونا مفید ہے۔ ایسے کام آپ کو بااجازت حضرت امام الزمان احمدی قوم کے مشترکہ چندوں سے خود کرنے چاہئیں۔ کم از کم ان اصحاب کو جو سندھ میں اس سلسلے میں داخل ہیں یا انجمن اشاعت (دین حق) مناسب جانے تو اس خدمت کو بجا لاوے۔[14]

حضرت مسیح موعودؑ کا کراچی کے تعلیم یافتہ افراد میں دعوت الی اللہ کی طرف اشارہ

حضرت محمد ابرہیم خان صاحب ابن حاجی موسیٰ خان صاحب کراچی سے 1904ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں قادیان تشریف لے گئے تھے اور اسی دورے میں آپ نے دستی بیعت بھی کی۔ اس موقع پر جناب محمد ابراہیم خان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں کراچی کے لوگوں کی غفلت کا ذکر کیا کہ انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے دعووں اور نشانات پورے ہونے کا علم نہیں ہے۔

اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''مطلق جاہل سے انسان گھبرا جاتا ہے، بہرحال کچھ تو پڑھے لکھے وہاں ہیں (یعنی کراچی میں۔ مؤلف) اور انگریزی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ انگریزوں کی تعلیم کا مضر اثر کتنا ہی کیوں نہ ہومگر تاہم یہ فائدہ ضرور ہے کہ فہم میں وسعت اور باتوں کو سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے۔ رفتہ رفتہ پیدا ہو جائیں گے۔ وحشی لوگ جنہیں کھانے پینے کے سوا کوئی کام نہیں ہے ان سے انسان کیا کلام کر سکتا ہے۔ اس تعلیم یافتہ گروہ پر اگرچہ دنیا کا حجاب ہے مگر تاہم سعید فطرت لوگ سمجھ سمجھ کر ہماری طرف آ رہے ہیں۔ اب ہماری جماعت کا ایک حصہ انہی میں سے ہے، ہم خود تو یہاں بیٹھے ہوئے کسی کو بلا نہیں رہے آخر خود ہی سمجھ کر آ رہے ہیں۔ غرض فہم اور عقل والے پر بڑی امید ہوتی ہے۔ نرے ڈنگر سے انسان نے کیا بات کرنی ہے۔'' 15

مقدمات کرم دین کا فیصلہ سننے کیلئے کراچی کے احمدیوں کی لاہور آمد

کرم دین والے مقدمات میں جو حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف قائم کئے گئے تھے مجسٹریٹ آتمارام نے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف فیصلہ سنانے کیلئے یکم اکتوبر 1904ء کی تاریخ مقرر کی تھی۔

اس روز غیراحمدیوں کا ایک جم غفیر احاطہ کچہری میں موجود تھا اور احمدی احباب بھی اڑھائی تین سو کے قریب کراچی، حیدرآباد، سندھ، پشاور، وزیرآباد، کپورتھلہ، قادیان، لاہور، امرتسر، نارووال اور دینانگر وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے تھے۔ غالباً اس کثرت اژدہام کو دیکھ کر یا کسی اور مصلحت سے مجسٹریٹ صاحب نے اس روز فیصلہ نہ سنایا بلکہ فیصلہ سنانے کی تاریخ 8/اکتوبر 1904ء مقرر کی۔ 16

حضرت مسیح موعودؑ کی بریت پر اظہار تشکر

حضرت مسیح موعودؑ 1905ء میں مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی سے بری ہوئے تو اس خوشی

میں حضرت محمد ابراہیم خان صاحب نے کراچی سے اخبار البدر قادیان کی امداد کیلئے رقم بھجوائی۔ 17

حضرت محمد ابراہیم خان صاحب کا کراچی سے ایک خط

حضرت محمد ابراہیم خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ 1905ء میں کراچی سے ایڈیٹر البدر قادیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

آج اخبار ''البدر'' پہنچا۔ بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ منشی محمد افضل صاحب مرحوم سابق ایڈیٹر البدر کو مقام قرب فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر میں جگہ عطاء فرمائے۔ انہیں دینی علوم کے احیاء کرنے والوں میں شامل فرمائے۔ درخواست ہے کہ آئندہ بدر اخبار کا شمارہ خاکسار کو وی پی کر دیں اس کی پیشگی قیمت بھی وصول فرمائیں۔ کیونکہ حضرت اقدس نے اخبار جاری کروانے کے متعلق ازسرنو تاکید فرمائی ہے اس لئے خاکسار خواہش مند ہے کہ دوبارہ مذکورہ اخبار کے خریداران میں شامل ہو اور اس تازہ یاددہانی سے حضرت اقدس کے فیوض سے وافر حصہ پائے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر اس سے قبل جو کچھ بھی ادا کیا گیا تھا خاکسار اس سے محض للہ دستبردار ہوتا ہے۔

محمد ابراہیم احمدی بن حاجی موسیٰ خان مرحوم کراچی 18

ایک رفیق حضرت مسیح موعودؑ کی کراچی آمد

1906ء میں حضرت قاضی نظیر حسین صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ کسی کام کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے۔ 19

حضرت قاضی نظیر حسین صاحب کا کراچی سے خط

1906ء میں حضرت قاضی نظیر حسین صاحب نے کراچی سے درج ذیل خط ایڈیٹر البدر قادیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے نام بھجوایا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

میں کچھ دنوں سے ریاست قلات کی جانب سے حد بندی فی مابین ریاست قلات ولسبیلہ کے کام پر سپیشل ڈیوٹی پر ہوں، اس واسطے بباعث بُعد مسافت الحکم اور بدر عموماً دیر سے ملتے تھے۔

19/اکتوبر 1905ء کو جبکہ میں مقام سون میانی لسبیلہ میں پہنچا تو میرے ایک عزیز دوست نے جو وہاں بمنزلہ نائب تحصیلدار ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نسبت بہت کچھ حسن عقیدت رکھتے ہیں۔ مخدومی مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق مجھے اطلاع دی۔ جو اِنَّـالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن کہ کرنہایت صبر اور سکوت کے ساتھ سنی گئی۔ چونکہ مولانا مرحوم کی جدت طبع کے ساتھ مجھے کچھ قدرتی مشارکت معلوم ہوا کرتی تھی، کیونکہ جس قدر مضامین مولانا ممدوح کے قلم سے نکلے ہوئے الحکم یا بدر میں کبھی کبھی طبع ہوتے تھے میں ان مضامین کو بالتخصیص کئی کئی مرتبہ پڑھا کرتا تھا اور ہر ایک مرتبہ میں اس سے نیا لطف پاتا تھا۔ چنانچہ اس نیچرل لگاؤ اور اُنس کی اطلاع ایک موقع پر بذریعہ تحریر میں نے مولانا ممدوح کی خدمت میں بھی عرض کی کر دی تھی۔ اس لئے مولانا ممدوح کی وفات حسرت آیات کی بابت بتقاضائے بشریت غیر محسوس طریق سے قلب پر اثر ہوتا گیا اور اسی قسم کے خیالات میں مستغرق ہو کر رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس واقعہ کی اصلیت پر مجھے اطلاع بخشی جاوے۔ چنانچہ رات رویاء میں مَیں نے دیکھا کہ ایک موقعہ پر بہت سے آدمیوں کا مجمع ہے، جس میں مخدومی مولانا نورالدین صاحب بھی ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب پورے طور پر تندرست اور موزوں صورت میں فربہ اور بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں، آپ کا لباس عمدگی میں نہایت اعلیٰ ہے، دستار اور شلوار بالکل نئی اور سفید ہے، لدھیانہ کلاتھ کی قسم کا چمکتا ہوا کوٹ زیب تن ہے۔ کوٹ کے اوپر سفید ڈوپٹہ اوڑھا ہوا ہے جو بغل کے نیچے سے گزرا ہے، ہاتھ میں ایک لمبا عصا ہے۔ آپ کا چہرہ دلفریب صورت میں گوشت سے بھرا ہوا ہے اور داڑھی اس پر نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ جس کے بال اس طرح سے چمکتے ہیں جیسا خضاب کے بعد تیل لگانے سے چمکا کرتے ہیں۔ آپ متانت اور جلال کے ساتھ آنکھیں نیچی کئے ہوئے (جیسے کوئی بڑا بارعب اور مقتدر فرمانروا کرتا ہو، میٹھا سا تبسم فرماتے ہوئے اس مجمع میں آئے) سب اہلیان مجمع نے سروقد کھڑے ہو کر آپ کو تعظیم دی ہے اور میں تو ٹکٹکی باندھ کر مولوی صاحب کی ایسی مقبول اور دلربا صورت کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا ہوں۔ (اب بھی اس واجب التعظیم صورت کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے) اتنے میں مولانا نورالدین صاحب نے ایک موزوں فربہ اندام شخص سے مولوی صاحب کو اس طرح انٹروڈیوس (Introduce) کرایا ہے کہ ''یہ صاحب کانفرنس کے پریذیڈنٹ ہیں'' مولوی صاحب نے اس سے مصافحہ کیا پھر ایک دوسرے

سفید پوش آدمی نے مولوی صاحب سے ہاتھ ملایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ کون ہے۔ پھر ایک تیسرے شخص نے جس کے کپڑے کچھ میلے تھے، یہ کہہ کر کہ ''حضرت سلامت'' خود ہی مولوی صاحب سے مصافحہ کیا۔ بعدہٗ سب لوگ بیٹھ گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے مولوی نورالدین صاحب کے پاس بیٹھ کر ان سے کہا کہ کل نماز جماعت آپ کرانا اور مثنوی کے کچھ اشعار پڑھنا۔ میں بھی مولوی عبدالکریم صاحب سے ملنے کی اجازت مولوی نورالدین صاحب سے مانگتا۔ مولوی صاحب سے مصافحہ کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ میں چارپائی پر لیٹا ہوا اس جماعت میں سے ایک سے پوچھتا ہوں کہ مولوی عبدلکریم کیسے ہیں۔ مجھے جواب میں کہا جاتا ہے کہ وہ تو کل چل دیئے یعنی کل پیشی کو فوت ہو گئے۔ یہ سن کر میں رونے لگ گیا اور میری ہچکی بندھ گئی۔

اس کے بعد جلد ہی میری آنکھ کھلی تو میں نے گھڑی دیکھی، ڈھائی بجے رات کا وقت تھا۔ پھر یہ تمام حالات اسی وقت قلمبند کر لئے تا کہ صحت کے ساتھ یادداشت میں قائم رہ سکیں۔ آج کراچی پہنچ کر آپ کا بدر مورخہ 13/اکتوبر 1905ء ملا۔ جس میں مولانا مرحوم کی وفات کا ذکر تھا۔ وقت وفات کی عین مطابقت نے دل پر اور بھی اثر کیا۔ یہ حالات بغرض تعبیر آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الماوٰی میں جگہ بخشیں۔ آمین ثم آمین۔ [20]

1907ء میں ایک دوست کی بیعت

1907ء میں حضرت عبداللہ خان صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر اونرپور ضلع کراچی نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ [21]

کراچی میں نظام جماعت کا باقاعدہ آغاز

حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان قائم فرمائی تھی۔ جبکہ جماعتوں میں اس کے ماتحت نظام کا قیام 1907ء میں عمل میں آیا اور مختلف جگہوں پر احمدی انجمنیں قائم ہونے لگیں تو کراچی میں بھی 1907ء میں ہی احمدیہ انجمن قائم ہوگئی تھی۔

جب بیرون قادیان کافی تعداد میں جماعتیں قائم ہوئیں تو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے تجربہ کے طور پر 24 مقامات پر انجمن ہائے ضلع قائم کیں تا کہ ضلع کی انجمن اپنے متعلقہ علاقوں میں

جماعتوں کو منظّم کرے۔ اللہ کے فضل سے ان 24 ضلعی انجمنوں میں انجمن احمدیہ کراچی بھی شامل تھی۔ 22

اسی طرح 08-1907ء میں، جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا پہلا مالی سال تھا، تمام جماعتوں میں مرکزی ہدایات کے مطابق چندہ جات کا نظام قائم کیا گیا۔ ریکارڈ میں یکم اکتوبر 1907ء سے 30 ستمبر 1908ء تک جماعت احمدیہ کراچی کا چندہ درج ذیل حساب اور طریق سے درج ہے:

نمبر شمار	نام انجمن	لنگر خانہ	مدرسہ	اشاعت	تعمیر مدرسہ	متفرق
14	کراچی	140 روپے	36 روپے	20 روپے	-	22 روپے

23

تعمیر مدرسہ کی مد میں جماعت احمدیہ کراچی نے 7 روپے ادا کئے۔ 24

اس طرح 08-1907ء میں جماعت احمدیہ کراچی کا کل ادا کردہ چندہ =/225 روپے تھا۔ جبکہ پاکستان بننے سے قبل 1947ء میں جماعت احمدیہ کراچی کا بجٹ =/6064 روپے تھا۔ 25

جلسہ سالانہ 1908ء کے لئے ٹارگٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد پہلے جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ 1908ء کے اخراجات پورے کرنے کے لئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی قائمقام اسسٹنٹ سیکریٹری انجمن احمدیہ قادیان نے 25 نومبر 1908ء کو جماعتوں سے اپیل کی اور بعض جماعتوں کو ٹارگٹ بھی دیئے گئے۔ جن جماعتوں کو ٹارگٹ دیئے گئے ان میں جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھی۔ 26

انجمن انصاراللہ میں کراچی کی نمائندگی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنی خلافت سے قبل 1911ء میں اپنی ایک رویاء کے مطابق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اجازت سے ایک انجمن قائم فرمائی اور اس کا نام دعاؤں اور استخارہ کے بعد انجمن انصاراللہ تجویز فرمایا۔ (یہ انجمن انصاراللہ، موجودہ مجلس انصاراللہ سے مختلف تھی۔ مؤلف)

جن سینتالیس (47) احباب نے بالکل ابتداء میں ہی اس انجمن میں شمولیت اختیار کی ان

میں کراچی کے حضرت میاں خداداد خان صاحب رسائیدار بھی شامل تھے۔ 27

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی کراچی تشریف آوری

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تبدیلی آب و ہوا کے لئے مئی 1911ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اجازت سے کراچی تشریف لائے اور اسی ماہ واپس قادیان تشریف لے گئے۔ آپ غالباً حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے ہمراہ کراچی تشریف لائے۔ 28

فہرست چندہ جات کی مرکز ترسیل

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے 1911ء میں جماعتوں سے چندہ جات کے حوالے سے ایک فہرست منگوائی تھی جس میں نام معطی، آمد ماہوار، رقم مقررہ (وعدہ) وغیرہ درج کرنا تھیں۔ جن جماعتوں نے فہرست مرکز ارسال کی ان میں جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھی۔ 29

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی کراچی آمد

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ 1911ء میں کراچی تشریف لائے اور 23 روز قیام کیا۔ 30

مرکز کا اظہار خوشنودی

1911ء تا 1912ء کی کارگزاری پر تبصرہ کرتے ہوئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اس سال چندہ جات ادا کرنے والی جماعتوں کا تذکرہ کیا جس میں جماعت احمدیہ کراچی کا نام بھی شامل تھا۔ اس کے بعد تحریر تھا کہ:

> ''اِن چھوٹے چھوٹے ناموں کو ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ کس طرح بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی جماعتیں پیچھے رہ گئی ہیں اور چھوٹے چھوٹے گاؤں جن کی احمدی آبادی نہایت مختصر ہے اپنی اخلاص اور جوانمردی سے سبقت لے گئے ہیں۔'' 31

اس زمانے میں جماعت احمدیہ کراچی اپنی تجنید کے لحاظ سے نہایت مختصر جماعت تھی۔

جماعت احمدیہ کراچی کی مالی قربانی

سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان یکم اکتوبر 1911ء تا 30 ستمبر 1912ء کے صفحہ نمبر 109 پر مندرجہ ذیل رپورٹ کراچی کے بارے میں درج ہے:

''سیکریٹری بابو خداداد صاحب رسائیدار۔ حساب صاف ہے مگر ایک غلطی کی ہے کہ جو رقم ضعفاء کو بھیجی اس میں ملا کر عام چندہ برائے صدر انجمن احمدیہ دکھا دیا ہے۔ مقامی ضروریات کا چندہ نہیں کیا جاتا کیونکہ سوائے منی آرڈر کے باقی اخراجات سیکریٹری صاحب نے اپنے ذمے لئے ہوئے ہیں۔ ممبر بوجہ ملازمت اکثر بدلتے رہتے ہیں اس لئے چندہ میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اس سالانہ چندہ میں تعمیر (مدرسہ) کا سالانہ چندہ شامل نہیں جو ابھی بھیجا نہیں گیا تھا۔ چندہ تعمیر (مدرسہ) میں سیکریٹری صاحب نے سالم تنخواہ یعنی ساٹھ روپے اور جمعدار گلزار خاں صاحب نے پوری تنخواہ دس روپے مرحمت فرمائی۔ جزاھم اللّٰہ تعالٰی خیرا۔''

احباب جماعت کراچی کی جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت

جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 1912ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے احباب بھی شامل ہوئے۔ جماعت کراچی کو دور سے آنے والی جماعتوں میں شمار کیا گیا۔ 32

1913ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار ''نور'' قادیان کی کراچی آمد

ایام جلسہ سالانہ قادیان 1913ء میں حضرت شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار ''نور'' قادیان کسی جلسہ پر کراچی بھیجے گئے۔ 33 معلوم ہوتا ہے کہ بہت اہمیت کا حامل یہ جلسہ کراچی ہوگا کہ جلسہ سالانہ قادیان کو چھوڑ کر حضرت شیخ صاحب کو کراچی آنا پڑا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے دور میں جماعت احمدیہ کراچی

تاریخ احمدیت جلد چہارم مئولفہ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے صفحات 639-640 میں خلافت اُولیٰ کے دور میں برصغیر پاک و ہند کی بعض مشہور جماعتوں کے نام درج

کئے گئے ہیں۔ اُن میں جماعت کراچی کا سولھواں (16) نمبر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنظیمی طور پر کراچی کی جماعت بہتر رنگ میں فرائض سرانجام دے رہی تھی۔

خلافت ثانیہ کی پہلی شوریٰ

12/اپریل 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر (دعوت) و اشاعت (دین حق) کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے بیت المبارک میں ملک بھر کے احمدی نمائندوں کی مجلس شوریٰ ہوئی۔ باہر سے شامل ہونے والے نمائندوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد تھی۔ [34]

اس پہلی شوریٰ میں کراچی سے حضرت خداداد خان رسائیدار صاحب نے شرکت کی۔ [35]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس پہلی شوریٰ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ:

''میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کے دیئے جانے کا انبیاء سے وعدہ الٰہی ہوتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ چاروں طرف سے محض دین کی خاطر (دین حق) کی عزت کے لئے اپنا روپیہ خرچ کر کے اور اپنا وقت خرچ کر کے احباب آئے ہیں میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص دوستوں کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا وہ بہتر سے بہتر بدلہ دے گا کیونکہ وہ اس کے وعدہ کے موافق آئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ سے کیا تھا اس لئے جب میں نے............ درس قرآن میں ان دوستوں کو دیکھا تو میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر سے بھر گیا............ اور پھر میرے دل میں اور بھی جوش پیدا ہوا جب میں نے دیکھا کہ وہ میرے دوستوں کے بلانے پر ہی جمع ہوگئے ہیں۔ اس لئے آج رات میں نے بہت دعائیں کیں اور اپنے ربّ سے یہ عرض کیا کہ الٰہی میں تو غریب ہوں، میں ان لوگوں کو کیا دے سکتا ہوں۔ حضور آپ ہی اپنے خزانے کھول دیجئے اور ان لوگوں کو جو محض دین کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں اپنے فضل سے حصہ دیجئے۔'' [36]

کراچی کا ایک پرانا خاندان

یہ خاندان کراچی کے سابق امیر جماعت مکرم ومحترم ڈاکٹر حاجی خان صاحب یوسف زئی

مرحوم کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔مکرم ومحترم ڈاکٹر حاجی خان صاحب کے فرزند مکرم عیسیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ان کے والد ماجد (یعنی ڈاکٹر حاجی خان صاحب کے والد۔مؤلف) جناب احمد خان صاحب افغانستان سے جلاوطن ہونے کے بعد اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور کراچی میں آباد ہوئے چنانچہ اپنی خاندانی وجاہت کی وجہ سے انہیں گورنمنٹ برطانیہ نے آنریری مجسٹریٹ کا عہدہ دیا اور سپلائی ایجنٹ بھی مقرر کیا۔ نیز انہیں کراچی سولجر بازار کے علاقے میں بہت سی جاگیر سے بھی نوازا۔ ان کے (یعنی خانصاحب احمد خان صاحب) کے پانچ بیٹے تھے۔عبدالرزاق خان صاحب، اللہ رکھا خان صاحب، ڈاکٹر حاجی خان صاحب، ایوب خان صاحب اور محمود خان صاحب۔ان بیٹوں میں سے عبدالرزاق خان صاحب، ڈاکٹر حاجی خان صاحب اور ایوب خان صاحب کو احمدی ہونے کا شرف حاصل ہوا'' (الفضل 23/جون 1921ء صفحہ 9 کے مطابق مکرم اللہ رکھا خان صاحب نے بھی بیعت کی تھی۔مؤلف)

حضرت بابو فتح محمد شرما صاحب نے اپنی ذاتی ڈائری میں اس خاندان کا اس طرح ذکر کیا ہے:

''یہ خاندان کراچی میں (بطور خاندان۔مؤلف) سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کا شرف رکھتا ہے۔ان کے خاندان نے احمدیت کے لئے عظیم قربانیاں دی ہیں۔انہوں نے کراچی میں احمدیت کے قیام کے ابتدائی دنوں میں اپنے محل کے چار کمرے جو ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد خان صاحب احمد خان صاحب بطور عدالت استعمال فرماتے تھے، بغیر کسی معاوضے کے جماعت کو عنایت فرمائے تھے۔ان میں سے ایک کمرہ بطور (بیت) اور جلسہ گاہ استعمال ہوتا تھا۔ ایک کمرہ میں لائبریری تھی۔ایک عام کمرہ تھا اور ایک کمرہ بطور مہمان خانہ استعمال ہوتا تھا۔ یہ خاندان بڑا مہمان نواز اور خدمت کرنے والا تھا۔محترم ڈاکٹر حاجی خان صاحب مرحوم کراچی شہر اور صوبہ سندھ کے بہت لمبا عرصہ تک امیر رہے اور موجودہ احمدیہ ہال کی زمین کے حصول میں جناب ڈاکٹر صاحب کا بڑا دخل ہے۔''[37]

مکرم عیسیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''انہی ایام میں خان صاحب احمد خان صاحب کو معلوم ہوا کہ پنجاب میں کسی نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بڑے لڑکے عبد الرزاق خان صاحب سے تذکرہ کیا کہ اس بارے میں معلومات حاصل کرو۔ چنانچہ اُنہیں دوران ملازمت کئی بار قادیان جانے کا موقع میسر آیا۔ انہوں نے تحقیق کی اور خاموشی سے احمدیت قبول کر لی۔ ان کے والد صاحب نے ایک دفعہ احمدیت کے بارے میں دریافت کیا تو صاف بتا دیا کہ وہ احمدی ہو چکے ہیں۔ عبدالرزاق خان صاحب کے احمدی ہونے کا جب محلّہ والوں کو علم ہوا تو وہ وفد کی صورت میں کئی بار بڑے خان صاحب کے پاس آتے رہے اور بارہا زور دیتے رہے کہ اس لڑکے کو گھر سے نکال دیں کیونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے۔ ایک دن خانصاب احمد خان صاحب نے تنگ آ کر بڑے غصے میں کہا کہ جاؤ اور جا کر جو تمہارے جی میں آئے کرو۔ میں اس لڑکے کو کسی صورت میں گھر سے نہیں نکالوں گا کیونکہ میں حیران ہوں کہ جو میرا لڑکا دیندار ہے، نمازیں پڑھتا ہے، قرآن مجید پڑھتا ہے اس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ اسے گھر سے نکال دو لیکن دوسرے جو نیکی کے کاموں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ جب خان صاحب سے احمدی ہونے کے بارے میں کہا جاتا تو فرماتے کہ سمجھو میں احمدی ہو گیا ہوں۔ گو اُنہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔''

مکرم عبدالرزاق خان صاحب 1905ء میں اخبار البدر قادیان کے خریدار تھے۔ 38 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا جماعت احمدیہ سے تعارف 1905ء سے قبل ہو چکا تھا۔ لیکن اس سے یہ واضح نہیں ہو سکا کہ آپ نے 1905ء یا اس سے قبل بیعت بھی کر لی تھی یا نہیں کیونکہ بعض غیر از جماعت افراد بھی البدر کے خریداران میں شامل تھے۔

مکرم عبدالرزاق خان صاحب 1924ء میں قادیان میں ہونے والی تیسری مجلس مشاورت میں جماعت احمدیہ کراچی کے نمائندہ کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ 39

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی میں مکان کی تلاش

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اپنے روزنامچہ میں 30/اپریل 1918ء کو تحریر کرتے ہیں:

''بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بغرض تلاش مکان کراچی گیا۔ کراچی میں بوجہ پلیگ (طاعون) مکانات کی دقت تھی۔ نیز پلیگ (طاعون) کی ترقی ہو رہی تھی لہٰذا بذریعہ تار واپس لاہور آنے کا حکم پہنچا۔ لاہور سے حضرت کے ہمراہ بمبئی چلا گیا۔''[40]

ایک احمدی کی مقبول دعا

1918ء میں کیماڑی کے علاقہ میں جو کراچی کے ساحل سمندر کا علاقہ ہے ایک احمدی مکرم بابو سید فرزند علی شاہ صاحب رہا کرتے تھے، وہ چونکہ اس علاقے میں اکیلے احمدی تھے۔ لہٰذا وہ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور احمدی ساتھی بنا دے۔ چنانچہ 1918ء میں ہی اس علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سترہ احمدی جمع ہو گئے اور یکم اگست 1918ء کو باقاعدہ جماعتی تنظیم قائم ہوگئی۔[41]

بیت احمدیہ لنڈن کے لئے چندہ کی تحریک

1920ء میں بیت احمدیہ لنڈن کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی تو جماعت احمدیہ کراچی نے 49 روپے ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں حصہ لیا۔[42]

احمدیہ بک ڈپو ایجنسی

1922ء میں جماعت کی طرف سے احمدیہ بک ڈپو ایجنسی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس میں حصول سرمایہ کے لئے شیئرز فروخت کئے گئے۔ ان شیئرز ہولڈرز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سمیت کئی احباب شامل تھے۔ کراچی سے حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس نے بھی تین شیئر لئے۔ ہر شیئر کی قیمت 100 روپے تھی۔[43]

سندھ کے پہلے مربی سلسلہ

1923ء میں ملکانہ کی طرح سندھ میں بھی مسلمانوں کا ارتداد کیا جا رہا تھا۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس فتنہ کے سدباب کے لئے سندھ میں پہلی مرتبہ حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کو مربی بنا کر بھیجا آپ کے تحت سندھ بشمول کراچی کی جماعتیں تھیں۔ آپ اپریل

1923ء میں سندھ تشریف لائے۔ 44

ملکانہ فنڈ میں حصہ

1923ء میں ملکانہ میں شدھی تحریک کے ذریعہ ہندو مذہب پھیلایا جا رہا تھا جماعت احمدیہ نے اس کو روکنے کے لئے باقاعدہ منظّم طریق پر کام کیا۔ اس کے لئے رقم کی بھی ضرورت تھی لہٰذا جماعت میں تحریک کی گئی کہ احباب اور جماعتیں کم از کم 100 روپے یا اس سے زائد اس تحریک میں ادا کریں۔

اس تحریک میں جماعت احمدیہ کراچی نے بھی 100 روپیہ ادا کر کے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ 45

قربانی کے بکروں کی تحریک میں حصہ

1923ء میں ملکانہ میں شدھی تحریک کے ذریعہ ہندو مذہب پھیلایا جا رہا تھا۔ عیدالاضحیٰ 1923ء کے موقعہ پر اس علاقے میں قربانی کے بکرے بھجوانے کا انتظام کیا گیا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کی مدد کی جا سکے۔ اس سلسلے میں جماعتوں میں اعلان کر دیا گیا۔ اس اعلان کے نتیجہ میں جماعت کے دوستوں نے مستعدی، جوش، مذہبی ایثار اور مرکزی احکام کی تعمیل کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

کراچی سے مکرم مولوی فضل حق صاحب، حضرت شیخ نیاز محمد صاحب اور حضرت شیخ عبدالکریم صاحب نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ 46

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے چالیس ہزار روپے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فروری 1924ء میں احباب جماعت سے ملکانہ قوم کی اصلاح اور انہیں (دین حق) میں واپس لانے، اسی طرح ہندوؤں اور دیگر اقوام میں دعوت الی اللہ کی غرض سے چالیس ہزار روپے ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔ 47

اس تحریک میں جماعت احمدیہ کراچی نے 390 روپے ادا کر کے حصہ لیا۔ 48 جبکہ کراچی کے مندرجہ ذیل احباب نے اس میں حصہ لیا:

1۔ حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحب
2۔ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب
3۔ مکرم محمد فضل حق صاحب
4۔ مکرم مولوی محمد نواز خان صاحب کٹکی
5۔ مکرم محمد حسن خان صاحب
6۔ مکرم رحمت علی صاحب
7۔ مکرم محمد حسین صاحب
8۔ مکرم حاجی عبدالکریم صاحب
9۔ مکرم محمد رمضان صاحب
10۔ مکرم غلام حسین صاحب
11۔ مکرم عبدالکریم صاحب
12۔ مکرم عبدالرزاق خان صاحب
13۔ مکرم یعقوب خان صاحب
14۔ مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب
15۔ مکرم محمد یوسف خان صاحب
16۔ مکرم فقیر عبداللہ صاحب
17۔ مکرم منشی عبدالحکیم سیالکوٹی صاحب۔ 49

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب کا درس قرآن

محلّہ دارالفضل قادیان کے ایک مشہور بزرگ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب 1924ء کے آغاز میں کراچی تشریف لائے اور کئی ماہ تک درس قرآن کریم دیتے رہے۔ 50

مولوی نعمت اللہ صاحب کی راہِ مولیٰ میں قربانی اور احباب کا جوش و ولولہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اگست 1924ء میں لنڈن میں تشریف فرما تھے کہ یہ دردناک اطلاع پہنچی کہ امیر امان اللہ خان شاہ افغانستان کے حکم سے احمدی (مربی) مکرم مولوی نعمت اللہ

خان صاحب کو 34 سال کی عمر میں محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کر دیا گیا۔ 51

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب کے راہِ مولیٰ میں قربانی کے سانحہ پر جماعت احمدیہ کے نام ایک پیغام میں فرمایا کہ:

''صاحبزادہ عبدالطیف صاحب، نعمت اللہ خان صاحب اور عبدالرحمٰن صاحب کی روحیں آسمان سے ہمیں اپنے فرائض یاد دلا رہی ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ احمدیہ جماعت ان کو نہیں بھولے گی۔'' 52

اس پیغام پر لبیک کہتے ہوئے جماعت کے بہت سے مخلصین نے حضور کی خدمت میں اپنے نام پیش کئے کہ وہ کابل میں جا کر دعوت الی اللہ کرنے اور مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی طرح جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جماعت احمدیہ کراچی کے حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس بھی ان مخلصین میں شامل تھے۔ 53

جماعت احمدیہ کراچی کا پہلا جلسہ سالانہ

1924ء میں جماعت احمدیہ کراچی کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ جس میں مرکز سے حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب اور حضرت میر قاسم علی صاحب نے شرکت کی۔ 54

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1924ء میں لنڈن کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کے اخراجات اور اس کے حوالے سے شائع ہونے والے لٹریچر اور دیگر ضروریات پر ایک لاکھ روپے کے اخراجات آئے، جو حضور نے جماعت سے قرض لے کر پورے کئے۔ واپس آ کر حضور نے اس قرض کو ادا کرنے کے لئے ایک لاکھ روپے کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ احباب اپنی ایک مہینہ کی تنخواہ تین ماہ میں یعنی 15/فروری 1925ء تا 15/مئی 1925ء تک ادا کریں۔ 55

اس تحریک میں کراچی کے درج ذیل احباب نے اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لینے کی سعادت پائی:

1۔ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب 2۔ مکرم قاضی فضل حق صاحب

3۔ مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب 4۔ مکرم حاجی عبدالکریم صاحب
5۔ مکرم فیض محمد صاحب 6۔ مکرم بابو عبدالرزاق صاحب
7۔ مکرم میاں اللہ بخش صاحب 8۔ مکرم مرزا عبدالعزیز صاحب
9۔ مکرم منشی عبدالحکیم صاحب 10۔ مکرم غلام حسین صاحب
11۔ مکرم سید رحمت علی شاہ صاحب 12۔ مکرم محمد یوسف خان صاحب
13۔ مکرم منشی محمد عبداللہ صاحب 14۔ مکرم محمد رمضان صاحب
15۔ حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحب 16۔ مکرم مولوی محمد نواز کٹکی صاحب
17۔ مکرم بابو محمد حسن خان صاحب 18۔ مکرم رفیع الزمان خان صاحب
19۔ مکرم سراج الدین صاحب 20۔ مکرم مبارک احمد صاحب
21۔ مکرم مرزا عبدالحکیم بیگ صاحب 22۔ مکرم ایوب خان صاحب
23۔ مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب۔[56]

جماعت احمدیہ کراچی میں پہلی مرتبہ نظام امارت کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت احمدیہ میں امارت کا نظام 1918ء میں قائم فرمایا۔ جبکہ کراچی میں پہلی مرتبہ نظام امارت 1925ء میں قائم ہوا اور حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کئے گئے۔[57]

اس سے قبل 1925ء تک کراچی میں صدارتی نظام قائم تھا اور حضرت شیخ نیاز محمد صاحب ہی جماعت احمدیہ کراچی کے پریذیڈنٹ تھے۔[58]

دو احمدیوں کی راہِ مولیٰ میں قربانی پر جماعت احمدیہ کراچی کا ریزولیوشن

1925ء میں کابل میں دو احمدیوں مکرم عبدالحکیم صاحب اور مکرم حافظ نور علی صاحب کی راہِ مولا میں قربانی پر جماعت احمدیہ کراچی نے درج ذیل ریزولیوشن پاس کیا:

''انجمن احمدیہ کراچی، گورنمنٹ کابل کے اس وحشیانہ فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ جس کا ارتکاب اس حکومت نے دو مزید احمدیوں کو محض مذہبی اختلاف کی بناء پر سنگسار کرانے سے کیا۔ باوجود غمزدہ ہونے کہ ہم اطمینان رکھتے ہیں کہ (راہ مولیٰ میں قربان ہونے

والوں) کا خون ایک مذہبی بیج ہے اور خوشی وغمی کے مخلوط جذبات رکھتے ہوئے ہم امیر کے اس فعل کو سخت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ امیر کا یہ فعل ہمارے نزدیک نہ صرف (دین حق) کے اعلیٰ نام پر بلکہ انسانیت پر بھی بدنما دھبہ ہے کیونکہ تہذیب تو ہم پرستی کو روا نہیں رکھ سکتی۔ یہ حادثہ نہایت جانکاہ اور بے رحمانہ ہے۔ ہم اس لعنت پر جو امیر کے لئے تاریخ محفوظ رکھے گی امیر کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ کیا ہم امید رکھیں کہ حکومت افغانیہ آئندہ اصلاح کرے گی اور باقی احمدیوں کی جان لینے سے احتراز کرے گی۔'' 59

کراچی میں (دعوت الی اللہ) مشن کے قیام کی خواہش

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس مشاورت 1925ء کے موقع پر فرمایا کہ:

''اسی طرح کرانچی اور کلکتہ میں (مراکز دعوت الی اللہ) قائم کئے جائیں تو فائدہ ہوسکتا ہے کرانچی کے دوست اس کے لئے آمادہ ہیں اور کلکتہ کے دوست بھی آمادہ ہیں۔

ان مقامات میں اگرچہ قلیل جماعتیں ہیں لیکن بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ اس طرح جماعت کی ترقی بھی ہوسکتی ہے اور مالی لحاظ سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔'' 60

جماعت احمدیہ کراچی کا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کراچی کا جلسہ سالانہ مورخہ 14-13-12 ستمبر 1925ء کو خالقدینا ہال میں منعقد ہوا۔ 12 ستمبر 6 بجے شام کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب نے سورۃ البقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمائی اور صحیح تفسیر کرنے کے معیار بتائے۔ قرآن کریم کی فضلیت اور حقائق و معارف بیان فرماتے ہوئے آپ نے غیر مذاہب کے اعتراضات کا بھی قلع قمع کیا۔ بعد نماز مغرب محترم مولانا عمرالدین صاحب شملوی نے ''(دین حق) بمقابلہ دیگر مذاہب'' کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسرے دن ''ہندو مسلم اتحاد'' پر مولانا عمرالدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کی موجودہ گری ہوئی حالت کا نقشہ کھینچا اور فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے اتحاد فرض قرار دیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ غیر اقوام نے اس پاک تعلیم سے فائدہ اٹھایا اور مسلمان آئے دن خانہ جنگیوں میں مصروف رہے۔ ہندو باوجود اس قدر سخت اصولی اختلافات کے آپس میں ایک ہو

رہے ہیں، مگر مسلمان باوجود اس کے کہ قرآن کریم ایک ہے، کلمہ ایک ہے، رسول ایک ہے اور قبلہ ایک ہے۔ ایک دوسرے کے دست بگر بیان ہو رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے آپس میں متحد ہوں اور بعد میں دوسری اقوام سے اتحاد قائم کریں بشرطیکہ وہ بھی حقیقی طور پر اتحاد کرنے پر آمادہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ہم ان کے رشیوں اور اوتاروں کو صادق مانتے ہیں اور اتحاد تب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی رسول اکرم ﷺ کو سچا نبی مان لیں۔

بعد دوپہر جلسہ پھر شروع ہوا، جس میں دو آریہ اور ایک سناتن دھرمی پنڈت صاحبان نے اپنا مضمون سنایا۔ مولانا عمرالدین صاحب نے آخر میں آریہ مذہب کے بالمقابل (دین حق) کی خوبیاں عمدگی سے بیان فرمائیں۔ بعد نمازِ مغرب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر ایک محققانہ تقریر فرمائی اور مسیح ناصری اور مسیح محمدیؑ کو حدیثوں کی رو سے دو جداگانہ ہستیاں ثابت کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے نہایت لطیف پیرایہ میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ کو بیان کیا۔

14ر ستمبر کی صبح مکرم حاجی عبدالکریم صاحب جنرل سیکریٹری انجمن احمدیہ کراچی نے ''حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' پر تقریر کی اور ان کے بعد مکرم مولوی محمد نواز خان صاحب کٹکی سیکریٹری (دعوت الی اللہ) نے وفات مسیحؑ پر تقریر کی۔ بعد دوپہر مولوی عمرالدین صاحب نے ویدک دھرم کی حقیقت پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد 6 بجے شام کو مولانا عمرالدین صاحب نے ختم نبوت پر ایک نہایت فاضلانہ لیکچر دیا۔ اس دوران ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے کچھ شور کرنا شروع کیا مگر اِن کو غیر احمدی حضرات نے ہی شرمندہ کیا۔ اور کہا کہ احمدی لوگ حقیقی............ کام کرتے ہیں اور بالکل بے ضرر ہیں مگر تم لوگ اِن کے کام میں روڑے اٹکاتے ہو نہ خود کرتے ہو نہ ان کو کرنے دیتے ہو۔ ایک غیر احمدی دوست شیخ ظہور الدین صاحب نے اِن غیر احمدی مولوی صاحب کو مباحثہ کے لئے کہا مگر مولوی صاحب نے مباحثہ سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ 61

الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے مساعی

1925ء کے آخر میں اخبار الفضل قادیان کی انتظامیہ کی طرف سے اخبار الفضل کو ہفتہ

میں تین دن کے بجائے دو دن شائع کرنے کا اعلان کیا گیا تو احبابِ جماعت نے اس پر انتہائی تکلیف اور رنج کا اظہار کیا۔

چنانچہ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب آف کراچی نے ایڈیٹر صاحب الفضل کو تحریر فرمایا کہ:

''جناب کا اعلان اخبار الفضل کو ہفتہ میں دو بار کر دینے کے متعلق اس عاجز کے لئے نہایت تکلیف دہ ثابت ہوا ہے۔اخبار الفضل کی اشاعت میں کمی کرنا گویا جماعت کو روحانی غذا سے محروم کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے شیدائیوں پر جو نہایت بے قراری سے اس محبوب ترین پرچے کے انتظار میں رہتے ہیں اس عاجز کے خیال میں ایک ظلم عظیم ہوگا اگر ہفتہ میں اس کی ایک اشاعت کم کر دی گئی۔سلسلہ حقہ کے کام دن بدن ترقی کرنا چاہئیں نہ کہ کمی کی طرف عود کریں۔ہم اس دن کی راہ تکتے ہیں جبکہ یہ پیارا اخبار روزانہ روحانی غذا تازہ بتازہ پہنچائے گا۔مگر برخلاف اس کے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہفتہ میں تین بار سے دو بار کیا جائے گا۔

پس جناب ایڈیٹر صاحب براہ کرم للہ اس سخت فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں اور سلسلہ کی روح اخبار الفضل کو ہفتہ میں تین بار ہی غذا پہنچانے دیں۔میں اس امر سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ کی شکایت بجا اور بالکل بجا ہے جماعت نے واقعی اپنے عزیز اخبار کی اشاعت میں غفلت سے کام لیا ہے۔مگر اس پر یہ عاجز عرض کرے گا کہ آپ رحم سے کام لیں یہ تازیانہ کافی ہے جماعت اب انشاء اللہ اپنے فرض کی حتی المقدور کوشش کرے گی۔چنانچہ یہ عاجز خریداروں کے نام ارسال کر رہا ہے۔''

مینجر صاحب الفضل قادیان نے 22دسمبر 1925ء کے الفضل میں نوٹ شائع فرمایا اور کراچی کے حضرت شیخ نیاز محمد صاحب کی کارکردگی پر خراج تحسین پیش کیا۔آپ فرماتے ہیں:

''بعض احباب کرام نے الفضل کو ہفتہ میں دو بار کر دینے سے نہایت رنج محسوس کیا ہے۔اور واقعی یہ رنج کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن ترقی کے بجائے تنزل کرے۔مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہم تو آپ کے خادم ہیں۔اگر ایک ہزار خریدار مزید الفضل کا ہو جائے۔تو آج ہم تیسرا شیئر بھی 12 صفحے حجم کا کرنے کو تیار ہیں اور ایک ہزار خریدار کا تقاضہ اتنی بڑی جماعت سے کوئی زیادہ نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ اگر بابو نیاز محمد صاحب کراچی والے کی سپرٹ سے کام کیا جائے تو الفضل کو ہزار مزید خریدار جلسہ سالانہ پر مل سکتا ہے۔''

مکرم مینیجر صاحب الفضل مزید تحریر فرماتے ہیں کہ صرف ڈیڑھ سو بابو نیاز محمد اور نکل آئیں تو الفضل بہت جلد اس قابل ہو جائے گا کہ اسے تھوڑی سی اضافی قیمت کے ساتھ پورے بارہ صفحے کے حجم پر ہفتہ میں تین بار کیا جا سکے۔[62]

دو رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کے لیکچرز

30/اپریل 1926 کو حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی زیر صدارت خالقدینا ہال میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کا لیکچر بعنوان ''(دین حق) ہی دنیا کا آخری مذہب ہے'' ہوا۔ سامعین کی تعداد چار سو کے قریب تھی۔ جس میں بہت سا حصہ شرفاء و اکابرین اور تعلیم یافتہ اصحاب کا تھا۔

مقامی رؤساء و شرفاء و اکابرین کی درخواست پر ینگ مسلم ایسوسی ایشن کے ہال میں 2 مئی 1926ء کی شام کو حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا لیکچر دمشق کے چشم دید واقعات پر ہو۔ یہ لیکچر بھی نہایت دلچسپی سے لوگوں نے سنا۔[63]

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کی دو عربوں سے گفتگو

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب فرماتے ہیں:

''1926ء میں جب میں کراچی میں بسلسلہ (دعوت الی اللہ) مقیم تھا تو دو عربوں کے ساتھ .... گفتگو کا موقع میسر آیا۔ جب میں نے ان کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کے معجزانہ عربی کلام کا ذکر کیا تو اُنہوں نے کہا کہ عام طریق پر منظوم کلام تو اکثر اہل علم کہہ لیتے ہیں کیا مرزا صاحب نے کوئی غیر منقوطہ یا منقوطہ کلام بھی تحریر فرمایا ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا کلام تو اپنی فصاحت و بلاغت میں معجزانہ حیثیت رکھتا ہے اور اہل زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ رہا باقی منقوطہ یا غیر منقوطہ کلام تو وہ حضور کے ادنیٰ خادم بھی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے غیر منقوطہ قصیدہ کہہ کر اُن کے سامنے پیش کیا جس سے وہ بہت متحیر و متاثر ہوئے۔''[64]

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب ڈرگ روڈ کراچی میں

مکرم شیخ امتیاز علی صاحب احمدی تھانیدار ڈرگ روڈ چھاؤنی نے 1926ء میں حضرت

مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کو ڈرگ روڈ مدعو کیا۔ حضرت راجیکی صاحب جب ڈرگ روڈ اسٹیشن تشریف لائے تو غیراز جماعت شرفاء سمیت بہت سے احمدی دوستوں نے پُر جوش استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے پھر ڈرگ روڈ کی ایک (بیت) میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کا لیکچر کروایا۔65

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا شکریہ

حضرت مولانا غلام راجیکی صاحب 1926ء میں تقریباً چھ ماہ کراچی میں رہے ۔اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس سعید روحیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں ۔جماعت احمدیہ کراچی نے اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں شکریہ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کا اظہار باقاعدہ قرارداد کی شکل میں کیا۔66

کراچی میں نظام امارت کی معطّلی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1925ء میں جماعت احمدیہ کراچی میں نظام امارت قائم فرمایااور حضرت شیخ نیاز محمد صاحب امیر جماعت مقرر کئے گئے ۔لیکن 1926ء میں کراچی میں نظام امارت معطل کردیا گیا اور دوبارہ نظام صدارت (پریذیڈنٹ) قائم ہوگیا۔1927ء اور 1928ء کی رپورٹ مجلس مشاورت سے ظاہر ہوتاہے کہ کراچی کی جماعت میں کچھ باہمی اختلافات تھے۔

مجلس مشاورت 1927ء کی رپورٹ کے صفحہ 28 میں لکھا ہے کہ:

’’کراچی ۔گو جماعت میں باہمی اختلافات سے کچھ زیادہ کام اس سال نہ ہوسکا۔تاہم (دعوت الی اللہ) میں کچھ کوششیں ہوئیں اور کچھ اچھا نتیجہ نکلا ہے، غیر مسلموں میں سے بھی احمدی بنائے گئے ۔زیادہ واضح کام ایک لائبریری کا قیام ہے جس پر کافی روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔‘‘

اسی طرح مجلس مشاورت 1928ء کی رپورٹ کے صفحہ 161 میں کراچی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

’’انجمن کا کام حقیقی وقعت کے قابل جب ہوگا جب جماعت احمدیہ میں کامل اتحاد پیدا

ہوجائے۔‘‘

اس حوالے سے ایک اور امر کا ذکر حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب نے اپنی کتاب ’’حیات قدسی‘‘ میں بھی فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

’’جس سال جبی فی اللہ مکرم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب معہ اپنی بیگم صاحبہ کے ملک شام سے واپس آئے تو خاکسار ان دنوں جماعت احمدیہ کراچی کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ماتحت کراچی میں متعین کیا گیا۔اس وقت جماعت کے امیر ایک انسپکٹر پولیس تھے۔وہ میرے متعلق ایک عرصہ سے حسن ظن رکھتے تھے اور زیادہ تر ان ہی کی تحریک سے مجھے جماعت کراچی کی تربیت واصلاح کے لئے بھجوایا گیا تھا۔میرے وہاں پہنچنے پر انہوں نے ایک تقریر کی اور میرے متعلق بہت کچھ نیک خیالات کا اظہار بھی کیا۔

جب میں نے کچھ عرصہ وہاں قیام رکھا تو مجھے بعض معزز افراد جماعت نے متواتر یہ اطلاعات دیں کہ امیر صاحب مرکز کے ناظران اور کارکنان کے متعلق سخت اعتراضات اور نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں اور اس طرح جماعت کے افراد میں مرکز سلسلہ کے متعلق بدظنی اور انتشار پیدا کرنے کا موجب ہورہے ہیں چنانچہ انہوں نے اس ضمن میں بہت سی مثالیں پیش کیں۔

میں نے اس خیال سے کہ جب مرکز سلسلہ نے ان کو امارت کے عہدہ پر مقرر کیا ہے تو ان کو اس کا اہل سمجھ کر ہی کیا ہے باقی کمزوریاں اور نقائص عام طور پر انسانوں میں پائے جاتے ہیں۔پس میں نے ان احباب کو جو فرداً فرداً میرے پاس آئے اچھی طرح سمجھایا کہ اگر وہ کسی بھائی کی کمزوری دیکھیں تو اوّل تو خطائے نظر تصور کر کے بدظنی سے بچیں اور اگر ان کو بغیر تجسّس کے یقینی علم حاصل ہو تو کم از کم اس کی اصلاح کے لئے چالیس دن تک دعا کریں کہ اس کمزوری والے بھائی کی کمزوری اور نقص دور ہوجائے اور اپنے نفس کو بدظنی سے بچائیں تاکہ ان بعض الظنّ اثم کے ارشاد سے خود ہی گناہ گار نہ ہوجائیں۔نیز بتایا کہ کسی بھائی کی کمزوری اور عیب کی اشاعت کرنا بہت ہی معیوب ہے۔کیونکہ یہ غیبت ہے اور بعض مرویات میں **الغیبۃ اشد من الزناء** یعنی غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے بھی بعض اوقات سخت ہوتا ہے کیونکہ زنا کے الفاظ بھی آئے ہیں۔(زنا) انسان حتی الوسع چھپ کر کرتا ہے لیکن غیبت سے ایک شخص کے متعلق تمام سوسائٹی میں بدظنی پھیل کر............ جماعت کی روحانی اور اخلاقی وحدت پارہ پارہ ہوجاتی ہے اور

سلسلہ حقہ کی بدنامی ہوتی ہے اس طرح سمجھانے کے باوجود بعض افراد نے اصرار کیا کہ امیر صاحب جماعت میں مرکز کے متعلق عیب چینی کی عادت ابھی تک پائی جاتی ہے اور اسکی اصلاح ضروری ہے۔

چونکہ امیر جماعت محکمہ پولیس کے ایک ہوشیار افسر بھی تھے انہوں نے اپنی حکمت عملی سے یا کسی خیال سے جس کی تہ میں ممکن ہے نیکی ہی ہو ایک دن اتوار کو مجھے دعوت پر بلایا جب کھانا کھا چکے تو انہوں نے سلسلہ کلام کا رخ مرکز سلسلہ کے افسران اور کارکنان کے خلاف پھیرا اور وہ تمام شکایات جو میں بعض دوستوں کی زبانی ان کے متعلق سن چکا تھا،انہوں نے دہرانی شروع کر دیں۔ میں نے انہیں درمیان میں روکنا پسند نہ کیا تا کہ وہ اپنے دل کا غبار نکال لیں۔ چنانچہ جب وہ سب کچھ کہہ چکے تو میں نے ان کو بطور ہمدردی اور خیر اندیشی سے کہا کہ آپ ایسے خیالات سے سچے دل سے توبہ کریں اس قسم کی بدظنّیاں انسان کے ایمان کو فنا کر دیتی ہیں اور غیر مبائعین کا بدانجام بھی اسی وجہ سے ہوا ہے۔گو آپ پیشہ کی وجہ سے اور لمبے عرصہ تک محکمہ پولیس کی ملازمت کی وجہ سے اپنی عادت تجسس اور بدظنی کی بنا چکے ہیں اور آپ کے محکمہ کا کام اسی تجسس اور شبہ پر چلتا ہے۔لیکن شریعت حقہ حسن ظنی کی تعلیم دیتی ہے اور بدظنی کو تقویٰ کے خلاف قرار دیتی ہے۔

چنانچہ میں نے اپنے بیان کی تشریح میں یہ واقعہ بھی سنایا کہ ایک دفعہ ایک روزہ دار شخص باہر سے کام کر کے آیا اور شدت بھوک اور پیاس کی وجہ سے کھانا کھانے بیٹھ گیا اس نے بھول کر کھانا بھی کھایا اور اور پانی بھی پیا اور اسے روزہ کا مطلق خیال نہ رہا۔اس کو اس حالت میں بعض دوسرے اشخاص نے دیکھ کر لوگوں میں مشہور کرنا شروع کر دیا کہ فلاں شخص روزے نہیں رکھتا بعض اور اشخاص نے جو اس کے اخلاص اور پابندی شریعت کو جانتے تھے اس کی تردید کی اور کہا کہ وہ روزے رکھتا ہے اور آج بھی اس نے روزہ رکھا ہوا تھا۔

اس کے جواب میں معترضین نے قسمیں کھائیں کہ ہم نے اس کو خود دن کے وقت کھانا کھاتے اور پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے۔وہ آج قطعاً روزہ دار نہیں تھا۔یہ شور وغوغا سن کر بعض لوگ مسجد میں امام صاحب کے پاس پہنچے اور متنازعہ امر کا ذکر کیا۔ابھی وہ اس بات کو بیان کر ہی رہے تھے کہ وہی شخص جس کے روزہ دار ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بحث تھی اتفاق سے مسجد میں

آ گیا اور مسجد کے امام کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں۔ میں خدا کے فضل سے روزے رکھتا ہوں اور آج بھی روزے سے تھا۔لیکن جب باہر سے کام کاج کرتے ہوئے آیا تو آتے ہی بوجہ بھوک اور پیاس کے غلطی سے بھول کر کھانا وغیرہ کھا لیا مجھے اس وقت روزہ قطعاً یاد نہ تھا بعد میں مجھے یاد آیا کہ میں تو روزہ دار ہوں اور مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور اب شریعت کی رو سے جوفتویٰ ہواس سے مطلع کیا جائے۔

اس شخص کی یہ بات سن کر دونوں فریق جو اس کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے حیران اور ششدر رہ گئے اور وہ لوگ جو اس کے متعلق بدظنی میں مبتلا تھے بہت ہی شرمندہ ہوئے۔

اس قسم کی کئی مثالیں دیکر میں نے جناب امیر صاحب پر بدظنی اور نکتہ چینی کرنے کی عادت کی شناخت کو واضح کیا اور مرکزی کارکنوں کے درجہ اور مقام کے متعلق روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرب عطا کیا ہے۔مقدس مرکز میں قیام کی توفیق دی ہے اور خلافت حقہ کے فیوض سے براہ راست متمتع فرمایا ہے۔امیر صاحب اس پر چپ ہوگئے اور دعا کے بعد مجلس برخواست ہوگئی۔

میں نے اس کے بعد اپنی ماہوار رپورٹ میں دفتر نظارت (دعوت الی اللہ) میں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں جماعت کراچی اور اس کے امیر صاحب کے حالات اور خیالات کا بھی ذکر کیا اور جماعت کی اصلاح کے لئے درخواست دعا کی۔ ان دنوں جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر (دعوت الی اللہ) رخصت پر تھے اور مکرم مولوی عبدالرحیم نیر صاحب نائب ناظر (دعوت الی اللہ) ان کی جگہ پر قائم مقام تھے۔ میری رپورٹ مرکز پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد مجلس مشاورت کے موقع پر امیر جماعت احمدیہ کراچی، قادیان آئے اور دفتر میں آکر میری رپورٹ بھی ملاحظہ کر لی (محترم نیر صاحب نے غلطی سے لیکن نیک دلی سے یہ رپورٹ ان کو دکھادی۔جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تادیبی کارروائی بھی فرمائی۔)

جب امیر صاحب مجلس مشاورت سے فارغ ہوکر واپس کراچی پہنچے تو مجھے ملے اور کہنے لگے کہ میں آپ کی رپورٹ مرکز میں جا کر دیکھ آیا ہوں جو کچھ آپ نے میرے متعلق لکھا ہے اس سے مجھے معلوم ہوگیا ہے کی آپ کس طرح کے آدمی ہیں پھر غضب آلودہ ہوکر انہوں نے بہت سے نامناسب اور نازیبا کلمات میرے متعلق استعمال کئے حتیٰ کہ غصہ کی حالت میں شیطان کا لفظ بھی

انہوں نے مجھے کہا۔

خیر جو کچھ انہوں نے کہا میں خاموشی اور تحمل سے سنتا رہا جب وہ اپنا غبارِ خاطر نکال چکے۔ تو میں نے عرض کی کہ آپ نے میری نسبت جو الفاظ استعمال کئے ہیں اگر فی الحقیقت میں ایسا ہوں تو آپ نے ایک بُرے کو بُرا کہہ کرا مر واقعہ کا اظہار کیا ہے لیکن اگر میں ایسا نہیں جیسا کہ آپ نے میری نسبت کہا ہے تو آپ یا درکھیں کہ آپ دنیوی حکومت کے معزز کارکن ہیں اور میں بظاہر حقیر ہستی ہوں۔ لیکن سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا سپاہی ہوں اور آسمانی حکومت کا نمائندہ ہوکر کراچی میں آیا ہوں آپ نے میرے متعلق سخت الفاظ استعمال کر کے میری توہین کی ہے اور مجھ پر ہی نہیں بلکہ آسمانی حکومت پر بھی حملہ کیا ہے آپ نہیں مریں گے جب تک آپ اس توہین کا خمیازہ نہ بھگت لیں۔''

میں اتنا کہہ کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا اور امیر صاحب کی اس کارروائی سے حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایک خط کے ذریعے اطلاع کردی۔ میں تقریباً چھ ماہ تک کراچی میں رہا۔ لیکن اس کے بعد امیر صاحب میرے ساتھ بے اعتنائی ہی برتتے رہے۔ اس کے بعد مرکز کے حکم سے میں واپس قادیان آ گیا۔

ازاں بعد امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے متعلق قضاء وقدر نے ابتلاء کی خطرناک صورت پیدا کردی۔ اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ایک سندھی پیر کے مرید نے ایک عورت کو اغوا کرلیا اور مغویہ عورت کو پیر صاحب کے ہاں روپوش کردیا۔ اس کی اطلاع ملنے پر امیر صاحب جماعت جو انسپکٹر پولیس بھی تھے معہ پولیس گارڈ کے پیر صاحب کے گھر بغرض تفتیش پہنچے اور خانہ تلاشی کی بے حد کوشش کی لیکن پیر صاحب کے مریدوں نے خانہ تلاشی نہ ہونے دی۔ آخر دنگا فساد تک نوبت پہنچی۔ جس میں انسپکٹر صاحب اور سپاہیوں کو شدید ضربات آئیں۔ مغویہ عورت تو مکان سے ادھر اُدھر کردی گئی اُلٹا پولیس پر گھر کی پردہ نشین خواتین کی توہین کا مقدمہ دائر کردیا گیا۔

اس مقدمہ میں شاخ درشاخ کئی الزامات بنالئے گئے اور انسپکٹر صاحب پولیس پر 14 مقدمات مختلف لوگوں کی طرف سے دائر کروائے گئے اس دوران میں ان کو معطّل کیا گیا اور کچھ عرصہ بعد انسپکٹر سے سب انسپکٹر بنادیا گیا۔ اب انسپکٹر صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے مجھے نہایت دردمندانہ خط لکھا کہ مجھے خوب معلوم ہوگیا کہ یہ مصائب در مصائب اور ابتلاء پر

ابتلاء مجھ پر کیوں آرہے ہیں۔ یقیناً یہ آپ کی توہین اور آپکے متعلق درشت کلامی کا نتیجہ ہے جو مجھ نالائق اور عاصی سے سرزد ہوئی۔ آپ خدا کے واسطے مجھے معاف فرمائیں اور میرے حق میں دعا فرمائیں۔اس کے بعد قادیان مقدس بھی آئے اور مجھ سے نہایت عاجزانہ طور پر معافی اور درخواست دعا کے ملتجی ہوئے۔

میں نے ان کو کہا کہ میں تو آسمانی سرکار کا ایک حقیر خادم ہوں۔آپ اللہ تعالیٰ کے پاک خلیفۃ المسیح الثانی سے معافی طلب کریں اور ان کو راضی کریں تا کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کو معاف فرمادے۔چنانچہ انہوں نے حضور اقدس کے حضور بھی بار بار معافی اور دعا کے لئے عرض کیا اور مجھے بھی متواتر توجہ دلاتے رہے۔ ان کی بار بار کی عاجزی اور انکساری سے اور اس خیال سے کہ ان کا ابتلاء اور مصائب شماتت اعداء کا باعث بن رہے ہیں اور جماعتی بدنامی کا موجب ہوگئے ہیں۔ میرا دل رقت اور درد سے بھر گیا اور میں نے خدا تعالیٰ کے حضور ان کی غلطی کی معافی اور ان کو ورطۂ مصائب سے نجات بخشنے کے لئے بہت دعا کی۔

ایک رات جب میں اسی طرح دعا کرتا ہوا سویا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی اور میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک اجتماع عظیم کے سامنے ایک بہت بڑے تخت پر جلوہ فرما ہیں۔ میں اس مجمع میں انسپکٹر صاحب موصوف کو لے کر اس غرض کے لئے چلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلطی کو معاف فرمادیں۔جب میں اور انسپکٹر صاحب اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچے تو حضرت رب العالمین نے ہمیں دیکھ لیا اور حاضر ہونے کی غرض بھی معلوم کر لی اور بلند آواز سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس کی خطاء اس صورت میں معاف ہوسکتی ہے کہ وہ ان الفاظ میں ہم سے معافی طلب کرے۔پھر جو الفاظ اللہ تعالیٰ نے تمام مجمع کے سامنے فرمائے اور سب نے سنے وہ مندرجہ ذیل تھے:

(۱) ''اے خدا تجھے تیری رحمت کا واسطہ ہے جس کی تحریک سے تو نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا تا وہ لوگوں کو تیرے فیض سے مستفیض ہونے کے لئے دعوت دیں تو مجھے معاف فرما''

پھر دوسری دفعہ پہلے فقرہ کے بعد یوں فرمایا:۔

(۲) ''اے خدا تیری اس رحمت کا واسطہ ہے کہ جس نے تجھے اس بات کا مستحق

بنایا ہے کہ ساری مخلوق مستفیض ہونے کے لئے تجھ سے ہی دعا کرے تو مجھے معاف فرما۔‘‘

میں نے صبح ہی انسپکٹر صاحب موصوف کو بلا کر یہ دعائیہ کلمات ان کو سکھا دیئے اور ساتھ ہی بشارت دی کہ یہ سب مصائب اور ابتلاء اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد ہی دور ہو جائیں گے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایسا ہی ہوا اور وہ جملہ مقدمات سے باعزت بری ہوئے اور تنزّلی کے بعد انسپکٹر پولیس کے عہدہ پر دوبارہ فائز ہوگئے اور پھر اسی عہدہ سے پنشن پر آئے۔‘‘[67]

پس ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً یہی اختلافات تھے جو جماعت احمدیہ کراچی میں نظام امارت کی معطّلی کا باعث ہوئے۔ **واللہ اعلم**

1926ء میں علماء جماعت کی کراچی آمد

1926ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر ایک وفد، جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء اور علماء شامل تھے، کراچی آیا۔ اس وفد میں حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری، حضرت حافظ جمال احمد صاحب اور مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری شامل تھے۔

چنانچہ 30ستمبر 1926ء کو تھیوسوفیکل ہال میں مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ’’(دین حق) زندہ اور عالمگیر مذہب‘‘ کے عنوان سے نہایت دلچسپ اور موثر تقریر فرمائی۔ رنچھوڑ لائن کے نزدیک ایک چوک میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور حضرت حافظ جمال احمد صاحب نے ’’محاسن (دین حق)‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

مورخہ 2/اکتوبر 1926ء کو رامسوامی میں مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے ’’کیا (دین حق) بزور شمشیر پھیلا‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ مورخہ 3اکتوبر 1926ء کو خالقدینا ہال میں حضرت مولانا محمد ابرہیم صاحب بقاپوری اور حضرت حافظ جمال احمد صاحب نے ’’ختم نبوت‘‘ کے موضوع پر پُراثر تقاریر فرمائیں۔ اسی شام کو مکرم ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ’’صداقت حضرت مسیح موعودؑ‘‘ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ایک اہل حدیث مولوی محمد عثمان دہلوی صاحب جو اس جلسہ میں موجود تھے، ان کے اعتراضات کے جوابات نہایت عالمانہ قابلیت کے

ساتھ دیئے۔ یہ سلسلہ اگرچہ نصف گھنٹہ کے لئے مقرر کیا لیکن سامعین کی دلچسپی کی وجہ سے رات بارہ بجے تک جاری رہا۔ 68

مکرم مولانا ظہور حسین صاحب کراچی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے مکرم مولانا ظہور حسین صاحب 1924ء میں بخارا (روس) کے لئے روانہ ہوئے اس سفر کے دوران آپ کو حکومت روس کی طرف سے قید وبند کی شدید صعوبتیں اٹھانا پڑیں۔ روسی حکام نے ڈیڑھ پونے دو سال تک آپ کو قید میں رکھنے کے بعد ہنزلی (ایران کی بندرگاہ) پر چھوڑا۔ جہاں سے آپ تہران، بغداد، بصرہ اور کراچی سے ہوتے ہوئے 25 اکتوبر 1926ء کو قادیان پہنچ گئے۔ 69

مکرم مولوی ظہور حسین صاحب اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’میں بذریعہ جہاز کراچی روانہ ہوا۔ کراچی کی جماعت کو بھی اطلاع کر دی کہ یہ عاجز فلاں جہاز سے کراچی پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ جب کراچی ساحل سمندر پر پہنچا تو محترم شیخ نیاز محمد صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس ساحل پر عاجز کو لینے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مجھ کو اپنی رہائش گاہ پر لے گئے دو تین دن عاجز کراچی رہا اور جماعت احمدیہ کراچی سے جو ان دنوں مختصر سی جماعت تھی ملاقات ہوئی اور احباب نے حضور کی خدمت میں بھی مرکز میں اطلاع کر دی کہ کراچی پہنچ گیا ہے اور فلاں دن روانہ ہو رہا ہے۔ عاجز نے کراچی پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور اپنے ہاتھ سے پہلا خط لکھا اور نہایت اختصار سے اپنے حالات ارتک، عشق آباد، تاشقند اور ماسکو کے بھی لکھے۔ یہ خط جب حضور کو ملا تو الفضل کو اشاعت کے لئے بھیج دیا۔ دو تین کے بعد کراچی سے جماعت احمدیہ کراچی نے عاجز کو قادیان روانہ کر دیا اور بہت سے احباب چھوڑنے کے لئے اسٹیشن پر تشریف لائے اور عاجز کراچی سے قادیان روانہ ہو گیا۔‘‘

رنچھوڑ لائن میں لائبریری کا قیام

1927ء میں رنچھوڑ لائن میں جماعت احمدیہ کراچی نے اپنے محدود وسائل کے باوجود ایک لائبریری قائم کر لی جو رنچھوڑ لائن میں طیب جی محمد ملا بھائی بلڈنگ میں قائم کی گئی تھی۔ 70

چندہ ریزرو فنڈ میں حصہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ریزرو فنڈ کی بنیاد مجلس مشاورت اپریل 1927ء میں رکھی اور جلسہ سالانہ دسمبر 1927ء میں جماعت کی مالی کمزوری کا نقشہ کھینچتے ہوئے 25لاکھ روپیہ چندہ ریزرو فنڈ جمع کرنے کی تاکید کی ۔حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اوّل وہ آدمی نام پیش کریں جو ایک ہزار سے پانچ ہزار روپے چندہ جمع کریں گے۔(دوم) ایک سو روپیہ سے ہزار روپے تک (سوم)دس سے پچاس روپے جمع کر سکتے ہوں۔

ایک ہزار سے پانچ ہزار تک وعدہ کرنے والوں میں کراچی کے حضرت شیخ نیاز محمد صاحب بھی شامل تھے۔71 جبکہ مکرم شیخ رفیع الدین احمد صاحب نے بھی اس تحریک میں حصہ لیا۔72

کراچی میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کے لیکچرز

حضرت مولانا عبد الرحیم نیر صاحب مئی 1927ء میں کراچی تشریف لائے تو جماعت احمدیہ کراچی نے ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تین پبلک لیکچرز کا انتظام کیا۔

پہلا لیکچر ینگ مسلم محمڈن ایسوی ایشن کے وسیع ہال میں جناب سیٹھ حاکم بھائی کی زیر صدارت منعقد ہوا (سیٹھ حاکم بھائی صاحب کراچی کے ایک متمول تاجر اور اعلیٰ قابلیت کے بزرگ تھے) لیکچر ''بیسویں صدی کا مذہب'' کے عنوان پر تھا یہ لیکچر انگریزی زبان میں دیا گیا۔

دوسرا لیکچر'' عالمگیر مذہب'' کے نام سے اردو زبان میں دیا گیا۔اس لیکچر کی صدارت جناب حاجی میر محمد صاحب بلوچ ممبر لیجسلیٹو کونسل بمبئی نے کی۔

تیسرا لیکچر''مغربی افریقہ میں (دین حق)'' کے عنوان سے میجک لینٹرن کے ذریعے دیا گیا۔اس لیکچر کی صدارت جناب ماسٹر محمد خان صاحب بدر ایڈیٹر خورشید خاور نے فرمائی۔73

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی کراچی تشریف آوری

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب غالباً 1927ء میں حضرت شیخ نیاز محمد صاحب کی دعوت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے موسم گرما کی تعطیلات منانے کراچی

تشریف لائے ان دنوں حضرت صاحبزادہ صاحب جامعہ احمدیہ کے طالب علم تھے۔آپ تقریباً دو ماہ تک حضرت شیخ نیاز محمد صاحب کے گھر قیام پذیر رہے۔آپ کے ہمراہ نیک محمد غزنوی صاحب بھی تھے۔[74]

1928ء میں جماعت احمدیہ کراچی کی کارکردگی

مجلس مشاورت 1928ء کی رپورٹ میں کراچی کے بارے میں مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے:

''جماعت احمدیہ کراچی شہر۔جماعت کی رپورٹ اچھی ہے (دعوت الی اللہ) بھی گو لکھا ہے کہ کماحقہٗ نہیں ہوئی تاہم جماعت میں کئی کارآمد صاحب علم لوگوں کا اضافہ ہوا ہے۔چوہدری محمد شریف صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ۔صیغہ بیت المال کا کام بھی بہت اچھا ہے۔بیان کیا گیا کہ شیخ رفیع الدین احمد صاحب نے مقررشدہ بجٹ سے بہت زیادہ چندہ مرکز بھیجا ہے ریزروفنڈ کے لئے بھی باقاعدہ کوشش ہو رہی ہے۔مکرم رفیع الزمان خان صاحب سیکریٹری (دعوت الی اللہ) کا کام بھی اچھے الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے............مکرم شیخ نیاز محمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن، ریویو (آف ریلیجنز - مؤلف) اورسن رائز تعلیم یافتہ لوگوں کے نام جاری کروا رہے ہیں۔(سن رائز پندرہ روزہ انگریزی اخبار،حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1926ء میں جاری فرمایا تھا جس کا مقصد غیروں میں (دین حق) اوراحمدیت کی اشاعت تھا۔)[75]

کراچی کا پہلا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1928ء میں الٰہی تصرف کے تحت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد رکھی جس نے برصغیر ہندو پاک کی مذہبی تاریخ پرخصوصاًاور دنیا بھر میں عموماً بہت گہرا اثر ڈالا۔پہلے جلسے کے لئے 17/جون کی تاریخ مقرر کی گئی۔[76]

حضور اقدس کے حکم کے مطابق جہاں اورشہروں اور مقامات پر پہلی بار ایک منظّم طریق سے جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کئے گئے وہاں جماعت احمدیہ کراچی نے بھی 17 جون 1928ء کو یہ بابرکت جلسہ منعقد کرنے کی توفیق پائی۔

پہلا جلسہ دن کو خالقدینا ہال میں 17 جون 1928ء کومنعقد ہوا۔[77] اس کے علاوہ اسی

تاریخ کو رات کے وقت دوسرا جلسہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن ہال میں زیر صدارت جناب عبدالرحمٰن خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء پریذیڈنٹ ینگ مسلم ایسوسی ایشن منعقد ہوا۔جس میں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت اور حضور انور ﷺ کے اسوہ حسنہ پر تقریریں کی گئیں۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اس کے بعد کراچی کے مشہور و معروف شاعر ڈاکٹر صدیقی صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں نہایت موضوع نظم پڑھی۔ جناب صدر نے اپنی صدارتی سبق آموز تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان فرمائی ۔اس کے بعد شیخ غلام احمد صاحب ،مولانا نورلعین صاحب ،مولانا اسرار الحق صاحب طوطی ہند،سردار جگت سنگھ صاحب جنرل کنٹریکٹر اور مولوی فضل الٰہی صاحب نے عالمانہ تقریریں فضائل نبویؐ پر فرمائیں۔ جلسہ میں معززین شہر کثرت سے تشریف فرما تھے۔78

کراچی کے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد اور اس سلسلے میں پیدا ہونے والے ماحول نے ڈاکٹر شفیع احمد صاحب ایڈیٹر اخبار ''زلزلہ'' دہلی پر گہرا اثر پڑا۔آپ فرماتے ہیں کہ:

''17رجون 1928ء کو مَیں کراچی میں تھا اس دن وہاں کے اس جلسہ (یعنی جلسہ سیرۃ النبیؐ-مؤلف) میں شریک ہونے کو دل چاہتا تھا مگر مجبوری تھی ٹھہرنا مشکل تھا۔آخر تین بجے گاڑی میں سوار ہوگیا اور اپنی سیٹ پر کھڑے ہوکر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینا شروع کر دیا۔جب دوسرا اسٹیشن آیا تو اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں جا پہنچا اور وہاں لیکچر دینا شروع کر دیا۔غرضیکہ اسی طرح بفضلہٖ تعالیٰ سات گاڑیوں (ڈبوں) میں پہنچ کر 17جون کو تین بجے سے بارہ بجے تک میں نے لیکچر دیئے جن کو ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی غرضیکہ ہر طبقہ نے بہت پسند کیا۔79

کراچی میں 1928ء میں احمدیوں کی دو جماعتیں

1928ء کا سال ایسا ہے جب بوجوہ کراچی میں دو جماعتیں قائم کی گئیں۔ایک کا نام کراچی شہر اور دوسری سولجر بازار کہلاتی تھی۔اس بارے میں مکرم عبدالغنی صاحب ناظر بیت المال نے الفضل 4رستمبر 1928ء میں تحریر فرمایا کہ:

''کراچی میں دو علیحدہ علیحدہ جماعتیں اس جگہ کی وسعت کے سبب کام کررہی ہیں ،ایک

کا نام کراچی شہراور دوسری کا نام کراچی سولجر بازار ہے۔کراچی شہر کی جماعت باقاعدگی سے کام کرنے والی جماعت ہے۔اس کے فارم چندہ خاص میں مکرمی چوہدری محمد شریف صاحب سب انسپکٹر پولیس اور بابوعبدالرحمٰن صاحب کلرک کسٹم ڈیوٹی کا چندہ 30 فیصد کے حساب سے ہے اور باقی احباب کے وعدے باشرح۔کل رقم چندہ خاص 120 روپے ہے۔اس جماعت کے کارکن اپنے حلقہ میں خواہ وہ کسی قدر محدود ہو، واقعی قابل قدر کام کرنے والے اصحاب ہیں اور شکریہ کے مستحق۔

جماعت سولجر بازار کراچی نے تھوڑے دنوں سے اپنا کام باقاعدگی سے شروع کیا ہے اس کے فارم چندہ خاص میں مکرمی ڈاکٹر محمد بخش صاحب سیکریٹری مال نے اپنا چندہ خاص تیس فی صدی کی شرح سے یک مشت ادا کر دیا ہے اور جناب رفیع الزمان خان صاحب سیکریٹری (دعوت الی اللہ) نے باشرح چندہ خاص دو قسط میں پورا ادا کر دیا ہے۔نیز حاجی عمر دین صاحب ڈنگوی نے اپنا چندہ خاص چالیس فی صدی کی شرح سے یک مشت تحریک کے پہنچنے سے پہلے ہی اس اطلاع پر کہ تحریک آنے والی ہے، ارسال کر دیا تھا۔

سولجر بازار کا کل وعدہ چندہ خاص 10 روپے ہے۔علاوہ ازیں ان کا بجٹ فارم چندہ عام بھی آ گیا ہے جو عہدیداران کی سعی اور محنت کا پتہ دے رہا ہے۔بیت المال تمام عہدیداران سولجر بازار کراچی کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے بکھرے ہوئے شیرازہ کو جمع کر کے کام شروع کیا اور خصوصیت سے توقع کرتا ہے کہ وہ نہایت محنت اور توجہ سے اس کام کو سرانجام سے کر عنداللہ اجرعظیم کے مستحق ہونگے۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک اہم درس القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 8؍اگست تا 8؍ستمبر 1928ء بیت اقصیٰ قادیان میں سورۃ یونس تا سورۃ کہف پانچ پاروں کا روح پرور درس دیا۔یہ درس چونکہ ایک خاص اہمیت رکھتا تھا۔اس لئے احباب جماعت کو متعدد بار تحریک کی گئی کہ وہ اس موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں بلکہ دوسرے اہل علم مسلمانوں اور غیر مسلموں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔چنانچہ 7اگست 1928ء تک بہت سے دوست مرکز احمدیت قادیان میں جمع ہوگئے۔ان احباب میں اکثریت

وکلاء، کالجوں کے طلباء، حکومت کے معزز عہدیداران اور رؤسا پر مشتمل تھی۔ درس کا آغاز 8 اگست 1928ء کو بیت اقصیٰ میں بعد نماز ظہر ہوا۔[80]

اس درس میں کراچی کے مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب نے شرکت کی۔ آپ کے ساتھ تین مزید افراد بھی درس میں شرکت کے لئے قادیان گئے۔[81]

درس میں شرکت کرنے والوں میں سے مکرم حافظ عبدالسلام صاحب اور مکرم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور بعد ازاں امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر ہوئے۔ مکرم سید رحمت علی شاہ صاحب قیام پاکستان سے قبل ہی کراچی آئے اور بعد میں جماعت احمدیہ کراچی کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اس درس میں شرکت کرنے والوں کا امتحان بھی ہوا اور مجموعی طور پر مکرم حافظ عبدالسلام صاحب نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔[82]

مربیان کرام کے اعزاز میں تقریب

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب علاقہ سندھ بشمول کراچی کے پہلے مربی سلسلہ کے طور پر 1923ء میں سندھ تشریف لائے اور 1928ء تک مربی سلسلہ رہے۔ آپ کے تبادلے کے بعد 1928ء میں حضرت مولوی عبدالغفور صاحب مربی سلسلہ تشریف لائے۔

جماعت احمدیہ کراچی نے 7 اکتوبر 1928ء کو حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب کو الوداعی اور حضرت مولوی عبدالغفور صاحب کے لئے استقبالیہ تقریب منعقد کی جس میں حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور حضرت مولوی عبدالغفور صاحب کو خوش آمدید کہا گیا۔[83]

کراچی کی خواتین کی مالی قربانی

بیت لنڈن کی تعمیر کے بعد انگلستان میں (دعوت الی اللہ) کا کام روز بروز بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ (مربی) انگلستان مکرم خان فرزند علی خان صاحب کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں یہ درخواست پہنچی کہ کام زیادہ ہے اور عملہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ انگلستان کے کسی نومسلم کو اس کام پر مقرر کیا جائے۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ میں اس کی گنجائش نہیں تھی لہٰذا حضور نے احمدی خواتین کو تحریک فرمائی کہ وہ اس مشن کا زائد خرچ

اٹھائیں اور جو کچھ دیں وہ اپنے پاس سے دیں نہ کہ مردوں کی جیب سے لے کر۔

چنانچہ احمدی خواتین نے حضور کے اس مطالبے پر پورے خلوص سے لبیک کہا۔ چنانچہ کراچی کی خواتین نے بھی اس مالی قربانی میں نہایت خلوص سے حصہ لیا۔84

وصایا کے بارہ میں جماعت احمدیہ کراچی کا قابل تقلید نمونہ

نظارت بہشتی مقبرہ قادیان نے اپنی رپورٹ مئی 1928ء تا اپریل 1929ء میں تحریر کیا کہ جماعت کراچی میں یہ بہت بڑی خصوصیت ہے کہ اس کا جب کوئی عہدہ دار بنتا ہے اس کے لئے وصیت کرنی لازمی قرار دی جاتی ہے بالفاظ دیگر اس جماعت کے تمام عہدہ دار موصی ہیں یہ جماعت کراچی کا اپنا انتظام ہے کہ وہ بغیر موصی ہونے کے کسی فرد کو عہدہ دار منتخب نہیں کرتی اور یہ حُسنِ اِنتظام شیخ نیاز محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت کا ہے ۔کراچی کی جماعت کا نمونہ باقی جماعتوں کیلئے قابل تقلید ہے ۔85

مذبح خانہ قادیان کے انہدام کے خلاف جماعت کراچی کی قرارداد

1929ء میں ہندوؤں اور سکھوں نے قادیان میں قائم مذبح خانہ مسمار کردیا۔اس کے خلاف پورے ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے احتجاج کیا گیا اور جماعتوں نے قرار داد مذمت پاس کیں ۔اس حوالے سے جماعت احمدیہ کراچی نے جو قراردادِ مذمت پیش کی وہ درج ذیل ہے:

''انجمن احمدیہ کراچی مذبح خانہ قادیان کو سکھوں اور ہندوؤں کے زبردستی سے گرانے کو خوف اور خطرہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور متفقہ طور پر گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ وہ شوریدہ سر لوگوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرے اور مذبح خانہ دوبارہ تیار کرا دے۔ گورنمنٹ کی اس معاملے میں معمولی تاخیر اس بات پر دلالت ہوگی کہ وہ ....قوم کے جائز اور واجبی حقوق سے پہلوتہی کر رہی ہے۔'' 86

جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

جناب احمد لطیف صاحب بی اے جنرل سیکریٹری ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کراچی کی

طرف سے ایک مراسلہ اخبار الفضل کی اشاعت 10 رجنوری 1929ء میں شائع ہوا۔مراسلہ درج ذیل ہے۔

''دنیائے .... میں آج ہر طرف خدمت دینِ متین کا جو طرہ وسہرا خدا کے فضل سے احمدی جماعت کے سر پر ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو خدمات دین کی آپ صاحبان ادا کر رہے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ اور دیگر برادران کے لئے قابل رشک ہیں جو ریزولیوشن اور قراردادیں پاس کرنے میں تو شیر ہیں مگر ان کو عملی جامہ پہنانا ان کی طاقت اور تنظیم سے باہر ہے۔خدا کرے کہ دوسری انجمنیں اور سوسائٹیز بھی آپ کی مثال اور آپ کے عمل سے مستفیض ہوں ۔ یہ سوسائٹی ان خدمات پر جو کہ آپ کی جماعت نے بیرون و اندرونِ ہند انجام دیں اور دے رہی ہے،تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتی ہے۔'' 87

آریہ سماج کے اعتراضات کے جوابات

حضرت فتح محمد شرما صاحب سکیرٹری تعلیم وتربیت جماعت احمدیہ کراچی نے 1929ء میں مقامی آریہ سماج کے (دین حق) پر اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ ان کے مندر میں جا کر دینا شروع کیا آپ نے (دین حق) پر ان کے اعتراضات کا رد کرنے کے علاوہ آرین تہذیب کو بھی عام پبلک کے سامنے پیش کرنا شروع کیا جس کا عام پبلک پر اچھا اثر ہوا اور وہ آریہ سماج کی کمزوری کو صاف طور پر محسوس کرنے لگے۔جس سے بچنے کے لئے آریہ سماج والوں نے حضرت فتح محمد شرما صاحب کو مندر میں آنے سے روک دیا۔ 88

کراچی میں لائبریری کا آغاز

یکم ستمبر 1929ء کو کراچی میں ایک لائبریری کا آغاز کیا گیا جس میں مکرم شیخ محمد غوث صاحب کی مساعی قابل ذکر رہی۔ 89

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے 22 ستمبر 1929ء کو تھیوسافیکل ہال کراچی میں ایک کامیاب لیکچر دیا۔صدارت ایک ہندو رئیس جناب این ڈی ملک صاحب نے کی۔حضرت مفتی

صاحب کی تقریر کا عنوان My experience about American Spiritual life تھا۔جس میں ہندو،عیسائی اور غیر احمدی احباب شامل تھے۔[90]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دعوت الی اللہ کے لئے ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 مارچ 1930ء میں فرمایا:

''میں نے جلسہ پر اعلان کیا تھا کہ دوست وعدہ کریں اور اپنا نام لکھائیں کہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنائیں گے۔وعدہ کرنا بھی مفید ہوتا ہے کیونکہ آدمی کو اس کا خیال رہتا ہے کہ مجھ سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور اسے اس کا پاس ہوتا ہے۔مگر بہت تھوڑے لوگوں نے وعدے لکھوائے ہیں۔خصوصاً بڑے شہروں نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ سیالکوٹ، امرتسر، فیروزپور، گجرات ،جہلم، پشاور، لاہور، دہلی ،ملتان ،کراچی وغیرہ مقامات کے لوگوں نے بہت کم توجہ دی ہے۔کراچی کا وعدہ تو شاید آیا ہے۔مگر عام طور پر بہت کم لوگوں نے نام لکھوائے ہیں۔ پھر زیادہ تعلیم یافتہ اور بااثر لوگوں نے بالکل توجہ نہیں کی۔ حالانکہ جب تک سب چھوٹے بڑے اس کام میں نہ لگ جائیں پوری کامیابی نہیں ہوسکتی۔'' [91]

سول نافرمانی کی تحریک کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطبہ

آل انڈیا نیشنل کانگریس نے دسمبر 1929ء میں کامل آزادی کا نعرہ بلند کرنے کے بعد 26/جنوری 1930ء کو یوم آزادی منایا اور 6/اپریل 1930ء سے گاندھی جی کی قیادت میں قانون نمک سازی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ملک میں سول نافرمانی کا آغاز کر دیا۔لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مساعی کے نتیجے میں مسلمان من حیث القوم اس تحریک سے الگ رہے۔

حضور نے 2/مئی 1930ء کے خطبہ جمعہ میں اس سیاسی شورش پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے کانگریس کی تحریک آزادی سے اصولی اور کلی ہمدردی کا اظہار کرنے کے باوجود کانگریس اور

گورنمنٹ دونوں کے غلط روّیے پر بے لاگ تنقید کی اور مسلمانوں کے لئے عموماً اور جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً صحیح طریق عمل پیش کیا۔

اخبار الفضل کے علاوہ کراچی کے ایک ہفت روزہ ''ملت'' نے اپنی 30/جون 1930ء کی اشاعت میں اس خطبہ کا قریباً پورا متن شائع کیا۔ 92

1930ء کی شورش کے خلاف جماعت کراچی کی قرارداد

جماعت احمدیہ کراچی کا ایک جلسہ عام یکم جون 1930ء کو منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز تمام حاضرین کے اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

1۔ جماعت احمدیہ کراچی اعلان کرتی ہے کہ جہاں تک ہمارے ملک ہندوستان کی آزادی اور بہبود کا تقاضہ ہے جماعت احمدیہ اس جذبہ میں کسی سے پیچھے نہیں۔ لیکن موجودہ روش جو کانگریس نے اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ ہمارے نقطہ نگاہ سے ملک کے لئے بے حد مضر اور سراسر خطرناک ہے اور ملک کے امن و اخلاق کو تباہ کرنے والی ہے۔ اس لئے باوجود آزادی کی زبردست خواہش رکھنے کے جماعت احمدیہ حضور وائسرائے ہند، گورنمنٹ ہند اور مقامی حکام کو یہ یقین دلاتی ہے کہ یہ جماعت ملک میں قیام امن کے لئے ہر ممکن قربانی کو تیار ہے۔ نیز اس امر کا اظہار ضروری سمجھتی ہے کہ جماعت احمدیہ کا یہ مسلک چونکہ ہمارے بانی سلسلہ اور ہمارے موجودہ امام کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اس لئے ہمارا یہ اظہار نہ تو کسی دنیوی فائدے کی غرض سے ہے اور نہ ہی کسی قسم کی چاپلوسی مدنظر ہے۔

2۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ جمعہ (2 مئی) کو ٹریکٹ کی صورت میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا جائے۔ جس کی بناء پر کانگریس سے مسلمانوں کی علیحدگی ضروری ہے۔

3۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ پاس شدہ تجویز کی نقل وائسرائے ہند، گورنر بمبئی، منسٹر سندھ، کلکٹر کراچی، سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی اور پریس کو بھیجی جائے۔ 93

منافقین کی فتنہ پردازیوں کے خلاف قرارداد

1930ء میں منافقین، جو مستریوں کے نام سے مشہور تھے، کی فتنہ پردازیوں کے خلاف جماعت احمدیہ کراچی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

جماعت احمدیہ کراچی کا یہ غیر معمولی جلسہ جو 13/اپریل (1930ء) احمدیہ لائبریری میں منعقد ہوا اپنے محترم خلیفہ کی خدمت میں، جس نے اپنی پاک زندگی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آج صرف اسی کی ایک ذات بابرکات ہے جو کیا بلحاظ تقویٰ وطہارت اور کیا بلحاظ علم وعرفان کے نیز (دینی) غیرت اور حمیت کے دنیا کے لئے نمونہ ہے، عرض کرتا ہے کہ ہم حضور اور حضور سے متعلقہ ہر فرد بلکہ سلسلہ کی ہر عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے جو ہمارے نزدیک ہماری اپنی جانوں سے بدرجہا اعلیٰ و افضل ہے اپنی حقیر جانیں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

یہ جلسہ گورنمنٹ کی اس سستی اور بے توجہی کو جو ایڈیٹر ''مباہلہ'' اور ''زمیندار'' اور ہمچو جملہ دیگر کمینہ اور مفسدہ پرداز لوگوں کے متعلق برت کر اور کوئی امتنائی کارروائی نہ کر کے ہمارے صبر کی بے جا آزمائش کرتی ہے، نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے اور متنبہ کرتا ہے کہ اس نے جلدی کوئی ایسی عملی کارروائی نہ کی جس سے مفسدین قرار واقعی طور پر اپنی ناپاک شرارت کی سزا کو پہنچیں تو یہ جماعت مجبوراً اس بارے میں خود کھڑی ہوگی اور اپنے مقتداء اور مطاع امام کے ناموس کے تحفظ کے لئے وہ کسی قربانی سے دریغ نہ کرے گی جس کی تمام ذمہ داری خود گورنمنٹ پر عائد ہوگی۔ 94

وقف زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1930ء میں یہ تحریک فرمائی کے احباب اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اس تحریک پر کراچی کے مکرم محمد نواز کٹکی صاحب نے بھی اپنا نام پیش کیا۔ 95

مباحثہ ڈگری سندھ

مورخہ 10-9/جولائی 1931ء ڈگری سندھ میں ایک مباحثہ بعنوان ''حیات و وفاتِ مسیح ؑ اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ'' منعقد ہوا۔ اس مناظرے میں احمدیوں کی طرف سے بطور مناظر

مکرم بابو اللہ داد صاحب اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی عبدالعزیز ملتانی مناظر اہلحدیث نے حصہ لیا۔ 96

احمدیوں کی طرف سے حصہ لینے والے مناظر مکرم بابو اللہ داد صاحب کا تعلق کراچی سے تھا۔آپ جماعت احمدیہ کراچی کے سرگرم عہدیدار تھے۔

مستقل مربیان کی فراہمی کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1931ء کے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:

''لاہور، امرتسر، دہلی، لکھنو، بمبئی، کلکتہ، کراچی، ملتان وغیرہ شہروں کی جماعتیں اگر اس سال سو(100) نئے احمدی دے دیں جن میں سے پچاس کمانے والے ہوں تو انہیں ایک مربی دے دیا جائے گا۔'' 97

پہلے یوم کشمیر کے موقع پر کراچی میں جلسہ

مسلمانان کشمیر پر ڈوگرہ حکومت کے مظالم کی دادرسی کے لئے کوئی معین لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک سرکلر پنجاب اور دوسرے صوبوں کے سرکردہ مسلمانوں کو بھجوایا اور بذریعہ تار بھی تحریک فرمائی کہ 25/جولائی 1931ء کو شملہ میں جمع ہوکر مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے ہر ممکن تدبیر بروئے کار لانے کے لئے پروگرام تجویز کیا جائے۔

چنانچہ 25/جولائی 1931ء کو شملہ میں اجلاس ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، علامہ سر محمد اقبال، نواب سر ذوالفقار علی خان، خواجہ حسن نظامی، مولانا اسماعیل غزنوی اور دوسرے اکابرین شریک ہوئے۔اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی جائے۔علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تجویز پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔

حضور نے حیرت انگیز تیزی اور مستعدی کے ساتھ مسلمانان کشمیر کی خدمت کا کام شروع فرمایا اور کشمیر کمیٹی کے قیام کے ابتدائی دنوں میں ہی ہندوستان بھر میں ایک جوش و ولولہ پیدا کردیا۔حضور نے 14/اگست 1931ء کو یوم کشمیر منانے کی اپیل فرمائی۔

حضور کی اس اپیل پر ملک بھر میں زبردست جلسے منعقد ہوئے۔جماعت احمدیہ کراچی کے

تحت اس روز خالق دینا ہال کراچی میں جلسہ ہوا جس کی صدارت حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب نے کی۔ 98

کراچی کے اس جلسے کی تفصیل یہ ہے کہ ایک رات قبل یعنی (13 اور 14/اگست 1931ء کی درمیانی رات) کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ایک پیغام محترم بابو اللہ داد صاحب کو موصول ہوا۔ بابو اللہ داد صاحب اس وقت محکمہ ڈاک کراچی میں ملازم تھے۔ چنانچہ آپ اسی رات 12 بجے جناب سر عبداللہ ہارون صاحب کو ان کی کوٹھی پر ملے اور حضور کا پیغام پہنچایا جو اگلے روز شام کے وقت مسلمانان کشمیر کی حمایت میں جلسہ کی صدارت قبول کرنے کے متعلق تھا۔ جناب سر عبداللہ ہارون صاحب نے جلسہ کی صدارت بخوشی منظور فرماتے ہوئے اتنے کم وقت میں جلسہ کے انتظامات اور جلسہ کی اطلاع عام بذریعہ اشتہارات پر اپنے شبہ کا اظہار کیا تو محترم بابو اللہ داد صاحب نے انہیں یقین دلایا کہ آپ مطمئن رہیں۔ محترم بابو صاحب نے اسی وقت سب احمدی دوستوں کو جمع کرکے ڈیوٹیاں لگا دیں۔ ایک خوش نویس دوست نے اشتہار لکھا۔ ایک دوست کا پریس کھلوا کر چھپائی کا کام کیا گیا۔ اس طرح اسی رات 4 بجے تک وہ اشتہار چھپ چکا تھا۔ احباب جماعت نے فجر سے قبل اشتہار شہر کی دیواروں پر چسپاں کر دیا تھا۔ چنانچہ خالقدینا ہال میں یہ پُرہجوم جلسہ کامیابی سے منعقد ہوا۔ صدر جلسہ نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی، جس کے صدر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تھے، کے احسن کام کی تعریف کرتے ہوئے مسلمانوں کو کشمیری بھائیوں کی مدد کی تلقین کی نیز جلسے کے اتنے کم وقت میں اتنے احسن انتظامات کو سراہا۔ 99

تنظیم نو (دعوت الی اللہ) صوبہ سندھ

1932ء میں نظارت (دعوت الی اللہ) صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے (دعوت الی اللہ) کے حوالے سے صوبہ سندھ کی تنظیم نو کی گئی۔ اس وقت سندھ میں 8 اضلاع ہوتے تھے، جن میں (دعوت الی اللہ) کی بہت ضرورت تھی۔ اس غرض سے ہر ضلع میں نائب مہتمم (دعوت الی اللہ) ضلع مقرر کیا گیا۔

اس زمانے میں چونکہ جماعت کے پاس تربیت یافتہ (مربیان) کی سخت قلت تھی اور مالی حالات بھی زیادہ روپیہ خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے لہٰذا مندرجہ بالا انتظام کیا گیا۔

نائب مہتمم (دعوت الی اللہ) ضلع اپنے ضلع کے اندر (دعوت الی اللہ) کرنے اور کروانے کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ اسی طرح فیصلہ کیا گیا کہ ہر ضلع میں ایک (دعوت الی اللہ) کا دفتر کھولا جائے چاہے وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ ہر ضلع کے (دعوت الی اللہ) کے دفتر میں تمام ضلع کے مشہور قصبات، دیہات میں مذہبی دلچسپی رکھنے والوں کے ناموں کی فہرست رکھی جائے اور وقتاً فوقتاً انہیں ہر قسم کا لٹریچر اور اشتہارات بھیجے جایا کریں۔ ضلع کراچی کے لئے مکرم بابو اللہ داد صاحب کو نائب مہتمم (دعوت الی اللہ) مقرر کیا گیا۔[100]

حضرت نواب عبداللہ خان صاحب - آنریری انسپکٹر کراچی

1932-33ء میں حضرت نواب عبداللہ خان صاحب کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے کراچی کا آنریری انسپکٹر مقرر کیا۔ آپ نے اپنے خرچ پر کراچی کا دورہ کرکے اپنی رپورٹ بھجوائی۔ آپ کی کوشش بیت المال کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔[101]

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

26/نومبر 1933ء کو یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلسہ ہوا جس کی صدارت کراچی کارپوریشن کے میئر جناب جمشید این آر مہتہ صاحب نے کی۔[102]

ایک کامیاب مناظرہ

مورخہ 4/فروری 1934ء کو کراچی میں غیراز جماعت علماء سے مناظرہ ہوا۔ غیراز جماعت علماء کی طرف سے لال حسین صاحب اور احمد دین صاحب مناظر تھے جبکہ احمدیوں کی طرف سے مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مناظر تھے۔ سامعین کی تعداد 3 ہزار کے قریب تھی۔ احمد دین صاحب کے چیلنج کو باطل کرنے کے لئے عربی تقریر بھی کی گئی۔ غیر تعلیم یافتہ طبقہ کے مزاحمانہ رویہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے مناظر کو نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔[103]

ساٹھ ہزار روپے قرض کی تحریک

مکرم ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے سلسلہ کی خاص ضروریات کے لئے

1934ء میں 60 ہزار روپے قرض کی تحریک کی گئی۔ اس پر جماعت نے گرم جوشی اور کشادہ دلی کے ساتھ لبیک کہا۔ باوجود اقتصادی مشکلات اور کساد بازاری کے وعدوں کی رقم بجائے ساٹھ ہزار کے اسی ہزار تک پہنچ گئی۔ محترم ناظر صاحب امور عامہ نے فرمایا کہ میری تحریک پر اس قدر قربانی اور ایثار کرنے والے دوست میری دعاؤں کے علاوہ میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس تحریک قرضہ میں کراچی کے مکرم ابوالفضل صاحب، ان کی اہلیہ اور مکرم شیخ عبدالمجید صاحب نے حصہ لیا۔ 104

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کراچی آمد

13 / جون 1934ء کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ڈرگ روڈ کراچی کے ائر پورٹ پر شام 5 بجے اترے۔ جناب حاتم طیب جی اور ان کی اہلیہ نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ کلارنی ہوٹل میں ٹھہرے۔ آپ نے اس دن احباب جماعت احمدیہ کراچی سے ملاقات کی۔ 105

محترم عبدالرزاق خان صاحب کی وفات

جماعت احمدیہ کراچی کے سابق پریذیڈنٹ محترم عبد الرزاق خان صاحب یکم اکتوبر 1934ء کو کراچی میں وفات پاگئے۔ 106

حضرت میر مہدی حسین صاحب کی کراچی آمد

آپ ایران کے آنریری مبلغ کی حیثیت سے 29 / اکتوبر 1934ء کو ایران تشریف لے گئے۔ اس سلسلے میں آپ کراچی تشریف لائے۔ پاسپورٹ میں کچھ نقص رہ گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو کراچی میں ایک ماہ قیام کرنا پڑا۔ کراچی میں آپ کو ایگزیما ہو گیا اور پھنسیاں نکل آئیں۔ چنانچہ آپ کو علاج کے لئے کراچی رکنا پڑا۔ 107

کراچی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

25 / نومبر 1934ء کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ خالقدینا ہال میں منعقد ہوا۔

پروفیسر ایچ سی کمار ،صدر جلسہ تھے ۔مسٹر این ڈی ملک صاحب ،سردار سندر سنگھ صاحب اور صاحب صدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں اور احمدیوں کو مبارکباد دی کہ انہوں نے ملک میں اتحاد و اتفاق کے لئے ایسی مفید تحریک جاری کی ہے۔108

کراچی سے مفسدانہ خطوط کی اشاعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر فرمودہ 1934ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان میں فرمایا:

''علاوہ اس گندے اور اشتعال انگیز لٹریچر کے جو مسیح موعودؑ کے خلاف شائع کیا جاتا ہے، مرکز سلسلہ اور جماعت احمدیہ کے خلاف بھی لوگوں کو طرح طرح سے اکسایا اور ورغلایا جاتا ہے۔مثلاً پچھلے دنوں ''زمیندار'' اخبار نے شائع کیا کہ احمدیوں کی طرف سے اس قسم کی چٹھیاں ملی ہیں جن میں مولوی ظفر علی خان صاحب کو قتل کرنے کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔حضور نے فرمایا کہ وہ کراچی کی چٹھی تھی ۔کیا حکومت کراچی اس کا پتہ نہ لگا سکتی تھی ؟ وہاں ایک احمدی مبارک احمد رہتا ہے مگر چٹھی پر مبارک مبارز لکھا تھا اور دوسری چٹھی پر سید احمد نام درج تھا۔ہمیں بہت حد تک یقین ہے کہ چٹھیاں کس نے لکھیں۔

اگر حکومت تحقیقات کرتی اور جس آدمی کو پیش کیا جاتا اس کے خط کے ساتھ اس چٹھی کا خط ملاتی تو غالباً معلوم ہو جاتا کہ لکھنے والا حکومت کے ہی ایک محکمے کا آدمی ہے۔حکومت اس بارے میں با آسانی تحقیقات کر سکتی تھی۔لیکن بجائے اس کے کہ تحقیقات کی جاتی کہ کراچی میں ایسے احمدی ہیں کہ نہیں ،پولیس کے حکام نے ''زمیندار'' کے شور و شر پر اس قسم کے انتظامات کر دیئے کہ گویا اس کی شائع کردہ چٹھیاں بالکل درست تھیں اور فی الواقع قتل کا اندیشہ تھا۔

حضور نے فرمایا کہ پھر ''زمیندار'' میں اسی قتل کرنے کی چٹھی لکھنے والے کی طرف سے اعلان کرا دیا جاتا ہے کہ وہ پہلے احمدی تھا مگر اب احمدیت سے مرتد ہو گیا ہے ۔اس کے متعلق ہم چیلنج دیتے ہیں کہ ثابت کریں کہ وہ شخص کبھی احمدی ہوا۔احمدی ہونے کے لئے بیعت کی جاتی ہے اور بیعت کرنے والوں کے نام شائع کیے جاتے ہیں ۔اس کا نام کب شائع ہوا ؟ پھر احمدی کے

لئے شرط ہے کہ وہ باقاعدہ چندہ ادا کرے۔اس نے کب چندہ ادا کیا؟ کراچی میں باقاعدہ احمدی جماعت ہے اور تمام احمدیوں کے نام رجسٹروں میں درج ہیں ۔چندہ دینے والوں کو رسیدیں دی جاتی ہیں ۔اس شخص سے پوچھا جاسکتا ہے کہ رسیدیں دکھاؤ بیعت کرنے کے جواب میں جو خط تمہیں آیا وہ دکھاؤ۔

اگراس طرح اسے احمدی ثابت نہیں کیا جاسکتا تو صاف بات ہے کہ بعض شریر اور فتنہ پردازوں نے جعلی خطوط بنا کر شائع کروائے اوراس طرح عام لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلایا۔'' 109

حضرت اماں جان حرم حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کا شرف

مکرم عیسیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ'' غالبًا یہ 1934ء کا واقعہ ہے جب حضرت اماں جان (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حرم حضرت مسیح موعودؑ) کراچی تشریف لائیں تو ڈاکٹر حاجی خان صاحب کے گھر ٹھہرنے کے لئے تجویز فرمایا۔ 110 (حضرت اماں جان 1932ء میں کراچی تشریف لائی تھیں۔مؤلف 111) حضرت شیخ نیاز محمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی کے مطابق حضرت سیدہ اماں جان، ان کے کراچی سے ٹرانسفر کے بعد کراچی تشریف لائیں تھیں۔ جبکہ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب کا کراچی سے ٹرانسفر 30-1929ء میں ہوا۔ 112 حضرت شیخ نیاز محمد صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''جن ایام میں یہ عاجز کراچی میں ملازم تھا تو یہ عاجز ہمیشہ حضرت اماں جان کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا رہا کہ وہ ازراہ کرم کراچی تشریف لائیں ۔کئی بار حضرت اقدس (خلیفۃ المسیح الثانی) کی خدمت بابرکت میں بھی عرض کی کہ حضرت اماں جان کو کراچی بھیجیں۔مگر اس عاجز کی بدقسمتی سے آپ نہ آسکیں۔

حضرت سیدہ اماں جان ،حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے ساتھ اس وقت کراچی تشریف لائیں جبکہ یہ عاجز کراچی سے تبدیل ہوگیا تھا۔علم ہوتے ہی عاجز کراچی آ گیا اور حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو ہمیں علم ہوگیا تھا کہ تم کراچی سے تبدیل ہوکر چلے گئے ہو۔مگر مجھے معلوم تھا کہ تم ضرور کراچی آ کر ملو گے ۔اس لئے قادیان سے

تمہارے گھر سے ہوتی ہوئی آئی ہوں۔'' 113

مکرم عیسیٰ خان صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اماں جان ڈاکٹر (حاجی خان) صاحب کی اہلیہ سے فرمانے لگیں کہ تمہاری ہنڈیا میں مزہ نہیں آتا اس لئے میں تمہیں اپنے ہاتھ سے پکا کر دیتی ہوں تا کہ تمہیں پتہ لگے کہ کس طرح پکایا جاتا ہے۔''

اس واقعہ کی تصدیق میں حضرت بابو فتح محمد شرما صاحب نے تحریر فرمایا کہ:

''حضرت اماں جان نے ان کی خدمات سے خوش ہو کر ایک دن خود اپنے ہاتھوں سے گوبھی اور گوشت دہلی کی طرز پر پکا کر کھلایا تھا۔ اسی طرح محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حاجی خان صاحب مرحوم ان دنوں امید سے تھیں، ازراہ کرم حضرت اماں جان نے اپنے دست مبارک سے ایک کرتہ سی کر اُنہیں دیا اور فرمایا کہ جو بھی بچہ ہوگا یعنی لڑکا ہو یا لڑکی اسے پہنانا۔''

1934ء کا احراری فتنہ

مجلس احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف 1934ء میں ایک نہایت خطرناک فتنہ برپا کیا جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ مرکز سلسلہ جو جماعت احمدیہ کی تنظیم کی جان ہے وہاں تنظیم کو پارہ پارہ کر دیا جائے اور احمدیوں کے خلاف ایسی فضا قائم کر دی جائے کہ وہ صبر وتحمل کا دامن چھوڑ کر قانون شکنی پر مجبور ہو جائیں اور بالآخر ملکی آئین کے ساتھ ایسا کھلا تصادم ہو جائے کہ حکومت کے لئے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر اور پھر آپکے بعد قادیان اور اس سے باہر پھیلے ہوئے دوسرے احمدیوں پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو جائے۔

اس مقصد کے لئے دوسرے ہتھکنڈوں کے علاوہ احرار نے 1934ء کے آغاز میں قادیان میں اپنا دفتر کھول لیا۔ اس دفتر کی بنیاد جن لوگوں نے رکھی، ان میں غریب شاہ نامی ایک شخص بھی تھا جس کے بارے میں اخبار زمیندار نے اپریل 1935ء کی ایک اشاعت میں مجلس احرار کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش اور غریب شاہ کی کرتوت کے عنوان پر حکیم فتح محمد سیوحانی کراچی کا ایک مراسلہ شائع کیا جس میں لکھا کہ یہ شخص جامع مسجد قادیان کی تعمیر کے لئے آٹھ ماہ سے سندھ کے مختلف شہروں میں پہنچ کر صدہا روپیہ بٹور چکا ہے............اس سے دفتر

روزنامہ الوحید کراچی چلنے کو کہا گیا۔ دفتر پہنچ کر یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ یہ شخص مسجد کے نام پر لوٹ رہا ہے۔ اس سے حساب کتاب مانگا گیا تو جواب ندارد۔ بالآخر اعتراف جرم کرکے فرار ہونے کی کوشش کی اور حوالہ پولیس ہوا۔ 114

مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ احراری فتنہ کے بانیوں میں سے ایک شخص کراچی بھی آتا رہا جس کا کیریکٹر تحریر سے واضح ہے۔

کراچی کے پہلے باقاعدہ مربی سلسلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر تحریک جدید کے ماتحت باقاعدہ مربی سلسلہ کا تقرر 1935ء میں عمل میں آیا۔ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) کراچی کے پہلے باقاعدہ مربی مقرر ہوئے۔ 115 اس سے قبل 33-1932ء میں مکرم حافظ مبارک احمد صاحب کراچی میں بطور مربی سلسلہ خدمات انجام دیتے رہے۔ 116 حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب بھی کراچی میں 34-1933ء میں بطور مربی سلسلہ خدمات انجام دیتے رہے۔ 117

جارج پنجم کی سلور جوبلی تقریبات

6رمئی 1935ء کو انگریزی حکومت کے بادشاہ جارج پنجم کی سلور جوبلی کی تقریبات منائی گئیں۔ اس سلسلہ میں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بھی شہنشاہ معظم کی خدمت میں تار بھجوایا گیا جو درج ذیل تھا:

''اپنے مقدس ومحترم آقا و پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، مرکزی ایگزیکٹو یعنی صدر انجمن احمدیہ اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے نہایت ادب کے ساتھ وفادارانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے ممبران نے جو دُنیا کے اکثر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جوبلی کی تقریبات میں پورے خلوص اور جوش کے ساتھ حصہ لیا ہے اور یور میجسٹی کی درازی عمر اور پرمسرت وپُر امن زندگی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ نیز یہ دعا کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ و برٹش ایمپائر کو آپ کی دانشمندانہ رہنمائی حاصل رہے۔

جماعت احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے بانی نے موجود الوقت حکومت کی وفاداری کو صرف پولیٹیکل فرض نہیں، بلکہ مذہبی فرض قرار دیا ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں

کہ برٹش گورنمنٹ اپنی انصاف پروری، مذہبی اور سیاسی آزادی اور دوسری خوبیوں کی روایات کی وجہ سے دنیا کی بہترین حکومت ہے اور ایسی عالمگیر ایمپائر ہے جس کے ماتحت مختلف ممالک اندرونی طور پر بالکل آزاد ہیں۔''

جماعت احمدیہ کراچی نے بھی سلور جوبلی کا جلسہ منعقد کیا جس کی کارروائی درج ذیل ہے۔

''6رمئی 1935ء بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم حاجی عبد الکریم صاحب تقریبات سلور جوبلی پر اظہار خوشی کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا۔حضرت فتح محمد شرما صاحب، مکرم فقیر عبداللہ صاحب سب انسپکٹر پولیس، مکرم ماسٹر عبدالغفور خان صاحب، سید رحمت علی شاہ صاحب بی اے اور مولوی محمد نواز خان صاحب کٹکی نے گورنمنٹ برطانیہ کے فوائد اور احسانات کے موضوع پر تقریریں کیں۔ جلسہ صدر صاحب کی آخری تقریر اور دعا کرنے کے بعد ختم ہوا۔جلسہ کے اختتام پر تمام احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی اور ملک معظم اور ملکہ معظّمہ کے حق میں دعائیں کی گئیں۔'' 118

آریہ سماج کراچی کی مذہبی کانفرنس میں تقریر

16رمئی 1935ء کو آریہ سماج کے ہال میں مذہبی کانفرنس ہوئی۔جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے مدعو تھے۔ جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے مکرم مولوی عبد القادر صاحب مربی سلسلہ نے مقررہ موضوع ''مذہب اور سائنس'' پر تقریر کی جسے سامعین نہایت دلچسپی سے سنا۔ اگرچہ پروگرام کے مطابق اصل وقت دس منٹ تھا لیکن مولوی صاحب کی تقریر ایسی دلچسپ تھی کہ صاحب صدر نے مزید پانچ منٹ بڑھا دئے۔ 119

کراچی میں تحریک جدید کا جلسہ

مورخہ 26 مئی 1935ء کو انجمن احمدیہ کراچی کا ایک جلسہ تحریک جدید، زیر صدارت محترم حاجی عبد الکریم صاحب منعقد ہوا۔مکرم مولوی محمد نواز خانصاحب کٹکی نے تحریک جدید کے مختلف مطالبات پڑھ کر سنائے۔مکرم رفیع الزمان خان صاحب نے قربانی کے موضوع پر مختصر مگر جامع تقریر کی۔حضرت فتح محمد شرما صاحب نے اتحاد و محبت پر دلچسپ تقریر کی۔محترم امین الدین عباسی صاحب نے سینما اور تھیٹر سے احتراز کرنے پر لیکچر دیا۔خان صاحب مظفر علی خان صاحب

نے انصار اللہ قائم کرنے اور (دعوت الی اللہ) کرنے کی ضرورت پر عالمانہ تقریر کی۔مکرم صوفی عبدالکریم صاحب نے عبادت الٰہی کے موضوع پر لیکچر دیا اور مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مولوی فاضل نے واقعات حاضرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے تمام احکامات کی بجاآوری پر مؤثر تقریر کی۔ صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں احباب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات پر لبیک کہنے کی اپیل کی۔120

زلزلہ کوئٹہ کے سلسلے میں امداد

مئی1935ء کے زلزلہ کوئٹہ کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کراچی نے 51روپے کی امدادمصیبت زدگانِ زلزلہ کوئٹہ کے لئے بھجوائی۔121

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے اظہارِخوشنودی

1935ء میں تحریک جدید کے تحت (دعوت الی اللہ) کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بعض احباب کواپنے دستخطوں سے سند خوشنودی عطا فرمائی۔ان خوش نصیبوں میں کراچی کےمکرم سیدمقبول حسین صاحب بھی شامل تھے۔122

جلسہ سیرت النبیؐ میں احرار کی شرانگیزی

مورخہ 24؍نومبر 1935ء کو جماعت احمدیہ کراچی نے ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا جس میں احرار نے اپنی سابقہ تنگ نظری اور تعصب کی بناء پر کافی شور وشر کیا۔

کراچی کی ایک تنظیم سندھ پراونشل نیشنل لیگ کراچی نے احرار کے اس رویہ کے خلاف ایک قرارداد پاس کی جو مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ہم ممبران سندھ پراونشل نیشنل لیگ کراچی بعض غیر ذمہ دار اور شوریدہ سر احرار کے سخت قابل اعتراض رویہ کے خلاف ،جس نے محض تعصب اور تنگ نظری کی بناء پر 24 نومبر سات بجے شام احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی کے زیر انتظام منعقدہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شور وشر ڈالا ،پُر زور پروٹسٹ کرتے ہیں۔

2۔ ہم ان معزز غیرمسلم اصحاب کا، جو ایسوسی ایشن کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے مدعو کئے گئے تھے اور جنہوں نے حاضرین سمیت ان فتنہ پردازوں کے شرمناک رویہ کو روکنے کی کوشش کی ،شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

3۔ محمد دین کلرک جنرل پوسٹ آفس اور بدر رشید ٹیچر نے جلسہ میں شور وشر پھیلانے میں سب سے نمایاں حصہ لیا ہے۔سرکاری ملازم ہونے کی حیثیت سے ان کا ایک پرامن جلسہ کوخراب کرنے کی کوشش کرنا اور بھی زیادہ قابل اعتراض ہے ۔ لہٰذا ہم حکام ڈاک وتعلیم کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے توقع کرتے ہیں کہ ان فتنہ پروروں سے باز پرس کر کے انہیں پوری سزا دی جائیگی ۔سیکریٹری دی سندھ پراونشل نیشنل لیگ کراچی ۔[123]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی لیڈران احرار کو دعوت مباہلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے 1935ء میں احرار کے لیڈران کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا[124] اس پر ہندوستان بھر سے احبابِ جماعت نے اس مباہلہ میں شرکت کی درخواست کی ۔ کراچی سے شرکت کی درخواست کرنے والوں میں درج ذیل احباب شامل تھے ۔

1۔ مکرم مولوی شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ

2۔ مکرم بابو مبارک احمد صاحب

3۔ مکرم میاں محمد صدیق صاحب ٹھیکیدار[125]

نیشنل لیگ کور کراچی

1936ء میں کراچی میں نیشنل لیگ کور قائم تھی ۔نیشنل لیگ کور نے 16 فروری 1936ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پہلی مرتبہ کراچی تشریف آوری کے موقع پر ریلوے اسٹیشن پرحضور کا استقبال کیا۔[126]

ایک شخص کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دعوت مناظرہ اوراُس کا عبرتناک انجام

1936ء میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے پہلے دورہ کراچی کے لئے تشریف لانے والے تھے۔ایک شخص محمد سلیم نے جو باہر سے آکر کراچی کے ایک حکیم صاحب کے پاس بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا اور بڑا چرب زبان اور چالاک انسان تھا،اس نے کراچی کے ایک اخبار ’’نقیب‘‘

میں حضور کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔

اُن دنوں کراچی میں مکرم شیخ عبد القادر صاحب (سابق سوداگرمل) بطور مربی سلسلہ تعینات تھے آپ چند احمدی احباب کے ہمراہ اس کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ آپ پہلے حضور کے غلاموں کے ساتھ بحث کرلیں آپ غلاموں سے جیت گئے تو پھر آقا سے بھی نپٹ لینا۔ کہنے لگا بہت اچھا۔اسے تاریخ دے کر کہا گیا کہ اس تاریخ کو آپ انجمن احمدیہ میں اپنے مہمان نواز حکیم صاحب کے ساتھ تشریف لے آئیں۔ماحضر بھی تناول فرمائیں اور بحث بھی کرلیں۔چنانچہ اس روز بعد طعام بحث شروع ہوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل قرآن کی آیت پیش کر کے کہا گیا کہ اگر مدعی نبوت کی پہلی زندگی پاک اور صاف ہو تو یہ اس کی سچائی کی زبردست دلیل ہوتی ہے۔حضرت بانی سلسلہ کی پہلی زندگی بھی چونکہ ہرایک عیب اور نقص سے پاک تھی اس لئے آپ اپنے دعویٰ میں یقیناً سچے تھے۔کہنے لگے کہ میری عمر بھی اس وقت چالیس سال کی ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ میری پہلی زندگی بھی بالکل بے عیب اور ہرایک داغ سے پاک تھی۔اگر تم میں طاقت ہے تو میری پہلی زندگی پر نکتہ چینی کر کے دکھاؤ۔اس پر جماعت کے احباب نے کہا کہ بس بحث ختم سمجھئے۔ہم لوگ چونکہ آپ کی پہلی زندگی کے واقعات سے ناواقف ہیں اور علام الغیوب اللہ تعالیٰ سے آپ کا کوئی عمل مخفی نہیں اس لئے آپ کے دعویٰ کی تصدیق یا تکذیب وہی کرسکتا ہے۔ہم آپ کی اس دلیل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔وہ بظاہر فاتحانہ رنگ میں خوش خوش اپنے گھر چلا گیا اور احباب جماعت کافی دیر تک اس کی حماقت پر ہنستے رہے۔

خدا کی شان جوں جوں دن گزرتے گئے اس کی شہرت بڑھتی گئی۔کراچی کے ہر حصہ میں جہاں کوئی خوشی کی تقریب ہوتی یا جلسہ ہوتا خواہ کسی فرقے کا ہوتا،اسے ضرور بلایا جاتا۔وہ چونکہ تقریر غضب کی کرتا تھا اس لئے میمن، بوہرہ،اہل سنت والجماعت اور اثنا عشری شیعہ وغیرہ سب ہی اس کو اپنی مجلس میں بلاتے تھے۔جب سارے شہر میں وہ خوب مشہور ہوگیا اور اخبارات میں اس کی تقاریر کے خلاصے شائع ہونے لگے تو خدا تعالیٰ نے اس کی ذلت کا سامان کیا کہ وہ حکیم صاحب جن کا یہ شخص مہمان تھا خود تو اپنے مکان پر سویا کرتے تھے اور یہ شخص ان کی دکان پر رات بسر کرتا تھا اور حکیم صاحب کے ایک نوعمر ملازم کے ساتھ بدکاری کیا کرتا تھا۔اس ملازم کے

والدین کو اس امر کا علم ہو گیا ایک رات اس لڑکے کا والد اپنے چند اور دوستوں کے ہمراہ نصف شب کے قریب اس دکان پر پہنچا۔ دروازے پر زور سے دستک دی۔ پہلے تو یہ شخص دروازہ نہیں کھولتا تھا لیکن بصد مشکل دروازہ کھولا تو لڑکے کو چارپائی پر چھوڑ کر خود قرآن مجید ہاتھ میں لیکر مصلّے پر بیٹھ کر تلاوت کرنے لگا۔ ان لوگوں نے قرآن مجید اس سے چھین کر ایک اُونچی جگہ پر رکھ دیا اور جوتوں سے اس کی وہ مرمت کی کہ اگر اب بھی دنیا کے کسی گوشہ میں زندہ ہو تو بھول نہیں سکتا۔

صبح ہوتے ہی اِن لوگوں نے عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا اور جس طرح اخبارت میں اس کی تعریفیں چھپتی تھیں اس سے بڑھ کر اس کی بدکاری کے واقعات شائع ہونے لگے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس کے بدانجام تک پہنچایا۔127

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی میں پہلی مرتبہ تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پہلی مرتبہ فروری 1936ء میں کراچی تشریف لائے اور نکل روڈ پر سندھ مدرسۃ الاسلام کے قریب واقع مربی ہاؤس میں قیام فرمایا۔ حضور نے 18 فروری کی صبح کا وقت بعض موضوع قطعات زمین منتخب کرنے میں صرف فرمایا حضور جزیرہ منوڑہ بھی تشریف لے گئے وہاں بہت سے غیر احمدی اور غیر مسلموں سے ملاقاتیں کیں۔

حضور بعد دوپہر منگھوپیر کے چشمے دیکھنے تشریف لے گئے اس کے بعد کلفٹن کے مقام سے سمندر کا منظر دیکھا۔ بدھ کی صبح حضور مناظر دیکھنے کے لئے ملیر تشریف لے گئے، راستہ میں حضور نے ڈرگ روڈ پر ائرپورٹ بھی ملاحظہ فرمایا۔ اسی روز شام کو مسٹر طیب جی بیرسٹر صاحب نے حضور کے اعزاز میں اپنے مکان پر دعوتِ چائے دی اور بہت سے معززین کو بھی مدعو کیا۔ میزبان کی درخواست پر حضور نے ایک نہایت مؤثر تقریر فرمائی جس میں آپ نے زور دیا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم صفات الٰہیہ کا جو قرآن میں بیان کی گئی ہیں مطالعہ کریں اور ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

شام کو حضور نے احمدی اور غیر احمدی خواتین کے ایک مجمع میں تقریر فرمائی جس میں نمازوں میں باقاعدگی پیدا کرنے اور دوسرے مذہبی فرائض کما حقہ بجالانے اور بچوں کی تربیت کی

طرف خاص توجہ دینے پر زور دیا۔سات مستورات نے بیعت کی۔حضور جمعرات کی صبح مع خدام لاڑکانہ کے لئے روانہ ہوگئے۔[128]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کراچی میں چند اشعار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مورخہ 11ر دسمبر 1938ء برموقع جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمقام قادیان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''دو سال کے قریب کی بات ہے میں کراچی گیا تو وہاں ایک دن کچھ ایسی ہوا چلی جو عرب کی طرف سے آرہی تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہا کرتے تھے۔پھر انہیں خیالات میں محو ہوگیا اور اس وقت آپ ہی آپ ایک دو شعر میری زبان پر جاری ہوگئے۔جن کو اسی وقت میں نے لکھ لیا۔جب وہ ہوا آئی تو میں نے کہا۔

سمندر سے ہوائیں آ رہی ہیں
میرے دل کو بہت گرما رہی ہیں

عرب جو ہے میرے دلبر کا مسکن
بوئے خوش اس کی لے کر آ رہی ہیں

بشارت دینے سب خورد و کلاں کو
اچھلتی کودتی وہ جا رہی ہیں

[129]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا کراچی میں خطاب

1936ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے تو مورخہ 17 فروری 1936ء کو جماعت احمدیہ کراچی نے کلارنی ہوٹل میں آپ کے اعزاز میں شاندار ڈنر دیا۔جس میں ہندو،مسلم اور عیسائی ہر طبقہ کے معزز احباب شامل تھے۔جن میں قاضی خدا بخش صاحب میئر آف کراچی، ڈاکٹر اشرف صاحب چیف آفیسر، رائے بہادر سیٹھ شورتن مہتہ، مسٹر حویلی والا ایڈیشنل جوڈیشل کمشنر، مسٹر ڈی پی دستور، مسٹر ٹکم داس دادھومل ایکس میئر، ڈاکٹر سعید، مسٹر حاتم اے علوی، مسٹر حاتم طیب جی بار ایٹ لاء، مسٹر اسلم بار ایٹ لاء، ڈاکٹر ہنگو رانی ایڈیٹر ڈیلی گزٹ،

ایڈیٹر سندھ آبزرور، ایڈیٹر آفتاب پرنسپل رام سہائے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کھانے کے بعد حاجی عبدالکریم صاحب وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس کے جواب میں حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

''مجھے سب سے پہلے ان سب احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنہوں نے اپنے کاموں کا حرج کرکے یہاں آنے کی تکلیف گوارا کی پھر اس بات کی معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ میں انگریزی نہیں بول سکوں گا۔اس مجلس میں بعض احباب ایسے ہیں جو اُردو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے گو میں انگریزی سمجھ لیتا ہوں لیکن افسوس ہے کہ بولتے ہوئے حجاب محسوس کرتا ہوں اور یہ میرے لئے مشکل ہے جس میں سے مجھے کئی دفعہ گزرنا پڑا ہے۔

چنانچہ 1924ء میں جب میں یورپ گیا تو..........مسولینی کی ملاقات کے انتظام کے لئے جو ان دنوں بھی خاصی شہرت حاصل کر چکا تھا، میں نے خان ذوالفقار علی خان صاحب جو علی برادران کے بڑے بھائی ہیں اور اِن دنوں میں میرے چیف سیکریٹری تھے،سفیر برطانیہ کے پاس بھیجا۔ان دنوں ایک سوشلسٹ لیڈر کی لاش برآمد ہوئی تھی جو کچھ مدت سے غائب تھی اور اس کی وجہ سے ملک میں سخت شورش اور بے چینی پیدا ہو رہی تھی۔اس لئے اِن دنوں مسولینی نے ملاقات بند کی ہوئی تھی۔لیکن اس خیال سے کہ میں دور سے آیا ہوں اور ایک جماعت کا امام ہوں انہوں نے ملاقات منظور کر لی۔جب میں ان سے ملنے گیا تو خان ذوالفقار علی خان صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔وہ اٹیلین میں بات کرتا تھا اور اس کا سیکریٹری انگریزی میں ترجمہ کرکے خان صاحب کو بتاتا تھا اور پھر خان صاحب مجھے اردو میں ترجمہ کرکے بتاتے تھے میں اردو میں بات کرتا تھا جس کا انگریزی ترجمہ کرکے خان صاحب مسولینی کے سیکریٹری کو بتاتے تھے وہ اٹیلین میں ترجمہ کرکے مسولینی کو سناتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مسولینی اور اِن کا سیکریٹری دونوں ہنس پڑے۔مجھے یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔میں نے خان صاحب سے کہا اِن سے پوچھیں کہ یہ کیا بات ہے۔خان صاحب کے پوچھنے پر اس نے کہا بتاؤ یہ جو آپ کے امام صاحب ہیں انگریزی سمجھتے ہیں؟ خان صاحب نے کہا سمجھتے تو اچھی طرح ہیں لیکن بولنے میں حجاب محسوس کرتے ہیں۔وہ کہنے لگا کہ اسی لئے ہم ہنسے تھے کیونکہ

آپ اِن کا ترجمہ کررہے تھے کہ فوراًانہوں نے روکا کہ آپ نے اس کا غلط ترجمہ کیا ہے اور پھر کہا کہ یہی حال مسولینی کا ہے وہ بھی انگریزی سمجھتا ہے بولنے میں حجاب محسوس کرتا ہے۔

تو آج میرے راستے میں وہی مشکل حائل ہورہی ہے اس لئے معذرت کرتا ہوں کہ میں انگریزی میں تقریر نہیں کروں گا۔اس کے بعد میں ایک بات ایڈریس کی غلطی کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ایڈریس میں بیان کیا گیا ہے کہ میں پہلی دفعہ حج کو جاتے ہوئے کراچی آیا تھا۔چونکہ پنجاب کے حاجی عموماً کراچی سے گزرتے ہیں اس لئے ایڈریس پڑھنے والے دوست نے بھی فرض کرلیا کہ میں بھی کراچی سے گزرا ہوں حالانکہ میں ایک اٹیلین جہاز میں بمبئی سے مصر گیا تھا اور وہاں سے حج کیلئے مصری جہاز پر جدہ گیا۔

اس کے بعد میں مختصر طور پر اپنے دوستوں کی خواہش کے مطابق اہل کراچی اور اہل سندھ کے نام ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔مگر چونکہ یہ تقریب کھانے کی تھی نہ کہ تقریر کی اسلئے میں اس امر کا خیال رکھوں گا کہ شامل ہونے والے احباب کا زیادہ وقت خرچ نہ ہو۔میرا پیغام یہ ہے کہ دنیا میں اختلاف کبھی نہیں مٹ سکتا۔جب ایک باپ اور دو بیٹوں میں اختلاف ہوتا ہے تو یہ امید رکھنا کہ تمام دنیا کی طبائع ایک ہوجائے اورسب اختلافات مٹ جائیں ناممکن ہے۔

لیکن ایک چیز ہم کرسکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہم کرتے نہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم یقین کرلیں کہ ہمیں ایک خدا نے پیدا کیا ہے اوراس کے تعلقات ماں باپ کے تعلقات سے بھی زیادہ اہم ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ باوجود اختلافات کے ہم ایک دوسرے سے مخلصانہ تعلقات نہ رکھ سکیں۔ چونکہ اس مجلس میں غیر مسلم احباب بھی شامل ہیں میں انہیں بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں شامل تھے آپ پر مکہ والوں نے حملہ کیا تھا۔دوران جنگ ایک عورت جس کا بچہ کھویا ہوا تھا دیوانوں کی طرح پھررہی تھی اور وہ اس غم اور جستجو میں اس بات کو بھول گئی تھی کہ لڑائی ہورہی ہے۔اسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ سے جو حضور کے اردگرد تھے فرمایا دیکھو کیسی خطرناک جنگ ہورہی ہے اور یہ عورت دیکھ رہی ہے کہ مکہ والے شکست کھا کر بھاگتے جارہے ہیں۔اور چاروں طرف قتل وخونریزی کا میدان گرم ہے مگر اس کی نظر میں صرف ایک چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا بچہ مل جائے۔چنانچہ کچھ اور جستجو کے بعد اسے اس کا بچہ مل گیا اور وہ اطمینان سے بیٹھ گئی۔تو اس وقت بھی اپنی خوشی میں یہ بات بھول گئی کہ

لڑائی ہورہی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نظارہ دیکھا تو آپ نے صحابہؓ سے فرمایا تم نے اسے دیکھا کہ کیسے اطمینان سے بیٹھی ہوئی ہے۔ پھر فرمایا جس طرح اس عورت کے دل میں اپنے کھوئے ہوئے بچہ کے ملنے سے محبت کے جذبات موجزن ہیں اس سے بدرجہا زیادہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کھوئے ہوئے بندے کے دوبارہ رجوع سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ ایک عقلی بات ہے۔ اگر چند ماہ تک پیٹ میں رکھنے والی عورت کو اپنے بچے سے اس قدر محبت ہوسکتی ہے کہ وہ اس کی علیحدگی کو تھوڑی دیر کے لئے بھی گوارا نہیں کرسکتی تو وہ خدا جو انسان کا خالق اور مالک اور رب ہے کیا یہ ممکن ہے کہ اپنے بندوں کے لئے اس کی محبت اس عورت سے بھی کم ہو۔

پس جب ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جو ماں باپ کے رشتہ سے زیادہ قوی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے آپس کے تعلقات خراب ہوں۔ جبکہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا عیب دیکھ کر اسے ذلیل نہیں کرتا بلکہ اس کی عیب پوشی کرتا ہے اور اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے اسی طرح بے شک ہمارا آپس میں اختلاف ہے لیکن اگر ہم خدا تعالیٰ کے رشتہ کو محسوس کریں تو جس طرح ایک بھائی دوسرے بھائی کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے سوائے اس کے کہ وہ اچھے اخلاق سے عاری ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش نہ آئیں۔

میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ سارے مذاہب سچے ہیں بے شک سارے مذاہب اپنے اصل کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن ایک لمبا عرصہ گزر جانے کی وجہ سے ان میں ایسی تبدیلیاں ہوگئی ہیں کہ جن کی وجہ سے ان مذاہب کی موجودہ شکل اور ابتدائی شکل میں **بعد المشرقین** ہے اور ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ موجودہ صورت میں یہ تمام عقیدے خدا تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں لیکن باوجود اس قدر اختلافات کے ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس اختلافات کی وجہ سے آپس میں لڑنا بے معنی ہے............ میں ہندوؤں کے نبیوں کو بھی مانتا ہوں، عیسائیوں کے نبیوں کو بھی مانتا ہوں کیوں کہ اس میں قرآن کریم کی سچائی کا ثبوت ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کی اس تعلیم کو اپنا اصول قرار دے لیں جس پر بانی سلسلہ احمدیہ نے بہت زور دیا ہے تو ہمارے آدھے جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں۔ اسی سندھ میں بعض ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کا

ذکر مناسب نہیں مگر ان کی وجہ سے قومی لڑائیاں ہوئیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ لڑائیاں عارضی ہوتی ہیں مگر ہم عارضی بھی کیوں ہونے دیں۔ وہ خدا جو رب العالمین ہیں ہندوؤں کا ویسا ہی رب ہے جیسا مسلمانوں کا ،عیسائیوں کو بھی اس طرح روزی دیتا ہے جیسے یہودیوں کو۔کیا یہ ممکن ہے کہ اس نے جسمانی غذا تو اقوام کو پہنچائی ہوں لیکن روحانی طور پر رہنمائی کے لئے صرف کسی ایک قوم کو چن لیا ہو۔پس ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے کے بزرگوں کا ادب اوراحترام کریں اسی میں ہمارے اپنے بزرگوں کا ادب واحترام مخفی ہے۔

سندھ ایک نیا صوبہ بننے والا ہے۔ نئے لوگوں کو نئی روایات قائم کرنی ہوتی ہیں۔کیا یہ ممکن نہیں کہ سندھ کے لوگوں میں باوجود شدید اختلافِ مذہب کے تمدّنی،علمی اور اقتصادی تعلقات میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہواور وہ یہ سمجھیں کہ ہم سارے خدا کے بندے اوراس کی مخلوق ہیں۔خدا جس طرح ہندو کی بہتری چاہتا ہے،عیسائی کی بھی ویسے ہی چاہتا ہے اور مسلمان کا بھی وہی مالک ہے۔کئی چھوٹے بھائی ہوتے ہیں جو بڑے بھائی کے لئے مشعلِ راہ بن جاتے ہیں اسی طرح میں کہتا ہوں کہ علمی اور اقتصادی اورتمدّنی تعلقات کو اس معیار تک بلند کرلو کہ چھوٹا صوبہ بڑا بن جائے اور دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے تو بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور ادب واحترام کے لئے صرف اسی ایک تعلیم کا پیش کرنا ہی کافی ہے۔ دیکھو آپ وہ انسان ہیں جنہیں نبیوں کو گالی دینے والا کہا جاتا ہے۔ گو آج اس عظیم الشّان اور بلند پایہ تعلیم کی لوگ قدر نہ کریں لیکن ایک زمانے کے بعد اس کی بہت قدر ہوگی۔ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے کہ بظاہر نبی ناکامی کی صورت میں چلا جاتا ہے لیکن کچھ مدّت کے بعد اس کی قدر کرنے والے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ اس بات کو سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے بزرگ غلطی پر تھے اور یہ کہ ہماری بہتری اور نجات کا یہی ذریعہ تھا جسے ہمارے بزرگوں نے ردّ کر دیا۔ بیشک اس بات میں ایک رنج پایا جاتا ہے مگر ہمیشہ اسی طرح ہوتا آیا ہے کہ ایک مصلح کے وقت میں اس کی تعلیم کی قدر نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے اسے سخت سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔حقیقی کامیابی کے لئے انسان کو ایک صلیب پر چڑھنا پڑا۔چنانچہ اسی صلیب پر بانیِ سلسلہ احمدیہ کو چڑھنا پڑا اور اسی پر ہم چڑھ رہے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ اختلافات کُلّی طور پر نہیں مٹ سکتے مگر میرے دل میں کبھی کسی ہندو، عیسائی یا سکھ کے لئے نفرت پیدا نہیں ہوئی۔ میں اس معاملے میں یہاں تک تیار ہوں کہ

اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی ہندو، عیسائی یا سکھ کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ میری عمر اس وقت 47 سال ہے مگر اس میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا جس میں میرے دل میں کسی شخص کے متعلق دشمنی کے جذبات پیدا ہوئے ہوں۔ مگر مخالفتوں کی صلیب ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ تمام تر ترقیات مشکلات میں سے گزر کر حاصل ہوتی ہیں۔

پس میں اہلِ سندھ سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مذہبی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کی عزت کریں مذہب کے متعلق بے شک غیرت رکھو لیکن عقائد کے لحاظ سے نہ کہ کسی انسان کے لحاظ سے۔ عیب دار سے نفرت کرنا ظلم ہے ہاں عیب سے نفرت کرنی چاہیئے۔ جب جسمانی بیمار کی ہمدردی ضروری ہے تو روحانی بیمار کا تو اور بھی زیادہ خیال ہونا چاہیئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی رعایت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اس وقت میں نے کافی کہہ دیا ہے پھر کبھی اگر موقعہ ملا تو تفصیلی طور پر بیان کر سکتا ہوں۔ جب ہمارا اللہ جو سارے جہانوں کا مالک ہے تمام لوگوں کا ربّ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان سے نفرت کا اظہار کریں۔ اگر ہم اپنے ربّ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں تو ہمارا فرض ہے کہ دوسروں کی عزت کریں۔ اس نصیحت کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ [130]

کراچی میں ایک قطعہ اراضی کی خرید

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فروری 1936ء میں کراچی تشریف لائے تو آپ نے 18رفروری کا دن بعض موزوں قطعاتِ زمین منتخب کرنے میں صرف فرمایا۔

غالبًا اسی سال یہ زمین کراچی میں خریدی گئی جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1952ء کی مجلسِ مشاورت میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''پھر ایک اور جائیداد بھی ہے اس میں اٹھارہ حصّے میرے ہیں، دس حصّے انجمن کے ہیں اور ایک حصّہ میاں بشیر احمد صاحب کا ہے۔ ہم نے مشترکہ طور پر یہ جائیداد خریدی تھی علاوہ سندھ کی زرعی زمینوں کے۔'' [131]

یہ قطعہ زمین 4 کنال پر مشتمل تھا یہ زمین اراضیات سندھ کے سلسلے میں خریدی گئی

تھی۔ 131.a اسی قطعہ اراضی کی طرف الفضل 4ستمبر 1938ء میں یوں ذکر کیا گیا ہے۔

''مکرم شیخ عبدالقادر صاحب سوا تین سال کراچی میں مقیم رہے............ اسی عرصے کے دوران تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کراچی میں ایک زمین کا قطعہ خریدا گیا۔''

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب 1935ء سے 1938ء تک کراچی میں مربی سلسلہ کے طور پر کام کرتے رہے۔

یومِ دعوتِ الی اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس مشاورت 1932ء کے مشورے سے فیصلہ فرمایا تھا کہ سال میں دو بار یومِ (دعوتِ الی اللہ) منایا جائے۔ اس کے مطابق کراچی میں یومِ (دعوتِ الی اللہ) منائے جاتے رہے۔

اس حوالے سے جماعتِ احمدیہ کراچی نے 29مارچ1936ء کو مرکز کی ہدایت پر یومِ (دعوتِ الی اللہ) منعقد کیا۔ شہر کے مختلف حلقوں میں (دعوتِ الی اللہ) کے لئے چھ گروپ بھیجے گئے۔ اس موقعہ پر دو قسم کے اشتہارات چھپوائے گئے تھے، ایک انگریزی دوسرا اردو میں جنہیں تقسیم کیا گیا۔ دوستوں نے سارا دن (دعوتِ الی اللہ) میں صرف کیا۔ بعض غیر مسلموں نے کہا کہ جماعتِ احمدیہ کی کوشش ایک نہ ایک دن ضرور بارآور ہو کر رہے گی۔ 132

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک ولولہ انگیز ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس مشاورت منعقدہ 10-11-12اپریل 1936ء کے اجلاسِ اوّل میں جماعت کو صنعت وحرفت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ

''میں نہیں جانتا کہ دوسرے دوستوں کا کیا حال ہے لیکن میں تو جب ریل گاڑی میں بیٹھتا ہوں (تو) میرے دل میں حسرت ہوتی ہے کہ کاش یہ ریل گاڑی احمدیوں کی بنائی ہوئی ہو اور اس کی کمپنی کے وہ مالک ہوں اور جب میں جہاز میں بیٹھتا ہوں تو کہتا ہوں۔ کاش یہ جہاز احمدیوں کے بنائے ہوئے ہوں اور وہ ان کمپنیوں کے مالک ہوں۔ میں پچھلے دنوں کراچی گیا تو اپنے دوستوں سے کہا۔ کاش کوئی دوست جہاز نہیں تو کشتی بنا کر ہی سمندر میں چلانے لگے اور میری

یہ حسرت پوری کر دے اور میں اس میں بیٹھ کر کہہ سکوں کہ آزاد سمندر میں یہ احمدیوں کی کشتی پھر رہی ہے۔ دوستوں سے میں نے یہ بھی کہا۔ کاش کوئی دس گز کا ہی جزیرہ ہو جس میں احمدی ہی احمدی ہوں اور ہم کہہ سکیں کہ یہ احمدیوں کا ملک ہے بڑے کاموں کی ابتداء چھوٹی ہی چیزوں سے ہوتی ہے۔ یہ ہیں میرے ارادے۔ اور یہ ہیں میری تمنائیں۔ ان کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم کام شروع کریں مگر یہ کام ترقی نہیں کرسکتا جب تک ان جذبات کی لہریں ہر ایک احمدی کے دل میں پیدا نہ ہوں اور اس کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے وہ نہ کی جائے۔ چونکہ دنیا صنعت وحرفت میں بہت ترقی کر چکی ہے اس لئے احمدی جو اشیاء بنائیں گے وہ شروع میں مہنگی پڑیں گی باوجود اس کے جماعت کا فرض ہے کہ انہیں خریدے۔'' 133

تحقیقاتی کمیشن کے نام خطوط

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف شعبہ جات کی پڑتال کے لئے 1936ء میں ایک تحقیقاتی کمیشن قائم فرمایا جس کے پریذیڈنٹ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب اور سیکریٹری مکرم غلام محمد اختر صاحب تھے۔ 134

اس کمیشن کو کراچی کے مندرجہ ذیل احباب نے خطوط لکھے۔

1۔ مکرم شیخ محمد صدیق صاحب

2۔ مکرم غلام حسین صاحب۔ ڈرگ روڈ 135

تحریک جدید کا جلسہ

28/جون 1936ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق کراچی میں تحریک جدید کا جلسہ زیرِ صدارت حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب منعقد ہوا۔ اس میں مستورات کے لئے بھی علیحدہ پردہ کا انتظام تھا۔ علاوہ مقامی دوستوں کے بعض غیر احمدی دوست بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضرت نواب چوہدری محمد الدین صاحب ممبر کونسل آف اسٹیٹ بھی جلسہ میں رونق افروز تھے۔ صاحب صدر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا وہ محبت بھرا پیغام جو الفضل میں اس تقریب

کے لئے شائع ہوا پڑھ کر سنایا۔نواب صاحب نے تحریک جدید کے اغراض ومقاصد اور اس کے فوائد عظیمہ پر مشتمل مضمون مؤثر انداز میں پڑھ کر سنایا۔بعد ازاں دس دوستوں نے مطالبات تحریک جدید پر تقریریں کیں۔136

ایک پبلک لیکچر

مورخہ 11رجولائی 936ءکوٹاؤن ہال کراچی میں ''صداقت (دین حق)'' کے موضوع پر مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ نے لیکچر دیا۔صدارت مکرم حاجی عبدالکریم صاحب نے کی۔اس لیکچر سے متعلق اعلان قبل از وقت مقامی اردو اور انگریزی اخبارات کے ذریعے سے کردیا گیا تھا۔137

نشرواشاعت کے لئے امداد

1936ء میں نظارت (دعوت الی اللہ) قادیان کی مدنشرواشاعت کیلئے جماعتوں سے بارہ سو روپے ادا کرنے کی اپیل کی گئی۔اس سلسلے میں جماعتوں کومختلف رقوم کے ٹارگٹ دیئے گئے۔کراچی کی جماعت کو جوٹارگٹ دیا گیا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نے پورا کردیا۔138

دفتر بیت المال کی تحریک میں حصہ

1936ء میں دفتر بیت المال قادیان نے تعمیر مہمان خانہ،توسیع بیت مبارک و بیت اقصیٰ اور جلسہ سالانہ کے لئے چندہ جات کی تحریک کی تو کراچی سے مکرم میاں محمد صدیق صاحب نے چارروپے ادا کئے۔139

کراچی میں تحریک جدید کے تحت مشن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ 3دسمبر 1937ء میں فرمایا کہ:

''اس وقت تحریک جدید کے ماتحت ہم گیارہ بارہ مشن قائم کر چکے ہیں............کچھ مشن ہندوستان میں بھی تحریک جدید کے ماتحت قائم ہیں۔مثلاً ویرووال ضلع امرتسر میں یا مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں۔ایک مشن کراچی میں ہے۔'' 140

کراچی مباحثہ

مورخہ 28-29/مارچ 1937ء کو مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے پنڈت رام چندر آریہ مناظر سے مسئلہ تناسخ اور حدوث روح و مادہ پر مناظرہ کیا۔ پنڈت صاحب موصوف مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔141

پراونشل انجمن احمدیہ سندھ کا قیام

پراونشل انجمن احمدیہ سندھ نے یکم اپریل 1937ء سے کام شروع کیا۔ اس میں جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھی۔142

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر کراچی میں مرکز دعوت الی اللہ کا قیام

1934ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو ہندوستان کے بعض اہم شہروں میں مرکز (دعوت الی اللہ) قائم کرنے کا ارشاد بھی فرمایا۔ اس ارشاد کے ماتحت کراچی میں 1935ء میں مرکز (دعوت الی اللہ) کا قیام عمل میں آیا۔ حضور نے اس سلسلے میں 1937 کی مجلس مشاورت میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''(دعوت الی اللہ) مرکزوں کی اسکیم درحقیقت میرے احکام کے ماتحت تین سال سے جاری ہے یعنی جب سے کہ تحریک جدید جاری ہے اس وقت سید ولی اللہ شاہ صاحب (دعوت الی اللہ) کے ناظر تھے۔ میں نے انہیں ہدایت کی تھی کہ سرحدوں کی حفاظت قرآنی اصول ہے آپ کو چاہیئے کہ رنگون، کلکتہ، بمبئی، کراچی، کوئٹہ اور پشاور پر زیادہ زور دیں۔ چنانچہ اس کے ماتحت کراچی میں ہمارا (مربی) دو سال سے کام کر رہا ہے۔ (وہ مربی مکرم شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگر مل تھے۔ مؤلف)............ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ سرحدوں کی حفاظت نہایت ضروری چیز ہے............ کراچی سے عرب ایران اور جزائر خلیج فارس وغیرہ سے تعلقات ہیں بلکہ روس کا بھی تعلق ہے کیونکہ روس کا ایران سے تعلق ہے اور پھر ترکستان اور عراق کا بھی کراچی سے تعلق ہے............ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسے مقامات میں اپنے (دعوت الی اللہ کے) مرکز قائم کریں جہاں مسلمان تاجر زیادہ ہوں اور وہ مقامات کراچی، کلکتہ اور بمبئی ہیں............ اگر

ہم ان مرکزوں میں اپنے آدمی مقرر کردیں اور خصوصیت سے تاجروں پر زور دیں تو بہت حد تک ہمیں کامیابی حاصل ہوسکتی ہے............ پس ضرورت ہے کہ جلد از جلد اس طرف توجہ کی جائے اس میں جتنی زیادہ دیر لگے گی اتنا ہی ہمارا کام پیچھے ہوتا چلا جائے گا۔

کراچی کے مرکز کے متعلق بھی مجھے مدت ہوئی رویاء ہو چکی ہے جو میں نے کئی دفعہ سنائی ہے۔ اس کے لحاظ سے بھی اور اسلامی ممالک کی طرف توجہ رکھنے کی ضرورت کی وجہ سے بھی وہاں مرکز قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔قریباً بیس سال کی بات ہے۔میں نے رویاء دیکھا کہ میں ایک نہر پر کھڑا ہوں اور اس کے اردگرد بہت سبزہ زار ہے۔جیسے انسان بعض دفعہ نہر پر سیر کے لئے جایا ہے اور لطف اٹھاتا ہے۔اسی طرح میں بھی نہر پر کھڑا ہوں۔اس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور اس کے چاروں طرف سبزہ ہے کہ اسی حالت میں یکدم شور کی آواز آئی۔جیسے قیامت آجاتی ہے۔ میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ نہر ٹوٹ کر اس کا پانی علاقہ میں پھیل گیا ہے اور سُرعت سے بڑھتا چلا جارہا ہے۔پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی اس قدر بڑھا کہ سینکڑوں گاؤں غرق ہوگئے۔ میں یہ نظارہ دیکھ کر سخت گھبرایا اور میں نے چاہا کہ واپس لوٹوں تا پانی میرے قریب نہ پہنچ جائے مگر ابھی یہ خیال ہی کررہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے چاروں طرف پانی آگیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ نہر کا بند ٹوٹ گیا اور میں بھی نہر کے اندر جا پڑا مگر میرا پاؤں کہیں نہ لگا۔آخر جب سینکڑوں میل دور نکل گیا تو میں گھبرانے لگا اور میں نے کہا معلوم نہیں اب کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ میں تیرتے تیرتے پنجاب کی سرحد تک پہنچ گیا ہوں۔تب گھبراہٹ کی حالت میں دعا کرنی شروع کی کہ یا اللہ ! سندھ میں تو پاؤں لگ جائیں یا اللہ ! سندھ میں تو پاؤں لگ جائیں۔

ابھی دعا کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ سندھ آگیا اور پھر جو میں نے کوشش کی تو میرا پیر ٹک گیا اور پانی چھوٹا ہوگیا اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے سب پانی غائب ہوگیا۔جس رقم کا میں نے تحریک کی طرف سے وعدہ کیا ہے اس کے متعلق میں تجویز کرتا ہوں کہ کراچی کا مرکز نظارت (دعوت الی اللہ)، تحریک جدید کے سپرد کردے، وہاں کے اخراجات تحریک جدید برداشت کرے گی۔ پس ان (دعوت الی اللہ) کے مرکزوں کے قیام کی جو اہمیت ہے وہ میں نے بتا دی ہے۔ یہ دراصل نہایت ہی اہم سوال ہے اور ہمیں ان مرکزوں کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

پشاور، کراچی، بمبئی، کلکتہ اور دہلی یہ پانچ اہم مرکز ہیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے احکامات کے تحت کراچی کا مرکز نظارت (دعوت الی اللہ) قادیان کے ماتحت قائم کیا گیا لیکن 1937ء میں اسے تحریک جدید کے ماتحت کر دیا گیا۔

چنانچہ حضور 1937ء کی مجلس مشاورت میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ موجودہ صورت میں جس حد تک ہم بجٹ کو بڑھانے سے بچ سکیں ہمیں بچنا چاہیئے۔لیکن ساتھ ہی اس اسکیم (یعنی سرحدی علاقوں میں مراکز قائم کرنے کی سکیم۔مؤلف) کو بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ پس اس کا خرچ نکالنے کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ (مربیان) کے سفروں کو کم کیا جائے اور مختلف علاقوں میں ان کے لئے مرکز قائم کئے جائیں اور اس طرح سفر خرچ سے پندرہ سو روپیہ بچایا جائے جو ان نئے مرکزوں پر خرچ کیا جائے............جس رقم کا میں نے تحریک جدید کی طرف سے وعدہ کیا ہے اس کے متعلق میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ کراچی کا مرکز (نظارت دعوت الی اللہ) تحریک جدید کے سپرد کر دے وہاں کے اخراجات تحریک جدید برداشت کرے گی۔'' 143

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا کراچی سے ایک بیان

21رمئی 1937ء کو شکار پور (سندھ) میں شدید ہندو مسلم فساد رونما ہو گیا۔فساد کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض ہندوؤں نے ایک مسجد میں گھس کر قرآن کریم کے اوراق جلا دیئے۔ چونکہ ہندوؤں کا یہ فعل نہایت اشتعال انگیز تھا اس لئے فرقہ وارانہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی جس سے ایک ہندو ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو اُن دنوں تبدیلی آب وہوا کی غرض سے کراچی میں تشریف رکھتے تھے، اس فساد کے متعلق مفصل بیان دیا۔جس میں آپ نے فرمایا کہ:

''اس قسم کے حادثات ہر سوسائٹی کے لئے خواہ اس کا معیار تمدن کچھ ہو، سخت افسوس ناک ہیں۔ اگر کسی ہندو نے قرآن کریم کو جلایا ہے تو یہ بہت رنج دہ امر ہے لیکن اگر کوئی مسلمان فرقہ وارانہ فساد برپا کرنے کی غرض سے ایسی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ اور بھی زیادہ قابل مذمت بات ہوتی ہے۔اس قسم کے فرقہ وارانہ تصادم کو بنظر غور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حالات میں ایک عجیب تطابق پایا جاتا ہے اور یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ایسے تمام واقعات کی تہہ میں ایک ہی

نفسیاتی کیفیت کام کر رہی ہے۔ بنابریں اس مرض کا علاج معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں۔''

بیان جاری رکھتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا کہ:

''ایک مذہبی انسان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک سب سے اہم چیز اس مسئلہ کا اخلاقی پہلو ہے۔ اگر ہندو اور مسلم عوام پر یہ بات پوری طرح واضح کر دی جائے کہ اس قسم کے جرم کا ارتکاب افراد ہی کرتے ہیں اور اگر بعض حالات میں سزا کی ضرورت محسوس ہو تو جرم کا ارتکاب کرنے والا ہی سزا کا مستحق سمجھا جائے نہ کہ اس کی قوم کے سارے افراد تو مجھے یقین ہے کہ اس قسم کے فساد میں بہت کچھ کمی واقع ہو جائے گی۔ اس طرح قدرتی طور پر ایک مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کو جو لوگ برانگیختہ کر کے فساد برپا کرنے کے در پے رہتے ہیں اپنی مفسدانہ حرکات کا موقع نہیں ملے گا۔ اور دوسری طرف عوام زیادہ ہوشیار اور بیدار ہو جائیں گے اور بجائے اس کے کہ جرم کے ارتکاب کرنے والوں کے ہم مذہبوں کے خلاف اپنے جوش ناراضگی کا اظہار کر کے اپنے آپ کو تسکین دیں۔ وہ حقیقی مجرم کی تلاش کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔'' 144

لیکچر بعنوان ''(دین حق) اور عیسائیت کا مقابلہ''

1937ء میں کراچی کے پنجابی خاکروبوں میں جو مدت سے عیسائیت کا شکار ہو چکے تھے۔ ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مکرم مولانا شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) مربی سلسلہ کراچی، حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی اور مکرم مولوی محمد نواز خان کٹی صاحب نے تقاریر کیں۔ 145

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضور 16رمئی 1937ء کو کراچی تشریف لائے۔ 146 آپ نے 21رمئی کو کراچی سے شکارپور (سندھ) میں ہندو مسلم فسادات کے متعلق ایک مفصل بیان دیا۔ حضور 27 مئی 1937ء کو قادیان واپس تشریف لے گئے۔ 147

حضور نے 21 مئی 1937ء کو خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ 153

حضور گلے کی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹری مشورہ کے تحت 15 اکتوبر 1937ء کو بھی کراچی تشریف لائے اور اسی شام بمبئی چلے گئے اور پھر 29 اکتوبر کو کراچی پہنچے اور 3 نومبر 1937ء کو

قادیان تشریف لے گئے ۔154

تحریک جدید کا جلسہ

مورخہ 30 رمئی 1937 کو انجمن احمدیہ کراچی کا جلسہ تحریک جدید زیر صدارت حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب ،منوڑہ کاٹیج کراچی میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے تحریک جدید کے اُنیس مطالبات کو یکے بعد دیگرے دہرایا اور ہر ایک مطالبہ کی اہمیت واضح کی ۔ بعدازاں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کا ایک مضمون جو تحریک جدید کے متعلق تھا پڑھ کر سنایا ۔ نیز چندہ تحریک جدید کی جلد ادائیگی اور دیگر مطالبات پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی ۔ جماعت کے تقریباً تمام مرد و زن شریکِ جلسہ ہوئے ۔148

فتنہ منافقین کے خلاف جماعتِ احمدیہ کراچی کی قرارداد

1937ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خلاف بعض منافقین کی کارروائیوں اور اس کے نتیجہ میں ان کے اخراج از نظامِ جماعت کے حوالے سے جماعتِ احمدیہ کراچی نے ایک قرارداد پاس کی جو مندرجہ ذیل تھی:

''جماعتِ احمدیہ کراچی اپنے سید و آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور گہری محبت اور اخلاص سے نذرِ عقیدت پیش کرتی ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے بیرونی اور اندرونی فتنوں کو مغلوب کر کے حضور اور حضور کے غلاموں کی جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقاصد کی انتہائی تکمیل کا ذریعہ بنائے ۔ جماعتِ احمدیہ کراچی اس بات پر ایمان رکھتی ہے کہ عزت خالصتاً اللہ اور رسول ہی کا احسان ہوا کرتے ہیں ۔''149

ڈی جے کالج میں لیکچر

حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب نے ستمبر 1937ء کو ڈی جے کالج میں لیکچر دیا۔ سامعین بہت متاثر ہوئے خصوصاً اس بات سے کہ ہمارے نزدیک ہر قوم میں انبیاء آتے رہے ہیں ۔150

عربوں کو دعوتِ الی اللہ

ستمبر 1937ء میں بیروت سے ایک وفد مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کراچی آیا تو مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ کراچی نے اس کے لیڈر سے تبادلہ خیال کیا۔ پھر آپ نے اس عرب لیڈر کو عربی زبان میں چھ صفحات کا ایک خط تحریر کیا جس میں انہیں تحریک کی کہ آپ پنجاب جا رہے ہیں اگر موقعہ ملے تو قادیان ضرور جائیں۔ اس کے علاوہ ایک اور عرب کو بھی دعوتِ الی اللہ کی گئی۔ 151

راہِ مولیٰ میں تشدّد

اپریل 1937ء میں مکرم مرزا عبدالحکیم بیگ صاحب (والد مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب) پر ان کے ایک غیر احمدی رشتہ دار نے محض مذہبی مخالفت کی بناء پر گھر میں داخل ہو کر حملہ کیا جس سے ان کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ ان کے بیوی بچے چھڑانے کے لئے آئے تو اُس نے اُنہیں بھی مارا۔ 152

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا واقعہ

یہ غالباً 1937ء کا واقعہ ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے۔ ایک دن ساحلِ سمندر کی سیر کرنے منوڑا جانے کی غرض سے ایک موٹر لانچ میں سوار ہوئے تو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے ایک چنے بیچنے والے سے کچھ چنے خرید لئے۔ آپ کا خیال تھا کہ سمندر میں ذرا آگے چل کر میں یہ سب احباب میں تقسیم کر دوں گا اور سیر کے دوران میں چنے کھانے سے سب لطف اندوز ہوں گے۔ ابھی موٹر لانچ ساحلِ سمندر سے جدا ہی ہوئی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے سوال کیا کہ آپ نے یہ چنے کسی ہندو سے خریدے ہیں یا مسلمان سے؟ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا یہاں ہندو مسلمان سب یکساں نظر آتے ہیں۔ میرے لئے تو یہ تمیز کرنا مشکل ہے۔ فرمایا میرا بھی دل چنے خریدنے کو چاہتا تھا مگر میں نے سب پر نظر ڈال کر دیکھا چنے بیچنے والے تمام ہندو ہیں ایک بھی مسلمان نہیں۔ حضور کا فرمانا تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سارے چنے سمندر میں پھینک دیئے۔

ان ایام میں ہندوؤں کے مسئلہ چھوت چھات کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسلمانوں میں یہ تحریک چلائی تھی کہ جب ہندو ہمارے ہاتھ کی چیز نہیں کھاتے تو ہم کیوں اُن کے ہاتھ کی چیزیں کھائیں۔ حضور کی اس ہدایت پر جماعت سختی کے ساتھ کاربند تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب چونکہ بندرگاہ کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تمیز نہیں کر سکے تھے اس لئے آپ نے ایک چنے بیچنے والے کو مسلمان سمجھ کر اس سے چنے خرید لئے مگر حضور چونکہ غضب کی نگاہ رکھتے تھے اس لئے حضور نے جائزہ لے کر یہ فیصلہ صادر فرمایا۔155

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک میں شمولیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے 1937ء کے رمضان المبارک میں ''اصلاحِ نفس'' کے حوالے سے احبابِ جماعت کو ایک تحریک فرمائی تھی۔ اس تحریک کا منشاء یہ تھا کہ دوست اپنی کسی معیّن اور مخصوص کمزوری یا کمزوریوں کو سامنے رکھ کر ان کے متعلق خدا سے عہد کریں کہ آئندہ وہ ان سے مجتنب رہیں گے۔ تا کہ اصلاح نفس کے ساتھ محاسبہ نفس کی عادت پیدا ہو۔

اس تحریک میں جن آٹھ جماعتوں نے حصہ لیا ان میں جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ان جماعتوں کا شکریہ ادا کیا۔156

چندہ تحریک جدید جماعت احمدیہ کراچی

تحریک جدید کا آغاز نومبر 1934ء میں ہوا۔ 1938ء میں جماعت احمدیہ کراچی کا چندہ تحریک جدید 1896 روپے تھا۔159

چندہ تحریک جدید کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

تحریک جدید کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1934ء میں فرمایا۔ تحریک جدید کے تیسرے سال میں چندوں کی کمی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کے نام ایک پیغام بھیجا جس کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چندہ تحریک جدید کے بارہ میں اس سال بعض دوستوں

نے جو سستی دکھائی ہے وہ تھکان پر دلالت کرتی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ بعض لوگ اس امتحان میں فیل نہ ہو جائیں خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کو بچائے۔ پس میں اس اعلان کے ذریعے تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بڑھتا ہوا بوجھ گزارہ میں تنگی کئے بغیر نہیں اٹھایا جا سکے گا۔ پس جو چاہتا ہے کہ اس امتحان میں کامیاب ہو اُسے چاہیئے کہ اپنے بیوی بچوں کو اپنا ہم خیال بنائے اور اپنے خرچوں میں تنگی کرے تا کہ یہ بوجھ اٹھ سکے۔ جو لوگ ایسا نہ کریں گے وہ اپنی ناکامی پر اپنے ہاتھوں سے مہر لگائیں گے۔ **العیاذ باللّٰہ**''

اس پر احباب جماعت نے دلی جوش وولولے سے تیسرے سال کے وعدے پورے کئے اور بعض نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں اس بارے میں خطوط بھی تحریر کئے۔ 157

مکرم بابو نور محمد صاحب اوورسیئر کراچی نے تحریر کیا کہ:

''میرا وعدہ تو قسط وار ادا کرنے کا تھا اور میں قسطیں ادا بھی کر رہا تھا مگر حضور کے ارشادات میں نے متواتر اخبار میں پڑھے۔ اس کے بعد دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ہو وعدہ کی رقم یکمشت ادا ہونی چاہیئے مگر میرے پاس روپیہ نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سامان فرمایا۔ میں نے اپنے ایک عزیز سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے کچھ رقم بطور قرض دے دی اس طرح میں نے اپنا سو روپیہ کا وعدہ یکمشت ادا کر دیا۔'' 158

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 21؍جنوری 1938ء کو جو خطبہ دیا اس کا احباب تک پہنچنا تھا کہ مخلصین نے تیسرے سال سے بھی زیادہ چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کراچی کی 778 روپے کی فہرست جلسہ سالانہ 1938ء سے قبل پیش کی تھی۔ اس کے بعد 1118 روپے کی فہرست روانہ کی۔ جس میں ان مخلصین نے نمایاں اضافہ فرمایا۔

نام	اضافہ	نام	اضافہ
حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب	340 روپے	مکرم بابو نذیر احمد صاحب	110 روپے
مکرم حاجی عبدالکریم صاحب	150 روپے	مکرم شیخ عبدالحق صاحب	100 روپے

مکرم رفیع الزمان خان صاحب	40روپے	مکرم سید افتخار حسین صاحب	25روپے
مکرم سید مقبول حسین صاحب	25روپے	مکرم ماسٹر امین الدین عباسی صاحب	10روپے

159

تحریک جدید کے تحت کراچی میں پہلا لیکچر ہال

1937ء میں کراچی میں تحریک جدید کے تحت مرکز (دعوت الی اللہ) قائم کیا گیا۔اسی سال ایک کشادہ ہال کرایہ پر لے کر اسے احمدیہ لیکچر ہال کا نام دیا گیا۔اس ہال میں ایک لائبریری بھی قائم کی گئی۔اس لیکچر ہال اور لائبریری کے انچارج مکرم شیخ عبد لقادر صاحب مربی سلسلہ تھے۔160

یہ ہال الفنسٹن اسٹریٹ (موجودہ زیب النساء صدر کراچی) پر حاجی غلام محمد ڈوسل والی گلی میں واقع تھا۔161 اس گلی کے کونے پر موسیٰ جی کپڑے والوں کی دکان ہے۔

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ علاقہ سندھ کا جلسہ

انجمن ہائے احمدیہ پراونشل سندھ کے نمائندگان کی میٹنگ بمقام کوٹری 27 فروری 1937ء کو منعقد ہوئی۔

اس میٹنگ میں درج ذیل جماعتوں کے نمائندے شامل ہوئے۔

1۔ کراچی 2۔ کوٹری 3۔ نواب شاہ
4۔ باندی 5۔ محمود آباد فارم 6۔ چک 27 سکھر
7۔ باڑہ 8۔ کھپرو 9۔ پنجورو جاگیر میرپور خاص

کراچی سے حضرت ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب نے شرکت فرمائی۔اس میٹنگ کی صدارت مکرم نعمت اللہ خان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ پراونشل سندھ نے کی۔اس میٹنگ میں درج ذیل تجاویز پاس کی گئیں۔

1۔ پراونشل انجمن سندھ کی آمد بڑھانے کے ذرائع اختیار کئے جائیں۔
2۔ دعوت الی اللہ کو وسعت دینے کی کوشش کی جائے۔
3۔ رشتہ ناطہ کی تکالیف کو دور کیا جائے۔162

حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کا لیکچر

حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی جو پراونشل انجمن احمدیہ سندھ کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔اِن کا ایک لیکچر تھیوسافیکل ہال حیدرآباد میں مورخہ 27فروری1938ءکوشام 7بجے ہوا۔

آپ نے انگریزی میں "Status of Women in Islam" کے موضوع پر لیکچر دیا۔حاضرین میں معزز طبقہ کے مسلم وغیرمسلم شامل تھے۔[163]

دعوت الی اللہ بذریعہ تقسیم ٹریکٹس

جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے مارچ 1938ء میں تین ٹریکٹ بعنوان ''حجاج بیت اللہ سے خطاب''، ''افضل الرسل'' اور ''جماعت احمدیہ کی تعلیم اور جہاد'' کئی ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔[164]

اشاعت ٹریکٹ بعنوان ''حجاج بیت اللہ سے خطاب''

1938ء میں جماعت احمدیہ کراچی نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''حجاج بیت اللہ سے خطاب''، چھپوا کر حج سے واپس آنے والے افراد میں تقسیم کیا۔ٹریکٹ کا مضمون درج ذیل تھا۔

''پیارے خدا کے مقدس گھر کے خوش نصیب زائرو''

''حج کعبہ کے لئے آپ کا جانا اور اِس سعادت سے بہرہ اندوز ہوکر واپس آنا آپ کو مبارک ہو۔مکہ معظّمہ کی وادی بےآب وگیاہ تھی، وہ خطۂ زمین بنجر و ویران تھا۔خدا کا اولین گھر بےنام ونشان ہوچکا تھا کہ مشیت ایزدی سے سیدنا حضرت ابراہیم **علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام** کی قربانی بروئے کار آئی۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت حاجرہ صدیقہ علیہا السلام کی پیش کش کونوازا۔خدا کی راہ میں ان فنا ہونے والے مقدسوں کو ابدی زندگی بخشی ان کے اور ان کی نسل کے ذریعہ اپنے قدیمی گھر کو آباد کرنے کا وعدہ فرمایا۔وہ عجیب سماں تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اکلوتے کو اس کی ماں کی گود میں اس چٹیل میدان میں چھوڑ

کرسوئے فلسطین روانہ ہوئے اور جب وہ بچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی امیدوں کا آماجگاہ جوان ہونے کو تھا تو وہ اس کے گلے پر چھری پھیرنے کے لئے مستعد ہو گئے ۔سیدہ حاجرہ یہ سب کچھ دیکھتی تھیں مگر خدا کی قضاء پر راضی اور اس کے حکم کی تعمیل کے لئے کلیۃً آمادہ تھیں۔ یہ قربانی عدیم المثال ہے ۔اس قربانی کا ہر جز اس منزل کا ہر مرحلہ عام انسانوں کے بدن میں کپکپی پیدا کرنے والا اور سچے مومنوں کے دِلوں میں عشقِ رّبانی کی چنگاری بھڑکانے والا ہے۔

پیارے بھائیو! حضرت ابراہیم علیہ السلام فوت ہوگئے مگر ان کا نام اور ان کا کام زندہ جاوید ہے۔حضرت اسماعیلؑ اس دنیا سے رحلت کر گئے مگر رہتی دنیا تک ان کی قربانی قوموں کو زندہ کرتی رہے گی۔حضرت حاجرہؓ پر موت آگئی مگر حاجرہؓ صدیقہ کی پیش کش ہمیشہ کے لئے انسانوں کو خدا کے راستہ میں ایثار وفدائیت کا سبق دیتی رہے گی ۔پس وہ مقدس انسان زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے ان کی زندگی کا گواہ آسمان ہے۔ان کی زندگی کی گواہ حجاز کی پُر رونق زمین ہے۔ان کی زندگی کے گواہ تم سب ہو جو ابھی ابھی بیت اللہ کے حج سے واپس لوٹے ہو۔ہزاروں برس سے حجاج کے قافلے ان کی زندگی کے گواہ تھے اور تا قیامت عبادت حج بجالانے والا ہر مسلم ان کی زندگی پر گواہ رہے گا ۔زمین کے چپہ چپہ پر یہ گواہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہزاروں سال پہلے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند کی قربانی خاموش قربانی تھی مگر رب السموات والارض کا فیصلہ تھا کہ اس قربانی کا چرچا ہو اس کا ذکر ہو۔ اکناف عالم میں ابراہیم علیہ السلام اور اس کی ذریت کو بے نظیر عظمت سے یاد کیا جائے گا تا دنیا کے گوشہ گوشہ میں شمع حق کے پروانے پیدا ہوں، خدائی قربان گاہ پر قربان ہونے والے مرد ،قربان ہونے والی عورتیں ،قربان ہونے والے بچے پیدا ہوں کیونکہ انہی زندہ شہیدوں سے نام حق روشن ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔

معزز بھائیو! حج عاشقانہ عبادت ہے ،جذبۂ قربانی کو مکمل کرنے والی عبادت ہے۔ ہزاروں انسان ننگے سر ننگے پاؤں میدان عرفات میں کفن پہنے **لبیک اللّٰھم لبیک لا شریک لک لبیک** کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی اس آواز کو قبول کرنے کا عہد کرتے ہیں جو اس نے ابتداء آفرینش سے نبیوں کی معرفت انسانوں کی بھلائی کی خاطر ان تک پہنچائی۔ منٰی کے مقام پر ہزاروں انسان جانوروں کے گلے پر چھری پھیر کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم اپنی انانیت اور نفسانیت کو خدا کے حکم کے مطابق کچل کے رکھ دیں گے۔کس قدر پُر کیف اور ایمان

افروز نظارہ ہے وہ نظارہ روزِ حشر کی یاد دلاتا ہے اور انسانی قلب میں بے انتہا رقت پیدا کرنے والا اور اس کے جذبات کو بے قابو کردینے والا ہے۔ سچ مچ حقیقی حج کرنے سے سب گناہ دھل جاتے ہیں اور انسان کا دل صاف اور کپڑے کی طرح پاک ہوجاتا ہے وہ بدیوں کی کینچلی کو پرے پھینک کر بالکل نیا انسان بن جاتا ہے۔ اور اس کی کایا پلٹ جاتی ہے وہ خدا کی آواز سننے کا شیدا رہتا ہے اور اس کی ہر آواز پر حج کے اپنے عہد کو یاد کرکے **لبیک اللّٰھم لبیک** کہتا ہوا دوڑتا ہے۔ وہ اپنی نفسانیت اور اپنے علم کے غرور کے باعث خدائی پکار کو ٹھکراتا نہیں بلکہ اس کے حکم کے آگے پوری طرح سرنگوں ہوجاتا ہے۔ کیا ہی مبارک یہ حج ہے اور کیا مبارک وہ انسان ہیں جنہیں یہ حج نصیب ہو۔

پیارے بھائیو! کون جانتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سا غریب الدیار انسان دنیا میں اس قدر عظمت سے یاد کیا جائے گا۔ اس کے خاندان کو اس قدر بزرگی حاصل ہوگی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ملک عراق کے شہر ''اُور'' والوں کو اس عظمت کا علم ہوتا تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہاں سے نکالنے کے بجائے اس کے غلام بن جاتے۔ اسی طرح اگر فلسطین یا مصر کے باشندوں کو آنے والی بزرگی پر مطلع کیا جاتا تو وہ اس کی چاکری کو باعثِ فخر سمجھتے۔ مگر ہر چیز کی شناخت اپنے وقت پر ہوتی ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جو ماضی کے حالات سے سبق حاصل کرے اور آئندہ ٹھوکر سے بچ جائے۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی آزمائش میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں تجھ کو لوگوں کا امام بناؤں گا، لوگ تجھے اسوہ قرار دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ میری اولاد میں سے بھی ایسے اِمام تاقیامت ہوتے رہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہاں میں یہ عہد تیرے اور تیری نسل کے لئے باندھتا ہوں لیکن ظالموں کے لئے میرا وعدہ نہیں۔

پس ذریتِ ابراہیم میں ابراہیمی امامت کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا اور ایسے اماموں کی آواز پر لبیک کہنا درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندا کو قبول کرنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کو ماننا دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کرنا ہے۔ سوائے میرے تمام بھائیو! جو ابھی ابھی خدا کے مقدس ترین گھر کے پاس **لبیک اللّٰھم لبیک** کا اقرار کرکے

آئے ہو میں آپ کو محبت بھرے دل کیساتھ خوشخبری دیتا ہوں کہ ابراہیمی وعدوں ،قرآنی بشارتوں اوراحادیث کی پیش گوئیوں کے مطابق اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اور (دین حق) کو از سر نو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو عین صدی کے سر پر مبعوث فرمایا ہے ۔خدا کا فرستادہ اکناف عالم میں ابراہیمی پرندوں کو جمع کرنے کے لئے آواز دے رہا ہے ۔وہ سب کو (دین حق) میں شامل ہونے کے لئے بلا رہا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسے قبول کرتے ہیں۔

پیارے بھائیو! ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق دیتی ہے ۔آپ میرے اس محبت بھرے پیغام کو بے التفاتی سے ٹھکرا نہ دیں ۔آپ دنیا کی حالت پر نگاہ فرمائیں آپ گہری نظر سے مسلمان کہلانے والوں کی زندگی کا مطالعہ کریں ۔آپ کو ماننا پڑے گا کہ سچ مچ آسمانی مصلح کے آنے کا یہی زمانہ ہے آپ غیر مسلموں کے حملوں کا جائزہ لیں ان کی مخالفانہ سرگرمیوں کو دیکھیں آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ محافظ (دین حق) کے مبعوث ہونے کا یہی وقت ہے۔ یقیناً یہ آواز خدا کی آواز ہے آپ یہ کہہ کر انکار نہ کر دیں کہ کیا قادیان کے ایک شخص پر یہ فیض ہوسکتا ہے۔ جیسا ''اُور'' کے رہنے والوں نے کہا تھا جیسا ''ناصرہ'' بستی کے لوگوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں کہا کیونکہ خدا کے فضلوں کی کوئی انتہاء نہیں اور کوئی انسان بھی خدا کی آواز پر لبیک کہنے سے مستغنی نہیں ۔وہ امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا۔ عالم ہو یا ان پڑھ ۔سیاہ ہو یا سفید،سب کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر آواز کو قبول کریں ۔

بالآخر میں پھر میں ایک مرتبہ آپ کو حج سے واپسی پر مبارک باد عرض کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی تازہ آواز پر بھی جو شان (کلامِ) پاک کے اظہار کے لئے بلند ہوئی ہے لبیک کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ۔165

تحریک جدید کے دوسیکریٹری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1934ء میں جب تحریک جدید کی ابتداء کی تو شروع کے سالوں میں جماعتوں میں تحریک جدید کے دوسیکریٹری مقرر کئے جاتے تھے ۔چنانچہ 1938ء میں کراچی میں درج ذیل دوسیکریٹریان تحریک جدید رہے ۔

1۔سیکریٹری مال تحریک جدید	مکرم رفیع الزمان خان صاحب
2۔سیکریٹری عام تحریک جدید	مکرم بابونذیر احمد صاحب اوورسیئر 166

آریوں سے کامیاب مناظرہ

مورخہ 17اور18اپریل1938ءکوکراچی میں آریہ سماج والوں سے جماعت احمدیہ کے دوزبردست مناظرے ہوئے۔

پہلا مناظرہ ’’کیا وید دھرم عالمگیر ہے‘‘ کے موضوع پر تھا۔جماعت کی طرسے مہاشہ محمد عمر صاحب مناظر تھے۔سنسکرت زبان میں آپ کی روانی اور پھر زبردست ٹھوس دلائل دیکھ کر پنڈت رام چندر صاحب نے پہلو بچانے کی بہت کوشش کی مگر کچھ پیش نہ گئی۔

دوسرا مناظرہ ’’کیا (دین حق) عالمگیر مذہب ہے‘‘ کے موضوع پر ہوا۔جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب مناظر تھے۔آپ نے (دین حق) کے عالمگیر مذہب ہونے پر پچیس دلائل پیش کئے اور پنڈت رام چندر کے جملہ اعتراضات کے رد میں ایسے ٹھوس دلائل پیش کئے اور معقول جوابات پیش کئے کہ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں پر بھی اثر ہوا۔167

ایک احمدی سائیکلسٹ کی کراچی سے بغداد روانگی

مکرم مہتہ عبدالخالق صاحب ابن حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سائیکل ٹور کی غرض سے جب 17/جولائی 1937ءکوکراچی سے بصرہ روانہ ہونے والے تھے تو اخبار ’’کراچی ڈیلی‘‘ نے اپنی اشاعت میں لکھا:

’’اگلے دن عبدالخالق مہتہ نامی ایک پنجابی سائیکلسٹ نوجوان یہاں پہنچے۔آپ فورمین کرسچین کالج لاہور میں بی اے کے طالب علم ہیں۔آپ اتوار کے روز بصرہ جانے کے لئے جہاز پرسوار ہونگے اور وہاں سے مشرق قریب کا دورہ سائیکل پرکریں گے اوران کا ارادہ ہے کہ ایران، عراق، شام اور مصر وغیرہ ممالک کی سیر سائیکل پر کریں۔مہتہ صاحب پنجاب کے بہترین سائیکلسٹ ہیں۔انہوں نے اپنے صوبہ میں کئی دوڑیں جیتی ہیں۔تھوڑا ہی عرصہ ہوا انہوں نے تین ہزار میٹر کی دوڑ کا ریکارڈ توڑا اور یہ فاصلہ پہلے ریکارڈ سے پانچ سیکنڈ کم میں طے کرلیا۔انہوں

نے کلکتہ کی آل انڈیا سائیکلنگ چمپئین شپ میں پنجاب کی نمائندگی بھی کی تھی۔

اس سفر کے تعلیمی پہلو کے علاوہ ان کا ارادہ ہے کہ جن بڑے بڑے شہروں میں سے گزریں وہاں کے مشہور سائیکلسٹ سے مقابلہ بھی کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں عراق اور ایران میں انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ مہتہ صاحب 17/جولائی کو روانہ ہوکر 22/جولائی کو بصرہ پہنچے اور مختلف کلبوں اور صاحب رسوخ لوگوں سے مل کر کسی سائیکل ریس کے انتظام کی کوشش کی۔ مگر کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ اس پر وہ بغداد کو روانہ ہو گئے۔ جہاں ان کے پہنچنے سے قبل ہی عربی اخبارات ''الزمان'' اور ''العقاب'' ان کی آمد کی اطلاعات شائع کر چکے تھے۔

چنانچہ 23/جولائی کے اخبار ''الزمان'' نے ہندوستانی سیاح کی آمد کے زیر عنوان لکھا:

''ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبد الخالق مہتہ جو کہ پنجاب یونیورسٹی کے طالب علم ہیں اور پنجاب سائیکل ریسز کے چمپئین کراچی سے 17/جولائی 1938ء کو عراق کی سیر کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ عراق نادی التجدد نے ذمہ داری لی ہے کہ وہ بغداد کے سائیکلسٹوں سے گفتگو کر کے پنجاب کے چمپئین سے ایک ریس کا انتظام کرے تاکہ ورزش کی اسپرٹ کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔''

اخبار ''العقاب'' بغداد نے لکھا:

''تجدد کلب کے آفس سے ہم کو اطلاع ملی ہے کہ عبد الخالق مہتہ جو پنجاب یونیورسٹی کے طالب علم ہیں اور پنجاب سائیکل ریسوں کے بطل بھی ہیں۔ وہ کراچی سے بغداد کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

ان کے لئے عراق، مصر اور شام میں سائیکل ریسز منعقد کی جائیں گی۔ نادی التجدد نے اپنے ذمہ بغداد کی سائیکل ریس کا انتظام کیا ہے۔ اور بہترین عراقی سائیکلسٹوں کو اس دوڑ کے لئے جمع کر رہے ہیں۔ جو پنجاب چمپئین کی آمد پر قائم کی جائیں گی''۔

مکرم مہتہ صاحب کے بغداد پہنچنے پر اخبارات میں ان کی فوٹو دے کر ریسوں کی تاریخیں مقرر کر دی گئیں۔ اعلانات بذریعہ پوسٹر جا بجا لگائے گئے اور تقسیم کئے گئے اور پبلک کو ان میں شمولیت کی پر جوش الفاظ میں دعوت دی گئی۔ مگر آخری وقت میں یعنی 7 اگست کو ریس کے التواء کا اعلان کر کے یہ نئی تجویز پیش کر دی گئی کہ 20 اگست کو 20 میل کی ریس ہوگی۔ مہتہ صاحب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ مگر 11 اگست کو کلب مذکور کی طرف سے تحریری اطلاع آ گئی کہ چونکہ گرمی

زیادہ ہے۔کالج وغیرہ بند ہیں اور ہمارے سائیکلسٹ آؤٹ آف پریکٹس ہیں لہٰذا اب کوئی دوڑ نہیں ہوگی البتہ آپ جب شام اور مصر کے ٹور سے واپس آئیں تو اطلاع ملنے پر ریسوں کا انتظام ضرور کیا جائے گا۔ اخبارات میں بھی اسی مضمون کا اعلان کردیا گیا تھا۔ مہتہ صاحب جب کراچی سے روانہ ہوئے اس وقت بھی یہی موسم تھا ایسی ہی گرمی تھی اور اسی طرح کالج بند تھے۔مگر اخبارات میں اتنا چرچا تھا کہ پبلک نہایت بےصبری سے اس کا انتظار کررہی تھی جس دن یہ ریس ہونی تھی ایک ذمہ دار نادی التجد دنے ذمہ لیا کہ وہ انتظام کرے گی اور مشہور سائیکلسٹوں سے گفتگو کر کے فیصلہ بھی کرلیا۔ پروگرام شائع کردیا، پوسٹر لگوائے۔ ڈھنڈورے پٹوائے مگر آخری وقت میں سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے سائیکلسٹ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ 168

حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کو الوداعی ایڈریس

حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی اڑھائی سالہ قیام کے بعد افریقہ جانے سے قبل جب عازم قادیان دارالامان ہوئے تو احمدیہ لیکچر ہال میں، جو آپ ہی کی صدارت کے زمانے میں جاری کیا گیا تھا، آپ کی خدمت میں انجمن احمدیہ کراچی کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا جس میں بیان کیا گیا کہ:

’’آج ہم سب افرادِ جماعتِ احمدیہ کراچی آپ کو الوداع کہنے اور ایڈریس پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ الوداعی مجالس اور پارٹیاں فی زمانہ اتنی عام ہوگئی ہیں کہ ایڈریس کی وقعت ایک رسم سے زیادہ نہیں رہی۔مگر ہم یہ رسمی ایڈریس نہیں دے رہے۔ بلکہ حقیقی جذبات اور قلبی تاثرات پیش کررہے ہیں۔ رنج تو یہ ہے کہ آپ ہم سے جدا ہورہے ہیں جو سراپا جدوجہد و مجسّم عمل ہیں۔جن کے اعمال قابلِ رشک اور اخلاق باعثِ فخر ہیں۔غرضیکہ آپ صفاتِ حسنہ سے متّصف اور جماعتِ احمدیہ کراچی کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ تھے۔ اس لئے طبعاً آپ کی جدائی ہمارے لئے رنج وملال اور ناقابلِ برداشت ہے۔

ہمیں خوشی اس لئے ہے کہ **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ** کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے راستہ کھولا

ہے خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو دینی اور دنیاوی کامیابی عطا کرے۔

ہم ہیں ممبرانِ جماعتِ احمدیہ کراچی۔'' 169

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب کو جماعت احمدیہ کراچی کا الوداعی ایڈریس

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ کراچی کو 24/اگست 1938ء کو احمدیہ لیکچر ہال کراچی میں الوداعی پارٹی دی گئی اور ایڈریس پیش کیا گیا۔ ایڈریس میں کہا گیا کہ:

''1- آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نو (احمدی) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر فضل کیا اور نہ صرف آپ کو حقیقی (دین حق) کی دولت سے بہرہ ور کیا بلکہ (دعوتِ الی اللہ) کا مقدّس کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

2- کراچی میں آپ سب سے پہلے مربی ہیں جن کو سوا تین سال تک اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ ممکن ہے کہ یہ عرصہ اور بھی طویل ہو جاتا مگر خرابی صحت کی وجہ سے آپ اس جگہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

3- اس عرصہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی میں تین مرتبہ رونق افروز ہوئے اور خدام کو اپنی زیارت سے مستفیض فرمایا۔ یہ امر آپ کے لئے موجبِ صدافتخار ہے۔

4- اسی عرصہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کراچی کو تحریکِ جدید کے ماتحت ایک (دعوتِ الی اللہ) کا مرکز مقرر فرمایا اور ایک سال سے یہاں احمدیہ لیکچر ہال اور لائبریری قائم کی گئی ہے جس کے آپ انچارج تھے اور ہر اعتبار سے آپ نے قابلِ تعریف کام کیا۔

5- اس عرصہ میں تحریکِ جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کراچی میں ایک زمین کا قطعہ خریدا گیا جو احمدیت کے شاندار مستقبل کے لئے ایک نیک شگون ہے۔

ان امور کے باعث کراچی کی جماعت آپ کو انشاء اللہ کبھی فراموش نہیں کرے گی۔ مزید برآں آپ کی سادگی اور اخلاقِ فاضلہ کا نہ صرف ہم سب پر اثر ہے بلکہ غیر احمدی اس پر شاہد ہیں اور برملا آپ کے صبر و تحمّل اور بردباری کے مدّاح ہیں۔ چند ماہ سے جو تحریری مناظرہ صداقت مسیح موعودؑ پر ایک مخالف پارٹی سے آپ کر رہے تھے اس کے سلسلہ میں ہر غیر احمدی آپ کے اخلاق

کا معترف ہے اور امید ہے کہ خدا کے فضل سے اس مناظرہ کا اثر بعض نیک اور سعید لوگوں پر اچھا ہوگا۔

جہاں آپ جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا اظہار فرماتے رہے، وہاں آپ نے سلسلہ کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے کسی شخصیت کی پروانہ کرکے اپنے وقار کو اور بھی بالا کردیا۔ ایک نکاح کے موقع پر آپ نے محض اس وجہ سے نکاح پڑھنے سے اجتناب کیا کہ لڑکا آپ کے قیام کے دوران کبھی نمازوں، جلسوں وغیرہ یا چندوں میں حصہ نہیں لیتا رہا۔ اس وقت اس کے اعزاء کو طبعًا یہ بات بری محسوس ہوئی۔ مگر اب ہم سب کو احساس ہے کہ آپ کی دور بین نگاہ نے جس خطرہ کو دیکھا تھا وہی ظاہر ہوا اور وہ صاحب قریباً قریباً جماعت سے منقطع ہوگئے۔ خدا تعالیٰ ان کو راہِ راست پر لائے۔

آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ دارالامان تشریف لے جا رہے ہیں جہاں آپ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ان ملفوظات کو جو (رفقاء) کے سینوں میں ابھی تک محفوظ ہیں کتابی صورت میں لانے کی کوشش کریں گے اور (رفقاء) کے حالات بھی قلم بند فرمائیں گے اور تذکرہ کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری میں حصہ لیں گے۔ یہ ایک نہایت ہی مقدس کام ہے جو نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی آبِ حیات کا کام دے گا اور تاریخِ احمدیت میں درخشندہ کام تصور ہوگا۔ اس خدمتِ دین میں شریک ہونے کی غرض سے انجمن احمدیہ (کراچی) جناب کی خدمت میں ایک ناچیز تحفہ ''قلم'' کی صورت میں پیش کرتی ہے اور آپ سے استدعا کرتی ہے کہ اس مقدس کام کو سرانجام دیتے وقت اس قلم کو آپ استعمال کریں۔ ایک جائے نماز بھی پیشِ خدمت ہے۔

ہم ہیں ممبرانِ جماعتِ احمدیہ کراچی۔'' 170

آریہ سماج کانفرنس میں تقریر

مکرم مولوی غلام احمد فرخ صاحب نے آریہ سماج کانفرنس جو مورخہ 3 ستمبر 1938ء کو منعقد ہوئی۔ اس میں ''(دین حق) کی خوبیوں'' پر تقریباً بیس منٹ تقریر کی اور ثابت کیا کہ اس وقت دُنیا میں (دین حق) ہی ایک ایسا مذہب ہے جس پر انسان چل کر اپنے خالق سے ہم کلامی کا

شرف اس دُنیا میں ہی حاصل کرسکتا ہے اور یہ (دین حق) کی ایسی خوبی ہے کہ کوئی مذہب اس کا مقابلہ اور برابری نہیں کرسکتا۔

اس کانفرنس کے صدر ایک مشہور وکیل تھے۔ جنہوں نے دو مرتبہ مکرم مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ احمدی بھائیوں کی یہ کوشش ایک نہ ایک دن ضرور ہندوستان میں خوشگوار فضا پیدا کردے گی۔ اس جلسہ میں تقریباً 700 افراد موجود تھے۔ 171

(مربی) فلسطین کو الوداع

مورخہ 10 ستمبر 1938ء کو مکرم مولوی محمد شریف صاحب مربی فلسطین کو کراچی کی بندرگاہ سے الوداع کیا گیا۔ اس موقعہ پر مکرم خان فرزند علی خان صاحب ناظر بیت المال نے جماعت کی طرف سے، مکرم مولوی غلام احمد فرخ صاحب نے جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے اور مکرم حاجی عبدالکریم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی نے لجنہ اماء اللہ کراچی کی طرف سے مکرم مولوی محمد شریف صاحب کے گلے میں ہار ڈالے۔ 172

سیرت النبی ﷺ کا جلسہ

جماعت احمدیہ کراچی کے تحت مورخہ 11 ستمبر 1938ء کو جلسہ ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' احمدیہ لیکچر ہال کراچی میں منعقد کیا گیا۔ صدر جلسہ جناب سدھوا ڈپٹی میئر کراچی تھے جبکہ جناب پروفیسر کمار، ڈاکٹر ملک پرنسپل رام سہائے اور مکرم مولوی محمد نذیر قریشی صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریریں کیں۔ 173

مذہبی کانفرنس کا انعقاد

جماعتِ احمدیہ کراچی نے 1938ء میں مسلسل کئی ماہ تک مذہبی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس میں مختلف مذاہب کے نمائندے جماعتِ احمدیہ کے پلیٹ فارم پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے اور جماعتِ احمدیہ کے خیالات سے مستفیض ہوتے رہے۔ 174

لجنہ اماء اللہ کراچی کا قیام

لجنہ اماء اللہ کراچی کا قیام 1938ء میں عمل میں آیا۔ 175

محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے کراچی میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کی۔ اس زمانے میں لجنہ کراچی کی ممبرات کی تعداد پچیس تیس کے قریب تھی۔ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ کے علاوہ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ چوہدری احمد جان صاحب، محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عیسیٰ خان صاحب اور محترمہ بلقیس خانم صاحبہ بنت مکرم حاجی عبد الکریم صاحب عہدیدار تھیں۔

قیامِ پاکستان کے وقت محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری احمد جان صاحب صدر لجنہ کراچی تھیں۔ [176]

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا قیام

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا قیام 1938ء میں عمل میں آیا۔ یہی وہ سال ہے جب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کا قیام بھی عمل میں آیا۔ ابتداء میں بیرون قادیان جن سترہ جماعتوں میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا ان میں کراچی کی جماعت بھی شامل تھی۔ [177]

پبلک لیکچر

احمدیہ لیکچر ہال کراچی میں 24 ستمبر 1938ء کو ایک دلچسپ لیکچر منعقد ہوا۔ یہ لیکچر پروفیسر کمار صاحب بی اے نے دیا۔ مکرم خان فرزند علی خان صاحب صدر اجلاس تھے۔ [178]

لنگر خانہ قادیان کے لئے عطیہ

1938ء میں لنگر خانہ قادیان کے ڈائننگ ہال کیلئے مرکز کی طرف سے چندہ کی تحریک کی گئی تو کراچی سے مکرم ماسٹر امین الدین صاحب عباسی نے بھی اس چندہ میں شمولیت کی۔ [179]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر ’’سیر روحانی‘‘

حضور نے یہ سفر اکتوبر 1938ء میں اختیار فرمایا۔ حضور اس سفر کے لئے پہلے سندھ گئے اس کے بعد 13/اکتوبر 1938ء کو کراچی تشریف لائے پھر کراچی سے بمبئی اور وہاں سے حیدرآباد، آگرہ، دہلی اور پھر وہاں سے قادیان واپس تشریف لے آئے۔ (کراچی سے آپ

13/اکتوبر 1938ء کوہی بذریعہ بحری جہاز بمبئی تشریف لے گئے تھے)۔ 180

حضور نے کراچی کے سفر کے متعلق فرمایا کہ:

''میں پہلے کام کے لئے قادیان سے سندھ کی طرف گیا اور وہاں کچھ دن ٹھہر کر سمندر کی ہوا کھانے کے لئے کراچی چلا گیا۔ کیونکہ میرے گلے میں مزمن خراش کی تکلیف ہے جس کی وجہ سے مجھے سالہاسال تک کاسٹک لگوانا پڑتا رہا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا مجھے ڈاکٹروں نے کہا کہ اب آپ کاسٹک لگوانا چھوڑ دیں ورنہ گلے کا گوشت بالکل جل جائے گا چنانچہ میں نے اُس وقت سے کاسٹک لگوانا ترک کر دیا ہے مگر اور علاج ہمیشہ جاری رکھنے پڑتے ہیں ورنہ گلے اور سر میں درد ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹروں کی رائے میں اس مرض کے لئے سمندر کا سفر خاص طور پر مفید ہے اسلئے گزشتہ دو سال میں نے کراچی سے بمبئی کا سفر جہاز میں کیا۔'' 181

ناظر صاحب تالیف وتصنیف قادیان کی ہدایت پر کتب کی تالیف

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) مربی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''1938ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر تالیف وتصنیف سلسلہ احمدیہ قادیان دارالامان نے سلسلہ کی روز افزوں ضروریات کے لحاظ سے چند نوجوانوں کو بعض کتابیں لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار کے حصہ میں سیرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تالیف آئی۔ خاکسار ان دنوں بسلسلہ (دعوت الی اللہ) کراچی میں متعین تھا۔ وہیں خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کے ارشاد کی تعمیل میں دونوں کتابوں کے مسوّدے تیار کئے۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ سیرت سید الانبیاء کی نظر ثانی میں استاذی المکرّم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کے علاوہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بھی قابل قدر حصّہ لیا اور مناسب اصلاح فرمائی اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے بھی بعض مقامات کو سن کر مفید مشورے دئے۔ وہ کتاب پہلی دفعہ قادیان دارالامان میں حضرت مولانا موصوف نے اپنے خرچ پر شائع فرمائی تھی اور نصرت گرلز ہائی سکول کے کورس میں سال ہا سال تک بطور نصاب داخل رہی۔ ہجرت کے بعد جب اس کی مانگ بڑھ گئی تو محترم ملک فضل حسین

صاحب نے اسے دوسری بار شائع کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

سیرت حضرت مسیح موعودؑ کا مسودہ انہی دنوں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بحالی صحت کی غرض سے کراچی تشریف لے گئے خاکسار نے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے اسے بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور نہایت ہی قیمتی اصلاح فرمائی۔'' 182

لجنہ اماء اللہ کراچی کا جلسہ

9 اپریل 1939ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی نے غیر مسلموں میں دعوتِ الی اللہ کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں مکرم مولوی محمد نذیر قریشی صاحب مربی سلسلہ نے خطاب فرمایا۔ 183

حضرت کرشن کے جنم دن کی تقریب میں لیکچر

مورخہ 7 ؍ستمبر 1939ء کی شام تھیوسافیکل سوسائٹی کے ہال میں حضرت کرشن کے جنم دن منانے کی تقریب پر ایک جلسہ ہوا، جس میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر ہوا۔ آپ نے اس امر کو واضح کیا کہ اہل (دین حق) اپنی مقدس کتاب قرآن کریم نیز احادیث کی تعلیم کے مطابق ہندوستان کے مقدس اوتاروں کی تعظیم وعزت کرتے ہیں اور انہیں اصلاح خلق کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور یقین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کبھی لوگ اپنی پیدائش کی غرض کو بھول کر صرف دنیوی زندگی کو اپنا مقصودِ حیات بنا لیتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ خدا سے دور جا پڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ان کی راہنمائی کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں جبکہ گناہ کی تاریکی ساری دُنیا پر چھائی ہوئی ہے اور لوگ اپنے خالق اور مالک سے دور جا پڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی سرزمین .... سے ایک شخص کو ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث کیا جو حضرت شری کرشن مہاراج کے بروز تھے اور حضرت شری کرشن کی پیشگوئی کے مطابق عین اس زمانہ میں ظاہر ہوئے جبکہ ایک ہادی و رہنما کا لوگ شدّت سے انتظار کر رہے ہیں۔

چنانچہ ان کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ وہ قادیان میں ظاہر ہوئے نیز آپ نے ثابت کیا کہ حضرت کرشن کی تعلیم قرآن کریم کی تعلیم کے عین مطابق تھی۔ حضرت کرشن نے

اس بات پر زور دیا کہ نیک نیّتی کے ساتھ اگر جنگ کی ضرورت ہو تو جنگ بھی جائز ہے، اور ایسی جنگ میں مرنے والا شہید ہوتا ہے اور فتح پا کر زندہ رہنے والا بہادر کہلاتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ حضرت کرشن نے عملی زندگی پر خاص زور دیا ہے صرف لفظی ایمان کوئی چیز نہیں ایمان کے ساتھ اعمال صالح کا ہونا ازبس ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف برداشت کر کے انسان اعلیٰ درجہ کے روحانی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔

حاضرینِ جلسہ میں اکثریت ہندو احباب کی تھی۔ آپ کی اس تقریر سے جو انگریزی میں تھی وہ بہت متاثر ہوئے اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ آپ کا پتہ دریافت کیا اور دوبارہ آپ کی تقریر سننے کے خواہش کا اظہار کیا۔ 184

پارسیوں کی سالِ نو کی تقریب میں لیکچر

11 ستمبر 1939ء کی شام تھیوسافیکل ہال میں پارسیوں کے سال کے پہلے دن کی تقریب منائی گئی۔ اس میں بھی حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت زرتشت کی اس پیشگوئی کا خصوصیت سے ذکر کیا جو حضرت زرتشت نے آخری زمانہ میں ایک نبی کی بعثت کے متعلق کی تھی اور اس پیشگوئی کا ظہور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مقدّس وجود میں پورا ہونے کا ذکر کیا۔ حاضرین جو زیادہ تر ہندو اور پارسی تھے آپ کی اس انگریزی تقریر سے بہت متاثر ہوئے۔ 185

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ایک اور لیکچر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ستمبر 1939ء میں احمدیہ لیکچر ہال میں ''مغرب میں میرے تجربات'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ آنریبل پیر الٰہی بخش صاحب وزیرِ تعلیم سندھ گورنمنٹ نے صدارت کے فرائض انجام دئے۔

تقریر کے آغاز میں حضرت مفتی صاحب نے ثابت کیا کہ تمام مغربی حکومتوں میں سے برطانوی حکومت بہترین ہے اور آپ نے سامعین کو مشورہ دیا کہ موجودہ جنگ میں برطانیہ کی ہر طرح امداد کریں (اس وقت جنگ عظیم دوم جاری تھی۔ مؤلف) اس کے بعد آپ نے انگلستان اور امریکہ میں اپنے تجربات بیان کئے جو دورانِ (دعوت الی اللہ) آپ کو حاصل ہوئے۔ 186

احمدیہ لائبریری کراچی کے لئے گرانٹ

احمدیہ لائبریری کراچی کو کراچی میونسپل کارپوریشن نے گرانٹ کیلئے رجسٹر کیا۔ چیف آفیسر کراچی میونسپل کارپوریشن نے مکرم حاجی عبدالکریم صاحب پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ کراچی کو بذریعہ خط مورخہ 18 ستمبر 1939ء کو اطلاع دی کہ کارپوریشن کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 9 ستمبر 1939ء میں احمدیہ لائبریری کراچی کو گرانٹ کے لئے رجسٹر کرلیا ہے۔ 187

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ یکم اکتوبر 1939ء کو احمدیہ لیکچر ہال میں سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ جناب آر کے سدھوا میئر کراچی صدر تھے۔ صاحب صدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خراج تحسین پیش کیا اور جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس موقع پر غیر مسلم مقررین کو بھی تقریروں کی دعوت دی اور خواہش کی کہ دوسرے فرقے بھی اس قسم کے جلسے منعقد کریں۔ ڈاکٹر ایچ۔ایس۔ملک، مسٹر اے بی ٹانکر، حضرت مفتی محمد صادق صاحب ممبر آف دی پریس کانگریس آف دی ورلڈ وسابق (مربی) انگلستان و امریکہ نے نہایت اعلیٰ تقریریں آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور پاکیزہ زندگی پر کیں۔ پروفیسر کمار بی اے مجبوراً غیر حاضر تھے لیکن ان کا لکھا ہوا مضمون حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھا۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی نے اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ نے تمام دنیا میں جملہ ہادیانِ مذاہب کا یوم 29 اکتوبر 1939ء کو منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ 188

فضائل قرآن پر لیکچر

مورخہ 3/اکتوبر 1939ء کو احمدیہ لیکچر ہال میں فضائل ومحاسن قرآن پر ایک لیکچر ہوا۔ یہ لیکچر بھی حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے دیا۔ مسٹر حاتم علوی وائس چیئر مین کراچی پورٹ ٹرسٹ نے صدارت کی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کہا کہ دیگر ساری کتب خاص زمانوں اور خاص قوموں کیلئے مخصوص تھیں مگر قرآن کریم ہی ایک عالمگیر شریعت ہے۔ اس کی تعلیم کا دوسری کتب سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ قرآنِ کریم ایک زندہ کتاب ہے اور خدا تعالیٰ کی

خاص حفاظت میں ہے۔ اس پر عمل کر کے ایک انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔ مسٹر حاتم علوی نے مفتی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔189

’’قرآن کریم اور گیتا‘‘ کے موضوع پر لیکچر

کراچی کے مشہور لیکچرار پروفیسر ایچ سی ۔کمار صاحب کا ایک لیکچر زیرِ صدارت حضرت مفتی محمد صادق صاحب احمدیہ لیکچر ہال کراچی میں ’’قرآن کریم اور گیتا‘‘ کے موضوع پر ہوا۔ فاضل لیکچرار نے بتایا کہ میں نے قرآن کریم کا بغور مطالعہ کیا ہے اور میں قرآن کریم کی اس زریں تعلیم کی تصدیق کرتا ہوں کہ دنیا کی مختلف اقوام میں اللہ تعالیٰ کے نبی اور اوتار آتے رہے ہیں۔ ان کی تعلیم میں اصولاً آپس میں اس قدر مطابقت اور موافقت پائی جاتی ہے کہ اگر ہم تعصب سے الگ ہوکر ان پر غور کریں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ دُنیا کے مختلف مذاہب کے بانی ایک ہی مشن کے مشنری اور ایک ہی چشمہ سے فیضیاب تھے اور ان کی عملی زندگی بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ وہ ایک ہی خدا کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجے گئے تھے۔

اس کے بعد آپ نے قرآنِ کریم اور گیتا کی تعلیم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کرشن کی زندگی کے بعض عملی پہلو پیش کئے اور بتایا کہ ان میں کس قدر موافقت پائی جاتی ہے۔ نیز فرمایا کہ اگرچہ قرآن کریم میں مختلف مذاہب کے بانیوں کے متعلق تعلیم موجود تھی مگر اس کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا شرف جماعتِ احمدیہ کو حاصل ہوا ہے اور اگر دوسرے مذاہب کے لوگ اس اصل کو تسلیم کرلیں تو اس سے ملک میں نہایت خوشگوار فضا پیدا ہوسکتی ہے۔190

خلافت جوبلی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 1914ء میں خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ 1939ء میں آپ کی خلافت کو 25 سال ہوئے تو اس سال کو خلافت جوبلی کے سال کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں خلافت جوبلی فنڈ کی مجوزہ تین لاکھ روپے کی رقم کو پورا کرنے کیلئے یہ تجویز کی گئی تھی کہ جماعتوں کے سالانہ بجٹ چندہ عام وغیرہ کے حساب سے ان کے ذمہ رقم مقرر کردی جائے۔ چونکہ مجوزہ رقم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سالانہ چندہ عام سے تقریباً ڈیوڑھی تھی۔ اس لئے تمام

جماعتوں کے سالانہ بجٹ کو ڈیوڑھا کر کے ان کے ذمہ رقم مقرر کر دی گئی۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کراچی کے ذمہ جو رقم مقرر کی گئی وہ 2500/= روپے تھی۔[191]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضور 25 جنوری 1940ء کو کراچی تشریف لائے۔ 5 فروری کو سندھ سے دہلی تشریف لے گئے اور دو روزہ قیام کے بعد واپس کراچی آئے۔ اس دوران کپتان سلطان احمد کھتانہ نے 16 فروری 1940ء کو 4 بجے شام حضور کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا۔ دوسری دعوت 29 فروری کو خان بہادر اللہ بخش صاحب وزیرِ اعظم سندھ کی طرف سے دی گئی۔[192]

حضور 11 مارچ 1940ء کو سندھ کے دورے سے واپس قادیان پہنچ گئے۔[193]

1940ء میں ہی حضور قادیان سے 5 مئی کو دوبارہ کراچی تشریف لائے اور 25 مئی کو ساڑھے نو بجے شب واپس قادیان تشریف لے گئے۔[194]

کلفٹن کی سیر اور عارفانہ کلام

کراچی کے اسی سفر کے دوران حضور پُر نور ایک شب سمندر کی سیر کے لئے کلفٹن تشریف لے گئے اور سمندر کے کنارے چاند کا دلکش نظارہ دیکھ کر حضور نے ایک نظم لکھی جو کلامِ محمود میں موجود ہے۔ اس بارے میں حضور فرماتے ہیں:

''سمندر کے کنارے چاند کی سیر نہایت پُر لطف ہوتی ہے، اس سفر کراچی میں ایک دن ہم رات کو کلفٹن کی سیر کے لئے گئے۔ میری چھوٹی بیوی صدیقہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ میری تینوں لڑکیاں ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ، امۃ الرشید بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ، امۃ العزیز سلمہا اللہ تعالیٰ، امۃ الودود مرحومہ اور عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تھے، رات کے گیارہ بجے چاند سمندر کی لہروں میں ہلتا ہوا بہت ہی بھلا معلوم دیتا تھا اور اوپر آسمان پر وہ اور بھی اچھا معلوم ہوتا تھا۔ جوں جوں ریت کے ہموار کنارے پر ہم پھرتے تھے لطف بڑھتا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی تھی۔

تھوڑی دیر اِدھر اُدھر ٹہلنے کے بعد ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ اور صدیقہ بیگم جن دونوں کی

طبیعت خراب تھی، تھک کر ایک طرف چٹائیوں پر بیٹھ گئیں جو ہم ساتھ لے گئے تھے۔ ان کے ساتھ عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ بھی جا کھڑے ہوئے اور پھر عزیزہ امۃ العزیز سلمہا اللہ تعالیٰ بھی وہاں چلی گئی۔ اب صرف میں، عزیزہ امۃ الرشید سلمہا اللہ تعالیٰ اور امۃ الودود مرحومہ پانی کے کنارے پر کھڑے رہ گئے۔ میری نظر ایک بار پھر آسمان کی طرف اٹھی اور مَیں نے چاند کو دیکھا جو رات کی تاریکی میں عجیب انداز سے چمک رہا تھا۔ اُس وقت قریباً پچاس سال پہلے کی ایک رات میری آنکھوں میں پھر گئی۔ جب ایک عارف باللہ محبوب ربانی نے چاند کو دیکھ کر ایک سرد آہ کھینچی تھی اور پھر اس کی یاد میں دوسرے دن دنیا کو یہ پیغام سنایا تھا،

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

پہلے تو تھوڑی دیر میں یہ شعر پڑھتا رہا پھر مَیں نے چاند کو مخاطب کر کے اُسی جمالِ یار والے محبوب کی یاد میں کچھ شعر خود کہے جو یہ ہیں،

یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر
کیا لب دریا مری بیتابیاں کافی نہیں
تو جگر کو چاک کر کے اپنے یوں تڑپا نہ کر

اس کے بعد میری توجہ براہِ راست اس محبوبِ حقیقی کی طرف پھر گئی جس کے حُسن کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے شعر میں اشارہ کیا گیا ہے اور مَیں نے اسے مخاطب کر کے چند شعر کہے جو یہ ہیں،

دور رہنا اپنے عاشق سے نہیں دیتا ہے زیب
آسماں پر بیٹھ کر تو یوں مجھے دیکھا نہ کر

بے شک چاند میں سے کسی وقت خدا تعالیٰ کا حُسن نظر آتا ہے مگر ایک عاشق کے لئے وہ کافی نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کا محبوب چاند میں سے اسے نہ جھانکے بلکہ اس کے دل میں آئے، اس کے عرفان کی آنکھوں کے سامنے قریب سے جلوہ دکھائے، اس کے زخمی دل پر مرہم لگائے اور اس کے دکھ کی دوا خود ہی بن جائے کہ اس دوا کے سِوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر کبھی تو ایسا ہوتا

ہے کہ اس محبوبِ حقیقی کا عاشق چاند میں بھی اس کا جلوہ نہیں دیکھتا۔ چاند میں ایک پھیکی ٹکیہ سے زیادہ کچھ بھی تو نظر نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس محبوب نے اپنا چہرہ اس سے چھپا رکھا ہے کہ کہیں اس میں سے اس کا عاشق اس کا چہرہ دیکھ نہ لے اور وہ کہتا ہے کہ کاش چاند کے پردہ پر ہی اس کا عکس نظر آجائے اور میں نے کہا،

عکس تیرا چاند میں گر دیکھ لوں کیا عیب ہے
اس طرح تو چاند سے اے میری جاں پردا نہ کر

پھر میری نظر سمندر کی لہروں پر پڑی جن میں چاند کا عکس نظر آتا تھا اور مَیں اس کے قریب ہوا اور چاند کا عکس اور پَرے ہو گیا۔ مَیں اور بڑھا اور عکس اور دُور ہو گیا اور میرے دل میں ایک درد اُٹھا اور مَیں نے کہا۔ بالکل اسی طرح کبھی سالک سے سلوک ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے کوشش کرتا ہے مگر بظاہر اس کی کوششیں ناکامی کا منہ دیکھتی ہیں۔ اس کی عبادتیں، اس کی قربانیاں، اس کا ذکر، اس کی آہیں، کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے استقلال کا امتحان لیتا ہے اور سالک اپنی کوششوں کو بے اثر پاتا ہے۔ کئی تھوڑے دل والے مایوس ہو جاتے ہیں اور کئی ہمت والے کوشش میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مراد پوری ہو جاتی ہے مگر یہ دن بڑے ابتلاء کے دن ہوتے ہیں اور سالک کا دل ہر لحظہ مرجھایا رہتا ہے اور اس کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے، چونکہ چاند کے عکس کا اس طرح آگے آگے دوڑتے چلے جانے کا بہترین نظارہ کشتی میں بیٹھ کر نظر آتا ہے جو میلوں کا فاصلہ طے کرتی جاتی ہے مگر چاند کا عکس آگے ہی آگے بھاگا چلا جاتا ہے اس لئے میں نے کہا،

بیٹھ کر جب عشق کی کشتی میں آؤں تیرے پاس
آگے آگے چاند کی مانند تو بھاگا نہ کر

مَیں نے اس شعر کا مفہوم دونوں بچیوں کو سمجھانے کے لئے اُن سے کہا کہ آؤ ذرا میرے ساتھ سمندر کے پانی میں چلو اور مَیں انہیں لے کر کوئی پچاس ساٹھ گز سمندر کے پانی میں گیا اور مَیں نے کہا دیکھو چاند کا عکس کس طرح آگے آگے بھاگا جاتا ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی بندہ کی کوششیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بیکار ہو جاتی ہیں اور وہ جتنا بڑھتا ہے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹ جاتا ہے اُس وقت اِس کے سوا کوئی علاج نہیں ہوتا کہ انسان اللہ تعالیٰ ہی سے رحم کی

درخواست کرے اور اسی کے کرم کو چاہے تا کہ وہ اس ابتلاء کے سلسلے کو بند کر دے اور اپنی ملاقات کا شرف عطا کرے۔

اس کے بعد میری نظر چاند کی روشنی پر پڑی۔ کچھ اور لوگ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے تھے سیر کے لئے سمندر پر آ گئے۔

ہوا تیز چل رہی تھی لڑکیوں کے برقعوں کی ٹوپیاں ہوا سے اُڑی جا رہی تھیں اور وہ زور سے اس کو پکڑ کر اپنی جگہ پر رکھ رہی تھیں۔ وہ لوگ گو ہم سے دُور تھے مگر میں لڑکیوں کو لے کر اور دُور ہو گیا اور مجھے خیال آیا کہ چاند کی روشنی جہاں دلکشی کے سامان رکھتی ہے وہاں پردہ بھی اٹھا دیتی ہے اور میرا خیال اس طرف گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کبھی بندہ کی کمزوریوں کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں اور دشمن انہیں دیکھ کر ہنستا ہے اور مَیں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا،

اے شعاعِ نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رسوا نہ کر

اس کے بعد میری نظر بندوں کی طرف اُٹھ گئی اور مَیں نے سوچا کہ محبت جو ایک نہایت پاکیزہ جذبہ ہے، اسے کس طرح بعض لوگ ضائع کر دیتے ہیں اور اس کی بے پناہ طاقت کو محبوبِ حقیقی کی ملاقات کے لئے خرچ کرنے کی جگہ اپنے لئے وبالِ جان بنا لیتے ہیں اور مَیں نے اپنے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

ہے محبت ایک پاکیزہ امانت اے عزیز
عشق کی عزت ہے واجب عشق سے کھیلا نہ کر

پھر میری نگاہ سمندر کی لہروں کی طرف اٹھی جو چاند کی روشنی میں پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی نظر آتی تھیں اور میری نظر سمندر کے اس پار ان لوگوں کی طرف اٹھی جو فرانس کے میدان میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہر روز اپنی جانیں دے رہے تھے اور مَیں نے خیال کیا کہ ایک وہ بہادر ہیں جو اپنے ملکوں کی عزت کے لئے یہ قربانیاں کر رہے ہیں۔ ایک ہندوستانی ہیں جن کو اپنی تن آسانیوں سے فرصت نہیں اور مجھے اپنی مستورات کا خیال آیا کہ وہ کس طرح قوم کا بے کار عضو بن رہی ہیں اور حقیقی کوشش اور سعی سے محروم ہو چکی ہیں۔ کاش کہ ہمارے مردوں اور عورتوں میں بھی جوش عمل پیدا ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ آخر وہ بھی تو انسان ہیں جو سمندر کی لہروں پر کودتے

پھرتے ہیں اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے جانیں دے رہے ہیں، جو میدانوں کو اپنے خون سے رنگ رہے ہیں اور ذرا بھی پروانہیں کرتے کہ ہمارے مر جانے سے ہمارے پسماندگان کا کیا حال ہوگا اور مَیں نے کہا،

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

جب مَیں نے یہ شعر پڑھا، میری لڑکی امۃ الرشید نے کہا ابا جان دیکھیں دودی کو کیا ہو گیا ہے۔ مَیں نے کہا کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگ گیا ہے۔ مَیں نے پوچھا دودی تم کو کیا ہوا ہے۔ اس نے جیسے بچیاں کہا کرتی ہیں کہا کچھ نہیں اور ہم سمندر کے پانی کے پاس سے ہٹ کر باقی ساتھیوں کے پاس آ گئے اور وہاں سے گھر کو واپس چل پڑے۔

امۃ الودود کی وفات کے بعد میں یہی شعر پڑھ رہا تھا کہ صدیقہ بیگم نے مجھے بتایا کہ امۃ الودود نے مجھ سے ذکر کیا کہ شاید چچا ابا نے یہ شعر میرے متعلق کہا تھا۔ تب میں نے مرحومہ کے کانپنے کی وجہ کو سمجھ لیا۔ وہ امتحان دے چکی تھی اور تعلیم کا زمانہ ختم ہونے کے بعد اس کے عمل کا زمانہ شروع ہونا تھا۔ اس کی نیک فطرت نے اس شعر سے سمجھ لیا کہ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ اب تم کو عملی زندگی میں قدم رکھنا چاہیئے اور ہر طرح کے خطرات برداشت کر کے (دینِ حق) کے لئے کچھ کر کے دکھانا چاہیئے۔

خدا کی قدرت، عمل میں کامیابی کا مونہہ دیکھنا اس کے مقدر میں نہ تھا۔ موت میں زندگی اللہ تعالیٰ نے اسے دے دی۔ وہ قادر ہے جس طرح چاہے اسے زندگی بخش دیتا ہے۔

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے مُردوں کا نیک ذکر قائم رکھو۔ اسی لئے مَیں نے اس واقعہ کا ذکر کر دیا ہے کہ اس سے مرحومہ کی سعید فطرت کا اظہار ہوتا ہے۔ کس طرح اس نے اس شعر کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھا۔ حالانکہ بہت ہیں جو نصیحت کو سنتے ہیں اور اندھوں کی طرح اس پر سے گزر جاتے ہیں اور کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے''۔ [195]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک کشف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مئی 1940ء میں کراچی تشریف لائے۔ آپ 25رمئی 1940ء کو کراچی سے واپس تشریف لے جا رہے تھے تو واپسی کے سفر میں آپ نے ایک کشف دیکھا۔ حضور نے اپنے اس کشف کا ذکر اپنی تقریر جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 28دسمبر 1944ء میں اس طرح فرمایا کہ:

''میں 25رمئی 1940ء کو کراچی کے سفر سے واپس آرہا تھا کہ میں نے کشفی حالت میں دیکھا، ایک میدان ہے جس میں اندھیرا سا ہے اور اُس میں ایک شخص سیاہی مائل سبزی وردی پہنے کھڑا ہے جس کے متعلق مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی بادشاہ ہے۔ پھر الہام ہوا ''ایب ڈی کیٹڈ (ABDICATED)'' میں نے اپنے اس کشف کا ذکر 26 مئی کو ایک بہت بڑے مجمع میں کر دیا تھا جبکہ لوگ حکومتِ برطانیہ کی کامیابی سے متعلق دعا کرنے کے لئے جمع تھے اور میں نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ کوئی بادشاہ اس جنگ میں معزول کیا جائے گا یا کسی معزول شدہ بادشاہ کے ذریعہ کوئی تغیر واقع ہوگا۔ چنانچہ اس الہام پر ابھی تین دن ہی گذرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے بیلجیئم کے بادشاہ لیوپولڈ کو ناگہانی طور پر معزول کر دیا۔'' 196

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا کراچی میں ایک الہام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر فرمودہ 26 مئی 1940ء بعد نماز عصر بمقام بیت اقصیٰ قادیان میں فرمایا کہ:

''جب جرمنی کے مقابلہ میں اتحادی فوجوں کو فلنڈرز (**FLANDERS**) میں پہلی شکست ہوئی تو اس وقت میں کراچی میں تھا۔ مجھ پر اس خبر کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ رات کو میری نیند اُڑ گئی اور بے چینی اور اضطراب کی حالت میں مَیں نے اتحادیوں کی کامیابی کے لئے دُعا کرنی شروع کردی اور گھنٹوں دعا کرتا رہا۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی تو اس وقت مجھے الہام ہوا کہ،

''ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا''

میں نے بعد میں سوچا کہ اس کا کیا مفہوم ہے تو اس کا مطلب میری سمجھ میں یہ آیا کہ ابھی دو چار سال پہلے تو بہت سے احمدیوں کے دلوں سے حکومت کے خلاف آہیں نکل رہی تھیں اور اب ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ ہماری جماعت کی طرف سے اس موقع پر جو بد دعائیں کی گئی تھیں وہ ضرورت سے زیادہ تھیں اور ان میں توازن کو ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا یعنی یہ نہیں دیکھا گیا کہ ظلم کتنا ہے اور آہیں کتنی بلند ہو رہی ہیں اور نہ یہ سوچا گیا کہ اگر حکومت تہہ و بالا ہو گئی تو اس کے بعد جو آئے گا وہ کیسا ہو گا۔ اچھا ہو گا یا بُرا ہو گا، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔'' 197

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اہم وصیت اور احباب کراچی کا ردّعمل

کئی ماہ سے بعض احمدیوں کو بذریعہ خواب یہ دکھایا جا رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات قریب ہے۔ نیز یہ کہ صدقہ سے یہ تقدیر ٹل بھی سکتی ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جہاں صدقات کا انتظام فرمایا۔ وہاں 23/جولائی 1940ء کو اپنے قلم سے مندرجہ ذیل وصیت لکھی جو الفضل 25/جولائی 1940ء کو پہلے صفحہ پر شائع ہوئی:

برادران!

....

کئی ماہ سے دوستوں کی طرف سے مجھے ایسی خوابوں کی اطلاع آ رہی ہے جس میں میری وفات کی خبر انہیں معلوم ہوئی ہے بعض خوابوں میں یہ ذکر بھی ہے کہ صدقہ سے یہ امر ٹل سکتا ہے۔

چونکہ خواب میں جو بات دکھائی جائے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اسے پورا کیا جائے، میں نے ان خوابوں کی بناء پر اس قسم کے صدقات کا بھی انتظام کیا ہے۔ مگر چونکہ آخر انسان نے مرنا ہے میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تقویٰ، خدا پر توکل اور دین کی اشاعت کے لئے اپنے اندر جوش پیدا کریں اور اتحادِ جماعت کو کبھی ترک نہ کریں اگر وہ ان باتوں پر قائم رہیں گے اگر قرآن کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھیں گے اگر وہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر ہمیشہ کان رکھیں گے اور

اُن کے پیغام کا جواب اپنے دِلوں سے دیتے ہوئے دنیا تک اُسے پہنچاتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن کا حافظ و ناصر رہے گا اور کبھی دُشمن اُن کو ہلاک نہیں کر سکے گا بلکہ اُن کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھے گا۔ انشاء اللہ

میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ میری نیّت ہمیشہ یہ رہی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بغیر وصیّت کے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کا حق دیا ہے۔ اس لئے اس کے شکریہ میں نہ کہ مقبرہ بہشتی کی وصیت کے طور پر اپنی جائیداد کا وہ تھوڑا ہو یا بہت، ایک حصہ ان اغراض کے لئے جو مقبرہ بہشتی کے قیام کی ہیں وقف کر دیں۔ سو اس کے مطابق میں اعلان کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بھی قرضہ کی ادائیگی کے بعد بچے اس کی آمد کا دسواں حصّہ میرے ورثاء صدر انجمن احمدیہ کے حوالے کر دیا کریں تا کہ وہ اشاعت (دینِ حق) کے کام پر خرچ کیا جائے۔ مگر یہ شکریہ بھی کافی نہیں۔ ایک کام جماعت کا اور بھی ہے جو توجہ کا مستحق ہے اور جس کی طرف جماعت کے احباب اکثر غافل رہتے ہیں اور وہ اس کے غرباء ہیں۔ سو میں یہ بھی وصیّت کرتا ہوں کہ میری جائیداد کا ایک اور دسواں حصّہ (جو قرضہ ادا کرنے کے بعد بچے) غرباء مساکین یتامیٰ اور بیواؤں کے لئے وقف ہوگا پس میری جائیداد کی جو بھی آمد ہو، کم یا زیادہ، اس میں سے دسواں حصّہ سلسلہ کے مساکین، غرباء، یتامیٰ اور بیواؤں کی امداد کے لئے خرچ کیا جائے۔ اس رقم کو خرچ کرنے کے لئے میں ایک کمیٹی تجویز کرتا ہوں جس میں دو نمائندے میرے ورثاء کی طرف سے ہوں گے اور ایک خلیفہ وقت کی طرف سے۔ وہ باہمی مشورہ سے مذکورہ بالا مستحقین پر اس رقم کو خرچ کریں۔ اگر کبھی اختلاف ہو تو خلیفہ وقت کا فیصلہ اس بارے میں ناطق ہوگا۔ میں اپنی اولاد سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ اپنی زندگیوں کو دین کے لئے خرچ کریں گے اور دنیاوی ترقیات کو دین کی ضرورتوں پر قربان کر دیں گے۔

میرا ارادہ اپنی بقیہ جائیداد کو وقف علی الاولاد کرنے کا ہے جس کے لئے میں الگ قواعد مقرر کروں گا۔ اس صورت میں اگر کسی وقت میری اولاد باقی نہ رہے یا میری جائیداد سے فائدہ نہ اُٹھا سکے تو کُل جائیداد یا اس کا جُزو جس پر بھی اس کا اثر ہو وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف ہو جائے گی۔

خدا ہمارا انجام بخیر کرے اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے اور ہمارا مرنا جینا اسی کے لئے ہو! آمین اللّٰھُمَّ آمین

خاکسار مرزا محمود احمد

اس وصیّت کا شائع ہونا تھا کہ پوری جماعت میں درد و اضطراب کی ایک زبردست لہر پیدا ہوگئی اور ہر جگہ صدقات اور دعاؤں کا ایک وسیع سلسلہ شروع ہوگیا۔198

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس وصیّت کو پڑھ کر جماعتِ احمدیہ کراچی کے دوستوں میں بھی اضطراب و بے چینی پیدا ہوگئی اور دوستوں نے انفرادی طور پر چھ بکرے ذبح کر کے محتاجوں میں گوشت تقسیم کیا اور بعد میں حضور کی خدمت میں پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کی معرفت رقم جمع کر کے پیش کر دی گئی تا حضور اپنے طور پر صدقہ دے دیں۔199

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت النبیؐ کا ایک جلسہ احمدیہ لیکچر ہال کراچی میں زیرِ صدارت مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں سردار بلونت سنگھ صاحب، مولوی محمد اعظم صاحب، بابو اللہ داد صاحب اور مولوی عبدالسّلام عمر صاحب نے سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔

اسی طرح محترم ڈاکٹر حاجی خان صاحب کی زیرِ صدارت جماعتِ احمدیہ کراچی کے نئے لیکچر ہال بمقام بندر روڈ (موجودہ ایم اے جناح روڈ) میں جلسہ سیرت النبیؐ ہوا۔ جناب بھاگ چندر چتور سنگھ صاحب سیکریٹری تھیوسافیکل سوسائٹی نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ دنیا کے ایک بڑے مصلح اور معلم الخیر انسان گذرے ہیں آپ نے تھوڑے عرصہ میں عرب کی وحشی قوم کو ترقی دے کر روحانی انسان بنا دیا۔ جنہوں نے اسی دنیا میں خدا کے ساتھ تعلقات پیدا کر لئے جبکہ دنیاوی تدابیر عربی اقوام کی حالت بدلنے میں ناکام اور بیکار ثابت ہو چکی تھیں۔ آپ نے قلیل مدت میں اس قوم کی کایا پلٹ دی۔ آپ کی زندگی آدم زادوں کے لئے بہترین نمونہ ہے آپ نے دنیا کے سامنے بالکل آسان طریقِ زندگی کے اُصول پیش کئے جو دنیا کے تمام اُصولوں پر سبقت رکھتے ہیں، آپ کی زندگی میں عفو و درگزر کا پہلو بہت نمایاں نظر آتا ہے چنانچہ فتح مکہ کے دن آپ نے اپنے تمام خونخوار دشمنوں کو معافی دے کر اُن کے دلوں کو فتح کر لیا

اور وہی لوگ آپ کے جانثار خادم بن گئے، آخر میں آپ نے جماعتِ احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے جلسے ملک کے لئے بہت ضروری ہیں۔

اس کے بعد پروفیسر کمار صاحب نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک برگزیدہ اور عظیم الشان ہستی ہیں جنہوں نے اپنے حیرت انگیز اور بے نظیر کارناموں سے دنیا کی تاریخ کو بدل ڈالا۔ آپ کی زندگی کے حالات ہر زمانے کے لوگوں کے لئے سبق آموز ہیں۔ اگر قرآن شریف کو اُصول تسلیم کر لیا جائے تو آپ کی زندگی قرآن شریف کی آئینہ دار ہے۔ آپ نے مکہ سے بت پرستی کو دور کر کے اس کی جگہ توحید پرستی قائم کر دی اور اپنے ماننے والوں میں بے نظیر اخوت و مودت پیدا کر دی۔ اس کے بعد مکرم رفیع الزمان خان صاحب نے ''مسلمانوں کا سلوک غیر مسلم رعایا کے ساتھ'' کے عنوان سے مضمون پڑھا۔ محترم حاجی عبدالکریم صاحب نے ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک دشمنوں سے'' کے عنوان پر تقریر کی جبکہ مکرم محمد نواز کٹکی صاحب نے '' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد کو کس طرح نبھایا'' کے موضوع پر تقریر کی۔[200]

مجلس انصار اللہ کراچی کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ 1940ء میں قائم فرمائی۔ چنانچہ اسی سال کراچی میں بھی مجلس انصار اللہ قائم ہوگئی۔[201]

ایک معزز غیر احمدی کی جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت

جلسہ سالانہ قادیان 1940ء میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے معزز افراد نے شرکت کی۔ ان میں کراچی کے خان بہادر میاں غلام قادر محمد شعبان ایم ایل اے سنٹرل کراچی بھی شامل تھے۔[201.a]

رام کرشن آشرم میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' پر جلسہ جات منعقد کرنے کی تحریک نے جس قدر غیر مسلموں میں مقبولیت حاصل کی اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ کراچی کے رام

کرشن آشرم میں ہندوؤں نے بھی سیرت النبیؐ پر ایک جلسہ 1941ء میں منعقد کیا جس میں مسٹر پونیا ایڈیٹر سندھ آبزرور نے انگریزی میں، مسٹر رام پنجوانی نے سندھی میں اور مسٹر رام پٹیل روحانی نے اردو میں حضرت نبی کریمؐ کی سیرت پر تقاریر کیں۔[202]

مجلس تحکیم کا قیام

1941ء اور 1944ء کے درمیان کراچی میں ایک مجلس تحکیم کے قیام کا ذکر ملتا ہے جس کے ممبران مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی کے رکن ہوتے تھے اور مرکز ان کی منظوری دیتا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے الفضل میں منظوری کا اعلان بھی شائع ہوتا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس تحکیم مرکز کی ہدایت کے ماتحت قائم ہوتی تھی۔ اس کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا تھیں ان کا پتہ نہیں لگ سکا۔ 1941ء سے 1944ء کے درمیان مجلس تحکیم کراچی کے ممبران مندرجہ ذیل تھے:

1- حضرت ڈاکٹر سراج الحق صاحب
2- مکرم بابو احمد جان صاحب
3- مکرم لیفٹیننٹ کرنل غلام احمد صاحب۔[203]

سالانہ امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ

سالانہ امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ جو مرکز سلسلہ قادیان کے تحت 1942ء میں منعقد ہوا۔ اس میں کراچی کے مندرجہ ذیل احباب کامیاب ہوئے:

1- مکرم چوہدری فضل احمد صاحب
2- مکرم صوفی عبدالحکیم صاحب
3- مکرم محمد نواز خان کٹکی صاحب۔[204]

قادیان کے غرباء کے لئے غلّہ کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 1942ء میں قادیان کے غرباء کے لئے غلّہ دینے کی تحریک فرمائی تو کراچی کے مکرم ملک برکت اللہ صاحب اور مکرم

چوہدری فضل احمد صاحب نے اس تحریک میں حصّہ لیا۔205

کراچی میں پبلک جلسہ

1942ء میں جماعت احمدیہ کراچی نے ایک پبلک جلسہ منعقد کیا۔جس میں مکرم مولانا غلام احمد فرخ صاحب مربی سلسلہ نے ''دنیا کی مشکلات کا حل (دین حق) میں ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔206

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

1942ء میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب امریکہ تشریف لے جاتے ہوئے کراچی تشریف لائے۔اُنہی دنوں جماعتِ احمدیہ کراچی یومِ پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ منعقد کرنے والی تھی چنانچہ حضرت چوہدری صاحب کی کراچی میں موجودگی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کراچی نے حضرت چوہدری صاحب سے جلسہ میں تقریر کرنے کی درخواست کی۔اگرچہ حضرت چوہدری صاحب بے حد مصروف تھے تاہم آپ نے تقریر کرنا منظور فرما لیا۔

کراچی کے ایک انگریزی اخبار روزنامہ ڈیلی گزٹ نے اس تقریر کا جو خلاصہ شائع کیا اس کا ترجمہ درجِ ذیل ہے:

''کراچی میں یومِ سیرت پیشوایانِ مذاہب خالق دینا ہال میں منایا گیا۔مسٹر جمشید نوشیروانجی صدر تھے۔آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے بھی اس موقعہ پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے (دینِ حق) کی صحیح پوزیشن اور ہندوستان میں اس کے اثر کو بیان کیا اور فرمایا کہ تکوینِ عالم اور سائنسی ارتقاء کے حصّے ہمارے سامنے ہیں اور ہم ایک مشترکہ مذہبی پلیٹ فارم پر نیز مختلف مذاہب کی مختلف باتوں پر جرح کر کے ان میں تقابل کر سکتے ہیں جو ہمارے لئے مفید ہو۔مذہبی اتحاد ایک ایسی ہی چیز ہے جو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم ان باتوں کو صبر اور توجہ سے سُنیں جو دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کے متعلق ہمیں سنانا چاہیں۔آپ نے آیتِ قرآنی تلاوت کرتے ہوئے بتایا کہ سب مذاہب دراصل ایک ہی درخت کی مختلف شاخیں ہیں گو منزل تک پہنچنے کے لئے ان کے طریق اور ان پر عمل کرنے کی صورتیں مختلف

ہوں مگر وہ ایک مشترکہ نظریہ رکھتے ہیں جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرا قُرب حاصل کرنے کی کوشش کرو اور پھر میں تمہیں اپنے رستے کی طرف ہدایت دوں گا۔'' 207

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضور 16رفروری 1943ء کو قادیان سے کراچی روانہ ہوئے اور 17رفروری 1943ء کو کراچی پہنچ گئے۔ 208

یہاں تشریف آوری کے بعد حضور نے 21 اور 22رفروری 1943ء کی درمیانی شب مسٹر گاندھی کے نام درجِ ذیل پیغام ارسال کیا:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مسٹر گاندھی کے نام برقی پیغام

''مجھے گذشتہ سے پیوستہ شب ذیل کا الہام ہوا جو مجھے اس وقت سے پہلے سمجھ نہیں آیا تھا۔ میں اسے اب اوّلین موقعہ پر آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ الہام فارسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ یہ تھا کہ افسوس ہے ایسے علم پر جو کہ اپنے رکھنے والے کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ علم جو آپ کو دیا گیا ہے اُسے آپ کو ایسے رنگ میں استعمال نہیں کرنا چاہیئے جو خود آپ کی ہلاکت کا خطرہ پیدا کردے۔

مجھے خدا کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کا وقت آرہا ہے مگر آپ کو کچھ اور وقت انتظار کرنا ہوگا۔ اور آپ کو وقت کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ خدا کے سامنے اُس شخص کی طرح ہوں گے جو خدا کی دی ہوئی طاقتوں کو خود اپنے ہاتھ سے ضائع کردیتا ہے۔

پس اگر حکومت اپنے فیصلہ میں نظرِ ثانی نہ کرے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے تو آپ کو خود بہادر بننا چاہیئے اور قبل اس کے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اپنے فیصلہ کو بدل دینا چاہیئے۔

جو کچھ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے وہ میں نے آپ تک پہنچا دیا ہے اور میری خدا سے دعا ہے کہ میرا یہ پیغام آپ کو بروقت مل جائے اور یہ کہ خدا آپ کے دل کو اس پیغام کو

قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ امام جماعتِ احمدیہ ازکراچی۔'' 209

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا صوبائی انجمن احمدیہ سندھ سے خطاب

حضور کی زیرِ ہدایت 12 مارچ 1943ء کو ناصر آباد سندھ میں صوبائی انجمن احمدیہ سندھ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں قرب و جوار کی احمدی جماعتوں کے صدر صاحبان اور کراچی، روہڑی، باڑہ، کمال ڈیرہ اور ضلع حیدرآباد کے قریباً 80 نمائندے شامل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نمازِ مغرب اور عشاء کے بعد اس نمائندہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''ہمارا سندھ میں آنا اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کے ماتحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں وسیع رقبہ عطا فرمایا ہے جس کی وُسعت 30 میل تک پھیلی ہوئی ہے اور اس میں احمدی آبادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احمدیت اور (دینِ حق) کی اشاعت کے لئے پنجاب کو مرکز بنایا ہے اور سندھ کو ایک طرف پنجاب اور دوسری طرف سمندر سے ملا کر اسے دوسری دنیا کے لئے پنجاب کی ڈیوڑھی بنایا ہے اس لئے سندھ میں سلسلہ احمدیہ کا استحکام باہر کی (دعوتِ الی اللہ) کا ایک اہم اور بنیادی حصّہ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ دوستوں کو سندھ میں (دعوتِ الی اللہ) کو بہت وسعت دینی چاہیئے اور دیوانہ وار (دعوتِ الی اللہ) میں لگ جانا چاہیئے۔ ایک دھن ہو اور ایک آگ سی لگی ہوئی ہو۔ بار بار بلا کر اپنی مشکلات کو دور کرنا اور کارآمد اور مفید تجاویز پر غور کر کے ان پر عمل کرتے رہنا چاہیئے۔ (مربی) سندھ کو چاہیئے کہ وہ سندھی (مربی) تیار کرے۔

حضورِ انور نے فرمایا۔ جب تک سندھی لوگ عقیدہ میں ہمارے ساتھ متفق نہیں ہوتے اُس وقت تک پنجاب کام نہیں کر سکتا۔ سندھ کے ہمارے ساتھ شامل ہو جانے سے غیر ممالک میں (دعوتِ الی اللہ) کے لئے آنے جانے کی سب دقتیں دور ہو کر آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اس وقت جو حالات پیدا ہو رہے ہیں وہ (دینِ حق) کے لئے نازک ہیں (دینِ حق) کی ان حالات میں حفاظت کرنے اور اسے ترویج دینے کے لئے ہمیں اپنی کوششوں کو وسیع اور ہمتوں کو بلند کرنا چاہیئے اور اپنا عملی نمونہ ایسا اعلیٰ درجہ کا بنانا چاہیئے کہ لوگوں کے دلوں میں احمدیت کو قبول

کرنے کی کشش پیدا ہو سکے۔ [210]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 30 مارچ 1943ء کو واپس قادیان پہنچ گئے۔[211]

تحریک وقفِ جائیداد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 1944ء میں احبابِ جماعت کو اپنی جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی تو کراچی سے درجِ ذیل احباب نے اپنی جائیدادیں اور جو جائیداد نہ رکھتے تھے انہوں نے ماہانہ آمدنی وقف کر دی۔[212]

1۔ مکرم ماسٹر امین الدین عباسی صاحب
2۔ مکرم پیر مہر محمد قریشی صاحب
3۔ مکرم مہر بشیر احمد صاحب۔[213]

تحریک وقفِ زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ 24 مارچ 1944ء میں احبابِ جماعت کو وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی تو کراچی کے مکرم چوہدری فضل احمد صاحب نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔[214]

اطفال الاحمدیہ کا امتحان

یہ امتحان 26 مئی 1944ء کو منعقد ہوا جس میں کتاب ''شمائلِ احمد'' کا امتحان لیا گیا۔ کراچی کے درج ذیل اطفال نے کامیابی حاصل کی۔

1- بشیر احمد صاحب
2- سعید احمد صاحب
3- عبدالوحید بیگ صاحب
4- میر محمد احمد صاحب
5- بشیر الدین عباسی صاحب
6- عبدالرشید بیگ صاحب۔[215]

گُرونانک کے جنم دن پر تقریریں

مورخہ 21/اکتوبر 1944ء کو حضرت بابا گرونانک صاحب کے جنم دن کے موقعہ پر

کراچی میں مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم مربی سلسلہ کے تین لیکچرز ہوئے۔ پہلے لیکچر میں آپ نے حضرت بابا نانک صاحب کے حالات اور آپ کی تعلیم دلکش انداز میں سکھوں کے سامنے پیش کی۔ جب آپ نے حضرت بابا نانک صاحب کے موحدانہ اشلوک پڑھے تو حاضرین از حد متاثر ہوئے۔ دوسرا لیکچر خالقدینا ہال میں زیرِ صدارت حاتم علوی صاحب منعقد ہوا۔

تیسرا لیکچر رتن تلائی گوردوارہ میں ہوا۔ مکرم مولوی احمد خان نسیم صاحب کے لیکچر سے قبل محترم مولوی نور الحق صاحب انور مجاہد تحریکِ جدید نے لیکچر دیا جس میں حضرت بابا گرو نانک صاحب کے توحید پھیلانے اور اتحاد قائم کرنے کی کوششوں کا ذکر نہایت مؤثر الفاظ میں کیا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

اس کے بعد جناب قیس مینائی صاحب نے حضرت بابا گرو نانک صاحب کی شان میں عقیدت مندانہ نظم سنائی۔ آخر میں محترم مولوی احمد خان صاحب نسیم نے دلنشین پیرایہ میں لیکچر دیا جسے تمام حاضرین نے بہت پسند کیا۔216

امیر پراونشل انجمن احمدیہ سندھ

مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب جن کا تعلق کراچی سے تھا، 1944ء سے 30/اپریل 1947ء تک امیر پراونشل انجمن احمدیہ سندھ مقرر کئے گئے۔217

کراچی میں مشن کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 27/دسمبر 1944ء میں فرمایا کہ:

''دعوتِ الی اللہ کے کام کو وسعت دینے کے لئے اس سال کراچی، بمبئی، کلکتہ میں باقاعدہ مشن کھول دئے گئے ہیں۔ میری عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ ان مقامات پر مشن کھولے جائیں۔ مگر افسوس کہ اب تک اس کی طرف توجہ نہ دی گئی۔ اب یہ مشن کھل گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی کامیابی ہو رہی ہے............ کراچی میں بھی بیداری کے آثار نظر آتے ہیں۔ کچھ لوگ وہاں بھی احمدی ہوئے ہیں اور امید ہے کہ وہاں جلد مرکز مضبوط ہو کر زیادہ اچھے نتائج پیدا ہو

سکیں گے۔'' [218]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اہم مقامات پر تعمیر بیوت کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر اپنی تقریر مورخہ 27/دسمبر 1944ء میں ہندوستان کے اہم مقامات پر بیوت کی تعمیر کی تحریک فرمائی۔ حضور فرماتے ہیں کہ:

''اس سال میں نے یہ تحریک بھی کی تھی کہ ہندوستان کے سات اہم مقامات پر بیوت تعمیر کرنی چاہئیں یعنی پشاور، لاہور، کراچی، دہلی، بمبئی اور کلکتہ میں۔''

آپ نے کراچی کے بارے میں فرمایا:

''کراچی میں چار کنال کے قریب زمین میں دیر سے خرید چکا ہوا ہوں۔ یہ دراصل اراضیات سندھ کے سلسلے میں خریدی گئی تھی............ کچھ تو میں نے ذاتی طور پر خریدی تھی اور کچھ انجمن کی طرف سے خریدی تھی۔'' [219]

تحریک وقف ایام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 9/مارچ 1945ء میں احباب جماعت کو وقف ایام کی تحریک فرمائی تو کراچی کے مندرجہ ذیل احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ [220]

1۔ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب
2۔ مکرم فدا محمد صاحب
3۔ مکرم بابو احمد جان صاحب
4۔ مکرم بابو انور علی صاحب
5۔ مکرم محمود احمد صاحب
6۔ مکرم ڈاکٹر مبین احمد صاحب
7۔ مکرم مولوی محمد نواز خان کٹکی صاحب
8۔ مکرم صوفی عبدالحکیم صاحب
9۔ مکرم ڈاکٹر غلام رسول صاحب
10۔ مکرم محمد شہزاد خان صاحب
11۔ مکرم سید رحمت علی صاحب
12۔ مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب قیس مینائی صاحب
13۔ مکرم بھائی محمد رمضان صاحب

[221]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے رویاء کا کراچی میں ظہور

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

''1940ء میں مَیں نے رویاء بیان کیا تھا کہ میں نے دیکھا ہے، ہمارے باغ اور قادیان کے درمیان جو تالاب ہے اس میں قوموں کی لڑائی ہو رہی ہے مگر بظاہر چند آدمی رسّہ کشی کرتے نظر آتے ہیں اور کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر یہ جنگ یونان تک پہنچ گئی تو یکدم حالات میں تغیر پیدا ہو جائے گا اور جنگ بہت اہم ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اعلان ہوا کہ امریکہ کی فوج ملک میں داخل ہوگئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ امریکہ کی فوج بعض علاقوں میں پھیل گئی ہے مگر وہ انگریزی حلقہ اثر میں آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی۔

یہ رویاء 1940ء کے شروع میں میں نے اس وقت دیکھا تھا جب کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ امریکن گورنمنٹ اس لڑائی میں شامل ہو جائے گی۔ مگر پھر ایسے حالات بدلے کہ امریکہ کو اس جنگ میں شامل ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ امریکن فوجیں ہندوستان آ گئیں۔ چنانچہ کراچی اور بمبئی میں جگہ جگہ امریکن سپاہی دیکھے جا سکتے ہیں''[222]

ایک پبلک لیکچر

11 اپریل 1945ء کو کراچی میں ''پیغام صلح'' کے موضوع پر ایک پبلک لیکچر منعقد ہوا۔ لیکچر مکرم سید ارشد علی لکھنوی صاحب نے تھیو سافیکل ہال میں دیا۔ مکرم سید ارشد علی لکھنوی صاحب کا انداز بیاں بہت مؤثر تھا۔ آپ نے ثابت کیا کہ ہندو مسلم اتحاد ان عالمگیر اصولوں کو اختیار کئے بغیر قائم نہیں رہ سکتا جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں۔ ہندوؤں کی کتب مقدسہ سے متعدد بار حوالہ جات پیش کرنے کا حیرت انگیز اثر ہوا۔ رائے بہادر ہاٹ چند اور بعض دوسرے معززین نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔[223]

جماعت احمدیہ کراچی کے دارالمطالعہ کو شاندار خراج تحسین

مکرم سید ارشد علی لکھنوی صاحب کراچی کے دورہ پر تشریف لائے تو انہوں نے جماعت احمدیہ کراچی کا دارالمطالعہ بھی ملاحظہ کیا اس موقع پر آپ نے الفضل 26 اپریل 1945ء میں ایک

مضمون شائع کروایا۔آپ تحریر فرماتے ہیں :

’’بندر روڈ کراچی پر ایک خوبصورت ہال میں جماعت احمدیہ کراچی کا ایک شاندار دارالمطالعہ ہے جس میں سلسلہ کے تمام اخبارات اور رسائل کے علاوہ انگریزی اور اردو کے کئی اخبارات بھی آتے ہیں،ہال میں فرنیچر وغیرہ بھی بہت موزوں طریقے سے سجایا گیا ہے ۔ہال میں ایک ایک چیز دیدہ زیب اور انتظام اچھا ہے ۔اخبارات، کتب سلسلہ اور رسائل کتابی صورت کی فائلوں میں بڑے سلیقے سے رکھے ہیں ۔منتظم صاحب بظاہر بہت ضعیف بزرگ معلوم ہوتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق ہیں لیکن ہال کی جس رنگ میں خدمت کرتے ہیں اسے دیکھ کر بلا مبالغہ رشک آتا ہے ۔

ایک دن اتفاق سے کراچی میونسپلٹی کے ایک افسر احمدیہ لائبریری میں تشریف لائے ۔ لائبریری کے حسن انتظام کا ان کے دل پر گہرا اثر ہوا۔صاحب موصوف نے ازراہ نوازش لائبریری کے لئے =/225روپے سالانہ کی (امداد) مقرر فرما دی۔کراچی کا دارالمطالعہ (دعوت الی اللہ) کے اصل مقصد کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔کراچی کے دارالمطالعہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ماحول (دعوت الی اللہ) کے لئے تمدنی اور روحانی اثرات پیدا کرتا ہے۔اس کی حیثیت محض ایک مسافر خانہ یا سرائے کی نہیں ۔اسکی پرسکون فضا علمی مطالعہ کے لئے خود تحریک کرتی ہے ۔خدا تعالیٰ ہمارے کراچی کے احمدی بھائیوں کو اپنے افضال کا جاذب بنائے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے ۔‘‘ 224

لیکچرز بذریعہ میجک لینٹرن (سلائیڈز)

مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب امیر المجاہدین ملکانہ فرماتے ہیں کہ 1940 کے جلسہ سالانہ پر میں نے اپنے خداوند خدا سے دعا کی کہ مجھے کوئی خاص طور پر (دعوت الی اللہ) کرنے کی توفیق دے۔چنانچہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں میجک لینٹرن (سلائیڈز) کے ذریعہ (دعوت الی اللہ) کروں ۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس کام کے لئے مجھے تین چار سو روپیہ درکار تھا مگر میرے پاس تو اس کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں تھا مگر خدا نے میری دعا کو سن لیا اس کے لئے غیب سے ایسے سامان

پیدا فرمائے جس سے میرا کام آسان ہوگیا۔میں نے قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سے عرض کیا۔کمال شفقت اور مہربانی سے حضرت میاں صاحب نے مجھے اس کام میں مفید مشورے دیئے اور دعا کا وعدہ فرمایا اور آخر میں مجھے 10 روپے کا نوٹ دے کر فرمایا کہ یہ میرا حصہ اس کام میں شامل کرلو۔ہر چند میں نے انکار کیا مگر حضرت میاں صاحب نے زبردستی میری جیب میں نوٹ ڈال دیا اور دعا کا وعدہ فرمایا۔

مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ سے پہلے سلائیڈز کے ذریعے لیکچر حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب دیا کرتے تھے، میں نے اس کام کو زیادہ منظّم طور پر باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھا۔225

مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب 1945ء میں کراچی تشریف لائے اور تین چار سال کراچی میں قیام پذیر رہے۔اس عرصہ میں کراچی کی جماعت نے مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب کو سلائیڈ لیکچروں کی دعوت دی۔چنانچہ آپ کے تین لیکچرز تھیوسافیکل ہال کراچی میں ہوئے جن میں کثرت سے لوگ آتے رہے تھے۔

اسی طرح ایک مرتبہ خالقدینا ہال میں حضرت گرو بابا نانک صاحب کے جنم دن پر سکھوں کے جلسہ میں بھی آپ کا لیکچر ہوا۔اس کا عنوان تھا گرونانک کا پیغام۔ یہ لیکچر اتنا مقبول ہوا کہ اس کے بعد سکھوں نے کئی گوردواروں میں بھی مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب کے لیکچرز کروائے۔226

اہل حدیث اصحاب سے مناظرہ

1945ء میں اہل حدیث اصحاب سے ایک مناظرہ کراچی میں ہوا۔احمدیوں کی طرف سے مکرم سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ مناظر جبکہ اہل حدیث اصحاب کی طرف سے مولوی محمد اسماعیل صاحب آف گوجرانوالہ مناظر تھے جبکہ صدر مناظرہ مکرم مولانا عبدالسلام عمر صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تھے۔227

کراچی میں ایک قطعہ زمین کی خرید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1952ء کی مجلس مشاورت میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا

کہ:

''کراچی میں ہماری بارہ ہزارروپے کی جائیداد ہے جو ہم نے 1945ء یا 1946ء میں خریدی تھی۔228

ٹی آئی کالج قادیان کی توسیع

ٹی آئی کالج قادیان کی توسیع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اپریل 1946ء میں دو لاکھ روپے کی تحریک فرمائی۔229

اس تحریک میں جماعت احمدیہ کراچی نے =/1277 روپے کا وعدہ کیا۔230

یوم دعوت الی اللہ

اپریل 1946ء میں کراچی میں یوم (دعوت الی اللہ) منایا گیا۔اس کے لئے شہر کو بارہ حلقہ جات میں تقسیم کرکے ہر حلقہ میں ایک گروپ (دعوت الی اللہ) کے لئے بھجوایا گیا۔تمام احباب دس بجے سے لیکر چھ بجے شام تک سرگرمی سے (دعوت الی اللہ) کرتے رہے اردو، ہندی، انگریزی اور گورمکھی میں ایک ہزار ٹریکٹ تقسیم کئے گئے اور اڑھائی صد افراد کو انفرادی (دعوت الی اللہ) کی گئی۔231

امتحان کتب لجنہ اماء اللہ

لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کے تحت 14 اپریل 1946ء کو کتب حضرت مسیح موعودؑ کے امتحان میں کراچی کی درج ذیل ممبرات نے کامیابی حاصل کی۔

1۔مکرمہ امتہ النصیر صاحبہ 2۔مکرمہ فضیلت بیگم صاحبہ 3۔مکرمہ فضیلت بانو صاحبہ

4۔مکرمہ صفیہ اللہ داد صاحبہ 5۔مکرمہ امتہ الکریم بلقیس صاحبہ 232

کراچی میں تحریک جدید کے تحت کمیشن ایجنسی کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق تحریک جدید کے تحت کراچی میں مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب آف ننگل باغبان واقفِ زندگی کو کمیشن ایجنسی قائم کرنے کے لئے بھجوایا

گیا، جو 14رمئی 1946ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔مکرم کمرشل سیکریٹری صاحب تحریک جدید نے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا کہ جو دوست تجارتی رنگ میں کراچی سے اپنا کاروبار کرنا چاہیں وہ چوہدری نذیر احمد صاحب سے احمدیہ لائبریری بندر روڈ کراچی میں رابطہ کریں۔[233]

یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ کراچی کے تحت 29رجون 1947ء کو یوم سیرت النبیؐ کا جلسہ نہایت اہتمام اور شان وشوکت سے منایا گیا۔جس میں حاضرین کی تعداد غیر معمولی تھی۔ جناب پروفیسر اے بی اے حلیم وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی نے جلسہ کی صدارت فرمائی ۔معزز مقررین نے نہایت دلچسپ انداز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔مقررین میں ایک خاتون بھی تھیں جنہوں نے عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے ذکر کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ اسے اس بارہ میں اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونا چاہیئے ۔اسکے جواب میں صاحبِ صدر نے مزید روشنی ڈالتے ہوئے تاریخ اسلام سے بہت سی مثالیں پیش کیں جن میں اقلیتوں اور عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا بے نظیر مظاہرہ کیا گیا تھا۔[234]

(نوٹ: لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے ہند نے 3 جون 1947ء کو آزادی اور تقسیم ہند کے منصوبے کا اعلان کیا۔اسی روز قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا ریڈیو سے خطاب میں پاکستان کے قیام کا اعلان فرمایا۔اور اپنے خطاب کے آخر میں پاکستان زندہ باد کا نعرہ بھی لگایا۔[235] اس لحاظ سے پاکستان کے قیام کا اعلان 3 جون 1947ء کو ہو چکا تھا۔)

پادری سادھو رام سے مناظرہ

1946ء میں احمدیہ لائبریری بندر روڈ کراچی میں مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ کا پادری سادھو رام سے بائبل میں تحریف پر مناظرہ ہوا۔[236]

احمدیہ بیت کمیٹی

1947ء کے آغاز میں قیام پاکستان سے قبل جماعت احمدیہ کراچی نے اپنی اولین بیت

کی تعمیر کے لئے زمین خرید نے کا فیصلہ کیا۔اس سلسلے میں ایک بیت کمیٹی قائم کی گئی۔جس کے چیئر مین مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب مقرر کئے گئے۔

جماعت احمدیہ کراچی نے محترم ڈاکٹر حاجی خان صاحب چیئر مین احمدیہ بیت کمیٹی کے توسط سے مارچ 1947ء میں 32000روپے کی ادائیگی کے بعد ایک پلاٹ حاصل کیا۔جس پر اب احمدیہ ہال کراچی کی عمارت موجود ہے۔237

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے لئے تاریخی سال

47-1946ء مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے لئے تاریخی سال تھا کیونکہ یہی وہ سال ہے جس میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو پہلی بار بتوفیق باری تعالیٰ اپنی بے مثال کارگزاری کے نتیجہ میں خلافت جوبلی علم انعامی حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔مورخہ 27/دسمبر 1946ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے دست مبارک سے علم انعامی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو عطا فرمایا۔238 اس سال مکرم چوہدری احمد جان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی تھے۔

عیسائیوں سے مناظرہ

16/فروری 1947ء کو ایک پادری صاحب سے سینٹ پیٹرک چرچ صدر کراچی میں ''حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے'' کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔احمدیوں کی طرف سے مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ مناظر تھے۔

مناظرہ کے بعد سیٹھ علی بھائی صاحب تاجر، مولانا سید احمد علی شاہ صاحب سے بغلگیر ہوئے اور کہا کہ آپ نے تو پادری صاحب کو ہی مرہم لگا دیا۔اس مناظرہ سے دیگر مسلمان اصحاب بھی بہت خوش ہوئے۔239

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی 1947ء میں کراچی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 3/مارچ 1947ء کو کراچی تشریف لائے۔240 کینٹ ریلوے اسٹیشن پر حضرت نواب عبد اللہ خان صاحب حضور کے استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے

تھے۔اسی طرح کراچی جماعت کے احمدی کافی تعداد میں اپنے آقا کا استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔حضور نے 3/مارچ سے 8/مارچ تک روزانہ مجلس علم وعرفان سے خطاب فرمایا اس دوران متعدد لیڈر اور تعلیم یافتہ اصحاب نے حضور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔241

حضور نے احباب سے سیاسیاتِ حاضرہ کے متعلق گفتگو فرمائی۔کشمیر کی سیاست کا بھی ذکر ہوا۔حضور نے فرمایا کہ مسلمانان کشمیر کے لئے زیادہ سے زیادہ خطرات کے دن آرہے ہیں انہیں بیدار ہونا چاہیئے۔حضرت فتح محمد شرما صاحب نے ایک پیش گوئی حضور کے متعلق ہندوؤں کی کتاب سے پڑھ کر سنائی۔حضور نے مزید تحقیقات کا ارشاد فرمایا۔6/مارچ کو وزیر اعلیٰ سندھ سر غلام حسین ہدایت اللہ صاحب نے حضور کے اعزاز میں دعوت دی۔242

آپ کی رہائش کا انتظام ایک بنگلہ میں اسٹیشن سے 3 میل دور کیا گیا تھا۔وسیع صحن میں سائبان نصب کر کے باجماعت نمازوں کا التزام کیا گیا۔کراچی شہر کے علاوہ مضافات کے احمدی دوست بھی بکثرت شریک ہوتے رہے۔3مارچ کو ظہر وعصر کے بعد حضور نے مجلس عرفان منعقد کی۔حقائق اور معارف بیان فرمائے۔بعض احباب نے سوالات کئے جن کے جواب حضور نے نہایت تسلی بخش دیئے۔نماز مغرب وعشاء کے جمع کرنے کے بعد حضور سمندر کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

4/مارچ کو قیام کراچی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تقریباً ہر روز نمازوں کے بعد مجلس عرفان منعقد فرماتے رہے۔جس میں احمدی احباب کے علاوہ شہر کے متعدد رؤساء،امراء اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب بھی شریک ہو کر مستفیض ہوتے رہے۔اور مذہبی و سیاسی سوالات حضور سے دریافت کرتے رہے۔

کراچی میں بیت الصلوٰۃ کے قیام کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ:

''دس سال سے میں یہی سنتا آرہا ہوں کہ اگلے سال یہ کام ہو جائے گا۔یہ جگہ صوبہ کا مرکز ہونے کے لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔کوشش کر کے چندہ جمع کیا جائے اور جو کمی رہ جائے وہ پنجاب اور سرحد میں چندہ کی تحریک کر کے پوری کی جاسکتی ہے۔کچھ ہم اپنی اسٹیٹوں کی طرف سے بھی چندہ دیں گے۔اول تو میرا خیال ہے کہ اگر صوبہ سندھ کے لوگ کوشش کریں تو وہ خود اس کام کو کر سکتے ہیں اور اگر نہ ہو سکے تو پھر دوسرے صوبوں سے چندہ لیا جاسکتا ہے............

جہاں جہاں سستی زمین مل سکتی ہے خرید لی جائے تاکہ آئندہ سینٹر قائم کئے جاسکیں اور جب جماعت ترقی کرجائے تو شہر کے مختلف حصوں کے لوگ اپنے اپنے حصہ میں جلسہ وغیرہ کرسکیں۔ اس لئے ہمیں کئی ہال بنانے ہوں گے۔'' 243

5/مارچ کو حضور سمندر کی سیر کے لئے کیماڑی تشریف لے گئے۔ بادبانی کشتیوں پر سوار ہوکر سمندر کا نظارہ کیا۔ اسی روز حضور نے جماعت کے عہدیداران کو نصائح فرمائیں اور صوبہ سندھ میں (دعوت الی اللہ) کو وسیع کرنے کے لئے ضروری ہدایات دیں۔ اسی طرح تجارت پیشہ اصحاب سے ملاقاتیں بھی کیں۔

6/مارچ کو احمدی احباب بہت سے غیر احمدی دوستوں کو ہمراہ لائے ہوئے تھے۔ جنہیں حضور نے مجلس عرفان میں قیمتی ارشادات سے مستفیض فرمایا۔ جماعت کے تاجروں کو بھی حضور نے نصائح فرمائیں اور اپنی تنظیم کو مضبوط بنانے کی طرف توجہ دلائی۔

7/مارچ کو جمعہ تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے سائبان نصب کئے گئے۔ جن میں ساڑھے تین سو کے قریب احمدی مردوزن شامل ہوئے۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے جماعت پر (دعوت الی اللہ) کی اہمیت واضح کی اور کراچی میں جماعت کی اس غیر معمولی ترقی پر اظہار خوشنودی کیا۔ اور (دعوت الی اللہ) مہم کو وسیع کرنے کی تحریک کی۔

8/مارچ کو حضور نے ضروری مشاغل کے علاوہ احمدیہ (مرکز دعوت الی اللہ) اور بیت وغیرہ کے لئے زمین کا معائنہ فرمایا۔ اسی روز شام کو ایک احمدی دوست نے دعوت طعام کا انتظام کیا تھا جسے حضور نے قبول فرمایا۔ مغرب وعشاء کے بعد مجلس عرفان منعقد فرمائی اور اس سے فارغ ہوکر حضور نے واپسی کا عزم فرمایا اور کار میں سوار ہوکر اسٹیشن پر مع قافلہ تشریف لے گئے۔ جہاں سے دس بجے شب کی ٹرین سے ناصر آباد کے لئے روانہ ہوگئے۔ اسٹیشن پر احمدی احباب نہایت بکثرت موجود تھے۔ اور انہوں نے اپنے پیارے آقا کو نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان رخصت کیا۔ حضور نے روانگی سے قبل خدام کو شرف مصافحہ بخشا اور دعا کی۔ 244

جماعت احمدیہ کراچی کی ترقی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/مارچ 1947ء بمقام کراچی

فرمایا کہ:

’’آج جمعہ میں جتنے دوست آئے ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ دورے کی نسبت (جس کو پانچ سال گزر چکے ہیں) اب یہاں کی جماعت کی ترقی ایک نظر آنے والی ترقی ہے۔ لیکن جو کام ہمارے سامنے ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری جماعت کی حیثیت ابھی اتنی بھی نہیں، جتنی کھیت کے مقابلے میں بیج کی ہوتی ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہوسکتے ہیں۔ بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے بھی زیادہ پیداوار ہوسکتی ہے۔

اگر ہماری جماعت کا ہر فرد بیج کی حیثیت اختیار کرلے اور اپنے اندر ایسا اخلاص اور تقویٰ پیدا کرے کہ اس کی تمام خواہشات پر اللہ تعالیٰ کے لئے موت وارد ہوجائے اور جس طرح دانا خاک میں فنا ہوکر ایک نئی پیدائش حاصل کرتا ہے، وہی حالت ہمارے ہر فرد کی ہوجائے تو اس لحاظ سے بھی شہر کی کل آبادی کا نواں حصہ ہمارے آدمی ہونے چاہئیں اور آدمی بھی ایسے مخلص ہونے چاہئیں جو بیج بننے کی اہلیت اپنے اندر رکھتے ہوں اور ان کے اندر روحانی قابلیت موجود ہو۔ کیونکہ بہت سے بیج ایسے بھی ہوتے ہیں جو ضائع چلے جاتے ہیں اگر ہماری جماعت کا ہر فرد اس بات کا احساس رکھتا ہو کہ وہ دنیا کی روحانی کھیتی کے لئے بیج ہے اور وہ قربانی کرکے ہی دنیا کی حالت کو بدل سکتا ہے اور اگر ہر احمدی میں یہ احساس موجود ہو کہ میری زندگی دوسروں کے لئے ہے اپنے لئے نہیں، تو پھر ہم بے شک کہہ سکتے ہیں کہ ہر احمدی بیج کا قائم مقام ہے اور ہم آئندہ اچھے نتائج کی امید کرسکتے ہیں ورنہ صرف نام رکھ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسان بظاہر ایسے ہیں جو انسان کہلاتے ہیں لیکن وہ انسانیت سے بالکل عاری ہوتے ہیں، تمام مسلمانوں کو ہی دیکھ لو گو کہ مسلمان کہلانے والے تو کروڑوں ہیں لیکن اسلام پر عمل کرنے والے ان کے مقابلہ میں کتنے تھوڑے ہیں۔ اسی طرح نام کے لحاظ سے تو گندے انڈے بھی انڈے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اچھے اور گندے انڈے برابر نہیں ہوسکتے۔ جو انڈے گندے ہوتے ہیں ان سے بچے پیدا نہیں ہوسکتے اور جو انڈے اچھے ہوتے ہیں ان سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

پس جو فرق اچھے اور گندے انڈے میں ہے وہی فرق اچھے اور برے بیج میں ہوتا ہے۔ اچھے بیج سے نو دس گنا غلہ پیدا ہوتا ہے اور جو بیج کسی قدر خراب ہوتا ہے اس سے دُگنا تگنا غلہ پیدا

ہوجاتا ہے۔اور جو بیج خراب ہوتا ہے اس سے بعض دفعہ تو کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا اور بعض دفعہ جتنا بیج ڈالا جاتا ہے اتنا ہی اس سے غلہ پیدا ہوتا ہے۔ بہر حال ایسا بیج بیج کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اول تو ہماری جماعت کی تعداد بہت کم ہے اور پھر ان میں سے بھی وہ لوگ بہت کم ہیں جو حقیقی اخلاص اور تقویٰ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں اور تمام دنیا کے بچانے کے لئے ان کے دلوں میں ایک آگ سلگ رہی ہو اور وہ یہ کوشش کرتے ہوں کہ دنیا کفر وضلالت کی تاریکیوں سے نجات حاصل کرے اور اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم اپنے شہر والوں کے لئے ہی ان کے دلوں میں درد پیدا ہوتا ہو کہ یہ کیوں ہدایت سے محروم ہیں۔

پس وقت کی نزاکت کو سمجھو اور زیادہ سے زیادہ قربانی کر کے اس بیج کو شہروں، صوبوں اور ملکوں میں پھیلانے کی کوشش کرو اور اگر تمہاری نظر زیادہ وسعت نہیں رکھتی تو کم از کم اپنے شہر کی درستی کی کوشش کرو۔ یوں تو ہر جگہ ہی ہمیں احمدیت پھیلانے کی ضرورت ہے لیکن سندھ کی طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

1915ء کی بات ہے اس وقت سندھ کی ابھی کوئی اہمیت نہ تھی اور سندھ بمبئی کی ایک کمشنری تھی کہ میں نے رویاء میں دیکھا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر ہوں اور اس نہر کا نظارہ دیکھ رہا ہوں۔ میں ابھی وہیں کھڑا ہوں کہ شور پڑ گیا کہ دریا کا بند ٹوٹ گیا ہے اور تمام علاقوں میں پانی پھیل گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اردگرد کے گاؤں پانی کی رو میں آ گئے ہیں۔ میں حیرت سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں مجھے آواز آئی کہ پانی ادھر بھی آ گیا ہے میں اس جگہ سے ابھی نہیں ہٹا تھا کہ نہر کا بند ٹوٹ گیا اور میں پانی میں گھر گیا۔ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے خیال کیا کہ یہ دریا آخر دریائے سندھ میں مل جائے گا۔ چنانچہ میں اس وقت دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں۔ یا اللہ! سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں۔ میں تیرتا جاتا ہوں لیکن میرے پاؤں نہیں لگتے۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں (دریائے) سندھ جا کر ڈیلٹا بناتا ہے۔ اس کے قریب جا کر میرے پاؤں لگ گئے۔ اس رویاء میں میری زبان پر اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا جاری کی تھی کہ یا اللہ سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں۔ اس کا مجھے ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے سندھ کو اہم جگہ قرار دینا چاہتا ہے۔" [245]

قیامِ پاکستان اور خضر حیات کا استعفیٰ

قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں مسلمانانِ ہند کا کاروانِ آزادی کامیابی سے سفر کرتا ہوا 1945ء کی دہلیز پر آ پہنچا۔ چونکہ کانگریس کے لیڈروں کی مخالفت اور محاذ آرائی جاری تھی اس لئے مسلم لیگ اور کانگریس کی مقبولیت کے امتحان کا مرحلہ اس وقت آ پہنچا جب ستمبر 1945ء میں وائسرائے ہند نے ملک بھر میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کروانے کا اعلان کر دیا۔

ان انتخابات میں مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی کی تمام مسلمان نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے 90 فیصد مسلمان رائے دہندگان کی حمایت حاصل کر لی۔ 245-a

1945-46ء کے انتخابات سے اگرچہ مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت بالکل واضح ہو گئی مگر کانگریس نے پنجاب میں سر گلانسی گورنر پنجاب کی شہ اور اشارہ پا کر یونینسٹ پارٹی کے لیڈر سر خضر حیات خان سے تعاون کر لیا۔ سر گلانسی نے مسلم اکثریت کو نظر انداز کر دیا اور ملک خضر حیات خان کی قیادت میں کانگریس، اکالی اور یونینسٹوں کے سات ممبر ملا کر ایک کولیشن بنا دی۔ اس طرح پنجاب میں (کل 86 نشستوں میں سے) مسلم لیگ 79 ممبر رکھنے کے باوجود مسلم لیگی وزارت نہ بنا سکی اور عوام کی مرضی کے خلاف دوبارہ وہ حکومت ٹھونس دی گئی جو وہ انتخابات میں مسترد کر چکے تھے۔ 245-b

اگرچہ برطانوی حکومت تمام اختیارات ہندوستان کو سپرد کرنے کا اعلان کر چکی تھی مگر چونکہ حکومت کے اعلان اور وزارتی مشن کے فارمولے کے مطابق یہ اختیارات ابتدا میں صوبوں کو منتقل ہونے تھے، اس لئے مسلم لیگ کے لئے پاکستان کے حصول میں ایک بہت بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی اور وہ یہ کہ پنجاب میں یونینسٹ حکومت قائم کر دی گئی تھی جس کی موجودگی میں صوبہ پنجاب کے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا جانا قطعی طور پر ناممکن تھا۔ یہ صورت حال قائداعظم اور دوسرے تمام ذمہ دار مسلم لیگیوں کے لئے حد درجہ تشویش انگیز اور پریشان کن تھی اور بظاہر اصلاحِ احوال کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

تحریک پاکستان کے اس انتہائی نازک موقع پر حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب

ایک بار پھر میدان عمل میں نکل آئے اور آپ نے یونینسٹ حکومت کے وزیراعظم ملک خضر حیات خان ٹوانہ کو ایک خط میں انہیں مخلصانہ مشورہ دیا کہ موجودہ مرحلہ پر انہیں وزارت سے استعفیٰ دے کر مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے راستہ صاف کر دینا چاہئے۔ بعدازاں حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحب، ملک خضر حیات صاحب کی دعوت پر بنفس نفیس لاہور تشریف لائے اور ان سے ملاقات کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپ کی تحریک پر 2/مارچ 1947ء کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

اس کے بارے میں اخبار ملاپ (مورخہ 20/فروری 1951ء) نے لکھا:

''یہ ایک واضح بات ہے کہ چودھری ظفراللہ خان نے خضر حیات کو مجبور کر کے اس سے استعفیٰ دلایا۔ خضر حیات کا استعفیٰ مسلم لیگ کی وزارت بننے کا پیش خیمہ تھا''۔

ملک خضر حیات خان ٹوانہ کے استعفیٰ پر قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی سے درج ذیل بیان جاری کیا۔

''مجھے آج صبح یہ سن کر خوشی ہوئی کہ ملک خضر حیات خان نے اپنا اور اپنی کابینہ کا استعفیٰ داخل کر دیا ہے۔ ان کا یہ فیصلہ دانشمندانہ ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب (وزیراعظم سرحد- ناقل) اس نیک مثال کی تقلید کریں گے''۔ 245-c

حضرت مصلح الموعود کا قائداعظم کے نام انتہائی اہم خط

دراصل ملک خضر حیات خان ٹوانہ کے استعفیٰ کا سارا معاملہ حضرت مصلح الموعود کی رہنمائی، مشورہ اور نگرانی میں عمل میں آیا۔ اسی طرح صوبہ سرحد کی حکومت کے حوالہ سے بھی حضرت مصلح الموعود نے قائداعظم محمد علی جناح کو مفید مشورے اور اور رہنمائی سے نوازا۔

ان امور کا تذکرہ اس خط میں موجود ہے جو حضرت مصلح الموعود نے قائداعظم کے نام 2/مارچ 1947ء کو کراچی کے دورہ پر بذریعہ ٹرین تشریف لاتے ہوئے ٹرین میں ہی تحریر فرمایا۔ اس خط کا عکس پہلی بار شائع کیا جا رہا ہے۔ حضرت مصلح الموعود کا یہ خط انگریزی زبان میں ہے جس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''جیسا کہ میں نے دہلی میں ملاقات کے وقت آپ کو بتایا تھا کہ میرا تاثر ہے کہ کسی مناسب موقع پر سر خضر حیات خان کو قائل کیا جا سکتا ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ لیکن

بدقسمتی سے بعض واقعات کی وجہ سے میری یہ اسکیم کچھ عرصہ تک کامیاب نہیں ہوسکی۔ تاہم اب ایچ-ایم-جی کے نئے اعلان پر سرمحمد ظفراللہ خان نے سرخضر سے ملاقات کرتے ہوئے یہ تجویز دی کہ اس نازک وقت میں انہیں اپنی قوم کو مایوس نہیں کرنا چاہئے۔ تب ملک (خضر حیات - ناقل) صاحب نے سرمحمد ظفراللہ خان سے لاہور آنے کے لئے کہا۔ چونکہ میں نے بھی سندھ کے دورہ پر جاتے ہوئے ایک رات وہاں قیام کرنا تھا، سرمحمد (ظفراللہ خان - ناقل) کل تشریف لائے اور مجھ سے اس معاملہ پر بات چیت کی۔ اس کے بعد اگلی رات انہوں نے ملک صاحب اور قزلباش سے طویل مذاکرات کئے اور وہ مستعفی ہونے پر تیار ہو گئے۔ سرمحمد ظفراللہ خان نے مجھے ملک صاحب کا اعلامیہ دکھایا جو ہزایکسی لینسی گورنر سے ملاقات کے بعد آج رات یا کل شائع ہو جائے گا۔ میری دعا ہے کہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

اب آپ کو اپنے مخالفین سے مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنے کے لئے ایک ہتھیار مل گیا ہے۔ اب صرف این ڈبلیو ایف رہ جاتا ہے۔ میں اس کی صورتحال کا جائزہ لینے کی کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ کچھ دیگر ذرائع سے بھی مدد حاصل کریں گے۔ لیکن خط میں زیادہ لکھا نہیں جا سکتا۔ ممکن ہے ہم اپریل میں دہلی میں ملاقات کریں۔''

پی ایس

سندھ میں قیام کے دوران میرا پتہ ناصرآباد، کنجیجھی (J)، ضلع تھرپارکر، سندھ ہوگا۔

تقرر امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی

1947ء کے وسط میں تقریباً 21 سال کے بعد جماعت احمدیہ کراچی میں دوبارہ نظام امارت قائم ہوا۔ مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر ہوئے۔ 246

اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب کے سندھ تبادلہ کی وجہ سے مکرم کرنل ڈاکٹر غلام احمد صاحب کو امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کیا گیا۔ قیام پاکستان کے وقت مکرم کرنل صاحب ہی جماعت احمدیہ کراچی کے امیر تھے۔ 247

گورمکھی رسالے کی امداد کے لئے رقم

1947ء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے گورمکھی رسالے کی امداد

کے لئے جماعت احمدیہ کراچی سے 26 روپے مرکز سلسلہ قادیان ارسال کئے گئے۔248

بڑا بھائی۔بڑا کام!

تقسیم ہندوستان سے قبل کراچی میں کسی کانگریسی لیڈر نے حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر سے پوچھا کہ آپ کے دو چھوٹے بھائیوں نے تو ملک کی آزادی کے لئے مسٹر گاندھی کے ساتھ جدوجہد کی مگر آپ نے اس کوشش میں کوئی حصہ نہیں لیا تو آپ نے جواب دیا کہ:

میں بڑا بھائی تھا اس لئے میں نے اپنے ذمہ بڑا کام لیا۔اس نے پوچھا کون سا؟ فرمایا ساری دنیا شیطان کی غلامی میں پھنسی ہوئی ہے اور ساری دنیا کو آزاد کرانا ہندوستان کی آزادی سے بڑا کام ہے اس لئے میں اس تحریک میں شامل ہوں اور اس کا سپاہی ہوں جس تحریک کا یہی مقصد ہے یعنی تحریک احمدیت۔249

جماعتی پیسے کا کراچی منتقل ہونا

قیام پاکستان کے وقت قادیان کے حالات بہت تشویش ناک تھے۔اور قادیان کی پوری آبادی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود بھی بڑے خطرناک حالات میں گھرے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود حضور کی رہنمائی میں ہر ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لئے تمام ظاہری تدابیر کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ایک ڈھال کی طرح جماعت کی حفاظت کررہا تھا۔ چنانچہ 10 اگست 1947ء کو لائیڈز بینک (Lioyds Bank) امرتسر میں جماعت کے اکاؤنٹ سے چار لاکھ اکیس ہزار روپے کی رقم بذریعہ تار کراچی کے لائیڈز بینک میں منتقل کردی گئی اور اس کے ساتھ صدر انجمن احمدیہ کے خزانے کا ایک حصہ لاہور منتقل کردیا گیا تاکہ وہاں سے کراچی منتقل کردیا جائے۔250

حوالہ جات باب اوّل

1۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 3 صفحہ 111
2۔ اخبار الحکم قادیان 7رفروری 1934ء صفحہ 6
3۔ تاریخ احمدیت جلد 1 جدید ایڈیشن صفحہ 604 تا 610
3.a۔ اخبار الحکم قادیان 20رتا 27جون 1898ء صفحہ 2
4۔ ملفوظات جلد اوّل جدید ایڈیشن صفحہ 161
5۔ کراچی تاریخ کے آئینے میں از محمد عثمان دموھی صفحہ 174-173
6۔ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 338
7۔ کراچی تاریخ کے آئینے میں از محمد عثمان دموھی صفحہ 224,635,634,628,627
8۔ اخبار الحکم قادیان 31رجولائی 1901ء صفحہ 16
9۔ عسل مصفّٰی جلد اوّل از مرزا خدا بخش صاحب صفحہ 3
10۔ اخبار الحکم قادیان 24رنومبر 1902ء صفحہ 16
11۔ ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 581-580
12۔ رجسٹر روایات نمبر 1 صفحہ 1 تا 3
13۔ رجسٹر روایات نمبر 1 صفحہ 1 تا 3
14۔ اخبار بدر قادیان 8ردسمبر 1903ء صفحہ 369
15۔ ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 580-581
16۔ لاہور تاریخ احمدیت مرتبہ شیخ عبدالقادر صاحب صفحہ 110
17۔ اخبار البدر یکم فروری 1905ء صفحہ 8
18۔ اخبار بدر قادیان 20راپریل 1905ء صفحہ 6
19۔ اخبار بدر قادیان 12رجنوری 1906ء صفحہ 6
20۔ اخبار بدر قادیان 12رجنوری 1906ء صفحہ 6

21۔ اخبار بدر قادیان 29/اگست 1907ء صفحہ 11
22۔ اخبار الحکم قادیان 31/اکتوبر 1907ء صفحہ 10
23۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان یکم اکتوبر 1907ء تا 30/ستمبر 1908ء
رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28/دسمبر 1908ء
24۔ اخبار الحکم 14/جولائی 1908 صفحہ 14
25۔ اخبار الفضل 16/نومبر 1947ء صفحہ 4
26۔ اخبار بدر 3/دسمبر 1908ء صفحہ 9
27۔ تاریخ انصار اللہ مرکزیہ جلد اول صفحہ 19، بحوالہ بدر قادیان 20/اپریل 1911ء صفحہ 11
28۔ اخبار بدر 11/مئی 1911ء صفحہ 1 ، اخبار الحکم 11 تا 28/مئی 1911ء صفحہ 25
29۔ اخبار بدر یکم جون 1911ء صفحہ 7
30۔ اخبار بدر 5/اکتوبر 1911ء، بحوالہ تحریر مکرم بشیر الدین صاحب سامی
31۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان 1911ء تا 1912ء صفحہ 87-86
32۔ اخبار بدر قادیان 9/جنوری 1913ء صفحہ 9
33۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 156-154 بحوالہ الفضل 31/دسمبر 1913 صفحہ 1
34۔ تاریخ احمدیت جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 141
35۔ تاریخ احمدیت جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 233، بحوالہ الحکم 14/اپریل 1914ء صفحہ 10
36۔ منصب خلافت تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ 12/اپریل 1914ء صفحہ 2
37۔ تحریر حضرت بابو فتح محمد شرما صاحب سے ماخوذ
38۔ اخبار البدر 8/دسمبر 1905ء صفحہ 7
39۔ رپورٹ مجلس مشاورت قادیان 1924ء صفحہ 104
40۔ سوانح عمری حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی صفحہ 440
41۔ اخبار الفضل قادیان 31/اگست 1918ء صفحہ 2
42۔ اخبار الفضل 29/مارچ 1920ء صفحہ 10
43۔ اخبار الفضل 10/جولائی 1922ء صفحہ 8

44۔ اخبار الفضل 31/اگست 1928ء صفحہ 18
45۔ اخبار الفضل 4/دسمبر 1923ء صفحہ 18
46۔ اخبار الفضل 5/اگست 1924ء صفحہ 6 اور الفضل 21 اگست 1923ء صفحہ 1,2
47۔ اخبار الفضل 15/فروری 1924ء صفحہ 1 تا 3
48۔ اخبار الفضل 4/اپریل 1924ء صفحہ 11
49۔ اخبار الفضل یکم اپریل 1924ء صفحہ 11
50۔ اخبار الفضل 3 مارچ 1961ء صفحہ 5
51۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 447
52۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 459
53۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 460
54۔ اخبار الفضل 3/مارچ 1961ء صفحہ 5
55۔ اخبار الفضل 17/فروری 1925ء صفحہ 5
56۔ اخبار الفضل 5/مارچ 1925 صفحہ 2
57۔ اخبار الفضل 3/مارچ 1925ء صفحہ 6
58۔ اخبار الفضل 5/مارچ 1925ء صفحہ 4
59۔ اخبار الفضل 28/فروری 1925ء صفحہ 7
60۔ رپورٹ مجلس مشاورت قادیان 1925ء صفحہ 76
61۔ اخبار الفضل 10/اکتوبر 1925ء صفحہ 2
62۔ اخبار الفضل 22/دسمبر 1925ء صفحہ 2
63۔ اخبار الفضل 18/مئی 1926ء صفحہ 3
64۔ حیات قدسی سوانح حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب حصہ دوم صفحہ 55,56
65۔ اخبار الفضل 22/جون 1926ء صفحہ 2
66۔ اخبار الفضل 10/اگست 1926ء صفحہ 2
67۔ حیات قدسی سوانح حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب جلد سوم صفحہ 72 تا 78

68۔ اخبار الفضل 19/اکتوبر 1926ء صفحہ 8
69۔ سوانح حضرت مولوی ظہور حسین صاحب صفحہ 188 تا 190
70۔ الفضل 11/جنوری 1927ء صفحہ 2
71۔ رپورٹ مجلس مشاورت قادیان 1929ء صفحہ 295-294
72۔ اخبار الفضل 28/مئی 1927ء صفحہ 8
73۔ اخبار الفضل 27/مئی 1927ء صفحہ 10 ،اخبار الفضل 31/مئی 1927ء صفحہ 1
75۔ ماہنامہ انصار اللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نمبر مئی جون 2009ء صفحہ 205
76۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 39
77۔ اخبار الفضل 22/جون 1928ء صفحہ 4
78۔ اخبار الفضل 10/جولائی 1928ء صفحہ 10
79۔ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 48
80۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 60-59
81۔ احمدیہ گزٹ قادیان 11/ستمبر 1928ء صفحہ 2
82۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 62
83۔ اخبار الفضل 23/اکتوبر 1928ء صفحہ 2
84۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 63 بحوالہ الفضل 16-20/نومبر 1928ء صفحہ 1
85۔ اخبار الفضل 28/جون 1928ء صفحہ 9
86۔ اخبار الفضل 10/ستمبر 1929ء صفحہ 2
87۔ اخبار الفضل 10/جنوری 1929ء صفحہ 8
88۔ اخبار الفضل 28/مئی 1929ء صفحہ 8 اخبار
89۔ اخبار الفضل 17/ستمبر 1929ء صفحہ 12
90۔ اخبار الفضل 4/اکتوبر 1929ء صفحہ 2
91۔ اخبار الفضل 21/مارچ 1930ء صفحہ 8-9
92۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 191 اور صفحہ 248

93۔ اخبار الفضل 17؍جون 1930ء صفحہ 8
94۔ اخبار الفضل 25؍اپریل 1930ء صفحہ 8
95۔ اخبار الفضل 17؍جون 1930ء صفحہ 8
96۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 318
97۔ اخبار الفضل 12؍فروری 1935ء صفحہ 7
98۔ سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 236 تا 239
99۔ اخبار الفضل 14؍جنوری 1996ء صفحہ 4
100۔ اخبار الفضل 14؍اگست 1932ء صفحہ 9
101۔ رپورٹ مجلس مشاورت 33-1932 صفحہ 91
102۔ اخبار الفضل 14؍دسمبر 1933 صفحہ 8
103۔ اخبار الفضل 8؍فروری 1934ء صفحہ 2
104۔ اخبار الفضل 24؍مئی 1934ء صفحہ 10
105۔ اخبار الفضل 19؍جون 1934ء صفحہ 2
106۔ اخبار الفضل 27؍نومبر 1934ء صفحہ 2
107۔ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 226 اور صفحہ 229-230
108۔ الفضل 2؍دسمبر 1934ء صفحہ 10
109۔ اخبار الفضل 20؍جنوری 1935ء صفحہ 5-6
110۔ تحریر مکرم عیسیٰ خان صاحب سے ماخوذ
111۔ اخبار الفضل 23؍اکتوبر 1932ء صفحہ 1
112۔ تحریر مکرمہ فرخندہ شاہ صاحبہ سے ماخوذ
113۔ سیرت وسوانح حضرت اماں جان صفحہ 309 از لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور
114۔ تاریخ احمدیت جلد ششم جدید ایڈیشن صفحہ 414 تا 417 اور 548
115۔ تابعین رفقاء احمد۔ جلد اول صفحہ 51
116۔ اخبار الفضل 22؍نومبر 1932ء صفحہ 1

117۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان 34-1933ء
118۔ اخبار الفضل 12 رمئی 1935ء صفحہ 1 اور 6
119۔ اخبار الفضل 24 رفروری 1935ء صفحہ 7
120۔ اخبار الفضل 21 رجون 1935ء صفحہ 10
121۔ اخبار الفضل 24 رجون 1935 صفحہ 2
122۔ اخبار الفضل 10 رنومبر 1935ء صفحہ 6
123۔ اخبار الفضل 30 رنومبر 1935ء صفحہ 2
124۔ ماہنامہ خالد ربوہ مارچ 2003ء صفحہ 34-35 ماخوذ از اخبار الفضل 2 رنومبر 1935ء
125۔ اخبار الفضل 7 رنومبر 1935 صفحہ 11
126۔ اخبار الفضل 19 رفروری 1936ء صفحہ 2
127۔ تابعین رفقاء احمد جلد اول صفحہ 53-54
128۔ اخبار الفضل 25 رفروری 1936ء صفحہ 1-2، اخبار الفضل 12 رفروری 1932ء صفحہ 1
129۔ ریویو آف ریلیجنز قادیان جون 1939ء صفحہ 3 تا 19
130۔ اخبار الفضل 26 رفروری 1936 صفحہ 3-4
131۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1952ء صفحہ 129-128
131.a۔ اخبار الفضل یکم جنوری 1945ء صفحہ 2
132۔ اخبار الفضل 10 راپریل 1936ء صفحہ 5
133۔ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 349-350
134۔ اخبار الفضل 6 رجون 1936ء صفحہ 10
135۔ اخبار الفضل 25 رجون 1936ء صفحہ 2
136۔ اخبار الفضل 21 رجولائی 1936ء صفحہ 10
137۔ اخبار الفضل 25 رجولائی 1936ء صفحہ 11
138۔ اخبار الفضل 21 راکتوبر 1936ء صفحہ 9
139۔ اخبار الفضل 28 راکتوبر 1936ء صفحہ 10

140۔ اخبار الفضل 11 دسمبر 1937ء
141۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 442
142۔ اخبار الفضل 27 مارچ 1937 صفحہ 2
143۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1937ء............صفحہ 69 تا 85
144۔ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 402-403
145۔ اخبار الفضل 11 مئی 1935ء صفحہ 6
146۔ اخبار الفضل 18 مئی 1937ء صفحہ 1
147۔ اخبار الفضل 29 مئی 1937ء صفحہ 1
148۔ اخبار الفضل 9 جون 1937ء صفحہ 4
149۔ اخبار الفضل 8 جولائی 1937ء صفحہ 9
150۔ اخبار الفضل 17 اکتوبر 1937ء صفحہ 7
151۔ اخبار الفضل 17 اکتوبر 1937ء صفحہ 7
152۔ اخبار الفضل 11 مئی 1937ء صفحہ 6
153۔ اخبار الفضل 28 فروری 1984ء صفحہ 3
154۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 429
155۔ تابعین رفقاء احمد جلد اول صفحہ 56-57
156۔ کتاب ''مضامین بشیر'' صفحہ 261-262
157۔ اخبار الفضل 14 مارچ 1938ء صفحہ 6
158۔ اخبار الفضل 15 مئی 1938ء صفحہ 7
159۔ اخبار الفضل 3 فروری 1938ء صفحہ 9
160۔ الفضل 4 ستمبر 1938ء صفحہ 6
161۔ تحریر مکرم ملک منیر احمد صاحب سے ماخوذ
162۔ الفضل 6 مارچ 1938ء صفحہ 2
163۔ الفضل 6 مارچ 1938ء صفحہ 2

164۔ اخبار الفضل 16/اپریل 1938 صفحہ 6
165۔ اخبار الفضل 3/مارچ 1938ء صفحہ 5
166۔ اخبار الفضل 10/مئی 1938ء صفحہ 9
167۔ اخبار الفضل 26/اپریل 1938 صفحہ 9
168۔ اخبار الفضل 19/اگست 1938ء صفحہ 6
169۔ اخبار الفضل 23/اگست 1938ء صفحہ 10
170۔ اخبار الفضل 4/ستمبر 1938 صفحہ 6
171۔ اخبار الفضل 30/ستمبر 1938ء صفحہ 6 ،اخبار الفضل 18 ستمبر 1938ء صفحہ 6
172۔ اخبار الفضل 16/ستمبر 1938ء صفحہ 2
173۔ اخبار الفضل 17/ستمبر 1938 صفحہ 5
174۔ اخبار الفضل 30/ستمبر 1938ء صفحہ 6
175۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 38-1937ء صفحہ 314
176۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم صفحہ 44-45
177۔ تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ جلد اول صفحہ 14
178۔ اخبار الفضل 25/ستمبر 1938 صفحہ 2
179۔ اخبار الفضل 6/دسمبر 1938ء صفحہ 9 ،اخبار الفضل 2 ستمبر 1938 صفحہ 2
180۔ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 620
181۔ سیر روحانی صفحہ 1 تقریر حضرت مصلح موعود 28/دسمبر 1938ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان
182۔ کتاب حیاۃ طیبہ (عرض حال) از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ
183۔ تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 445
184۔ اخبار الفضل 26/ستمبر 1939ء صفحہ 2
185۔ اخبار الفضل 26/ستمبر 1939ء صفحہ 2
186۔ اخبار الفضل 20/ستمبر 1939ء صفحہ 2
187۔ اخبار الفضل 15/اکتوبر 1939ء صفحہ 6

188۔ اخبار الفضل 7/ اکتوبر 1939ء صفحہ 3

189۔ اخبار الفضل 7/ اکتوبر 1939ء صفحہ 6

190۔ اخبار الفضل 27/ اکتوبر 1939ء صفحہ 5

191۔ اخبار الفضل 2/ ستمبر 1938ء صفحہ 2

192۔ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 32

193۔ اخبار الفضل 13/ مارچ 1940ء صفحہ 2

194۔ تاریخ احمدیت جلد نہم (پرانی) صفحہ 35 بحوالہ الفضل 7 مئی 1940ء، الفضل 28/ مئی 1940ء

195۔ ماہنامہ خالد ربوہ فروری 2004ء صفحہ 15 تا 18 بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان 6/ جولائی 1940ء

196۔ الموعود تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی صفحہ 140-141

197۔ اخبار الفضل 4/ جون 1940ء

198۔ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 67 تا 69

199۔ اخبار الفضل 27/ اگست 1940ء صفحہ 2

200۔ اخبار الفضل 3/ اکتوبر 1940ء صفحہ 6

201۔ اخبار الفضل 28/ اگست 1940ء صفحہ 6

201.a۔ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 183

202۔ اخبار الفضل 9/ اپریل 1940ء صفحہ 6

203۔ اخبار الفضل 27/ اپریل 1934ء صفحہ 5، اخبار الفضل 20/ مئی 1941 صفحہ 5

204۔ اخبار الفضل 21/ مارچ 1943ء صفحہ 4

205۔ اخبار الفضل 30/ مئی 1942ء صفحہ 6-7، اخبار الفضل 10/ جون 1942ء صفحہ 2
اخبار الفضل 13/ جون 1942ء صفحہ 2

206۔ اخبار الفضل 17/ جون 1942ء صفحہ 6

207۔ اخبار الفضل 14/ نومبر 1942ء صفحہ 5

208۔ اخبار الفضل 19/ فروری 1943ء صفحہ 1

209۔ اخبار الفضل 24/ فروری 1943ء صفحہ 1

210۔ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 406 بحوالہ اخبار الفضل 25/مارچ 1943ء صفحہ 3
211۔ اخبار الفضل یکم/اپریل 1943ء صفحہ 2
212۔ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 558
213۔ اخبار الفضل 18/نومبر 1944ء صفحہ 5
214۔ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 561 بحوالہ اخبار الفضل 20/جون 1944ء صفحہ 4
215۔ اخبار الفضل 22/جون 1944ء صفحہ 5
216۔ اخبار الفضل 8/نومبر 1944 صفحہ 5
217۔ اخبار الفضل 15/اکتوبر 1944ء صفحہ 2
218۔ اخبار الفضل یکم جنوری 1945ء صفحہ 2
219۔ اخبار الفضل یکم جنوری 1945ء صفحہ 2
220۔ اخبار الفضل 14/مارچ 1945ء صفحہ 4
221۔ اخبار الفضل 16/اپریل 1945ء صفحہ 7
222۔ الموعود تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی صفحہ 140
223۔ اخبار الفضل 13/اپریل 1945 صفحہ 2
224۔ اخبار الفضل 26/اپریل 1945ء صفحہ 2
225۔ میری کہانی از ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب صفحہ 150-151
226۔ میری کہانی از ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب صفحہ 162-163
227۔ تحدیث نعمت باری تعالیٰ از مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ صفحہ 48
228۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1952ء صفحہ 128
229۔ اخبار الفضل 16/اپریل 1946 صفحہ 1
230۔ اخبار الفضل 16/اپریل 1945 صفحہ 8
231۔ اخبار الفضل 24/اپریل 1946ء صفحہ 9
232۔ اخبار الفضل 21/مئی 1946 صفحہ 6
233۔ اخبار الفضل 13/مئی 1946ء صفحہ 5

234۔ اخبار الفضل 9/جولائی 1947ء صفحہ 2

235۔ Book, Creation of Pakistan By Justice Shamim Hussain Kadri Page No.381 to 391

236۔ کتاب تحدیث نعمت باری تعالیٰ از مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ صفحہ 53

237۔ ریکارڈ خریداری پلاٹ احمدیہ ہال کراچی سے ماخوذ

238۔ تاریخ خدام الاحمدیہ جلد اول صفحہ 609

239۔ کتاب تحدیث نعمت باری تعالیٰ از مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ صفحہ 65 تا 69

240۔ اخبار الفضل 5/مارچ 1947ء صفحہ 4

241۔ اخبار الفضل 11/مارچ 1947ء صفحہ 1

242۔ اخبار الفضل 17/مارچ 1947ء صفحہ 2

243۔ اخبار الفضل 21/مارچ 1947ء صفحہ 2

244۔ اخبار الفضل 17/اپریل 1947ء صفحہ 2

245۔ اخبار الفضل 20/اپریل 1960ء صفحہ 3-4

245-a۔ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا صفحہ نمبر 89 تا 92

245-b۔ تاریخ احمدیہ جلد دہم (پرانی) صفحہ 299

245-c۔ تاریخ احمدیہ جلد دہم (پرانی) صفحہ 336 تا 337

246۔ اخبار الفضل 10/جولائی 1947 صفحہ 6

247۔ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کی تحریر سے ماخوذ

248۔ اخبار الفضل 10/مئی 1947ء صفحہ 5

249۔ لاہور تاریخ احمدیت صفحہ 262 بحوالہ اخبار الفضل 17-16-13 مارچ 1954ء

250۔ کتاب سلسلہ احمدیہ جلد دوم مرتبہ مکرم مرزا سلطان احمد صاحب صفحہ 173-174

باب دوم

(1947ء تا 1957ء)



باب دوم

قیام پاکستان کے وقت جماعت احمدیہ کراچی کا اہم کردار

پاکستان کے وجود میں آتے ہی قادیان کا ماحول تشویشناک ہو گیا اور قادیان سارے کا سارا سکھوں کے گھیرے میں آ گیا تو مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور نے جماعت احمدیہ کراچی سے رابطہ قائم کیا۔ ان ایام میں ناظر امور عامہ حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب کراچی میں مقیم تھے اور قادیان کی صورت حال کے متعلق پاکستان کے وزراء سے ملاقاتیں کر رہے تھے۔

کراچی کی جماعت غیر ملکی جماعتوں تک اطلاعات پہنچا دیتی تھی۔ یورپ کے تمام مشنوں تک اطلاعات کے ارسال کرنے کا طریق یہ اختیار کیا گیا کہ لندن مشن کو کراچی سے اطلاعات موصول ہوتیں اور یہاں سے اُسے یورپ کے دوسرے مشنوں تک پھیلا دیا جاتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے پیغام مورخہ 22 اگست 1947ء میں پوری دنیا کے احمدیوں کو قادیان میں فسادات کے بڑھنے اور قادیان کے گرد دشمن کا گھیرا تنگ کرنے، قریبی احمدی گاؤں کی تباہی اور ذرائع مواصلات منقطع ہو جانے والے حالات میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے، صبر و استقامت اختیار کرنے اور خلافت کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن کو آمادہ رہنے کی تلقین فرمائی تھی۔

ان حالات میں جماعت احمدیہ کراچی نے اہم اطلاعات اور حضور کے مذکورہ بالا پیغام کو بخیر وخوبی بیرون ملک اور اندرون ملک جماعتوں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ الحمد للہ

جیسا کہ اُوپر اطلاعات پہنچانے کے انتظام کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اسی طریق کے

مطابق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ پیغام پہلے لاہور پہنچا جہاں سے جماعت احمدیہ لاہور نے بذریعہ فون اُسے کراچی تک پہنچایا اور جماعت کراچی نے اسے دہلی اور رنگون تک پہنچانے کا انتظام کیا اور وہاں سے بذریعہ سرکلر یہ پیغام تمام دنیا کی جماعتوں کو بھجوایا گیا۔ جب فسادات شروع ہوئے تو اُس وقت مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب 71۔دریا گنج دہلی میں قیام پذیر تھے اور مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد تھے۔آپ کے ذریعہ مرکز قادیان کی اطلاعات جماعتوں تک پہنچانے کے لئے 21اگست 1947ء سے ہندوستان کے علاوہ جن بیرونی جماعتوں کے امراء کرام کو سرکلر لیٹر بھجوانے کا انتظام کیا گیا اُن جماعتوں میں کراچی جماعت بھی شامل کر دی گئی۔

ہندوستان کی جماعتوں کے لئے مندرجہ ذیل سات مراکز تجویز کئے گئے جن پر یہ فرض عائد کیا گیا کہ وہ روزانہ دہلی سے اطلاعات حاصل کر کے اپنے قرب و جوار کی جماعتوں تک پہنچائیں۔

1۔ کراچی (برائے سندھ و بلوچستان)
2۔ حیدر آباد دکن (برائے جنوبی ہند)
3۔ بمبئی (برائے صوبہ بمبئی، گجرات، کاٹھیاواڑ)
4۔ ناگپور (برائے راجپوتانہ)
5۔ بنگال (برائے بنگال، آسام، اڑیسہ)
6۔ پٹنہ (برائے صوبہ بہار)
7۔ لکھنؤ (برائے صوبہ یو پی)

پہلے سرکلر لیٹر میں تحریر کیا گیا کہ ہمیں مرکز سے کوئی اطلاعات موصول نہیں ہو رہی ہیں مگر احباب کو چاہیئے کہ حضور کے خطبہ جمعہ کے ارشاد کے مطابق بار بار دعائیں کریں۔

دوسرے سرکلر میں بتایا گیا کہ ہم ایک خادم کو ہفتہ میں ایک بار بذریعہ ہوائی جہاز لاہور بھجوایا کریں گے نیز لکھا کہ ہم مرکز سے بالکل بے خبر ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہر وقت رابطہ رکھیں۔جس جماعت کو بھی کوئی قابل اعتبار خبر ملے وہ دوسری جماعتوں تک فوراً پہنچائے۔اس سلسلے میں مذکورہ بالا سات مراکز قائم کئے گئے۔

یہ دوسرا سرکلر لکھا جا چکا تھا کہ حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب کی طرف سے کراچی

سے 24/اگست کو مندرجہ ذیل پہلا تار موصول ہوا۔

" Communication with Qaidan Completely cut off. Being surrounded with Hostile Populations attack Feared by any Moment. Impress upon Lord Mount Betton by urgent wires need of taking decisive and immediate measures for respect and security of our Head quarter and restore communications. Inform U.P and Bihar similar action." Dard

(اس مضمون کے مختلف تار کراچی سے دیگر ممالک کی جماعتوں کو بھی بھجوائے گئے۔)

اخبار ''ڈان'' کراچی نے انہی دنوں قادیان کے تشویشناک ماحول کی خبر حسب ذیل الفاظ میں شائع کی۔

ترجمہ:

قادیان سکھوں کے گھیرے میں
سربراہ کی زندگی خطرے میں
(ڈان کے اسٹاف رپورٹر سے)

گزشتہ چند دنوں سے جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان کو سکھوں کے ایک مخالف گروہ نے محاصرے میں لے لیا ہوا ہے۔ باہر کی دُنیا سے سلسلہ مواصلات منقطع ہے۔ کسی گھڑی بھی حملہ ہوسکتا ہے۔ گردونواح کے دو ہزار مسلمانوں نے یہاں پناہ لی ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ قادیان کے سربراہ نے ڈاکٹر احمد امیر جماعت احمدیہ کراچی (ڈاکٹر احمد سے مراد بریگیڈیر ڈاکٹر غلام احمد صاحب ہیں۔مؤلف) کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ خطرے کے پیش نظر تجویز ہے کہ عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ مقام پر بھجوا دیا جائے۔

ڈاکٹر احمد نے ایک بیان میں کہا کہ ممبران جماعت کراچی و دیگر مقامات تشویش میں ہیں کہ مبادا حضرت امام جماعت احمدیہ کو کوئی گزند پہنچے، جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ قادیان ضرور جائیں گے۔'' [1]

حفاظت مرکز قادیان اور کراچی کے خدام کی اوّلیت

تقسیم ہندوستان اور ریڈ کلف ایوارڈ کے نتیجہ میں قادیان نہایت ناانصافی سے بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ لہٰذا قادیان کے احمدیوں کو بھی دیگر مسلمانوں کے ہمراہ پاکستان ہجرت کرنی

پڑی ۔ انڈین پنجاب میں خون ریز خوفناک فسادات شروع ہو گئے تو مہاجرین نے قادیان آنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر قادیان کی حفاظت ، مقامات مقدسہ اور قادیان میں آنے والے مہاجرین کی دیکھ بھال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کوآواز دی تو سب سے پہلے جس جماعت نے اس آواز پر لبیک کہا وہ کراچی کی جماعت تھی۔ جماعت احمدیہ کراچی کے خدام کا قافلہ سب سے پہلے قادیان پہنچا۔

اس قافلہ میں جو خدام شامل تھے ان میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

1۔ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب۔ امیر قافلہ

2۔ مکرم سید مسعود احمد بخاری صاحب ۔ نائب امیر قافلہ

3۔ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب

4۔ مکرم میر نور احمد تالپور صاحب

5۔ مکرم یونس احمد اسلم صاحب

6۔ مکرم شمیم احمد یوسف صاحب

7۔ مکرم مولوی صدرالدین کھوکھر صاحب

8۔ مکرم ملک مشتاق احمد صاحب[2]

9۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب[3]

اس قافلہ کے نائب امیر قافلہ مکرم سید مسعود احمد بخاری صاحب فرماتے ہیں کہ:

''کراچی سے لاہور تک بذریعہ ٹرین گئے اور وہاں سے قادیان تک بذریعہ بس سفر کیا۔ قادیان پہنچ کر جناب کرنل ولی داد صاحب کو رپورٹ کی۔ میں چونکہ بطور اسٹینو گرافر ملازمت کرتا تھا۔ لہٰذا سب سے پہلے میری ڈیوٹی یہ لگی کہ قادیان کے حالات لکھ کر جماعتوں کو بھجوا دیا کرتا تھا۔

اس کے بعد میری ڈیوٹی مکرم چوہدری علی محمد صاحب افسر مال کے ساتھ لگی جہاں میں قادیان میں ہونے والے کسی بھی واقعہ کی اطلاع تحریری طور پر تھانے میں دیا کرتا تھا۔ وفد کے باقی افراد کی ڈیوٹی مرکز کی حفاظت پر لگائی گئی۔ یہ لوگ قادیان سے باہر سے آنے والے لوگوں پر نظر رکھا کرتے تھے اور رات کے وقت خصوصی حفاظت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ان کا کام یہ بھی تھا کہ جو غیر از جماعت مسلمان قادیان میں پناہ لیتے تھے ان کی حفاظت بھی کریں۔ قادیان میں

تعینات فوجی، ان غیر از جماعت پناہ گزینوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے اور ان سے بیگار لیتے تھے۔ ایک دن ہم ان فوجیوں سے ملے اور کہا کہ انہیں کام کیلئے کتنے آدمی چاہئیں۔ جتنی ان کی ضرورت تھی وہ ہم نے پوری کر دی۔ اس طرح یہ ہوا کہ انھوں نے پناہ گزینوں کو پکڑ نا بند کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان دنوں قادیان میں ہی تھے۔ وفد کے اراکین نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔حضور نے وفد کی آمد پر خوشنودی کا اظہار کیا اور حالات پوچھے۔ 31راگست 1947ء کوحضور لاہور تشریف لے گئے۔ کراچی سے جانے والے اس وفد کے ہمراہ کچھ ضروری سامان بھی قادیان بھجوایا گیا تھا۔خاکسار، مکرم میر نور احمد تالپور صاحب اور مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب 12اکتوبر 1947ء کو واپس کراچی آگئے جبکہ وفد کے باقی اراکین کچھ دنوں کے بعد آئے جبکہ مکرم یونس احمد اسلم نے مستقل طور پر قادیان میں رہ کر درویشی اختیار کر لی۔''

مکرم یونس احمد اسلم صاحب کے ساتھ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب نے بھی قادیان میں درویشی اختیار کی۔

مکرم ظفراللہ خان صاحب آف کراچی اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اندازاً 16راگست 1947ء کو مغرب کی نماز پر مولانا عبد الرحیم درد صاحب نے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے نمائندہ کے طور پر کراچی تشریف لائے تھے، جماعت احمدیہ کراچی کے احباب کو خطاب فرمایا اور حضور کا ایک خاص پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کا لب لباب یہ تھا:

''ہم چاروں طرف سے قادیان میں گھر گئے ہیں اور ڈوگرا فوج نے گھیرا ڈال دیا ہے اور وہ ہمیں قادیان سے باہر نہیں جانے دے رہی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ دوسری طرف ہر طرف سے لوگ مدد کے لیے قادیان آرہے ہیں۔ ہمارے یہاں سے نکالنے کے لئے رابطہ قائم کیا جائے۔''

کراچی کی جماعت نے نوجوانوں کے دو گروپ بنائے۔ ایک گروپ کو فوری طور پر لاہور روانہ کر دیا گیا جو کسی صورت بواسطہ گورنمنٹ قادیان پہنچ گیا۔

حفاظت مرکز قادیان کے لئے دوسرے وفد کی روانگی

حفاظت مرکز قادیان کے لئے کراچی سے دوسرا وفد یکم ستمبر 1947ء کو روانہ ہوا۔ اس میں مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب، مکرم ظفراللہ خان صاحب، مکرم ملک سارنگ خان صاحب اور مکرم ولی داد صاحب بھی شامل تھے۔[6]

یہ وفد 3ر ستمبر کو لاہور پہنچا۔ اس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قادیان سے لاہور تشریف لا چکے تھے۔ دوسرے روز صبح حضور سے ملاقات ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ اب قادیان میں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو وہاں مستقل طور پر رہ سکیں اور ان پر بیوی بچوں یا خاندان کی کفالت کی ذمہ داری نہ ہو۔ چنانچہ یہ وفد قادیان نہ جا سکا اور لاہور میں ہی خدمات انجام دیکر کراچی واپس آ گیا۔[7]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اظہار خوشنودی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم پر کراچی کے خدام نے جس طرح جوش وخروش اور عشق وشیفتگی اور والہانہ اخلاص کا مظاہرہ کیا وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ ان نوجوانوں کا نمونہ ایسا خوشکن تھا کہ خود حضرت مصلح موعود نے ان کے جوش ایمانی، شوق قربانی اور روح ایمانی پر اظہار خوشنودی فرمایا اور پوری جماعت کے لئے قابل تقلید مثال قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''جیسے کراچی کے دوستوں نے نمونہ دکھایا۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ ہم قادیان جائیں گے اور چونکہ وہاں سرکاری محکموں میں احمدی زیادہ ہیں۔ دفاتر والوں نے سمجھا کہ اگر سب احمدی چلے گئے تو کام بند ہو جائے گا اس لئے انھوں نے چھٹی دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر کئی احمدیوں نے اپنے استعفے نکال کر رکھ دئے کہ اگر یہ بات ہے تو ہم اپنی ملازمت سے مستعفی ہونے کیلئے تیار ہیں۔ ایک اخبار جو احمدیت کا شدید ترین دشمن تھا میں نے خود اس کا تراشہ پڑھا ہے جس میں وہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''یہ ہوتا ہے ایمان''۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا نام عزت سے لیا جائے گا اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا احمدیت کی تاریخ میں نام لکھا جائے گا''۔[8]

تقسیم برصغیر کے وقت ہندوؤں کی حفاظت

تقسیم ہندوستان کے بعد حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ کسی ہندو کو کوئی تکلیف نہ ہو اور اسے امن اور حفاظت سے اسکے ملک پہنچایا جائے۔ اس کی تکمیل میں کراچی کے محترم فتح محمد شرما صاحب نے بذریعہ ہوائی جہاز پنڈت وشنو ناتھ شاستری اور انکے خاندان کو ہندوستان بھجوانے کا انتظام کیا اور ان کی نقدی اور زیورات بھی حفاظت سے پہنچائے۔[9]

کراچی کے دوستوں کی رضا کارانہ خدمات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جالندھر، ہوشیار پور اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آفت زدہ لوگوں کی خدمت و بہبود کے لئے مختلف کارکنان کی ضرورت کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ متعدد احمدیوں نے سلسلہ کی رضا کارانہ خدمات کیلئے خود کو پیش کیا۔ اُن میں کراچی کے مندرجہ ذیل دوست بھی حضور کی خدمت میں لاہور حاضر ہو گئے تھے۔

1۔ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب

2۔ مکرم چوہدری لطیف احمد طاہر صاحب[10]

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی بنیاد اور حضور کی رؤیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یکم ستمبر 1947ء کو جودھامل بلڈنگ لاہور کے صحن میں ایک فوری میٹنگ منعقد فرمائی۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے پہلے اجلاس کے لئے حضور نے اپنے قلم مبارک سے مختصراً یادداشت میں ایک رویا کا ذکر یوں فرمایا:

1915ء میں متواتر رؤیا دیکھیں کہ مبارک احمد کو جبکہ ایک سال کا تھا، سکھ نے پکڑا ہوا ہے اور اردگرد کی عورتیں بھی پکڑی ہیں۔ آدمی پکڑ لئے ہیں۔ سکھ مارے گئے طوفان سارا قادیان کے گرد دیکھا کہ ''کراچی میں قدم لگ گئے ہیں''۔[11]

مجلس مشاورت لاہور 7 ستمبر 1947ء

سیدنا حضرت مصلح موعود نے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد لاہور میں 7/ستمبر 1947ء کو صبح 9 بجے رتن باغ میں اپنی قیام گاہ پر مجلس مشاورت کا اجلاس طلب فرمایا۔

حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے نے 2 ستمبر کو کراچی سے جماعت احمدیہ دہلی کو بذریعہ تار اس کی اطلاع دی۔ جس پر رشید احمد صاحب ملک سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ دہلی نے جو اُن دنوں نہایت باقاعدگی کے ساتھ اندرون ہند مرکزی اطلاعات بھجوانے کا اہتمام کر رہے تھے، ہندوستانی جماعتوں کو اطلاع نامہ بھیجا۔ 12

وزیر مہاجرین سے ملاقات

ستمبر 1947ء میں قادیان پر سکھوں کے حملہ کے خلاف کراچی کے محترم محمد اسماعیل بقاپوری صاحب اور محترم ہدایت اللہ بنگوی صاحب نے وزیر مہاجرین حکومت پاکستان جناب فضل الرحمٰن صاحب سے ملاقات کی اور انہیں نازک صورت حال سے پُر زور الفاظ سے آگاہ کیا۔ جس کے نتیجے میں وزیر مہاجرین نے فوراً گورنمنٹ آف انڈیا کو مداخلت کے لئے تار دیا۔ 13

قادیان میں عہد درویشی کا آغاز

بھارتی حکومت کے اس اِدّعا کے باوجود کہ وہ مسلمانوں کو ان کی خواہش کے مطابق اپنے وطنوں میں آباد رہنے دینا چاہتی ہے، عمل اس کے برعکس تھا۔ خصوصاً قادیان کی نسبت تو اس کے ظالمانہ عزائم تقسیم ہند کے ساتھ ہی بے نقاب ہونے شروع ہوگئے تھے۔ پھر بار بار جماعت پر الزام تراشیاں کی گئیں اور 8 ستمبر کو تو اس بات کا اظہار بھی کر دیا گیا کہ قادیان خالی کر دیا جائے۔ اس کے بعد قادیان کو خالی کرانے کے لئے مسلسل دباؤ ڈالا گیا چنانچہ حضرت مصلح موعود نے جماعت کے بزرگوں سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے بعد حضور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کم از کم تین سو اصحاب، جن میں صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور دوسرے اداروں کے اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوں، قادیان میں رہیں۔ اس فیصلہ پر پاکستان جانے کے لئے آخری قافلہ 16 نومبر 1947ء کو روانہ ہوا۔

اس آخری قافلہ کے بعد قادیان میں ایک نئے دور یعنی عہد درویشی کا آغاز ہوا اور تقریباً 313 جانثار اور کفن بردوش احمدی اس عزم کے ساتھ قادیان میں اقامت گزین ہوئے کہ ہم بہر حال مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے اپنی جان ، مال اور عزت و آبرو قربان کر دیں گے مگر مرکز احمدیت پر آنچ نہیں آنے دینگے۔ ان ابتدائی درویشوں میں کراچی کے مندرجہ ذیل دو خوش نصیب خدام بھی شامل تھے۔[15]

1۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ولد میاں فضل کریم صاحب

2۔ مکرم یونس احمد اسلم صاحب ولد ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب[16]

درویشان قادیان کے لئے حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نے درج ذیل پیغام بھجوایا:

’’ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ گزشتہ فسادات اور غیر معمولی حالات کے باوجود آپ کو خدا تعالیٰ نے قادیان میں ٹھہرنے اور وہاں کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے اور خدمت بجا لانے کی توفیق دے رکھی ہے۔ میں یقین رکھتی ہوں کہ آپ لوگوں کی یہ خدمت خدا کے حضور مقبول ہوگی اور احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے خاص یادگار رہے گی۔‘‘[17]

پاکستان کوارٹرز کی تعمیر میں احمدی انجینئر کا کردار

قیام پاکستان کے بعد احمدی انجینئر مکرم سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب کو قائداعظم محمد علی جناح نے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تین ماہ کے اندر اندر ایک ہزار سرکاری کوارٹرز اور سرکاری دفاتر تعمیر ہونے چاہئیں۔ شاہ صاحب نے جواباً فرمایا کہ آپ نے سب کو چھوڑ کر مجھ پر اعتماد کیا ہے اس کا شکریہ۔ مگر یہ کام تب ممکن ہے جب آپ ان دو محکموں کے سربراہوں کے نام حکم نامہ لکھ دیں کہ اس کے مطالبہ کی فوری تعمیل کی جائے۔ ایک پانی کی ضرورت اور دوسرا سیمنٹ کی ڈیمانڈ۔

چنانچہ قائداعظم کے حکم سے تحریر جاری کر دی گئی اور یہ کام دن رات محنت شاقہ سے ایک احمدی انجینئر نے سرانجام دیا۔ پاکستان کوارٹرز کراچی کی تعمیر کا کارنامہ آج بھی موجود ہے۔[18]

لجنہ کراچی کی ایک رکن کی ملّی خدمات

محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی کو قیام پاکستان کے بعد

ملی وقومی خدمات کی توفیق ملی۔

آپ بیگم خان عبد القیوم صاحب کے زیر انتظام مہاجرین کی آبادکاری کی عاملہ کی ممبر تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کی خدمات کو سراہا تھا۔[20]

ایک دوست کا جذبہ اخوت

قیام پاکستان کے بعد انڈیا سے ہجرت کر کے بحری جہازوں کے ذریعہ احباب جماعت کا کراچی آنے کا سلسلہ شروع ہوا تو جس وقت کوئی جہاز بندرگاہ پہنچتا کراچی کے ایک دوست مکرم صوفی عبدالرحمٰن صاحب جنھوں نے ایک کپڑے پر یہ تحریر کیا ہوا تھا ''احمدی احباب اس طرف آ جائیں'' اپنے ایک دوست کو ساتھ لے کر بندرگاہ پہنچ جاتے اور دونوں مل کر کپڑے کو پکڑ کر کھڑے ہو جاتے۔اس وجہ سے جو بھی احمدی ہوتے ان کے پاس آ جاتے۔آپ نئے احباب کو لے کر مختلف مقامات پر ان کے رہنے کا انتظام کرتے۔اس کام کو کر کے بہت خوش ہوتے۔یہ کام انھوں نے اس وقت تک جاری رکھا جب انڈیا سے جہاز آنے بند ہو گئے۔[21]

نئی دہلی کے عہدیداران

مکرم حافظ عبدالسلام صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی تحریر فرماتے ہیں کہ:

''پارٹیشن کے وقت نئی دہلی کی جماعت کا اکثر حصہ کراچی منتقل ہو گیا جس میں کئی عہدیدار بھی شامل تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں یہ صورت حال عرض کر دی گئی۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ جو عہدیداران نئی دہلی سے کراچی آئے ہیں وہ جماعت احمدیہ کراچی کے ممبر ہوں گے اور اگلے الیکشن تک نئی دہلی کی جماعت کے عہدیدار (جماعت احمدیہ) کراچی کے عہدیداروں کے نائب کے طور پر کام کریں گے۔''[22]

لجنہ اماء اللہ کراچی کا جلسہ یوم مصلح موعود

لجنہ اماء اللہ کراچی نے جلسہ یوم مصلح موعود 20رفروری 1948ء بروز جمعۃ المبارک برمکان مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب واقع بندر روڈ کراچی، زیر صدارت محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ منعقد کیا۔

تلاوت قرآن کریم محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے کی۔ محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ جلسہ حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی پورا ہونے کی خوشی میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے سبز اشتہار میں سے الہامات پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مصلح موعود ہونے کا اُس وقت تک دعویٰ نہیں فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور پر یہ ظاہر نہ فرما دیا کہ آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ بعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ جلسہ نے عربی دعائیں پڑھیں اور درثمین سے محمود کی آمین کے دعائیہ اشعار پڑھے۔ اس کے علاوہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں کو واضح طور پر بیان کرنے کے لئے مضامین پڑھے گئے۔

محترمہ بیگم صاحبہ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب (مربی) امریکہ نے بھی خطاب فرمایا۔ ساڑھے پانچ بجے جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا۔ باوجود موسم کی خرابی کے 3 سو سے زائد مستورات نے شرکت کی۔ غیر احمدی مستورات بھی کافی تعداد میں تشریف لائی تھیں۔[23]

ایشو افریقن کمپنی (Asio-African Company Ltd)

تقسیم ہند سے قبل ہی 1946ء میں حضرت مصلح موعود نے سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے لئے چندہ جات کے علاوہ تجارت کے ذریعہ رقم فراہم کرنے کیلئے ایک کمپنی بنام Indo-AfricAsian کمپنی کا قیام فرمایا۔ جس میں حضور نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید اور اپنی طرف سے سرمایہ لگا کر اس کام کو شروع کروایا۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ہندوستان، افریقہ اور ایشین ممالک میں اس کام کو فروغ دینے کا منصوبہ تھا۔ جماعت احمدیہ کے بیرون ہند مشنز سے اس کام میں معاونت حاصل کرنا بھی مدنظر تھا۔ ابھی اس کمپنی کا کام ابتدائی مراحل میں ہی تھا کہ تھوڑے عرصہ بعد برصغیر ہند کی تقسیم ہوگئی اور جماعت کا مرکز پاکستان میں منتقل ہو گیا۔ اس کے نتیجہ میں کمپنی کے نام میں سے India کا نام ختم کر کے اس کا نیا نام Asio-African Company Ltd رکھا گیا اور اس کا دفتر (نیو چالی) کراچی میں قائم ہوا۔ (اس کمپنی کا نام ایشو افریقن کمپنی 5 جنوری 1948ء کو رکھا گیا۔ مؤلف) یہ ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی تھی۔ جس کے شیئر ہولڈرز سب کے سب احمدی تھے۔

صدرانجمن احمدیہ،تحریک جدید اور حضرت مصلح موعود کے نمائندے اس کمپنی کے ڈائریکٹر بنے۔حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اس کے چیئر مین مقرر ہوئے۔ ہماری ایک اور کمپنی جس کا نام I.C.D.C تھااس کے چیئر مین مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مقرر ہوئے۔اس کمپنی کو Asio کی Managing Agency بنایا گیا۔گویا Asio African Managment Co. کی مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے سپرد تھی۔

جماعت کے بعض ممبران نے بھی اس کمپنی کے شیئر خریدے۔ چنانچہ مکرم چوہدری کرامت اللہ صاحب (سٹار ہوزری والے) اور مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب آف قصور اپنے شیئرز کی بنیاد پر کمپنی کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ مزید برآں کراچی میں کمپنی کا ایک Resident Director کا عہدہ بھی بنایا گیا جس پر مکرم چوہدری بہاء الحق صاحب ایم اے مقرر ہوئے۔مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب اس کمپنی کے مینیجنگ ڈائریکٹر بنے۔اس کمپنی کا بنیادی کام کمیشن ایجنسی اور ایکسپورٹ کا کاروبار تھا۔خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود کی راہنمائی میں اس کمپنی نے بہت ترقی کی۔کراچی میں کاٹن کا کاروبار شروع کیا گیا جس میں بہت برکت پڑی۔کنری میں ہماری سندھ جننگ اینڈ پریسنگ کمپنی میں بھی کچھ عرصہ جننگ کا کام کروایا جاتا رہا۔ بیرون پاکستان ایکسپورٹ کے کام میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت برکت پڑی یہاں تک کہ ایشو افریقن کمپنی کا ہفتہ وار News Letter بڑے ہی اعلیٰ کاغذ پر پرنٹ ہو کر تقسیم ہوتا رہا۔کاٹن کے کام کے علاوہ مختلف اجناس کی کمیشن کا کاروبار بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے اچھے طریق پر چلا۔

بدقسمتی سے پاکستان کے ایک بڑے ایکسپورٹر ''فریدسنز'' دھوکہ دہی کے مرتکب ہوئے جس سے پورے یورپ میں پاکستان سے کاٹن کی ایکسپورٹ کے کام کو بہت نقصان پہنچا۔ ایشو افریقن کمپنی،کمیشن ایجنٹ کا کام کرتی تھی اس نے جن سے مال خریدا ہوا تھا اور ان کو پیشگی رقم دی ہوئی تھی مارکیٹ ریٹ یکدم گرنے پر اس قدر نقصان ہو گیا کہ کمپنی خسارہ میں چلی گئی۔اسی طرح Cotton Bales بھی یارڈ میں پڑی پڑی بیکار ہو گئیں اور کاروبار بالکل معطل ہو کر رہ گیا۔ان حالات میں کسی اور لائن میں کاروبار کرنا بے حد ضروری ہو گیا۔

1957ء میں بعض وجوہ کی بناء پر مکرم چوہدری بہاء الحق صاحب کو ان کے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی Resident Director ڈائریکٹر کی پوسٹ ختم ہو گئی۔

حضرت مصلح موعود نے ان کی جگہ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب ایم اے (واقف زندگی) کو بطور نمائندہ مرکز مقرر فرمایا۔ جنہوں نے شروع جنوری 1958ء کو یہ ڈیوٹی سنبھالی۔

احمد رحمان فلور ملز

57-1956ء میں کراچی میں عوام کیلئے آٹے کی بہت قلت ہوگئی اور موجودہ فلور ملز کے علاوہ مزید ملز لگانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس وقت فلو رملز کا کام گورنمنٹ کے کنٹرول میں تھا۔ گورنمنٹ مقررہ ریٹ پر گندم دیتی تھی اور آٹا، میدہ، سوجی بھی کنٹرول ریٹ پر راشن ڈپوؤں کو دیا جاتا تھا اور فلور مل کو محض پسوائی فی من دی جاتی تھی جس کی رقم اتنی کم تھی کہ فلور ملز کا منافع برائے نام تھا۔ بلکہ بعض مل مالکان کے بیان کے مطابق انکی ملز خسارے میں جا رہی تھیں۔ اس بناء پر حکومت کی کوشش کے باوجود کوئی سرمایہ دار فلور ملز لگانے کے لئے سرے سے تیار نہ ہو رہا تھا۔ ان دنوں کراچی کے چیف کمشنر مکرم این ایم خان صاحب تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ سے درخواست کی کہ آٹا سپلائی کا کام ثواب کا کام ہے اس لئے جماعت اگر تعاون کرے اور فلو رمل لگانے کو تیار ہو تو گورنمنٹ جماعت کی شکر گزار ہو گی اور اسے لائسنس دے دے گی۔ گورنمنٹ سے تعاون، خدمت خلق کے جذبہ اور ملک عبدالرحمٰن صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر کا قصور میں ذاتی فلو رمل چلانے کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فلور مل لگانے کی منظوری عنایت فرمائی اور ایشو افریقن کمپنی نے فلو رمل لگانے کا منصوبہ بنایا۔ شیر شاہ کالونی کے ساتھ S.I.T.E میں پلاٹ حاصل کر کے مل کی تعمیر شروع کی۔ تعمیر کی نگرانی مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کے سپرد ہوئی۔ یہ جگہ بہت نیچی تھی اور تین چار فٹ نیچے پانی تھا۔ کافی خرچ کر کے مٹی ڈلوائی گئی اور چار دیواری تعمیر کی گئی اور McDonald & Layton کمپنی سے بلڈنگ بنوائی گئی۔ مکرم شیخ عبدالحق صاحب انجینئر نے بطور آنریری مشیر خدمت کی توفیق پائی مل کی مشینری جرمنی کی فرم MIAG سے منگوائی گئی۔ مل کے گودام کسی ٹھیکہ دار کے بغیر خود ہی تعمیر کروائے گئے۔ کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی متفقہ رائے سے اس مل کا نام احمد رحمان فلور ملز رکھا گیا۔ اس کی مالک ایشو افریقن کمپنی ہی رہی۔

مارچ 1959ء میں حضرت مصلح موعود نے بنفس نفیس اس فلور مل کا افتتاح کرنے کا فیصلہ

فرمایا۔ کراچی تشریف لاتے ہوئے سندھ کے دورہ کے دوران حضور کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس سے حضور کے سر پر چوٹ آئی سو حضور کراچی تو تشریف لے آئے لیکن افتتاح کے لئے خود موقع پر نہ جا سکے۔ تاہم حضور نے افتتاح کی تقریب میں پڑھے جانے کے لئے اپنا ایک پیغام لکھوا کر بھجوایا۔ مل کا افتتاح مکرم این ایم خان صاحب چیف کمشنر کراچی نے فرمایا اور اپنے خطاب میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فلور مل لگانے پر جماعت احمدیہ کا بے حد شکریہ ادا کیا۔

اس مل کی Capacity 120 ٹن روزانہ تھی۔ محکمہ سول سپلائیز سے کنٹرول پر گندم حاصل کی جاتی تھی اور آٹے وغیرہ کی فروخت بھی کنٹرول ریٹ پر راشن ڈپو کو کی جاتی رہی۔ 1962-63ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب بھی کراچی آ کر فلور مل کا کام سیکھتے رہے۔

ایشو افریقن کمپنی قریباً سات سال خود مل چلاتی رہی۔ وسط جنوری 1964ء میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کو ربوہ بلا لیا گیا۔ مارچ 1964ء کے ابتداء میں ملک عبدالرحمٰن صاحب نے ایشو افریقن کمپنی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ انکی جگہ تحریک جدید کے ڈائریکٹر چوہدری غلام مرتضٰی صاحب بیرسٹر نے مینیجنگ ڈائریکٹر کا کام سنبھالا اور مکرم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب جو 1962-63ء سے مل کے کام کی ٹریننگ حاصل کر رہے تھے وہ جنرل مینیجر مقرر ہوئے۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف نے کافی محنت کے ساتھ کام کیا۔ قریباً ڈیڑھ سال بعد نومبر 1965ء میں گورنمنٹ کی پالیسی اور سرمایہ کی کمی کی بناء پر مل ٹھیکہ پر دے دی گئی۔ اس وقت مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کمپنی کے چیئرمین تھے۔

1973ء میں فیصلہ ہوا کہ اس مل کی مشینری کو renovate کر کے اسے فروخت کر دیا جائے۔ ان دنوں چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب پروموٹرز کارپوریشن لمیٹڈ کے چیئرمین تھے۔ فلور مل کی renovation کا کام ان کے سپرد ہوا۔ چنانچہ پروموٹرز کی سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری کے مینیجر فیکٹری مکرم میاں محمد اقبال صاحب (واقف زندگی) نے بڑی محنت کے ساتھ کئی ماہ نگرانی اور ذاتی محنت کے ساتھ مل مشینری کو update کیا، جس کے بعد مل مکرم ملک منیر احمد صاحب (قیصر سینما والوں) کو فروخت کر دی گئی۔ اس طرح ایشو افریقن کمپنی کا کاروبار ختم ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد یہ کمپنی liquidate ہو گئی۔

یونیورسل ٹریڈنگ کمپنی

حضرت مصلح موعود نے 1946ء میں اس کمپنی کا قیام فرمایا۔ یہ کمپنی تحریک جدید کے تحت تھی۔ قیام پاکستان کے بعد اس نے کراچی میں یونیورسل ٹریڈنگ کمپنی کے نام سے کام شروع کیا۔ کراچی میں اس کا دفتر کھوڑی گارڈن میں بنایا گیا۔ حضور نے مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب (واقف زندگی) کو ستمبر 1956ء میں وکیل التجارت تحریک جدید مقرر فرمایا۔ انہوں نے جب اس کا چارج سنبھالا تو اس وقت کراچی میں مکرم میر عبدالقادر صاحب اور مکرم صوفی عبد الرحمٰن صاحب اس کمپنی میں کام کرتے تھے اور مکرم مقصود احمد دہلوی صاحب اکاؤنٹنٹ تھے۔ اس کمپنی کا ایشیو افریقن کمپنی سے کوئی تعلق نہ تھا البتہ ایشیو کے ریذیڈنگ ڈائریکٹر مکرم چوہدری بہاء الحق صاحب کے سپرد انکی نگرانی کرنا تھا اور بنک اکاؤنٹ میں ان کی جوائنٹ آپریشن تھی۔ یہ کمپنی وکیل التجارت تحریک جدید کے تحت کام کرتی رہی۔ یونیورسل ٹریڈنگ کارپوریشن اجناس کی کمیشن ایجنسی کا کام کرتی تھی کراچی کے علاوہ کنری اور فیصل آباد میں بھی اسکی شاخیں قائم کی گئی تھیں۔ اس کا ہیڈ آفس ربوہ میں قائم رہا۔ 60-1959ء میں کاروباری حالات دشوار ہونے کی بناء پر اس کمپنی کا کام بند کر دیا گیا اور کمپنی کا وجود ختم ہو گیا۔

پروموٹرز کارپوریشن لمیٹڈ

حضور نے قیام پاکستان سے قبل ضلع میر پور خاص سندھ میں صدر انجمن اور تحریک جدید اور اپنے ذاتی سرمایہ سے غیر آباد زمینیں خرید کر کئی سال کی مسلسل جدو جہد سے انہیں آباد کیا اور کپاس اور مرچوں کی بہت اعلیٰ فصلیں کاشت کروائیں۔ مختلف زرعی فارمز کے نام احمد آباد، محمود آباد، ناصر آباد اسٹیٹس رکھے گئے۔ بعد ازاں ٹنڈو الہ یار کے پاس تحریک جدید نے بشیر آباد فارم بھی بنایا۔ اس علاقہ میں کوئی کاٹن فیکٹری نہ تھی اس خلا کو پُر کرنے کیلئے علاقہ کی کپاس با الخصوص احمدیہ اسٹیٹس کی کپاس کے لئے ان اسٹیٹس کے درمیان واقعہ قصبہ کنری میں پاکستان بننے سے پہلے قریباً 7 سال قبل جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری قائم کی گئی۔

اس وقت روئی کی پریسنگ کا بھی کوئی انتظام نہ تھا۔ حضور پُر نور نے ذاتی توجہ اور سرمایہ

ڈال کر فیکٹری میں پریس لگوایا یہ فیکٹری زمینداروں کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی۔1956ء میں حضرت مصلح موعود نے مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب کو وکیل التجارت مقرر فرمایا اور اس فیکٹری کے کام کے لئے ایک لمیٹڈ کمپنی بنانے کا ارشاد فرمایا۔ اس کمپنی کا نام پروموٹرز کارپوریشن لمیٹڈ رکھا گیا۔ 1957ء میں اس فیکٹری کی زمین اور بلڈنگ وغیرہ کا انتقال کروا کر اس فیکٹری کو پروموٹرز کارپوریشن لمیٹڈ کے تحت کر دیا گیا۔

اس کارپوریشن کے تین حصہ دار صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور حضرت مصلح موعود تھے۔مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر اور مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب ڈپٹی مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر ہوئے ۔ 1985ء تک پروموٹرز کارپوریشن کپاس خرید کر اس کی جننگ اور پریسنگ کر کے سارا مال کراچی بھجواتی رہی ۔تحریک جدید کے نمائندہ ڈائریکٹرز اس کمپنی کے چیئر مین / مینیجنگ ڈائریکٹر بنائے جاتے رہے۔ چنانچہ بعد ازاں تحریک جدید کے ڈائریکٹر مکرم حافظ عبد السلام صاحب اس کے چیئر مین بنائے گئے اور مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ڈائریکٹر (ٹریڈ) مقرر ہوئے۔

نومبر 1971ء میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب اس کمپنی کے چیئر مین مقرر ہوئے۔ انہوں نے 1972ء میں کراچی میں ٹاور کے قریب نیو کلاتھ مارکیٹ میں پروموٹرز کارپوریشن کا دفتر بنایا جو کہ بہت فائدہ مند ثابت ہوا اور اس کے ذریعہ ٹریڈنگ کا کام پہلے سے بہت بہتر طور پر سرانجام دیا جانے لگا۔ جنوری 1977ء میں مکرم سمیع اللہ سیال صاحب نے چیئر مین کا چارج سنبھالا ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ،حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ،مکرم حافظ عبد السلام صاحب ،مکرم چوہدری غلام مرتضٰی صاحب ،مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب ،مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ،مکرم میجر عبد القادر صاحب ،مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ،مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب مختلف اوقات میں اس کمپنی کے ڈائریکٹرز رہے۔

حکومت کی پالیسی اور دیگر مشکلات کے باعث 1985ء میں کاٹن کا کام بند کرنا پڑا۔ البتہ پروموٹرز کارپوریشن بعض متفرق کام کرتی رہی اور بالآخر liquidate ہوگئی۔[24]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر کراچی 1948ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے استحکام پاکستان اور جماعتی تنظیم و ترتیب کے اہم اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے پہلا طویل سفر سندھ کی طرف اختیار فرمایا۔ یہ انوار و فیوض سے معمور سفر 14 فروری 1948ء کو شروع ہوا اور 20 مارچ 1948ء کو بخیر و خوبی اختتام تک پہنچا۔

حضور اقدس 14 فروری بروز ہفتہ معہ اہل و عیال و خدام، لاہور سے روانہ ہوئے پورا قافلہ 37 نفوس پر مشتمل تھا۔ اس سفر میں محترمہ اماں جان حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے علاوہ حضرت سیّدہ اُمِ ناصر حرم اوّل، حضرت سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم رابع، سیّدہ امتہ العزیز صاحبہ، سیّدہ امتہ النصیر صاحبہ، سیّدہ امتہ الرشید صاحبہ، سیّدہ امتہ الحکیم بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب افرادِ خاندان میں سے حضور کے ہمرکاب تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اندرون سندھ قریباً تین ہفتہ تک ٹھہرے اور سندھ کے مختلف مقامات کا دورہ کرنے اور اہم جماعتی معاملات کو اپنی زیرِ نگرانی طے کرنے اور ضروری ہدایات دینے کے بعد 11/مارچ کو حیدر آباد سے بذریعہ ٹرین بخیریت کراچی پہنچ گئے۔ کراچی ریلوے اسٹیشن پر حضور کا خیر مقدم کرنے کے لئے آنے والے دوستوں کو حضور نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ حیدر آباد اور کراچی میں بعض دوستوں نے حضور کو ہار پہنانے چاہے لیکن حضور نے اُنہیں منع کر دیا۔ کراچی میں حضور کی رہائش کے لئے ایک ہندو کی کوٹھی میں انتظام کیا گیا تھا جو مخصوص طور پر مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس بارہ میں معلوم ہونے پر حضور نے وہاں رہائش کو پسند نہ فرمایا اور اس کی بجائے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی ''پروین وِلا'' واقع ہوشنگ روڈ میں فروکش ہوئے۔

دو بجے کے قریب حضور باوجود نقرس کی تکلیف کے درد کے نماز جمعہ کے لئے تشریف لائے۔ نماز جمعہ کا انتظام بندر روڈ پر ایک وسیع میدان میں کیا گیا تھا۔

حضور نے خطبہ جمعہ کے شروع میں اس بات کا اظہار فرمایا کہ:

''جماعت کے دوستوں نے ہماری رہائش کے لئے یہاں ایک جگہ تجویز کی تھی جس کا نام مندر ہے۔ لوگ کہتے ہیں وہ مندر نہیں تھا بلکہ مذہبی امور کے لئے وہ جگہ بنائی گئی تھی۔ لیکن

بہرحال میں نے اس مکان میں رہنے سے انکار کر دیا............جب میں لاہور آیا تو چونکہ ہمیں کالج اور دوسری ضروریات کے لئے جگہ کی تلاش تھی حکومت پنجاب کے بعض افسروں نے یہ تجویز کیا اور بعض لوگ متواتر اس غرض کے لئے مجھے ملے کہ ہم ننکانہ لے لیں اور اس پر قبضہ کر لیں۔ جب بھی ہم اپنی ضروریات اُن کے سامنے رکھتے وہ زور دیتے کہ ہم ننکانہ آپ کو دے دیتے ہیں۔ لیکن ہم نے ہمیشہ اس سے انکار کیا اور کہا کہ جو قانون ہم اپنے جذبات کے متعلق ضروری سمجھتے ہیں اس قانون کے ماتحت ہم دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چونکہ ننکانہ سکھوں کی ایک مذہبی جگہ ہے اس لئے ہم اس پر قبضہ کر کے دوسروں پر یہ اثر نہیں ڈالنا چاہتے کہ ہم بھی ضرورت کے موقع پر دوسروں کے مذہبی مقامات پر قبضہ کر لینا جائز سمجھتے ہیں۔ہمیں کہا گیا تھا کہ یہ مکانات خالی ہیں اور بہرحال کسی نے لینے ہیں، آپ ہی لے لیں۔ ہم نے کہا کوئی لے لے سوال تو ہمارے جذبات کا ہے کسی دوسرے شخص کے اگر وہ جذبات نہیں جو ہمارے ہیں یا ایسے مقامات پر قبضہ کر لینا کوئی شخص جائز سمجھتا ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ فلاں شخص کے جذبات کے لحاظ سے یہ کوئی بری بات نہیں یا چونکہ ایسے مقامات پر قبضہ کر لینا اور لوگ جائز سمجھتے ہیں اس لئے آپ بھی قبضہ کر لیں۔ ان کا معاملہ ان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے ہم سے یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ ہم بھی اس معاملہ میں وہی کچھ کریں جو اور لوگ کرتے ہیں۔ دوسرے ہم یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ عبادت گاہ ہی ہو تو اس پر قبضہ کر لینے سے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے بلکہ عبادت گاہ کے بغیر بھی ایسی چیزیں ہیں جن کے چھینے جانے یا جن پر دوسرے مذاہب کے قبضہ کر لینے سے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ اس نقطہ نگاہ کے ماتحت قطع نظر اس سے کہ اس کا نام صرف مندر تھا چونکہ وہ ایک ہندو کی عمارت ہے اور یہ عمارت مذہبی مجلسوں اور مذہبی انجمنوں کے انعقاد کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ اس لئے اپنے اُصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ہم اس عمارت میں ٹھہریں تا کہ ہماری وہ دلیل جو ہم قادیان کے متعلق دے رہے ہیں، کمزور نہ ہو جائے اور ہمارا وہ اصول نہ ٹوٹے جو مذہبی مقامات کی تقدیس اور ان کے احترام کے متعلق ہم دُنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ بعض دوستوں نے کہا ہے کہ وہ اس عمارت کو خریدنے کا انتظام کر رہے ہیں بلکہ مجھے کہا گیا ہے کہ خود مالک مکان اسے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم امر ہے اس لئے اس معاملہ میں اگر کوئی قدم مقامی جماعت کی طرف سے اُٹھایا جائے تو اس کے لئے

ضروری ہے کہ پہلے پوری طرح تمام حالات کو میرے سامنے رکھے اگر میری تسلی ہوگئی اور مجھے اس میں شُبہ کی کوئی گنجائش نظر نہ آئی تب بھی میرے نزدیک مناسب یہی ہوگا کہ ہم یہ عمارت نہ لیں کیونکہ اپنے اُصول کی پابندی ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔''

اس وضاحت کے بعد حضور نے جماعت کراچی کو بیت، مہمان خانہ اور لائبریری کے لئے ایک موزوں قطعہ تلاش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

خالقدینا ہال میں عظیم الشان پبلک لیکچر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قیام کراچی کے تیسرے روز 14/مارچ 1948ء کو ساڑھے پانچ بجے شام خالقدینا ہال بندر روڈ (ایم۔اے جناح روڈ) میں ''پاکستانیوں سے چند صاف صاف باتیں'' کے عنوان سے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔صدارت کے فرائض آنریبل حاتم جی طیب جی چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ نے انجام دیئے۔ہال سامعین سے بھرا ہوا تھا بلکہ سینکڑوں احباب کو باہر کھڑے ہو کر لیکچر سننا پڑا۔سامعین کا اکثر حصہ کالجوں کے طلباء، پروفیسروں، ڈاکٹروں اور وکلاء وغیرہ پر مشتمل تھا۔مسٹر ایم۔ایچ گزدر ایم۔ایل اے ایڈوائزر حکومت سندھ، مسٹر مدنی ڈپٹی سیکرٹری حکومت پاکستان، خان بہادر نذیر احمد ریٹائرڈ چیف جسٹس کشمیر، مسٹر حاتم علوی، جناب واسطی وائس پرنسپل کالج اور مرکزی وصوبائی حکومت کے متعدد دیگر اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔حضور کی تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک کامل انہماک وسکون اور گہری دلچسپی سے سنی گئی۔

تقریر کے آغاز میں حضور نے مقررہ موضوع کی وسعت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ موضوع دراصل ایک طویل داستان کی حیثیت رکھتا ہے تاہم چونکہ یہ کراچی میں میرا پہلا لیکچر ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ کراچی کے باشندے کس حد تک میری باتیں سننے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں اس لئے میں مضمون کے بہت سے حصوں کو چھوڑ کر چند ضروری امور بیان کرنے پر اکتفاء کروں گا۔

سب سے پہلے حضور نے اس بات پر زور دیا کہ چونکہ پاکستان ایک نئی حکومت ہی نہیں بلکہ ایک نیا ملک بھی ہے اس لئے پاکستانیوں کو وطنیت کا وہ جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے جو پہلے موجود نہ تھا۔وطنیت کا جذبہ ایک ایسی چیز ہے جو قوم کو اکٹھا رکھنے، اسے ابھارنے اور ملک کے دفاع کے لئے اسے ہر ممکن قربانی کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔اگر خدانخواستہ یہ جذبہ پیدا کرنے

میں ہم کامیاب نہ ہوئے تو ذرا سا اختلاف ہمارے اتحاد کو توڑنے کا موجب بن جائے گا۔ وطنیت کے جذبہ کے بغیر کبھی ملک میں سے غداری کی روح نہیں کچلی جاسکتی۔

حضور نے پاکستان کے دفاع کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کی ریلوے لائنیں ایسے رُخ پر واقع ہیں جو دفاع کے لحاظ سے خطرناک ہیں۔حضور نے اِس سلسلے میں تجویز پیش فرمائی کہ سندھ کے اس پار راولپنڈی سے کراچی تک ایک نئی ریلوے لائن بنائی جائے جس کے ذریعہ خطرہ کے اوقات میں سندھ کا پنجاب سے تعلق قائم رہ سکے۔

کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا پاکستان کے دفاع کے نقطہ نگاہ سے یہ ایک اہم سوال ہے۔ اگر کشمیر انڈین یونین میں چلا گیا تو انڈین یونین کی روس کے ساتھ سرحد مل جانے کی وجہ سے اسے ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو جائے گی اور مغربی پنجاب کا فوجی خطہ محصور ہو جائے گا۔حضور نے بحری طاقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کے نوجوانوں کو بحری سفر کرنے اور بیرونی ممالک کی سیر کرنے کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرنا چاہیئے۔

حضور نے زرعی طاقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ زراعت کو پاکستان کی سب سے بڑی دولت سمجھا جا رہا ہے۔لیکن ہمیں ایک بہت بڑے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور وہ یہ کہ پاکستان کے زرعی علاقوں کے متعلق ماہرین کا یہ اندازہ ہے کہ پچاس سال میں کئی علاقے بالکل بیکار ہو جائیں گے اور اس کے آثار بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ اِس خطرہ کی وجہ یہ ہے کہ اِن علاقوں میں ضرر رساں نمک بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے۔نہروں کی وجہ سے پانی کی سطح اونچی ہو رہی ہے اور زمین شور اور سیم والی ہوتی جاتی ہے۔

تھیوسافیکل ہال میں خواتین سے خطاب

18/مارچ کو حضور نے مقامی لجنہ اماء اللہ کی درخواست پر تھیوسافیکل ہال بندر روڈ کراچی میں مستورات سے خطاب فرمایا۔

اس جلسہ میں تقریباً ساڑھے چھ سو احمدی و غیر احمدی خواتین شریک ہوئیں جنہوں نے ہمہ تن گوش ہو کر تقریر سنی اور بہت متاثر ہوئیں۔

کراچی میں پریس کانفرنس

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

’’میں جب کراچی میں تھا تو ایک پریس کانفرنس کے دوران مجھ سے پریس کے بعض نمائندوں نے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ سیکورٹی کونسل کشمیر کے مسئلہ کے متعلق کیا فیصلہ کرے گی؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ میرے خیال میں سیکورٹی کونسل کا فیصلہ عقل اور انصاف پر مبنی نہیں ہوگا جو فریق ان کی جھولی میں زیادہ خیرات ڈالے گا وہ اس کے حق میں ووٹ دینگے۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے خیال میں انڈین یونین نے ان کی جھولیوں میں کچھ ڈال دیا ہے اس لئے مجھے اچھے آثار نظر نہیں آتے۔

پریس کے ایک نمائندہ نے کہا کہ پھر آپ سر ظفر اللہ کو تار کیوں نہیں دیتے؟ میں نے جواباً کہا کہ سر ظفر اللہ میرے ملازم نہیں بلکہ حکومت پاکستان کے ملازم ہیں۔ ان کی ملازمت کی ذمہ داریوں میں دخل دینا میرے لئے ہرگز جائز نہیں یہ پاکستان کا کام ہے کہ وہ اُن کو مشورہ دے کہ اس موقع پر ان کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔‘‘

حضور نے 19 مارچ 1948ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور بعد ازاں کراچی سے واپس روانہ ہو گئے۔25

تقرر امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی

مکرم بریگیڈئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کا جون یا جولائی 1948ء میں کراچی سے ٹرانسفر ہوا تو ان کی جگہ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کو امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کیا گیا۔

مکرم حافظ عبدالسلام صاحب بھی اپریل 1949ء میں ٹرانسفر ہو کر کراچی سے چلے گئے تو ان کی جگہ مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کو امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کیا گیا۔26

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون کی اشاعت

جماعت احمدیہ کراچی نے یکم جون 1948ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے مضمون ’’الکفر ملة

واحدۃ'' کو چھپوا کر شائع کیا۔

افتتاح ربوہ کی تقریب میں شرکت

افتتاح ربوہ کی تقریب مورخہ 20 ستمبر 1948ء کو منعقد ہوئی۔ کراچی کے محترم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب نے اس تقریب میں شرکت فرمائی۔[27]

ربوہ میں پہلی مرتبہ زمین خریدنے والے احباب کراچی

مکرم عبدالرشید صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ نے تحریر کیا کہ:

''ان مخلصین جماعت کی فہرست شائع کی جاتی ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے موعود خلیفہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ربوہ کی وادی غیر زرع میں رہائش کے لئے سب سے پہلے اپنی رقوم پیش کیں اور اس طرح سابقون الاولون میں شرکت کی سعادت پائی۔''

اس فہرست میں کراچی کے درج ذیل احباب کے نام شامل ہیں۔

1۔ مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
2۔ مکرم بہادر علی صاحب
3۔ مکرم رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحق صاحب
4۔ مکرم صوبیدار محمد سعید صاحب
5۔ مکرم لطیف احمد طاہر صاحب
6۔ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب
7۔ مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری برکت اللہ صاحب[28]
8۔ مکرم چوہدری عزیز احمد باجوہ صاحب
9۔ مکرم شیخ عبدالحق صاحب
10۔ مکرم ڈاکٹر محمد نسیم صاحب
11۔ مکرم مرزا فتح محمد صاحب[29]

بیت المبارک ربوہ کے سنگ بنیاد کی مقدس تقریب

3 اکتوبر 1949ء نماز عصر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے مقدس ہاتھوں سے

پاکستان میں احمدیت کے نئے مرکز ''ربوہ'' کی بیت المبارک کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مقدس تقریب میں رُوحانی اور معنوی اعتبار سے دُنیا کے دوسرے احمدیوں کو شامل کرنے کے لئے سیدنا مصلح موعود کی ہدایت پر پاک و ہند کی جماعتوں اور لنڈن مشن کو بذریعہ تار اطلاعات دی گئیں ، نیز الفضل میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ 3 اکتوبر کو ساڑھے پانچ بجے بعد دوپہر بیت الصلوٰۃ کا بنیادی پتھر رکھا جائے گا اور دعا ہو گی۔

امرائے جماعت ہائے احمدیہ جو اس مبارک اور مقدس تقریب میں تشریف لائے اُن میں محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھے۔ 30

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دُعا کروائی اور اس کے بعد ایک خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ:

''بفضلہٖ تعالیٰ ہم .... نئے مقام کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ چونکہ یہ مرکزی مقام ہے اور ساری دُنیا کے لوگوں سے اس کا تعلق ہے اس لئے ہمیں ساری دنیا کے احمدیوں کو اس کے اخراجات میں شرکت کا موقع دینا چاہیئے۔ حضور نے خود اکیس روپے نقد اور پانچ صد روپے کا وعدہ فرمایا۔ اس موقع پر محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ زوجہ محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے ایک صد روپیہ چندہ نقد پیش کر دیا۔

اسی خطاب میں حضور نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کے وقت اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتا تو کبھی پیچھے نہ رہتا۔ حضرت عثمانؓ اُس وقت مکہ میں تھے۔ سو میں بھی اس سنت کی اتباع میں بیرونی جماعتوں کو پہلے روز کے ثواب میں شامل کرنے کے لئے ان کی طرف سے خود تجویز کرتا ہوں کیونکہ ان کو آواز دیر سے پہنچے گی۔ 31

تعمیر بیت المبارک ربوہ کیلئے عطیات دینے والے بعض احباب کراچی

1۔ مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب	37۔ مکرم محمد امیر خان صاحب
2۔ بچگان کیپٹن شیخ نواب دین صاحب	38۔ بچگان مکرم محمد امیر خان صاحب
3۔ والدین مرحوم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب	39۔ مکرم محمد اشرف صاحب

4۔ مکرمہ اہلیہ کیپٹن شیخ نواب دین صاحب
5۔ مکرم ملک الطاف الرحمٰن صاحب
6۔ مکرم اہلیہ ملک الطاف الرحمٰن صاحب
7۔ والدین مکرم ملک الطاف الرحمٰن صاحب
8۔ مکرم محمد بشیر احمد صاحب
9۔ مکرم میاں نواز احمد صاحب
10۔ مکرم محمد صادق صاحب
11۔ مکرم عبدالقادر صاحب
12۔ مکرم اہلیہ عبدالقادر صاحب
13۔ بچگان عبدالقادر صاحب
14۔ مکرم بشیر احمد سیال صاحب
15۔ مکرمہ اہلیہ بشیر احمد سیال صاحب
16۔ مکرم اعجاز قدیر صاحب
17۔ مکرم محمد بشیر کیمبل پوری صاحب
18۔ مکرم نذیر احمد ساجد صاحب
19۔ مکرمہ دادی مرحومہ مکرم نذیر احمد ساجد صاحب
20۔ مکرم محمد طفیل صاحب
21۔ مکرم محمد شفیق صاحب
22۔ مکرم عطا محمد صاحب
23۔ مکرم سید مسعود احمد صاحب
24۔ مکرمہ والدہ سید مسعود احمد صاحب
25۔ مکرم عبدالمجید امجد صاحب
26۔ مکرم حکیم محمد اسحاق صاحب
27۔ مکرمہ اہلیہ حکیم محمد اسحاق صاحب
40۔ مکرم امین الدین صاحب
41۔ مکرم ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب
42۔ مکرم مہجور صاحب
43۔ مکرم سلطان احمد صاحب
44۔ مکرم غلام سرور صاحب
45۔ مکرمہ اہلیہ غلام سرور صاحب
46۔ بچگان غلام سرور صاحب
47۔ مکرم عبدالستار صاحب
48۔ مکرمہ اہلیہ عبدالستار صاحب
49۔ بچگان عبدالستار صاحب
50۔ مکرم محمد شریف بٹ صاحب
51۔ مکرمہ اہلیہ محمد شریف بٹ صاحب
52۔ بچگان محمد شریف بٹ صاحب
53۔ مکرم سید مبارک علی شاہ صاحب
54۔ مکرم محمد یعقوب صاحب
55۔ مکرمہ اہلیہ محمد یعقوب صاحب
56۔ بچگان مکرم محمد یعقوب صاحب
57۔ مکرم نبی احمد صاحب
58۔ مکرم بشیر احمد صاحب
59۔ مکرم بابو علی احمد صاحب
60۔ مکرمہ اہلیہ بابو علی احمد صاحب
61۔ مکرم شریف احمد صاحب
62۔ مکرمہ اہلیہ شریف احمد صاحب
63۔ مکرم ضیاء احمد صاحب

28۔ مکرم مستری سراج دین صاحب
29۔ مکرم سید سعید احمد صاحب
30۔ مکرم محمد حنیف صاحب
31۔ مکرم صوبیدار محمد حسین صاحب
32۔ مکرم متقی محمد حسین صاحب
33۔ مکرمہ اہلیہ متقی محمد حسین صاحب
34۔ مکرم منیر احمد صاحب
35۔ مکرم مبارک احمد صاحب
36۔ مکرم راجہ بشیر احمد صاحب
64۔ مکرم عبد الباسط خان صاحب
65۔ مکرمہ والدہ عبد الباسط خان صاحب
66۔ مکرمہ اہلیہ عبد الباسط خان صاحب
67۔ بچگان عبد الباسط خان صاحب
68۔ مکرم مرزا مبارک بیگ صاحب
69۔ مکرمہ اہلیہ مرزا مبارک بیگ صاحب
70۔ بچگان مکرم مرزا مبارک بیگ صاحب
71۔ مکرمہ دادی مرحومہ مرزا مبارک بیگ صاحب
72۔ مکرم غضنفر علی صاحب [32]

بیت المبارک ربوہ کے فرش صحن کا خرچ مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف کراچی نے برداشت کیا۔ [33]

خلافت کیلئے خدا تعالیٰ کا تائیدی نظارہ

مکرم انور محمود خان صاحب ابن مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد فرماتے ہیں کہ:

محترم مولانا عبد المالک خان صاحب ابھی لاہور میں تھے کہ انھیں حضور کی طرف سے پیغام ملا کہ سعودی گورنمنٹ نے پاکستان کو ایک خط لکھا ہے۔ وہ خط فوری طور پر بھجوائیں۔

محترم مولانا عبد المالک خان صاحب اس سلسلے میں کراچی آئے۔ اس دوران کہیں جانے کے لئے آپ بس سٹاپ پر کھڑے تھے تو ایک بورڈ کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ قریب ہی کھڑے ایک شخص نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ حضرت مولانا صاحب نے کہا کہ یہ عربی سکھانے کے اسکول کا بورڈ ہے اور اس پر جو عبارت لکھی ہے وہ غلط ہے۔

اس شخص نے بورڈ پر نظر ڈالی اور کہا کہ ہاں واقعی یہ عبارت غلط لکھی ہے۔ اس شخص نے آپ سے کہا کہ آپ اس اسکول میں آ کر عربی پڑھائیں۔ میں اس اسکول کا پرنسپل ہوں۔ حضرت مولانا صاحب نے کہا کہ میں تو کہیں اور ملازم ہوں۔ میں تو نہیں پڑھا سکتا۔ میں تو صرف دو دن

کے لئے یہاں ہوں۔ پرنسپل نے کہا کہ آپ صرف دو دن کے لئے ہی آ کر لیکچر دے دیں۔ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب نے منظور فرمایا۔

دوران لیکچر پرنسپل نے کہا کہ ہمیں پاکستان ایمبسی نے ایک خط بھجوایا ہے جو اس کو سعودی ایمبسی کی طرف سے ملا ہے۔ ہمیں اس خط کا ترجمہ کرنا ہے، اُردو میں۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس کا ترجمہ کر دیں۔

محترم مولانا صاحب نے جب خط دیکھا تو یہ وہی خط تھا جس کی حضور کو ضرورت تھی۔ محترم مولانا صاحب نے کہا کہ میں اس شرط پر ترجمہ کروں گا کہ مجھے اس کی ایک کاپی دے دی جائے۔ لہٰذا آپ کو اس کی ایک کاپی دے دی گئی۔ محترم مولانا صاحب نے اس خط کا ترجمہ کر کے انہیں دے دیا۔

محترم مولانا صاحب نے وہ خط فوری طور پر حضور کو بھجوایا۔ حضور نے مولانا صاحب سے پوچھا کہ آپ کو اتنی جلدی یہ کاپی کیسے مل گئی۔ محترم مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں تو ایک ادنیٰ انسان ہوں۔ اگر آپ ایک سوئی کو حکم دیں تو وہ بھی یہ کام کر سکتی ہے۔

یہ ہے خلافت کیلئے اللہ تعالیٰ کی تائید کا عظیم الشان نظارہ۔ 34

پاکستان اولمپکس میں شرکت

مکرم عبدالسلام مہتہ صاحب ابن حضرت بھائی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے دوسرے پاکستان اولمپکس منعقدہ 26-25-24 فروری 1950ء بمقام لاہور میں شرکت کی۔ آپ نے صوبہ سندھ و کراچی کی طرف سے منتخب ہو کر سائیکل ریس میں حصہ لیا۔ انھوں نے اس سے قبل پہلے پاکستان اولمپکس 1948ء میں مشرقی پاکستان کی طرف سے منتخب ہو کر حصہ لیا تھا۔ آپ پاکستان کے بہترین سائیکلسٹ میں شمار ہوتے تھے۔ 35

مربیان کے اعزاز میں دعوت اور جلسہ

مورخہ 3/مارچ 1950ء کی شام کو بیرون ممالک سے تشریف لانے والے درج ذیل مربیان کو جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے دعوت چائے دی گئی۔

1۔ مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب ساقی 3۔ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب

2۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر 4۔ مکرم ابراہیم عباس صاحب

پہلے تین حضرات 1945ء کے آخر میں 9 مربیان کے ایک قافلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے تحت انگلینڈ بھیجے گئے تھے۔ اور اب وہ تقریباً 4 سال کے قیام کے بعد اسپین، انگلینڈ اور ہالینڈ میں دعوت الی اللہ کے فرائض سرانجام دے کر حضرت اقدس کے حکم سے مرکز واپس تشریف لائے۔ چوتھے مربی مکرم ابراہیم عباس صاحب سوڈان سے ربوہ جانے کے لئے کراچی تشریف لائے۔ جناب چوہدری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے چاروں حضرات کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ بعد نماز مغرب ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مربیان کرام نے اس جدو جہد کا ذکر کیا جو انہوں نے دعوت الی اللہ کیلئے کی اور مختصر طور پر اپنے واقعات وحالات دلچسپ پیرایہ میں احباب کو سنائے جو کہ سامعین کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئے۔ آخر میں محترم جناب امیر صاحب کراچی نے مربیان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نوجوانوں کو خصوصاً توجہ دلائی کہ وہ ان واقفین زندگی سے سبق سیکھیں اور اپنی زندگیوں کو (دین حق) اور احمدیت کی خدمت کے لئے وقف کر دیں کیونکہ یہی سب سے بڑی سعادت ہے۔ دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ 36

کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون کی اشاعت

پنجاب کے بعد کراچی میں بھی جعلی ٹریکٹ ''انجمن خدام احمد'' کی جانب سے تقسیم کئے گئے۔ اس لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کا مضمون'' مسلمانوں اور پاکستان کا قیام (دین حق) کے قیام پر منحصر ہے''، کراچی میں پانچ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر خدام الاحمدیہ کے زیر نگرانی تقسیم کیا گیا۔ 37

اخبار المصلح کراچی کا اجراء

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ اُس نے کراچی سے 15 جولائی 1950ء کو اپنا پہلا پندرہ روزہ اخبار'' المصلح '' جاری کیا۔ اخبار کا مقصد نوجوان طبقہ میں دینی روح پیدا کرنا اور اُنہیں (دین حق کی) تعلیم کے محاسن اور فضائل سے آگاہ کرنا تھا۔ نیز یہ بھی کہ بہتر سے بہتر طریق سے اپنی آواز اپنوں تک اور دوسروں تک با آسانی پہنچائی جا سکے۔

اخبار کے پہلے مدیر اعزازی جناب تاثیر احمدی صاحب مقرر کئے گئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ازراہِ شفقت مجلس کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے اخبار المصلح کیلئے حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا۔ حضور کا اصلی پیغام انگریزی زبان میں تھا۔ اس لئے اصل معہ ترجمہ درج ذیل ہے۔

"Live in god, Trust in God Shut your eyes from every thing and clinch your teeth and advance through every valley to every clift and strive the Banner of ----- on every height" (Khalifatul Masih)

ترجمہ:

''تمہارا جینا اور مرنا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ خدا پر تمہیں کامل توکل ہو اور ماسوا اللہ کے سب تمہاری نظروں میں ہیچ ہو تم عزم صمیم کے ساتھ مشکلات کی پرخار وادیوں میں سے گزرتے ہوئے کامیابی کی چوٹی پر پہنچ جاؤ اور ہر بلندی پر (دین حق) کا جھنڈا گاڑ دو''۔ (خلیفۃ المسیح) 38

اس شمارے کے لئے مندرجہ ذیل احباب کرام کے پیغامات موصول ہوئے۔

1۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ وزیر خارجہ پاکستان

2۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

3۔ محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ کراچی

15/جولائی 1950ء سے جولائی 1951ء تک ''المصلح'' پندرہ روزہ شائع ہوتا رہا۔ یکم اگست 1951ء کو ہفتہ وار شائع ہونے لگا۔

1953ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے قیامت خیز سال تھا۔ جماعت احمدیہ کراچی کے جلسہ منعقدہ جہانگیر پارک صدر کراچی کے بعد پورے ملک میں فسادات پھوٹ پڑے۔ صوبہ پنجاب کی مسلم لیگی حکومت نے 27 فروری 1953ء کو جماعت احمدیہ پاکستان کے واحد روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کی اشاعت ایک سال کے لئے جبراً بند کردی۔ اس ظالمانہ اقدام کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا کہ بیرونی احمدی جماعتوں کا رابطہ اپنے مرکز سے معطل بلکہ مفلوج کر کے رکھ دیا جائے۔ ان حالات میں اخبار المصلح کراچی نے الفضل ربوہ کی جگہ لے لی۔ 39

اس کے بعد المصلح کراچی کو روزنامہ کی شکل دینے کی کوشش شروع ہوئی جو

29/مارچ1953ء کو کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور 30مارچ 1953ء کو اس اخبار کی روزانہ اشاعت کا آغاز ہو گیا۔ اب ''المصلح کراچی'' عملاً ''الفضل'' کا ہی دوسرا ایڈیشن تھا۔ اس کی اشاعت اور ادارت کے جملہ انتظامات بھی الفضل کا مستعد اور فرض شناس اسٹاف ہی انجام دیتا تھا۔ اس کا دفتر احمدیہ ہال میگزین لین کراچی میں تھا۔ ابتداء میں یہ کلیم پریس لارنس روڈ، بعد ازاں علی پرنٹنگ پریس اور پھر آرمی پریس میں چھپتا رہا اور 31مارچ 1954ءتک یعنی ''الفضل'' کے دوبارہ اجراء تک نہایت باقاعدگی سے روزنامہ کی شکل میں شائع ہوتا رہا۔[40]

مکرم منصور محمد شرما صاحب اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جماعت احمدیہ کراچی نے 1953ء سے قبل ایک پندرہ روزہ رسالہ ''المصلح'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ جس وقت مجلس احرار کے فسادات کراچی کا اثر پنجاب تک پہنچا تو حکومت پنجاب نے اخبار'' الفضل ربوہ'' کو بند کر دیا۔ جماعت کراچی نے المصلح کوحکومت سے اجازت کے بعد روزنامہ کر دیا۔اوراس کو جناب مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کی ایڈیٹرشپ میں جاری کر دیا جس سے جماعت کو ہر روز تازہ خبروں سے آگاہی ملتی رہی اور دشمن پھر ایک بار اپنی شرارت میں ناکام رہا۔ شام کے وقت ہم چند لڑکے شفیع صاحب کے ساتھ بطور معاون شامل ہو جاتے تھے۔۔۔ہم اے پی پی سے خبریں لاکر شفیع صاحب کو دیا کرتے تھے۔[41]

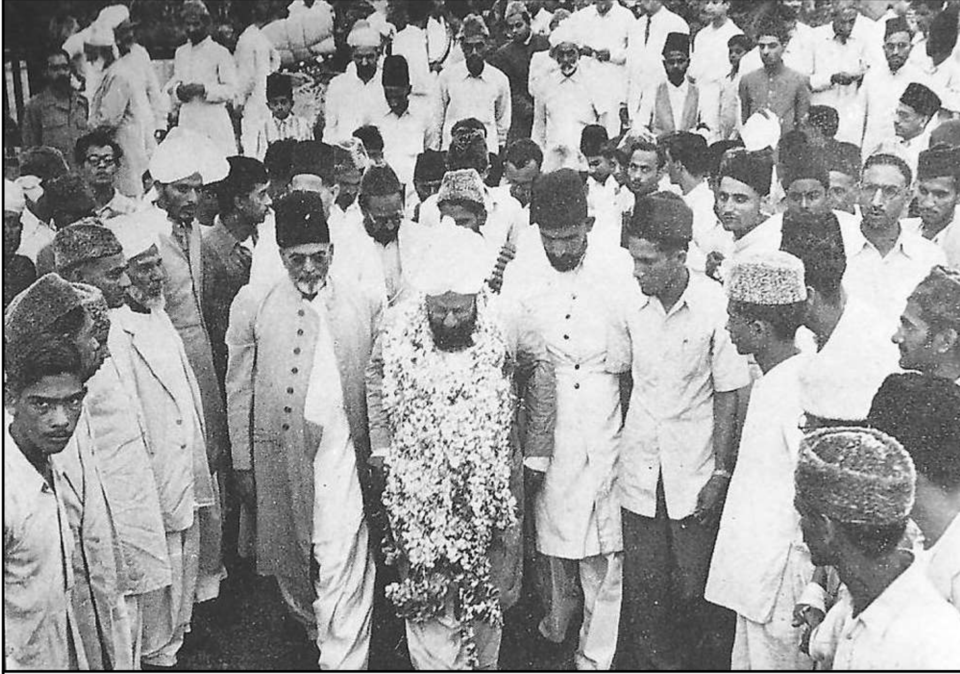
کامیابی کی کلید

کراچی کے مکرم چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب نے اگست 1950ء میں فرانس روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے نصائح اور دعا کے لئے ملاقات کی حضور ان دنوں سندھ کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضور نے ان کی درخواست پر مندرجہ ذیل الفاظ اپنے قلم سے تحریر فرمائے۔

آپ فرانس جا رہے ہیں۔ سیر کے لئے نہیں ملک وقوم کی خدمت کے لئے۔ اس غرض کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ کامیابی کی کلید ثابت ہو گی۔ ہمارے زمانے کی خطرناک بیماریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوشش میری طرف سے ہے نتیجہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقتاً یہ اصل

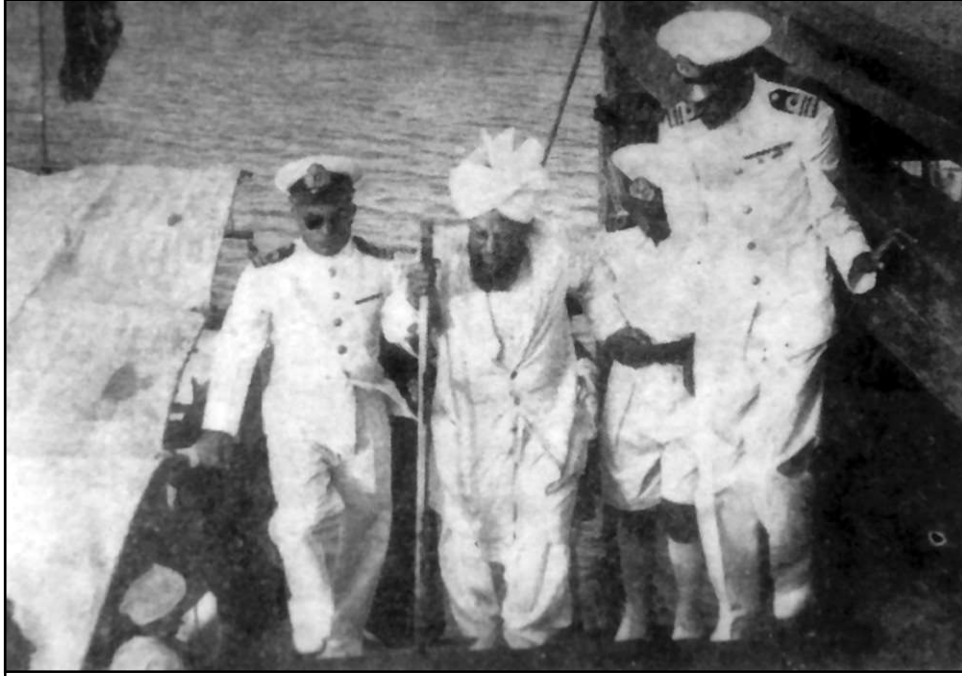
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے احباب کراچی سے شفقت کے انداز



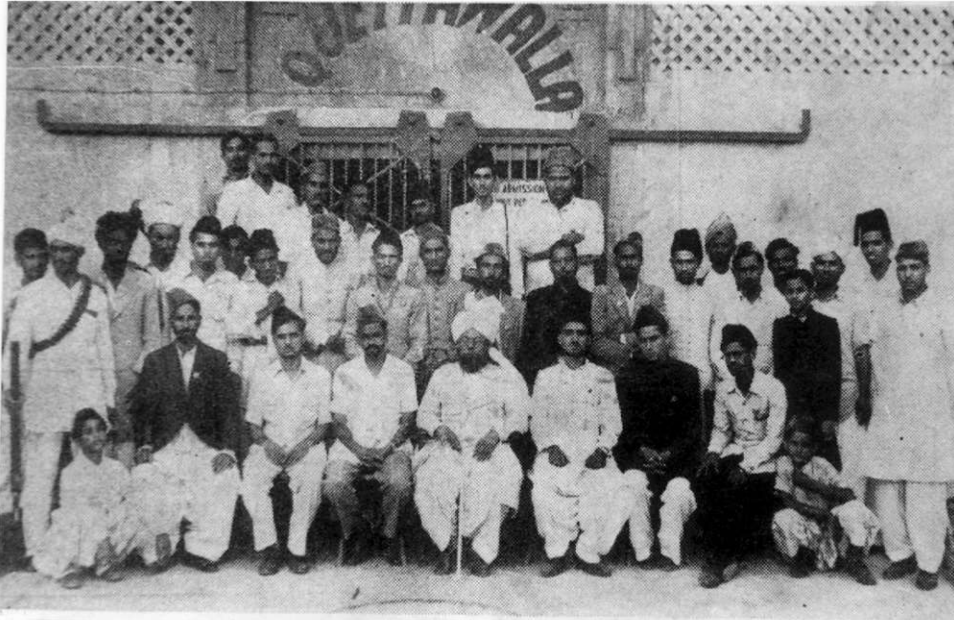
حضرت مصلح الموعود کی 1950ء میں کراچی تشریف آوری



حضورانور 1950ء کے دورہ کراچی کے موقع پر اپنی قیام گاہ پر احباب کے ساتھ



حضور انور کراچی میں سمندر کی سیر کے لئے بحری جہاز میں سوار ہوتے ہوئے



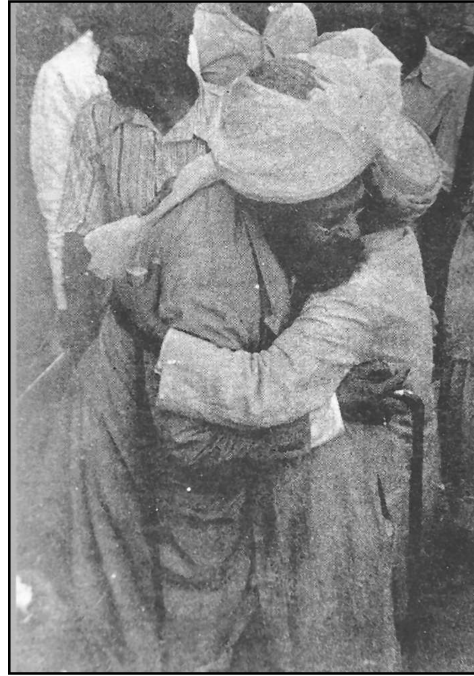
حضور انور 1950ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی عاملہ اور دیگر خدام کے ساتھ



حضور انور 1950ء میں کراچی میں



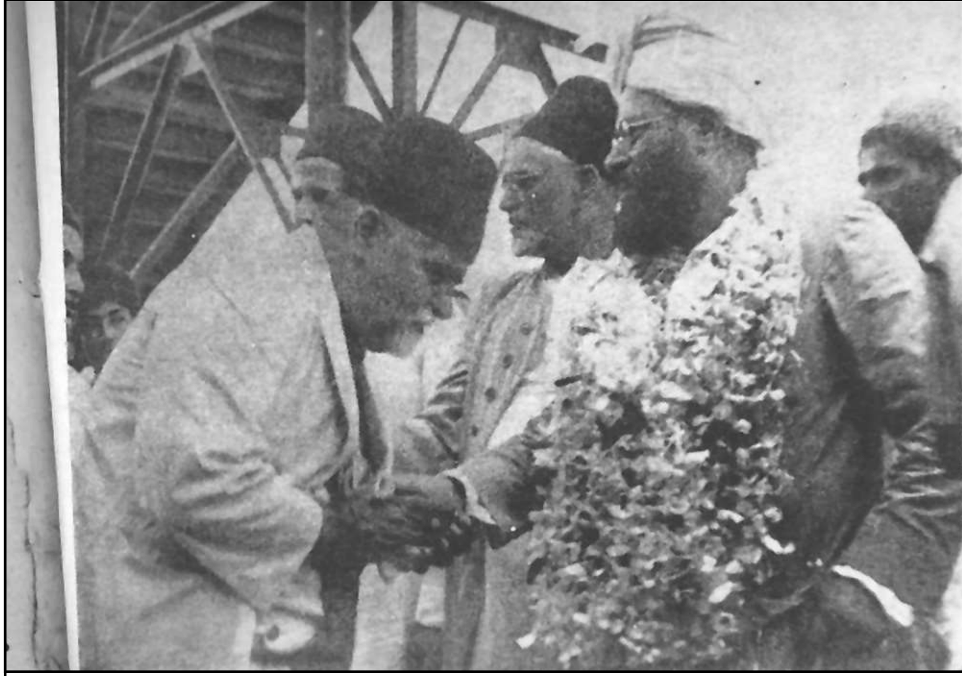
حضرت مصلح الموعود 1953ء کے دورہ کراچی کے موقع پر
گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے



حضور انور کا کراچی میں ایک دوست سے شفقت کا سلوک



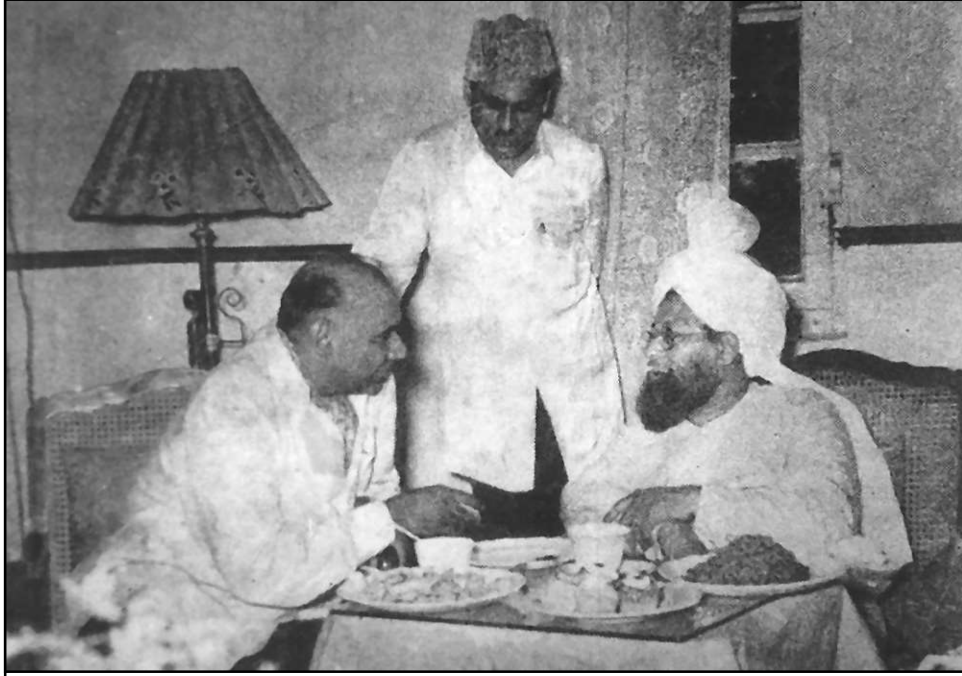
حضور انور کراچی میں جناب ہاشم گندر صاحب کی دعوت میں شریک ہیں



حضرت مصلح الموعود 1955ء میں دورۂ یورپ کے لئے کراچی سے روانہ ہو رہے ہیں



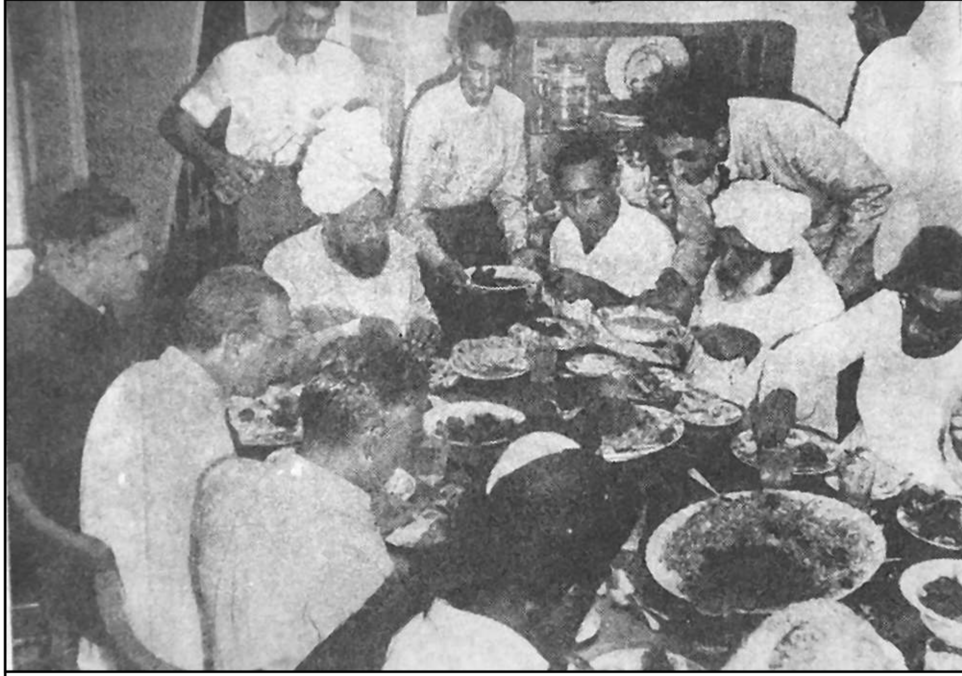
حضورانور دورہ کراچی کے موقع پر احباب سے مصروف گفتگو



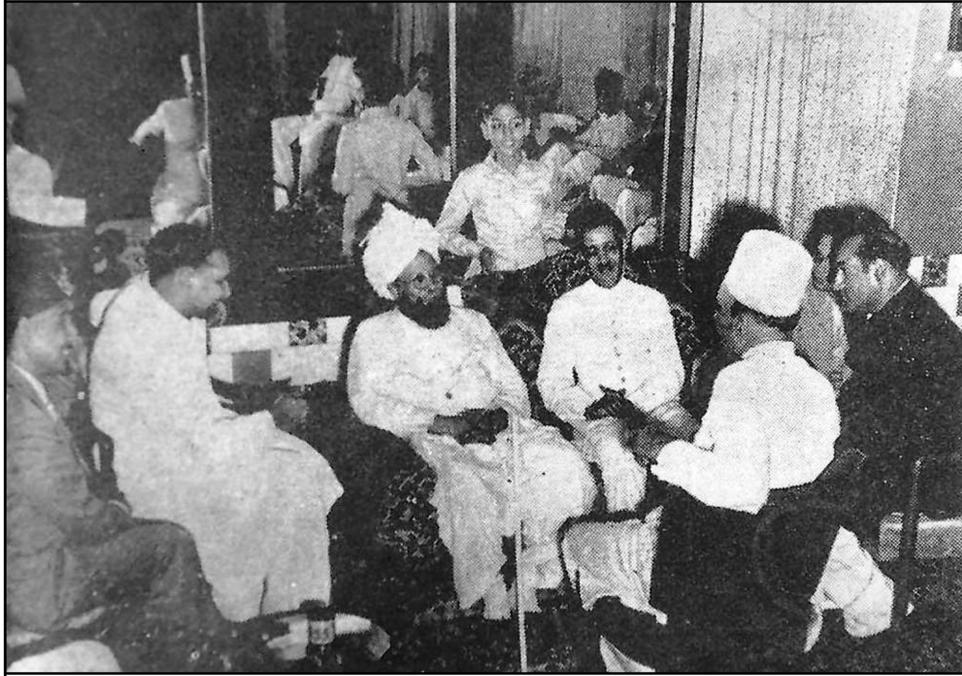
حضرت مصلح موعود کا انداز شفقت



حضور انور دورہ کراچی کے موقع پر اپنے اعزاز میں دی گئی ضیافت میں



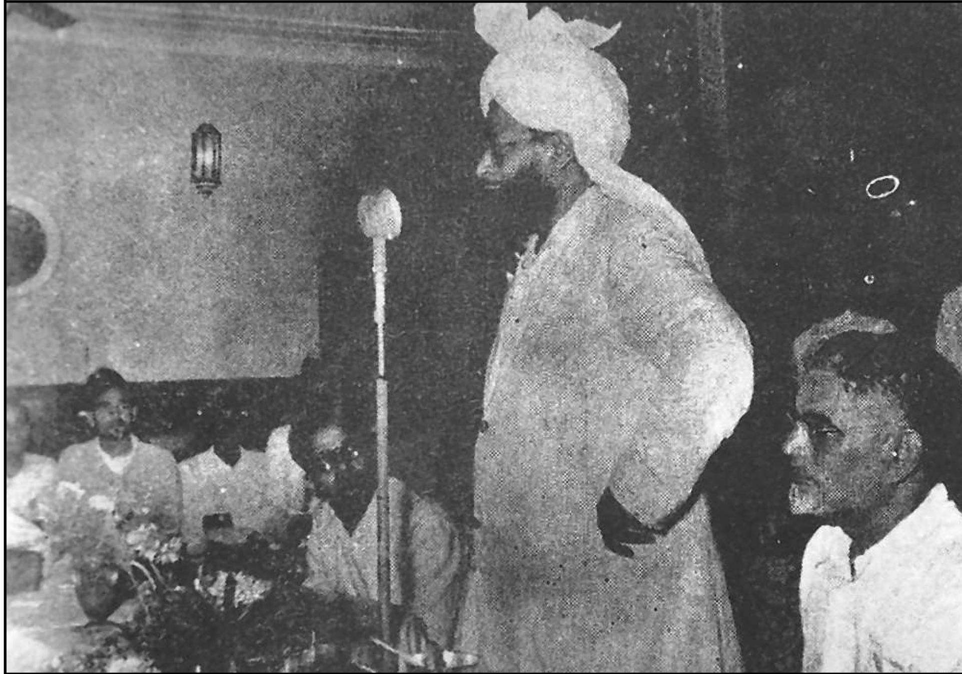
حضور انور کراچی میں ایک تقریب کے موقع پر



حضور انور احباب سے مصروف گفتگو



حضورانوردورہ کراچی کے موقع پرایک تقریب میں



حضورانوردورۂ کراچی کے موقع پرایک تقریب سے خطاب کررہے ہیں



حضورانور ایک ضیافت میں



حضورانور دورۂ کراچی کے موقع پر ایک تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لا رہے ہیں



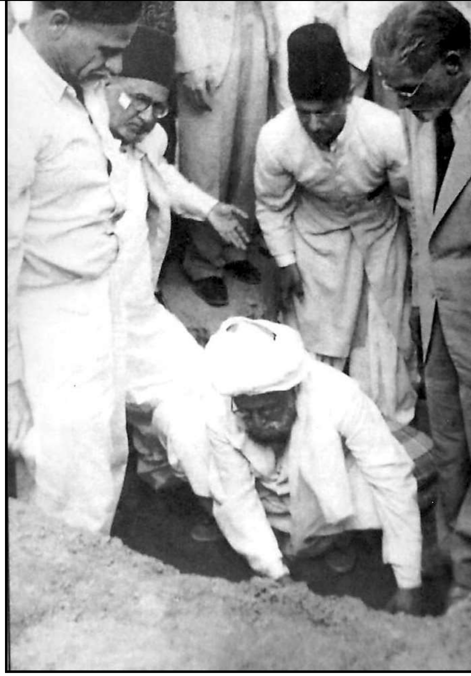
حضرت مصلح موعود کراچی میں



حضرت مصلح الموعود 1957ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی تقریب میں تشریف فرما ہیں



مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب حضرت مصلح الموعود
سے مصافحہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں



حضرت مصلح الموعود 1957ء میں فضل عمر چیری ٹیبل ڈسپنسری مارٹن روڈ
کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں



حضور انور ڈسپنسری کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا کروا رہے ہیں



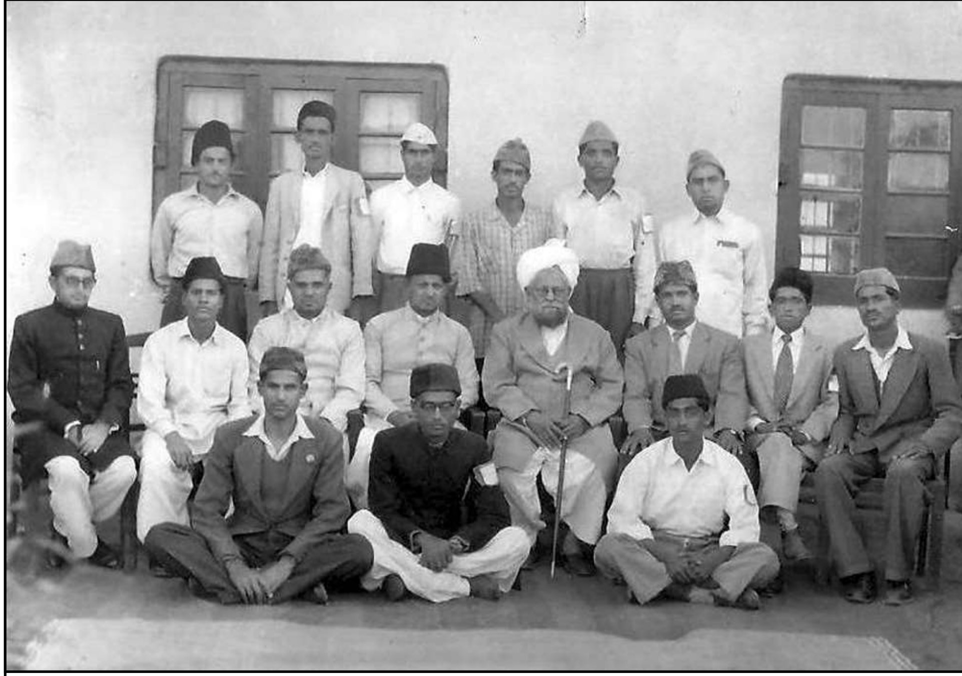
حضورانور کراچی آمد کے بعد کینٹ ریلوے اسٹیشن پر تشریف فرما ہیں (1957ء)



حضور انور 1957ء میں احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کراچی کی تقریب میں تشریف فرما ہیں



1957ء میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی حضرت مصلح الموعود کے ہمراہ



1957ء میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ حلقہ مارٹن روڈ کے اراکین حضور انور کے ہمراہ



1959ء مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور دیگر احباب
حیدرآباد ریلوے اسٹیشن پر حضرت مصلح الموعود کے ہمراہ

ON BOARD KARACHI MAIL
March 2, 1947.

Dear Mr. M.A. Jinnah,

As I told you when we met at Delhi, it has been my impression all along that at the proper time Sir Khizr Hayat Khan could be persuaded to join the League. But unfortunately certain events spoiled this scheme of mine for some time. Now, however, on HMG's new declaration, Sir M. Zafrullah Khan approached Sir Khizr suggesting that at this critical juncture he should not fail his community. Malik sahib then asked Sir Mohammad Zafrauulah Khan to come to Lahore. As I also, on my way to Sindh, had to stay there for one night, Sir Mohammad came there yesterday and discussed the matter with me. Following this, last night, he had a long ~~discussionxwith Sirx Khizr~~ discourse with Malik sahib and Qizlbash. They have agreed to resign. Sir Mohammad Zafrullah Khan has shown me Malik sahib's declaration which will be published tonight or tomorrow after he has seen His Excellency the Governor. I pray that no hitch occurs.

Now you have a great lever to get Muslim rights ~~fxrx~~ from your opponants. Now only NWF remains. I will try to study its situation. I hope you will get help from some other sources as well, but no more can be disclosed in a letter. May be we meet at Delhi in April.

Yours sincerely
Mirza B. Mahmud Ahmad
Head of the Ahmadiyya Movement.

P.S. My address during the time I am in Sindh will be Nasirabad, Kinjijhee(J), Tharparkar, District, Sindh.

حضرت مصلح موعود کا قیام پاکستان کے حوالہ سے قائداعظم محمد علی جناح کے نام ایک اہم اور نایاب مکتوب

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ جب تاریخ میں حضرت خالداور سعداور عمر بن معدی کرب اور جرار کے حالات پڑھتے ہوں گے تو آپ کے دل میں خواہش ہوتی ہوگی کہ کاش ہم بھی اُس زمانے میں ہوتے اور خدمت کرتے مگراس وقت آپ کو بھول جاتا ہے کہ ہرسُخن وقتے و ہرنکتہ مقام دارد اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جہاد بالسیف کی جگہ جہادِ تبلیغ اور جہاد بالنفس کا دروازہ کھولا ہے اور تبلیغ ہو نہیں سکتی جب تک روپیہ نہ ہو کیونکہ تنظیم بغیر روپیہ کے نہیں ہوسکتی۔ پس آپ لوگ اس زمانے کے مجاہد ہیں اور وہی ثواب جو پہلوں کو ملا آپ کو مل سکتا ہے اور مل رہا ہے۔ پس اپنے کام کو خوش اسلوبی سے کریں اور دوسروں کو سمجھائیں تا کہ آپ سب لوگ مجاہد فی سبیل اللہ ہو جائیں آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

حضرت مصلح الموعود کا پیغام - کارکنان مال کراچی کے نام



فون نمبر ...

مجلس خدام الاحمدیہ

احمدیہ ہال میگزین لین کراچی ۳

نمبر ——
مورخہ ——

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

24-2-57

اپنے فرائض کو سمجھو،
اور اپنی زندگی پر غور
کرتے رہو کہ وہ نہایت
محدود ہے، لیکن کام
جو آپ لوگوں کے سپرد
کیا گیا ہے ہزاروں سال
کا ہے، لیکن اگر ستر
اسی سال میں ختم نہ کیا گیا
تو اس کا پورا ہونا یا تو
ناممکن ہو جائیگا یا جتنی بھی
فتح حاصل کی گئی بیکار اور
ضائع ہو جائے گی اللہ
تعالیٰ ہم کو اس دن سے
محفوظ رکھے۔ آمین
والسلام۔ خاکسار
مرزا محمود احمد

مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۵۷ء / تبلیغ ۱۳۳۶ ہش بروز اتوار "دار الصدر" کراچی میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کو ازراہِ نوازش ملاقات کا شرف بخشا اور مکرم چوہدری عبد المجید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی درخواست پر حضور اقدس نے مندرجہ بالا تحریر مجلس کراچی کو عنایت فرمائی۔ جو بعد میں اسی روز خدام کے اجلاس عام میں پڑھ کر سنائی گئی۔

عبد المجید — قائد
... اللہ — معتمد

حضرت مصلح موعود کا ایک تاریخی پیغام - خدام الاحمدیہ کراچی کے نام

میں درست ہے مگر اس کا استعمال غلط ہو رہا ہے اسی نے قوت عملیہ کو بیکار کر دیا ہے۔لوگ دماغ پر پورا زور نہیں ڈالتے کیونکہ نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔الزام اس پر لگے گا یہ بری الذمہ رہیں گے۔ علاوہ جناب باری میں گستاخی کریں گے۔قوم اور ملک کو تباہ کرنے کا بھی یہ عقیدہ ذمہ دار ہو رہا ہے۔ جس طرح خوارج کے دعویٰ پر کہ الحکم للہ۔۔۔۔حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ کلمتہ الحکمتہ۔۔۔۔یہ ایک سچی بات ہے جسے بے محل استعمال کیا گیا ہے۔اس طرح یہ بات بھی سچ ہے کہ کوشش انسان کی اور نتیجہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔مگر اس سچی بات کو آجکل بہت غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور اسلام اور مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔مسلمان کا رکن اپنے دماغ اور دل کا صحیح استعمال نہیں کرتے اور اپنی ناکامیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور مجرم بری ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ جو پاک اور قدوس ہے مجرم بن جاتا ہے۔یہی قاعدہ دینی امور اور انفرادی جد و جہد میں بھی لگتا ہے اگر مسلمان اس غلطی کی اصلاح کر لیں اور ہر نتیجے کو اپنی غلطیوں کا نتیجہ سمجھیں تو ملت و ملک بہت سی تباہیوں سے بچ جائیں۔42

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی میں تشریف آوری

حضور اقدس 2 ستمبر 1950ء کو حیدر آباد سندھ سے کراچی کے ملیر اسٹیشن پر رونق افروز ہوئے۔اور کوئٹہ والا بلڈنگ ملیر میں حضور نے قیام کیا۔

حضور کی آمد پر انتظامات کیلئے شعبہ جات کی تقسیم کار درج ذیل تھی۔

1۔ نگران استقبال وٹرانسپورٹ — حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی
2۔ نگران راشن سپلائی — مکرم چوہدری احمد جان صاحب
3۔ نگران اسٹور — مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب
4۔ نگران پانی و روشنی و صفائی — مکرم شیخ عبدالحق صاحب
5۔ نگران کھانا پکوانا اور سروس — مکرم مولوی عبدالحمید صاحب
6۔ نگران پہرہ اور روزمرہ کا پروگرام — مکرم میجر شمیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی
7۔ نگران مالی امور — مکرم عبدالحق رامہ صاحب
8۔ نگران جنرل امور — مکرم مولوی محمد نواز کٹکی صاحب 43

جماعت کراچی کی اوّلین بیت (احمدیہ ہال)

جماعت احمدیہ کراچی کے پاس قیام پاکستان سے قبل اپنی کوئی بیت نہیں تھی بلکہ تمام مراکز کرائے کی عمارتوں میں قائم کئے جاتے تھے۔ مارچ 1947ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دورہ کراچی کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کراچی نے بندر روڈ کے پاس ایک پلاٹ خرید لیا جس کی مالیت اُس وقت 31,000 روپے تھی اور اس کا رقبہ 480 گز تھا۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ 12 مارچ 1948ء بمقام کراچی میں فرمایا کہ:

''ہماری جماعت اس حادثے کی وجہ سے (یعنی تقسیم ہندوستان) جو پیش آیا ہے کراچی میں یکدم بڑھ گئی ہے یا تو جمعہ میں سوسوا سو لوگ آیا کرتے تھے اور وہ بھی میرے آنے پر اور اب کہتے ہیں ہیں کہ پانچ چھ سو کے قریب ہیں۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ جماعت کوئی ایسی جگہ لے جس میں وہ اپنی (بیت) بنائے۔ لائبریری بنائے اور دوسری ضرورتوں کو پورا کرے۔ میں جب گزشتہ سال یہاں آیا تھا تو میں نے مختلف جگہیں دیکھی تھیں اور ایک جگہ میں نے پسند بھی کی تھی جو قریباً چھ کنال کی یا اس سے کچھ زیادہ تھی اور جس میں تمام ضرورتیں پوری کی جا سکتی تھیں مگر اس وقت جماعت کا رجحان اس طرف تھا کہ بندر روڈ کے قریب ملنی چاہیئے چنانچہ وہ جگہ رہ گئی اور لوکل انجمن نے بندر روڈ کے قریب 480 گز زمین اکتیس ہزار (31,000) روپیہ میں خرید لی۔ مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ اس میں بھی زیادہ سے زیادہ تین سوسوا تین سو آدمی آسکتے ہیں۔'' 44

اس سے قبل مارچ، اپریل 1947ء کے دورہ کراچی اور سندھ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیت کراچی کی تعمیر کے لئے تحریک فرمائی تھی جس میں سندھ کی جماعتوں کے احباب سے کہا گیا تھا کہ وہ اس سال کی فصل پر زمیندار ہونے کی صورت میں آٹھ آنے فی ایکڑ اور مزارعین ہونے کی صورت میں 2 آنے فی ایکڑ عطیہ جماعت کراچی کو تعمیر بیت کراچی کی مد میں بھجوائیں۔ اس حوالے سے ایک چٹھی جماعت احمدیہ سندھ کے سیکرٹری (دعوت اللہ) نے سندھ کے بعض احباب کو بھجوائی۔ جس میں اس بیت کراچی کے عطیہ کے علاوہ بعض مقامی چندوں کی وصولی کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس تحریک سے منسوب کیا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اسے خلاف واقعہ قرار دیتے ہوئے اس چٹھی کے متعلق تحریر فرمایا کہ:

''یہ تحریک صرف کراچی کی (بیت) کے لئے تھی جس کا میں ان سے وعدہ کر کے آیا تھا۔ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ میں نے بیت کراچی کے لئے یہ تحریک کی تھی نہ اس کے لئے۔ الفضل میں بھی یہ اعلان کیا جائے کہ ایسی چٹھی جو سندھ کے انچارج (دعوت الی اللہ) نے بھجوائی ہے درست نہیں۔'' 45

احمدیہ ہال کی تعمیر کے دوران، نماز جمعہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کی کوٹھی بمقام بندر روڈ پر ادا کی جاتی رہیں۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ گوانیز جیمخانہ (جسے آج کل کے جی اے گراونڈ کہا جاتا ہے اور جو پرانی نمائش کے قریب ایم اے جناح روڈ پر واقع ہے) کے پویلین میں بھی ادا کی جاتی رہیں۔ 46

جماعت احمدیہ کراچی کی اوّلین بیت احمدیہ ہال کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے دورہ کراچی 1950ء کے موقع پر 8 ستمبر 1950ء کو خطبہ جمعہ سے کیا۔

یہ بیت عبداللہ ہارون روڈ کے نزدیک میگزین لین پر واقع ہے اس کی تعمیر پر تقریباً 2 لاکھ روپے لاگت آئی۔ اس کی تیاری اور تعمیر کے انچارج محترم شیخ عبدالحق صاحب S.D.O تھے۔ 47

احمدیہ ہال کے پلاٹ کے حصول کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نگرانی اور خواہش کا بڑا عمل دخل ہے۔ حضور اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 8 ستمبر 1950ء بمقام احمدیہ ہال کراچی میں اس بارے میں فرماتے ہیں:

''یہ بیت بھی غالباً نہ بنتی اگر آج سے آٹھ دس سال پہلے مجھے متواتر یہاں آنے کا موقع نہ ملتا اور جماعت پر یہ زور دینے کا موقع نہ ملتا کہ جس طرح بھی ہو زمین خرید لو، چنانچہ میرے ایک ایسے سفر کے زمانہ میں یہ زمین دیکھی گئی۔ اس وقت بھی بعض مقامی دوستوں کی تجویز تھی کہ اس سے بڑی جگہ لینی چاہیئے مگر میں نے کہا کہ زمین جو بھی ملتی ہے لے لو اور بڑی کا انتظار نہ کرو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی ہاتھ سے جاتی رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ آباد ہے اور یہاں ایک شاندار بیت بنی ہوئی ہے۔'' 48

احمدیہ ہال خریدنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بطور قرضہ حسنہ 32,000 روپے دئے تھے۔ 49

مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کی روایت کے مطابق کراچی کے مرکز کے لئے زمین

کی خرید کا معائنہ زیرِغور تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان دنوں کراچی میں مقیم تھے۔ حضور نے فرمایا۔ ابھی مجلس عاملہ کو بلا کر ریزولیوشن پاس کراؤ۔ میں پچیس ہزار روپے دیتا ہوں۔ اس مرکز کا نام اس کی طرزِ تعمیر کی مناسبت سے آپ نے خود ہی احمدیہ ہال رکھا۔ 50

قیام پاکستان سے قبل احباب جماعت کراچی بندر روڈ پر واقع ایک چھوٹی عمارت میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور یہی جگہ تمام جماعتی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ اس عمارت میں آجکل رسالہ ''المصلح'' کراچی کا دفتر قائم ہے۔

قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کے کراچی آنے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کراچی کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا تو یہ جگہ ناکافی ہوگئی۔ اس پر فیصلہ ہوا کہ جماعت احمدیہ کراچی کے پاس میگزین لین میں جو پلاٹ ہے فی الحال اس پر بیت کے لئے عارضی عمارت تعمیر کر لی جائے۔

پہلے خیال ہوا کہ اس کے 1/4 حصہ پر عارضی چھت ڈالی جائے باقی کھلا رہے پھر اس کے نصف پر اور پھر سارے پر عارضی چھت ڈالنے کا فیصلہ ہوا۔ مکرم بریگیڈئر غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے اس سلسلہ میں تحریک کرنے کا فیصلہ کیا اور مکرم حافظ عبد السلام صاحب سے فرمایا کہ خطبہ جمعہ میں 10 ہزار روپے کی تحریک کریں تا کہ احمدیہ ہال کی خالی جگہ پر ہم کچھ عارضی تعمیرات کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ہی دنوں میں 10 ہزار روپے کا بندوبست ہو گیا۔ اس دوران محترم بریگیڈئر غلام احمد صاحب کا کراچی سے تبادلہ ہو گیا اور محترم حافظ عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کئے گئے۔ اور آپ کی نگرانی میں احمدیہ ہال کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

احمدیہ ہال پر عارضی چھت ڈال دی گئی۔ پلرز بنوائے گئے، پھر فیصلہ کیا گیا کہ پکی چھت بنائی جائے۔ پلرز کی مضبوطی کا سوال اُٹھا کہ آیا پختہ چھت کو اُٹھا سکیں گے یا نہیں۔ مکرم شیخ عبد الحق صاحب انجینئر اور دوسرے انجینئر حضرات سے مشورہ کر کے پختہ چھت ڈالنے کا ارادہ کر لیا گیا۔ اس کام کے لئے اب مزید 20 ہزار روپیہ چاہیئے تھا۔ مکرم عبد الحق رامہ صاحب سیکرٹری مال سے انتظام کرنے کا کہا گیا۔ فیصلہ ہوا کہ جب تک کوئی بڑا آدمی تحریک نہ کرے اتنی بڑی رقم کا بندوبست مشکل لگتا ہے۔ اس حوالے سے مکرم حافظ عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور مکرم سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ کراچی، حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے گھر

گئے۔آپ نفل پڑھ رہے تھے۔آپ کچھ دیر بعد تشریف لائے۔ مدعا سنا اور پھر اگلے ہفتہ تحریک کرنے کا وعدہ کیا۔اس دوران مکرم امیر صاحب نے بھی تحریک کی۔اگلے جمعہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے تحریک کرنے سے قبل ہی ساڑھے انیس ہزار روپیہ اکٹھا ہو گیا۔ جمعہ کو چوہدری صاحب موصوف نے خطبہ سے قبل 500روپے اپنی طرف سے نکال کر ادا کئے۔ اس طرح 20ہزار روپے کا ٹارگٹ ان کی تحریک کرنے سے قبل ہی پورا ہو گیا۔'' 51

اس طرح احمدیہ ہال کی تعمیر کا آغاز ہوا اور آخر کار 1950ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ جمعہ مورخہ 8 ستمبر 1950ء سے احمدیہ ہال کا افتتاح ہوا۔احمدیہ ہال کراچی کی پہلی منزل کے کمروں کی تعمیر کا آغاز 1961ء میں ہوا۔ پہلی منزل کے کمروں کی تعمیر کے لئے بجٹ کا اندازہ =/7862روپے لگایا گیا تھا۔ 52

کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک خاص خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 8/ستمبر 1950ء کو احمدیہ ہال کراچی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کے آغاز میں حضور نے کراچی کی مخلص جماعت کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا:

''سب سے پہلے تو میں جماعت کے دوستوں کو اس بات کی مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے یہاں بیت بنانے کی توفیق عطا فرمائی ۔ میں نے دو دفعہ یہاں تقریر کی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ دونوں دفعہ ایک ہی ہال میں تقریر ہوئی تھی یا الگ الگ ہال تھے، بہر حال اُوپر کے برآمدوں اور نیچے کے برآمدوں کو ملا کر یہ بیت اُن ہالوں سے بڑی نظر آتی ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی جگہ بناتا ہے تو آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اس کی ترقی کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کو وقتاً فوقتاً اِس قسم کے الہام ہوتے رہے تھے کہ آپ اپنے مکانات کو وسیع کریں تا کہ آنے والے لوگ وہاں آ کر رہیں۔ چنانچہ ان الہامات میں سے ایک یہ بھی الہام تھا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ اپنے مکان کو وسیع کرو۔ میں ہمیشہ ہی جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں کہ اپنی حیثیت کے مطابق ان کو بیوت بناتے رہنا چاہیئے ،لیکن افسوس ہے کہ جماعت ہمیشہ ہی اپنی توفیق سے زیادہ بڑی جگہ کی تلاش میں رہتی ہے۔ یہ بیت بھی غالباً نہ بنتی اگر آج سے دس سال پہلے مجھے متواتر یہاں آنے کا موقع نہ ملتا اور جماعت پر یہ زور دینے کا موقع نہ ملتا کہ

جس طرح بھی ہو زمین خرید لو چنانچہ میرے ایک ایسے سفر کے زمانہ میں یہ زمین دیکھی گئی۔ اس وقت بھی بعض مقامی دوستوں کی تجویز تھی کہ اِس سے بڑی جگہ لینی چاہئے مگر میں نے کہا کہ زمین جو بھی ملتی ہے لے لو اور بڑی کا انتظار نہ کرو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی ہاتھ سے جاتی رہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ آباد ہے اور یہاں ایک شاندار بیت بنی ہوئی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جماعت کا ایک حصہ اس کی تائید میں تھا اور دوسرا حصہ اس بات کی تائید میں تھا کہ کوئی اور بڑی جگہ تلاش کی جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جماعت پر فضل کیا اور ان کو ہدایت دی کہ وہ چھوٹی چیز پر قناعت کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ان کے لئے بڑی چیز کے سامان پیدا کرے۔ دُنیا میں کوئی بیت ایسی نہیں بن سکتی جس میں زیادہ سے زیادہ افراد جو ممکن ہوں آسکیں۔ خانہ کعبہ کی مسجد کے برابر کوئی مسجد نہیں لیکن کچھ دن ایسے بھی آتے ہیں جب خانہ کعبہ میں بھی نمازی سما نہیں سکتے اور بازاروں اور دوکانوں پر کھڑے ہو کر لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مسجد نبویؐ جو مدینہ منورہ کی ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ اس میں بھی بعض اوقات نمازی پوری طرح سما نہیں سکتے۔ پس یہ خیال غلط ہے کہ ہم آئندہ کی تمام ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی بیت بنائیں اور جب تک ان ضرورتوں کے مطابق بیت نہ بن سکے، ہم اپنی نماز کے لئے کوئی انتظام نہ کریں۔ میں تو سمجھتا ہوں یہ اسی بیت کی برکت ہے کہ آج سے چار سال پہلے موجودہ نمازیوں سے پانچواں حصہ بھی جماعت نہیں تھی بلکہ جو لوگ مجھے اس وقت نظر آ رہے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دسواں حصہ بھی جماعت نہیں تھی، صرف ایک کمرہ جماعت نے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ مجھے یاد ہے جب میں جمعہ کے لئے جاتا تو زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں تین صفیں ہوا کرتی تھیں بلکہ ایسے جمعے بھی گزرے ہیں جب دو صفیں بھی نہیں بنتی تھیں اور وہ کمرہ اس بیت کے برآمدہ کے کوئی تیسرے حصے کے برابر ہوگا۔ حد سے حد نصف ہوگا جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے گھر بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس گھر کی آبادی کے بھی سامان پیدا کیا کرتا ہے اب اِس خیال میں نہ رہو کہ یہ بیت ہم نے بنا لی ہے اور ہمارا فرض پورا ہوگیا ہے جیسا کہ اس وقت نظر آ رہا ہے اس بیت کے بنتے ہی یہ بیت بھر بھی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا:

پہلے تو مجبوری کی حالت میں یوں کرنا چاہیئے کہ جہاں جہاں جماعت کے دوست اکٹھے

ہوسکیں وہاں کسی دوست کے مکان پر اکٹھے ہو کر نمازیں پڑھ لیا کریں پھر اس کے بعد کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر محلّہ میں ایک چھوٹی سی بیت بنالی جائے چاہے وہ ایک مرلہ کی ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ اگر میونسپل قانون میں اجازت ہو تو معمولی کچی اینٹوں کی ہی بیت بنالی جائے۔

حضور نے مزید فرمایا:

کچھ عرصہ سے میرے کانوں میں پڑ رہا ہے اور یہاں آ کر بھی متفرق صورتوں اور متفرق جہات سے میرے کانوں میں پڑا ہے کہ کراچی میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے مال یا دولت کی وجہ سے مغرور ہو کر سلسلہ کے لئے بدنامی اور فتنہ کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ان کے متعلق کئی قسم کی رائیں ہیں لیکن جو مجھ پر اثر ہے وہ یہ ہے کہ کافی حصہ جماعت کا ایسا ہے جو ان کی دولت یا مال کی وجہ سے خیال کرتا ہے کہ بڑے لوگ ہم سے الگ ہوگئے تو یہ سلسلہ کا بڑا نقصان ہوا ہے۔''

حضور نے زبردست قوت و شوکت سے بھرے ہوئے الفاظ میں اس خیال کی لغویت اور بطلان پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ چنانچہ فرمایا کہ:

''خدا کا قائم کردہ خلیفہ اور یہ دو دو، چار چار، پانچ پانچ ہزار روپیہ کمانے والے آپس میں کیا نسبت رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی تو اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی ہاتھی کے مقابلے میں ایک مچھر کی ہوتی ہے۔ شاید تم میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہوں کہ خلیفہ بیمار رہتا ہے اور وہ بڈھا بھی ہوگیا ہے اب شاید وہ جلد ہی مر جائے گا پھر ان لوگوں کے مقابل پر ہمارا کیا حال ہوگا میں ایسے لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ اُردو کا محاورہ ہے کہ ''ہاتھی زندہ لاکھ کا مردہ سوا لاکھ کا'' ہم وہ لوگ ہیں جو مر کر زیادہ طاقتور ہوا کرتے ہیں ہماری زندگی میں خدا تعالیٰ ہمارے دشمن کو بالعموم محفوظ رکھتا ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے لیکن ہماری موت کے بعد وہ ہمارے لئے غیرت دکھاتا ہے جس کے مقابلہ میں کسی قریب ترین عزیز یا عاشق کی غیرت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پس ان لوگوں کی کوئی ہستی نہیں بلکہ مجھے تعجب آتا ہے کہ تم ان کی طرف کیوں توجہ کرتے ہو۔ ان کے افعال اور ان کی باتیں محض ایک نشان دکھانے کے لئے زندہ رکھی جاتی ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ عجائب گھروں میں مرے ہوئے سانپ رکھے جاتے ہیں، کیا تم نے انہیں دیکھا کہ عجائب گھروں میں مردہ بچھو رکھے جاتے ہیں جس طرح عجائب گھروں میں مردہ سانپ اور مردہ بچھو رکھے جاتے ہیں

اسی طرح خدائی سلسلہ میں ایسے لوگ رکھے جاتے ہیں تا کہ لوگ ان کو دیکھ کر نصیحت حاصل کریں۔ وہ اس لئے نہیں رکھے جاتے کہ ان کو کوئی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس لئے نہیں رکھے جاتے کہ خدا تعالیٰ کے سلسلے کے مقابلہ میں ان کو کوئی حیثیت حاصل ہوتی ہے، بلکہ وہ اس لئے رکھے جاتے ہیں تا کہ لوگ انہیں دیکھ کر ہوشیار رہیں اور وہ اس حقیقت کو ہمیشہ کے لئے سامنے رکھیں کہ بعض لوگ چند قدم چل کر ایسے خطرناک گڑھے میں گر جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی جو پوزیشن 1908ء میں تھی، اُس سے اب سینکڑوں گنا زیادہ ہے اور دنیا کے بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں اب احمدیت قائم ہے جن ممالک میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک احمدی نہیں تھا۔ تو بات وہی ہے کہ ہاتھی زندہ لاکھ کا مردہ سوا لاکھ کا بلکہ سوا لاکھ بھی انسانی نقطہ نگاہ کے لحاظ سے کہا گیا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے لحاظ سے تو کروڑوں کروڑ بھی کہا جائے تو کم ہے۔ پس تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ اگر میں مر گیا تو کیا ہوگا؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آخر ہر انسان نے مرنا ہے اور میری صحت تو شروع ہی سے کمزور چلی آ رہی ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے چند دن پہلے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بلایا اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ڈاکٹر صاحب آپ کچھ اس کی طرف بھی توجہ کریں مجھے تو اس کی صحت کا سخت فکر رہتا ہے ایسی صحت کے ساتھ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کچھ عرصہ بھی زندہ رہے گا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اس کے چند دنوں بعد وفات پا گئے اور میں جو ہر وقت بیمار رہتا تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مجھ سے بہت قوی اور مضبوط انسان مجھ سے پہلے گزر گئے۔ حافظ روشن علی صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور ان کی عمر بھی میرے قریب قریب تھی وہ بڑے مضبوط اور طاقت ور تھے۔ مگر 1929ء میں میرے دیکھتے ہی دیکھتے فوت ہو گئے۔ میر محمد اسحٰق صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط تھے اور دو سال مجھ سے چھوٹے تھے مگر 1944ء میں وہ بھی فوت ہو گئے، جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا اب مرا کہ اب مرا، اب اپنی عمر کے باسٹھویں سال سے گزر رہا ہوں۔ بہت سے تندرست اور اسکول میں میرے ساتھ پڑھنے والے نوجوان جو بچپن میں ہر میدان میں مجھے شکست دیا کرتے تھے اور جو مجھ سے زیادہ قوی اور مضبوط تھے وہ قریباً سارے کے سارے فوت ہو چکے ہیں، شاید ان میں سے کوئی ایک دو ہی زندہ ہوں۔ پس یہ امر تو خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے اور جب یہ اس کا قائم کردہ سلسلہ ہے تو

یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میری موت کا وقت آجائے اور دنیا یہ کہے کہ مجھے اپنے کام میں کامیابی نہیں ہوئی۔ میری وفات خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اُس دن ہو گی جس دن میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو ختم کرلوں گا اور حضرت مسیح موعودؑ کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں گی جن میں میرے ذریعہ سے (دین حق) اور احمدیت کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے اور وہ شخص بالکل عدم علم اور جہالت کا شکار ہے جو ڈرتا ہے کہ میرے مرنے سے کیا ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ کو بھیج دے گا۔ مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت ثالثہ ہی نہیں اسکے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ **قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دُنیا میں نہیں پھیلا دیتا اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس اسکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہوسکتا جس مقصد کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے دوسری اینٹ بنایا۔** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کو کھڑا کر دے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد مَیں ہوں لیکن ''رجال'' کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو (دین حق) کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔ پس ہمارا مقابلہ کرنے والا ہمارا مقابلہ نہیں کرتا خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔

آخر میں منصب خلافت کی حقیقی اور بلند شان ایک نہایت لطیف مثال سے واضح کی چنانچہ فرمایا:

''کیا تمہیں دنیا میں کوئی شخص ایسا نظر آتا ہے خواہ کروڑ پتی ہو، حاکم ہو، وزیر ہو، بادشاہ ہو جو خدا تعالیٰ کو مار سکے پھر یہ کس طرح خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب تو ہم نے سنیما دیکھنے سے روکا ہوا ہے اس سے پہلے تم بھی دیکھتے

تھے اور میں نے بھی سنیما دیکھا ہے۔ اگر تم سنیما کی تصویر پر گولی مارو تو کیا اُس ایکٹر کو جا لگے گی جس نے اس میں کام کیا ہے وہ اُس ہالی وڈ یا بمبئی یا کراچی میں زندہ پھر رہا ہوتا ہے اگر تم دس ہزار گولی بھی مارو تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اسی طرح ہم بھی تصویریں ہیں اور ہم پر حملہ کرنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ اگر تم توپیں چلا دو اور اگر تم تصویر کی دھجیاں بھی اڑا دو تب بھی تم اُس شخص کو کوئی نقصان پہنچا سکتے کیونکہ جو چیز تمہارے سامنے ہے وہ محض ایک نشان اور تصویر ہے اصل چیز تو آسمان پر ہے اور وہ تمہارے قبضہ وتصرف سے باہر ہے پس تمہیں اصل حقیقت کو دیکھنا چاہیئے اور اس پر غور کرنا چاہیئے ۔ ہم اصل نہیں ہیں اور اگر ہم اصل ہوتے تو دنیا ہمیں کبھی کی فنا کر چکی ہوتی ، ہم تصویریں ہیں اس لئے دنیا ہمیں جتنا بھی نقصان پہنچاتی ہے دین کا کچھ نہیں بگڑتا۔ تصویروں میں بعض دفعہ بادشاہ کا جلوس بھی دکھایا جاتا ہے اگر کوئی شخص بادشاہ کے جلوس پر گولیاں برسائے تو کیا بادشاہ مر جائے گا؟ اس طرح ہم بھی تصویریں ہیں ۔ ہم کو خدا تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے تا کہ اس کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ جس طرح تصویر پر گولی چلانے والا اصل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ہم پر گولی چلاتا ہے تو گو ہم مر جاتے ہیں ہم ختم ہو جاتے ہیں لیکن اس مشن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا جس کو قائم کرنے کیلئے اس نے ہمیں کھڑا کیا ہے بلکہ اگر کوئی بادشاہ کے جلوس پر گولی چلاتا ہے تو بادشاہ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ میرے مخالف ہیں اور وہ پہلے سے بھی زیادہ سخت تدابیر اختیار کرتا ہے۔

پس اپنے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ یا ان کے خلفاء بیشک بوجہ خدا تعالیٰ کے نمائندہ ہونے کے ادب کے قابل ہیں لیکن وہ مقصود نہیں۔ ان کے لئے اس نے یہ اسکیم نہیں بنائی بلکہ اپنے لئے بنائی ہے ۔ پس یہ سمجھ لو کہ تم جس کام کے لئے کھڑے ہو وہ خدا تعالیٰ کا ہے اور اس کے نام کو تم نے روشن کرنا ہے باقی ساری چیزیں اظلال کے طور پر ہیں اور اظلال آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں ، ہاں خدا تعالیٰ یہ ضرور کرتا ہے کہ جب ظل کی کوئی شخص ہتک کرتا ہے تو وہ اسے اپنی ہتک قرار دیتا ہے ۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم کسی کے دوست کی تصویر کو جوتیاں مارو اور وہ اسے برداشت کرے ۔ اسی طرح ہم ہیں تو انسان لیکن خدا کہتا ہے کہ میں نے اسکو اپنی شکل پر بھیجا ہے۔ میں نے اسکو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا ہے ۔ تو اس لئے تو نے اس کو جوتی نہیں ماری بلکہ مجھ کو جوتی ماری ہے ، تو نے اس کو گالی نہیں دی ، تو نے اس کو ذلیل نہیں

کیا بلکہ مجھ کو ذلیل کیا ہے۔ اس لئے ایسا آدمی بچتا نہیں۔ آدمؑ سے لیکر اب تک ایسا آدمی نہیں بچا اور قیامت تک نہیں بچ سکتا۔'' 53

بلدیہ کراچی کے میئر کی دعوت میں شرکت

مورخہ 8 ستمبر 1950ء کو حضور نے بلدیہ کراچی کے میئر جناب حاتم علوی صاحب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اس موقع پر گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان جناب زاہد حسین صاحب اور کئی دیگر اکابرین بھی شامل تھے۔

دیگر مصروفیات

حضور نے 9 ستمبر 1950ء کو شام کی چائے ڈرگ روڈ میں فوجی افسران کے ساتھ نوش فرمائی۔ رات کا کھانا میٹرو پول ہوٹل میں تناول فرمایا جس کا اہتمام مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب کی جانب سے کیا گیا تھا۔

سینٹرل ہوٹل میں پریس کانفرنس

12 ستمبر 1950ء کو حضور اقدس نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس میں حضور نے اسلامی ممالک کو اتحاد کی دعوت، کمیونزم کے سد باب کے لئے اور تبلیغ اسلام کی ضرورت کے موضوع پر بیش بہا خیالات کا اظہار فرمایا اور بعد میں اخباری نمائندوں کے سوالوں کے مؤثر جوابات دئے۔

پکنک اور درس القرآن

13 ستمبر 1950ء کو حضور ہاکس بے کے تفریحی مقام پر پکنک کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ پکنک سے واپسی پر آپ، میاں عبدالحق صاحب رامہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی (جو بعد میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں ناظر بیت المال کے عہدے پر فائز ہوئے) کے کوارٹر پر تشریف لے گئے۔ بعد ادائیگی نماز مغرب حضور نے قرآن کریم کی سورۃ الناس کا نہایت لطیف درس دیا۔ اس درس میں کئی ایک غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مختلف تقریبات میں شرکت

14/ستمبر: شام کی چائے حضور نے نیوی کے افسران کے ساتھ نوش فرمائی۔
14/ستمبر: رات کا کھانا حضور اقدس نے جناب محمد احمد صاحب بٹلہ کے ہاں تناول فرمایا۔جس میں بہت سے اکابرین مدعو تھے۔
15/ستمبر: احمدیہ ہال میں خطبہ جمعہ میں تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔
17/ستمبر: حضور نے احمدیہ ہال میں جماعت احمدیہ کراچی کی جانب سے دعوت میں شرکت فرمائی اور قریباً ایک ہزار احباب کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔
18/ستمبر: ملیر چھاؤنی میں فوجی افسران کے ساتھ چائے نوش فرمائی اس موقع پر دلچسپ سوال و جواب کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔

حضور اقدس نے کراچی میں اپنے قیام کے دوران مندرجہ ذیل احباب کی دعوتوں میں بھی شرکت فرمائی۔خلیفہ حمید اللہ محبوب شام صاحب، میاں شریف احمد صاحب، سیٹھ صادق علی صاحب کوئٹہ والا، خان بہادر شاہ جان صاحب، حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب، جناب مشتاق احمد صاحب ایجنٹ جنرل حیدرآباد اسٹیٹ، ڈاکٹر عبدالحمید صاحب، سید واجد علی صاحب اور سیٹھ اسماعیل صاحب مالک پین (PAN) اسلامک شپنگ کمپنی۔حضور 20 ستمبر کو صبح 6 بجے بذریعہ ٹرین لاہور تشریف لے گئے۔54

نوجوانوں کا کردار اور اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15/ستمبر 1950ء میں فرماتے ہیں:

’’میں جماعت کو ایک دفعہ پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ جماعت کراچی کس حد تک تحریک جدید کے وعدوں کو پورا کر رہی ہے؟ جہاں تک نئے نوجوانوں کا تعلق ہے، میں دیکھتا ہوں کہ ان کی حالت بہت زیادہ افسوسناک ہے۔ ....حالانکہ نوجوانوں میں اخلاص اور قربانی کی روح پہلوں سے زیادہ ہونی چاہیئے۔کبھی کوئی

قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس کے نوجوان پہلوں سے زیادہ قربانی کرنے والے نہ ہوں۔ پس ایک طرف تو میں آپ لوگوں کو، جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ مجھے پہلے یہیں اس بات کے کہنے کا موقع ملا، توجہ دلاتا ہوں کہ اگر تحریک جدید کے وعدوں کے بارہ میں آپ کے اندر غفلت پائی جاتی ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔54-a

حضور کے لئے رہائش گاہ کا انتظام

محترم محمد یعقوب قیس مینائی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1950ء میں کراچی تشریف لاکر دو ماہ قیام فرمانا تھا اور اہم لیکچر دینے تھے اور حضور کے قیام کے لئے کسی موزوں بنگلہ کی ضرورت تھی۔ مہاجرین و تارکین وطن جوق در جوق پاکستان میں آرہے تھے۔ کراچی میں کوئی بنگلہ، کوٹھی کسی قیمت پر بھی خالی نہیں مل رہی تھی۔ امیر جماعت احمدیہ مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب ایڈیشنل کسٹوڈین ہونے کے باوجود ایک ہوٹل میں رہائش پر مجبور تھے۔ آپ نے مجھ سے اس ضرورت کا ذکر کیا اور کہا کہ دعا کریں کوئی کوٹھی، بنگلہ مل جائے۔

چنانچہ خاکسار نے رات کو خاص توجہ سے دعا کی اور صبح کو ایک دلال نے ایک دومنزلہ کوٹھی کا ذکر کر کے کہا کہ میں کوشش کروں گا کہ اگر اس کی بات طے ہوگئی تو پانچ صد معاوضہ تو میں لوں گا اور مالکان دو ماہ کا جو کرایہ طلب کریں گے وہ الگ ہوگا۔ میں نے کہا کہ کل جواب دوں گا۔ میں فوراً چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ فرمانے لگے کہ دلال اپنا معاوضہ پانچ ہزار بھی مانگے اور کرایہ بھی پانچ ہزار ماہانہ تو بھی مجھے منظور ہے۔ امامِ جماعت کی خواہش پر تو جان بھی قربان ہے۔

وہ دلال تو پھر نہ آیا۔ میں نے سوچا کہ میرے ایک بوہرہ دوست سیٹھ صادق علی جیون جی صاحب کوئٹہ والے کی بہت سے کوٹھیاں، بنگلے ہیں۔ ان سے تو بات کروں۔ میں ان سے ملا وہ اپنی کار میں ملیر لے گئے اور اپنی ایک دومنزلہ کوٹھی دکھائی، جس میں خواتین کے غسل کرنے کے لئے ایک ٹینک (تالاب) بھی تھا۔ کرایہ پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ کی جماعت کے اِمام ہوں یا ہماری جماعت کے اِمام (جناب سیدنا مُلّا طاہر سیف الدین صاحب) ایک ہی بات ہے۔ وہ قیام

فرمائیں تو پھر کرایہ کیسا؟ میں وہی نذرانہ پیش کروں گا جو اپنے اِمام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میں نے محترم امیر صاحب کو یہ خوشخبری سنائی تو مسرت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ پہلے مجھے دکھا لو وہ جگہ حضور کے لائق اور محفوظ بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ سیٹھ صاحب نے ہمیں خود اپنی کار میں لے جا کر کوٹھی دکھائی جس کو چوہدری صاحب نے بہت پسند کیا اور پھر اُوپر تالاب کے قریب ہی سجدہ میں گر گئے اور مجھے کہا کہ کاش! حضور بھی پسند فرما لیں۔

قیام گاہ حاصل نہ ہونے کو جماعت کراچی کی غفلت پر محمول کرتے ہوئے حضور کچھ ناراض تھے اور کوئٹہ تشریف لے گئے تھے۔ محترم امیر صاحب نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی کہ حضور کو منا کر کراچی لاؤں میرا مشورہ آپ نے قبول فرمایا کہ دو ذمہ دار، معزز افراد کو بھی آپ حکم دیں اور ہم وفد کی شکل میں جائیں۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ چنانچہ محترم چوہدری احمد جان صاحب مرحوم اور کامٹی والے محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب (سابق منگل سنگھ) اور خاکسار کوئٹہ گئے اور حضور کو منانے میں کامیاب ہوگئے۔ جب آکر ہم نے یہ خوشخبری سنائی تو آپ کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔[55]

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع پر ریزولیوشن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے گیارہویں سالانہ اجتماع منعقدہ اکتوبر1950ء کے موقع پر فرمایا کہ:

’’ملک اس وقت خطرناک حالات میں ہے نیز کشمیر کا معاملہ جو رگ گردن ہے اس کا حل نظر نہیں آتا۔ پس ایسے حالات میں ہر مرد، عورت اور بچے کو اس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اچھی ہوتی ہے۔ پس تجویز کرتا ہوں کہ کل شوریٰ میں ایسا ریزولیوشن پاس کیا جائے اور حکومت کو یقین دلایا جائے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم ایسے وقت کے لئے قربانی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے ہر قسم کی قربانی کریں گے۔ اس طرح تمام نوجوانوں کو اپنی ذمہ داری اور فرائض کا احساس ہوگا۔‘‘[56]

ریز ولیوشن

یہ ریزولیوسن خدا کے فضل سے اگلے ہی روز مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی جانب سے مکرم شیخ عبدالوہاب صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے جونمائندگان شوریٰ کراچی کے امیر تھے ،پیش کیا جو درج ذیل ہے۔

’’ہم نمائندگان مجالس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تمام حصوں سے ربوہ ضلع جھنگ میں اپنے اجتماع کے موقع پر جمع ہوئے ہیں۔حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ موجودہ نازک حالات میں ہم پاکستان کی حفاظت کے واسطے ہر ممکن قربانی پیش کرنے کے لئے دلی عزم کے ساتھ تیار اور کمر بستہ ہیں۔

جب بھی ہمارے وطن عزیز کو ہماری خدمات کی ضرورت پیش آئے گی ہم انشاءاللہ تعالیٰ اپنی سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور انشاءاللہ وقت ثابت کر دے گا کہ ہم احمدی نوجوان ہر خطرے کے وقت مجاہدین کی صف اوّل میں کھڑے ہونے والے ہونگے۔ہم خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں اس عہد کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘[57]

ترک احمدی کے اعزاز میں دعوت

ترک احمدی مکرم عارف نعیم صاحب جو ترکی النسل تھے، وہ 6/نومبر 1950ء کو کراچی تشریف لائے اور 9/نومبر کو احباب جماعت کراچی سے خطاب فرمایا اور اپنے احمدی ہونے کی روداد بیان کی نیز اپنے پاکستان آنے کی وجہ بھی بیان کی۔

اس کے بعد محترم شیخ اعجاز احمد صاحب نے معزز مہمان کو جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے خوش آمدید کہا اور ان کے نیک مقصد میں کامیابی کے لئے دعا کی۔[58]

ربوہ میں مطبوعات و جرائد کی نمائش کا انعقاد

جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر 1950ء کے موقع پر ادارہ اخبار’’المصلح‘‘ کراچی کی طرف سے مطبوعات و جرائد کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ وسط دسمبر 1950ء میں جملہ مدیران جرائد اور غیر ملکی

سفراء متعینہ پاکستان کی خدمت میں اس نمائش میں حصہ لینے کی درخواست کی گئی۔ اکثر مہمانوں کے تعاون سے ربوہ جیسی بے آب و گیاہ بستی میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی نمائش ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔ غالباً تاریخ احمدیت میں یہ پہلا موقع تھا کہ جلسہ سالانہ ربوہ کے مبارک ایام میں جملہ احمدی اور غیر احمدی حضرات کے لئے اس قسم کی پبلک نمائش کا انعقاد کیا گیا۔

جلسہ گاہ کے عین شمالی جانب برلب سڑک ایک چار دیواری میں نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ چاروں اندرونی دیواریں رنگ برنگی علمی تصاویر سے مزین تھی۔ شمالی دیوار جہاں حضرت مسیح موعودؑ، حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور اکابرین جماعت نیز سلسلہ کی دیگر تصاویر آویزاں تھیں، سب سے زیادہ زائرین کے لئے جاذبِ نظر رہی۔ 59

قبولیت دعا کا واقعہ

مکرم ابراہیم خلیل صاحب مربی سلسلہ جب بیرون ملک سے واپس پاکستان تشریف لانے لگے تو لندن سے روانگی کے وقت جماعت کے ایک معتبر شخص نے ایک سوٹ کیس دیا کہ بحری جہاز میں ساتھ لے جائیں۔ ربوہ پہنچے تو یہ سوٹ کیس نہ تھا۔ دو اڑھائی ماہ کے بعد وہ صاحب مطالبہ کرنے آئے تو نہ پا کر بہت خفا ہوئے۔

مکرم مولانا صاحب نے دعا شروع کر دی اور ساتھ ہی ایک پوسٹ کارڈ امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کو لکھ کر ڈال دیا کہ خدام کو بندرگاہ پر تلاش کے لئے بھجوائیں۔ چند ہفتوں بعد امیر صاحب کا جواب آیا کہ سوٹ کیس جہاز سے سامان اتارنے والوں نے جہاں اتار کر رکھا تھا ابھی ابھی وہیں سے مل گیا ہے جو ربوہ بلٹی سے روانہ کر دیا گیا ہے۔ 60

غیر از جماعت احباب کے جلسہ سیرت النبیؐ میں خطاب

محترم محمد یعقوب قیس مینائی صاحب نجیب آبادی فرماتے ہیں کہ:

''خاکسار جن دنوں جماعت احمدیہ کراچی کا سیکرٹری (دعوت الی اللہ) تھا، مولانا (عبدالمالک خان صاحب) کراچی میں بطور مربی تشریف لائے۔

میں جس محلّہ میں رہتا تھا اس علاقے میں سیرت النبیؐ کے جلسہ کے لئے محلّہ کے لوگ چندہ کے لئے آئے۔ خاکسار نے اپنی حیثیت سے کچھ بڑھ کر ہی چندہ پیش کر دیا اور عرض کیا کہ

ہماری جماعت کے مولانا عبد المالک خان صاحب کی بھی تقریر رکھ لیں تو عنایت ہو گی۔ وہ کہنے لگے کہ فنڈ میں گنجائش نہیں ہے۔ جتنے علماء مقررین کو ہم نے دعوت دی ہے کہ ان کے نذرانہ کی رقم بھی ابھی پوری نہیں ہوئی۔۔۔۔خاکسار نے عرض کیا کہ ہمارے مولوی صاحب کو کوئی نذرانہ نہیں دینا پڑے گا۔ ان کو لانے کے لئے سواری بھی درکار نہ ہو گی۔ بس آپ منظور کر لیں وہ خود ہی وقت پر پہنچ جائیں گے۔ وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور مولوی صاحب کی تقریر منظور کر لی۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط ہے کہ ہمارے مولوی صاحب کی تقریر سب سے آخر میں رکھیں۔

چنانچہ تیسرے روز ہمارے فلیٹ کے قریب جلسہ سیرت النبیؐ ہوا۔ تمام علماء اور مقررین کی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبد المالک خان صاحب اسٹیج پر تشریف لائے اور آپ کی تقریر سے قبل خاکسار نے اپنی نعت، جس کی ردیف صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ترنم سے سنائی۔

بعد ازاں حضرت مولانا عبد المالک خان صاحب نے حضرت اقدس خاتم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو شاندار، مرصع اور مسجع تقریر کی اس کی لذت سے مقررین بھی محفوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور درمیان میں بعض علماء نے مشاعروں کی داد کی طرح داد پیش کر کے مولوی صاحب کی تقریر کو سراہا اور کافی عرصہ تک مجھے مبارکباد دیتے رہے کہ آپ نے اپنے مولوی صاحب کی تقریر کروا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مقام ذہن نشین کروا دیا۔'' 61

فرقان بٹالین میں کراچی کے نوجوانوں کی شمولیت

1948ء میں جب کشمیر کے محاذ پر جنگ شروع ہوئی اور حکومت نے رضا کار تنظیموں سے مدد مانگی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرقان بٹالین کے نام سے احمدی نوجوانوں کی ایک فورس محاذ کشمیر کے لئے بھجوائی۔ کراچی سے 1950ء میں 12 خدام اس بٹالین میں شرکت کی غرض سے گئے۔ اس گروپ کے امیر مکرم ملک سارنگ خان صاحب تھے جبکہ دیگر اراکین میں مکرم بیرسٹر مبارک احمد صاحب، بشیر کالے خان صاحب، مکرم مسعود کرامت اللہ صاحب، مکرم ابراہیم بھیا صاحب، مکرم ایوب صاحب و دیگر شامل تھے۔

کراچی سے یہ گروپ پہلے سرائے عالمگیر گیا جہاں ان کی ٹریننگ ہوئی۔ اس کے بعد گروپ کے اراکین باقاعدہ جنگِ کشمیر کے محاذ پر بھجوائے گئے۔ سر گریسی کمانڈر انچیف پاکستان

آرمی نے ان کو اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر تعریفی سرٹیفیکٹس بھی دیئے۔[62]

جرمن صحافیوں کی آمد

مغربی جرمنی کے تین اخبار نویسوں کا ایک دستہ جو پاکستان اور انڈونیشیا کا دورہ کر رہا تھا۔مکرم ملک عمر علی صاحب نائب وکیل التبشیر ربوہ اور مکرم چوہدری احمد جان صاحب سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کراچی کی معیت میں جنوری 1951ء میں احمدیہ لائبریری بندر روڈ اور احمدیہ ہال میں تشریف لایا۔

مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ نے وفد کو لٹریچر پیش کیا اور بعد میں وفد کو چائے پیش کی گئی۔ دعوت چائے میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان، محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، مکرم میجر شمیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی، مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور مکرم و محترم الحاج حسن صاحب امیر جماعت احمدیہ و چیف آف کماسی افریقہ، مکرم ثاقب زیروی صاحب اور دیگر عہدیداران جماعت کراچی نے شرکت کی۔[63]

احمدی وفد کی مؤتمر عالمی اسلامی کے سالانہ اجلاس میں شرکت

مؤتمر عالم اسلامی، ممالک اسلامیہ کی اس عالمی تنظیم کا نام ہے جس کا قیام فروری 1949ء میں کراچی میں ہوا تھا۔ مؤتمر کا دوسرا سالانہ اجلاس مورخہ 9 سے 13رفروری 1951ء تک کراچی میں منعقد ہوا جس میں 35 اسلامی ملکوں کے مندوبین نے شرکت کی۔

حضرت مصلح موعود کی دیرینہ خواہش تھی کہ عالم اسلامی کے متفرق اجزاء کسی طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنی عالمگیر مشکلات حل کرنے کی راہ سوچیں۔ چنانچہ مئی 1947ء کے بعد حضور نے لاہور، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ اور کراچی میں متعدد تقاریر فرمائیں۔جن میں اس اہم ضرورت کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ علاوہ ازیں 1950ء میں حضور نے کراچی کے صحافیوں کی کانفرنس میں مسلمانوں کی تنظیم اور اتحاد پر بہت زور دیا۔

''مؤتمر عالم اسلامی'' چونکہ وحدتِ اسلام کیلئے پہلا خوشکن قدم تھا جس کو اُٹھانے کی توفیق پاکستان کو میسر آئی تھی۔ اس لئے حضرت مصلح موعود کے ارشاد مبارک پر مؤتمر کے اس دوسرے

اجلاس میں مرکز احمدیت سے ایک وفد نے خاص طور پر شرکت کی۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر (دعوت الی اللہ) اس وفد کے امیر تھے اور مکرم ومحترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل التبشیر تحریک جدید اور مکرم ومحترم ملک عمر علی صاحب نائب وکیل التبشیر ربوہ اس وفد کے رکن تھے۔

جماعت احمدیہ کراچی نے اس موقع پر حضرت مصلح موعود کی 1950ء کی کراچی میں پریس کانفرنس کو عربی اور انگریزی زبانوں میں شائع کیا جو بیرونی ممالک کے مندوبین میں سے ایک معتد بہ حصہ کو دیا گیا تا کہ وہ اپنے ملکوں میں واپس جائیں تو حضرت امام جماعت احمدیہ کے قیمتی افکار و خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی تدابیر اختیار کریں۔64

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کراچی کا قیام

کراچی میں احمدی طلباء کو منظم کرنے کے لئے احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کا قیام 12رفروری 1951ء کو عمل میں لایا گیا۔ مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے:

☆ مکرم عبدالمنان صاحب خالد — صدر
☆ مکرم سید محمد اکرم شاہ صاحب — جنرل سیکرٹری
☆ مکرم میر مبارک احمد تالپور صاحب — سیکرٹری
☆ مکرم خواجہ سعید احمد بٹ صاحب — خزانچی65

محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ سے جماعتی وفد کی ملاقات

20رفروری 1951ء کو مؤتمر عالم اسلامی میں شامل ہونے والے وفد نے، جو حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر (دعوت الی اللہ)، مکرم مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل التبشیر تحریک جدید اور مکرم ملک عمر علی صاحب نائب وکیل التبشیر پر مشتمل تھا، خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ سے ملاقات کی اور قرآن کریم کی انگریزی تفسیر بطور تحفہ پیش کی۔

قرآن مجید کی تفسیر قبول کرتے ہوئے خاتون پاکستان نے وفد اور انجمن احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اُن کے لئے نہایت ہی قیمتی یادگار رہے گی اور پڑھنے کا وعدہ کیا۔66

پادریوں سے گفتگو

14 مارچ 1951ء کو تین پادریوں سے، جن میں ایک آسٹریلوی اور دو امریکن تھے، مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ اور مکرم بابو اللہ داد خان صاحب نے بر موضوع ''مسیح ناصریؑ کی دوبارہ آمد'' پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں مہمانوں اور سامعین کی چائے سے تواضع کی گئی۔67

اتحاد المسلمین پر لیکچر اور احباب کراچی کی شرکت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 25 مارچ 1951ء کو حیدر آباد سندھ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور پریس کانفرنس کے بعد تھیوسافیکل ہال میں ''اتحاد المسلمین'' کے موضوع پر عظیم الشان لیکچر دیا۔ اس یادگار اور تاریخی موقع پر کراچی سے محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور قائد و نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے بھی جماعت کی خاصی تعداد اور قریباً ڈیڑھ سو خدام کے ساتھ شرکت کی اور انتظامی اور حفاظتی امور میں مقامی جماعت سے مخلصانہ تعاون کیا۔68

احمدی صحافیوں کی تنظیم کا قیام

1952ء میں ربوہ میں احمدی صحافیوں کی تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس تنظیم کا نام ''احمدیہ پریس انٹرنیشنل'' رکھا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے اس کا صدر دفتر آئندہ تین سال کیلئے کراچی میں قائم کیا گیا۔ اس تنظیم کے 1952ء میں جو عہدیدار منتخب ہوئے ان میں کراچی سے درج ذیل احباب شامل تھے۔

1۔ مکرم تاثیر احمدی صاحب (ڈائریکٹر شعبہ اطلاعات وتعلقات عامہ کراچی)۔ جنرل سیکرٹری

2۔ مکرم چوہدری فیض عالم چنگوی صاحب (مدیر اخبار المصلح کراچی)

3۔ علاقائی نائب صدر برائے کراچی مکرم قیس مینائی صاحب مقرر کئے گئے۔69

سفیر لبنان کے اعزاز میں چائے کی دعوت

سفیر لبنان کو مورخہ 27/اپریل 1951ء کو شیزان ہوٹل میں جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے چائے پر مدعو کیا گیا۔ اس دعوت میں قریباً چالیس احباب شامل تھے۔70

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے الہام کا پورا ہونا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس مشاورت 1951ء کے موقع پر فرمایا تھا کہ مجھے چند دن پہلے یہ الہام ہوا ہے:

''سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا''

حضور نے احباب کو دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی تھی تا کہ ان نشانات کے نتیجے میں لوگ حق کو قبول کریں۔71

1952ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف شدید فتنہ رونما ہوا جس کی ابتداء کراچی کے جلسہ سے ہوئی۔ مخالفوں کی مذمت اخبارات، بار ایسوسی ایشن اور کمشنر وغیرہ نے کی۔ 1953ء میں اس مخالفت کے نتیجے میں قتل و غارت کی گئی۔ جس کے بعد لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ اور گورنر کو برطرف کیا گیا۔

گورنر جنرل پاکستان کے مقرر کردہ تحقیقاتی کمیشن 1953ء نے پوری چھان بین کر کے ان فسادات میں جماعت احمدیہ کو صاف بری قرار دیا اور شر انگیزی کا سارا الزام علماء وغیرہ اور ملی بھگت اور ناجائز حمایت کا حکومت پنجاب کو الزام دیا۔72

اس طرح حضور کا مندرجہ بالا الہام اپنی پوری شان اور شوکت سے پورا ہوا۔

اخبار الحکم کراچی کا اجراء

قادیان سے حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب ایک اخبار الحکم کے نام سے نکالا کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی اولاد نے اخبار الحکم کو کراچی سے جاری کیا۔ اخبار الحکم کراچی کا پہلا شمارہ 7 مئی 1951ء کو شائع ہوا۔73

احرار کے عمل کے خلاف جماعت احمدیہ کراچی کی قرارداد

جماعت احمدیہ کراچی کا ایک اجلاس عام مورخہ 25رمئی 1951ء بعد نماز جمعہ احمدیہ ہال میں منعقد کیا گیا۔ جس میں احرار کے اس عمل کے خلاف کہ اُنہوں نے سمندری ضلع لائلپور (موجودہ فیصل آباد) میں، احمدیہ بیت کو آگ لگا دی تھی، قرارداد پاس کی گئی۔ احرار نے اس بیت پر ایک منظّم حملہ کیا تھا اور اس کو آگ لگا دی تھی اور اس میں موجود افراد کو زخمی کر دیا تھا۔[74]

انڈونیشین پارلیمنٹری خیر سگالی وفد سے ملاقات

19رجون 1951ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے ایک وفد نے انڈونیشین پارلیمنٹری خیر سگالی وفد سے ان کی قیام گاہ واقع میٹرو پول ہوٹل میں ملاقات کی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی (دعوت الی اللہ)، جدو جہد اور شاندار کارناموں کے بارے میں وفد سے تفصیلی گفتگو کی گئی۔ اُس موقع پر وفد کے امیر اور ممبران کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب دی گئیں۔[75]

شعبہ اطلاعات وتعلقات عامہ کراچی کا قیام

1951ء میں کراچی میں شعبہ اطلاعات وتعلقات عامہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے ڈائریکٹر مکرم تاثیر احمدی صاحب مقرر کئے گئے۔

اس شعبہ کا مقصد یہ تھا کہ جماعت کے خلاف کوئی خبر اخبارات یا رسائل میں شائع ہو تو اس کا مناسب جواب دیا جا سکے۔[76]

دو بزرگان کے اعزاز میں دعوت

مورخہ 15 ستمبر 1951ء بروز جمعہ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے محترم مولوی عبد الطیف صاحب (مربی) جرمنی اور محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم چوہدری عبد المجید صاحب نائب قائد نے سپاس نامہ پیش کیا۔

محترم مولوی عبد الطیف صاحب نے سپاس نامہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ سب

سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے دین کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد میں جماعت کراچی کا ممنون ہوں کہ اس نے میری عزت افزائی کی اور بتایا کہ میں نے غیر ممالک میں چھ سال کام کیا۔ 1949ء میں، میں ہیمبرگ گیا، وہاں ایک جماعت پہلے سے قائم تھی۔ اس جماعت کا ایک آدمی تحصیل علم کے لئے پاکستان آنا چاہتا تھا۔ جب وہ لنڈن پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کا مقصد دنیا داری تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حکم دیا کہ اسے واپس بھیجا جائے۔ اس کی واپسی پر وہاں تمام جماعت مرتد ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو جب اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ''مولوی صاحب گھبرائیں نہیں خدا آپ کو ایک اور جماعت عطا فرمائے گا۔'' چنانچہ محترم مولوی صاحب نے بتایا کہ اب ہیمبرگ میں ایک اور جماعت قائم ہو چکی ہے اور اس جماعت کے مختلف احباب کا ذکر کیا اور ان کے اخلاص کو سراہا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی پیش گوئیوں کو بنظر عمیق مطالعہ کرنے اور (دعوت الی اللہ) کرنے کی تحریک کی۔ آپ نے اس دُعا پر تقریر کو ختم کیا کہ اے خداوند کریم وہ دن قریب سے قریب تر لا جب کہ احمدیت کا پرچم تمام دنیا میں لہراتا نظر آئے گا۔ آمین

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے فرمایا کہ ان کی ہر کامیابی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کے اُن الفاظ اور دعاؤں کا نتیجہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اُن کے والد صاحب کی دعا کی درخواست پر فرمایا کہ ''میں دیکھتا ہوں کہ نہ صرف میٹرک میں بلکہ یہ ہر امتحان میں فرسٹ آئے گا۔'' چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا۔

آخر میں صدر اجلاس محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب نے اپنی صدارتی تقریر فرمائی۔ دوران تقریر آپ نے نوجوانوں کو بتایا کہ آج ہماری مجلس میں دو ایسے نوجوان ہیں جن کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں کہ ایک مغربی ممالک میں تعلیم حاصل کرنے گیا اور دوسرا مغربی ممالک کو تعلیم دینے گیا۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ دونوں ہی اپنے مقصد میں کامران واپس لوٹے۔ آخر میں آپ نے دُعا کروائی۔ [77]

شیعہ حضرات کی مجلس میں محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب کی تقریر

7/اکتوبر 1951ء کو عشرہ محرم کے سلسلہ میں شیعہ حضرات کی ایک بڑی مجلس میں امیر

جماعت احمدیہ کراچی محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب نے منتظمین مجلس کی خواہش پر حضرت امام حسینؓ کی سیرت پر تقریر فرمائی۔ اپنی تقریر میں محترم چوہدری صاحب موصوف نے شہادت کے اصولوں پر بھی وضاحت سے روشنی ڈالی۔

اس موقع پر حضرت چوہدری صاحب نے واضح طور پر اعلان کیا کہ وہ جماعت احمدیہ کے فرد ہیں، انہوں نے بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت کا اقتباس حضرت امام حسینؓ کے بارے میں پڑھ کر سنایا۔[78]

خان لیاقت علی خان کی وفات پر تعزیتی پیغام

12/اکتوبر 1951ء کو قائد ملت خان لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان کی انتہائی اندوہناک وفات کے موقع پر محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے محترمہ بیگم لیاقت علی خان صاحب کو اپنے تعزیتی پیغام میں تحریر فرمایا:

''میں اور ممبران جماعت احمدیہ کراچی اپنے محبوب قائد ملت خان لیاقت علی خان کے بزدلانہ قتل کی مذمت کرتے ہیں اور اس قومی نقصان اور آپ کے ذاتی صدمے پر خلوصِ دل سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔''[79]

بہشتی مقبرہ قادیان کی تحریک تعمیر چاردیواری

تقسیم ہندوستان کے بعد 1951ء میں حفاظتی نقطہ نگاہ سے بہشتی مقبرہ قادیان کی چاردیواری کی تعمیر کے لئے مرکز قادیان سے عطیات کی تحریک کی گئی۔ اس کے بعد تزئین و آرائش بہشتی مقبرہ کی تحریک بھی کی گئی۔

کراچی سے درج ذیل احباب نے بھی ان تحاریک میں حصہ لیا۔

1۔ مکرم اشفاق حسین صاحب[80]

2۔ مکرم خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب

3۔ مکرم عبدالرحیم یونس صاحب واہلیہ

4۔ مکرم رشید احمد طارق صاحب[81]

جامعہ احمدیہ ربوہ کے غیر ملکی طلباء کی مہمان نوازی

1951ء میں مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب (جو آجکل جماعت احمدیہ گھانا کے امیر و مشنری انچارج کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔مؤلف) گھانا سے بغرض تعلیم ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے اور جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھے ان کے ہمراہ ان کا ایک بھانجہ بھی بغرض تعلیم آیا ہوا تھا۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں چھٹیوں کے موقع پر یہ دونوں کراچی تشریف لائے تو انھیں سینڈز پٹ کراچی کے مقام پر ساحل سمندر کی سیر کروائی گئی اور فوٹو بھی بنائے گئے۔[82]

قرارداد جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کراچی نے مورخہ 7دسمبر 1951ء نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطبہ جمعہ فرمودہ 30رنومبر 1951ء سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق آراء منظور کی۔

''جماعت احمدیہ کراچی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی انتہائی شکر گزار ہے کہ حضور نے تحریک جدید کی میعاد میں توسیع کر کے (احمدیوں) پر یہ احسان فرمایا کہ آئندہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اس عظیم الشان قربانی کا موقع عطا فرمایا۔ جماعت ہٰذا حضور کی خدمت بابرکت میں عرض پرداز ہے کہ اب تین، دس، یا انیس سال کا کیا سوال ہے، ہم (دین حق) کی حفاظت کے لئے اس کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن ہماری لاشوں پر سے گزرے بغیر (دین حق) کے جسم تک نہیں پہنچ سکتا۔

جب تحریک جدید کا آغاز کیا گیا تھا اس وقت حضور نے المصلح الموعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔اس وقت ہم میں سے ان خوش نصیبوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی، وعدہ کیا تھا کہ تین سال تک پھر دس سال تک پھر انیس سال تک تحریک جدید کے لئے چندہ دیں گے۔ اب جبکہ حضور کی شان اور مرتبہ ہم پر واضح ہو چکا ہے، ہم نہایت عاجزی لیکن پوری ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ اقرار کرتے ہیں کہ تحریک جدید کا بھی کوئی سوال نہیں، جب تک جسموں میں خون بہتا ہے ہم ہر رنگ میں دین کی خدمت کریں گے اور اس زمین

کے چپہ چپہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کرنے کے لئے ہم جہاد کے کسی میدان سے منہ نہیں موڑیں گے اور جس حد تک ہماری سمجھ کام کرے دینِ (حق) کے قیام کے لئے سعی کریں گے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہر اس آواز پر لبیک کہیں گے جو حضور کی طرف سے بلند کی جائے۔ وما توفیقنا الا بااللّٰہ العلی العظیم ولاحول ولاقوۃ الا بااللّٰہ [83]

جماعت احمدیہ کراچی کا جلسہ اور دور ابتلاء کا آغاز

جماعت احمدیہ کراچی کا جلسہ 17اور 18رمئی 1952ء بروز ہفتہ و اتوار جہانگیر پارک میں منعقد ہوا۔ جس کا اعلان دو پوسٹروں، ہینڈ بلز اور دعوتی خطوط کے ذریعہ اچھی طرح سے کیا گیا۔ پوسٹروں کے شائع ہوتے ہی ایک طرف تو مخالف مسجدوں میں تقاریر کر کے عوام الناس کو اشتعال دلانے اور جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے ہر ناجائز طریق استعمال کرنے کی ترغیب دلائی گئی، دوسری طرف ذمہ دار حکام پر تاروں وغیرہ کے ذریعہ زور دیا گیا کہ وہ اس جلسہ کے انعقاد کی اجازت نہ دیں لیکن مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس میں صریح ناکامی ہوئی اور دونوں دن نہایت شان و شوکت سے جلسہ منعقد ہوا۔ الحمد للہ

پروگرام کے مطابق پہلے دن کے اجلاس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد حسب ذیل موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

1۔ قرآن کریم کے کامل ہونے کے دلائل۔ از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

2۔ اتحاد بین المسلمین۔ از مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا

3۔ کیا یہ وہی زمانہ ہے جس میں مسیح موعود و مہدی موعود کا ظہور مقدر تھا؟ از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس

4۔ حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدے سے اسلام کو کیا نقصان پہنچا ہے؟
از مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب

صاحب صدر کی تقریر شروع ہوتے ہی بعض لوگوں نے آوازے کسنے، نعرے لگانے اور گالیاں دینی شروع کر دیں۔ پولیس نے ان لوگوں کو جو ایک پروگرام کے ماتحت جلسہ گاہ میں

مختلف سمتوں میں پھیلے ہوئے تھے ایک طرف دھکیلنا شروع کیا تا کہ انھیں جلسہ گاہ سے باہر نکال دے لیکن جب یہ لوگ تشدد پر اُتر آئے اور پولیس پر بھی پتھراؤ شروع کیا تو پولیس کو مجبوراً لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ ہر تقریر کے دوران شر پسند باہر والوں کو اُکسا کر اندر لے آتے اور پھر شور مچانا شروع کر دیتے جس سے ان کی غرض یہ ہوتی کہ تقریریں نہ ہوسکیں اور جلسہ بند ہو جائے لیکن جب اس مقصد میں کامیابی نہ ہوسکی تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ آوازے کسے، نعرے لگائے بلکہ سخت سے سخت گندی اور فحش گالیاں دیں، تالیاں پیٹیں، سیٹیاں بجائیں اور رقص کرنا شروع کر دیا، یہ وہ وقت تھا جب محترم مولانا ابو العطاء صاحب قرآن کریم کے کامل ہونے کے دلائل بیان کر رہے تھے۔ اس ہنگامہ آرائی کے باوجود سامعین جلسہ خصوصاً غیر از جماعت معززین اور شرفاء جو محض تقریریں سننے کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے آخر تک نہایت دلچسپی اور ذوق وشوق کے ساتھ تقریریں سنتے رہے۔

اس کے بعد جونہی صاحب صدر نے اجلاس اوّل کی کارروائی کے خاتمہ کا اعلان کیا، ایک جتھا آگے بڑھا اور اُن رسیوں کو جو پولیس نے اسٹیج کے گرد بغرض حفاظت باندھی تھیں پھلانگ کر اسٹیج پر حملہ کرنا چاہا جس پر پولیس کی ایک بڑی جمعیت نے اندر جانے سے روک دیا۔ اس موقعہ پر ان لوگوں نے پولیس پر پتھر وغیرہ پھینکے اور مقابلہ کیا لیکن پولیس نے اُنہیں پیچھے ہٹا دیا اور ان کا ایک آدمی بھی حفاظتی لائن کے اندر داخل نہ ہوسکا۔ اس ہنگامہ میں جماعت کے بعض احباب کو بھی جنہیں یہ حکم تھا کہ وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں پولیس کے لاٹھی چارج سے چوٹیں آئیں۔ اس سے قبل بجلی کی تاریں کاٹ دی گئیں۔ لاؤڈ اسپیکر گرا دیا گیا لیکن چونکہ سٹیج پر لاؤڈ سپیکر ٹھیک کام کر رہا تھا۔ اس لئے وہ اپنی اس حرکت سے بھی جلسہ کو خراب نہ کر سکے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد لوگ باہر جانے لگے تو بعض احمدیوں کی کاروں پر بلکہ اُس کار پر بھی جس میں علماء کرام تشریف لے جا رہے تھے۔ پتھر پھینکے گئے (یہ کار مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کی تھی اور اسے وہ خود چلا رہے تھے۔ مؤلف) جس سے کاروں کے شیشے ٹوٹ گئے اور بعض کو سخت نقصان پہنچا۔

دوسرے دن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے جہانگیر پارک کے چاروں طرف آدھا، آدھا میل تک دفعہ 144 نافذ کر دی اور تمام شہر میں اعلان کرایا کہ احمدیہ جماعت کا جلسہ جہانگیر پارک میں بدستور منعقد ہو گا لیکن پارک کے اردگرد دفعہ 144 نافذ کر دی گئی ہے، کوئی آدمی لاٹھی

وغیرہ ساتھ لے کر نہ آئے اور پانچ سے زائد آدمی باہر جمع نہ ہوں۔ دوسرے دن جلسہ میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد حسب ذیل موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

1۔ جماعت احمدیہ............خدمات ۔ازمحترم مولانا عبدالمالک خان صاحب

2۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، احمدیہ نقطہ نگاہ سے-ازمحترم مولانا ابوالعطاء صاحب

3۔ اسلام زندہ مذہب ہے ۔ ازحضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان

4۔ مخالفین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات

اس اجلاس میں بھی شوروغوغہ بلند کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی گئی۔ بایں ہمہ جلسہ کی کارروائی بدستور جاری رہی۔اس روز سامعین کی تعداد سات آٹھ ہزار کے قریب تھی جلسہ میں چیف کمشنر صاحب، آئی جی پولیس، سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، ڈسٹرکٹ اور ایڈیشنل مجسٹریٹ وغیرہ اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔

محترم جناب چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی تقریر شروع ہوتے ہی باہر کے لوگوں کو اندر آنے سے روک دیا گیا اور اُن لوگوں کو جو ایک بھاری تعداد میں باہر جمع ہو کر نعرے لگا رہے تھے اور شور مچا رہے تھے، پولیس نے سمجھایا کہ دفعہ 144 کے ماتحت اُن کا وہاں آنا خلاف قانون ہے لیکن اس کا اُلٹا نتیجہ برآمد ہوا اور غضبناک ہجوم تشدد پر اُتر آیا مجبوراً پولیس کو بھی کئی بار اشک آور گیس استعمال کرنا پڑی جس کے بعد بلوائیوں نے شیزان ہوٹل کو آگ لگا دی، شاہنواز موٹرز کے شوروم پر سنگباری کر کے شیشے توڑ دئے اور نئی موٹروں کو نقصان پہنچایا۔ احمدیہ فرنیچر شاپ میں آگ لگا دی۔ بلوائیوں نے بندر روڈ پر احمدیہ لائبریری اور احمدیہ ہال (احمدیہ بیت) کو بھی جلانے کی کوشش کی اور گو فائر بریگیڈ نے موقع پر پہنچ کر آگ بجھا دی لیکن اس کے باوجود ان مقامات پر ہزاروں روپے کا نقصان ہو گیا۔ اس وقت بعض احمدیوں کو بھی ظلم کا تختہ مشق بنایا گیا۔ ایک نوجوان کے سر پر سخت چوٹیں آئیں۔ ایک احمدی نوجوان پر چاقو سے قاتلانہ حملہ کیا گیا مگر وہ خدا کے فضل سے محفوظ رہے۔

احمدیوں کا صبر وتحمل

اس نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز فضاء میں احمدیوں نے صبر وتحمل اور اطاعت و فرمانبرداری کا جو نمونہ دکھایا وہ اپنی نظیر آپ تھا۔ فحش گوئی اور گالیوں کی بوچھاڑ میں بھی ہر احمدی نے قانون کا احترام ضروری سمجھا اور شروع سے آخر تک پورے وقار کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاکیزہ مجلس سے ہر ممکن استفادہ کیا۔85

مکرم منصور محمد شرما صاحب اس جلسہ کے انعقاد کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

'' جماعت احمدیہ اور 1953ء کا ایک خاص تعلق ہے۔ کیونکہ اُس سال مجلس احرار نے اپنے پورے جوش اور ولولے کے ساتھ جماعت احمدیہ پر اس دعویٰ کے ساتھ حملہ کیا تھا کہ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک پھیل گئی ہے۔

1952ء۔۔۔۔ میں ہم چند لڑکوں نے مل کر اُس وقت کے سیکرٹری (دعوت الی اللہ) مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب سے درخواست کی تھی (جن میں سے چند نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر طاہر احمد صاحب ابن میاں عطاء اللہ صاحب، منصور احمد صاحب بی ٹی ابن چوہدری علی محمد صاحب بی ٹی اور خاکسار منصور محمد شرما ابن بابو فتح محمد شرما صاحب) کہ آج تک جماعت احمدیہ کراچی نے کوئی بھی پبلک میں اوپن جلسہ نہیں کیا۔ اگر آپ امیر صاحب کراچی محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب سے بات کر کے اس کی اجازت لے لیں تو یہ ایک تاریخی واقعہ ہو جائیگا۔ مکرم بیگ صاحب نے جواب دیا کہ اس کے جواب میں فساد کا ڈر ہے۔ اُس وقت آپ لوگ بھاگ تو نہیں جائینگے۔ ہم نے مل کر جواب میں عرض کیا انشاء اللہ آپ ہم کو ثابت قدم پائیں گے۔ اس پر جناب بیگ صاحب نے امیر صاحب سے جلسہ عام کی اجازت لے کر حکومتِ وقت کو جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے پبلک جلسہ کرنے کی اجازت کے لئے درخواست دے دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہانگیر پارک صدر کراچی میں دو دن جلسہ کرنے کی اجازت مل گئی۔ لیکن اس شرط پر کہ ہم لوگ لاؤڈ سپیکر میں اس جلسہ کے بارے میں اعلان نہیں کر سکتے۔ جس وقت ہمیں جلسہ کرنے کی اجازت مل گئی تو جماعت کی طرف سے پورے شہر میں پوسٹر لگا دئے گئے کہ

پبلک کواس کی اطلاع ہو جائے کہ فلاں دنوں میں جہانگیر پارک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پبلک جلسہ ہو رہا ہے۔ اُس میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب وزیرِ خارجہ حکومتِ پاکستان کا نام بھی اُن کی اجازت سے مقررین میں درج کیا گیا۔ اس کے علاوہ ربوہ سے بھی چند علماء کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ جس کو مرکز نے منظور کرتے ہوئے محترم مولانا ابو العطاء صاحب کے ہمراہ دو اور مربی صاحبان کو کراچی وقت پر بھیج دیا۔ ان کے علاوہ محترم عبد المالک خان صاحب مربی کراچی شامل تھے۔ جس وقت پہلے دن جلسہ شروع ہوا تو غیر از جماعت لوگوں نے اس میں گڑ بڑ کرنا شروع کر دی۔ مگر ہم لوگ بھی اس کے لئے تیار تھے اور جلسہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رکھنے میں کامیاب رہے۔ (جلسہ کے اختتام پر صرف ہمارے ایک خادم مکرم جلال محمود صاحب کو چند چوٹیں لگی تھیں۔)

جیسا کہ میں اُوپر تحریر کر آیا ہوں کہ حکومت نے جماعت کو لاؤڈ سپیکر پر جلسہ کے بارے میں اعلان کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا ایسا انتظام کر دیا کہ حکومت نے جلسہ میں پہلے دن گڑ بڑ ہونے کی وجہ سے جہانگیر پارک کے علاقہ میں دفعہ 144 لگا دی اور اس کا پوری کراچی میں اعلان کرنا شروع کر دیا کہ جہانگیر پارک میں احمدیوں کا جلسہ ہو رہا ہے اور دوسرے لوگ اس میں فساد کرتے ہیں، اس لئے اس علاقہ میں دفعہ 144 لگا دی گئی ہے۔ مگر جلسہ ہوگا اور جلسہ گاہ میں جانے کی اجازت ہوگی۔ اس کو کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ غیب سے مدد کرتا ہے تو کسی کو اس کی خبر تک نہیں ہونے دیتا۔ جس کام کے کرنے سے حکومت نے ہم کو منع کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اسی حکومت کو کرنے پر لگا دیا اور جماعت کو بھی کسی تکلیف سے بچا لیا۔

دوسرے دن جب جلسہ شروع ہوا تو حکومت کی طرف سے کافی زیادہ پولیس کا انتظام تھا۔ کیونکہ ایک تو پہلے دن کافی فساد ہوا تھا اور دوسرے اس دن حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان کی تقریر تھی۔ اسی وجہ سے مسٹر اے۔ ٹی۔ نقوی کمشنر کراچی خود بھی جلسہ گاہ میں موجود تھے اور ایک ایک منٹ کی رپورٹ وزیرِ اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب کو وہاں سے دے رہے تھے۔ بیشک مجلس احرار کے کارکنوں نے جلسہ کے دوران گڑ بڑ کرنے کی کافی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوہدری صاحب کی تقریر کے بعد بہت کامیابی سے

جلسہ اپنے وقت پر مقررہ پر ختم ہوا اور دشمن کی ہر چال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ناکام کر دیا۔86

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں جلسہ کراچی کا ذکر

مسٹر جسٹس منیر اور مسٹر جسٹس کیانی نے رپورٹ تحقیقاتی عدالت 1953ء میں جلسہ کراچی اور چوہدری صاحب کی تقریر کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا۔

''کراچی میں اشتہار دیا گیا کہ انجمن احمدیہ کراچی کا ایک جلسہ 17 اور 18 رمئی 1952ء کو جہانگیر پارک میں منعقد ہوگا اور اس میں دوسرے مقررین کے علاوہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب بھی تقریر کریں گے۔ اگرچہ یہ جلسہ انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام منعقد کیا گیا تھا لیکن یہ جلسہ عام تھا، جس میں جمہور کا کوئی فرد بھی تقریریں سننے کے لئے شریک ہوسکتا تھا۔ اس جلسے سے چند روز پہلے خواجہ ناظم الدین صاحب وزیراعظم نے اس امر کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے ایک فرقہ وار جلسہ عام میں شرکت کا ارادہ کیا لیکن چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے خواجہ ناظم الدین سے کہا کہ میں انجمن سے وعدہ کر چکا ہوں اگر چند روز پہلے مجھے یہ مشورہ دیا جاتا تو میں جلسے میں شریک نہ ہوتا لیکن وعدہ کر لینے کے بعد میں اس جلسہ میں تقریر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور اگر اس کے باوجود بھی وزیراعظم اس بات پر مُصر ہوں کہ مجھے جلسے میں شامل نہ ہونا چاہیئے تو میں اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کو تیار ہوں۔

اس جلسے کے پہلے اجلاس پر عوام کی طرف سے ناراضی کا مظاہرہ کیا گیا اور اجلاس کی کارروائی میں مداخلت کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن 18 مئی کو قیام امن کے لئے خاص انتظامات کئے گئے اور چوہدری ظفراللہ خاں نے اس عنوان پر کہ ''اسلام زندہ مذہب ہے'' تقریر کی۔ ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت سے اسلام کی برتری اور ختمیت کے مسئلے پر یہ ایک فاضلانہ تقریر تھی۔''

کراچی بار ایسوسی ایشن کا متفقہ بیان

کراچی بار ایسوسی ایشن کے 47 وکلاء نے متفقہ طور پر حسب ذیل بیان جاری کیا۔

1۔ ''ہم مندرجہ ذیل دستخط کنندگان ممبران انجمن وکلاء کراچی نے بعض متعصب افراد کے

نہایت ہی افسوس ناک اور ناخوشگوار رویہ اور اس سے پیدا شدہ غنڈہ گردی کے متعلق چیف کمشنر صاحب کراچی و دیگر اداروں کے متعدد بیانات پر انتہائی غور وخوض کیا ہے''۔

2۔ پاکستان انجام کار ایک خالص اسلامی مملکت یا سیکولر سٹیٹ بنے، اس کا قیام اس بات کی ضمانت اور مسلم لیگ کی یقین دہانی پر ہوا تھا کہ پاکستان مختلف اقلیتوں اور فرقہ جات کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کرے گا۔ لہٰذا اب حکومت کا یہ مقدس فرض ہے کہ وہ ان تمام مواعید اور یقین دہانیوں پر کاربند رہے۔ کوئی مملکت اپنی ہستی کے قیام کا ثبوت جھوٹے بیانات اور بہانہ تراشیوں سے نہیں دے سکتی۔

3۔ ہر قسم کی جمہوریت جس کا دستور تحریری ہو یا غیر تحریری ہر شہری کو بلا لحاظ عقیدہ، رنگ، مذہب اور ملت تقریر و تحریر جدوجہد اور مذہبی رسومات کی بجا آوری کی آزادی کی ضمانت دیتی ہے، اب ان وعدوں کا احترام نہ کرنا جو اس وقت کئے گئے جب پاکستان جملہ مسلم فرقوں کی متحدہ جدوجہد سے حاصل کیا جارہا تھا، ایک اخلاقی اور مذہبی جرم ہے۔

4۔ ہر اچھی حکومت کا سب سے مقدم کام یہ ہے کہ وہ اپنے آہنی اور مضبوط ذرائع سے لاقانونیت، غنڈہ گردی اور تباہ کن سرگرمیوں کا قلع قمع کرے چاہے وہ کسی شکل میں یا کسی طبقہ سے نمودار ہوں ایسے اقدامات مملکت کے مختلف شہریوں کے دل میں اعلیٰ نظام مملکت کی بابت اعتماد اور وثوق کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہیں۔

5۔ ایک اعلیٰ حکومت کی بقاء کا انحصار صرف اس کے دلکش فلسفہ اور نظریات پر نہیں ہوتا جو اوراق پر مکتوب ہوں یا لاسلکی سے نشر کئے جائیں بلکہ اس کا انحصار ہر فرد چاہے وہ اقلیتی فرقہ سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتا ہو کو اس درجہ ایقان ہو جو اسے ملکی قوانین کی رو سے اپنے اظہار خیالات اور عملی جدوجہد کی ادائیگی کیلئے دئے گئے قانونی حقوق کے متعلق حاصل ہے۔

6۔ ہمیں وفاقی دارالحکومت میں جو پاکستانی قوم اور اس کے احساس کا مظہر ہے کسی غنڈہ گردی کو برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔

7۔ اگر مختلف فرقوں کے درمیان جذباتِ منافرت کو پھیلانے کی اجازت دی گئی تو یہ مملکت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔

8۔ یہ ہمشہ ملحوظ خاطر رہنا چاہئیے کہ وقت کی نزاکت اس امر کی متقاضی ہے کہ پاکستان کے شہریوں میں ایسی حالت میں جبکہ ہم دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں اتحاد کے جذبات کی ہمت افزائی کی جائے اور اندرون مملکت ایک مضبوط چٹان کی مانند یک جہتی پیدا کی جائے۔

9۔ ہر گروہ سے جو کسی حیلہ سے پھوٹ پیدا کرے، مذہبی اختلافات کی آگ کو ہوا دے، انارکی پھیلائے مملکت کے انتہائی خطرناک دشمن کا سلوک کیا جائے۔

10۔ ہم عوام سے مستدعی ہیں کہ وہ ہر گمراہ کن تحریک سے اجتناب کریں جو ملک کے اتحاد کو کمزور اور اسکی پر سکون فضا کو زہر آلود کرے۔

11۔ ہم چیف کمشنر صاحب کراچی کے امن اور قانون کی برقراری کے سلسلہ میں اختیار کئے گئے طرزِ عمل اور بیان کی پُر زور حمایت کرتے ہیں جو انہوں نے اس مقصد پر قیام امن کے بارے میں دیا ہے۔

نام وکلاء صاحبان:

1۔ سید بشیر احمد رضوی
2۔ ثروت حسین
3۔ فاروقی صاحب
4۔ محمد معجز علی
5۔ ایم اے حسینی
6۔ زیڈ ایچ نقوی
7۔ ایس علی حسین
8۔ عبدالحکیم خان
9۔ ایم خان
10۔ انعام الحق
11۔ شیخ عبدالغنی
12۔ اے ایچ قریشی سیکرٹری
13۔ ایس ایم ایس حسینی
14۔ ایس حسن علی رضوی
15۔ آسانند جوشی
16۔ ایس جعفر حسین
17۔ ایم آر عباسی
18۔ پی ایف کھلنانی
19۔ ایس ایم احمد
20۔ مسٹر رضا
21۔ سید ممتاز الدین
22۔ قاضی خورشید علی

23۔ شبیر حسین	24۔ نصیر حسین
25۔ آغا علی حیدر	26۔ محمد علی خاں
27۔ کبیر الدین خاں	28۔ محمد جلال الدین
29۔ فیض الجلیل	30۔ مسٹر کرمانی
31۔ پی اے والا	32۔ محمد حسن صدیقی۔صدر
33۔ ایس ایم نورالحسن	34۔ افتخار الدین
35۔ عبدالمجید	36۔ حافظ محمد صدیقی
37۔ ایم نجم الدین قریشی	38۔ حیدر حسین
39۔ محمد داؤد	40۔ سید اے رفیق۔سابق صدر
41۔ حیات احمد خان	42۔ ایم فصیح الدین
43۔ ایم ایس قریشی	44۔ عبدالمجید خان
45۔ عبدالرؤف	46۔ سید معزز حسین
47۔ کے ایس قدوائی	

حادثہ کراچی اور پاکستان کا محبّ وطن پریس

اس حادثہ کراچی کا ردِعمل پاکستان کے محبّ وطن اور متین وسنجیدہ پریس پر بھی نہایت شدید ہوا اور اخبارات نے اس کی پرزور مذمت کی بلکہ بعض اخبارات نے تو خدشہ ظاہر کیا کہ اس ہنگامہ آرائی کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ کام کر رہا ہے۔اور کسی بیرونی سازش کا نتیجہ ہے۔ان اخبارات میں ایوننگ اسٹار کراچی، مسلم آواز کراچی، ڈان کراچی، سندھ آبزرور، سول اینڈ ملٹری گزٹ، نئی روشنی، پیغام مشرق وغیرہ شامل تھے۔

کراچی کے ہفتہ وار اخبار ''ایوننگ اسٹار'' نے 24 مئی 1952ء کو صفحہ اول پر ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا:

"WHO DIRECTED KARACHI RIOTS?"

(کراچی کے بلوہ میں کس کا ہاتھ تھا؟)

اس مضمون کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

''احمدیہ کانفرنس کے دوران جو اکا دکا فسادات ہوئے اور جن کے نتیجہ میں کئی گرفتاریاں ہوئیں۔ کئی لوگ زخمی ہوئے اور ایسے ناخوشگوار حالات پیدا ہوئے جن سے کراچی کا پرسکون ماحول کبھی آلودہ نہ ہوا تھا۔ مبصرین سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچھے کوئی بیرونی ہاتھ کام کر رہا ہے۔

ان بدنما مظاہروں کے لئے جو وقت منتخب کیا گیا وہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور یہ وہ وقت تھا جبکہ امریکی شہ پر منعقدہ MPO تماشا بری طرح ناکام ہو چکا تھا۔ جس طریق پر MPO کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی تذلیل کی گئی، نہ صرف عوام اور پریس کی طرف سے بلکہ حکومت کی طرف سے بھی امریکنوں کو یہ بہت تلخ محسوس ہوا ہے۔ غالب خیال یہی کیا جاتا ہے کہ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں کی وجہ سے ہوا ہے۔ زخم خوردہ امریکیوں کے لئے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ مل سکا کہ وہ عوام کو وزیر خارجہ کے خلاف بھڑکا سکیں۔

احمدیہ کانفرنس کلیتہً MPO کے کھنڈرات پر منعقد ہو رہی ہے۔ MPO کا پنڈال ابھی تک گرایا جا رہا ہے اور اسی جہانگیر پارک میں ہی چوہدری محمد ظفراللہ خان کو اپنی زندگی کا بدترین مظاہرہ دیکھنا پڑا۔

اس بات کے واضح شواہد موجود ہیں کہ امریکن سفارت خانہ اور ان کے قونصل خانے اس ملک میں ہمیشہ وہی کردار ادا کرتے رہے ہیں جو بین الاقوامی سیاست کے حلقوں میں ادا کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ گزشتہ کئی ہفتوں سے امریکنوں کو سرکاری یا نیم سرکاری پریس کی ناخوشگوار تنقید کا سامنا پڑ رہا ہے۔

جہانگیر پارک میں کراچی کو جو نظارہ دیکھنا پڑا وہ سخت وحشت ناک تھا۔ شہر میں اس قدر بے لگامی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ آنسو گیس یا لاٹھی چارج اس شہر میں عملی طور پر کبھی دیکھنے میں نہیں آئے جو بات اسے اور بھی بدتر بنا رہی ہے وہ یہ کہ یہ ایک مذہبی کانفرنس کا موقعہ تھا۔ باوجود اس امر کے کہ اس کے پیچھے ایک غیر ملکی ہاتھ تھا۔ ایک بدنما داغ یہ ہے کہ ایک مخالف گروہ ایک ایک کانفرنس درہم برہم کر رہا ہے اور پولیس ہنگامہ فرو کرنے کی کوشش کر رہی ہے جو ایک ملک کے دارالسلطنت کی توہین ہے۔''[85]

اخبار ''ڈان'' کراچی نے مورخہ 20رمئی 1952ء کی اشاعت میں لکھا کہ:

گزشتہ دنوں کراچی میں مسلسل دو روز تک تشدد کا جو شرمناک مظاہرہ ہوتا رہا ہے اسے محض اتفاقی حادثہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس سے تعصب اور قانون شکنی کے اس خطرناک رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے جو ملک میں دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان کی مذہبی اور سیاسی زندگی میں مسلمہ خوبیوں کے انحطاط پذیر ہونے اور رواداری کی بجائے قریب قریب لاقانونیت کی سی کیفیت پیدا ہونے کی ذمہ داری ہمارے بہت سے مذہبی اور سیاسی لیڈروں پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اس صورتحال کی خود حکومت ذمہ دار ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی اصول اور اسلامی اتحاد کی ضرورت اور اس کی اہمیت بیان کرنے میں لوگوں کی زبان نہیں تھکتی۔ لیکن عجب ستم ظریفی ہے کہ اس بارے میں کوئی جتنا زیادہ چرب زبان واقع ہوا ہے اتنا ہی وہ رواداری کے اصولوں کو خاک میں ملانے اور لوگوں کو خود تشدد پر اکسانے میں پیش پیش نظر آتا ہے۔ حالانکہ مذہبی آزادی اور رواداری کے جذبات ہی اسلام کی اصل روح ہے۔

رواداری کے اصول کو خاک میں ملانے والے یہ چرب زبان لوگ اسلام، اسلام پکارنے کے باوجود مسلمانوں کے درمیان تشتت وافتراق کی خلیج دن بدن وسیع کر رہے ہیں اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ ہماری حکومت جو اپنی ذات میں کلی اختیارات مجتمع کرنا چاہتی ہے، ایسے شر پسند عناصر کے بروقت انسداد کے لئے معمولی اختیارات کے استعمال سے بھی گریزاں ہے۔

گزشتہ اتوار کو بے شک حکومت نے سخت قدم اٹھایا اور صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے کراچی میں پولیس کی کافی جمعیت موجود تھی۔ اگر ہماری حکومت زیادہ مستعد ہوتی یا سخت اقدام کے لئے بروقت جرأت مندی سے کام لیتی تو یقیناً وہ فتنہ جسے روکنے کے لئے بالآخر یہ سب کچھ انتظامات کرنے پڑے بہت پہلے ہی دبا دیا جاتا۔ یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ حکام اس فتنہ سے جو اندر ہی اندر پرورش پا رہا تھا بے خبر تھے یا ان کے لئے چند لوگوں کی نشاندہی ممکن نہ تھی جو اعلانیہ یا درپردہ فتنہ پردازی کی مہم کو ہوا دینے میں مصروف تھے۔ ہمیں اس بحث سے کوئی واسطہ نہیں کہ مذہبی اعتبار سے کس فرقہ کا موقف زیادہ صحیح ہے اور کس کا کم یہ حقیقت ہے کہ ایک مہذب سوسائٹی میں کسی مذہب یا سیاسی جماعت کے اس حق کا احترام لازمی ہے کہ وہ اپنے مقاصد کی تبلیغ کر سکے۔ البتہ یہ ضروری ہوگا کہ ایسا کرنے میں مروجہ قانون اور عام ضابطہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

جہاں تک اس قضیہ کا تعلق ہے، احمدیوں کو پبلک جلسے کرنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا ان

کے مخالفین کو ہے۔ اگر یہ حق استعمال کرنے میں ان دونوں میں سے کوئی ایک قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس بارے میں اصلاحی قدم اُٹھانا حکومت کا کام ہے نہ عوام النّاس کا۔ اگر دوسرے فرقوں کے لوگ بھی اسی طرح کے جرم کا ارتکاب کریں تو بھی اصلاحِ حال کی یہی صورت ہوگی۔ برخلاف اس کے اگر نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ کوئی فرقہ یا گروہ حقیقی یا محض خیالی وجہ اشتعال کو آڑ بنا کر قانون اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس طرح معاشرے کا وجود ہی معرضِ خطر میں پڑ جائے گا۔لیکن کیا کیا جائے کہ کافی مکروہ حد تک پاکستان کے مختلف حصوں میں ایسا ہی کچھ وقوع میں آتا رہا ہے۔

اس ہفتہ کے واقعات سے قطع نظر پہلے ہی ہم تعصب و عدم رواداری کے اس جذبہ کا بعض نمایاں اور واضح صورتوں میں مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔بعض لوگوں کو کھلم کھلا قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ ان کا زیادہ سے زیادہ قصور یہ تھا کہ انہوں نے مذہبی امور سے تعلق رکھنے والے معاملات میں اظہار خیال کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیا۔اسی طرح تقریر وتحریر کے ذریعہ علی الاعلان تشدد کا پرچار کیا گیا لیکن حکومت کمال بے تعلقی سے اس صورتِ حال کا نظارہ کرتی رہی۔ مذہب کے علاوہ دوسرے معاملات میں بھی بعض عناصر کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ وہ تشدد سے کام لیکر قانون کے پرخچے اڑا سکتے ہیں اورحتیٰ کہ حیطہ اقتدار کو بھی تہ و بالا کر سکتے ہیں۔کیا یہی وہ طریق ہے جس پر چل کر ہم اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں؟

اس صورتحال کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج خود معاشرے میں موجود ہے۔ضروری ہے کہ ہر فرقہ کے افراد اس بڑھتے ہوئے خطرے کو جو ان کی پرامن زندگی کو دن بدن لاحق ہوتا جارہا ہے پوری شدت سے محسوس کریں اور ان عناصر کی قطعاً ہمت افزائی نہ کریں جو مذہب کے نام پر ناجائز انتفاع کی خاطر انہیں آلہ کار بنا رہے ہیں۔

ہمارا پریس اور بالخصوص اردو اور دوسری قومی زبانوں کے اخبارات اس گند کو روکنے میں بڑی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں لیکن موجودہ حالات میں اس کے سوا کوئی بھی چارہ نہیں کہ حکومت فتنہ پردازوں کے خلاف سخت اور مؤثر اقدامات کرے۔اور آئندہ اس امر کا انتظار ترک کردے کہ حالات نازک صورت اختیار کریں تو وہ حفاظتی سامان اشک آور گیس اور حکومتی رعب و داب کے سامانوں سے مسلح پولیس کی مدد سے حالات پر قابو پائے۔ یہ زریں دستور العمل کہ ”قانون کی

نگاہ میں سب برابر ہیں'' کتبوں اور طغروں کی شکل میں لکھوا کر وزراء اور دیگر حکام کے کمروں میں آویزاں کر دینا چاہیئے ۔بعض لوگوں میں یہ تاثر عام ہے کہ اونچے منصب داروں اور بعض مذہب کے نام کو اچھال کر نا جائز فائدہ اٹھانے والوں کے درمیان ملی بھگت چل رہی ہے۔ وہ تمام لوگ جو اپنے مخصوص حلقہ میں نمایاں شخصیت رکھتے ہیں۔ یقیناً اس بات کے حقدار ہیں کہ معاشرے میں ان کی عزت وتوقیر کو محفوظ رکھا جائے اور بالخصوص جہاں تک حقیقی علماء کا تعلق ہے کوئی ان کے احترام سے روگردانی نہیں کرسکتا۔

اگران میں سے کوئی عالم اور بالخصوص پیشہ ورقسم کے وہ ملّاں جو روشن دماغی اور بیدارمغزی سے یکسر محروم ہیں اور جن کا کاروبار ہی لوگوں کے جذبات سے کھیلنا ہے، اگر انہیں اس بات کی اجازت دی گئی کہ از خود اقتدارِاعلیٰ کی حیثیت اختیار کر لیں تو پھر پاکستان کا اللہ ہی حافظ ہے۔ بین الاقوامی لحاظ سے ہمارے وقار کو پہلے ہی کافی صدمہ پہنچا ہے اس ہفتہ کے واقعات اس میں اور اضافہ کا سبب ہونگے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ خواجہ ناظم الدین صاحب نے جہاں اور بہت معاملات کو سلجھا کر اپنے فہم وتدبر کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اب بھی مملکت کی کشتی کو تعصب وتنفر کے متلاطم سمندر سے نکال کر امن وعافیت کی بندرگاہ پر جلد واپس لے آئیں گے۔ 87

دورِ ابتلاء میں ملک محمد عبداللہ صاحب کی کراچی آمد

ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل، جو نظارت تالیف وتصنیف کے مصنف کے فرائض انجام دے رہے تھے، کو حضرت مصلح موعود نے صوبہ پنجاب کے حالات کی اطلاع حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تک پہنچانے کا کام سپرد فرمایا۔ اسی دوران آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ ڈیڑھ ماہ تک پہلے پندرہ دن جھنگ میں اور بعد ازاں لاہور میں نظر بند رکھے گئے۔

چنانچہ ملک صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:

''محترم مکرم حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا قیام کراچی میں تھا۔ پنجاب میں جو حالات جماعت کے خلاف پیدا کئے جا رہے تھے اور جو کارروائیاں کی جاتی تھیں ان کی اطلاع جناب چوہدری صاحب کو کراچی دینے کے لئے خاکسار کو تجویز کیا گیا چنانچہ مارچ (1953ء) کی 8/9 تاریخ کو حضرت مصلح موعود نے شام کے وقت اس عاجز کو قصرِ خلافت میں بُلایا۔ وہاں

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ صبح تم نے کراچی جانا ہے اور کچھ ضروری خطوط وہاں پہنچانے ہیں۔ اس کے لئے ایک بڑی جیبوں والی صدری تیار کروائیں اور صبح چناب ایکسپریس سے پہلے یہاں پر آجائیں۔ چنانچہ میں نے رات ہی کو ایک صدری تیار کروالی اور صبح حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مَیں نے کاغذات صدری کی بڑی جیب میں ڈالے اور پہلی مرتبہ حضور نے خود اپنے دست مبارک سے اس جیب پر بکسُوآ لگا کر اُسے بند کیا اور دعا کے بعد اس عاجز کو رخصت کیا۔

میں نے وقفہ وقفہ کے بعد چار دفعہ کراچی کا سفر کیا۔ وقفہ صرف دو تین دن کا ہوتا تھا۔ کراچی سے دوسرے دن ہی واپسی ہو جاتی تھی جب مَیں تیسری دفعہ کراچی جانے لگا تو حضور مصلح موعود نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پنجاب پولیس آپ کا تعاقب کر رہی ہے۔ اس لئے دو آدمیوں کو میرے ساتھ سفر میں ملتان چھاؤنی تک کر دیا۔ ایک چوہدری فیروز دین صاحب جواب انسپکٹر تحریکِ جدید ہیں اور دوسرے چوہدری نصیر احمد صاحب۔ یہ بھی اس وقت تحریک جدید کے کارکن تھے۔ دو آدمیوں کے ساتھ کرنے کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اگر راستہ میں کسی جگہ گرفتاری ہو جائے تو ایک آدمی میرے پیچھے جائے گا کہ پولیس آپ کو کہاں لے جاتی ہے اور دوسرا آدمی واپس آ کر مرکز میں اطلاع دے گا۔

اس کے بعد جب مَیں چوتھے سفر سے کراچی سے واپس آیا ان ایّام میں میری رہائش کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ میں تھی۔ مَیں مغرب کی نماز بیتِ مبارک میں ادا کر رہا تھا کہ ایک شخص نے بتلایا کہ آپ کے کوارٹر پر چار سپاہی اور ایک پولیس آفیسر کھڑے ہیں۔ یہ وسط اپریل (1953ء) کی بات ہے۔ صحیح تاریخ اب یاد نہیں رہی۔ پولیس آفیسر کا نام شیخ ابرار احمد تھا۔ انہوں نے مجھے بتلایا کہ آپ کی نظر بندی کے احکام ہیں۔ رات کوارٹر ہی میں قیام کیا اور صبح یہ مجھے لاہور لے گئے۔'' 87.a

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی غیرت ایمانی کا واقعہ

چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ اور ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل کارکن نظارت تالیف وتصنیف کوئی بار مرکز سلسلہ کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے کراچی

میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان سے ملاقات کا موقعہ ملا۔

محترم ملک صاحب کا بیان ہے کہ:

''ایک بار مَیں جب چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حالات بہت نازک تھے اور یہ خبر گرم تھی کہ ربوہ سے تمام چیدہ چیدہ افراد گرفتار کر لئے جائیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نام سرفہرست ہے (گو ایسا واقعہ ہوا نہیں تھا)۔

جناب چوہدری صاحب کو کہیں سے اطلاع مل گئی تھی۔ اس ملاقات میں جب پیغامات وغیرہ ختم ہو گئے اور مَیں واپس آنے لگا تو چوہدری صاحب نے مجھے دوبارہ بٹھا لیا۔ اور فرمایا کہ مجھے ایسی خبر ملی ہے۔ بعض اوقات صوبائی حکومت از خود ایسا سخت قدم اٹھا لیتی ہے اور مرکزی حکومت کو دیر میں اطلاع ملتی ہے آپ میری طرف سے حضور کی خدمت میں یہ گزارش کر دیں کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسا واقعہ ہو گیا تو مَیں ایک منٹ کے لئے بھی اپنے عہدہ پر نہیں رہوں گا اور مستعفی ہو کر ربوہ آ جاؤں گا۔ چوہدری صاحب کی آواز اس وقت بہت گلوگیر تھی۔ خود میری کیفیت بھی چوہدری صاحب کے اس بے پایاں اخلاص کی وجہ سے بے حد متاثر تھی۔ نیز چوہدری صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدس کا خیال ہے کہ مَیں ربوہ کی گرمی میں نہیں رہ سکوں گا۔ یہ سب باتیں عام حالات کی ہیں۔ خاص حالات میں انسان ہر طرح کی قربانی کر لیتا ہے۔ مَیں نے جناب چوہدری صاحب کا یہ پیغام آتے ہی حضور کی خدمت میں دے دیا۔'' 87.b

وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب سے تاریخی ملاقات

1952ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامے شروع تھے۔ جس کا آغاز کراچی کے جلسہ سے ہوا تھا۔ علماء کے وفود وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب سے مل کر جماعت احمدیہ کے بارے میں مختلف غلط فہمیاں پیدا کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کا منکر ٹھہرایا جا رہا تھا اور اسے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبے ہو رہے تھے۔

ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک وفد تجویز فرمایا کہ کراچی جا کر وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب سے ملاقات کرے اور حقیقت حال سے انہیں مطلع کرے۔ اس وفد

میں مکرم مولانا عبد الرحیم صاحب دردؔ ناظر امور عامہ ربوہ، مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ، مکرم شیخ بشیر احمد صاحب سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم ایڈووکیٹ اور مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب شامل تھے۔

یہ جولائی 1952ء کے آخری ایام تھے یا گست 1952ء کے شروع کے دن تھے۔ جب یہ وفد کراچی آیا۔ امیر وفد مکرم مولانا عبد الرحیم صاحب دردؔ نے ہر رکن کے ذمہ الگ الگ مضمون مقرر کر دیا اور سب نے باقاعدہ حوالے نوٹ کر لئے۔ اصل کتابیں ساتھ رکھ لیں۔ مقررہ تاریخ پر سب وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب کے بالائی کمرہ میں حاضر ہوئے۔ بڑی میز کے ایک طرف خواجہ صاحب موصوف کے علاوہ سردار عبد الرب صاحب نشتر، میاں مشتاق احمد صاحب گورمانی، فضل الرحمٰن صاحب بنگالی اور خواجہ صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری تشریف فرما تھے اور میز کے دوسری طرف علی الترتیب محترم مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب، محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس، محترم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم، محترم شیخ بشیر احمد صاحب اور محترم مولانا عبد الرحیم صاحب درد بیٹھے تھے۔ محترم امیر وفد نے خواجہ صاحب اور دیگر وزیروں سے اراکین وفد کا تعارف کرایا اور یہ بھی فرمایا کہ پہلے ہماری طرف سے مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب بات کریں گے۔

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے آغاز گفتگو کیا کہ ہم احمدی بھی پاکستان کے آزاد شہری ہیں اور ہمیں بھی اس ملک میں تمام باشندوں کی طرح مساوی حقوق حاصل ہیں۔ آپ اس ملک کے ذمہ دار وزراء ہیں۔ آپ کے پاس ہمارے مخالف علماء نے آکر ہمارے خلاف بہت سی باتیں کہی ہیں ہم اس بارے میں وضاحت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ ہماری باتوں کو بھی پوری توجہ سے سماعت فرمائیں گے۔

آپ نے جناب وزیر اعظم صاحب کو توجہ دلاتے ہوئے عرض کیا کہ علماء کے جو وفود آپ کو ملے ہیں، انہوں نے آپ سے کہا ہوگا کہ احمدی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمَ النَّبِیّٖن نہیں مانتے۔ محترم وزیر اعظم صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے عرض کیا کہ میں صرف اس حصہ کے متعلق وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

محترم مولانا صاحب نے عرض کیا کہ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو

مسیح موعود مانتے ہیں انہوں نے ہمیں فرمایا ہے کہ:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا کہ آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔''

محترم مولانا صاحب نے مؤثر انداز میں یہ عبارت پڑھتے ہوئے اصل کتاب جناب وزیر اعظم صاحب کے سامنے رکھ دی اور پھر عرض کیا کہ جب ہمیں بانی سلسلہ احمدیہ نے قرآن مجید پر ایسے مضبوط ایمان کی تلقین فرمائی ہے اور قرآن مجید کی صریح نص میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم **خاتَم النّبیّن** ہیں تو اب یہ امکان کس طرح پیدا ہوسکتا ہے کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **خاتَم النّبیّن** ہونے کا انکار کریں؟ ایسا الزام سراسر غلط اور باطل ہے۔

محترم مولانا صاحب نے عرض کیا کہ اگر علماء کہتے ہیں کہ **خاتَم النّبیّن** کے معنوں اور تفسیر میں ہمارا احمدیوں سے اختلاف ہے تو بات قدرے معقول ہوتی مگر انہوں نے تو آپ کو بھی اور سارے ملک کے باشندوں کو بھی یہ کہا ہے کہ احمدی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتَم النّبیّن** نہیں مانتے، ظاہر ہے کہ ان کا یہ زعم ہرگز درست نہیں۔

محترم مولانا صاحب نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب سے دس حوالہ جات مجلس میں بلند آواز سے سنائے اور ہر حوالے پر اصل کتاب میز پر کھول کر سامنے رکھ دی جاتی تھی۔ ان دس حوالہ جات کے پڑھنے سے اس مجلس میں عجیب رنگ پیدا ہو گیا تھا۔ مولانا صاحب نے کہا کہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتَم النّبیّن** مانتے ہیں، خود بانی سلسلہ احمدیہ کے کلمات آپ کے سامنے ہیں، کتابیں موجود ہیں تو پھر کسی مولوی صاحب کا یہ کہنا کیا وزن رکھتا ہے کہ احمدی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتَم النّبیّن** نہیں مانتے؟

محترم مولانا صاحب نے واضح کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتَم النّبیّن** تو

احمدی بھی مانتے ہیں اور غیر احمدی بھی۔

اس کی تفسیر میں بھی دونوں فریق متفق ہیں کہ خاتَمَ النّبیّٖن کی رو سے نئی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا۔ اس مرحلہ پر محترم مولانا صاحب نے سلف صالحین کے دس اقتباسات عربی و اردو زبان میں پیش کئے اور اصل کتابیں میز پر رکھ دیں۔ ان اقتباسات کا خلاصہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انقطاع صرف تشریعی نبوت کا ہے۔

پھر محترم مولانا صاحب نے واضح کیا کہ ہمارے معنوں کی رو سے فیوض محمدیہؐ جاری ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے خیرِ امت کے افراد کو وہ تمام انعام مل سکتے ہیں جو پہلی امتوں کو ملے تھے، ان معنوں کی رو سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور برتری نمایاں ہوتی ہے۔ پچیس تیس منٹ کے اس بیان کے آخر میں محترم مولانا صاحب نے کہا کہ درحقیقت تو خاتمیتِ محمدؐیہ کے بارے میں ہمارے اور دوسرے علماء میں اختلاف کا کوئی سوال نہیں۔ وہ بھی ایک مسیح موعودؑ کے امت میں آنے کے قائل ہیں اور ہم بھی۔ دونوں فریق حضرت خاتم النّبیّٖن صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنیوالے مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نبی مانتے ہیں جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ امت محمدؐیہ میں خاتَمَ النّبیّٖن کے بعد امتی اور تابع نبی آ سکتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف تو صرف شخصیت میں ہے کہ امت محمدؐیہ کا مسیح موعود کون ہے؟ آیا حضرت عیسی بن مریمؑ ہیں، جنہیں قرآن مجید نے صرف رسولا الی بنی اسرائیل قرار دیا ہے یا امت محمدیہؐ کا ایک فرد۔۔۔۔۔ پس جماعت احمدیہ پر یہ الزام سراسر خلاف واقعہ ہے کہ ہم معاذ اللہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خاتَمَ النّبیّٖن نہیں مانتے۔ ہم حضور علیہ السلام کو پورے یقین سے اور حقیقی رنگ میں خاتمَ النّبیّٖن مانتے ہیں۔

محترم مولانا صاحب کی تقریر کے دوران دو ایک دفعہ سردار عبد الرب صاحب نشتر نے سوال کئے تھے جن کے آپ نے جواب دے دئے مگر جناب خواجہ ناظم الدین صاحب کی خواہش تھی کہ تقریر کا تسلسل قائم رہے اور سوال بعد میں ہوں۔

جب محترم مولانا صاحب آخری حصہ بیان پر پہنچے تو وزیر اعظم صاحب نے فرمایا کہ یہ پوائنٹ تو واضح ہو چکا ہے اب دوسرے صاحب بیان شروع کریں۔ اس پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے مخالفین کی اشتعال انگیزی پر مدلل تقریر فرمائی اور اخبارات کے

حوالے پیش فرمائے۔

گفتگو کے آغاز سے ہی مخالف علماء برآمدہ میں باتیں سن رہے تھے وہ بعض کتابیں وزراء کرام کو بھجوانے لگے جس پر مجلس کا رنگ کچھ بدل گیا۔

تیسرے نمبر پر محترم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادمؔ نے جب مختلف فرقوں کے علماء کے فتووں کے انبار پیش فرمائے تو خواجہ صاحب موصوف حیران رہ گئے کہ علماء نے بات کہاں تک پہنچا دی ہے۔اسی دوران جناب فضل الرحمٰن بنگالی صاحب بول پڑے کہ ہم آپ لوگوں کو اب تک برداشت کرتے رہے ہیں آئندہ یہ صورت نہ ہوگی۔

اس کے جواب میں محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے نہایت غیورانہ جواب دیا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا خاص سلوک یا رعایت کی ہے اور آپ آئندہ کیا کریں گے۔ اس مرحلے پر گفتگو میں قدرے تلخی پیدا ہوگئی۔

گفتگو کا یہ حصہ زیادہ تر انگریزی میں ہوا۔حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب دردؔ نے بھی اس میں مؤثر حصہ لیا اور جماعت کی خدماتِ پاکستان کا بھی تذکرہ فرمایا نیز بتایا کہ ہم تو اپنے اصول کے مطابق حکومت سے تعاون کرتے ہیں۔ یہ ہماری مذہبی تعلیم ہے ہمیں کوئی لالچ یا طمع نہیں ہے۔اس مرحلہ پر محترم وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب کی حلیمی اور بردباری نے پھر ماحول کو تحقیقی اور علمی بنا دیا۔اور قریباً تین گھنٹے کی یہ مجلس آخر نہایت اچھی فضا میں ختم ہوئی۔

وزیر اعظم صاحب کے مجموعی تاثرات اور اعلان

محترم وزیر اعظم صاحب کے آخری بیان سے مترشح ہوتا تھا کہ ان کے نزدیک جماعت احمدیہ کو منکر ختم نبوت ٹھہرانا یا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینا بے معنی بات ہے۔البتہ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ اعلان کر دوں گا کہ سرکاری ملازم تبلیغ نہ کیا کریں اور یہ اعلان سب فرقوں پر یکساں حاوی ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے چند روز بعد یوم پاکستان کے موقعہ پر اپنی تقریر میں یہ اعلان کر دیا تھا۔88

سردار عبد الرب صاحب نشتر سے ملاقات

محترم مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب اور محترم مولانا عبد المالک خان صاحب مربی

سلسلہ احمدیہ کراچی نے جناب سردار عبدالرب نشتر صاحب سے بھی ملاقات کی۔

محترم مولانا ابوالعطا صاحب نے عرض کیا کہ حسب وعدہ آپ کو (دعوت الی اللہ) کرنے کے لئے آئے ہیں۔ کہنے لگے کہ آپ نے وزیراعظم کا پندرہ اگست والا اعلان نہیں سنا کہ سرکاری آدمی تبلیغ نہ کریں؟ مولانا صاحب نے کہا کہ میں تو سرکاری آدمی نہیں ہوں میں (دعوت الی اللہ) کرنے آیا ہوں۔ مسکرا کر فرمانے لگے کہ آپ مجھے کیا تبلیغ کریں گے میں تو آپ کی جماعت کے عقائد کا کٹر مخالف ہوں۔

محترم مولانا صاحب نے کہا کہ ایسے آدمی کو ہی (دعوت الی اللہ) کرنے کا لطف ہوتا ہے کیونکہ ایسا آدمی جب احمدی ہوگا تو وہ پختہ ہوگا۔ سردار صاحب کہنے لگے کہ میں تو پہلے ہی نمازیں پڑھتا ہوں، قرآن مجید پڑھتا ہوں آپ مجھے کس امر کی (دعوت) دینا چاہتے ہیں۔ محترم مولانا صاحب نے عرض کیا کہ آج کی اس مختصر ملاقات میں صرف ایک بات کی (دعوت) دینے آیا ہوں اور وہ یہ کہ آپ قرآن مجید کی تدبر سے تلاوت فرمایا کریں۔ سردار صاحب کہنے لگے کہ میں قرآن مجید سوچ کر ہی پڑھتا ہوں۔ نماز میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔

مولانا صاحب نے عرض کیا کہ میری بات ابھی واضح ہو جائیگی، آپ فرمائیں کہ جب آپ ۔۔۔۔۔ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** کی دعا کرتے ہیں تو **منعم علیھم** سے آپ کی مراد کون لوگ ہوتے ہیں؟ سردار صاحب نے جھٹ **ومن یطع اللہ والرسول فأُولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین و حسن اولئک رفیقا** پڑھ کر فرمایا کہ اس وقت میرے ذہن میں انعام پانے والے یہ لوگ مراد ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جناب! اس ۔۔۔۔ میں انعام پانے والے لوگوں کے چار گروہ مذکور ہیں: 1۔ نبی، 2۔ صدیق 3۔ شہید اور 4۔ صالح۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا **انعمت علیھم** کی دعا کے نتیجہ میں امت میں یہ سارے گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت میں بن سکتے ہیں؟ سردار صاحب نے ذرا توقف کے بعد سوچ کر فرمایا کہ نبی تو آنحضرتؐ کی اطاعت میں نہیں بن سکتے۔ محترم مولانا صاحب نے کہا کہ بس قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنے کی (دعوت) کا یہی مقصد ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ قرآن مجید تو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کے لئے چاروں انعامات کے دروازے کھلے قرار دیتا ہے مگر آپ سب سے پہلے

ذکر شدہ اور سب سے بڑے انعام کے دروازہ کو مسدود قرار دیتے ہیں۔

سردار صاحب ذرا حیران ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ حیات و وفات مسیح کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ میرا تو آج کا پیغام بس قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنے کی تلقین تک محدود ہے۔ ذرا سوچ کر سردار صاحب کہنے لگے کہ اب مجدد اور عالم تو ہو سکتے ہیں مگر نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ آفتاب کی موجودگی میں ٹمٹماتے چراغوں کی کیا ضرورت ہے؟

محترم مولانا صاحب نے کہا کہ یہ اعتراض تو آپ کے عقیدے پر پڑتا ہے۔ آپ آفتاب کی موجودگی میں علماء اور مجددین کی ضرورت کو جو ٹمٹماتے چراغ ہیں مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ تو قانون قدرت کے عین مطابق ہے یعنی آفتاب کے ساتھ ہم ماہتاب کے قائل ہیں۔ ماہتاب اُمتی نبی مسیح موعودؑ ہے۔ باقی یہاں تقابل نہیں ہے بلکہ آفتاب کی فیض رسانی اور ماہتاب کے فیض قبول کرنے کا مسئلہ ہے۔ محترم سردار صاحب نے فرمایا کہ حدیث میں تو لا نبی بعدی آیا ہے۔ محترم مولانا صاحب نے کہا اس پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ طے ہو جائے کہ ہم نے ایک یہی حدیث ماننی ہے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب حدیثیں ماننی ضروری ہیں۔ محترم مولانا صاحب نے کہا کہ حدیث میں مجددین کے آنے کا بھی ذکر ہے۔ امام مہدی کے آنے کا بھی ذکر ہے۔ مسیح موعودؑ کے مبعوث ہونے کا بھی بیان ہے، اور پھر حدیث صحیح مسلم میں مسیح موعودؑ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ نبی اللہ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ احادیث پر مجموعی غور کیا جائے تو وہ قرآن مجید کے عین مطابق ہیں۔ حدیث میں صاحبِ شریعت یا مستقل نبی کے آنے کی نفی ہے اور آیت میں تابع اور مطیع نبی کے آنے کی خبر ہے۔ پس قرآن کریم اور حدیث میں واضح تطبیق موجود ہے۔

محترم سردار صاحب فرمانے لگے کہ آپ یہ بتائیں کہ آپ پیدائشی احمدی ہیں یا بعد میں آپ نے احمدیت کو قبول کیا ہے؟ میں نے کہا کہ سردار صاحب! اگر کسی شخص کو میں (دین حق) کی دعوت دوں اور اس کے پاس کوئی عذر نہ رہے تو وہ مجھے کہے کہ آپ پیدائشی مسلمان ہیں یا بعد میں مسلمان ہوئے تھے تو کیا اس کا یہ طریق معقول ہے؟ فرمانے لگے میں صرف علم حاصل کرنا چاہتا ہوں میں وہ طریق اختیار نہ کروں گا۔ میں نے کہا کہ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ میرے والد صاحب مرحوم نے اوائل زمانہ میں احمدیت قبول کیا اور پیدائش کے وقت سے ہی انہوں نے مجھے

خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں دہریوں، یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے جملہ فرقوں کے ماہر علماء سے گفتگو اور مناظرے کئے ہیں اور میں علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہوں کہ (دین حق) کے وہ عقائد جو احمدیت پیش کرتی ہے وہی حق اور سب پر غالب آنے والے ہیں۔ اس پر سردار صاحب کہنے لگے کہ میں حیران ہو رہا تھا کہ ایسا عالم ہم میں سے نکل کر احمدیوں میں کس طرح شامل ہو گیا ہے؟

محترم مولانا صاحب نے کہا کہ بات تو وہی ہوئی جس کا میں نے اشارہ کیا تھا۔ اس مرحلہ پر محترم سردار صاحب کو مجلس وزراء کے اجلاس کے لئے بلا لیا گیا۔ اُنہیں چند کتب اور ایک مفصل تحریری بیان پیش کیا گیا۔ جس کا مطالعہ کرنے کا انہوں نے بخوشی وعدہ فرمایا۔ اس طرح یہ گفتگو ختم ہوئی۔ 89

53-1952ء کے ہنگاموں میں گورنمنٹ ایجنسی کے دوست کی بیعت

مکرم محمد سعید احمد صاحب اپنی خودنوشت سوانح عمری ''گمنام و بے ہنر'' میں تحریر کرتے ہیں کہ جون 1962ء میں جب ان کی تعیناتی کراچی میں ہوئی تو وہ ماڑی پور کی سرکاری رہائش گاہ میں رہتے تھے۔ وہاں ایک احمدی دوست وارنٹ آفیسر رضوان صاحب بھی رہائش پذیر تھے۔ مکرم محمد سعید صاحب کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ آپ احمدی کیسے ہوئے تو انھوں نے بڑی دلچسپ داستان سنائی۔

کہنے لگے 1952ء میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر تھی۔ میں سی آئی ڈی (C.I.D) میں ملازم تھا۔ مجھے احمدیہ ہال کراچی میں خطبہ جمعہ اور جماعتی اجلاسوں کی کارروائی رپورٹ کرنے پر مقرر کیا گیا۔ ایک سال اس ڈیوٹی پر رہا۔ میری رپورٹ میں یہی ہوتا کہ خدا اور رسول کی باتیں بیان کی گئیں اور فی الواقع ایسا ہی ہوتا تھا۔ میرے افسر ایک میجر تھے۔ انہوں نے میری جواب طلبی کی کہ کافروں کی (بیت) میں جاتے ہو تو وہاں کیسے خدا اور رسول کا ذکر ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا جناب جو سنتا اور دیکھتا ہوں وہی رپورٹ کرتا ہوں۔ اب (میجر صاحب) نے خود جانا شروع کر دیا۔ تین چار دفعہ جانے کے بعد وہ کہنے لگے کہ رضوان تم ٹھیک کہتے تھے۔ مگر انہوں نے میری پوسٹنگ کہیں اور کر دی۔

مکرم رضوان صاحب نے بتایا کہ اب میرے ذہن میں یہ الجھن پیدا ہوگئی کہ اگر احمدی کافر ہیں تو ان کی (دین حق) سے ایسی گہری وابستگی کیسے ہے۔ اب میں نے از خود گاہے بگاہے احمدیہ ہال کراچی جانا شروع کر دیا اور مربی صاحب سے ملاقاتیں ہونے لگیں۔ چھ ماہ بعد مجھ پر حق واضح ہوگیا اور میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوگیا۔[90] (مکرم چوہدری رکن الدین صاحب کے مطابق رضوان صاحب نے ان کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ مؤلف)

درس القرآن محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ

1952ء میں سینٹرل کمیٹی لجنہ اماء اللہ کراچی کے تحت درس القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ سب سے پہلا درس محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دیا۔

محترمہ احمدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب سابق صدر لجنہ کراچی اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں کہ:

''محترمہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے اپنے چند ماہ کے عارضی قیام میں لجنہ کراچی کی خاص تربیت فرمائی۔ ماہ رمضان المبارک کا درس روزانہ میرے غریب خانہ پر شروع کیا۔ جس کی برکت سے آج تک لجنہ کراچی کے زیر انتظام یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔''[90.a]

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ محترمہ ہیں۔

پیر صاحب پگارا کا بیان

1953ء میں اینٹی احمدیہ تحریک کے بارے میں جب پیر صاحب پگارا سے ان کا ردعمل پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ:

''میری جماعت اور سندھی فرقہ کے وہ لوگ جو ان باتوں کو سننے کے حق میں ہیں، ان سب کا ایک ایسی تحریک سے جو ایک پاکستانی کو دوسرے پاکستانیوں سے جدا کرتی ہے کوئی تعلق

نہیں ہونا چاہیئے .... مجھے یہ بیان کرنے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میری ساری جماعت (مسلم لیگ) اس فسادانگیز تحریک سے بالکل الگ تھلگ رہی ہے۔ اسی طرح تمام سندھی بھی اس سے الگ رہے ہیں۔ مگر انھوں نے کہا کہ کچھ پناہ گزین مولانا جنھوں نے سندھ کو اپنا وطن بنا رکھا ہے وہ دریائے سندھ کو آگ لگانا چاہتے ہیں مگر ان کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انھوں نے کہا کہ سندھ کو پاکستان کو طاقت دینے کا ذریعہ بنایا جائے گا............ اگر گورنمنٹ کی مشینری شرارت پسند علماء کو قابو میں نہیں رکھ سکتی تو معاشرہ ان کو قابو کرے گا۔ میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ میں اس معاملے میں ساری ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار ہوں بشرطیکہ گورنمنٹ پاکستان بھی مجھے یہ ذمہ داری سنبھالنے کی اجازت دے دے۔ ہم اپنی حفاظت اور آزادی کے تحفظ کی خاطر چند ایک سر پھرے مذہبی دیوانوں کو اور مفسدانہ طبع لوگوں کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ سارے ملک کو آگ لگا دیں۔'' 91

صدر انجمن احمدیہ کراچی کا قیام

1952ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف کراچی میں جو حالات ظاہر ہوئے ان کے بعد 1953ء میں سارے مغربی پاکستان میں حالات تیزی سے ابتر ہوئے۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ ہوا۔ اتنے بڑے ہنگامے تھے کہ گورنر جنرل کی طرف سے اس کی تحقیقات کروائی گئی۔ ان حالات میں کہ پنجاب ایسے فتنوں کا بھاری آماجگاہ تھا، حضرت مصلح موعود نے ایک صدر انجمن احمدیہ کراچی میں بھی قائم فرمائی۔ اس کے اعلان کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ربوہ کا مرکز کتنے بڑے خطرات میں گھرا ہوا تھا۔ محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کو سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کراچی کے ناظر اعلیٰ کا عہدہ یا رکنیت نہیں دی گئی تھی۔ 92

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 12 اپریل 1953ء کو صدر انجمن احمدیہ کراچی کے قیام کا تحریراً درج ذیل اعلان فرمایا:

''میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تمام جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کے نام یہ اعلان کرتا ہوں کہ آج سے کراچی میں ایک صدر انجمن احمدیہ کو تمام پاکستان کی احمدیہ جماعتوں

کے انتظام کا کامل طور پر مساوی حق دیتا ہوں۔اس سے میری مراد یہ ہے ایک ہی وقت میں صدر انجمن احمدیہ رجسٹرڈ حال ربوہ کو بھی سلسلہ کے ان کاموں کے کرنے کا اختیار ہوگا جو جماعت نے اس کو سونپے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کو بھی اختیار ہوگا کہ انہی دائرؤں میں کام کر سکے۔ میں تمام جماعت ہائے احمدیہ کو جو پاکستان کی کسی جگہ بھی واقع ہوں، ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ صدر انجمن احمدیہ کراچی کے ساتھ اُسی طرح تعاون کریں جس طرح وہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ساتھ کر رہی ہیں۔ اور اگر کسی وقت صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کی ہدایت میں اختلاف نظر آئے تو وہ صدر انجمن احمدیہ کراچی کی ہدایت کو ترجیح دیں، لیکن میرے اس حکم کے یہ معنی نہیں کہ جماعتیں اپنا چندہ بھی کراچی بھجوانا شروع کر دیں۔ چندے وہ حسبِ دستور سابق ربوہ ہی بھجواتے رہیں، سوائے اس کے کہ کسی ضرورت کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کراچی کچھ حصہ چندہ کا کراچی بھیجنے کی ہدایت دے۔

میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی ضرورت کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کراچی میری طرف سے ہدایت جاری کرنا ضروری سمجھے تو میری زندگی میں اسے یہ اختیار بھی ہوگا۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ جماعت اپنی دینی اصلاح اور چندوں کی ادائیگی اور وقفِ زندگی اور اشاعتِ (دین حق) اور تعلیم قرآن اور غرباء پروری اور ہمدردی اور خدمتِ خلق اور اچھے اخلاق اور نیک نمونے پیش کرنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتی رہے گی اور ان باتوں کو ایسی مضبوطی سے پکڑے گی کہ کوئی روک اسے ان مقاصد سے ہٹا نہ سکے۔

اے عزیزو! گھبرانے کی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ میں نے یہ ہدایت صرف کام کی سہولت کے لئے دی ہیں کیونکہ خدا کا کام ہر انسان کے وجود سے مقدم ہے۔'' [93]

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی کے مطابق انھیں صدر انجمن احمدیہ کراچی کا ناظر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ اس انجمن کے 6 ممبران تھے۔ جن میں سے مندرجہ ذیل 4 احباب کے نام معلوم ہو سکے۔

1۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ناظر اعلیٰ
2۔ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب۔ سیکرٹری
3۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب۔ ممبر [94]
4۔ مکرم مولانا غلام احمد فرخ صاحب ممبر [95]

ریڈیو پاکستان کراچی کا نشریہ

16 جون 1953ء کو ریڈیو پاکستان کراچی نے یہ خبر نشر کی:

''حضرت امام جماعت احمدیہ (خلیفۃ المسیح الثانی۔مؤلف) نے اپنے ایک اعلان میں جماعت احمدیہ کے افراد کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے عام جلسوں میں اعتقادی اختلافات کو زیر بحث نہ لائیں۔آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے۔ جماعت کے ان افراد کے متعلق جو سرکاری ملازم ہیں آپ نے فرمایا کہ حکومت وقتاً فوقتاً جو ہدایات جاری کرتی رہتی ہے وہ ان سب پر عمل کریں۔''96

لجنہ کراچی کا ہنگامی فنڈ برائے اخراجات مربیان کرام

بیرونی ممالک میں مربیان کے اخراجات کے فنڈ میں کمی ہوگئی تو حضرت مصلح موعود کی جماعت کو توجہ دلانے پر لجنہ اماء اللہ کراچی نے اس ہنگامی فنڈ میں ڈیڑھ ہزار روپے جمع کروائے۔97

تاریخ احمدیت کی تدوین کا آغاز

تاریخ احمدیت کی تدوین کے سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1953ء میں ایک تحریک خاص جاری فرمائی جس میں آپ نے احباب جماعت کو بارہ ہزار روپے ادا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ مبارک تحریک جماعت احمدیہ کراچی کے اخبار ''المصلح'' کی 20 مئی 1953ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔اس تحریک کا مخلصین جماعت نے پر جوش خیر مقدم کیا نیز اس اعلان نے جماعت کے اہل قلم اصحاب میں بھی ایک جنبش پیدا کر دی۔

حضور کے ارشاد پر ''المصلح کراچی'' کی 16/جولائی 1953ء کی اشاعت میں یہ اعلان شائع ہوا کہ تاریخ سلسلہ کے لکھنے کے لئے آدمیوں کی ضرورت ہے۔

اس اعلان پر 6 احباب جماعت نے اپنے نام پیش کئے۔ان احباب میں کراچی کے بھی

ایک دوست شامل تھے۔لیکن ان میں سے کوئی دوست بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے معیار پر پورا نہ اتر سکا۔[98]

حضرت مصلح موعود کا سفر کراچی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1953ء میں سفر کراچی اختیار فرمایا۔حضور ربوہ سے ناصر آباد سندھ کیلئے روانہ ہوئے اور ناصر آباد، احمد آباد، محمود آباد میں کچھ عرصہ قیام کے بعد میر پور خاص اور حیدر آباد سے روانہ ہوتے ہوئے 19 اگست 1953ء کو کراچی میں رونق افروز ہوئے۔ کراچی میں حضور 30/اگست 1953ء تک قیام فرما رہے۔[99]

قیام کراچی کے دوران سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ عیدالاضحیٰ 21/اگست کے علاوہ دو خطبات جمعہ 21/اگست اور 28/اگست کو احمدیہ ہال کراچی میں ارشاد فرمائے۔

کراچی کی تقاریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پُر معارف خطابات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قیام کراچی کے دوران مندرجہ ذیل اہم اور یادگار تقاریب میں شرکت فرمائی اور اپنے قیمتی خیالات سے نوازا۔

پہلی تقریب

24/اگست 1953ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک غیر معمولی اجلاس احمدیہ ہال کراچی میں منعقد ہوا جس میں خدام و اطفال کے علاوہ بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت شامل ہوئے۔حضور نے نوجوانانِ احمدیت سے ایک پُر معارف خطاب فرمایا۔

دوسری تقریب

26/اگست 1953ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔جس میں حضور نے خواتین کو توجہ دلائی کہ وہ حالات کے مطابق اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کریں اور اپنے فرائض کو پہچانیں۔

تیسری تقریب

27؍اگست 1953ء کو احمدیہ مرچنٹس ایسوسی ایشن نے حضور کے اعزاز میں ''بیچ لگژری'' ہوٹل میں ایک دعوت چائے کا اہتمام کیا جس میں احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت معززین بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت مصلح موعود نے ''(دین حق) اور کمیونزم'' کے موضوع پر اپنے مدلل خیالات کا اظہار فرمایا۔

چوتھی تقریب

بیچ لگژری ہوٹل میں ہی جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے 30؍اگست 1953ء کو ایک شاندار استقبالیہ دیا گیا جس میں احمدی اور غیر احمدی معززین بکثرت مدعو تھے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نے اس تقریب سے بھی خطاب کیا اور ''حقیقی (دین حق)'' کے موضوع پر ایک نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

ان اجتماعی تقاریب کے علاوہ خان ضیاء الحق صاحب (ڈرگ روڈ) اور سردار ممتاز احمد خاں صاحب (مالیر کینٹ) نے بھی الگ الگ عصرانہ پیش کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قریباً نصف نصف گھنٹہ تقریر فرمائی۔[100]

تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں جماعت احمدیہ کراچی کی شمولیت

1953ء میں جب تحریک جدید کو جاری ہوئے 19 سال پورے ہونے کو آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ:

''اب یہ انیس سالہ دور ختم ہونے والا ہے۔ یہ غیر معمولی دور ہے۔ اگرچہ ہم بعد میں بھی چندے دیں گے۔ لیکن یہاں وہ دور ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہم ''سابقون الاولون'' اور ''دفتر اول'' والے کہلاتے تھے۔ یہاں ایک مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ انیس سال کے ختم ہونے پر ان لوگوں کی قربانیوں کا ریکارڈ رکھنے کے لئے ایک رسالہ شائع کر دیا جائے تا کہ لوگوں کے لئے ان کی ایک مثال قائم ہو جائے۔ اس میں ان سب لوگوں کے نام لکھے جائیں جنہوں نے اشاعت (دین حق) میں مدد دی اور پھر وہ رقم بتائی جائے جو انھوں نے اس

تحریک کے ماتحت اشاعت (دین حق) کے لئے دی۔ اسی طرح آئندہ بھی اس رنگ میں مختلف اوقات پر مختلف طریقے اختیار کئے جائیں گے جن سے ان لوگوں کے نام بطور یادگار محفوظ کر لئے جاویں گے تا بعد میں آنے والے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں اور ہم آئندہ آنے والوں کے سامنے ان لوگوں کی مثال پیش کر سکیں۔'' 101

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ان ارشادات کی روشنی میں ایک کتابچہ مرتب کیا گیا جس کا نام'' اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے والے تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین از نومبر 1934ء تا اکتوبر 1953ء'' رکھا گیا۔

اس کتابچہ میں جماعت احمدیہ کراچی کے مندرجہ ذیل افراد کے نام شامل ہیں۔

1۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
2۔ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
3۔ مکرم ڈاکٹر محمد نسیم احمد صاحب
4۔ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب
5۔ مکرم شیخ محمد علی صاحب
6۔ مکرم بابو رحمت اللہ بٹ صاحب
7۔ اہلیہ صاحب بابو رحمت اللہ بٹ صاحب
8۔ والد مرحوم مکرم بابو رحمت اللہ بٹ صاحب
9۔ والدہ صاحب بابو رحمت اللہ بٹ صاحب
10۔ مکرم بابو عبدالحکیم خان صاحب
11۔ اہلیہ صاحبہ بابو عبدالحکیم خان صاحب
12۔ والد صاحب مکرم بابو عبدالحکیم خان صاحب
13۔ والدہ صاحبہ مکرم بابو عبدالحکیم خان صاحب
14۔ مکرم منصور احمد صاحب
15۔ مکرم شیخ غلام حسنین صاحب دہلوی
16۔ مکرمہ صغریٰ بیگم قدسیہ صاحبہ

17۔ مکرمہ امتہ الرحمٰن عزیز صاحبہ مرحومہ وبچگان
18۔ مکرم ماسٹر عبد الرشید صاحب
19۔ مکرم ایم عبد الخالق صاحب لدھیانوی
20۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب بھاگلپوری
21۔ مکرم ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب
22۔ مکرم حافظ مبین الحق صاحب شمس
23۔ اہلیہ صاحبہ مکرم حافظ مبین الحق صاحب شمس
24۔ مکرم محمد مسعود احمد صاحب قریشی امرتسری
25۔ مکرمہ حبیبہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد مسعود صاحب قریشی
26۔ مکرم سید ظفیر احمد صاحب
27۔ مکرمہ ریحانہ صاحبہ بنت ظریف صاحب
28۔ مکرم سید ظہور حسین صاحب
29۔ مکرم حکیم مرزا عبد الرحمان صاحب قادیانی
30۔ مکرمہ والدہ صاحبہ حکیم مرزا عبد الرحمان قادیانی
31۔ مکرم قریشی جلال الدین صاحب
32۔ مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب
33۔ مکرمہ ڈاکٹر امتہ الحی صاحبہ
34۔ مکرم مرزا اعجاز احمد صاحب
35۔ مکرم چوہدری آفتاب احمد صاحب بسمل
36۔ اہلیہ چوہدری محمد حسین صاحب کول مرچنٹ
37۔ مکرم ملک صفدر علی صاحب
38۔ مکرم راجہ غلام حیدر صاحب
39۔ مکرم مشتاق احمد خان صاحب
40۔ مکرم شیخ لطف الرحمان صاحب

41۔ مکرم چوہدری محمد اسرائیل صاحب
42۔ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب
43۔ مکرم سید منظور علی صاحب
44۔ مکرم ولایت شاہ صاحب
45۔ مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب
46۔ مکرم ڈپٹی محمد حسین صاحب الہٰ آبادی
47۔ مکرم محمد ابو رشید سیفی صاحب
48۔ مکرم مستری وزیر محمد صاحب
49۔ مکرمہ مجیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد شاہنواز صاحب
50۔ مکرم محمود نواز صاحب ابن چوہدری محمد شاہنواز صاحب
51۔ مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ بنت چوہدری محمد شاہنواز صاحب
52۔ مکرمہ امۃ الباری صاحبہ بنت چوہدری محمد شاہنواز صاحب
53۔ مکرم چوہدری تاج الدین صاحب
54۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری تاج الدین صاحب
55۔ مکرمہ ڈاکٹر محمودہ اختر صاحبہ
56۔ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب
57۔ مکرم ڈاکٹر میاں عبدالحمید صاحب
58۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبدالحمید صاحب
59۔ مکرم ڈاکٹر سید محمد سعید خالد صاحب
60۔ مکرم سید مسعود احمد صاحب بخاری
61۔ مکرم شیر احمد خان صاحب
62۔ مکرم چوہدری نذیر احمد خان صاحب
63۔ مکرم سید عبدالکریم صاحب
64۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب رانجھا

65۔ منجانب حضرت مولوی شیر علی صاحب (والد)
66۔ والدہ صاحبہ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب رانجھا
67۔ مکرمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب رانجھا
68۔ مکرمہ ثریا طاہر صاحبہ بنت ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب رانجھا
69۔ مکرمہ خدیجہ زینب صاحبہ ہمشیرہ ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب رانجھا
70۔ مکرم مرزا محمد اکرم صاحب
71۔ مکرم عبدالحمید صاحب ابن ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب
72۔ مکرم مولوی عبدالمجید دہلوی صاحب
73۔ مکرمہ حمید النساء خانم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالمجید صاحب
74۔ مکرمہ امتہ العزیز صاحبہ بنت مولوی عبدالمجید صاحب
75۔ مکرمہ طاہرہ بیگم صاحبہ بنت مولوی عبدالمجید صاحب
76۔ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت مولوی عبدالمجید صاحب
77۔ مکرم عبدالمومن صاحب ابن مولوی عبدالمجید صاحب
78۔ مکرم عبدالطیف صاحب ابن مولوی عبدالمجید صاحب
79۔ مکرم مرزا محمد شریف صاحب چغتائی
80۔ والدین مرحومین مکرم مرزا محمد شریف صاحب
81۔ دادی مرحومہ وہمشیرہ مرحومہ مکرم مرزا شریف احمد صاحب
82۔ مکرم مولوی محمد تقی صاحب قادیانی
83۔ مکرم چوہدری محمد نواز صاحب
84۔ مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ
85۔ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب
86۔ مکرم سیٹھ ہاشم اسماعیل صاحب
87۔ مکرم خان رفیع الزمان خان صاحب
88۔ مکرم میجر وقیع الزمان خان صاحب

89۔ مکرمہ قانتہ بیگم صاحبہ اہلیہ رفیع الزمان صاحب
90۔ مکرم میاں اقبال محمد خان صاحب
91۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ میاں اقبال محمد خان صاحب
92۔ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب کانپوری
93۔ حضرت سراج الدین صاحب کانپوری
94۔ مکرم شیخ خلیل الرحمان صاحب
95۔ مکرمہ زبیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ شیخ خلیل الرحمان صاحب
96۔ مکرم ملک منیر احمد صاحب
97۔ مکرم سید انتظار حسین صاحب دہلوی
98۔ مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ سید انتظار حسین صاحب
99۔ مکرم سید شرافت حسین صاحب
100۔ مکرم نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ سید شرافت حسین صاحب
101۔ مکرم حاجی عبدالکریم صاحب
102۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ حاجی عبدالکریم صاحب
103۔ مکرم محمود احمد صاحب ابن حاجی عبدالکریم صاحب
104۔ مکرمہ قدسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الحق صاحب
105۔ مکرم ملک محمد دین صاحب
106۔ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب شاد
107۔ مکرم نورالدین صاحب فاضلانی
108۔ مکرم آغا احسان اللہ صاحب (درویش)
109۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ آغا احسان اللہ صاحب
110۔ مکرم شیخ عبدالحفیظ صاحب
111۔ مکرم میجر شمیم احمد صاحب
112۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

113۔ مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ والدہ میجر شمیم احمد صاحب
114۔ مکرم نسیم احمد صاحب برادر میجر شمیم احمد صاحب
115۔ مکرم حاجی منشی کریم بخش صاحب
116۔ مکرمہ بیگم صاحبہ حاجی منشی کریم بخش صاحب
117۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب
118۔ مکرمہ احمدہ بیگم صاحبہ
119۔ والد صاحب چوہدری بشیر احمد صاحب
120۔ والدہ صاحب چوہدری بشیر احمد صاحب
121۔ مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب
122۔ مکرم مولوی عبدالحمید صاحب دہلوی
123۔ مکرمہ بیگم صاحبہ مولوی عبدالحمید صاحب دہلوی
124۔ مکرم سید عبدالمومن صاحب رضوی
125۔ مکرمہ زینب بیگم صاحبہ اہلیہ اولیٰ مکرم سید عبدالمومن صاحب رضوی
126۔ مکرمہ حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ثانی مکرم سید عبدالمومن صاحب رضوی
127۔ مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ والدہ سید عبدالمومن رضوی صاحب
128۔ مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب
129۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حاجی خان صاحب
130۔ مکرمہ حسن بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حاجی خان صاحب
131۔ مکرم میاں حسن خان صاحب
132۔ مکرم مولوی محمد نواز کٹکی صاحب
133۔ مکرم چوہدری فیض عالم صاحب
134۔ مکرمہ حفیظہ بیگم صاحبہ
135۔ مکرم شیخ سردار محمد صاحب
136۔ مکرمہ اسلم بی بی صاحبہ

137۔ مکرم میر امان اللہ صاحب انجینئر
138۔ مکرمہ امۃ الرحمان بیگم صاحبہ
139۔ مکرم میاں الٰہی بخش صاحب
140۔ مکرم مولوی عبد القادر صاحب
141۔ مکرم شیخ عبدالحق صاحب
142۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالحق صاحب
143۔ مکرمہ اہلیہ مرحومہ شیخ عبدالحق صاحب
144۔ مکرم والد صاحب اہلیہ شیخ عبدالحق صاحب
145۔ مکرمہ والدہ صاحبہ شیخ عبدالحق صاحب
146۔ بچگان مکرم شیخ عبدالحق صاحب
147۔ مکرم ڈاکٹر مظہر الحق صاحب
148۔ مکرم صوفی عبد الحکیم صاحب
149۔ مکرم مستری کرم دین صاحب
150۔ مکرم سردار محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
151۔ مکرم شیخ محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالوی
152۔ مکرم ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب
153۔ مکرمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ
154۔ مکرم ڈاکٹر محمد حسن خان صاحب
155۔ مکرم امام خان صاحب
156۔ مکرم چوہدری مدد علی صاحب
157۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری مدد علی صاحب
158۔ بچگان مکرم چوہدری مدد علی صاحب
159۔ والدین مرحومین مکرم چوہدری مدد علی صاحب
160۔ مکرم بابو عبد الغفور صاحب

161۔ مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ
162۔ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ
163۔ مکرم مرزا احسان الحق صاحب
164۔ مکرم بابو ناصر احمد صاحب ناگپوری
165۔ مکرم شیخ چراغ الدین صاحب
166۔ مکرم حوالدار علی محمد صاحب
167۔ مکرم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب
168۔ مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب
169۔ مکرم ڈاکٹر جلال الدین احمد صاحب
170۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم ڈاکٹر جلال الدین احمد صاحب
171۔ مکرم جی ایم نذیر احمد صاحب بنگلوری
172۔ مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب
173۔ مکرم قریشی محمد سلیمان صاحب
174۔ حضرت حکیم عبدالصمد صاحب دہلوی
175۔ مکرم لطیف احمد صاحب طاہر
176۔ مکرم شیخ رفیع الدین احمد صاحب
177۔ مکرمہ سردار بیگم صاحبہ
178۔ دختران: صالحہ، صادقہ، نعیمہ، رضیہ، بشریٰ
179۔ مکرم شیخ سلیم الدین احمد صاحب
180۔ مکرم شیخ نسیم الدین احمد صاحب اول
181۔ مکرم شیخ نسیم الدین احمد صاحب ثانی
182۔ مکرم شیخ کلیم الدین احمد صاحب
183۔ مکرمہ زینب بی بی صاحبہ
184۔ مکرم ماسٹر امین الدین صاحب عباسی

185۔ مکرم خواجہ عبدالحمید صاحب ضیاء
186۔ مکرم افتخار احمد صاحب ہاشمی
187۔ مکرم شاہ دین صاحب
188۔ مکرمہ والدہ صاحبہ افتخار احمد صاحب ہاشمی
189۔ مکرم سیٹھ سید محمود احمد صاحب
190۔ مکرمہ بیگم صاحبہ سید محمود احمد صاحب
191۔ مکرم بابو عنایت اللہ صاحب
192۔ مکرم سید محمد صادق صاحب ہاشمی
193۔ مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب
194۔ مکرمہ حیات بی بی صاحبہ والدہ کیپٹن سید افتخار حسین صاحب
195۔ مکرمہ سیدہ رشیدہ بی بی صاحبہ اہلیہ سید ممتاز حسین صاحب
196۔ مکرم میر نور احمد صاحب تالپور
197۔ مکرم میر مرید احمد صاحب تالپور
198۔ مکرمہ سیدہ خاتون انعام الٰہی صاحبہ
199۔ حضرت بابو فتح محمد صاحب شرما
200۔ مکرمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ
201۔ مکرم صوفی عبدالرحمٰن صاحب
202۔ مکرم مرزا عبدالحکیم بیگ صاحب
203۔ مکرم قریشی رشید احمد صاحب قادیانی
204۔ مکرم چوہدری محمد یوسف خان صاحب
205۔ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری محمد یوسف خان صاحب
206۔ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس
207۔ اہلیہ صاحبہ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس
208۔ والد صاحب حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس

209۔ مکرمہ والدہ صاحبہ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس
210۔ مکرم شیخ منیر احمد ابن حضرت شیخ نیاز محمد صاحب
211۔ مکرم شیخ خلیل احمد صاحب ابن حضرت شیخ نیاز محمد صاحب
212۔ حضرت سید محمد اشرف صاحب
213۔ مکرمہ محمدی بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت سید محمد اشرف صاحب
214۔ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب
215۔ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب
216۔ مکرم بابو اللہ داد صاحب
217۔ مکرم سید ارشد علی صاحب
218۔ مکرم محمد شفیع خان صاحب
219۔ مکرم محمد حمید احمد صاحب
220۔ مکرم شیخ بہادر علی صاحب
221۔ مکرم شیخ احمد گل صاحب پراچہ
222۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب
223۔ حضرت حاجی بقاء اللہ صاحب بھوپالی
224۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ حضرت حاجی بقاء اللہ صاحب بھوپالی
225۔ مکرم مستری فضل کریم صاحب
226۔ مکرم خواجہ محمد اسماعیل صاحب
227۔ مکرمہ حبیبہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ محمد اسماعیل صاحب
228۔ مکرم والد صاحب مکرم خواجہ محمد اسماعیل صاحب
229۔ مکرم والدہ صاحبہ مکرم خواجہ محمد اسماعیل صاحب
230۔ مکرم خواجہ عبد الرحیم صاحب
231۔ مکرمہ وزیر بیگم صاحبہ اہلیہ خواجہ عبد الرحیم صاحب
232۔ مکرمہ حسین بیگم صاحبہ والدہ مکرم خواجہ عبد الرحیم صاحب

233۔ حضرت مولوی جان محمد صاحب والد مکرم خواجہ عبد الرحیم صاحب
234۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب خسر مکرم خواجہ عبد الرحیم صاحب
235۔ مکرمہ نور بیگم صاحبہ اہلیہ رحمت اللہ بٹ صاحب
236۔ مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب
237۔ مکرم سید نذیر احمد صاحب
238۔ مکرم کیپٹن چوہدری رحمت اللہ صاحب باجوہ
239۔ مکرمہ امتہ العزیز بیگم صاحبہ
240۔ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب
241۔ مکرمہ والدہ صاحبہ رحمت اللہ صاحب باجوہ
242۔ مکرم چوہدری محمد عبداللہ باجوہ صاحب
243۔ مکرمہ والدہ صاحبہ چوہدری محمد عبداللہ باجوہ صاحب
244۔ مکرم بابو عبد العزیز صاحب
245۔ مکرم محمد شفیع صاحب ہاشمی
246۔ مکرم جمعدار محمد نصیب صاحب عارف
247۔ مکرم بابو محمد شریف صاحب فیروز پوری
248۔ مکرم ملک محمد اشرف صاحب
249۔ مکرم والد صاحب مکرم ملک محمد اشرف صاحب
250۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم ملک محمد اشرف صاحب
251۔ مکرم جمعدار عبد القیوم صاحب
252۔ مکرم بابو وزیر محمد صاحب والد جمعدار عبد القیوم صاحب
253۔ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ والدہ جمعدار عبد القیوم صاحب
254۔ مکرم ملک عزیز احمد صاحب
255۔ مکرم کیپٹن عبد الحمید صاحب شرما
256۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب منیر سیال

257۔ مکرم فضل الدین احمد صاحب
258۔ مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
259۔ مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب منجانب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
260۔ مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب منجانب حضرت مسیح موعودؑ
261۔ والد صاحب مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
262۔ والدہ صاحبہ مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
263۔ استاد صاحب مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
264۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
265۔ بچگان مکرم سیٹھ اسماعیل موسیٰ صاحب
266۔ مکرم محمد اسلام صاحب دہلوی
267۔ مکرم محمد یونس صاحب دہلوی
268۔ مکرم سید غلام یاسین صاحب دہلوی
269۔ والدہ صاحبہ مکرم سید غلام یاسین صاحب دہلوی
270۔ مکرم ابوالفضل محمود احمد صاحب
271۔ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ابوالفضل محمود احمد صاحب
272۔ مکرم ڈاکٹر محمد علی صاحب افریقی
273۔ مکرمہ نواب بیگم صاحبہ
274۔ مکرم سید شریف احمد صاحب
275۔ مکرم ماسٹر فیروز الدین صاحب
276۔ مکرمہ بدرالنساء بیگم صاحبہ بنت مکرم شمشاد علی خان صاحب
277۔ مکرمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اشرف صاحب
278۔ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ بابو عبدالعزیز صاحب
279۔ مکرمہ خضر سلطانہ صاحبہ اہلیہ محمد یونس صاحب
280۔ مکرمہ شمیم فاطمہ صاحبہ دہلوی

281۔ مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ نبی احمد صاحب

282۔ مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ متقی محمد حسین صاحب

283۔ مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ محمود علی حسین صاحب

284۔ مکرمہ سیدہ محمودہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم ملک سعید احمد صاحب

285۔ مکرمہ جمیلہ خاتون صاحبہ اہلیہ ڈپٹی غلام حسین صاحب

286۔ مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری کرامت اللہ صاحب[102]

گوشوارہ تعداد حلقہ وار پانچ ہزاری مجاہدین تحریک جدید کراچی

نمبر شمار	نام حلقہ	مرد	خواتین	کل تعداد
1	مارٹن روڈ	32	13	45
2	صدر	14	5	19
3	لارنس روڈ	12	10	22
4	سعید منزل	16	8	24
5	سولجر بازار	11	11	22
6	جیکب لائنز	13	6	19
7	شرقی	12	3	15
8	جنوبی	7	2	9
9	عیدگاہ	12	5	17
10	رامسوامی	15	9	24
11	گولیمار	7	1	8
12	لالوکھیت	5	6	11
13	منوڑہ	5	3	8
14	ڈرگ روڈ	6	-	6

15	ملیر چھاؤنی	8	2	10
16	متفرق افراد	15	5	20
17	لجنہ اماء اللہ کراچی	-	11	11
	میزان	**186**	**100**	**286** [103]

سلسلہ احمدیہ کے پہلے صحافی اور مؤرخ کی کراچی آمد

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رفیق سیدنا حضرت مسیح موعودؑ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے صحافی اور مؤرخ تھے، 10/نومبر 1953ء کو بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی سے کراچی تشریف لائے اور چند یوم قیام فرمایا۔

15/نومبر کی شام کو کراچی میں آپ نے ''ذکر حبیب'' کے موضوع پر نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔[104]

لجنہ کراچی کا جلسہ سیرت النبیؐ

24 نومبر 1953ء کو احمدیہ ہال میں لجنہ اماء اللہ کراچی نے ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا۔ جس میں کثرت سے غیر از جماعت خواتین نے بھی شرکت کی۔ اس جلسہ کی مہمان خصوصی محترمہ بیگم صاحبہ خان عبدالقیوم خان صاحب سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد تھیں۔[105]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو کراچی لانے کی تجویز

1953ء کے فسادات کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدانخواستہ کہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو زیر حراست نہ لے لیا جائے۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ حضرت صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ کراچی تشریف لے آئیں۔ چنانچہ ایک وفد تشکیل دیا گیا جس میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔

1۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب

2۔ مکرم میجر شمیم احمد صاحب

3۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب

وفد کراچی سے بذریعہ کار روانہ ہوا۔مکرم چوہدری شاہنواز صاحب نے کار فراہم کی اور اپنے ڈرائیور مکرم آغا عبداللہ خان صاحب کو بھی ہمراہ کر دیا۔[106] وفد دوسرے دن تقریباً مغرب سے کچھ قبل ربوہ پہنچا۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے توسط سے حضرت صاحب تک رسائی حاصل ہوئی۔حاضری کا مقصد بتایا گیا مگر حضرت صاحب نے اتفاق نہیں فرمایا اور بڑے جلال سے فرمایا کہ گزشتہ چالیس سال میں میرے خدا نے مجھے کبھی نہیں چھوڑا،تمہارا کیا خیال ہے کہ اب وہ مجھے چھوڑ دے گا۔خدا میری طرف دوڑا چلا آ رہا ہے۔گھبراؤ نہیں،میں نے ربوہ نہیں چھوڑنا۔پھر حضور نے اپنے ایک خواب کا تذکرہ فرمایا جس کا مفہوم یہ تھا کہ ’’انگریزوں نے مجھے قید کرنے کی کوشش کی ہے تو ان کا بادشاہ مرگیا ہے‘‘ مزید فرمایا کہ مجھے ہاتھ لگا کر تو دیکھیں پھر ان کی کیا درگت بنتی ہے۔[107]

1953ء کا دورِ ابتلاء اور ’’المصلح‘‘ کراچی کی عظیم خدمات

تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ 194 پر مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ (اخبار) ’’المصلح‘‘ کراچی کی یہ عظیم خدمت ہمیشہ یاد رہے گی کہ اس نے نہایت کامیابی سے الفضل کی بندش سے پیدا شدہ خلا پُر کیا اور جماعت کی روحانی اور اخلاقی تشنگی بجھانے کا موجب ہوا۔یہ سب کچھ حضرت مصلح موعود کی ذاتی دلچسپی اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔[108]

مکرم بشیر الدین احمد سامی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

’’الفضل بند تو ہوا۔لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کے ذریعہ ہونے والی آبیاری بھی رک جاتی۔یہاں بھی کراچی ہی کا سینہ وا ہوا۔کراچی سے ان دنوں خدام الاحمدیہ کا ترجمان پندرہ روزہ المصلح نکلا کرتا تھا۔جس کی ادارت میں مکرم فیض عالم چنگوی اور مکرم تاثیر احمدی شامل تھے۔یہ حضرات بخوشی ایک طرف ہٹ گئے اور اس کی جگہ الفضل کے اسٹاف نے لے لی۔یوں الفضل نے المصلح کا پیرہن اختیار کیا۔بس پھر کیا تھا۔کراچی کے وارے نیارے ہوگئے۔مفت میں مکرم روشن دین صاحب تنویر،مکرم مسعود احمد خان دہلوی صاحب،مکرم شیخ خورشید احمد صاحب اور مکرم محمد احمد پانی پتی صاحب جیسے صاحب طرز ادیب اور اخبار نویس آموجود ہوئے۔الفضل کے

ادارہ کی تفصیل بھی اس وقت یہی تھی جن کے خامے، حضرت سلطان القلم کے علم کلام اور اسلوب بیان سے تراشے ہوئے تھے۔

ایسی ہستیاں اپنی ذات میں ایک انجمن ہوتی ہیں۔مکرم تنویر صاحب نے احمدیہ ہال کے پچھواڑے میں ایک کمرہ کو اپنا مسکن اور دفتر بنائے رکھا اور دوسری طرف احمدیہ ہال کا ماحول ایسا فعال ماحول تھا جس نے ان دنوں فقط اپنی گہما گہمیوں میں سرمست رہنے کا طور اپنا رکھا تھا۔شاید یہی وجہ تھی کہ وہ مکرم روشن دین تنویر صاحب کو باہر نہ لا سکے۔ وہ تو تھے بھی اپنی جگہ خاموش طبع اور تنہائی پسند انسان، ان کے خرام میں بھی تو کوئی آواز نہ تھی۔ کاش! کراچی کو کبھی ان کے ساتھ کوئی شام منانے کا خیال آتا۔

اسی ماحول میں ایک مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب بھی تھے، بولتے کم تھے۔آس پاس کو پڑھتے زیادہ تھے۔کہیں کہیں ایک آدھ فقرہ چست کر دیا۔ان کے ساتھیوں میں ایک شخصیت اللہ بخشے محمد احمد پانی پتی کی بھی تھی۔جنہوں نے احمدیہ ہال کے بازو میں سٹور نما کمرہ میں ایک چٹائی کو دفتر بنا رکھا تھا۔ ایک ہاتھ میں عربی کی کوئی پرانی کتاب تھامے رکھتے ۔ دوسرے ہاتھ میں قلم ہوتا۔جو رہٹ کی طرح علوم وفنون کے خزانے قرطاس پر انڈیلتا چلا جاتا۔ترجمہ کرنے میں ایسی مہارت اور روانی تھی کہ دیکھنے والا محسوس کر سکتا تھا کہ محمد احمد پانی پتی کو ایک دوڑ سی لگی ہے۔ وقت نے بھی یہی بتایا، واقعی وہ دوڑ تھی ۔زندگی نے وفا نہ کی ۔نوجوانی میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور اپنے کام سے اُردو بازار لاہور کے کتب فروشوں کی الماریاں بھر گئے۔

باوجود تنگی داماں، انتظامی لحاظ سے ایک مولوی عبد اللہ اعجاز تھے، جنہوں نے دفتر کی آن بان کو بنا رکھا تھا۔اسی طرح عملہ میں ایک نہایت ہر دلعزیز، سادہ اور منکسر المزاج ہستی منشی سبحان علی صاحب کی تھی۔ جتنے خوش طبع تھے، اتنے ہی خوش نویس تھے۔کراچی کی ہر ادا انھیں بھلی لگتی تھی۔ خاص طور پر موسم سے بہت خوش تھے۔ ایک روز وہ کسی مارکیٹ سے کالے رنگ کا سیکنڈ ہینڈ مخملی کوٹ خرید کر پہن آئے۔ ان کا گزر تنویر صاحب کے سامنے سے ہوا۔ بس یہاں تو وہ پکڑے گئے۔ ''کیا خوب! منشی صاحب آپ تو بالکل بیگم لیاقت علی خان لگ رہے ہیں''۔

تنویر صاحب نے چلتے چلتے یہ فقرہ چست کر دیا۔ دراصل منشی صاحب نے جو کوٹ پہن رکھا تھا اس کے بٹن، لیڈیز کوٹ ہونے کی چغلی کھا رہے تھے۔ بہت دیر تک عملہ میں ان کے ساتھ

یہ چھیڑ رہی۔ لیکن ان کی ہمت کی بھی داد دینا پڑے گی۔ انہوں نے وہ کوٹ اُتارا نہیں۔ انہوں نے تو آخر اسے خرید کر ہی پہنا تھا۔ اور اس پر ان کے دام خرچ ہوئے تھے۔

الفضل کا اسٹاف ایک سال تک کراچی میں رہا۔ ان کی مستقل مزاجی، لگن، انتھک محنت اور ذمہ داری کے احساس نے ایک لمحہ بھی انہیں اجنبی مہمان ہونے کا کوئی تصور پاس نہیں پھٹکنے دیا۔ المصلح کے نام کے سوا، انہوں نے کراچی کی جماعت سے اپنے لئے کسی سہولت کی خواہش نہ کی۔" 109

مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جس وقت فاروق کا پہلا پرچہ شائع ہوا، روزنامہ الفضل کا سارا اسٹاف اس وقت لاہور ہی میں تھا۔ عین انہی دنوں کراچی کی جماعت اس کوشش میں تھی کہ اُن کا اخبار "المصلح" جو پندرہ روزہ تھا اور جسے وہاں کے خدام بہت اخلاص کے ساتھ چلایا کرتے تھے اُسے روزنامہ کر دیا جائے۔ 12 مارچ کو جب کہ لاہور میں مارشل لاء لگا ہوا تھا بذریعہ فون ہم سب کو فوری طور پر ربوہ پہنچنے کی ہدایت ہوئی۔ الفضل کا سارا (عملہ) جس میں ادارتی عملہ اور انتظامی کارکنان سب شامل تھے معہ ضروری ریکارڈ کے ربوہ پہنچے۔ ربوہ پہنچ کر یہ ہدایت ملی کہ الفضل کا عملہ فوراً کراچی کے لئے روانہ ہو جائے اور خاکسار حسب سابق لاہور جا کر "فاروق" جاری رکھے۔ نیز یہ کہ اخویم مکرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی جو اس وقت لاہور ہی میں تھے اور ادارہ الفضل کے رکن تھے میرے ساتھ کام کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فاروق کے دو پرچے شائع ہو چکے تھے۔ دوسرے پرچہ کی اشاعت کے وقت مارشل لاء لگ چکا ہوا تھا۔ تیسرے پرچہ کی نوبت آئی تو سنسر شپ کی پابندی بھی لگ چکی تھی۔ کاپیاں لیکر خاکسار تعلقات عامہ کے دفتر میں گیا جس کے ناظم اس وقت جناب یوسف العزیز صاحب تھے۔ انہوں نے کاپیاں رکھ لیں اور کہا کہ کل آکر لے جائیں۔ دوسرے روز گیا تو انہوں نے پھر ٹال مٹول سے کال لیا اور فرمانے لگے کہ کچھ دیر اور انتظار کریں۔ مجھے صورت حال کا اندازہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس وقت لاہور میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب قیام فرما تھے۔ رتن باغ جا کر میں نے اُن کی خدمت میں ساری تفصیل بتائی، وہ فوراً تیار ہوئے اور اس وقت کے صوبائی وزیر اطلاعات جناب عبدالحمید دستی صاحب کے ہاں گئے۔ اور "فاروق" کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ دستی

صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ اصل حالات معلوم کر کے آپ کو اطلاع دیں گے۔ ان کی طرف سے اطلاع کیا آنی تھی۔ شام کے پانچ بجے کی خبروں میں ریڈیو سے یہ اعلان ہو گیا کہ ''فاروق'' بند کر دیا گیا ہے۔

ان سب امور کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور محترم ناظر صاحب (دعوت الی اللہ) کی خدمت میں بھجوائی گئی اور آئندہ کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا طلبگار ہوا۔ جس پر خاکسار کو واپس ربوہ آنے کا ارشاد ہوا۔ ربوہ پہنچ کر محترم ناظر صاحب (دعوت الی اللہ) کی ہدایت پر خاکسار نے پھر اپنے اصل دفتر یعنی وکالت تبشیر تحریک جدید میں رپورٹ کی۔ وکالت تبشیر نے جب میرے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ہدایت طلب کی تو حضور نے فرمایا کہ اس وقت سلسلہ کو جرنلسٹوں کی ضرورت ہے۔ اسے کراچی بھجوا دیا جائے۔ وہاں ''المصلح'' میں کام کا تجربہ حاصل کرے اور مجھے رپورٹ دیا کرے۔ چنانچہ اس کے چند روز بعد ہی حضور سے مل کر خاکسار کراچی چلا گیا۔ جہاں اُس وقت اخبار کے انچارج محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم تھے۔ اسی دوران ''الفضل'' کی بندش کا عرصہ ختم ہو گیا۔ 10 مارچ 1954ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر حملہ ہوا۔ اگلے ہی روز 11 مارچ کو مجھے بذریعہ تار ربوہ بلوایا گیا۔ چنانچہ 13 مارچ کی شام کو خاکسار کراچی سے بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ پہنچا۔ حضور پرُنور کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ زخمی ہونے کی وجہ سے حضور لیٹے ہوئے تھے۔ فرمایا ابھی جا کر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ملو اور اُن سے ہدایات لے کر لاہور جا کر فوراً ''الفضل'' جاری کر دو۔ اس کی پابندی کا عرصہ ختم ہو گیا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت خاکسار میاں صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا اور حضور کے ارشاد سے اطلاع دی۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ تم کل صبح ہی لاہور چلے جاؤ اور اللہ کا نام لیکر جیسے بھی ہو ''الفضل'' جاری کر دو۔ اس طرح 15 مارچ 1954ء کو لاہور سے روزنامہ الفضل دوبارہ جاری ہو گیا۔''[110]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون کی اشاعت

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی تحریر فرماتے ہیں کہ:

''1953ء کے فسادات کے دوران مخالفت کی شدت کا یہ حال تھا کہ کوئی پریس ہمارا

لٹریچر چھاپنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ ایک (مذہبی جماعت) کے پمفلٹ ''یہ گرفتاریاں کیوں'' کے جواب میں حضرت صاحب نے خود ایک مضمون لکھا۔ اس کا مسودہ مجھے بھجوایا اور استفسار فرمایا کہ کیا اس کے چھاپنے کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس کی دو ہزار کاپی درکار تھیں۔ ایک غیر احمدی............ میرے دوست تھے۔ ان کا............ پرنٹنگ پریس تھا۔ میں نے ان سے فرمائش کی۔ انھوں نے تین چار دن کے اندر اس کے چھاپنے کا انتظام کر دیا۔

چونکہ حضرت صاحب سے دریافت کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اس لئے جواب کا میں نے خود ہی نام ''ان گرفتاریوں کی وجہ'' رکھ کر چھپوا دیا۔ اس وقت حضور سندھ میں اپنی زمینوں پر تشریف فرما تھے۔ اس پمفلٹ کو پا کر بہت (خوش) ہوئے اور بتانے والے نے مجھے بتایا کہ وہاں مجلس عرفان میں اس کارکردگی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کام کرنے والے اس طرح کام کرتے ہیں۔ ہر وقت محض پوچھتے نہیں رہتے۔'' 111

ربوہ میں ٹی آئی کالج کی مستقل عمارت کی تعمیر

حضرت مصلح موعود کا منشاء مبارک تھا کہ ٹی آئی کالج کو دوسرے جماعتی اداروں کی طرح جلد سے جلد جماعت کے نئے مرکز ربوہ میں منتقل کیا جائے تا اس کے نونہال خالص دینی فضا میں تربیت پا سکیں اگرچہ اس وقت کی اس نقل مکانی کی افادیت کالج کے بعض پروفیسر صاحبان کی سمجھ میں نہ آسکی اور ان کا اصرار تھا کہ کالج کو لاہور ہی میں رہنے دیا جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود نے ارشاد فرمایا کہ قادیان سے ہجرت کے بعد تمام کاروبار اور ادارہ جات دوبارہ جاری کرنے کا حق سب سے پہلے ربوہ کا ہے اس کے بعد اگر احباب جماعت یا دیگر اصحاب کوئی کالج یا سکول چلانا چاہیں تو اس شہر کی جماعت کو خود کوشش کرنی چاہیئے۔

کالج کی تعمیر کی نگرانی سید سردار حسین شاہ صاحب کے سپرد ہوئی۔

چوہدری غلام حیدر صاحب سینئر لیکچرر واسسٹنٹ ناظم املاک کالج لکھتے ہیں:

''ان دنوں سریا اور پائپ ملنے میں بہت سی دشواریاں تھیں۔ خاکسار کو کراچی تین دفعہ بھیجا گیا اور وہاں سے کنٹرول ریٹ پر خرید کیا جاتا رہا اسی طرح فرنشنگ اینڈ فٹنگ کے لئے پائپ اور فٹنگ کی دقت تھی اور یہ بھی ان (حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) کی وجہ سے کراچی

سے کنٹرول پر مل گیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل ٹی آئی کالج نے ایک خط مکرم غلام حیدر صاحب کو کراچی لکھا تھا۔ وہ خط درج ذیل ہے۔

(1) آپ کے ہر دو خطوط اور تار مل گئے۔

(2) آپ کراچی سے لوہا خریدنے کا ارادہ ترک کر دیں مگر تمام معلومات لے کر آئیں۔(1) کراچی میں لوہا مل سکتا ہے۔(2) کس قیمت پر (3) کیا شیشہ مل سکتا ہے (4) پرمٹ ملنے میں کتنی دقت پیش آئے گی۔(5) ریٹ کیا ہے (6) پیچ وغیرہ کے متعلق معلومات حاصل کر لیں۔اس لئے ملک بشیر صاحب کا چیک اور مزید جس قدر روپیہ مل سکے لے کر آ جائیں۔

(3) شیخ صاحب سے کہیں SINKING PIT کے نقشے نہیں ملے۔شکریہ۔مگر ان سے نقشہ لے آئیں۔ہوسٹل میں چھ چھ فلش کے دو یونٹ ہوں گے اس کے مطابق۔اس کے علاوہ دو یونٹ اور تین یونٹ (UNITS) کے نقشے بھی۔

(4) محمد کرامت اللہ صاحب سے کہیں کہ کم از کم نصف رقم تو دے دیں۔

(5) اسی طرح چوہدری شریف احمد صاحب سے کہیں کہ مکرم ملک صاحب سے کم از کم نصف روپیہ لے کر دے دیں۔کراس چیک لے کر آ جائیں۔

(6) امید ہے کہ آپ دودنوں میں ان کاموں سے فارغ ہو کر بدھ کے روز لاہور کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

(7) دوبارہ یہ کہ آپ لوہے، شیشے اور کیل وغیرہ کے متعلق مکمل معلومات حاصل کر کے (2) فلش کے نقشے لے کر اور (3) جس قدر عطایا مل سکیں لے کر (بذریعہ کراس چیک) دو تین روز تک لاہور کے لئے روانہ ہو جائیں۔تاکید ہے۔

مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد میں خود کراچی جا کر عطایا وصول کرنے کی کوشش کروں گا۔ انشاء اللہ۔ 111.a

جھمپیر میں المناک حادثے پر تعزیت کا اظہار

21 رجنوری 1954ء کو جھمپیر (سندھ) کے قریب پاکستان میل کے خوفناک حادثہ پر

عظیم قومی اور ملی نقصان وقوع پذیر ہوا جس میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئی تھیں اور بیشتر افراد زخمی ہو گئے تھے۔ اس المناک حادثے پر جماعت احمدیہ کراچی نے ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان واقارب اور حکومت پاکستان سے ہمدردی اور تعزیت کی قرارداد پاس کی۔

22رجنوری کو نماز جمعہ کے بعد احمدیہ ہال میں ہنگامی اجلاس میں مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کراچی نے اس حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایک عظیم قومی اور ملکی نقصان قرار دیا۔ اسی ٹرین میں وزیر خارجہ پاکستان حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب بھی سفر کر رہے تھے اور کراچی آرہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت چوہدری صاحب اس حادثہ میں بالکل محفوظ رہے۔[112]

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے اس حادثہ کے دو دن بعد 23رجنوری 1954ء کو احمدیہ ہال میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اس حادثہ میں زخمی ہونے والوں کی تیمارداری اور وفات پانے والوں کے پس ماندگان کے ساتھ عملی ہمدردی میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں کیونکہ مومن میں ہمدردی خلائق کا جذبہ بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے اور اسے دور کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔''

جماعت احمدیہ کراچی کے مخلص احباب جو ہمیشہ ہی نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں وہ اس نصیحت پر کما حقہ عمل پیرا ہوئے اور اس موقعہ پر اخوت کا بہت عمدہ نمونہ انھوں نے پیش کیا۔[113]

گورنر جنرل پاکستان کی خدمت میں قرآن کریم کا نسخہ

مورخہ 27رجنوری 1954ء کو کراچی میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کی قیادت میں جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے جناب غلام محمد صاحب گورنر جنرل پاکستان کی خدمت میں ولندیزی ترجمہ والا قرآن کریم کا ایک نسخہ پیش کیا۔

وفد محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے علاوہ حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم

اے، مکرم سید شاہ محمد صاحب مربی انڈونیشیا اور مکرم مولانا عبدالمالک صاحب مربی سلسلہ کراچی پر مشتمل تھا۔[114]

حضرت مصلح موعود پر قاتلانہ حملہ اور آپ کا تاریخی پیغام

جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام حضرت مصلح موعود پر بیت المبارک ربوہ میں 10 مارچ 1954ء کو بعد نماز عصر قاتلانہ حملہ کے بعد آپ نے اسی رات جماعت احمدیہ کے نام اپنے قلم مبارک سے حسب ذیل برقی پیغام بزبان انگریزی تحریر فرمایا جو اخبار ''المصلح'' کراچی کی 12 مارچ 1954ء کی اشاعت میں شائع ہو۔

Almuslih Karachi

Brethren you have heard about the attack made upon me by an ignorant enemy. May God open these people's eyes and make them understand their duty toward Islam and Holy Prophet.

My brethern pray to God that if my hour has come, Allah may give my soul peace and bestow His blessings. Also pray that God through His bounty may give you a leader better suited to the job than I was, I have loved you always better than my wives and children and was always ready to sacrifice every one near and dear to me to the cause of Islam and Ahmadiyyat. I expect from you and your coming generations also to be so suiter to be so for all times. God be with you.

Wassalam
Mirza Mahmud Ahmad

ترجمہ:

المصلح کراچی

برادران! آپ سن چکے ہوں گے کہ مجھ پر ایک نادان دشمن نے حملہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے اور (دین حق) اور نبی اکرم ﷺ سے متعلق اُن پر جو فرض عائد ہوتا ہے اُسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادران ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر میرا وقت آن پہنچا ہے تو وہ میری روح کو تسکین عطا کرے اور اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ نیز یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ لوگوں کو ایسا لیڈر عطا فرمائے جو اس کام کے لئے مجھ سے زیادہ موزوں ہو۔

میں ہمیشہ آپ سے اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرتا رہا ہوں اور (دین حق) اور احمدیت کی خاطر اپنے ہر قریبی اور ہر عزیز کو قربان کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہا ہوں ۔ میں آپ سے اور آپ کی آنیوالی نسلوں سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی ہمیشہ اسی طرح عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

مرزا محمود احمد 115

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کیلئے اجتماعی دعائیں اور صدقات

جماعت احمدیہ کراچی نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر بزدلانہ حملہ کی روح فرسا خبر سنی تو وہ اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنے محبوب امام کی صحت و عافیت کے لئے مسلسل دعائیں کرنے میں مصروف ہوگئی۔ 11 مارچ 1954ء کو نماز مغرب کے بعد احباب احمدیہ ہال میں جمع ہوئے اور نہایت سوز و گداز کے ساتھ اجتماعی دعا کی گئی۔ دعا سے قبل مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے حضور کی صحت کے متعلق دن بھر میں جو اطلاعات موصول ہوئیں ان کی تفصیل بیان کی اور فرمایا کہ کراچی کی مرکزی جماعت، حلقہ جات اور افراد کی طرف سے متواتر صدقات دئے جا رہے ہیں۔ جن کا سلسلہ حضور کی صحت کاملہ کی اطلاع ملنے تک انشاء اللہ جاری رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد سے جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین 116

حفاظتی کمیٹی برائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

مورخہ 10 مارچ 1954ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر بیت المبارک ربوہ میں بعد نماز عصر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ اس حملہ کے بعد ایک حفاظتی کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اس کمیٹی کے اراکین میں حضرت مرزا ناصر احمد اور محترم میجر مرزا داؤد احمد صاحب کے علاوہ محترم چوہدری محمد عبداللہ خان

صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھے۔117

شاہ سعود سے ملاقات

جماعت احمدیہ کراچی کے ایک وفد نے 15 اپریل 1954ء کو شاہ سعود بن عبد العزیز حکمران سعودی عرب سے ملاقات کر کے جماعت کی طرف سے ان کی پاکستان آمد پر مبارکباد دی۔

شاہ سعود نے جماعت کے وفد سے مل کر اظہار خوشنودی فرمایا۔وفد میں مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی،مکرم جنرل سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ کراچی ، مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ وسیکرٹری (دعوت الی اللہ) کراچی اور مکرم مولانا نورالحق صاحب انور سابق نائب وکیل التبشیر شامل تھے۔

جب شاہ موصوف کو بتایا گیا کہ مکرم مولوی نورالحق صاحب انور فریضہ (دعوت الی اللہ) ادا کرنے کے لیے امریکہ جا رہے ہیں تو شاہ موصوف نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی۔جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلسلہ کی کتب کا ایک سیٹ بھی پیش کیا گیا۔118

مراکشی عوام کے لئے جماعت احمدیہ کراچی کی امداد

جماعت احمدیہ کراچی نے مراکش کے مظلوم مسلمانوں کے لئے 1954ء میں 5 ہزار روپے کا فنڈ اکٹھا کیا اور اسے بیس ہزار روپے تک پہنچانے کا وعدہ کیا۔119

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مورخہ 7/جون (1954ء) کو ربوہ سے بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی تشریف لائے۔آپ کے ہمراہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ،حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب بھی تھے۔120

ناروے وسویڈن مشن کے لئے عطیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تحریک جدید کے ذریعہ جو نیا مشن (ناروے وسویڈن) میں کھولنے کا ارشاد فرمایا، اس میں جماعت احمدیہ کراچی نے مبلغ 3,000 روپے کا عطیہ دیا۔ 121

جماعت احمدیہ کراچی حضرت مصلح موعود کی نظر میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 25 جون 1954ء کو کراچی میں خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:

''یہاں کی جماعت اپنی جدو جہد اور قربانی کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے کچھ اس میں اس بات کا بھی دخل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بعض خاندانوں کو دین کی خدمت کا موقع عطا فرما دیتا ہے اور ان کی وجہ سے جماعت ترقی کر جاتی ہے............ اللہ تعالیٰ نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو جماعت کا کام کرنے کا بڑا موقع دیا اور لاہور کی جماعت نے ان کی وجہ سے خوب ترقی کی۔ اس کے بعد چوہدری عبد اللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کراچی میں کام کرنے کی توفیق دی۔'' 122

سیلاب مشرقی پاکستان کیلئے عطیات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اظہار خوشنودی

اگست 1954ء کے شروع میں مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) ایک تباہ کن سیلاب کی زد میں آ گیا تھا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نے 3 ستمبر 1954ء کے خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو پرُ زور تحریک فرمائی کہ وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں اور ان کے لئے جلد سے جلد چندہ جمع کر کے حب الوطنی کا ثبوت دیں۔ جماعت احمدیہ کراچی نے حضور کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے پانچ ہزار روپے کا وعدہ پیش کر دیا۔

حضور نے اسی خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کراچی کے بارے میں فرمایا کہ:

''اس سلسلہ میں کراچی کی جماعت نے سب سے پہلے قدم اٹھایا ہے، انہوں نے پانچ ہزار روپے کا وعدہ کیا تھا، جس میں سے تین ہزار سے اوپر چندہ انہوں نے جمع کر لیا ہے۔'' 123

رسالہ ''قادیانی مسئلہ کا جواب'' کی اشاعت

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے فسادات پنجاب 1953ء کے دوران اپنے مضمون ''قادیانی مسئلہ'' کو مستقل رسالہ کی شکل میں لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا۔ ملک کے ایک طبقے پر اس نے ایسا گہرا اثر ڈالا کہ احمدیت کے خلاف نفرت وحقارت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو گئی۔ لہٰذا حضرت مصلح موعود نے اس کے جواب میں انہی دنوں قلم اٹھایا اور رسالہ'' قادیانی مسئلہ'' کے تمام ضروری اعتراضات کے مسکت و مدلل جوابات دیئے اور مسئلہ ختم نبوت، مسئلہ کفر و اسلام، مسئلہ جنازہ، مسئلہ جہاد اور دیگر اہم مذہبی و سیاسی مسائل پر نہایت جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ اس رسالہ کا نام'' قادیانی مسئلہ کا جواب'' رکھا گیا۔

اگرچہ رسالہ'' قادیانی مسئلہ کا جواب'' نومبر 1953ء میں لکھا جا چکا تھا لیکن اس کی اشاعت ملکی حالات اور دیگر مصالح کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی۔ بعد ازاں یہ جواب انجمن احمدیہ کراچی کی طرف سے چھپوایا گیا اور دارالتجلید 14 ملکانی محل فریئر روڈ کراچی نے شائع کیا۔ [124]

مکرم سید علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ کے مطابق یہ کتابچہ ان کے ماموں مکرم سید سعید سلیم صاحب نے شائع کیا جو دارالتجلید کے مالک تھے۔ جب اس کتابچہ پر پابندی لگی تو مکرم سید سعید سلیم صاحب کے وارنٹ بھی جاری ہوئے۔ [125]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے علاج کیلئے ایک مبارک تحریک

مجلس مشاورت 1954ء کے موقع پر محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے پیش نظر جو عرصہ دراز سے ناساز چلی آ رہی تھی، نمائندگان مجلس کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ حضور کی خدمت میں امریکہ تشریف لے جانے اور وہاں اپنا علاج کروانے کی درخواست پیش کی جائے۔ نیز اس غرض کے لئے ضروری فنڈ جمع کیا جائے۔ حضور کے ساتھ جانیوالے عملہ کا سفر خرچ جو پرائیوٹ سیکرٹری، ڈاکٹر ودیگر خدام پر مشتمل ہو گا، اندازہ 75,000 روپے لگایا گیا۔

نمائندگان نے اس نیک تجویز کا ایمان افروز جوش کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہوئے حضور کے خدام کے اخراجات سفر کے لئے اسی وقت والہانہ انداز میں نقد رقمیں پیش کیں۔ [126]

کوٹھی ’’دارالصدر‘‘ کراچی کی تعمیر

1955ء میں کراچی میں ’’دارالصدر‘‘ کے نام سے ایک کوٹھی تعمیر کی گئی۔ یہ کوٹھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی ملکیت ہے۔ 127

دراصل قیام پاکستان کے بعد سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس بات کی فکر تھی کہ چونکہ کراچی پاکستان کا دارالحکومت ہے لہٰذا یہاں جماعت کا کوئی مکان ہونا چاہیے جس کا اظہار حضور نے اپنے دورہ کراچی 1948ء کے موقع پر کیا۔ 128

اسی طرح حضور نے مجلس مشاورت 1952ء کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

’’میں اس موقع پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کراچی کی اہمیت چونکہ پاکستان کی وجہ سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جتنی جلد ہو سکے وہاں ہمارا مکان بن جائے۔ اور ضروری ہے کہ سلسلہ کے نہایت اچھے اور قابل نمائندے وہاں رہیں۔ تا کہ ہمارا سلسلہ ساری دنیا سے روشناس ہو سکے۔ ورنہ بیرونی ملکوں میں برا اثر پڑے گا۔‘‘

حضور کے ان ارشادات کی روشنی میں کراچی میں کوٹھی دارالصدر کی تعمیر شروع ہوئی۔ کوٹھی دارالصدر تقریباً 2 ہزار مربع گز رقبہ پر مشتمل ہے۔ اس کی بنیادوں کی کھدائی پر اگست 1954ء کے آخر میں کام شروع کیا گیا جبکہ ستمبر 1954ء میں بنیادیں بھری گئیں۔ 129

1955ء میں حضور نے اپنے دورہ یورپ سے واپسی پر یہاں قیام فرمایا اور یہیں حضور کی خدمت میں استقبالیہ بھی پیش کیا گیا۔ اس کوٹھی کی تعمیر کے لیے 55-1954ء میں =/1,37,000 روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس کی تعمیر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا ایک کھاتہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بھی کھلا ہوا تھا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود Operate کیا کرتے تھے۔ 130

مرکز سے مکرم حافظ عبد السلام صاحب اور مکرم راجہ محمد نواز صاحب کراچی تشریف لائے اور تعمیر تک یہیں موجود رہے۔ 131 دراصل 1954ء میں جب مکرم حافظ عبد السلام صاحب کراچی میں اپنے مکان کی تعمیر کے سلسلے میں تشریف لائے تو جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے آپ کو کوٹھی دارالصدر کی تعمیر کا انچارج مقرر کر دیا۔ سیکرٹری تعمیر

مکرم شیخ عبدالحق صاحب انجینئر تھے۔ اس زمانے میں مکرم حافظ صاحب تین سالہ وقف پر تحریک جدید میں خدمات انجام دے رہے تھے۔[132]

امریکی سفارت خانہ کے افسر کی ملاقات

1955ء میں کراچی کے کالجوں کے احمدی طلباء کی طرف سے ایک وفد جو خواجہ سعید احمد صاحب بٹ چیئر مین احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن اور مرزا محمد لطیف صاحب پر مشتمل تھا، امریکی سفارت خانے کے ڈپٹی چیف پبلک آفیسر مسٹر موتھی فائفر سے ملا۔ وفد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرضی تصویر رسالہ ''Life'' کی دسمبر کی اشاعت میں دوبارہ شائع کرنے پر احتجاج کیا۔ مسٹر فائفر نے افسوس کا اظہار کیا۔ لیکن مجبوری ظاہر کی کہ ہمارے ملک میں پریس کو آزادی دی گئی ہے ہم اس پر پابندیاں نہیں لگا سکتے ۔ چیئر مین ایسوسی ایشن نے وفد کی طرف سے ایک کتاب جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر مشتمل تھی ، رسالہ لائف کے ایڈیٹر کو بھجوانے کے لئے دی۔[133]

کمیشن صدر انجمن احمدیہ ربوہ

مجلس مشاورت 1955ء کے موقع پر سات اصحاب پر مشتمل ایک کمیشن صدر انجمن احمدیہ کے کاموں کا جائزہ اور انجمن کے پنشنرز اور کارکنان کے حقوق اور مفاد کے بارے میں بھی تحقیقات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت اقدس میں اپنی رپورٹ پیش کرنے کے لئے قائم کیا گیا۔ اس کمیشن کے ایک رکن مکرم حافظ عبدالسلام صاحب تھے جو کراچی سے وقف عارضی پر ربوہ گئے ہوئے تھے اور اس وقت تحریک جدید کے وکیل اعلیٰ تھے۔ اسی طرح ایک اور رکن جماعت احمدیہ کراچی کے امیر مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب تھے۔[133-a]

حضرت مصلح موعود کی کراچی تشریف آوری

1955ء میں حضرت مصلح موعود یورپ جانے کی غرض سے کراچی تشریف لائے۔ 26 مارچ 1955ء کو لاہور سے روانہ ہو کر خیبر میل کے ذریعہ 27 مارچ 1955ء کو بخیر و عافیت کراچی پہنچے اور ملیر میں رہائش پذیر ہوئے۔

بیماری کے حملہ کے بعد پہلی بار نماز کی امامت

14؍اپریل کا دن قیام کراچی کے دوران ایک یادگار دن تھا کیونکہ اسی روز حضور نے اپنی فرودگاہ میں بیماری کے بعد پہلی بار نماز کی امامت کی اور ظہر وعصر کی نمازیں پڑھائیں۔ اس خوشی میں حضور کے جائے قیام پر جملہ اصحاب نے شکرانے کے طور پر ایک بکرا ذبح کیا اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کرایا۔ اس کے بعد حضور عام طور پر نمازیں پڑھانے لگے۔ نماز کے بعد بعض اوقات حضور خدام کے درمیان بھی تشریف فرما ہوتے اور اپنے کلماتِ طیبات سے نوازتے۔ 134

کراچی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پیغامات

حضور نے کراچی میں اپنے قیام کے دوران اپنی بیماری اور سفر یورپ کے حوالے سے کئی پیغامات احباب جماعت کو بھجوائے۔ ان میں سے ایک پیغام درج ذیل ہے۔

15؍اپریل 1955ء کو جمعہ کی نماز سے قبل حضور نے جماعت احمدیہ کے نام حسب ذیل پیغام جاری فرمایا:

آج پندرہ تاریخ ہے اور اگر خدا تعالیٰ نے خیریت رکھی تو ہم انشاء اللہ پندرہ دن بعد یعنی (30 اپریل) اور یکم (مئی) کی درمیانی رات کو ہوائی جہاز سے روانہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل میں نے ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ گو میں سجدے اور رکوع کے درمیان بھول جاتا تھا۔ مگر میں نے اپنے ساتھ دوستوں کو بٹھا دیا تھا کہ مجھے یاد کراتے جائیں۔ بہرحال چار رکعتیں کھڑے ہو کر میں پڑھا سکا۔ آج جمعہ ہے اور انشاء اللہ ارادہ ہے کہ میں جمعہ کی نماز پڑھاؤں۔ یہ بات میں بد پرہیزی سے نہیں کر رہا بلکہ ڈاکٹر نے مجھے حکم دیا ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھاؤں اور یہ ڈاکٹر بھی غیر احمدی ڈاکٹر ہے احمدی نہیں۔ گو اس نے تاکید کر دی ہے کہ خطبہ اونچی آواز سے نہ ہو۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سے ہو اور پانچ منٹ سے زیادہ نہ ہو۔ آدمی پاس بیٹھے رہیں جو پانچ منٹ کے بعد روک دیں۔ پچھلے چند دنوں سے خدا کے فضل سے طبیعت اچھی ہوتی چلی گئی۔ گو دل کی کمزوری کے دورے بعض دنوں میں ہوتے رہے۔ آج پہلی دفعہ ایک خواب چھوٹی سی آئی اور مجھے یاد رہ گئی۔

میں نے دیکھا کہ دو نوجوان مجھے ملنے آئے ہیں اور میں نے اُن کو ملاقات کا وقت دیا

ہے اور ان کے ساتھ کوئی ان کے پروفیسر بھی ہیں کچھ دیر کے بعد نیم خوابی کی حالت ہوئی اور میں نے محسوس کیا کہ ابھی وہ طالب علم اور ان کے پروفیسر ملنے نہیں آئے اور میں نے اپنی بیوی کو کہا اور وقت پوچھا انہوں نے کہا گیارہ بجے ہیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ دو طالب علم جنہوں نے وقت مقرر کیا تھا وہ نہیں آئے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آئے۔ پھر نیند کے زور سے دوبارہ سو گیا۔ بہر حال اس وقت دماغ پر بوجھ کسی قدر کم معلوم ہوتا تھا۔ اور میں محسوس کرتا تھا کہ خیالات معطل ہونے کی جو کیفیت پیدا ہو گئی تھی اس میں کمی آ گئی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے گو آہستہ آہستہ مگر پھر بھی طبیعت بحالی کی طرف مائل ہے۔ اگر انجمن اور تحریک کے افسروں نے مجھے دِق نہ کیا تو شاید صحت اور جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ ضروری ہدایت پر عمل کرنے اور ضروری رپورٹیں بھیجنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ آپ کی صحت کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں حالانکہ رپورٹ وقت پر آئے تو اس سے طبیعت میں سکون پیدا ہوتا ہے۔ بہرحال احباب دعا کرتے رہیں۔ یورپین ڈاکٹروں کی رائے کا علم تو وہاں جا کر ہی ہوگا۔ فی الحال ہوائی سفر کا طبیعت پر بوجھ ہے کیونکہ مجھے اس کی عادت نہیں۔ تندرست آدمی بھی اس کا بوجھ محسوس کرتا ہے تو اعصابی بیمار تو اور بھی زیادہ کمزور ہوتا ہے لیکن دوسرا کوئی راستہ اس وقت ممکن نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچائے اور خیریت سے واپس لائے تو علاج اور دوستوں کی ملاقات طبیعت میں اچھی تبدیلی پیدا کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنے فرائض کے صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق دے اور (دین حق) سے ایسی وابستگی ہو کہ دنیا کا کوئی ظلم اور تشدد آپ کو اپنے عہد سے پھرا نہ سکے اور اللہ تعالیٰ ایسی عقل آپ کو عطا فرمائے کہ آپ کو وہ صحیح راستہ ہمیشہ روشن نظر آتا رہے جو خدا تعالیٰ کے کاموں کو چلانے اور (دین حق) کے قائم کرنے میں ممد ہو سکتا ہے۔ 135

بیماری کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پہلا خطبہ جمعہ

مندرجہ بالا پیغام لکھوانے کے بعد حضور نے درج ذیل مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جو بیماری کے بعد حضور کا پہلا خطبہ تھا۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

پرسوں تک تو میں چارپائی پر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہا مگر کل جو لیڈی ڈاکٹر علاج کے لئے آئیں (میں ان کے والد مرحوم سے، جو مولانا محمد علی صاحب مرحوم اور ڈاکٹر انصاری صاحب کے واقف تھے، واقف تھا) انہوں نے اعصابی بیماریوں کے علاج کی تعلیم امریکہ سے حاصل کی ہے۔ نہایت سنجیدہ اور توجہ سے علاج کرنے کی عادت ہے۔اس لئے کرنل سعید صاحب سرجن سندھ نے میری گردن کے علاج کے لیے انہیں بھجوایا تھا۔ وہ گورنر جنرل صاحب کی بھی معالجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں کیا ڈالا کہ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ باہر جا کر نماز پڑھا کریں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو باہر جانے میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔لیکن انہوں نے کہا کہ آپ کو صرف سیڑھیوں سے اترنے کی تکلیف ہو گی لیکن باہر جانے سے آپ کا دل بھی لگے گا اور آپ کی جماعت کے دوست بھی خوشی محسوس کریں گے۔ پھر انہوں نے اصرار کیا کہ کل جمعہ کی نماز بھی پڑھائیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو گلے کی تکلیف ہے اس لئے میں زیادہ بول بھی نہیں سکوں گا۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ آپ تھوڑا بولیں اس سے آپ کی جماعت بھی خوش ہو گی اور آپ کی تفریح ہو جائے گی۔

میں نے بتایا کہ مجھے تو لمبا بولنے کی عادت ہے اور اگر بولنا شروع کروں تو دیر تک بولتا چلا جاتا ہوں۔انہوں نے پھر کہا کہ آپ اپنے پاس دونوں طرف دو آدمی بٹھا لیں جو تھوڑی دیر بعد کرتہ سے پکڑ کر آپ کو کھینچ کر بتا دیں اور آپ تقریر ختم کر دیں۔ میں نے کہا کہ یہ کس کی جرأت ہوسکتی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو پاس بٹھا لیں۔ میں نے کہا میں تو ان کی طرف غضب سے دیکھوں بھی تو وہ پہلے ہی سے دور بھاگ رہے ہوں گے۔

لیکن چونکہ انہوں نے پھر بھی اصرار کیا اس لئے میں نے خیال کیا کہ یہ بھی کوئی الٰہی تحریک ہی ہوگی اس لئے میں نے ان کی بات مان لی اور فیصلہ کیا کہ میں جمعہ کی نماز پڑھاؤں گا۔ کل ظہر اور عصر کی نماز بھی میں نے اسی لئے باہر پڑھائی تھی۔ بہر حال اس طرح وہ بھی اس ثواب میں شریک ہو گئیں اور آپ لوگوں کی بھی خواہش پوری ہو گئی۔

چند دنوں کے اندر اندر ہم انشاء اللہ چلے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون ملے گا اور کون نہیں۔ میں جاتے ہوئے جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک ایسا خزانہ ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے اور وہ خزانہ دعا کا ہے۔ہم نے ہمیشہ اس سے پہاڑ

اڑتے اور سمندر خشک ہوتے دیکھے ہیں۔ اس خزانہ کو مضبوطی سے پکڑو اور ہاتھ سے جانے نہ دو ورنہ اس کی مثال ایسی ہوگی جیسی کسی کو سونے کی کان ملے اور وہ اسے چھوڑ کر سمندر کے کنارے کوڑیاں چننے کے لئے چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور ہر حالت میں اور ہر موقعہ پر اور ہر زمانہ میں آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ آمین 136

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پیغام اور مدیر ''صدق جدید'' کا خراج تحسین

حضور نے کراچی سے 20/اپریل 1955ء کو اپنے ایک اور پیغام میں فرمایا کہ:

آج 20 تاریخ ہے اور انشاء اللہ 30 (اپریل) کو ہم جا رہے ہیں۔ گرمی ان دنوں کراچی میں بڑی شدید پڑ رہی ہے اور اس وجہ سے طبیعت میں کمزوری محسوس ہوتی ہے............ چونکہ ہوائی سفر قریب آ رہا تھا اس لئے خیال کیا گیا کہ ایک دفعہ دل کے ماہر ڈاکٹروں سے پھر مشورہ کر لیا جائے۔ چنانچہ کراچی کے سب سے بڑے ماہر قلب ڈاکٹر ایم شاہ صاحب، جو اس فن کے سب سے بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں اور امریکہ سے خاص طور پر اس کا مطالعہ کر کے آئے ہیں، سے خواہش کی گئی کہ وہ ایک دفعہ جانے سے پہلے آلہ تحقیق قلب سے دل کا پھر مطالعہ کر لیں چونکہ اس آلہ کا گھر پر لانا ناممکن تھا اس لئے ہسپتال میں دکھانے کا فیصلہ ہوا چنانچہ میں آج صبح 10 بجے وہاں گیا۔ ڈاکٹر شاہ صاحب نے نہایت محبت اور توجہ سے آلہ تحقیق قلب لگا کر دل کی حرکات کا مطالعہ کیا اور آلہ کھولنے کے بعد میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ مبارک ہو دل سو فیصد ٹھیک ہے پھر فرمایا کہ ہوائی سفر کا فیصلہ نہایت مبارک ہے۔ میں آپ کو یہی مشورہ دینا چاہتا تھا مگر ڈرتا تھا کہ آپ کسی وجہ سے اس سفر سے گھبراتے نہ ہوں۔ مگر دل یہی چاہتا تھا کہ آپ ہوائی سفر کریں تا کہ سفر کی کوفت نہ ہو اور علاج جلدی ہو جائے۔ بہرحال ماہر ڈاکٹروں کے مشورہ سے ہوائی سفر کا فیصلہ ہوا ہے۔ انشاء اللہ چند روز میں چل پڑیں گے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جماعت نمازوں، دعاؤں میں لگی رہے گی اور ہر فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہے گی اور خدا تعالیٰ سے اتنی محبت کرے گی کہ خدا اس کا ہو جائے گا۔

جہاں تک احساس کا سوال ہے میری طبیعت محسوس کرتی ہے کہ اگر گرمی کچھ کم ہو جائے

تو انشاء اللہ طبیعت بہت جلد بحال ہونے لگ جائے گی۔ آج میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر ظہر، عصر کی نماز پڑھائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی بار تھی کہ ساری نماز ٹھیک پڑھائی اور کوئی غلطی نہ ہوئی۔ آج میں نے یورپ کی (دعوت الی اللہ) پر بھی غور کیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ میں خیریت سے وہاں پہنچا تو یورپ کی (دعوت الی اللہ) میں نمایاں تبدیلی ہو جائے گی۔ 1924ء میں جب میں نے سفر کیا تو گو میں نوجوان تھا اور مضبوط تھا مگر اتنا تجربہ کار نہیں تھا۔ لیکن اب کمزور اور ناتواں ہوں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع تجربہ میری پشت پر ہے اور میرا دماغ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تھوڑا بہت کام کرنے لگ گیا ہے خدا تعالیٰ مدد فرمائے تو انشاء اللہ برکت، رحمت اور فضل کے دروازے کھلیں گے او (دین حق) ترقی کی طرف قدم اٹھائے گا۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔ اے خدا ایسا ہی ہو۔ تیرا دین پھر اپنی جگہ حاصل کر لے اور کفر پھر غار میں اپنا سر چھپا لے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں یورپ اور امریکہ کے تمام مبلغین کو اکٹھا کر کے قضیہ زمین برسر زمین طے کرنے کی کوشش کروں گا مگر ابھی منزل مقصود کے درمیان ایک بہت بڑا سمندر حائل ہے جس کو پار کروانا محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر مبنی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں (دین حق) کی فتح کا دن دیکھنا نصیب کر دے اور ہماری موتیں ہماری پیدائشوں سے زیادہ مبارک ہوں اور کامیابی ہمارے قدم چومے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتح جرنیل بن جائیں اور قیامت کے دن تمام دنیا کی حکومت کی کنجیاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھنے کا فخر حاصل کریں۔ اپنے فرض کو سمجھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار سپاہیوں کی طرح کفر کے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارے خاندانوں کی زندگیوں کو بابرکت بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین 137

حضور کے اس پیغام کو پڑھ کر برصغیر کے مشہور عالم دین مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی نے اپنے اخبار ''صدق جدید'' مورخہ 10/جون 1955ء میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

''جماعت احمدیہ (قادیانی) کے امام مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے قلم سے اپنی جماعت کے نام سفر یورپ پر روانہ ہوتے وقت فرمایا۔

''آج میں نے یورپ کی (دعوت الی اللہ) پر بھی غور کیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل

سے یقین ہے کہ میں خیریت سے وہاں پہنچا تو یورپ کی (دعوت الی اللہ) میں نمایاں تبدیلی ہو جائے گی۔ 1924ء میں جب میں نے سفر کیا تو میں نوجوان تھا اور مضبوط تھا مگر اتنا تجربہ نہیں تھا۔ اب گو کمزور اور ناتواں ہوں لیکن خدا کے فضل سے اب وسیع تجربہ میری پشت پر ہے............خدا تعالیٰ مدد فرمائے تو انشاء اللہ برکت اور رحمت اور فضل کے دروازے کھلیں گے اور (دین حق) ترقی کی طرف قدم بڑھائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اے خدا ایسا ہی ہو تیرا دین پھر سے اپنی جگہ حاصل کر لے اور کفر پھر غار میں اپنا سر چھپا لے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں یورپ اور امریکہ کے تمام مبلغین کو اکٹھا کر کے قضیہ زمین برسرِ زمین طے کرنے کی کوشش کروں گا۔ مگر ابھی منزل مقصود کے درمیان ایک بہت بڑا سمندر حائل ہے جس کو پار کرنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر مبنی ہے کیا تعجب ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی زندگیوں میں (دین حق) کی فتح کا دن دیکھنا نصیب کردے اور ہماری موتیں پیدائشوں سے زیادہ مبارک ہوں اور کامیابی ہمارے قدم چومے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتح جرنیل بن جائیں اور قیامت کے دن تمام دنیا کی حکومت کی کنجیاں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا رکھنے کا فخر حاصل ہو۔ اپنے فرض کو سمجھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار سپاہیوں کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔''

خدمت (دین حق) کے ولولے جس کسی کی بھی زبان سے ادا ہوں، بہر حال باعثِ مسرت و موجب شکر ہی ہوتے ہیں۔ یہ مسرت بدر جہا زائد ہوتی اگر یہ الفاظ اہل سنت کے کسی عالم کی زبان سے یورپ کی روانگی کے وقت ادا ہوتے۔ 138

بنگالی احمدیوں کے نام خصوصی پیغام

انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بنگال سے بعض نام نہاد احمدیوں کی نسبت افسوسناک اطلاعات پہنچیں جس پر حضور نے جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کے نام حسب ذیل خصوصی پیغام دیا:

جب کسی قوم کے افراد اختلافات کو ہوا دینا شروع کر دیتے ہیں تو وہ انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کا کردار پست ہو کر رہ جاتا ہے چنانچہ دیکھ لو جب مسلمانوں کے دل متحد نہ

رہے تو دنیا بھر میں ان کا وقار زائل ہو گیا۔ بالآخر 1300 سال کے ادبار کے بعد خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا اور چاہا کہ .... پھر ان کے ذریعے متحد ہو جائیں۔

مجھے حال ہی میں ایک رپورٹ ملی ہے کہ (لوگ) اس خیال کو ہوا دے رہے ہیں کہ چونکہ خلیفہ غلطی کر سکتا ہے اس لئے اس کی اطاعت حکم کا درجہ نہیں رکھتی .... مذکور بالا خیال اگر چہ بظاہر معمولی نظر آتا ہے لیکن یہی خیال تھا جو گزشتہ زمانہ میں بالآخر مسلمانوں کی تباہی کا باعث بنا۔ بظاہر سادہ نظر آنے والے یہی اصول تمہاری جماعت کو بھی تباہ کرنے کا موجب بن سکتے ہیں۔ پس ان حالات میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں یہ اعلان کروں کہ میں ہر سچے احمدی سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کو میرا پیرو نہ سمجھے بلکہ انہیں آزاد اور میرے منصب کا باغی تصور کرے۔ اگر یہ لوگ حق پر ہیں تو انہیں اس اعلان پر خوش ہونا چاہیئے اور جو غلطی میں نے کی ہے اور جس چیز کو میں نے تباہ کیا ہے انہیں اس کی اصلاح اور اس کی تعمیر کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہیئے اور اپنے ایمان اور اپنے عمل کی فوقیت ظاہر کرنی چاہیئے ....

پس میں اس امید کے ساتھ جماعت احمدیہ بنگال کے نام یہ خط ارسال کر رہا ہوں کہ اگر وہ اپنے مرکز اور اپنے خلیفہ سے محبت رکھتے ہیں تو وہ کسی قسم کا شک کئے بغیر حتمی طور پر ان سے اپنا تعلق منقطع کر لیں گے ان سے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہ رکھیں گے اور پورے وثوق کے ساتھ ان کے خیالات کی تردید کر دیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے صحت عطا کر دی تو میں انشاء اللہ بنگال سے اس بدی کو مٹانے کی پوری کوشش کروں گا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اور ہے تو پھر بھی وہ تم سے ایسا ہی سلوک کرے گا جیسا سلوک تم میرے ساتھ روا رکھو گے۔ یہ میرا کام نہیں ہے کہ میں اپنی عزت کا بدلہ لوں یہ خدا کا کام ہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر میں اس دنیا میں خدا کا برحق نمائندہ ہوں تو پھر اس لعنت سے ڈرو جو تمہارا پیچھا کرتی چلی آرہی ہے۔ اپنے قدموں پر نگاہ رکھو ایسا نہ ہو احمدیت پر سے تمہارا لفظی ایمان بھی جاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً احمدیت کی حفاظت کرے گا وہ قادر و توانا ایسے لوگوں کو آگے لائے گا جو ہوں گے تو تم ہی میں سے لیکن وہ قربانیوں میں تم سے بہت آگے ہوں گے اور اس طرح ان کی قربانیوں کے ذریعہ احمدیت اور زیادہ مضبوطی کے

ساتھ قائم ہوگی۔ احمدیت کی ترقی کا انحصار نہ مجسٹریٹوں پر ہے اور نہ سب رجسٹراروں پر اور ان میں سے کوئی بھی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر ہو نہ وہ جو ڈپٹی کے عہدے پر فائز ہوں اور نہ وہ جو سب رجسٹرار ہوں۔

میں نہیں کہتا ہوں کہ تم خدائی سزا کا انتظار کرو۔ میں جانتا ہوں کہ وہ آرہی ہے آسمانوں والا خدا میرے ساتھ ہے اس لئے مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ خدائی فیصلے کا انتظار کرو اور پھر حق کو پہچانو۔ میں تم سے صرف یہ کہتا ہوں کہ خدا میرے ساتھ ہے اور جو کوئی بھی میرے خلاف اٹھتا ہے وہ یقیناً خدا کی طرف سے سزا پائے گا اور اس کی پارٹی کا اثر و رسوخ اسے خدا کے غضب سے نہیں بچا سکے گا۔ تمہارے لئے ابھی غور و فکر سے کام لینے اور خدائی منشاء کو جو قرآن میں مذکور ہے سمجھنے کا موقعہ ہے اگر تم وقت پر ایسا نہیں کرو گے تو پھر تمہاری تباہی تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔[139]

خلافت احمدیہ سے محبت اور احساس ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قاتلانہ حملہ کے بعد علاج کے لئے 1955ء میں جب یورپ تشریف لے جانے کے لئے کراچی آئے تو چند دن یہاں قیام فرمایا۔ اس دوران حضور کا قیام کوئٹہ والا بلڈنگ مالیر میں تھا۔ حضور کے قیام کے دوران خدام ڈیوٹیاں دیتے رہے۔

ایک خادم چوہدری محمود احمد صاحب راجپوت اپنی ڈیوٹی کے بعد گھر جا رہے تھے۔ راستے میں ریلوے لائن پر ایک پھاٹک تھا۔ چوہدری صاحب جب پھاٹک پر پہنچے تو پیچھے سے حضور کا قافلہ آگیا جو بیچ لگژری ہوٹل کسی تقریب میں شرکت کے لئے جا رہا تھا۔

پھاٹک کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس کی کھڑکی سڑک کی طرف کھلتی تھی۔ اس جگہ کوئی خادم ڈیوٹی پر موجود نہیں تھا، لہٰذا چوہدری صاحب نے از خود احساس ذمہ داری، خلافت سے محبت اور حفاظت کے جذبے کے تحت یہاں ڈیوٹی دینے کا فیصلہ کر لیا اور گھر جانے کے بجائے وہاں رک گئے۔

رات گیارہ بجے پھاٹک والے نے پھاٹک بند کر دیا اور خود سونے کے لئے لیٹ گیا کیونکہ اتنی رات کو بہت کم گاڑیاں اس روڈ سے گزرتی تھیں۔ چوہدری صاحب کی جیب میں اس

وقت 5 روپے اور کچھ آنے تھے۔ انہوں نے پھاٹک والے کے پاس جا کر اسے 5 روپے دیئے اور کہا کہ میرے پیر صاحب نے ابھی آنا ہے لہٰذا میں تمہیں جگا لوں گا تم نے پھاٹک کھولنا ہے۔ وہ راضی ہو گیا۔

حضور کا قافلہ سوا گیارہ بجے رات وہاں واپس آیا۔ اور کوئٹہ والا بلڈنگ کی طرف روانہ ہو گیا تو چوہدری محمود احمد صاحب گھر جانے کی بجائے دوبارہ کوئٹہ والا بلڈنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انھوں نے دیکھا کہ ایک کار بے تحاشہ تیز رفتاری سے ان کی طرف آ رہی ہے۔ وہ اس سے بچنے کے لئے ایک طرف ہو گئے۔ اس کار میں مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی تھے۔ انھوں نے چوہدری محمود احمد راجپوت صاحب کو آواز دی۔ گاڑی سے اترے بغلگیر ہوئے ماتھا چوما اور فرمایا ''سارا ثواب تو آج تم نے لوٹ لیا۔''

مکرم امیر صاحب انہیں اپنی کار میں بٹھا کر کوئٹہ والا بلڈنگ لے گئے، کھانے کا انتظام کروایا اور اپنی کار میں گھر پہنچانے کا انتظام کیا۔ 140

گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کیلئے آمد

گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی عیادت اور ملنے کے لئے حضور کے دورہ کراچی 1955ء کے موقع پر تشریف لائے۔ حضور کی رہائش اوپر کے کمرے میں تھی، جبکہ ملاقات کے لئے نچلے حصہ میں ایک کمرہ بنایا گیا تھا۔ حضور گورنر جنرل کے استقبال کے لئے اوپر سے نیچے تشریف لائے۔ چند لمحوں کے بعد جناب غلام محمد صاحب گورنر جنرل آف پاکستان کی سیاہ رنگ کی فلیگ کار رہائش گاہ کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ گیٹ پر کھڑے خدام نے سلام کیا، انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا۔

کار حویلی کے استقبالیہ کمرے کے سامنے رو کی گئی۔ حضور کمرہ میں کھڑے مہمان کی آمد کا انتظار فرمانے لگے۔ مکرم عبدالرحیم درد صاحب استقبال کے لئے آگے آئے۔ گورنر جنرل اپنے مخصوص سوٹ ٹائی اور جناح کیپ میں ملبوس تھے۔ اور کار کی پچھلی نشست پر کھڑکی کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

جب حضور استقبال کے لئے آگے بڑھے تو غلام محمد صاحب نے کار سے اترنے سے

انکار کر دیا کہ حضور واپس جا کر تشریف رکھیں تو وہ گاڑی سے اتریں گے۔ اصرار کے باوجود وہ نہیں مانے تو حضور واپس کمرے میں جا کر تشریف فرما ہوئے، تب غلام محمد صاحب کو کار سے اتارا گیا اور وہ حضور کی خدمت میں پہنچے۔

غلام محمد صاحب حضور سے ملاقات کا وقت حاصل کرنے کے لئے رابطہ کئے ہوئے تھے لیکن حضور کا اصرار تھا کہ وہ اپنی صحت کا خیال کریں لیکن جناب غلام محمد مرحوم گورنر جنرل پاکستان کی ضد تھی کہ وہ آئیں گے۔

جناب گورنر جنرل کا ملاقات کے لئے آنا تاریخ احمدیت کراچی میں ایک ایسا نقش چھوڑ گیا جو حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیش گوئی کے عین مطابق تھا کہ" بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" 141

اس ملاقات کی تصدیق اس وقت کے دو بزرگان نے بھی کی۔ ان بزرگان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب، سابق امیر جماعت کراچی

2۔ مکرم ملک سارنگ خان صاحب، حال صدر حلقہ عزیز آباد کراچی

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

1955ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دورہ یورپ پر تشریف لے جانے کے لئے کراچی تشریف لائے اور کوئٹہ والا بلڈنگ ملیر کراچی میں رہائش فرما ہوئے تو ایک دن جناب غلام محمد گورنر جنرل پاکستان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کے لئے کوئٹہ والا بلڈنگ آئے اور کافی دیر حضور کے ہمراہ رہے۔ گورنر جنرل غلام محمد کی حضور سے اس ملاقات کے موقع پر میں کوئٹہ والا بلڈنگ ملیر کراچی میں موجود تھا اور مجھے یہ ملاقات اچھی طرح یاد ہے۔ اس زمانے میں مَیں نائب امیر جماعت کراچی تھا۔ 142

مکرم ملک سارنگ خان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

مَیں ملک سارنگ خان ولد ملک سلطان احمد مجوکہ حال صدر حلقہ عزیز آباد جماعت احمدیہ کراچی اگست 1945ء سے کراچی میں مستقل رہائش پذیر ہوں، حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ 1955ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی کے دورہ پر تشریف لائے اور کوئٹہ والا بلڈنگ ملیر میں

قیام فرمایا تو ایک دن غلام محمد صاحب گورنر جنرل پاکستان، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

خاکسار اُس وقت خادم تھا اور ڈیوٹی پر کوئٹہ والا بلڈنگ میں موجود تھا۔ مَیں نے گورنر جنرل صاحب کو خود دیکھا جو پورے پروٹوکول کے ساتھ آئے تھے۔

خاکسار کو غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کا حضور سے ملاقات کے لئے آنے کا واقعہ اچھی طرح یاد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ 143

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب غلام محمد صاحب قیام پاکستان سے قبل 1940ء میں جبکہ کنٹرولر جنرل پر چیز دہلی تھے، جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے موقع پر قادیان تشریف لائے اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی کوٹھی بیت الظفر میں فروکش رہے۔ 144

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب، حضرت مصلح موعود کے ہمراہ 1955ء کے دورہ یورپ پر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت چوہدری صاحب عالمی عدالت انصاف کے جج کے طور پر ہالینڈ میں مقیم تھے۔ آپ حضور کے ساتھ جانے کے لئے کراچی آئے تو جناب غلام محمد صاحب گورنر جنرل پاکستان کے خصوصی مہمان کے طور پر کراچی میں مقیم رہے۔ 145

حضرت مصلح موعود 1957ء میں بھی کراچی تشریف لائے تو اس وقت جناب غلام محمد صاحب فوت ہو چکے تھے۔ حضور ان کی تعزیت کے لئے جناب حسین ملک صاحب کے گھر گئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے۔ 146

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دورہ یورپ کے لئے روانگی

حضور 29 اور 30/اپریل 1955ء کی درمیانی شب یورپ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے دو بکرے صدقے کے طور پر ذبح کئے گئے اور جب حضور کا جہاز کراچی ائر پورٹ سے پرواز کر گیا تو اس موقع پر بھی جماعت کراچی کی طرف سے دو مزید بکرے صدقے کے طور پر ذبح کئے گئے۔ 147

29 اور 30/اپریل کی درمیانی شب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سفر یورپ کے ارادہ سے KLM کے طیارہ کے ذریعہ کراچی سے دمشق کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ سیدہ ام

متین صاحبہ، سیدہ مہر آپا صاحبہ، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ، صاحبزادی امتہ الجمیل صاحبہ اور صاحبزادی امتہ المتین صاحبہ کے علاوہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی تھے۔

ڈرگ روڈ کے ائرپورٹ سے رات 1 بجکر 45 منٹ پر حضور کا طیارہ دمشق کے لئے روانہ ہوا۔ اس موقعہ پر کراچی کی جماعت کے کثیر احباب کے علاوہ بیرونجات مثلاً سندھ، بلوچستان اور پنجاب کی کئی جماعتوں کے دوست بھی بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ حضور پرُنور کی روانگی کے سلسلہ میں سب سے پہلی اجتماعی دُعا رات کے 9 بجے حضور کی قیام گاہ (کوئٹہ والا بلڈنگ مالیر) پر ہوئی۔ اس تقریب کے متعلق مقامی جماعت کے جنرل سیکرٹری میجر شمیم احمد صاحب کی طرف سے مطبوعہ اعلان کے ذریعے احباب جماعت کو قبل از وقت اطلاع کر دی گئی تھی۔ اسی طرح جمعہ کی نماز میں بھی بہ تکرار احباب کو آگاہ کر دیا گیا تھا۔ 8:30 بجے شب تک حضور کی قیام گاہ کے صحن میں مقامی اور بیرونی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جمع ہو چکے تھے، ان کے بیٹھنے کے لئے باقاعدہ دریوں اور فرش وغیرہ کا معقول انتظام تھا۔ 148

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا لندن سے ایک ضروری اعلان

لندن سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 17 اگست 1955ء کو ایک برقیہ پیغام کے ذریعے اعلان فرمایا کہ:

''چونکہ ڈاکٹروں نے مجھے مکمل طور پر آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جب تک ڈاکٹر مجھے کام شروع کرنے کا مشورہ نہ دیں اس وقت تک کے لئے میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ کراچی کو یہ اختیار دیتا ہوں کہ وہ میرے بجائے کام کرتی رہیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دورہ یورپ سے واپسی کا پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ربوہ کے نام ایک مکتوب رقم فرمایا جس کے آخر میں ان الفاظ میں اپنی واپسی کے پروگرام سے اطلاع دی:

''ہم اگست تک لنڈن میں ہیں اور 30/اگست تک زیورچ میں۔ انشاء اللہ پھر 3 ستمبر تک بیروت اور انشاء اللہ 6/ستمبر 1955ء کو بیروت سے کراچی جائیں گے۔''

اصل پروگرام کے مطابق حضور کی کراچی میں واپسی 6 ستمبر بروز منگل مقرر تھی مگر آخری وقت پر کسی ناگزیر تبدیلی کی وجہ سے حضور کراچی مقررہ وقت سے ایک دن پہلے ہی یعنی پیر کے روز پہنچ گئے۔ اس طرح اس سفر پر بھی حضرت مسیح موعودؑ کا پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق الہام ''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' کمال صفائی کے ساتھ صادق آ گیا۔ 149

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کا سپاس نامہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ستمبر 1955ء میں مشن ہاؤس جماعت احمدیہ کراچی کی نوتعمیر عمارت میں محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے جماعتہائے احمدیہ پاکستان کی طرف سے دورہ یورپ سے واپسی کے موقع پر سپاس نامہ پیش کیا۔ وہ سپاس نامہ درج ذیل ہے:

1۔ سیدنا! ہم نمائندگان جماعتہائے احمدیہ پاکستان مغربی ومشرقی حضور کی باخیریت و باصحت واپسی پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں۔ خدائے عز وجل کا جماعت احمدیہ پر بے انتہا احسان ہے کہ اس نے جماعت کو حضور ایدکم اللہ تعالیٰ کی بہترین قیادت میں اکناف عالم میں (دعوت الی اللہ اور) اشاعت دین کی توفیق بخشی ہے اور وہ اپنے فضل سے اپنے سلسلہ کو دن بدن ترقی عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

2۔ سیدنا! پانچ ماہ کا عرصہ گزرا کہ حضور کو علالت کے باعث پاکستان سے باہر بلادِ یورپ میں بغرض علاج تشریف لے جانا پڑا۔ حضور کا یہ سفر تمام احمدی افراد کے لئے نہایت قلق و اضطراب کا موجب تھا حضور کے تمام خدام اپنے دل کی گہرائیوں سے ہر لحہ حضور کی شفایابی کے لئے بارگاہ ایزدی میں سراپا دعا بنے رہے ہیں، جس کا ایک نظارہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو دوران سفر حالت کشف میں بھی دکھایا۔ اور آج بھی جب کہ حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفایابی حاصل کر کے واپس پاکستان تشریف لائے ہیں۔ ساری جماعت کے دل اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالا رہے ہیں اور ہم تمام جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضور کے اس قدوم میمنت لزوم پر خوشی ومسرت کے لئے کراچی میں حاضر ہوئے ہیں۔

3۔ سیدنا! جماعت نے ہر ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار تائیدات کے نشانات مشاہدہ

کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زبردست نصرت وحمایت کوحضور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے کارفرما دیکھا ہے اب اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات ومعجزات مشاہدہ کئے ہیں جس سے جماعت کے دلوں میں از دیاد ایمان و یقین کی ایک تازہ لہر دوڑ گئی ہے اللہ تعالیٰ نے عاجز بندوں کی دعاؤں اوران کی زاری کوسن کر ایسے سامان پیدا فرمائے کہ حضور کے مرض کی صحیح تشخیص ہوکرصحیح طور پرعلاج ہوسکا۔اور خدائے ارحم الراحمین نے اپنے غیرمعمولی فضل سے حضورکو صحت وشفا بخشی وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الشَّافِی الْکَافِی

4۔ سیدنا! حضور نے (دینِ حق) اور جماعت کے لئے جو انتھک محنت کی ہے اور جس طرح دن رات اس راہ میں اپنے آپ کوقربان کیا ہے جماعت کواس کا کچھ کچھ اندازہ ہے اب ڈاکٹری مشورہ کے مطابق حضورکوکافی آرام کرنے کی ضرورت ہے ہم حضور کے خدام نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق پوری طرح آرام فرمائیں۔سب جماعتیں حضور کی گراں مایہ صحت کے پیش نظر اقرار کرتی ہیں کہ اپنے جذبات کوایک حدتک دبا کر بھی حضور کے آرام کے لئے ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہیں گی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ جلد از جلد حضور کو کامل صحت عطا فرمائے اورصحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اورحضور کے عہد مبارک میں (دینِ حق) کو بیش از بیش ترقی ونفوذ عطا فرمائے اور جماعت کوحضور کی زیر ہدایت پورے جوش اور پورے خلوص سے کام کرنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین

5۔ سیدنا! حضور کا یہ سفر اللہ تعالیٰ کی بشارت کے ماتحت ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدونصرت سے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ اپنے پیارے اورمقرب بندوں کا ہرآن حامی ومحافظ ہے۔ احادیث نبویہ میں دمشق میں نزول مسیح کے ساتھ دو زرد چادروں کا بھی ذکر ہے بے شک حضور کے 1924ء کے سفر دمشق سے یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے مگر واقعات پرغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی 1955ء کے سفر میں زیادہ نمایاں طور پر اور پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔

اس مرتبہ حضور نے پاکستان سے طیارہ میں سفر فرمایا اور پہلی منزل دمشق ہی مقرر ہوئی۔ حضور نے دمشق میں طیارہ سے نزول فرمایا اوراس وقت حضور علالت کی وجہ سے تعبیری زبان میں دو زرد چادروں میں ملبوس تھے۔سو یہ سفر منجملہ دیگر نشانات کے اس عظیم الشان نشان کے ظہور کا بھی موجب ہوا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

6۔ سیدنا! یہ درست ہے کہ حضور کا یہ سفر درحقیقت بغرض علاج تھا مگر واقعات سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ سفر الٰہی مشیت کے مطابق بلاد عربیہ اور بلاد غربیہ میں دعوت (دینِ حق) کے استحکام کے لئے تھا۔ حضور نے علالت طبع کے باوجود بلاد عربیہ اور یورپ کے تمام مشنوں کے لئے ہدایات دے کر ان میں ایک نئی روح پیدا فرما دی ہے حضور نے یورپ و امریکہ اور افریقہ میں دعوت (دینِ حق) کے لئے نئی اور مؤثر سکیم بنانے کے لئے جس تاریخی کانفرنس کا انعقاد فرمایا ہے وہ ہمیشہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی اور انشاء اللہ حضور کی مقرر کردہ لائنوں پر کام کرنے سے (دینِ حق) کی اشاعت اور ترقی کے لئے غیر معمولی سامان پیدا ہوتے جائیں گے اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا مزید ظہور اس سفر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ حضور کی اس جدو جہد میں غیر معمولی برکت پیدا فرمائے اور (دینِ حق) کے جھنڈے کو ساری دنیا میں بلند سے بلند تر فرمائے۔ آمین ثم آمین

7۔ سیدنا! ہم حضور کے خدام آپ کی اس باصحت واپسی کو اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان احسان یقین کرتے ہیں اور اسے ایک غیر معمولی نشان الٰہی سمجھتے ہیں اس لئے اس موقعہ پر ہم صمیم قلب سے حضور کی اس باصحت واپسی پر حضور کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے آستانہ پر شکر گزار اور دردمندانہ دلوں کے ساتھ اس نعمت میں مزید اضافہ کے لئے دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو کامیاب ترین اور صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمارے سروں پر حضور کا سایہ لمبے عرصہ تک قائم رکھے۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاۃِ اِمَامِالْھُمَا مِ وَ اَیِّدْہُ وَ انْصُرْ نصرًا عِظِیْماً۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن

ہم ہیں حضور کے خدام نمائندگان
جماعت ہائے احمدیہ پاکستان

حضرت مصلح موعود کی بصیرت افروز تقریر

سپاس نامہ پڑھے جانے کے بعد حضور نے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ ان تمام جماعتوں کے لئے دعا کرتا ہوں جن کے نمائندے اس وقت کراچی میں تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ چونکہ یہ ایک اہم

موقعہ ہے اس لئے میں اس وقت کچھ ضروری باتیں کہنا چاہتا ہوں جو ان ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق ہیں جنہوں نے وہاں مجھے دیکھا ہے۔ ڈاکٹر روسئی جن کا علاج تھا، انہوں نے مجھے ایک بات کہی ہے۔ یوں تو یورپ کے بعض دوسرے ممالک میں اور بھی کئی ڈاکٹروں نے مجھے دیکھا ہے جرمن ڈاکٹروں نے بھی دیکھا ہے۔ لیکن اصل علاج ڈاکٹر روسئی کا تھا جو زیورک کے یونیورسٹی ہاسپٹل کے میڈیکل ڈائریکٹر ہیں۔ پہلے انہوں نے مجھے متواتر کہا تھا مگر چلتے وقت انہوں نے خصوصیت سے کہا کہ یہ بات ایک بار پھر میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک معین طاقت رکھی ہے اور وہ اس طاقت کے مطابق کام کرسکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں، آپ نے اپنی گزشتہ عمر میں نارمل انسان سے ڈیڑھ سو فیصدی زیادہ کام کیا ہے۔

اب میں آپ کی بیماری کی آخری حالت کو دیکھ کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نارمل آدمی کی صلاحیت کے مطابق کام کریں لیکن اس سے زیادہ کام نہ کریں۔ آپ کو اب آرام کی زیادہ ضرورت ہے۔ آپ آرام کریں۔ اور طبیعت کو ہمیشہ خوش رکھیں ورنہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی صحت میں جو ترقی ہو رہی ہے وہ ضائع ہو جائے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کو یہ باتیں اچھی طرح سمجھا دیں تاکہ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق وہ میری صحت کے لئے کسی تشویش کا موجب نہ بنیں۔

اس کے بعد حضور نے مغرب میں (دعوت دینِ حق) کے موضوع پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا اور بتایا کہ کس طرح ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے (دینِ حق) کی سچائی اثر کرتی چلی جا رہی ہے اور وہ قرآنی تعلیم کی افضلیت اور اس کی برتری کے قائل ہوتے جارہے ہیں۔ حضور نے جماعت کو مسلسل قربانیوں کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اگر کسی سلسلہ کا صرف ایک فرد پر انحصار ہو تو آج نہیں تو کل وہ سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ لیکن اگر جماعت کا ہر فرد اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کرے اور وہ اور اس کی اولاد (دینِ حق) کی اشاعت کے لئے مسلسل کوشش کرتی چلی جائے تو ایک لمبے عرصے تک یہ سلسلہ ممتد ہوسکتا ہے اور بہت جلد (دینِ حق) دنیا پر غالب آسکتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ ابتداء میں ترقی ہمیشہ آہستگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن الٰہی سنت یہ ہے کہ کچھ وقفہ کے بعد بڑے زور کے ساتھ بند ٹوٹتا ہے اور لاکھوں لاکھ لوگ سچے مذہب میں شامل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پس اپنی جدو جہد کو جاری رکھو اور اس

دن کا انتظار کرو جب خدائی نصرت اور اس کی مدد کا وقت آ جائے گا۔ اگر ہماری جماعت نے قربانی کی اس سپرٹ کو قائم رکھا تو جب کامیابی کا وقت آئے گا تو وہ لوگ جو ہمت ہار کر بیٹھ چکے ہوں گے، حسرت کریں گے کہ کاش ہم ہمت نہ ہارتے اور ہم بھی اس فتح میں شریک ہو جاتے۔ 150

جماعت احمدیہ کراچی کی سیلاب زدگان کے لئے امداد

1955ء میں مغربی پاکستان کے بیشتر حصہ کو غیر معمولی سیلاب نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سفر یورپ کے دوران لنڈن سے سیلاب کی اطلاع پانے پر احباب جماعت کو اپنے ہم وطنوں کے لئے سیلاب فنڈ ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

جماعت کراچی نے حضور کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر مبلغ ایک ہزار روپے بطور سیلاب فنڈ مرکز ربوہ فوری طور پر بھجوائے۔ اور اس کے بعد مزید 478 روپے نیز مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے ذریعہ ایک ہزار روپے علی الترتیب صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو بھجوائے گئے۔ 151

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مکان کی تعمیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 27/اپریل 1955ء کو کراچی میں اپنے مکان کی بنیاد رکھی۔ 151-a بعد ازاں یہ مکان دارالفضل کے نام سے تعمیر ہوا۔ یہ مکان دارالصدر کراچی سے متصل تھا۔

دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ایک اہم ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ستمبر 1955ء میں فرماتے ہیں:

"مجھے شکوہ ہے کہ کراچی والے اب تک دگنے کیوں نہیں ہو گئے؟ میں کئی سال سے انھیں توجہ دلا رہا ہوں، مگر ابھی تک وہ دگنے نہیں ہوئے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ انھیں دگنا ہونے کی نصیحت کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انھیں موجودہ تعداد سے دوسو گنے زیادہ ہونا چاہئیے۔ اگر وہ سچے دل سے کوشش کریں اور اپنی جدہ جہد کو تیز کر دیں تو وہ دیکھیں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے اور انھیں ان کے

مقصد میں کامیاب کرتی ہے۔'' 151-b

کراچی میں وقف زندگی کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/اکتوبر 1955ء میں فرماتے ہیں:

''پس تم اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کرو اور نسلاً بعد نسلٍ وقف کرتے چلے جاؤ۔ میں نے کراچی میں تحریک کی تھی کہ دوست خاندانی طور پر اپنی زندگیاں وقف کریں۔ یعنی ہر شخص یہ اقرار کرے کہ میں اپنے خاندان میں سے کسی نہ کسی فرد کو دین کی خدمت کے لئے ہمیشہ وقف رکھونگا۔'' 151-c

1955ء کا سیلاب اور جماعت احمدیہ کراچی کی خدمات

مغربی پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے پیش نظر 21/اکتوبر 1955ء کو محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے احباب جماعت سے اپیل کی کہ وہ مغربی پاکستان کے سیلاب زدہ بھائیوں کی پارچہ جات اور نقدی کی صورت میں فوری امداد کریں اور خدام کو ہدایت کی کہ وہ حلقہ جات میں جا کر پارچہ جات اور نقد رقوم اکٹھی کریں۔ اس اسکیم کو کامیاب بنانے اور امدادی کام کو فوری طور پر شروع کرنے کے لئے اسی روز مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا، جس میں ملتان کے گردونواح کی سیلاب زدہ بستیوں میں امدادی کیمپ لگانے کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے ایک ہنگامی کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی کے ممبران درج ذیل تھے:

1۔ چوہدری عبدالحق ورک صاحب نائب قائد
2۔ چوہدری عبدالمجید صاحب ناظم عمومی
3۔ ملک مبارک احمد صاحب ناظم مال
4۔ مرزا محمد اکرم صاحب ناظم خدمت خلق

علاوہ ازیں نقد رقوم کی فراہمی کے لئے چار وفود بنائے گئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے کارکن پارچہ جات اور نقد رقوم کی فراہمی میں منہمک تھے کہ مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی جانب سے اسی سلسلہ میں ایک خط موصول ہوا۔ جس

کے نتیجہ میں مجلس کے جذبہ خدمت خلق میں اور بھی تیزی پیدا ہوگئی۔ اس خط کے پیش نظر مکرم قائد صاحب نے مورخہ 30 اکتوبر 1955ء بروز اتوار مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک اور ہنگامی اجلاس طلب کیا، جس میں اس امدادی مہم کو فوری طور پر کامیاب بنانے اور جملہ امداد مرکز میں بھجوانے کے بارے میں غور کیا گیا اور جملہ کارکنان کو ایک سرکلر لکھ کر دیا گیا تا وہ احباب جماعت تک مکرم نائب صدر صاحب کی اپیل پہنچا دیں تا جس قدر جلدی ہو سکے نقدی کپڑوں اور ادویہ کی صورت میں امداد مرکز کو بھجوائی جا سکے۔

نقد رقوم جمع ہوتے ہی مبلغ =/1000 روپے کی رقم بذریعہ تار نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے بھجوادی گئی۔

مورخہ 25/اکتوبر 1955ء کو ناظم خدمت خلق اور ایک خادم پر مشتمل وفد اپنے ہمراہ 1043 گرم اور ٹھنڈے کپڑوں اور دواؤں کی پہلی قسط لے کر کراچی سے روانہ ہوا۔

مورخہ 11/نومبر 1955ء کو مجلس کراچی کے ایک نوجوان ڈاکٹر محمد حسین صاحب ساجد سیلاب زدگان کو طبی امداد پہنچانے کے لئے ملتان روانہ کئے گئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے دس روز تک شاندار خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح 16/نومبر 1955ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی جانب سے 261 کپڑوں اور دواؤں پر مشتمل دوسری کھیپ مرکز روانہ کی گئی۔

قائد مجلس کراچی مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نے گورنر جنرل پاکستان میجر جنرل سکندر مرزا، گورنر مغربی پاکستان میاں مشتاق احمد گورمانی، وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان جناب ڈاکٹر خان صاحب اور صوبہ کے ریلیف کمشنر جناب آئی۔ یو۔ خان کو مندرجہ ذیل تار دیا:

''سیلاب کی تباہ کاریوں کے باعث جو نقصان ہوا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اس پر رنج کا اظہار کرتی ہے اور ان لوگوں سے جو سیلاب کا شکار ہوئے ہیں پوری ہمدردی رکھتی ہے۔ مجلس کراچی نے اپنی مرکزی تنظیم کو جو سیلاب زدہ علاقوں میں امداد کا کام کر رہی ہے، سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک ہزار روپیہ کی پہلی قسط روانہ کی ہے۔''

مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے گورنر جنرل، گورنر مغربی پاکستان، وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان، ریلیف کمشنر پاکستان اور اخبار ملت لاہور کے نام ایک اور حسب ذیل تار روانہ کیا:

''مجلس خدام الاحمدیہ کراچی پہلی قسط میں 1000 کپڑے اور 2000روپے مالیت کی ادویات خدام الاحمدیہ کی ان مجالس کو بھجوا چکی ہے جو سیلاب زدہ علاقوں میں تندہی سے کام کر رہی ہیں، اس قسم کی دوسری اقساط بہت جلد روانہ کی جارہی ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اس سے قبل 1000 روپیہ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے بھجوا چکی ہے۔'' [152]

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا مرکز کی طرز پر پہلا اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مرکز کی طرز پر اپنا پہلا اجتماع مورخہ 27-28-29/جولائی 1956ء کو منعقد کیا۔ کراچی کی مجلس چونکہ مرکز سے آٹھ سو میل دور تھی اور یہاں کے سارے خدام کا مرکزی سالانہ اجتماع میں پہنچنا ناممکن تھا۔ اس وجہ سے یہاں کے ذمہ دار کارکنوں کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ تربیت کے لئے مقامی طور پر ایسے اجتماعات کا وقتاً فوقتاً منعقد کیا جانا از حد ضروری ہے۔

لہٰذا جولائی 1956ء کے آخر میں کراچی میں بھی مرکزی طرز پر اجتماع منعقد کیا گیا۔ کراچی کے علاوہ سندھ کی مجالس کو بھی اس اجتماع میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی اور اخبار الفضل میں بھی اعلان کروا دیا گیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع ملیر میں کوئٹہ والا بلڈنگ کے ساتھ والے میدان میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے مطابق مورخہ 27 جولائی 3 بجے بعد نماز جمعہ خدام، اطفال اور انصار احمدیہ ہال سے روانہ ہوئے۔ شام تک خدام اور اطفال خیمے لگاتے رہے۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب قائد کراچی، مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب نائب قائد، مکرم میجر شمیم احمد صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب افسر اعلیٰ سالانہ اجتماع، مکرم بشیرالدین احمد سامی صاحب سیکرٹری سالانہ اجتماع اور ملک مبارک احمد صاحب افسر سالانہ اجتماع نے معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں اور مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ کراچی اور مکرم قائد صاحب نے خدام سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں خدام کو سونے کی اجازت دی گئی۔

28 جولائی کو پروگرام کا آغاز 3 بجے صبح ہوا۔ مکرم عبدالباسط صدیقی صاحب نے

خوش الحانی سے قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ کر بیداری کا اعلان کیا۔ تمام خدام و انصار نے نماز تہجد ادا کی اور نماز فجر کے بعد مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی نے قرآن کریم کا درس دیا۔

8 بجے صبح مکرم قائمقام امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی تشریف لائے۔ آپ نے پرچم کشائی کی۔ اس کے بعد اجتماع کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم چوہدری عبد المجید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے نائب صدر اوّل محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں خدام کو تلقین کی گئی کہ اس اجتماع سے حقیقی رنگ میں فائدہ اُٹھائیں اور اس پاک اجتماع کو لہو ولعب کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ تعلق باللہ اور خدمت خلق کا وصف نمایاں طور پر اپنے اندر پیدا کریں۔

اس کے بعد محترم شیخ رحمت اللہ صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ کراچی نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اجتماع ہمارے سلسلہ میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کراچی کے خدام کو یہ توفیق دی ہے کہ وہ مرکز کے بعد ایسے وسیع پیمانے پر یہ اجتماع منعقد کر رہے ہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یو تیہِ من یشاء

آپ نے نصیحت فرمائی کہ یہ ایک دینی اجتماع ہے اور مومن کی ہر حرکت کو (دینِ حق) دین قرار دیتا ہے۔ اس واسطے اس چیز کو آپ ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ ہمارا ہر فعل (دینِ حق کے) شعار کا حامل ہو اور کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہیئے جو کہ (دینِ حق) کی تعلیم کے خلاف ہو۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ اجتماع آپ کے لئے اور دنیا کے تمام.......... کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ اللّٰھم آمین

خاص پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

اس اجتماع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنا خاص پیغام بھجوایا۔ اس پیغام کی اہمیت کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ بروز اتوار (29 جولائی) صبح 9 بجے پیغام سنایا جائے۔ احباب کراچی کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ صبح 9 بجے مقام اجتماع پر پہنچ جائیں تاکہ حضور کے اس خاص پیغام کو سن سکیں چنانچہ اتوار کو حضور کا یہ پیغام مکرم قائد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ 153

پیغام درج ذیل تھا۔

عزیزان!

آپ کے افسران نے خدام الاحمدیہ کراچی کے جلسہ کے لئے پیغام مانگا ہے۔ میں اس کے سوا پیغام کیا دے سکتا ہوں کہ 1914ء میں جب میں خلیفہ ہوا اور جب میری عمر صرف 26 سال کی تھی، خدام الاحمدیہ کی بنیاد ابھی نہیں پڑی تھی۔مگر ہر احمدی نوجوان اپنے آپ کو خادم احمدیت سمجھتا تھا مجھے یاد ہے کہ جس دن انتخابِ خلافت ہونا تھا، مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ایک ٹریکٹ شائع ہوا کہ خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ صدر انجمن احمدیہ ہی حاکم ہونی چاہیئے ۔ اس وقت چند نوجوانوں نے مل کر ایک مضمون لکھا اور اس کی دستی کاپیاں کیں۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ ہم سب احمدی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت فیصلہ کر چکے ہیں کہ جماعت کا ایک خلیفہ ہونا چاہیئے۔ اس فیصلہ پر ہم قائم ہیں اور تا زندگی قائم رہیں گے اور خلیفہ کا انتخاب ضرور کروا کے چھوڑیں گے۔ اسکول کے درجنوں طالبعلم پیدل اور سائیکلوں پر چڑھ کر بٹالہ کی سڑک پر چلے گئے اور ہر نو وارد مہمان کو دکھا کر اس سے درخواست کی کہ اگر آپ اس سے متفق ہیں تو اس پر دستخط کر دیں۔ جماعت احمدیہ میں خلافت کی بنیاد کا وہ پہلا دن تھا اور اس بنیاد کی اینٹیں رکھنے والے لڑکے تھے۔

مولوی صدرالدین صاحب اس وقت ہیڈ ماسٹر تھے ان کو پتہ لگا تو وہ بھی بٹالہ کی سڑک پر چلے گئے وہاں انھوں نے دیکھا کہ اسکول کا ایک لڑکا نووارد مہمانوں کو وہ مضمون پڑھ کر دستخط کروا رہا ہے انھوں نے وہ کاغذ اس سے چھین کر پھاڑ دیا اور کہا کہ چلے جاؤ وہ لڑکا مومن تھا اس نے کہا مولوی صاحب آپ ہیڈ ماسٹر ہیں اور مجھے مار بھی سکتے ہیں مگر یہ مذہبی سوال ہے۔ میں اپنے عقیدے کو آپ کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا۔ فوراً جھک کر وہ کاغذ اٹھایا اور اسی وقت پنسل سے اس کی نقل شروع کر دی اور مولوی صاحب کے سامنے ہی دوسرے مہمانوں سے اس پر دستخط کروانے شروع کر دیئے۔ اس پر 42 سال گزر گئے۔ میں اس وقت جوان تھا اور اب 68 سال کی عمر کا ہوں اور فالج کی بیماری کا شکار ہوں۔ اُس وقت آپ لوگوں کی گردنیں پیغامیوں کے ہاتھ میں تھیں اور خزانہ میں صرف 18 آنے کے پیسے تھے۔ میں نے خالی خزانہ کو لے کر احمدیت کی خاطر اُن لوگوں سے لڑائی کی جو اس وقت جماعت

کے حاکم تھے اور جن کے پاس روپیہ تھا لیکن خدا تعالیٰ نے میری مدد کی اور جماعت کے نوجوانوں کو خدمت کرنے کی توفیق دی۔ ہم کمزور جیت گئے اور طاقت ور دشمن ہار گیا۔ آج ہم ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن لوگوں کو ایک تفسیر پر ناز تھا ان کے مقابلے میں اتنی بڑی تفسیر ہمارے پاس ہے کہ ان کی تفسیر اس کا تیسرا حصہ بھی نہیں۔ جو ایک انگریزی ترجمہ پیش کرتے تھے اس کے مقابلے میں ہم چھ زبانوں کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں لیکن ناشکری کا بُرا حال ہو کہ وہ شخص جس کو پیغامی سترا بہترا قرار دے کر معزول کرنے کا فتویٰ دیتے تھے اور جس کے آگے اور دائیں بائیں لڑ کر مَیں نے اس کی خلافت کو مضبوط کیا اس سے تعلق رکھنے والے چند بے دین نوجوان جماعتوں میں آدمی بھجوا رہے ہیں کہ خلیفہ بڈھا ہو گیا ہے اس کو معزول کر دینا چاہیئے۔

اگر واقعہ میں مَیں کام کے قابل نہیں ہوں تو آپ لوگ آسانی کے ساتھ ایک دوسرے قابل آدمی کو خلیفہ مقرر کر سکتے ہیں اور اس سے تفسیر قرآن لکھوا سکتے ہیں ۔ میری تفسیریں مجھے واپس کر دیجئے اور اپنے روپے لے لیجئے اور مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر اور جس تفسیر کو آپ پسند کریں اسے پڑھا کریں اور جو نئی تفسیر میری چھپ رہی ہے اس کو بھی نہ چھوئیں۔ یہ اوّل درجے کی بے حیائی ہے کہ ایک شخص کی تفسیروں اور قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کر کے تعریفیں اور شہرت حاصل کرنی اور اسی کو نکما اور ناکارہ قرار دینا۔ مجھے آج ہی اللہ تعالیٰ نے الہام سے سمجھایا کہ ’’آؤ مدینہ والا معاہدہ کریں‘‘ یعنی جماعت سے پھر کہو کہ یا تم مجھے چھوڑ دو اور میری تصنیفات سے فائدہ نہ اُٹھاؤ، نہیں تو میرے ساتھ وفاداری کا ویسا ہی معاہدہ کرو جیسا کہ مدینہ کے لوگوں نے مکہ کی عقبہ جگہ پر رسول ﷺ سے معاہدہ کیا تھا اور پھر بدر کی جنگ میں کہا تھا کہ یا رسول اللہ ! یہ نہ سمجھیں کہ خطرہ کے وقت میں ہم موسیٰ کی قوم کی طرح آپ سے کہیں گے کہ جا تُو اور تیرا خدا لڑتے پھرو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ یا رسول اللہ ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن اس وقت تک آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا آگے نہ آئے۔

سو گو میرا حافظ خدا ہے اور اس کے دئے ہوئے علم سے آج بھی ساری دنیا پر غالب

ہوں لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنی جماعت کا امتحان لے اور اس سے کہہ دے کہ ''آؤ ہم مدینہ والا معاہدہ کریں'' سو تم میں سے جو شخص خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھا کر معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اپنے آخری سانس تک وفاداری دکھائے گا وہ آگے بڑھے وہ میرے ساتھ ہے اور میں اور میرا خدا اس کے ساتھ ہے۔ لیکن جو شخص دنیوی خیالات کی وجہ سے اور منافقوں کے پراپیگنڈا کی وجہ سے بزدلی دکھانا چاہتا ہے اس کو میرا آخری سلام۔ میں کمزور اور بوڑھا ہوں۔ لیکن میرا خدا کمزور اور بوڑھا نہیں وہ اپنی قہری تلوار سے ان لوگوں کو تباہ کر دے گا جو کہ اس منافقانہ پراپیگنڈا کا شکار ہونگے۔

اس پروپیگنڈا کا کچھ ذکر الفضل میں چھاپ دیا گیا ہے۔ چاہیئے کہ قائد خدام اس مضمون کو بھی پڑھ کر سنا دیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ پہلے بھی اس کی مدد مجھے حاصل تھی۔ اب بھی اس کی مدد مجھے حاصل رہے گی۔ میں یہ پیغام صرف اس لئے بھجوا رہا ہوں تا کہ آپ لوگ تباہی سے بچ جائیں ورنہ حقیقتاً میں آپ کی مدد کا محتاج نہیں۔ ایک ایک مرتد کے مقابلے میں خدا تعالیٰ ہزاروں آدمی مجھے دے گا اور مجھے توفیق بخشے گا کہ میرے ذریعہ سے پھر سے جماعت جواں سال ہو جائے۔ آپ میں سے ہر مخلص کے لئے دعا اور کمزور کے لئے رخصتی۔154

خدام کا تجدید عہد بیعت

مکرم قائد صاحب نے فرمایا کہ اس پیغام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنا ایک الہام درج فرمایا ہے کہ ''آؤ ہم مدینہ والا معاہدہ کریں'' جو دوست اس الہام کی تعمیل میں معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہوں وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس پر سب کھڑے ہو گئے مکرم قائد صاحب نے بلند آواز سے مندرجہ ذیل عہد تمام خدام سے دہروایا۔

''ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی خلافت کے ساتھ وابستہ رکھیں گے اور اگر کوئی شخص ہمیں اس راستہ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرے گا (تو) ہم اس پر خدا کی لعنت بھیجیں گے۔ ہم (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کے ہاتھ پر مدینہ والا عہد کرتے ہیں اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی طرح حضور سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم

حضور کے آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن صرف ہماری لاشوں پر سے گزر کر ہی حضور کی ذات اور حضور کے منصب تک پہنچ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد پر ہمیشہ ہمیش قائم رہنے کی توفیق دے۔ آمین‘‘

محترم مولانا غلام باری سیف صاحب نائب صدر کی تقریر

اس کے بعد محترم مولانا غلام باری سیف صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیوں کی مثال دیتے ہوئے خدام کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ معاہدہ کا سوال ہی نہیں۔ معاہدہ دونوں طرف سے ہوتا ہے اور ہم تو اپنے آپ کو حضور کے ہاتھ پر بیچ چکے ہیں۔ 155

تقریر قائد صاحب مجلس کراچی

پیغام سنانے کے بعد مکرم چوہدری عبد المجید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ الٰہی جماعتوں میں منافقوں کا وجود کوئی نئی یا اچھنبے کی بات نہیں، پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی منافق ایسی کارروائیاں کیا کرتے تھے مگر انجام کار وہ ذلیل و رسوا ہوئے تھے۔ اسی طرح اب بھی ہوں گے۔ انشاء اللہ

اس اجتماع میں کراچی سے باہر کی مندرجہ ذیل مجالس شامل ہوئیں۔

1۔ محمود آباد اسٹیٹ، تھرپارکر 2۔ حیدرآباد 3۔ ڈرگ روڈ 4۔ مالیر

جبکہ مجلس کراچی کے مندرجہ ذیل حلقہ جات شامل ہوئے۔

1۔ صدر	2۔ مارٹن روڈ	3۔ جیکب لائن
4۔ جنوبی	5۔ شرقی	6۔ ماڑی پور
7۔ منوڑا	8۔ کورنگی	9۔ لی مارکیٹ
10۔ سعید منزل	11۔ لارنس روڈ	12۔ پیر الٰہی بخش کالونی
13۔ گولیمار	14۔ لالوکھیت	15۔ رامسوامی

خدام کو مندرجہ ذیل پانچ بلاکوں میں تقسیم کیا گیا تھا:

1۔ رفاقت: نگران چوہدری ناصر احمد صاحب، ڈرگ روڈ
2۔ صداقت: نگران عبدالحفیظ صاحب، زعیم جنوبی
3۔ شجاعت: نگران مرزا نذیر احمد صاحب، زعیم مارٹن روڈ
4۔ دیانت: نگران شیخ رشید احمد صاحب محمود
5۔ امانت: نگران محمد الطاف خان صاحب منتظم اطفال مارٹن روڈ

مکرم قائد صاحب کی ہدایت کی روشنی میں ایک ماہ سے اس اجتماع کی تیاری اور نگرانی کے لئے ایک کمیٹی کام کر رہی تھی۔ اجتماع کے پروگرام کے افسر اعلیٰ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب اس پروگرام کی نگرانی فرماتے رہے، جبکہ مقام اجتماع کی تیاری و نگرانی کے فرائض مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب نائب قائد نے ادا کئے۔

اجتماع کی کمیٹی درج ذیل تھی:

افسر سالانہ اجتماع	مکرم ملک مبارک احمد صاحب
سیکرٹری سالانہ اجتماع	مکرم بشیرالدین احمد سامی صاحب
افسر سالانہ اجتماع (پہرہ وحفاظت)	مکرم شیخ ممتاز رسول صاحب اور مکرم نیاز قطب بٹ صاحب
ناظم آب رسانی	مکرم صدرالدین کھوکھر صاحب
ناظم روشنی وصفائی	مکرم ملک سارنگ خان صاحب
ناظم نشر واشاعت و مذہبی امور	مکرم مرزا محمد لطیف صاحب شاہد مربی سلسلہ کراچی
ناظم ضیافت	مکرم صوفی مبارک احمد صاحب
ناظم لنگر خانہ	مکرم مولوی عبدالمجید صاحب
ناظم حفاظت	مکرم سید نذیر احمد شاہ صاحب
منتظم دینی وعلمی مقابلہ جات	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی
ناظم ورزشی مقابلہ جات	مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب نائب قائد[153]

جماعت احمدیہ کراچی کی تعریف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اکتوبر 1955ء میں فرماتے ہیں:

''جماعت کراچی مخلصین کی جماعت ہے۔ جماعت کے امیر چوہدری عبداللہ خان

صاحب کو خدا تعالیٰ نے احمدیت کے لئے اخلاص بخشا ہے اور ان پر مزید فضل یہ کیا ہے کہ انھیں عمدہ نائبین عطا کئے ہیں۔ جب بھی ہمیں جماعت احمدیہ کراچی سے کوئی کام ہوتا ہے، انھیں صرف تار یا چٹھی دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ تار یا چٹھی کے پہنچتے ہی وہ دیوانہ وار اس کام میں لگ جاتے ہیں۔'' 153-a

منافقین کی طرف سے فتنہ پیدا کرنے کی کوشش

1956ء میں بعض فتنہ پردازوں نے ایک گروہ بنا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان تھا کہ اُس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر منکشف فرمایا کہ بعض لوگ جاہ طلبی کی وجہ سے جماعت کے انتظام کو توڑنے اور اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضور اقدس نے بیماری کے باوجود نہایت ہمت اور محنت سے اس فتنہ کی سرکوبی فرمائی۔

اُن ایام میں خلافت کے مخالفین اپنی کوششوں میں خوب سرگرم تھے۔ ان فتنہ پردازوں اور دُشمنان خلافت کی مخالفانہ سرگرمیوں کی بعض شہادتوں میں سے ایک شہادت امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی ذیل میں درج ہے۔ مکرم ومحترم جناب چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی فرماتے ہیں کہ:

''غالباً فروری یا مارچ 1956ء کی بات ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی مجھ سے کراچی میں دو تین دفعہ ملنے کے لئے آئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں مل نہ سکا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے کچھ وقت دیا جائے۔ میں نے محسوس کرکے کہ وہ دو تین دفعہ مجھ سے پہلے بھی ملنے کی کوشش کر چکے ہیں مگر میں انہیں ملا نہیں، حسن اخلاق کے ماتحت مناسب سمجھا کہ انہیں خود جا کر مل لوں کیونکہ وہ میری بیوی کے رشتہ دار ہیں۔ چنانچہ میں نے پیغامبر سے کہا کہ میں آج شام خود اس جگہ حاضر ہو جاؤں گا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اُن کا قیام اس وقت احمد غزنوی صاحب سپیشل جج کے ہاں تھا۔ شام کو میں حسب وعدہ اُن کے ہاں گیا۔ دوران گفتگو میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ذکر شروع کیا اور مجھے کہا کہ میں نے حضور کی بیعت کر لی ہے۔ میں اس پر ہنس پڑا اور میں نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے بیعت کر لی ہے۔ اس پر انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے بیعت کر لی ہے اور کہا کہ

میں صحیح کہہ رہا ہوں کہ میں نے بیعت کر لی ہے اور اس کے بیان کرنے میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں۔ دوسرے دن میں اور منصور ملک صاحب اُن کے پاس گئے۔ میں منصور ملک کو اُن کے پاس چھوڑ کر چلا گیا بعد میں منصور ملک صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ نے تو مجھے بتایا نہیں یہ بزرگ تو احمدی ہیں۔ میں نے کہا یہ مجھ سے بھی یہی بات کہتے تھے۔لیکن اس بزرگ کا اعتبار نہیں یونہی منافقت کر رہے ہیں احمدی نہیں ہیں۔''

''دسمبر 1956ء کے تیسرے ہفتہ کا واقعہ ہے کہ عبد الرحمٰن غزنوی، جو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کا بھانجا ہے، ایک شادی کے سلسلہ میں مجھے میٹرو پول ہوٹل میں ملا اور اس نے کوئی گفتگو چھیڑ کر مجھے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ماموؤں کو جماعت سے نکال دیا ہے لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے نانا کی خلافت ہمارے ماموؤں کو مل جائے۔آپ بھی ہمارے ماموؤں کے ساتھ مل جائیں۔ میں نے کہا کہ مجھ سے تو مار کھائے گا۔ کہنے لگا، اگر آپ نہیں تو آپ کی اولاد ہمارے قابو آ جائیگی۔

میں نے کہا میں نے اس اولاد کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے دعائیں شروع کر دی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اسے شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھے۔اس لئے میری اولاد آپ لوگوں کے قابو نہیں آ سکتی۔ دوسرے خلافت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہے دے، آپ کو ہماری خلافت کی اتنی فکر کیوں ہے۔ پھر اپنے ماموؤں کے متعلق تو آپ کو اتنی گھبراہٹ ہے، کم سے کم آپ نے اپنے نانا کی بیعت تو کر لی ہوتی ۔ کہنے لگا آپ لوگوں نے ہمارے ماموؤں کو جماعت سے نکال دیا ہے وہ خلیفہ ہوں یا نہ ہوں، آپ لوگوں میں ہم نے اختلاف ضرور پیدا کر دیا ہے۔

میں نے کہا کہ شیطان کی جانشینی بھی تو کسی نے کرنی تھی۔ دوران گفتگو اس نے کہا کہ میں اللہ رکھا کو پچاس روپے ماہوار دیتا رہا ہوں۔ یا یہ کہا کہ اب بھی دے رہا ہوں۔ بہر حال اس کا مفہوم یہی تھا۔ میں نے اُسے کہا کہ میرے گھر آ کر ذرا اپنی بہن کو بھی مل لو۔ کہنے لگا میں گیا تو اُس نے بات تو سنی نہیں جوتیاں مارنی شروع کر دی ہیں۔ میں نے کہا تمہارا علاج یہی ہے۔''

خاکسار عبداللہ خان امیر جماعت احمدیہ کراچی 156

منافقین کی ریشہ دوانیاں اور خدام کراچی کے اخلاص بھرے چند نمونے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بیٹے اپنے خاندان میں خلافت کو منتقل کرنے کے لئے کسی خاص موقع کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ یہ موقع انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیماری اور سفر یورپ 1955ء کے دوران میسر آ گیا۔ اس زمانے میں ان کی سرگرمیاں یکا یک بڑھ گئیں اور میاں عبدالوہاب صاحب نے تو کھلے لفظوں میں یہ ناپاک پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ چونکہ خلیفہ بوڑھا ہو چکا ہے لہٰذا کسی اور کو خلیفہ منتخب کر لینا چاہیئے۔ 157

یہ لوگ نظامِ خلافت کے خلاف بغاوت پھیلانے اور اس کا تختہ الٹنے کی تیاریں مکمل کر چکے تھے اور میاں عبدالمنان صاحب کی خلافت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ایک ایجنٹ خفیہ طور پر ملک بھر کی احمدی جماعتوں کے طوفانی دورے کے لئے مقرر کیا جا چکا تھا۔ یہ ایجنٹ ''اللہ رکھا'' نامی شخص تھا۔ جو گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کا باشندہ تھا اور 1950ء سے احمدیہ بلڈنگز لاہور میں ملازم تھا۔ 158

یہی وہ حالات تھے جن کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے پہلے سالانہ اجتماع منعقدہ جولائی 1956ء کے پیغام میں تذکرہ فرمایا اور محترم قائد صاحب مجلس کراچی نے تمام خدام سے خلافتِ احمدیہ سے وفاداری کا عہد لیا تھا۔

ان حالات میں خدام احمدیت کراچی نے خلافتِ احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے غیر مشروط وفاداری و اخلاص کا عہد کیا اور آپ کی خدمت میں اطاعت سے بھرپور خطوط تحریر کئے۔

ذیل میں کراچی کے دو خدام کے خطوطِ اطاعت و وفاداری درج کئے جاتے ہیں جو ''روزنامہ الفضل'' میں شائع ہوئے۔

مکرم بشیرالدین عباسی صاحب کا خط

سیدنا و مولانا پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

حضور کے فرمان کے مطابق میں حضور سے مدینے والا معاہدہ کرتا ہوں اور بقائمی ہوش وحواس اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد نامہ لکھتا ہوں کہ میں ہمیشہ خلافتِ احمدیہ سے

وابستہ رہوں گا اور کبھی بھی جب تک جان میں جان ہے احمدیت سے ایک لمحہ کے لئے الگ نہ ہوں گا۔ انشاء اللہ

حضور دعا فرمائیں کہ اللہ کریم مجھے اپنے خاص فضل سے خلافت سے اور احمدیت سے وابستہ رکھے اور میرے پاؤں میں ایک ذرہ سی بھی لغزش نہ آنے پائے۔ آمین

نوٹ: میں نے زندگی وقف کرنے کے لئے کچھ اپنی ناچیز خواہشات کا اظہار کیا تھا اب میں ایک کا بھی خواہشمند نہیں۔ جو حضور فیصلہ فرمائیں گے مجھے منظور ہے۔

حضور کا ادنیٰ خادم

بشیر الدین عباسی

معتمد خدام الاحمدیہ حلقہ لالوکھیت وسیکرٹری مال

مکرم اشفاق حسین صاحب کا خط

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

میں شیخ الطاف حسین صاحب احمدی مرحوم آف انچولی میرٹھ (جو کہ بیعت کے بعد حضور کے قدموں میں ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے تھے اور 1947ء تک وہیں مقیم رہے) کا بڑا لڑکا ہوں۔

پیارے آقا! ابا جان نے اپنی وفات کے قریب بطور وصیت ہمیں جو نصائح تحریر فرمائیں اس میں اللہ تعالیٰ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ:

’’حضرت فضل عمر آپ کے سچے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ یہی اُن تمام پیش گوئیوں کے مصداق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بزرگان دین اور حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پا کر کیں۔ آپ کے دامن سے وابستگی ہی ذریعہ فلاح اور بہبود ہے۔ اس دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہو تا ساحل مراد پر پہنچ سکو۔‘‘

سیّدی! میں دل و جان سے ابا جان مرحوم کے خط کے مندرجہ بالا اقتباس کے ایک ایک لفظ سے متفق ہوں۔ نیز حضور سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ابا جان مرحوم کی نسل کو تا قیامت ان الفاظ کی صحیح معنوں میں پیروی کی توفیق عطا فرمائے تا سب کی دین و دنیا سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ آمین

پیارے آقا! میں آپ کے وجود کو موجودہ زمانے میں (دینِ حق) کا سب سے بڑا اور محفوظ قلعہ سمجھتا ہوں اور ہمیشہ ہی اپنی جان و مال، عزت اور اولاد سے بڑھ کر (دینِ حق) اور احمدیت کی ترقی کے ساتھ حضور پُر نور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کا اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو رہا ہوں۔

دعاؤں کا محتاج

حضور کا ادنیٰ خادم اشفاق حسین

6/10 بزرٹا لائنز۔ کراچی نمبر 4 159

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ اخلاص اور محبت وعقیدت کے عہد کی تجدید

جماعت احمدیہ کراچی کی قراردادیں

پہلی قرارداد

انجمن احمدیہ کراچی کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ 27 جولائی 1956ء کو احمدیہ ہال میں منعقد ہوا جس میں بالا تفاق حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوا۔

’’ انجمن احمدیہ کراچی منافقین کی حرکات کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان لوگوں سے قطعی بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ کراچی، حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کو خلوص دل سے اپنی وفاداری کا یقین دلاتی ہے اور اس امر کا بھی کہ انشاء اللہ العزیز جماعت کا ہر فرد اپنے اُس عہد پر قائم رہے

گا جو اُس نے بیعت کے وقت حضور کے دست مبارک پر کیا تھا۔ ہم حضرت اقدس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دست بدُ عا ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے فضل و رحم کے ساتھ حضور کو کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے اور حضور پُر نور کا سایہ جماعت کے سر پر تا ابد قائم رہے۔ ہم حضور کو اس امر کا بھی یقین دلاتے ہیں کہ وقت آنے پر انشاء اللہ العزیز ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور حضور اپنے ان خدام کو اپنے ایک اشارہ پر انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت قربانی کرنے کے لئے تیار پائیں گے۔'' [160]

دوسری قرارداد

انجمن احمدیہ کراچی کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ 14/اکتوبر 1956ء بوقت ساڑھے دس بجے صبح زیرِ صدارت جناب چوہدری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی:

''جماعت احمدیہ کراچی منافقین کے موجودہ فتنہ اور اس میں شامل ہونے والے تمام افراد سے قطعی برأت کا اظہار کرتی ہے، نیز حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت پر کامل ایمان کا اقرار کرتے ہوئے حضور کو اپنی سچی اطاعت اور کامل فرمانبرداری کا یقین دلاتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس زمانہ میں حضور کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا راز مضمر ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ کے ساتھ لمبی کام کرنے والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ہم یقین رکھتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور ان کے انتخاب کے پیچھے خدا کی تقدیر اور اسکی مشیت کارفرما ہوتی ہے۔ خلیفہ کبھی معزول نہیں ہوسکتا اور نہ دنیا کی کوئی طاقت اس سے خلافت کی نعمت چھین سکتی ہے۔ یہ اجلاس عزل خلفاء اور ایک خلیفہ کی زندگی میں دوسرے کے انتخاب کے سراسر باطل اور خلاف (دینِ حق) نظریہ کی پُر زور تردید کرتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں اور توجہ نے ہمیشہ فضل الٰہی کو جماعت کراچی کے لئے جذب فرمایا جس کے باعث یہ جماعت عملی طور پر ہمیشہ پیش پیش رہی۔ آج سے دو اڑھائی سال قبل، جبکہ اس موجودہ فتنہ کا ابھی انکشاف بھی نہیں ہوا

تھا اور ''اللہ رکھا'' کے متعلق اتنا ہی علم ہوا تھا کہ اس نے درویشوں کے خلاف فتنہ کھڑا کیا تھا، لوکل انجمن احمدیہ کراچی نے ''اللہ رکھا'' کو یہاں ایسا عملی جواب دیا کہ اسے اور اس کے کسی ساتھی کو ادھر توجہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور انجمن احمدیہ کراچی کے مذکورہ بالا عملی اقدام نے ''اللہ رکھا'' اور اس کے ساتھیوں پر سب سے پہلے واضح کر دیا کہ اس انجمن میں جماعتی طور پر یا انفرادی حیثیت میں ان کے لئے کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن اگر ان میں سے کسی کو ابھی رتی بھر بھی شبہ باقی ہو تو لوکل انجمن احمدیہ کراچی کا یہ اجلاسِ خصوصی ان پر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اس انجمن کا ہر فرد ان کو کسی حیثیت میں قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ ان لوگوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ لوگ مبائعین سے کٹ چکے ہیں اور خلافتِ حقہ کے دشمن ہیں۔

یہ اجلاس یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہے کہ ہر وہ فتنہ پرداز جس کے بارہ میں پاکستان اور باہر کی کسی بھی انجمن احمدیہ نے بیزاری کا اظہار کیا ہے، اس کے لئے انجمن احمدیہ کراچی میں ہرگز ہرگز کوئی جگہ نہیں۔ نیز یہ کہ اگر اس جماعت میں کسی کو ان میں سے کسی کے خیالات سے اتفاق یا ہمدردی ہو، جن کا موجودہ فتنہ کے تسلسل میں اخبار الفضل میں ذکر آ چکا ہے تو ایسا شخص ہرگز جماعت احمدیہ مبائعین کراچی کا ممبر نہیں ہوسکتا۔ دو ایک آدمی جو مشتبہ معلوم ہوتے ہیں ان کے متعلق تحقیقات کی جارہی ہے اگر ان کا جرم ثابت ہوا تو یہ انجمن ایسے اشخاص کے خلاف مناسب قدم اُٹھانے پر انشاء اللہ ہرگز کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔'' 161

حقیقت پسند پارٹی کا قیام

1956ء میں جماعت احمدیہ میں جو ایک اندرونی فتنا اٹھا وہ مولوی عبدالمنان صاحب عمر کے نادان دوستوں نے اُٹھایا تھا۔ اس کا ذکر گزشتہ اوراق میں بھی کیا جا چکا ہے۔ ان منافقین نے کراچی میں بھی ''حقیقت پسند پارٹی'' کے نام سے دفتر قائم کیا تھا۔ پارٹی کا کنونیر محمد یوسف عرف پوستی تھا اور جنرل سیکرٹری عبدالصمد حیدرآبادی تھا۔ اس پارٹی کا ہیڈ صلاح الدین بنگالی تھا۔ 162

محترم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب آف گڈاپ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''1957ء کے دورہ کراچی کے موقع پر کوٹھی دارالصدر کراچی میں حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ صلاح الدین ناصر نے کہا ہے کہ کراچی میں میرے بیس سے زیادہ ممبر ہیں۔ یہ بات

کراچی جماعت کے لئے باعث............ ہے۔نماز کے بعد چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور اس وقت کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی چوہدری عبدالمجید صاحب نے مجھے بلایا اور حضور کے خطبہ کی روشنی میں اس فتنہ کا سراغ لگانے کی ہدایت کی۔میں نے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی ۔اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی۔ایک ہفتہ کے اندر ہی میں تمام افراد تک پہنچ گیا۔ میں صمد حیدرآبادی کی نفسیات اور کمزوری سے بہت حد تک واقف تھا۔ میں نے اس کو اعتماد میں لیا۔تمام افراد سے اس کے ذریعہ تعارف حاصل ہوا۔حضور کے قیام کراچی کے دوران تمام افراد کی لسٹ تیار ہوئی اور چھ مہینے کے اندر اندر اکثر افراد جماعت میں واپس آ گئے اور باقی افراد کراچی چھوڑ کر چلے گئے ۔163

فضل عمر ہسپتال ربوہ کے سلسلہ میں عطیات

فضل عمر ہسپتال ربوہ کے استقبالیہ کے دائیں جانب جو کمرہ ہے اس پر یہ تختی نصب ہے
''اس کمرہ کا خرچہ شیخ رفیع الدین ڈی۔ایس۔پی (D.S.P) کراچی اور ان کی اہلیہ محترمہ سردار بیگم نے دیا۔''

1956-57ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے فضل عمر ہسپتال میں ایک کمرہ بنوا کر دیا۔ جو آج کل ایمرجنسی روم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ کمرہ فضل عمر ہسپتال کے پرانے حصہ میں واقع ہے لیکن ہسپتال والوں نے اچھی حالت میں رکھا ہوا ہے۔یہ کمرہ Eye وارڈ کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا ہے۔ایک تیسرا کمرہ مکرم شیخ عبدالحفیظ صاحب آف کراچی نے بنوا کر دیا یہ کمرہ کانفرنس ہال اور کمیٹی روم کے درمیان واقع ہے یہ بھی پرانے حصہ میں واقع ہے۔

فہرست عطیہ دہندگان کراچی برائے فضل عمر ہسپتال ربوہ

نمبر شمار	نام	رقم
1	مکرم چوہدری شاہنواز صاحب	5000
2	مکرمہ امتہ الحئی شاہنواز صاحبہ	50

3	مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب	1000
4	مکرمہ مسز محمودہ نذیر احمد صاحبہ	2000
5	مجلس خدام الاحمدیہ کراچی	1000
6	مکرمہ بیگم سید ارتضٰی علی صاحب	150
7	مکرم میجر شمیم احمد صاحب	55
8	مکرم قریشی محمد سلیمان صاحب	99
9	مکرم ڈاکٹر جلال الدین صاحب	50
10	مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب	100
11	مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب	250
12	مکرمہ بیگم چوہدری شاہنواز صاحب	100
13	مکرم حبیب اللہ بٹ صاحب	50

نوٹ:۔ یہ نام ایک تختی پر درج ہیں جو فضل عمر ہسپتال کے Enterance کے اندر داخل ہونے کے بعد دائیں دیوار پر نصب ہے۔

سیٹو کانفرنس کے وفود کی خدمت میں تحائف

سیٹو کانفرنس 6 مارچ 1956ء تک کراچی میں جاری رہی۔ جماعت احمدیہ کراچی کے متعدد وفود نے فرانس، نیوزی لینڈ، فلپائن، تھائی لینڈ، انگلستان اور امریکہ کے چالیس سربرآوردہ مندوبین کو انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر دینی کتب تحفۃً پیش کیں اور دین حق کا محبت بھرا پیغام پہنچایا۔مندوبین نے یہ لٹریچر شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔164

لجنہ اماء اللہ کراچی کا پہلا سالانہ اجتماع

لجنہ کراچی کا پہلا سالانہ اجتماع 2 دسمبر 1956ء کو منعقد ہوا۔اس موقع پر مرکز سے محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے شرکت کی۔حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

مرکزیہ نے خاص پیغام بھجوایا۔اس اجتماع کے موقع پر پہلی مرتبہ لجنہ کراچی کی رپورٹ کتابی صورت میں شائع کی گئی۔ 165

ینگ وومن احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی کا قیام

1956ء میں لجنہ کراچی نے کالج میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کی ایک انجمن تشکیل دی،جس کی غرض طالبات میں صحیح (دینِ حق) کو پیش کرنا تھا۔1956ء میں اس کا افتتاح محترمہ صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ نے کیا۔ مارچ1957ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے تو حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے اس کا نام''ینگ وومن احمدیہ ایسوسی ایشن''تجویز فرمایا جسے مختصر طور پر YWAA کہا جاتا تھا۔ کچھ عرصہ لڑکیوں کی اس تنظیم نے اچھا کام کیا،لیکن پھر یہ جاری نہ رہ سکی۔ 165-a

مجلس انتخاب خلافت

جلسہ سالانہ 1956ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے علماء سلسلہ اور بعض دیگر صاحبان کے مشورہ سے مجلس انتخاب خلافت میں جن سات اراکین کا اضافہ فرمایا تھا اُن میں جماعت احمدیہ کراچی کے امیر بھی شامل تھے۔ 166

مجلس انتخاب خلافت میں کراچی کے درج ذیل احباب بھی شامل تھے۔

1۔ حضرت مولوی عبدالواحد میرٹھی صاحب
2۔ حضرت حکیم شیخ رحمت اللہ صاحب کاٹھگڑھی
3۔ حضرت شیخ جلال الدین صاحب
4۔ مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب ابن حضرت شیخ عطا محمد صاحب
5۔ مکرم سردار بشیر احمد صاحب ابن حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی
6۔ مکرم نعمت اللہ صاحب ابن حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب
7۔ مکرم مرزا صالح علی صاحب ابن حضرت مرزا صفدر علی صاحب
8۔ مکرم مولوی عبدالحمید صاحب 167

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 20 فروری 1957ء کو کراچی کے دورہ پر تشریف لائے۔ حضور کا قیام کوٹھی ''دارالصدر'' میں تھا۔ حضور تیرہ روز کراچی میں قیام پذیر رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کراچی میں قیام کے دوران مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب، مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الحمید صاحب کی طرف سے مختلف اوقات میں دی گئی دعوت طعام میں شرکت فرمائی۔ اسی طرح مکرم میجر شمیم احمد صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، ونگ کمانڈر عبد الحئی صاحب ماڑی پور اور احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کراچی کی دعوت عصرانہ میں شرکت فرمائی۔

حضور نے قیام کراچی میں دو خطبات جمعہ اور چار لیکچرز دیئے ۔ ایک لیکچر 20ر فروری 1957ء کو احمدیہ ہال میں یوم مصلح موعود کی تقریب پر دیا۔ 22 فروری کو بیچ لگژری ہوٹل میں جماعت احمدیہ کراچی نے دعوت استقبالیہ دیا، اس میں خطاب فرمایا۔

24ر فروری 1957ء کو دارالصدر میں خدام الاحمدیہ کراچی سے خطاب فرمایا ۔ اسی روز حضور نے خدام الاحمدیہ حلقہ مارٹن روڈ کے دفتر کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد آپ حلقہ لالوکھیت تشریف لے گئے اور خدام کو گھی اور دودھ غرباء میں تقسیم کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ [168] یہ سینٹر مجلس خدام االاحمدیہ کراچی کے کارکن مکرم جلال محمود صاحب کے گھر واقع 4/958 لالوکھیت میں قائم تھا۔ اس موقع پر حضور نے ملحقہ گھر کو بھی عزت بخشی اور کچھ دیر تشریف فرما ہوئے ۔ یہ گھر مکرم خواجہ عبد الرحیم صاحب کا تھا جن کے ایک بیٹے مکرم جمیل احمد بٹ صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے سیکرٹری دعوت الی اللہ ہیں۔ [169]

یکم مارچ 1957ء کو حضور نے ڈرگ روڈ کے احمدی احباب کو شرف ملاقات عطا فرمایا نیز جناب ملک غلام محمد صاحب مرحوم سابق گورنر جنرل پاکستان کی تعزیت کے لئے جناب حسین ملک صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔

2ر مارچ کو حضور نے اپنی قیام گاہ دارالصدر میں محترم شیخ عبد الوہاب صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی اور دوسرے کارکنان کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

3؍مارچ کو صبح مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی اور اس کے بعد جماعت کے تمام افراد کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔

4؍مارچ 1957ء کو حضور کراچی سے واپس تشریف لے گئے۔[168]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا جماعت احمدیہ کراچی سے خطاب

20؍فروری 1957ء کو ساڑھے سات بجے شام ''یوم مصلح موعود'' کی تقریب پر جماعت احمدیہ کراچی نے احمدیہ ہال میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا، جس میں مقامی جماعت کے علاوہ سینکڑوں غیر احمدی معززین بھی شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بصیرت افروز تقریر فرمائی۔[170]

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ الٰہی تقدیر جب دنیا میں کوئی خاص تغیر پیدا کرنا چاہتی ہے تو بنی نوع انسان کی مخالفانہ کوششیں اور تدابیر اس کی مشیت کے پورا ہونے میں کوئی روک پیدا نہیں کر سکتیں اور آخر وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور اس کی بات پوری ہو کر رہتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہی سلوک چلا آ رہا ہے۔ 1908ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ فوت ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بیعت ہوئی تو میری عمر اس وقت 19 سال کی تھی۔ بنانے کو تو جماعت کے بڑے بڑے لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ مگر دوسرے ہی دن انہوں نے آپ کے خلاف منصوبے شروع کر دیئے۔ اس وقت ان لوگوں کی سازشوں اور منصوبوں کا مجھے ہی مقابلہ کرنا پڑا اور 1908ء سے لے کر 1914ء تک یہ جنگ جاری رہی۔

حضرت خلیفہ اوّل کے ہاتھ پر بیعت کر لینے اور ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو جانے کے بعد ان لوگوں میں یہ جرات تو نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ سامنے آ سکیں۔ اس لئے کبھی ''اظہار حقیقت'' کے نام پر اظہار کی بجائے اخفاء سے کام لیا جاتا اور بغیر نام کے ان ٹریکٹوں کو شائع کر کے حضرت خلیفہ اوّل کی مخالفت پر جماعت کو اکسایا جاتا اور کبھی ''پیغام صلح'' کے نام سے جس کو خود حضرت خلیفہ اوّل نے ''پیغام جنگ'' قرار دیا تھا، صلح کی بجائے جنگ کی آگ کو بھڑکایا جاتا۔ گویا جس طرح انہوں نے اپنے ٹریکٹوں کا نام اظہار حقیقت رکھا، مگر درحقیقت ان میں اخفاء حقیقت ہوتا۔ اسی

طرح انہوں نے اپنے اخبار کا نام ''پیغام صلح'' رکھا، مگر درحقیقت وہ پیغام جنگ تھا۔ یہ لڑائی 1908ء سے شروع ہوکر 1914ء تک جاری رہی۔

1914ء میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت جب حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہوئی اور جماعت کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں آئی تو چاروں طرف سے آوازیں آنی شروع ہوگئیں کہ ایک بچہ کو خلیفہ بنا دیا گیا ہے اب یہ جماعت تباہ ہو جائے گی۔مگر واقعات نے بتا دیا کہ گو ایک بچہ کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور آئی مگر ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' اس بچہ کے خلیفہ بنتے ہی دوسرے سال دنیا کے تمام غیر ملکوں میں (دعوت الی اللہ کے) مشن جانے شروع ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی وہ پیشگوئی پوری ہونے لگی کہ میں اس لڑکے کے ذریعے تیرا نام پہنچاؤں گا۔ چنانچہ پہلا مشن سیلون گیا۔ پھر ماریشس بھیجا۔ کچھ عرصہ بعد انڈونیشیا میں ہمارا مشن قائم ہوا۔ پھر افریقہ میں مشن بھیجا گیا۔ اس کے بعد یورپ اور امریکہ میں ہمارے (دعوت الی اللہ کے) مشن قائم ہوئے۔ چنانچہ اس وقت ہمارے دوسو کے قریب (مربیّ) غیر ممالک میں (دینِ حق) اور احمدیت کی (دعوت) دے رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کر رہے ہیں ۔مگر جماعت مطمئن ہوگئی کہ ہماری بنیادیں مضبوط ہوگئی ہیں۔تو پھر خدا نے ایک فتنہ پیدا کر کے بتا دیا کہ میری مدد سے ہی سب کچھ ہوا تھا اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا میری مدد سے ہی ہوگا۔ چنانچہ وہی شخص جس کی خلافت کے استحکام کے لئے میں نے اپنی بلوغت اور جوانی کا زمانہ خرچ کیا تھا۔اس کے بیٹے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب پھل پک گیا ہے۔ ہم اس پھل کو کھائیں گے۔مگر وہ پھل خدا تعالیٰ کے باغ کا ہوگا۔ وہ وہی کھا سکتا ہے جس کو وہ خود کھلانا چاہے ۔کوئی دوسرا شخص اسے نہیں کھا سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کی چیز ہے اور وہی حق رکھتا ہے کہ وہ جس کو چاہے دے۔ وہ جس کو اپنے باغ کا پھل دے دیتا ہے۔ دنیا کا کوئی شخص اس سے وہ پھل چھین نہیں سکتا اور جس کو وہ پھل نہیں دینا چاہتا۔ دنیا کا کوئی شخص اس پھل کو حاصل نہیں کر سکتا۔

میں نے بتایا کہ میری خلافت کی ابتداء سے ہی بیرونی ملکوں میں (دعوت الی اللہ) مشن جانے شروع ہو گئے تھے۔لیکن ان لوگوں کی مخالفت پر ایک سال گزر گیا ہے۔ یہ غیر ملک چھوڑ کر ایک چھوٹے سے چھوٹا گاؤں ہی دکھا دیں جس میں انہوں نے اپنا مشن قائم کیا ہو۔صرف پکی پکائی کھانے کا شوق ہے جو ان لوگوں کے عمل سے ظاہر ہوا۔لیکن بات وہی ہو رہی ہے جو خدا

نے چاہی تھی اور جو خدا کے منشاء کے ماتحت دنیا میں قائم کی گئی ہے۔

اس پیشگوئی کے متعلق ربوہ میں جب بھی مجھ سے علماء نے پوچھا، میں نے ان سے یہی کہا کہ تم سارے جھگڑے جانے دو۔تم پیغامیوں سے صرف یہ پوچھو کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں کسی بیٹے کی خبر تھی یا نہیں۔ یہ بحث نہ کرو کہ میری تھی یا کسی اور کی۔تم صرف یہ پوچھو کہ آیا کسی بیٹے کی خبر دی گئی تھی یا نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر کیا تمہارے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی بھی بیٹا ہے؟ اگر اس بیٹے سے جسمانی بیٹا مراد لو تو حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی بھی بیٹا تم سے نہیں ملا۔تو ان کی بھی اسی طرف اکثریت ہے۔آخر حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کے کوئی معنی تو کرنے پڑیں گے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ اس سے جسمانی بیٹا مراد ہے اور وہ فلاں نہیں بلکہ فلاں بیٹا ہے۔اگر اسی صورت میں بھی کسی نہ کسی کو اس پیشگوئی کا مصداق ماننا پڑے گا۔پس ہم کہتے ہیں کہ اگر ظاہری بیٹوں سے کوئی بیٹا مراد ہے تو تم کوئی بیٹا ہی مان لو۔مگر وہ سارے کے سارے جماعت مبائعین میں ہی شامل ہیں۔تمہارے ساتھ ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا وہ بیٹا جو آپ کی زندگی میں آپ پر ایمان نہیں لایا تھا وہ بھی حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد مبائعین میں ہی شامل ہوا۔ اور اگر کہو کہ اس سے روحانی بیٹے مراد ہیں تو تم یہ دیکھو کہ ان روحانی بیٹوں کی اکثریت کس طرف ہے۔ایک دو تو نہیں ہو سکتے ۔ لازماً ہمیں یہی دیکھنا پڑے گا کہ جو لوگ شروع میں حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے ان کی اکثریت کس طرف ہے۔سو وہ اکثریت بھی جماعت مبائعین کو ہی حاصل ہے۔ چنانچہ ان کی شدید مخالفت اور بڑے بڑے آدمیوں کے رعب اور اثر کے باوجود اکثر لوگ اِسی طرف آئے اور پھر ہمیشہ خدا تعالیٰ نے ہماری ہی تائید فرمائی۔ چنانچہ جب یہ فتنہ اٹھا تو مَری میں ایک کرنیل مجھے ملنے کے لئے آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ 1953ء میں جو فسادات ہوئے تھے، انہی فسادات کے پھر آثار پیدا ہو رہے ہیں۔مگر اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کریگی۔ کیونکہ فوج مارشل لاء کی وجہ سے بدنام ہو چکی ہے۔اس لئے آپ ابھی سے کوئی تدبیر سوچ لیں۔ میں نے انہیں ہنس کر کہا کہ اس وقت ہم نے کونسی تدبیر کر لی تھی۔ اس وقت بھی خدا نے ہی تدبیر کی تھی۔ اب بھی وہ ہی کرے گا۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ فیتھ از بلائنڈ (Faith is blind) یعنی ایمان اندھا ہوتا ہے۔ چونکہ آپ کے دل میں ایمان اور یقین ہے اس لئے آپ سمجھتے ہیں کہ اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ آپ کے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی

سامان پیدا کر دے گا۔ اس کے کچھ دنوں بعد یو پی کے ایک دوست نے مجھے لکھا کہ فلاں کرنیل صاحب جو آپ سے بھی ملنے کے لئے گئے تھے، ان سے میں ملا تو انہوں نے اس فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک چھوٹی سی بات کو انہوں نے بہت بڑھا دیا ہے۔ اللہ رکھا کی بھلا حیثیت ہی کیا ہے ۔ وہ ایک بے حقیقت شخص ہے ۔مگر آپ نے اس کی تردید کر کے اسے بلا ضرورت شہرت دے دی ہے۔ اگر آپ اس کی تردید نہ کرتے اور اس چھوٹی سی بات کو نہ بڑھاتے تو اچھا ہوتا۔

میں نے انہیں لکھا کہ میری طرف سے آپ کرنیل صاحب کو کہہ دیجئے کہ ابھی چند ہفتے ہوئے آپ میرے پاس آئے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی تدبیر کر لیں۔ کیونکہ پھر 1953ء والے فسادات کے آثار پیدا ہو رہے ہیں ۔ اس پر میں نے تدبیر کرنی شروع کی تو آپ کہتے ہیں میں نے ایک چھوٹی سی بات کو بڑھا دیا ہے۔ انہوں نے مجھے جواب میں لکھا کہ آپ کا خط آنے پر میں اس دوست کو ملا تھا اور آپ کے جواب کا ان سے ذکر کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اب مجھے اپنی غلطی محسوس ہو گئی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے ان سے یہ بات کہی تھی ۔ اس کے بعد اللہ رکھا کے متعلق انہوں نے اعلان کیا تو میں نے سمجھا کہ انہوں نے یہ اعلان کر کے غلطی کی ہے۔مگر جب میں نے دیکھا کہ لاہور کے تمام اخبارات اور پیغامی اس کی تائید میں کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے سمجھا کہ اس سے زیادہ عقلمندی اور کوئی نہیں تھی کہ انہوں نے وقت پر اس شرارت کو بھانپ لیا اور اس فتنہ کو بے نقاب کر دیا۔ اب میری طرف سے انہیں خط لکھ دیں کہ میں اپنی غلطی کو مان گیا ہوں۔ درحقیقت آپ نے وہی بات کی تھی جو میں آپ کو کہہ آیا تھا، مگر بجائے اس کے کہ میں خوش ہوتا میں نے الٹا اعتراض کر دیا۔

غرض یہ اللہ تعالیٰ کا کام تھا کہ اس نے میرے ہاتھ سے اس فتنہ کو بے نقاب کر دیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ میں بھی یہ سمجھ لیتا کہ یہ ایک حقیر چپڑاسی ہے، اس کی کسی بات کو کیا اہمیت دینی ہے۔مگر بعد میں جب دوستوں کی طرف سے خطوں پر خط آنے شروع ہوئے اور سینکڑوں گواہیاں ملنی شروع ہوئیں اور جماعت کے لوگوں نے ان کے خطوط پکڑ پکڑ کر مجھے بھجوانے شروع کر دیئے تو پھر پتہ لگا کہ اللہ رکھا کے پیچھے کیا چیز تھی۔ چنانچہ آج ہی ایک رسالہ ملا ہے جو ان منافقین کی تائید میں غزنویوں کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جب جماعت احمدیہ بہت تھوڑی سی تھی کیا کر لیا تھا جو آج کر لیں گے۔ جبکہ ہماری

جماعت اُس وقت سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ عبدالحق غزنوی کو امرتسر کے بازاروں میں چلتا ہوا دیکھو تو تمہیں معلوم ہو کہ اس کی کیا حیثیت ہے اور پھر قادیان میں آ کر دیکھو کہ یہاں کس قدر رجوع خلائق ہے اور کتنا ارادتمندوں کا لشکر یہاں ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے۔تو جب حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جب آپ کے ساتھ صرف چند آدمی تھے،غزنوی خاندان جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔تو اب جبکہ جماعت اس وقت ہزاروں گنا زیادہ ہے یہ لوگ اسے کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ کے ساتھ خدا ہے اور وہ ہمیشہ ہماری جماعت کی تائید کرتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ 1953ء میں جب فسادات ہوئے اور جماعت کو مٹانے کے لئے حملہ کیا گیا تو میں نے اس وقت اعلان کیا کہ اے دوستو گھبراؤ نہیں ، بے شک فتنہ بڑا ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا آ رہا ہے،نہیں وہ دوڑتا چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ معاً بعد لاہور میں مارشل لاء نافذ ہو گیا اور امن قائم ہو گیا۔

پس ہمارا کام شروع سے خدا تعالیٰ کے سپرد ہے اور وہی آئندہ بھی اپنی مدد کو جاری رکھے گا اور دشمنوں کے حملوں کو ناکام کرے گا۔ وہ خدائے قادر ہے اور جب وہ اپنی قدرت نمائی پر آتا ہے تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس قدرت نمائی کو روک نہیں سکتی۔ ہمارا کام شروع سے یہی رہا ہے کہ مخالف کے سامنے ہم اپنی زبان بند کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ اے خدا جماعت کو تُو نے ترقی دیتے دیتے اس مقام پر پہنچایا ہے کہ اب وہ دنیا کے اکثر ممالک میں پھیل چکی ہے۔مگر ابھی اس کی آئندہ ترقی کے متعلق تیرے بہت بڑے وعدے باقی ہیں جن کے پورا ہونے کا ہم انتظار کر رہے ہیں ۔ وہ پیشگوئیاں ہم نے اپنے پاس سے بنا کر حضرت مسیح موعودؑ کے کان میں نہیں ڈالیں ۔ بلکہ اے خدا! تو نے ہی اس پر الہاماً نازل کی تھیں اور اس نے ان پیشگوئیوں کا دنیا میں اعلان کیا تھا۔ وہ تیرا ایک راستباز بندہ تھا۔اگر وہ پیشگوئیاں غلط ہوئیں تو اے خدا! مسیح موعودؑ کا کچھ نہیں بگڑتا ہے جو کچھ بگڑتا ہے وہ تیرا بگڑتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ خدائے زمین و آسمان بھی نعوذ باللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ کیونکہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا تھا اور اس نے ان سے جو کچھ کہا وہ جھوٹ ثابت ہوا۔ اور چونکہ خدا کو اپنی عزت کا پاس ہے وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگ اسے کاذب اور مفتری کہیں۔انسان اگر جھوٹ بولتا ہے تو مجبوری سے بولتا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر

میں جھوٹ نہ بولتا تو کیا کرتا۔ جھوٹ بولے بغیر میں فلاں کام نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبوری نہیں۔ قیامت کے دن اگر جھوٹ بولنے پر اللہ تعالیٰ کسی کو سزا دے گا تو وہ کہہ سکتا ہے کہ خدایا میں مجبور تھا میں نے اپنے حالات سے مجبور ہو کر جھوٹ بولا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے لئے ایسی کوئی مجبوری نہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ کے وعدے پورے نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ پر زیادہ الزام عائد ہوتا ہے اور وہ تو چھوٹے سے چھوٹا الزام بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ میری عظمت اور میری توحید اور میر تفرید دنیا میں قائم ہو اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے سوائے جماعت احمدیہ کے دنیا میں اور کوئی جماعت کام نہیں کر رہی۔ لوگوں کے پاس مال بھی ہے ان کے پاس طاقت بھی ہے اُن کے پاس ذرائع اور اسباب بھی ہیں ان کے پاس حکومت بھی ہے۔ لیکن کوئی نہیں جو خدا کے نام کو بلند کر رہا ہو اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہا ہو۔ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے افراد غریب ہوتے ہوئے کنگال ہوتے ہوئے کمزور اور نا طاقت ہوتے ہوئے جو کچھ بچتا ہے، خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے دے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے بچوں کے بچے ہوئے ٹکڑے بھی وہ خدا تعالیٰ کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر کمزور اور ناطاقت اور غریب اور کنگال ہوتے ہوئے وہ خدا کے لئے ایسی قربانی کرتے ہیں تو کیا خدا نعوذ باللہ ایسا بے غیرت ہے جو انہیں ذلت میں چھوڑ کر اپنے عرش پر جا بیٹھے گا۔ کیا کسی انسان کی عقل میں یہ بات آ سکتی ہے کہ خدا بے غیرت ہو۔ جس طرح یہ بات کسی انسانی عقل میں نہیں آ سکتی کہ خد بے غیرت ہو اسی طرح یہ بھی کسی انسانی عقل میں نہیں آ سکتا کہ دین کی ایسی خدمت کرنے والے لوگوں کو چھوڑ کر وہ آسمان پر چلا جائیگا اور وہ اس وقت تک آسمان پر نہیں جائیگا، جب تک وہ ان کو تخت پر نہ بٹھا دے اور ان کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں اشاعت (دینِ حق) نہ ہو جائے اور ان کے دشمنوں کو ان کے دروازوں پر نہ لے آئے۔ جب وہ وقت آئے گا کہ احمدیت دنیا میں چاروں طرف پھیل جائے گی اور احمدیوں میں اتنا زور پیدا ہو جائے گا کہ وہ اپنے بل اور طاقت پر (دینِ حق) کو پھیلا سکیں، اس وقت ممکن ہے کہ خدا کہے کہ چند روز تم بھی کھیل کھیل لو۔ لیکن جب تک وہ وقت نہیں آتا اللہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ اور وہ تمہیں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چھوڑے گا۔

پس یقین رکھو کہ جب تک تم ان باتوں پر قائم رہو گے اور دین کے لئے قربانیوں کرتے

چلے جاؤ گے کوئی شخص تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔ اور اگر کوئی شخص تم پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے گا تو خدا کے فرشتے تمہارے دائیں بھی ہونگے اور بائیں بھی ہونگے اور آگے بھی ہونگے اور پیچھے بھی ہونگے۔ جو کچھ مدینہ کے انصار نے بدر کے موقعہ پر کہا تھا وہی خدا کے فرشتے تم سے کہیں گے۔ جس طرح انہوں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ اسی طرح جبریلؑ اور اس کے ساتھی تم سے کہیں گے۔ کہ اے خدا کے دین کے خدمت کرنے والو! ہم تمہارے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن تم تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فرشتے کبھی نہیں مر سکتے۔ اس لئے دشمن بھی کبھی تم تک نہیں پہنچ سکتا۔ صحابہ مر سکتے تھے اور وہ دشمن کے حملہ سے غافل بھی ہو سکتے تھے۔ چنانچہ احد کی جنگ میں دشمن ان کو نقصان پہنچاتے ہوئے آگے نکل آیا مگر تمہارے لئے وہ زمانہ نہیں آسکتا۔ تم ہمیشہ خدا تعالیٰ کی گود میں رہو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہاری حفاظت کرتے رہیں گے۔ اور (دینِ حق) کی اشاعت ہمیشہ تمہارے ہاتھوں سے ہوتی رہے گی اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا اور ترقی کرتا چلا جائے گا اور تمہاری طاقت اور عزت اور شہرت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ تم ساری دنیا میں پھیل جاؤ گے۔ اور وہ لوگ جو آج تم پر اعتراض کرتے ہیں اور تمہیں حقیر اور ذلیل قرار دیتے ہیں۔ وہ اس وقت جب کہ تم دنیا میں غالب ہو گے تم سے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنی عزت اور شہرت میں سے کچھ حصہ دو۔ اس وقت تمہیں ذلیل سمجھنے والا تمہاری گداگری کرے گا اور تم پر ظلم کرنے والا تمہارے رحم کا طالب ہوگا اور تمہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھنے والا تمہاری عزت کا اقرار کرے گا اور اپنے گزشتہ فعل پر شرمندہ اور نادم ہوگا۔ یہ خدا کی تقدیر ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔

قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

پس خدا تعالیٰ پر ایمان رکھو اور یقین رکھو کہ تم دنیا پر غالب آنے والے ہو۔ بے شک تم اس وقت کمزور اور ناطاقت سمجھے جاتے ہو مگر وہ دن زیادہ دور نہیں کہ خدا کی رحمت نئی نئی شکلوں میں ظاہر ہوگی اور تمہیں اس کی قدرت کے وہ نمونے دکھائے گی۔ جو تمہارے وہم اور گمان میں بھی

نہیں ہیں۔

بدقسمت ہے وہ انسان جو مایوس ہو جاتا اور مشکلات کے وقت ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے ایسا انسان خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی حصہ نہیں پاسکتا۔ اس کی رحمت سے حصہ پانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی مدد پر کامل یقین اور بھروسہ رکھے۔ بیشک تمام کام خدا تعالیٰ کی مدد سے ہی سرانجام پاتے ہیں۔مگر وہ یہ بھی دیکھنا چاہتا ہے کہ میرا بندہ کتنا صبر کرتا ہے۔پھر یکدم اس کی رحمت کے ایسے دروازے کھلتے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ رحمتیں اور برکتیں تو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور اس کی رحمتیں آ رہی ہیں تم ان دنوں کا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مصیبتوں کی رسیاں کاٹ ڈالے گا اور وہ چیزیں جن کو تم حاصل نہیں کر سکتے ان کو خدا آپ تمہارے لیے مہیا کر دے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ابھی ایسا ہو جائیگا یا ایک گھنٹہ کے بعد یا ایک دن کے بعد یا ایک ہفتہ کے بعد یا دو ہفتہ کے بعد یا ایک مہینہ کے بعد یا دومہینہ کے بعد ایسا ہو جائے گا۔مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آسمان ٹل سکتا ہے، زمین ٹل سکتی ہے، سورج ٹل سکتا ہے، چاند ٹل سکتا ہے، ستارے ٹل سکتے ہیں، دنیا ادھر سے اُدھر ہوسکتی ہے۔مگر خدا کا یہ وعدہ کبھی نہیں ٹل سکتا کہ وہ تمہیں ایسی برکتیں دے گا اور تم پر اپنے ایسے انعام نازل کرے گا کہ دشمن سے دشمن بھی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوگا کہ تم ایک مبارک وجود ہو۔ اور وہ لوگ (جو) آج تم پر ہنسی کرتے ہیں کل شرمندہ ہوں گے اور تم سے معافیاں مانگیں گے۔ آج تو وہ کہتے ہیں کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہو مگر کل یہی لوگ کہیں گے کہ آپ (دینِ حق) کے بہت بڑے خدمت گزار ہیں۔ آپ لوگ ہمارے ساتھ وہی سلوک کریں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں سے کیا تھا اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی اس وقت غرور میں نہیں آ ؤ گے تکبر میں مبتلا نہیں ہوگے۔ بلکہ تم انہیں بھائیوں کی طرح اپنے سینہ سے لگاؤ گے اور کہو گے کہ جو سبق اس نے ہم کو دیا تھا وہ ہم کو اچھی طرح یاد ہے مگر تم اس سبق کو بھول گئے اور تم ہمارے متعلق یہ کہتے ہو کہ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور آپؐ کے غلام تھے۔تم وہ کام کرتے رہے جو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے کیا مگر ہم وہ کام کریں گے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں نے کیا اور عفو اور محبت اور پیار کا سلوک اپنے دشمنوں سے کریں گے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ سب دوست میرے ساتھ دعا میں شریک ہوں۔ 171

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خدام الاحمدیہ کراچی سے خطاب

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک اہم اجلاس 24رفروری 1957ء کو ''دارالصدر'' واقع ہاؤسنگ سوسائٹی میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی ازراہ کرم و ذرہ نوازی اس اجلاس میں شرکت فرمائی۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم چوہدری عبدالمجید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مجلس کی کارگزاری کے متعلق رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خدام الاحمدیہ کراچی سے جو خطاب فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا:

''جو رپورٹ اس وقت قائد صاحب نے پڑھی ہے، اس میں انہوں نے نوجوانوں کی اصلاح کے جو ذرائع اور طریق بیان کئے ہیں، میرے نزدیک مرکز کو چاہیئے کہ وہ ان سے دوسری مجالس کو بھی آگاہ کرے۔ بہت سی مجالس ایسی ہوتی ہیں جو حیران ہوتی ہیں کہ ہم اصلاح کے کیا طریق اختیار کریں۔ ان کو یہ بتانا کہ ہم نوجوانوں کی اصلاح کے لئے کیا کیا ذرائع اختیار کر سکتے ہیں ایک مفید بات ہے۔ انہوں نے جو طریق اس وقت بیان کئے ہیں وہ سب کے سب مفید ہیں۔لیکن اس کے علاوہ انہیں ایک اور طریق بھی اختیار کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کمزور خدام کو دعاؤں کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی اچھا ہے مگر میرے نزدیک انہیں کمزور خدام کی اصلاح کے لئے ایک یہ طریق بھی اختیار کرنا چاہیئے کہ چند جوشیلے خدام مل کر ان کے گھروں پر جائیں اور انہیں کہیں کہ آؤ مل کر دعا کریں کہ ہم میں جو کمزور ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو کمزور اس دعا میں ان کے ساتھ شامل ہو جائے گا وہ اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرے گا۔ پس ہمیشہ کمزوروں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو کہو کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ اس طرح آہستہ آہستہ خود ان کا اپنا نفس نصیحت کرنا شروع کر دے گا۔ پھر جب آپ لوگ انہی کمزور خدام سے کہیں گے کہ آؤ اب ہمارے ساتھ مل کر دوسرے خدام کے گھروں پر چلو تا کہ ہم ان کے لئے بھی دعا کریں تو سب سے پہلے ان کو بھی اپنی اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور اس طرح پہلے سے کام بہتر ہو جائے گا۔''[172]

مجلس کراچی کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مبارک تحریریں

1957ء کے دورہ کراچی کے موقع پر قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کی درخواست پر حضور نے اپنے قلم مبارک سے مندرجہ ذیل تحریر مجلس کراچی کو عنایت فرمائی:

''اپنے فرائض کو سمجھو اور اپنی زندگی پر غور کرتے رہو کہ وہ نہایت محدود ہے لیکن کام جو آپ لوگوں کے سپرد کیا گیا ہے، ہزاروں سال کا ہے لیکن اسے ستر اسی سال میں ختم نہ کیا گیا تو اس کا پورا ہونا یا تو ناممکن ہو جائے گا یا جتنی بھی فتح حاصل کی گئی ہے بیکار اور ضائع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس دن سے محفوظ رکھے آمین۔''

.... خاکسار

دستخط **مرزامحمود احمد**

24رفروری 1957ء کو حضور نے حلقہ مارٹن روڈ کراچی کا معائنہ فرمایا اور مکرم مرزا نذیر احمد صاحب زعیم حلقہ کی درخواست پر حسب ذیل تحریر رقم فرمائی:

''مجھے بتایا گیا ہے کہ اس حلقہ کے خدام نے غرباء کی خدمت میں بہت حصہ لیا ہے میں نے بھی سامان خصوصاً گھی پگھلاتے ہوئے دیکھا ہے جو بعد میں تقسیم کیا جائے گا۔ محنت اور نفاست قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ خدمت کی توفیق دے اور اخلاص اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی تڑپ دل میں پیدا کردے۔''

خاکسار

دستخط **مرزامحمود احمد**[173]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پیغام کارکنان مال جماعت احمدیہ کراچی کیلئے

حضور اقدس نے 20رفروری 1957ء تا 4راپریل 1957ء کراچی میں اپنے قیام کے دوران 3رمارچ 1957ء کو اپنی قیام گاہ دارالصدر میں کارکنان شعبہ مال جماعت احمدیہ کراچی کو شرفِ ملاقات بخشا۔ اس مبارک موقع پر حضور نے از راہ شفقت کارکنان کی درخواست پر حسب ذیل پیغام مرحمت فرمایا:

''برادران! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ جب تاریخ میں حضرت خالدؓاور سعدؓاور عمروؓبن معدی کرب اور ضرارؓ کے کارنامے پڑھتے ہونگے تو آپ کے دل میں خواہش ہوتی ہوگی کہ کاش ہم بھی اس زمانے میں ہوتے اور خدمت کرتے ۔مگر اس وقت آپ کو بھول جاتا ہے کہ '' ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد'' ۔اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جہاد بالسیف کی جگہ جہاد (دعوت الی اللہ) اور جہاد بالنفس کا دروازہ کھولا ہے اور (دعوت الی اللہ) ہو نہیں سکتی جب تک روپیہ نہ ہو کیونکہ تنظیم بغیر روپے کے نہیں ہوسکتی ۔ پس آپ لوگ اس زمانے کے مجاہد ہیں اور وہی ثواب جو پہلوں کو ملا آپ کو مل سکتا ہے اور مل رہا ہے ۔ پس اپنے کام کو خوش اسلوبی سے کریں اور دوسروں کو سمجھائیں تا کہ آپ سب لوگ مجاہد فی سبیل اللہ ہو جائیں ۔آمین

....

دستخط مرزا محمود احمد 174

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زبان مبارک سے جماعت احمدیہ کراچی کی تعریف

جماعت کراچی کے لئے ایک کلرک رکھنے کے لئے بارہ صد روپیہ سالانہ کا مطالبہ سب کمیٹی کی سفارش سے مجلس شوریٰ ربوہ1957ء میں پیش ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کراچی کی تنظیم کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ:

'' میں دوستوں کو اس موقعہ پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جماعت کراچی نے اپنے چندہ کو آہستہ آہستہ زیادہ کر لیا ہے کہ اب وہ غالباً سارے بجٹ کا 1/6 حصہ دیتے ہیں۔ اس لئے اگر اسے اور منظّم کیا جائے گا تو نقصان کی بجائے فائدہ ہی ہوگا۔ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اور ترقی دے اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالے تو اس کا چندہ کل بجٹ کے تیسرے حصہ یا نصف پر آ جائے اور وہ کل چندہ عام کا 1/6 دیتے ہیں اور چندہ جلسہ سالانہ کا 1/5 دیتے ہیں گویا اوسطاً قریباً 1/5 آ جاتی ہے۔صرف ایک شہر کا سارے پاکستان کے مقابلہ میں پانچواں حصہ چندہ دینا بتاتا ہے کہ انہوں نے جماعت کی اچھی تنظیم کی ہوئی ہے۔اگر اس تنظیم کو اور بھی مضبوط کر دیا جائے تو چندہ اور بھی بڑھ سکتا ہے ۔ دوسری جماعتوں کو بھی اس جماعت پر رشک کرنا چاہیئے ۔ اگر

وہ بھی اپنے چندے اس حد تک پہنچا دیں تو اس نیک نامی میں وہ بھی شریک ہو جائیں۔سو جہاں تک عقل کام کرتی ہے یہ تجویز درست ہے کہ جماعت کراچی کوایک کلرک دیا جائے تا تنظیم اور بھی مضبوط بنائی جا سکے۔175

جماعت کی زمینوں کی فروخت

جماعت نے وائرلیس گیٹ ملیر کراچی کے ساتھ کارخانے کے قیام کے لئے 126 ایکڑ زمین خریدی تھی۔ یہ زمین بیچنے کا ارادہ ہوا۔کوشش ہوئی لیکن زمین فروخت نہ ہوسکی ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مکرم سلطان احمد طاہر صاحب کے بارے میں فرمایا کہ ان سے پوچھیں ۔اگر ان کو زمین کی (فروخت) کے لئے بھیجا جائے تو کیا کامیابی کی امید ہے۔

مکرم سلطان احمد طاہر صاحب ان دنوں سندھ سنڈیکیٹ میں ملازم تھے اور سندھ کی زمینوں پر کام کر رہے تھے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سندھ کے دورے پر تشریف لائے تو سلطان احمد طاہر صاحب بھی 1954ء میں کراچی آ گئے اور زمین کی فروخت کی کوشش کرتے رہے۔اس دوران انجمن کی ایک اور زمین کا قطعہ بھی فروخت کیا۔ 1957ء میں وائرلیس گیٹ ملیر والی زمین کا سودا ہو گیا۔اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خرابی صحت کی وجہ سے مَری میں مقیم تھے۔مکرم سلطان احمد طاہر صاحب اس سودے کی رپورٹ لے کر مَری گئے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ نے فرمایا کہ جب یہ رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پیش ہوئی تو حضور اس سودے کی خبر سے بہت خوش ہوئے ۔اگر اس قسم کی چند خوشی کی خبریں حضور کومل جائیں تو آپ کی صحت بالکل ٹھیک ہو جائے۔176

مکرم محمود احمد ٹھیکیدار صاحب آف کراچی کے مطابق وہ بھی 126 ایکڑ زمین کے سودے میں شامل تھے۔ یہ زمین آئل مل کے قیام کے لئے خریدی گئی تھی۔آپ کے مطابق یہ زمین 14 آنے گز کے حساب سے فروخت کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا لیکن انھوں نے دو روپے دو آنے میں یہ سودا کروایا۔176-a

کراچی یونیورسٹی میں شعبہ نفسیات کا اجراء

مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب 1954ء سے 1962ء تک کراچی یونیورسٹی سے بطور پروفیسر منسلک رہے اور ایک سال رجسٹرار کراچی یونیورسٹی بھی رہے۔ اس دوران آپ نے کراچی یونیورسٹی میں شعبہ نفسیات کا اجراء کیا اور اس کے چیئرمین بھی رہے۔

سیٹو یونیورسٹی کانفرنس میں شرکت

مکرم قاضی محمد اسلم صاحب آف کراچی نے سیٹو یونیورسٹی کانفرنس میں پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔[177]

معاند احمدیت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بیٹے کی کراچی میں حالت زار

مکرم مولانا شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) فرماتے ہیں کہ:

''آٹھ دس سال کی (یعنی 1956ء یا 1957ء۔ مؤلف) کی بات ہے کہ محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے خاکسار کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک لڑکے کا خط دکھایا جو اُس نے کراچی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لڑکا ہوں، اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میرے باپ کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے جو لکھا تھا کہ

خانہ ات ویران تو در فکرے دگر

یہ بالکل صحیح ہے اور اس کی صحت کا گواہ میں مولوی صاحب موصوف کا بیٹا ہوں۔ میں کراچی میں رہتا ہوں، مارے مارے پھرتا ہوں کوئی مجھے نہیں پوچھتا، لیکن جب احمدیہ ہال میں آتا ہوں تو روٹی مل جاتی ہے۔''

محترم مولانا عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں کہ:

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ خط نہایت عمدہ لکھا ہوا تھا۔ خاکسار کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس خط کا کاتب ظاہری حالات کے لحاظ سے یقیناً اس قابل ہے کہ اگر کسی جگہ کلرکی اختیار کر لے یا بچوں کو پڑھانا شروع کر دے تو پچاس ساٹھ روپے ماہوار با آسانی کما سکتا ہے، مگر خدا تعالیٰ

کی عجیب شان ہے کہ یہ شخص در بدر دھکے کھا رہا ہے۔'' [178]

امتحان رسائل خلافت میں پوزیشن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت پر مورخہ 25 جولائی 1957ء کو حضور کی تقاریر ''خلافت حقہ..........'' اور ''نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر'' کا امتحان لیا گیا۔ جس میں کراچی کی ذیلی تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اراکین نے بھی حصہ لیا۔

لجنہ کے امتحان میں کراچی کی محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ [179]

ادارۃ المصنفین کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قرآن مجید، اس کے ترجمہ اور تفسیر، حدیث، تاریخ احمدیت اور (دینِ حق) کے لٹریچر کی وسیع اشاعت کے لئے 28 نومبر 1957ء کو اس ادارہ کا قیام فرمایا۔

حضور نے مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے کو اس کا صدر مقرر فرمایا۔ مکرم قاضی صاحب اُن دنوں یونیورسٹی آف کراچی میں پروفیسر آف فلاسفی کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ [180]

انتظامی غلطی کا سبق آموز واقعہ

مکرم چوہدری احمد مختار صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود ٹرین سے کراچی پہنچ رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کراچی اطلاع کے مطابق استقبال کے لئے آئی۔ لیکن حضور اس ٹرین پر تشریف نہ لائے۔ کیونکہ حیدر آباد کے ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کی درخواست پر اُن کے ہاں کچھ دیر ٹھہرنا منظور فرما لیا تھا، اور حضور کی بوگی بعد میں روانہ ہونے والی ٹرین سے لگوا دی گئی تھی۔ جماعت کو اس نئے پروگرام کی اطلاع سہواً ڈاکٹر صاحب کی طرف سے نہیں دی گئی تھی۔ حضور جب تشریف لائے تو پیشوائی کے لئے جماعت کا کوئی فرد موجود نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو چونکہ معلوم تھا کہ حضور کے قیام کا انتظام کہاں ہے وہ حضور کے قافلہ کو وہاں لے گئے۔

لیکن حضور بہت ناراض ہوئے اور جملہ انتظام (قیام و طعام جو جماعت کراچی نے ہی بطور مہمان نواز اس جلیل القدر مہمان کا کرنا تھا) اپنے پرائیوٹ سیکرٹری مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور کے سپرد فرمایا۔ حضور کی ناراضگی اور صورتِ حال کا علم ہونے پر محترم چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب بعض دیگر احباب سمیت حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کی تو فرمایا کہ وعدہ کریں کہ آئندہ ایسی غلطی کبھی نہ ہوگی۔ چوہدری صاحب نے عرض کی کہ حضور! غلطیاں تو آئندہ بھی ہونگی۔ حضور مسکرائے اور درگزر فرمایا۔ 181

حوالہ جات باب دوم

1۔ تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 723 تا736
2۔ مکرم سید مسعود احمد بخاری صاحب کی تحریر سے ماخوذ
3۔ احمدیت کی برکات از مکرم مولوی محمد اسماعیل منیر صاحب صفحہ 18
6۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب، مکرم ملک سارنگ خان صاحب، مکرم ظفراللہ خان صاحب اور مکرم ولی داد صاحب کی تحریر سے ماخوذ
7۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کی تحریر سے ماخوذ
8۔ تاریخ خدام الاحمدیہ جلد اول صفحہ 635از الفضل 30/ستمبر 1947ء صفحہ 2
9۔ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 279
10۔ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 31
11۔ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 10 تا12
12۔ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 45
13۔ تحریر محترم محمد اسماعیل صاحب بقاپوری محررہ 18-09-1987ء سے ماخوذ
14۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 195-196
15۔ تاریخ خدام الاحمدیہ جلد اول صفحہ 673-674
16۔ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 385
17۔ تابعین اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 79
18۔ اخبار المصلح کراچی یکم جولائی تا31/جولائی 2000ء صفحہ 6
19۔ کتاب سلسلہ احمدیہ جلد دوم مرتبہ مرزا سلطان احمد صفحہ 339
20۔ المحراب سوونیئر لجنہ کراچی 1989ء صفحہ 117
21۔ مکرم منصور محمد شرما صاحب کی تحریر سے ماخوذ
22۔ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کی تحریر سے ماخوذ

23۔ الفضل 26؍فروری 1948ء صفحہ 6
24۔ مکرم مبارک مصلح الدین صاحب کی تحریر سے ماخوذ
25۔ تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 282 تا 302
26۔ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کی تحریر سے ماخوذ
27۔ تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 460
28۔ ضمیمہ الفضل لاہور 26؍اکتوبر 1948ء صفحہ د
29۔ الفضل 2؍نومبر 1948ء صفحہ ا اور ب
30۔ تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 15 اور 30
31۔ الفضل 25۔19؍اکتوبر 1949ء
32۔ الفضل 24؍جنوری 1950ء صفحہ 6
33۔ کتاب ربوہ۔ دارالہجرۃ از کیپٹن ملک خادم حسین صاحب صفحہ 97
34۔ خطاب مکرم انور محمود خان صاحب بمقام گیسٹ ہاؤس کراچی مورخہ 24؍مئی 2006ء
35۔ الفضل 22؍فروری 1950ء صفحہ 7
36۔ الفضل 4؍مارچ 1950ء صفحہ 6
37۔ الفضل 23؍مارچ 1950ء صفحہ 2
38۔ اخبار المصلح کراچی پہلا شمارہ 15؍جولائی 1950ء
39۔ تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 489
40۔ تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ 193
41۔ مکرم منصور محمد شرما صاحب کی تحریر سے ماخوذ
42۔ اخبار المصلح یکم ستمبر 1950ء صفحہ 2
43۔ اخبار المصلح کراچی 15؍اکتوبر 1950ء
44۔ الفضل 30؍اپریل 1948ء صفحہ 3-4
45۔ الفضل لاہور 4؍ستمبر 1948ء صفحہ 4
46۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کے خط سے ماخوذ

47۔ الفضل 22/ستمبر 1950ء

48۔ الفضل 22/ستمبر 1950ء صفحہ 2

49۔ مکرم ملک منیر احمد صاحب کی تحریر سے ماخوذ

50۔ المصلح کراچی یکم جولائی تا 31/جولائی 2000ء صفحہ 4

51۔ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کی تحریر

52۔ خط مکرم شیخ رحمت اللہ بنام سیکرٹری صاحب مال کراچی محررہ 19.8.1961

53۔ تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 141 تا 135 از الفضل 22/ستمبر 1950ء

54۔ المصلح کراچی 15/اکتوبر 1950ء

55۔ کتاب عبداللہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب صفحہ 406 تا 408

56۔ المصلح 28/اکتوبر 1951

57۔ اخبار المصلح کراچی 26/اکتوبر 1951ء صفحہ 6-7

58۔ المصلح کراچی 11/نومبر 1950ء صفحہ 2

59۔ المصلح کراچی 15/جنوری 1951ء صفحہ 9

60۔ یادوں کے چراغ از محمد ادریس ورک صاحب و محمد زکریا ورک صاحب صفحہ 27 تا 28

61۔ ماہنامہ خالد ربوہ۔ دسمبر 1999ء صفحہ 26 تا 27 بحوالہ الفضل ربوہ 24/اگست 1983ء

62۔ مکرم ملک سارنگ خان صاحب کی تحریر سے ماخوذ

63۔ اخبار المصلح کراچی 15/جنوری تا یکم فروری 1951ء

64۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 14 صفحہ 295

65۔ المصلح 15/جنوری 1951ء

66۔ اخبار المصلح یکم مارچ 1951ء

67۔ المصلح یکم اپریل 1951ء

68۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 15 صفحہ 63، 74

69۔ اخبار المصلح کراچی 7/مارچ 1952ء صفحہ 6

70۔ المصلح یکم اپریل 1951ء

71۔ کتاب عبداللہ صفحہ 125 از الفضل 29/مارچ 1951ء

72۔ کتاب عبداللہ صفحہ 125 تا 126

73۔ اخبار الحکم کراچی 7/مئی 1951ء

74۔ اخبار المصلح یکم جون 1951ء

75۔ المصلح یکم جولائی 1951ء

76۔ المصلح یکم جولائی 1951ء صفحہ 7

77۔ المصلح 23/ستمبر 1951ء صفحہ 6 تا 7

78۔ اخبار المصلح 14/اکتوبر 1951ء

79۔ اخبار المصلح 21/اکتوبر 1951ء

80۔ خط مرکز بنام مکرم اشفاق حسین صاحب

81۔ بہشتی مقبرہ قادیان کی دیوار پر آویزاں فہرست سے ماخوذ

82۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کی تحریر سے ماخوذ

83۔ المصلح کراچی 9/دسمبر 1951ء صفحہ 4

84۔ سیرت حضرت اماں جان مرتبہ احمد طاہر مرزا صفحہ 16 اور 30

85۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 15 صفحہ 120 تا 134

86۔ مکرم منصور محمد شرما صاحب کی تحریر سے ماخوذ

87۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 15 صفحہ 136 تا 139

88۔ الفرقان نومبر 1970ء صفحہ 2 تا 8

89۔ الفرقان ربوہ دسمبر 1970ء صفحہ 28 تا 30

90۔ گمنام و بے ہنر۔ خود نوشت سوانح عمری مکرم محمد سعید احمد صاحب صفحہ 94

91۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 16 صفحہ 187 تا 189 بحوالہ اخبار
The Sind observer کراچی 19/مارچ 1953ء صفحہ 1

92۔ کتاب عبداللہ از مکرم ملک صلاح الدین ایم اے۔ صفحہ 137

93۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 17 صفحہ 194-195

94۔ تحریر مکرم چوہدری احمد مختار صاحب بحوالہ کتاب عبداللہ
95۔ الفضل 28/اپریل 1981ء صفحہ 5
96۔ تاریخ احمدیت۔جلد 16 صفحہ 285 از المصلح کراچی 17/جون 1953ء صفحہ 1
97۔ تاریخ لجنہ جلد دوم صفحہ 431
98۔ ماہنامہ انصاراللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نمبر۔مئی جون جولائی 2009ء صفحہ 504-505
99۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 56 بحوالہ روزنامہ ''المصلح'' کراچی یکم جولائی 1953ء صفحہ 1 اور یکم ستمبر 1953ء صفحہ 1
100۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 70 تا 80
101۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین۔صفحہ الف۔ب
102۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین۔صفحہ 146 تا 170
103۔ ماخوذ از کتاب ''تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین''
104۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 202
105۔ المحراب سوونیئر لجنہ کراچی 1989ء صفحہ 95
106۔ مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب کی تحریر سے ماخوذ
107۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کی تحریر سے ماخوذ
108۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 194
109۔ الفضل 13/جنوری 1996ء صفحہ 5
110۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 275
111۔ خط مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب سے ماخوذ
112۔ اخبار المصلح کراچی 24/جنوری 1954ء صفحہ 1
113۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 216-217
114۔ المصلح کراچی 30/جنوری 1954ء صفحہ 1
115۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 234-235
116۔ الفضل ربوہ 17/مارچ 1954ء صفحہ 2

117۔ کتاب عبداللہ صفحہ 154 اور 163
118۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 416
119۔ الفضل ربوہ 18/ اگست 1954ء صفحہ 8
120۔ الفضل ربوہ 8/ جون 1954ء صفحہ 1
121۔ الفضل یکم نومبر 1955ء صفحہ 1
122۔ ماہنامہ انصار اللہ چوہدری ظفر اللہ خان نمبر۔نومبر، دسمبر 1985ء صفحہ 4
از الفضل 6/ اپریل 1960ء صفحہ 4
123۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 301
124۔ تاریخ احمدیت۔جلد 16 صفحہ 366 تا 370
125۔ مکرم سید علی احمد طارق صاحب کا MTA کراچی کو ریکارڈ شدہ انٹرویو
126۔ الفضل 2/ جولائی 1954ء صفحہ 2
127۔ الفضل ربوہ 25/ اگست 1982ء صفحہ 4 تا 6
128۔ الفضل 15/ اپریل 1984ء صفحہ 3
129۔ خط مکرم حافظ عبد السلام صاحب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی محررہ 11/ ستمبر 1954ء
130۔ ریزولیوشن نمبر 3 معمولی B بر رپورٹ ناظر صاحب بیت المال بر چٹھی حافظ عبد السلام صاحب
مورخہ 7.5.1955
131۔ خط مکرم حافظ عبد السلام صاحب، بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی محررہ 11 ستمبر 1954ء
132۔ تحریر مکرم حافظ عبد السلام صاحب سے ماخوذ
133۔ الفضل 15/ فروری 1955ء صفحہ 3
133.a۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1955ء صفحہ 79-80
134۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 478
135۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 485-486۔بحوالہ الفضل 30/ اپریل 1955ء
136۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 485-487
137۔ تاریخ احمدیت۔جلد 17 صفحہ 491-493 بحوالہ الفضل ربوہ 26/ اپریل 1955 صفحہ 1

138۔ تاریخ احمدیت۔جلد17 صفحہ 493-494 بحوالہ الفضل ربوہ25/جون1955 صفحہ 3
139۔ تاریخ احمدیت۔جلد17 صفحہ 494-495 بحوالہ الفضل ربوہ21/اپریل1955 صفحہ 2
140۔ مکرم محمود احمد راجپوت صاحب سے انٹرویو
141۔ خط مکرم بشیر الدین صاحب سامی محررہ 28/نومبر 1987ء
142۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کی تحریر
143۔ مکرم ملک سارنگ خان صاحب کی تحریر
144۔ تاریخ احمدیت۔جلد9 (پرانی) صفحہ 181-182
145۔ روزنامہ ڈان کراچی 7/اپریل1955ء صفحہ 4
146۔ تاریخ احمدیت۔جلد19 صفحہ 435
147۔ کتاب عبداللہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب صفحہ 175
148۔ تاریخ احمدیت۔جلد17 صفحہ 499
149۔ تاریخ احمدیت۔جلد17 صفحہ 553 تا 555
150۔ تاریخ احمدیت۔جلد17 صفحہ 560 تا 564
151۔ الفضل 10/نومبر 1955ء صفحہ 5
152۔ خالد۔جنوری1956ء صفحہ 46 تا 48
153۔ الفضل 5/اگست1956ء صفحہ 5
154۔ تاریخ احمدیت۔جلد19 صفحہ 39 تا 42
155۔ الفضل 4/اگست1956ء صفحہ 3
156۔ رپورٹ مجلس مشاورت1957ء صفحہ 4
157۔ تاریخ احمدیت۔جلد19 صفحہ 14
158۔ تاریخ احمدیت۔جلد19 صفحہ 19-20
159۔ الفضل 29/اگست1956ء صفحہ 4
160۔ الفضل 2/اگست1956ء صفحہ 6
161۔ الفضل 24/اکتوبر1956ء صفحہ 1

162۔ ڈاکٹر ملک عبدالغنی المعروف اصغر کاشمیری صاحب کی تحریر سے ماخوذ
163۔ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کا خط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
محررہ 14/ اپریل 2003ء سے ماخوذ
164۔ الفضل 18/ مارچ 1956ء صفحہ 1، تاریخ احمدیت۔ جلد 19 صفحہ 350-349
165۔ تاریخ لجنہ جلد دوم صفحہ 429
165.a۔ تاریخ لجنہ جلد دوم صفحہ 432
166۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1957ء
167۔ تاریخ احمدیت۔ جلد 19 صفحہ 189 تا 198
168۔ تاریخ احمدیت جلد 19- صفحہ 430 تا 437
169۔ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کی تحریر سے ماخوذ
170۔ الفضل 8 مارچ 1957ء صفحہ 3
171۔ الفضل 8 مارچ 1957ء صفحہ 1 تا 5
172۔ الفضل 13 مارچ 1957ء صفحہ 3 تا 4
173۔ تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 435-434، الفضل 22 مارچ 1957ء
174۔ اخبار المصلح اپریل 1957ء صفحہ 2
175۔ کتاب عبداللہ صفحہ 200 اور 201
176۔ تحریر مکرم محمد محمود طاہر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ سے ماخوذ
176.a۔ مکرم محمود احمد ٹھیکیدار صاحب سے حاصل کردہ معلومات سے ماخوذ
177۔ الفضل ربوہ 20 دسمبر 1981ء صفحہ 8
178۔ لاہور تاریخ احمدیت از مولانا شیخ عبدالقادر صاحب صفحہ 537
179۔ الفضل 26 ستمبر 1957ء صفحہ نمبر 8 اور 14، الفضل 3 جنوری 1958ء صفحہ نمبر 3
180۔ تاریخ احمدیت جلد نمبر 19 صفحہ نمبر 513
181۔ کتاب عبداللہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب صفحہ نمبر 417 تا 418

باب سوم

(1958ء تا 1967ء)



باب سوم

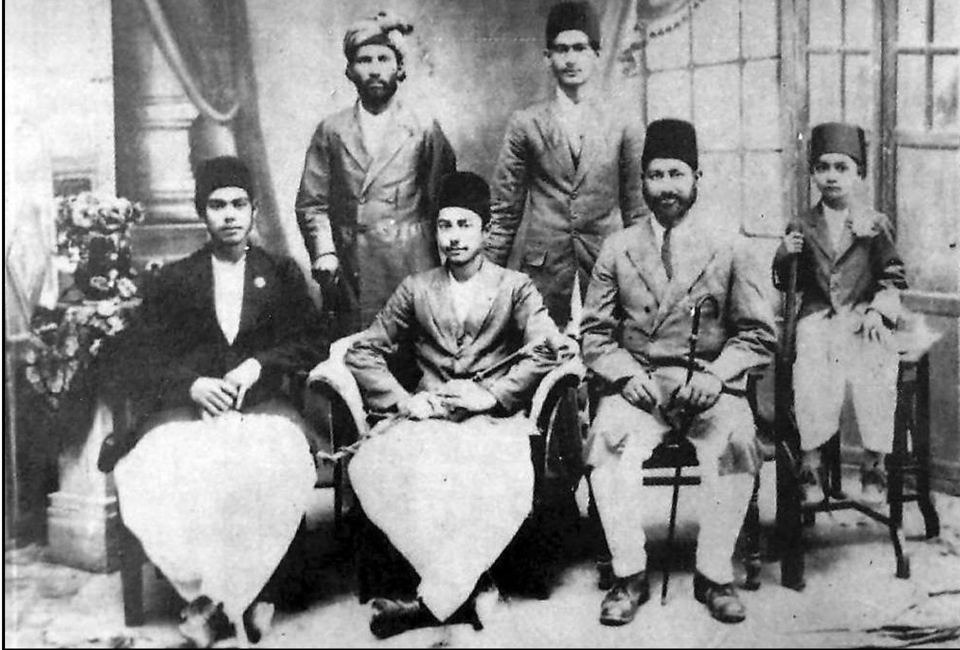
تعلیم و اصلاح کی تحریک میں حصہ

جلسہ سالانہ 1957ء کے موقع پر 27/دسمبر 1957ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر سے قبل حضور کی اجازت سے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے تعلیم و اصلاح مقامی کے لئے یہ تحریک کی تھی کہ احباب جماعت میں سے ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو 25 روپے ماہوار یعنی 300 روپے سالانہ چندہ دیں تا تعلیم اور اصلاح کا کام چلایا جا سکے۔

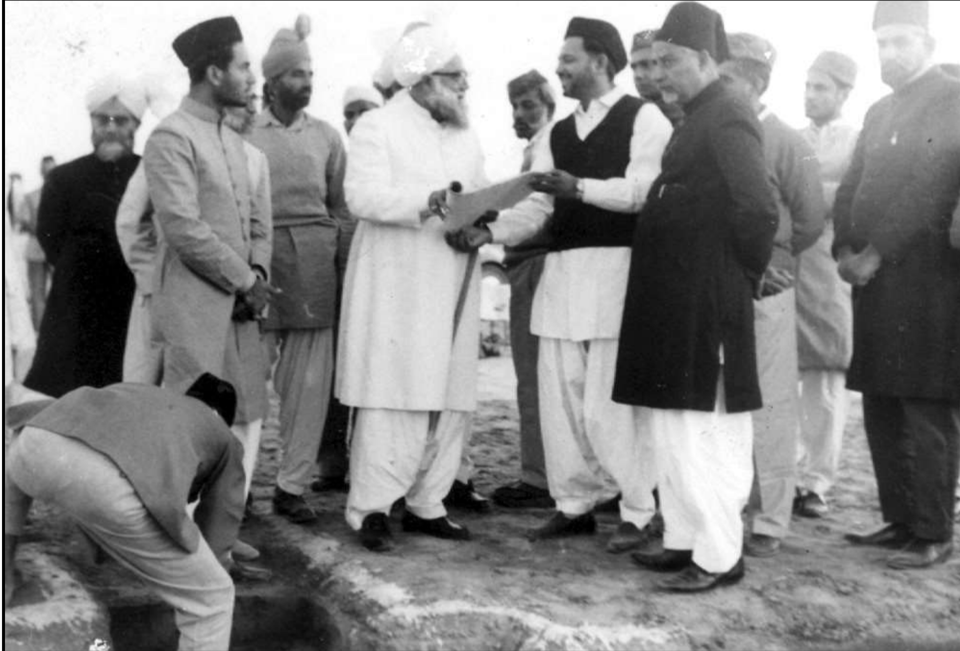
کراچی کے جن احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب
2۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب
3۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب
4۔ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب
5۔ مکرم کرنل عطاء اللہ صاحب
6۔ مکرم چوہدری کرامت اللہ صاحب
7۔ مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب
8۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب
9۔ مکرم میجر شمیم احمد صاحب
10۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب
11۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامٹی صاحب
12۔ مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب
13۔ مکرم عبدالحمید صاحب
14۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
15۔ مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب
16۔ مکرم چوہدری احمد جان صاحب [1]
17۔ مکرم مسعود احمد خورشید صاحب
18۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب رانجھا
19۔ مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب
منجانب مکرم حضرت مولوی شیر علی صاحب [2]

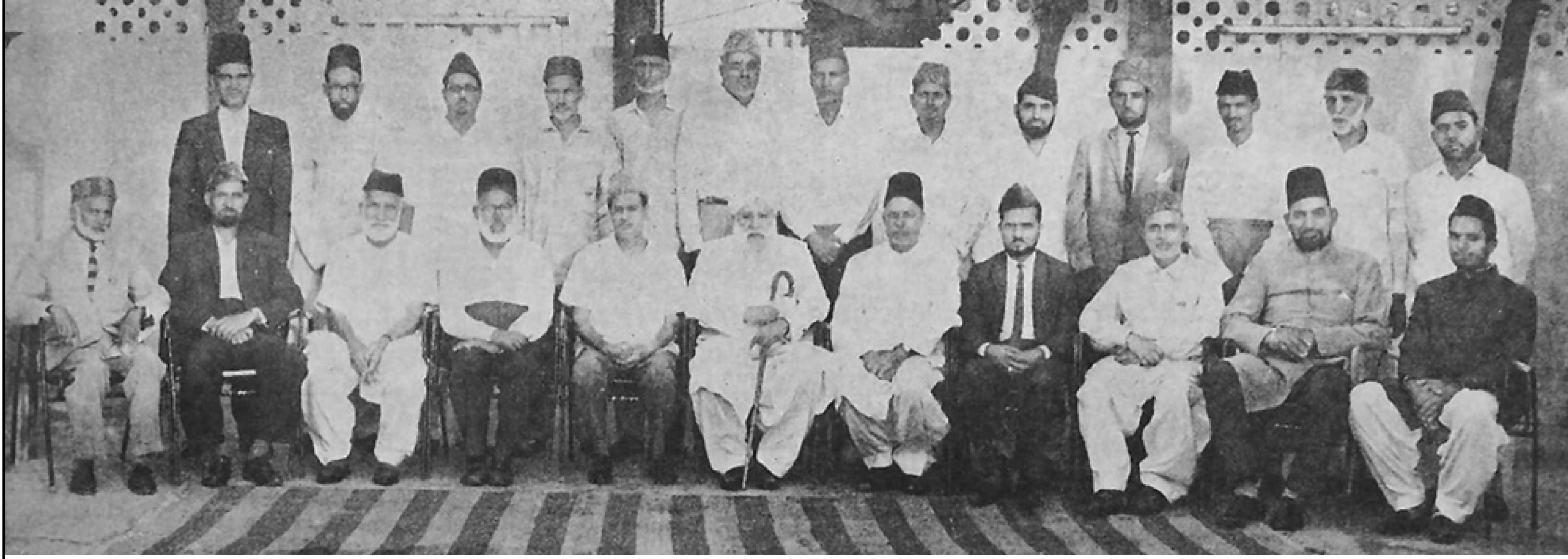
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے احباب کراچی سے شفقت کے انداز



دائیں سے بائیں کرسیوں پر: مکرم شیخ منیر احمد صاحب ابن حضرت شیخ نیاز محمد صاحب، حضرت شیخ نیاز محمد صاحب،
حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (زمانۂ طالب علمی میں کراچی میں) مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
کھڑے ہوئے: مکرم صاحبزادہ مرزا سعید احمد صاحب، مکرم نیک محمد غزنوی صاحب



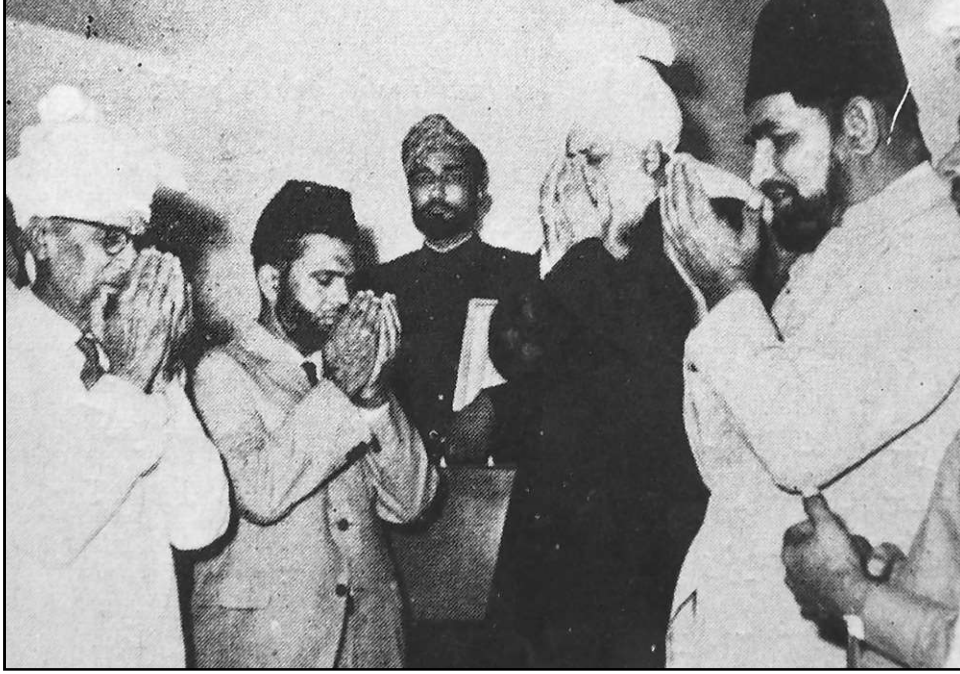
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1966ء میں بیت النصرت دستگیر کراچی کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں



اراکین مجلس عاملہ 67-1966ء جماعت احمدیہ کراچی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ

(دائیں سے بائیں) کرسیوں پر: 1۔مولانا محمد اجمل شاہد صاحب 2۔مولانا عبدالمالک خاں صاحب 3۔مولوی عبدالمجید صاحب 4۔چوہدری عبدالمجید صاحب 5۔چوہدری احمد مختار صاحب (امیر جماعت احمدیہ کراچی)
6۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 7۔میجر شمیم احمد صاحب 8۔شیخ خلیل الرحمٰن صاحب 9۔محمد شفیع خاں صاحب 10۔چوہدری فیض عالم چنگوی صاحب 11۔سردار محمد بشیر احمد صاحب

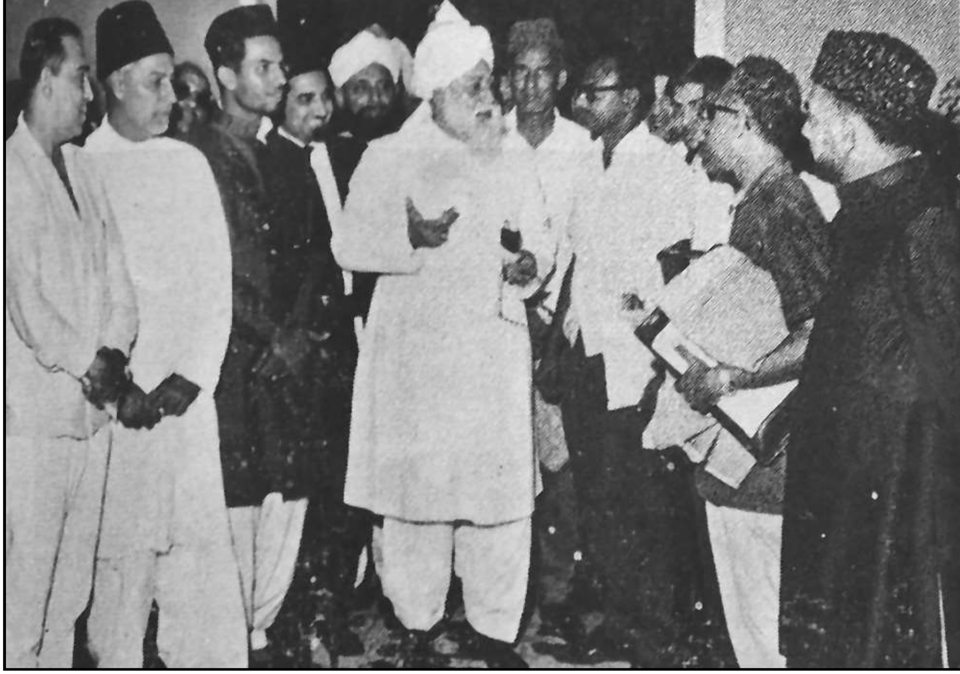
(دائیں سے بائیں) کھڑے ہوئے: 1۔ملک مبارک احمد صاحب 2۔سید محمد یوسف شاہ صاحب 3۔بشیر الدین عباسی صاحب 4۔عبدالرحیم مدہوش رحمانی صاحب 5۔مسعود احمد خورشید صاحب
6۔چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب 7۔آفتاب احمد بسمل صاحب 8۔مرزا عبدالرحمٰن صاحب 9۔نذیر احمد سیالکوٹی صاحب 10۔چوہدری احمد جان صاحب 11۔چوہدری شریف احمد کانپوری صاحب 12۔مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب



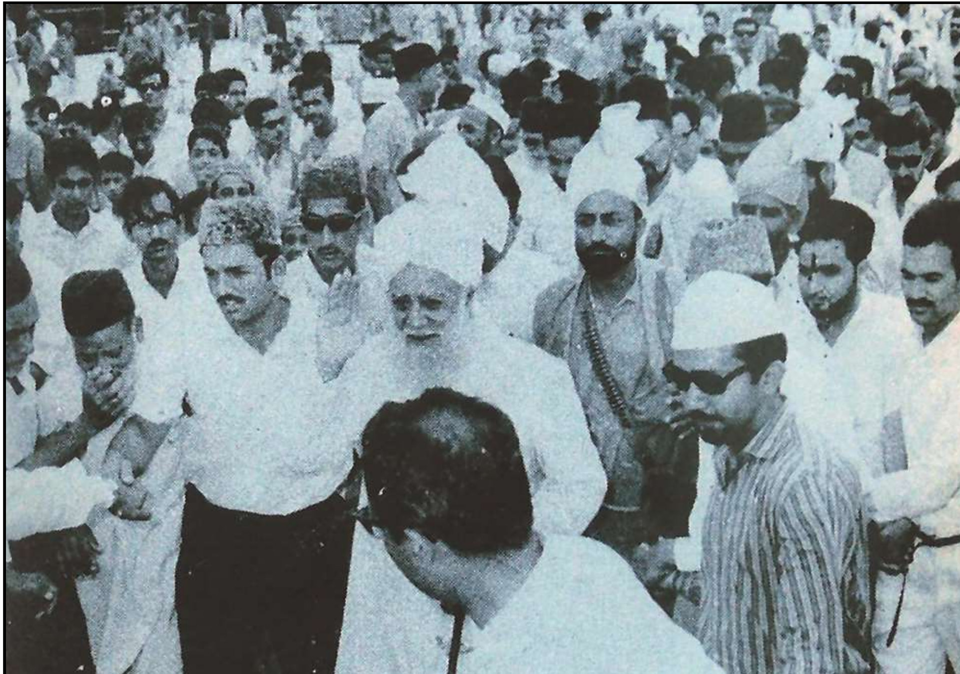
1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دورۂ یورپ کے لئے روانگی سے قبل دعا کروا رہے ہیں



دورۂ یورپ سے واپسی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پریس کانفرنس کے بعد اخباری نمائندوں سے بات چیت کر رہے ہیں



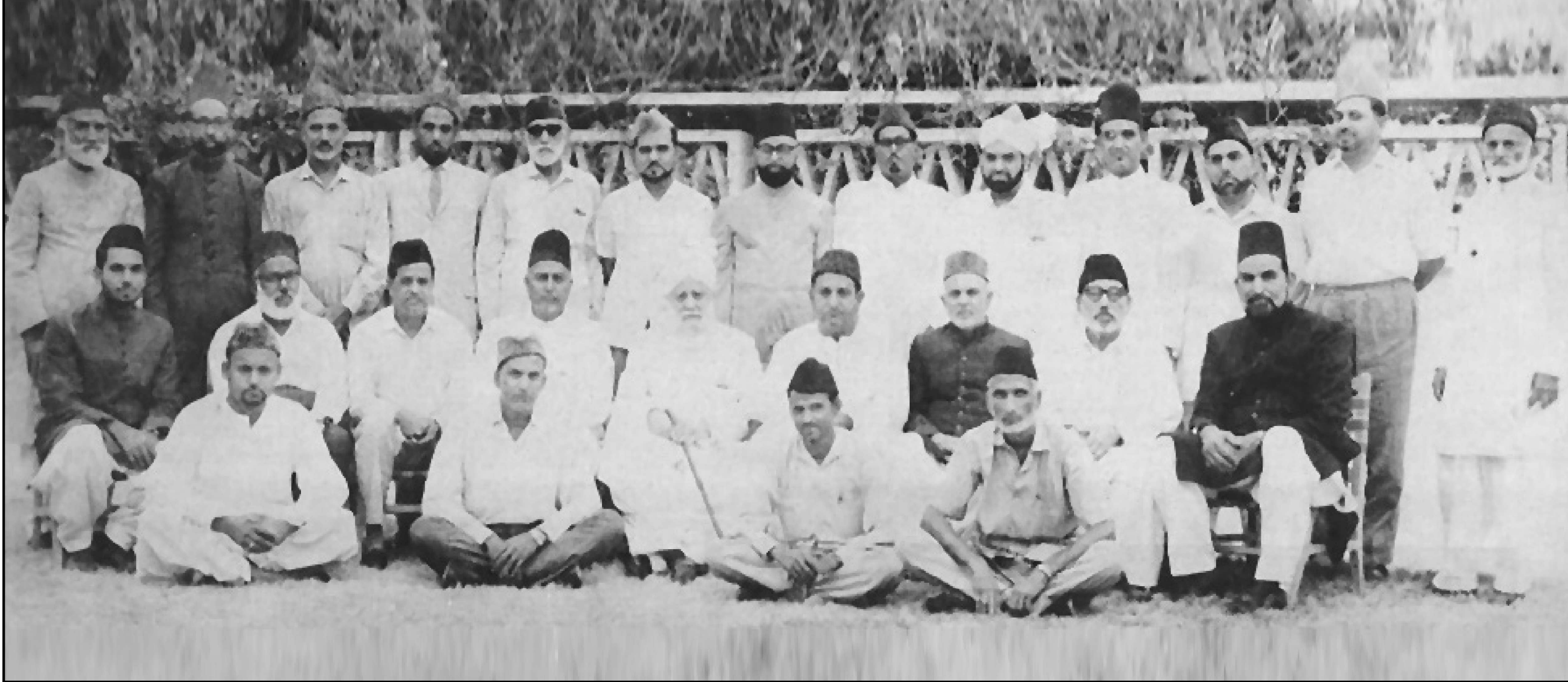
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1968ء میں کینٹ ریلوے اسٹیشن کراچی پر احباب کے ساتھ



اراکین خدام الاحمدیہ کراچی 1968ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کرتے ہوئے



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اگست 1968ء میں کراچی ریلوے اسٹیشن پر



کرسیوں پر (دائیں سے بائیں):1۔مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب 2۔مکرم شیخ رفیع الدین احمد صاحب 3۔مکرم مولوی عبدالحمید صاحب 4۔مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب 5۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 6۔مکرم چوہدری احمد مختار صاحب (امیر جماعت احمدیہ کراچی) 7۔مکرم میجر شمیم احمد صاحب 8۔مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب 9۔مکرم محمد اجمل شاہد صاحب

کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں):1۔مکرم سردار محمد بشیر احمد صاحب 2۔مکرم چوہدری منور احمد صاحب 3۔مکرم ملک مبارک احمد صاحب 4۔مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب 5۔مکرم مسعود احمد خورشید صاحب 6۔چوہدری احمد جان صاحب 7۔مکرم مولوی عبدالمجید صاحب 8۔مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب 9۔مکرم سید محمد یوسف صاحب 10۔مکرم عبدالرحیم مدہوش صاحب 11۔مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب 12۔مکرم چوہدری شریف احمد کانپوری صاحب 13۔مکرم محمد شفیع خان صاحب

بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں):1۔مکرم نذیر احمد سیالکوٹی صاحب 2۔مکرم بشیر الدین عباسی صاحب 3۔مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب 4۔مکرم نعیم احمد خان صاحب



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1968ء میں خدام الاحمدیہ کراچی کے ہمراہ

دائیں سے بائیں کرسیوں پر: 1-مکرم نعیم احمد خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی، 2-حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، 3-حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، 4-مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، 5-مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب نائب قائد کراچی

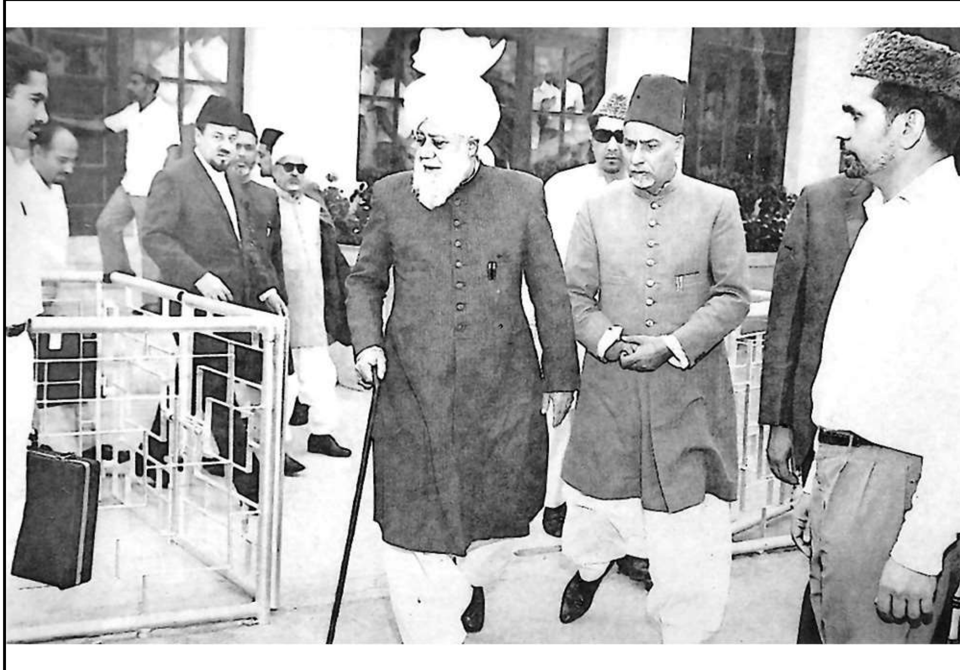
کھڑے ہوئے: 1-مکرم محمد حنیف نعیم صاحب، 2-؟، 3-مکرم بشیر الدین عباسی صاحب، 4-مکرم عبدالشکور اسلم صاحب قائد ڈرگ روڈ، 5-مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب قائد ملیر



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1970ء میں دورہ کراچی کے موقع پر، مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہوئے



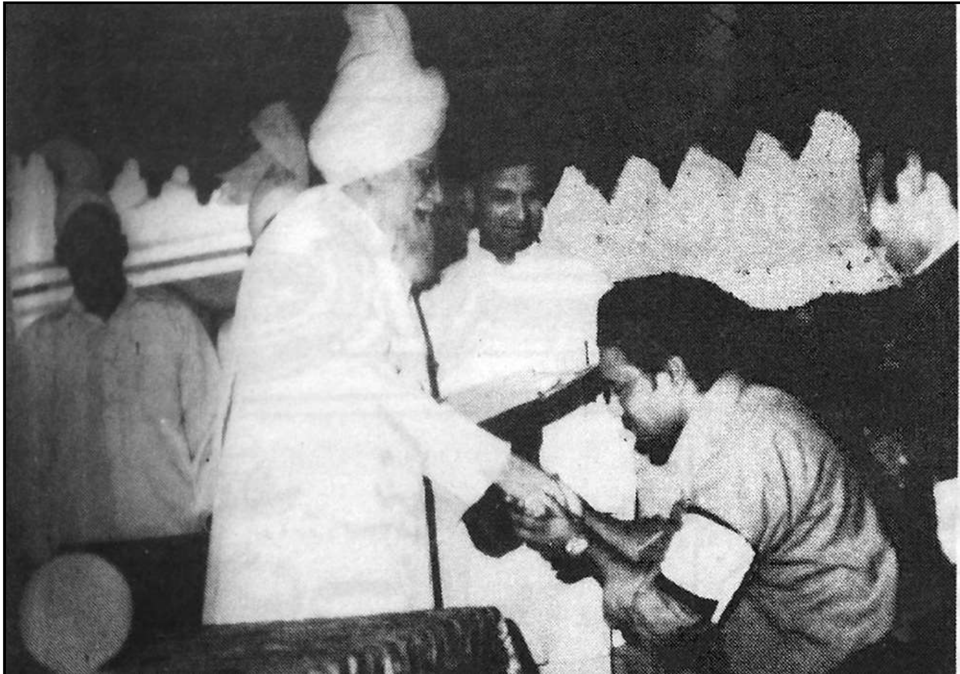
ڈرگ روڈ کراچی کے ایک خادم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں کینڈل اسٹینڈ کا تحفہ پیش کر رہے ہیں



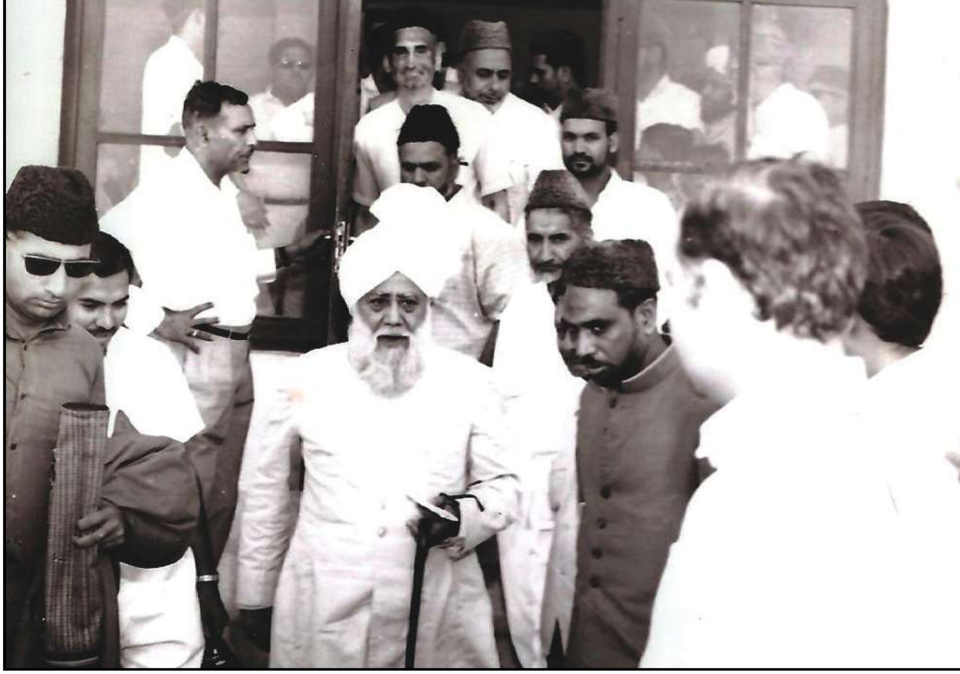
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دورۂ یورپ 1970ء سے واپسی پر کراچی ایئرپورٹ سے باہر تشریف لا رہے ہیں



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1970ء میں دورہ کراچی کے موقع پر، مکرم شریف احمد کانپوری صاحب کا اظہارِ عقیدت



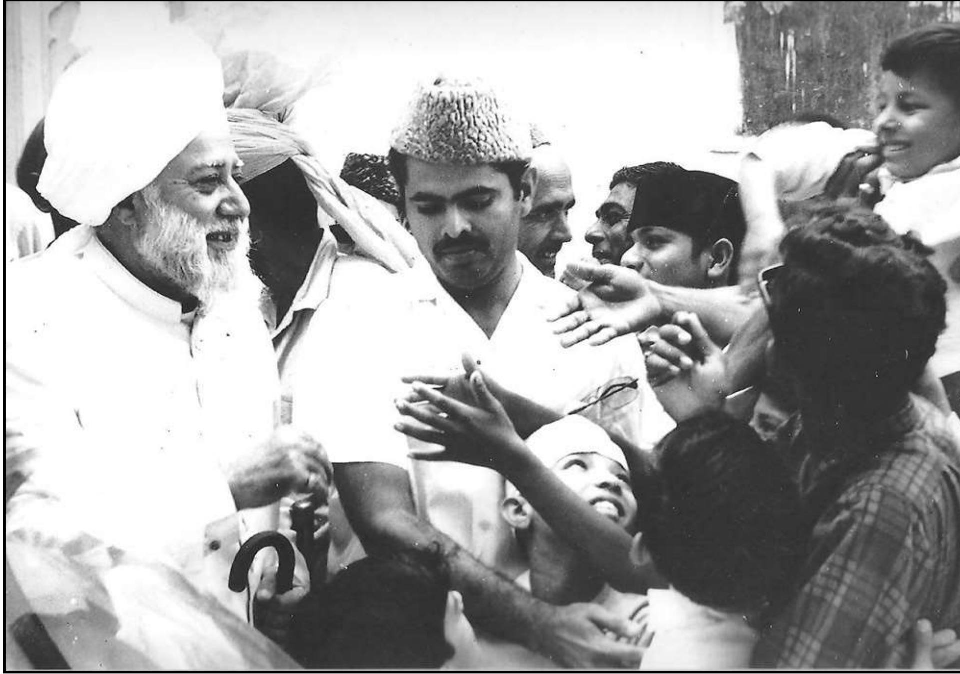
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، مقابلہ بین الاضلاع میں اوّل آنے پر مکرم سیّد رشید طارق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کو شیلڈ دے رہے ہیں



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دورۂ کراچی کے موقع پر



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دورۂ یورپ سے واپسی پر ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں دعوت کے موقع پر



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1975ء میں احمدیہ ہال کراچی کے باہر اطفال سے شفقت کا اظہار کرتے ہوئے



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ڈملوٹی کراچی میں پکنک کے موقع پر احباب جماعت کے ہمراہ



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1981ء میں لاہور روانگی کے موقع پر کراچی ایئرپورٹ پر



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی 1968ء میں کراچی آمد



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1973ء میں مقابلہ بین الاضلاع میں اول آنے پر
مکرم منظور احمد شاد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کو شیلڈ دے رہے ہیں



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ احباب کراچی کے ہمراہ



حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ احمدیہ ہال کراچی میں احباب جماعت سے خطاب فرما رہے ہیں



زعماء اعلیٰ مجالس انصار اللہ ضلع کراچی و دیگر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی بھارت کے ہمراہ



بعض احباب کراچی بیت بشارت اسپین کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ

تحریک وقف جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ دسمبر 1957ء کے موقع پر وقف جدید کی تحریک جاری فرمائی۔ اس سلسلہ میں حضور انور کا 5؍جنوری 1958ء کا تحریر کردہ پیغام 7؍جنوری 1958ء کو روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوا۔

اس پیغام کے مطابق ہر وہ احمدی جو کم از کم پرائمری ہو، اسے اپنی زندگی وقف کرنی چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ ہر احمدی کو کم از کم چھ روپے سالانہ اس تحریک میں ادا کرنا چاہیئے۔ تیسرا یہ کہ قیام مراکز کے لئے زمیندار حضرات دس دس ایکٹر زمین وقف کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے مالی تحریک کے اعلان 7؍جنوری کے جواب میں 8؍جنوری کو وقف جدید کے تحت کراچی سے وعدہ پیش کرنے والوں میں سب سے پہلا نام مکرم خواجہ عبدالحمید صاحب کا روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوا۔[3]

دوسرا نام جو شائع ہوا وہ مکرم سید احمد علی صاحب P.A.F ڈرگ روڈ کا، تیسرا نام مکرم ڈاکٹر محمد زبیر صاحب کا اور چوتھا نام مکرم ارشاد احمد صاحب کا تھا۔[4]

جبکہ مکرم اسرائیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر چیف انجینئر کراچی نے =/600 روپے کا وعدہ کیا۔[5]

وقف جدید کے تحت وقف زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ دسمبر 1957ء کے موقع پر وقف جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضور نے مالی تحریک کے علاوہ وقف زندگی کی تحریک بھی فرمائی۔

ابتدائی طور پر وقف جدید کے تحت زندگی وقف کرنے والے 135 احباب میں سے 3 کا تعلق کراچی سے تھا۔[6]

ان میں مکرم اللہ بخش ضیاء صاحب اور مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب آف کراچی شامل تھے۔[7]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی فروری 1958ء میں کراچی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 18 فروری 1958ء کو کراچی تشریف لائے۔ [8] اور اپنی کوٹھی ''بیت الفضل'' میں قیام فرما ہوئے۔[9]

20رفروری 1958ء بعد نماز ظہر مجلس عرفان سے خطاب فرمایا۔

شام پونے پانچ بجے لائبریری اور ڈسپنسری مارٹن روڈ کا سنگ بنیاد رکھا۔ رات کو یوم مصلح موعود کے جلسہ سے خطاب فرمایا۔[9.a]

کوٹھی دارالصدر میں مورخہ 21رفروری کو حضور نے نماز جمعہ پڑھائی۔ دوستوں کو دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے اور پھر ہر قسم کی مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس ضمن میں حضور نے ''وقف جدید'' کی طرف بھی توجہ دلائی اور بتایا کہ گو ابھی کام شروع کئے چند ہی دن ہوئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل س خوش کن نتائج نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔[10]

23رفروری کو مجلس عرفان سے خطاب فرمایا۔[11]

مورخہ 24رفروری کو حضور نے مکرم چوہدری احمد جان صاحب کی طرف سے چائے کی دعوت میں شرکت فرمائی۔ یہ دعوت حضور کی قیام گاہ بیت الفضل میں منعقد ہوئی جس میں خصوصیت سے غیر احمدی تاجر مدعو کئے گئے تھے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ کراچی کے اجلاس سے خطاب فرمایا۔

25رفروری کو حضور نے کراچی کے بعض شعراء سے ملاقات فرمائی۔

حضور ڈملوٹی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

حضور نے رات کو حلقہ ناظم آباد کی طرف سے عشائیہ میں شرکت فرمائی۔[12]

26رفروری کو حضور ساحل سمندر منوڑہ تشریف لے گئے۔

27رفروری کو حضور ساحلی تفریحی مقام ہاکس بے تشریف لے گئے۔[13]

28رفروری کو حضور نے کارکنان مال سے ملاقات فرمائی۔[14]

یکم مارچ کو مجلس انصار اللہ کراچی کے عشائیہ میں شرکت فرمائی۔ 2رمارچ کو حضور نے اپنی کوٹھی میں تمام احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔

حضور نے نماز ظہر کے بعد مجلس عرفان سے خطاب فرمایا۔

آپ نے رات کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے عشائیہ میں شرکت فرمائی۔ 15

معلمین وقف جدید کی نگرانی

28 فروری کو حضور نے دارالصدر میں نماز جمعہ پڑھائی۔خطبہ میں حضور نے وقف جدید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کراچی کی جماعت کو تحریک فرمائی کہ وہ ایک انسپکٹر وقف جدید مقرر کرے جو کراچی سے نواب شاہ تک کے مراکز کی نگرانی کرے۔اسی طرح پشاور اور ملتان کی جماعتوں کو بھی ایک ایک انسپکٹر مقرر کرنے کی تحریک فرمائی جو اپنے قریب کے مراکز کا دورہ کیا کریں تا کہ کم سے کم خرچ پر تمام مراکز کی نگرانی ہو سکے۔ 16 حضور 3 مارچ 1958ء کو کراچی سے بشیر آباد اسٹیٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ 17

وقف جدید کے پہلے سال کراچی کا چندہ

وقف جدید کے پہلے سال یعنی 1958ء میں کراچی سے اڑھائی سو افراد نے حصہ لیا جبکہ کراچی جماعت کا وعدہ وقف جدید =/15,000 روپے تھا۔ 18

خدمت خلق کے عظیم منصوبوں کا آغاز

دنیا کی ہر تنظیم کی زندگی میں چند لمحات ایسے آتے ہیں جن کی اہمیت کو سمجھ کر وہ تنظیم اپنی جدوجہد کا رُخ ان راستوں کی طرف موڑ لیتی ہے جو اسے کامیابی کی منزل تک لے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک لمحہ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی زندگی میں اس وقت آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مندرجہ ذیل پیغام دیا:

> ''اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور خدمت انسانیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردو............ یاد رکھو حقیقی (مومن) وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو نقصان نہ پہنچے صرف (مومن) کہلانا کافی نہیں سچا (مومن) وہی ہے جو دنیا میں امن قائم کرتا ہے اس لئے امن اور سکون کے لئے جدوجہد کرتے رہو اور جھگڑوں اور تنازعات سے بچتے رہو۔ہر ایک سے بھلائی کرو

خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو۔''

یہ پیغام مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے لئے ایک ایسی مشعل راہ ثابت ہوا جس نے نہ صرف یہ کہ اس کے مستقبل کے اُن اندھیروں کو دور کر دیا جو اس کی منزل کا راستہ چھپائے ہوئے تھے بلکہ ایک ایسے پروگرام کا خاکہ بھی پیش کروا دیا جو آئندہ سالوں کے لئے مجلس کی تمام سرگرمیوں کا مرکزی نقطہ بن سکتا تھا۔

اس پیغام کی موجودگی میں مجلس کراچی کا صرف یہ کام تھا کہ وہ اس صحیح راستے کو اختیار کرے جس کی نشاندہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمائی تھی۔ چنانچہ محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے چند ناظمین پر مشتمل ایک کمیٹی کا تقرر کیا جس نے مختلف تنظیموں اور سوسائیٹیوں کے نظام کا مطالعہ کرنے اور بعض اہل علم، صاحب بصیرت اور تجربہ کار افراد سے مشورہ کرنے کے بعد سفارش کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پیغام کی روح کے مطابق کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مجلس شہر کے مختلف علاقوں میں ڈسپنسریوں، لائبریریوں اور اسی قسم کے دوسرے اداروں کا قیام عمل میں لائے، کیونکہ انہی کے ذریعے ہم اپنے اہلِ وطن کی جسمانی و ذہنی صلاحیتوں کو برقرار رکھ سکتے ہیں اور ترقی دے سکتے ہیں۔

فضل عمر چیری ٹیبل ڈسپنسری مارٹن روڈ

چنانچہ مندرجہ بالا سفارش کے پیش نظر مارٹن روڈ کے علاقے میں بیت احمدیہ مارٹن روڈ کے ساتھ ایک ڈسپنسری اور لائبریری کی تعمیر کیلئے زمین کے حصول کے سلسلے میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی خدمت میں درخواست کی گئی جسے آپ نے انتہائی مشفقانہ طور پر جماعت کراچی کی مجلس عاملہ سے منظور کروا دیا۔

مکرم مرزا نذیر احمد صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی صدارت میں چند ناظمین اور انجینئر خدام پر مشتمل ایک تعمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اس عمارت کی بنیادوں کی کھدائی کا کام جنوری 1958ء کے آخر میں شروع کیا گیا اور فروری کے وسط تک اسے اس قابل بنا دیا گیا کہ اس کا سنگ بنیاد رکھا جا سکے۔ مجلس کراچی کی یہ انتہائی خوش قسمتی تھی کہ انہی دنوں میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے ہوئے

تھے چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی درخواست پر حضور نے عمارت کا سنگ بنیاد رکھنا منظور فرمالیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھوں سنگ بنیاد کی تنصیب

20؍فروری 1958ء کو ''یوم مصلح موعود'' کی مبارک تقریب پر حضور نے اپنے دست مبارک سے دعاؤں کے ساتھ، مارٹن روڈ ڈسپنسری کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے اس ڈسپنسری کا نام ''فضل عمر چیری ٹیبل ڈسپنسری'' رکھا گیا۔[19]

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کے تبادلہ پر عصرانہ

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کے حیدرآباد سندھ تبادلہ پر جماعت احمدیہ کراچی اور مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی جانب سے جناب چوہدری عبداللہ خان صاحب کوایک دعوت عصرانہ شیزان ہوٹل میں دی گئی۔خوردونوش کے بعد جناب قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے چوہدری صاحب کو ایڈریس پیش کیا۔جس میں جناب چوہدری صاحب کے دورامارت جماعت احمدیہ کراچی کی بہترین کارگزاری اور سرگرمیوں کوسراہا گیا اوران کے عہدہ امارت میں جماعت کراچی کو جو مقام نصیب ہوا اس میں ان کی کاوشوں کی تعریف کی گئی۔بعد ازاں جناب چوہدری صاحب نے اس ایڈریس کا جواب دیا اور فرمایا کہ ''ہماری ترقی کا راز صرف اور صرف اطاعت اور تعاون میں ہے۔خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم ان اصولوں پر کاربند رہ سکیں۔''[20]

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب حیدرآباد تبادلہ کے باوجود امیر جماعت احمدیہ کراچی کے عہدہ پر فائز رہے۔

بیت ناظم آباد و دارالمطالعہ کا سنگ بنیاد

مورخہ 22؍اپریل 1958ء کو ناظم آباد کراچی کی بیت الذکر اور دارالمطالعہ کا سنگ بنیاد مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے رکھا جس کے لئے حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب نے دُعا کے لئے حضرت مصلح موعود سے درخواست کی تھی۔

حضور نے ایک اینٹ پر دعا کی جسے سب سے پہلے بنیاد میں رکھا گیا۔

اس تقریب میں حضرت مسیح موعودؑ کے دو رفقاء حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری اور مولوی عبد الواحد صاحب میرٹھی نے بھی شرکت فرمائی۔ اس بیت کا رقبہ تین سو گیارہ مربع گز ہے جو مکرم مسعود احمد خورشید صاحب نے اپنے والدین کی طرف سے بنوا کر بطور عطیہ پیش کی۔ 21

بیرون ممالک تعمیر بیوت کے لئے کراچی کا قابل تقلید نمونہ

1958ء میں مکرم چوہدری احمد جان صاحب وکیل المال تحریک جدید ربوہ نے بیرون ممالک تعمیر بیوت کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کراچی کے نمونہ کو قابل تقلید قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''جماعت احمدیہ کراچی بفضلہٖ تعالیٰ نہایت مخلصین کا مجموعہ ہے جہاں امور دینیہ کی انجام دہی کے لئے اپنے جوان ہمت مخلص اور اعلیٰ منتظم امیر صاحب کی قیادت میں اراکین کی ایک فعال جماعت قلبی بشاشت کے ساتھ تیار رہتی ہے۔اس جماعت کے مرکزی سیکریٹری تحریک جدید چوہدری عبدالحق ورک صاحب ہیں۔جنہوں نے اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عزم بالجزم سے کام شروع کر دیا ہے اور ان کی چند دن کی سعی کے نتیجے میں بارہ صد روپے سے زائد کی رقم جمع ہو چکی ہے، ان کی تحریک کے نتیجہ میں:

1۔ تاجر صاحبان اپنا ماہوار، ہفتہ وار منافع ''بیوت فنڈ'' میں پیش کر رہے ہیں۔

2۔ ملازمین حضرات اپنی سال گذشتہ کی ترقی یکمشت یا بذریعہ اقساط ادا کرنے کے وعدے کر رہے ہیں۔

3۔ حلقہ جات میں اس اسکیم کی وصولی منظّم طور پر کرنے کے لئے سرکلرز و تحریکات بھجوا رہے ہیں۔

4۔ ایسے اعداد و شمار اور فہرستیں تیار کروا رہے ہیں جس سے مرکزی طور پر اس اسکیم کی نگرانی کر سکیں۔

5۔ اسکیم کو شق وار طبع کروا کر احباب میں تقسیم کرتے ہوئے صحیح احساس پیدا کرنے کی سعی فرما رہے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ جماعت مخلصین (کراچی) تمام پاکستانی جماعتوں پر انفاق فی سبیل اللہ میں سبقت لے جا چکی ہے۔ اور بعض حالتوں میں پاکستان کی تمام جماعتوں کے مجموعی چندہ کے بالمقابل ان کا حصہ 1/3، 1/4، 1/5 تک ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں مزید برکت دے اور سبقت لے جانے والے معیار اور مخلصانہ روایات کو قائم رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین جزاکم اللہ واحسن الجزاء

دوسری تمام احمدی جماعتوں کو بھی کراچی کے قابل تقلید نمونہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔" [22]

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطاب

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت انصاف ہیگ (ہالینڈ)، کراچی تشریف لائے تو آپ نے مورخہ 7/جون 1958ء کو احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ [23]

شیعہ رسالہ کے اعتراضات کا جواب

جماعت احمدیہ کراچی کے رسالہ "المصلح" کی جون-جولائی 1958ء کی اشاعت "مسیح موعود نمبر" کے طور پر کی گئی۔

شیعہ صاحبان کے رسالہ "نور" کراچی نے اپنی اشاعت ستمبر 1958ء میں اس پر متانت اور تہذیب کے دائرہ میں رہتے ہوئے تنقید کی۔

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے اس رسالہ کے اعتراضات کے سیر حاصل جوابات دئے جو رسالہ "المصلح" کراچی کی اکتوبر 1958ء کی اشاعت میں شائع ہوئے۔ [24]

گولیمار ڈسپنسری کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی دوسری ڈسپنسری کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب خدا تعالیٰ کے فضل سے اتوار 17/اگست 1958ء کو منعقد ہوئی۔ مکرم ومحترم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے تقریباً 350 احباب کی موجودگی میں بیت احمدیہ گولیمار سے

ملحقہ پلاٹ میں سنگ بنیاد رکھا،اس موقع پر ایک بکرا بھی صدقہ کیا گیا۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی محترم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نے ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ خدمت خلق کا کام عوام اور عوامی جماعتوں کو کرنا چاہیئے اور اس کے لئے ہمیں حکومت کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے ۔آپ نے فرمایا کہ احمدیت کا ایک مقصد انسانیت کی خدمت کرنا بھی ہے اور اس مقصد کے پیش نظر مجلس کراچی نے شہر کے مختلف علاقوں میں فری ڈسپنسریاں کھولنے کا پروگرام بنایا ہے ۔چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مارٹن روڈ میں ایک ڈسپنسری اور لائبریری کی تکمیل آخری مراحل میں ہے اور اب یہ دوسری ڈسپنسری گولیمار کے علاقے میں یہاں کے عوام کی سہولت کے پیش نظر کھولی جارہی ہے۔

مکرم ومحترم امیر صاحب نے مختصر خطاب میں فرمایا کہ ہمیں خدمت خلق کرتے وقت یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ شخص کس فرقہ یا کس قوم سے تعلق رکھتا ہے بلکہ ہر شخص جو مصیبت میں ہو ہماری توجہ کا مستحق ہونا چاہیئے ۔آپ نے فرمایا کہ انسان کی پیدائش کا واحد مقصد ایک دوسرے سے رحم اور محبت کا سلوک کرنا ہے ۔آپ نے کارکنوں سے فرمایا کہ وہ نیک جذبے سے مخلوق خدا کی امداد کریں اور ذہن میں رکھیں کہ ابھی اور بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں اس قسم کی ڈسپنسری کی ضرورت ہے۔

حاضرین میں ایک خاصی تعداد غیراز جماعت احباب کی تھی جنھوں نے مجلس کی کوشش کو سراہا۔ دعا کے بعد حاضرین کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔25

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے نئے دور کا آغاز-سوونیئر کا اجراء

1958ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے نئے دور کا آغاز ہوا اور سالانہ اجتماع کراچی 1958ء کے موقعہ پر ایک دیدہ زیب سوونیئر شائع کیا گیا جو بعد میں سالہا سال تک مجلس کے اجتماعات کا لازمی حصہ بنا رہا۔

اس سوونیئر کا اجراء کیسے ہوا؟ اس کے بارے میں مکرم محمد جمیل چغتائی صاحب نے بتایا کہ:

”اس کا اجراء اس طرح ہوا کہ سالانہ اجتماع پر اچھے خاصے اخراجات آتے تھے اور مجلس

کے پاس وسائل نہیں تھے۔مجلس کے ایک فعال خادم مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب نے تجویز دی کہ ایک سوونیئر شائع کیا جائے اور اس میں بڑے بڑے کاروباری اور صنعتکار لوگوں سے اشتہارات لئے جائیں اس سے اچھی خاصی رقم مجلس کے پاس جمع ہوجائے گی ۔

اس تجویز کو پسند کیا گیا اور جب ان افراد کے پاس گئے جن میں اکثر غیر احمدی تھے تو انھوں نے اپنے اشتہارات دئے۔ اس طرح اتنی رقم جمع ہوگئی کہ سالانہ اجتماع کراچی کے اخراجات کے علاوہ 2000 سے 3000 روپے بچ بھی گئے۔''

پہلا سوونیئر برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کراچی

پہلا سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے سالانہ اجتماع 1958ء کے موقع پر شائع کیا گیا۔اس سوونیئر کے سیکریٹری مکرم شمیم احمد صاحب تھے ۔اس کو عباسی لیتھو آرٹ پریس فریئر روڈ کراچی سے شائع کیا گیا۔

اس سوونیئر کی خاص خاص باتیں درج ذیل ہیں:

1۔ اس کے سرورق پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کینٹ ریلوے اسٹیشن کراچی آمد کے موقع پر جماعت احمدیہ کراچی کے ساتھ فوٹو شائع ہوئی۔

2۔ دوسرے صفحے پر اس سال کی رپورٹ شائع ہوئی ۔

3۔ دنیا میں جماعت احمدیہ کی ترقی کے بارہ میں ایک مضمون شائع کیا گیا۔

4۔ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا اراکین عاملہ و دیگر کارکنان کے ساتھ گروپ فوٹو شائع ہوا۔

5۔ 1942ء تا 1958ء کے قائدین مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی تصاویر شائع ہوئیں ۔

6۔ مندرجہ ذیل رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کی تصاویر شائع ہوئیں ۔

1۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب

2۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب

2۔ حضرت شہزادہ عبدالحامد صاحب

4۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب

5۔ حضرت حاجی قدرت اللہ سنوری صاحب
6۔حضرت مولوی عبدالواحد صاحب میرٹھی صاحب
7۔ جماعت احمدیہ کراچی کی فنانس کمیٹی کے اراکین کی گروپ فوٹو شائع ہوئی۔ جو مندرجہ ذیل احباب پر مشتمل تھی۔
1۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب
2۔ مکرم میجر شمیم احمد صاحب
3۔ مکرم شیخ عبدالوھاب صاحب
4۔ مکرم مرزا عبدالرحمٰن صاحب
8۔ سوونیئر کمیٹی کے اراکین کی گروپ فوٹو بھی شامل اشاعت تھی جو مندرجہ ذیل خدام پر مشتمل تھی:
1۔ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب
2۔ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب
3۔ مکرم شریف احمد صاحب
4۔ مکرم محمد شمیم احمد صاحب
5۔ مکرم عبدالحفیظ صاحب
6۔ مکرم معین الرشید صاحب
7۔ مکرم اعجاز مبارک صاحب
9۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اور محترم شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی کے پیغامات بھی شامل اشاعت تھے۔[26]

احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کراچی کا عوامی اجلاس

1958ء میں احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کراچی کے تحت ایک عوامی اجلاس منعقد ہوا۔ ایسوسی ایشن کے تحت منعقد ہونے والا یہ عوامی اجلاس اپنی نوعیت کا پہلا اجلاس تھا۔ جس کی

صدارت حکیم محمد احسن صاحب سابق میئر کراچی نے انجام دی۔اس اجلاس سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے خطاب فرمایا۔یہ اجلاس جمعیۃ میموریل ہال کراچی میں منعقد کیا گیا۔27

جامعہ احمدیہ ربوہ کی تعمیر کے لئے عطیات

1958ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ کی تعمیر کے لئے احباب سے عطیات دینے کی درخواست کی گئی تو کراچی کے درج ذیل احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا:

1۔ مکرم میاں نسیم احمد صاحب
2۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب
3۔ مکرم ڈاکٹر حفیظ احمد صاحب
4۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب
5۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب
6۔ مکرم میاں محمد عارف صاحب
7۔ مکرم میاں افتخار احمد صاحب 28
8۔ مکرمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ
9۔ مکرم چوہدری نبی احمد صاحب
10۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
11۔ مکرم سید محمد احمد صاحب
12۔ مکرم ملک رشید احمد صاحب
13۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب
14۔ مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب
15۔ مکرم سردار بشیر احمد صاحب
16۔ مکرم ملک جلال الدین صاحب
17۔ مکرم قاضی محمد اسلم صاحب29

اسماء عطیہ دہندگان تعمیر ہال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

تعمیر ہال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کے لئے کراچی کے درج ذیل احباب وخواتین نے عطیات پیش کئے۔

1۔ مکرمہ محمودہ بٹ صاحبہ اہلیہ حبیب اللہ بٹ صاحب
2۔ مکرم رشید احمد بٹ صاحب
3۔ مکرم مولوی عبدالحمید صاحب
4۔ مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالمجید صاحب
5۔ مکرم میجر شمیم احمد صاحب از طرف مولوی عبدالحمید صاحب

6۔ مکرم سردار عبدالحمید صاحب۔آڈیٹر لاہور منجانب عبدالحمید صاحب
7۔ مکرمہ سعدیہ بیگم صاحبہ اہلیہ طاہر احمد بٹ صاحب
8۔ مکرم محمد سلیم صاحب
9۔ مکرم سیٹھ محبوب علی مرحوم منجانب پسر سیٹھ منیر احمد صاحب
10۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب
11۔ مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب شاہد منجانب دختر امتہ النصیر صاحبہ
12۔ مکرم صوبیدار حفیظ احمد صاحب
13۔ مکرم نعیم احمد صاحب،مکرم وسیم احمد صاحب
14۔ مکرم سلطان جہانگیر صاحب
15۔ مکرمہ مختاراں بیگم صاحبہ زوجہ محمد شریف بٹ صاحب
16۔ مکرم شیخ مجید احمد صاحب کوئٹہ والے
17۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ بنگوی صاحب
18۔ مکرم ڈاکٹر مبین الحق صاحب
19۔ مکرم محمد نواز صاحب
20۔ مکرم ظفر اقبال سیفی صاحب
21۔ مکرم نعمت اللہ صدیقی صاحب
22۔ مکرم ملک داؤد احمد صاحب
23۔ مکرم ملک ظہور الدین صاحب منجانب بشیر الدین صاحب
24۔ مکرم چوہدری جاوید احمد صاحب مع اہلیہ ڈاکٹر امتہ الحفیظ صاحبہ
25۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ دختر مولوی عبدالحمید صاحب
26۔ مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ
27۔ مکرمہ پروین نواز صاحبہ اہلیہ محمد نواز صاحب
28۔ مکرم قریشی مسعود احمد صاحب
29۔ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب

30۔ مکرم عبدالکریم صاحب
31۔ مکرم محمود مبشر صاحب
32۔ مکرم طاہر احمد ہاشمی و زبیدہ ہاشمی صاحبان بمعہ بچگان
33۔ مکرم انوار حسین خان صاحب منجانب عبدالکریم صاحب
34۔ مکرم سلطان احمد طاہر صاحب
35۔ مکرمہ امتہ الحفیظ شوکت صاحبہ اہلیہ سلطان احمد طاہر صاحب
36۔ مکرم ڈاکٹر احسان الحق صاحب
37۔ مکرم سید ناصر صاحب، مکرم ارتضٰی علی صاحب
38۔ مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب
39۔ مکرم ملک محمود احمد صاحب
40۔ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ منجانب مبارکہ مسرت صاحبہ
41۔ مکرمہ برکت بی بی صاحبہ منجانب مرزا عطا محمد صاحب
42۔ مکرمہ والدہ صاحبہ مکرم رشید احمد صاحب
43۔ مکرم منظور احمد شاد صاحب
44۔ مکرم مرزا عبدالقدیر صاحب
45۔ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب
46۔ مکرم قریشی خلیل احمد صاحب
47۔ مکرم سید صغیر حیدر صاحب
48۔ مکرمہ شاکرہ باسط صاحبہ منجانب عبدالباسط صاحب
49۔ مکرم مرزا عزیز احمد صاحب
50۔ مکرم مرزا محمد دین صاحب
51۔ مکرم محمد اعظم صاحب
52۔ مکرم مسعود احمد علوی صاحب
53۔ مکرم حافظ سید باغ علی شاہ صاحب منجانب سید نذیر احمد شاہ صاحب

54۔ مکرم محمود شوکت منہاس صاحب

55۔ مکرم محمد دلشاد خان صاحب

56۔ مکرم شیخ عبدالقیوم صاحب

57۔ مکرم مرزا عطاء اللہ صاحب منجانب مرزا عطا محمد صاحب

58۔ مکرم مرزا اسلام اللہ صاحب

59۔ مکرم مرزا عنایت اللہ صاحب

60۔ مکرم قریشی محمد صادق صاحب منجانب مبارکہ مسرت صاحبہ

61۔ مکرمہ رفیقہ بیگم صاحبہ منجانب مرزا عطا محمد صاحب

ان احباب نے 300 روپے یا اس سے زائد ادائیگی کی - یہ نام مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ کے ہال کے باہر دیوار پر درج ہیں۔

انصار اللہ کراچی کے لئے پہلی مرتبہ علم انعامی کا اعزاز

1957ء سے جملہ مجالس انصار اللہ میں سالانہ کارکردگی کے لحاظ سے اوّل آنے والی مجلس کو علم انعامی دینے کا فیصلہ ہوا تو دوسرے ہی سال یعنی 1958ء میں مجلس انصار اللہ کراچی نے اوّل آ کر علم انعامی حاصل کیا اور مسلسل چار سال تک علم انعامی حاصل کرتی رہی۔ [30]

فضل عمر فرسٹ ایڈ ڈویژن کراچی کا قیام

مارٹن روڈ کی ڈسپنسری کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے جس دوسرے رفاہی کام کا آغاز کیا وہ فضل عمر فرسٹ ایڈ ڈویژن کا قیام تھا۔

جنوری 1959ء میں اس ڈویژن کی سب سے پہلی کلاس احمدیہ ہال میں منعقد ہوئی جس میں 70 خدام نے شرکت کی۔ اس کلاس کے جوش و جذبے کو دیکھتے ہوئے دوسری کلاس فروری 1959ء میں منعقد کی گئی جس میں 100 خدام نے شرکت کی۔

ان کلاسز کے نتیجے میں 60 خدام نے St. John Ambulance Brigade Karachi کا امتحان پاس کرلیا اور سرٹیفکیٹس حاصل کئے۔ جولائی 1959ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 25 خدام پر مشتمل فضل عمر ڈویژن، سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ کراچی سے رجسٹر ہوگئی۔ اس

کے پہلے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس کراچی مقرر ہوئے۔

فضل عمر فرسٹ ایڈ ڈویژن کی خدمات

فضل عمر ڈویژن نے اپنے قیام کے آغاز میں مندرجہ ذیل مواقع پر رفاہی خدمات انجام دیں۔

1۔ یونیورسٹی اسپورٹس
2۔ کرکٹ ٹیسٹ میچ کراچی
3۔ بارش کے موقع پر قائد آباد میں فرسٹ ایڈ پوسٹ کا قیام اور عوامی امدادی خدمات
4۔ حج کے موقع پر عازمین حج کی خدمات
5۔ محرم کے دنوں میں خدمات
6۔ اقبال ڈے کے موقع پر اقبال اکیڈمی کی استقبالیہ تقریب کیلئے اس ڈویژن کے رضا کاروں کی فراہمی ۔[31]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 3/مارچ 1959ء کو محمود آباد سندھ سے کراچی تشریف لائے۔[32]

مورخہ 8-7/مارچ 1959ء کو مجلس انصاراللہ کراچی کا سالانہ اجتماع کوٹھی دارالصدر کراچی میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی چونکہ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے لہٰذا آپ سے اجتماع میں خطاب کی درخواست کی گئی لیکن بیماری کی وجہ سے حضور تشریف نہ لا سکے۔ حضور نے اپنا درج ذیل خطاب ریکارڈ کر کے بھجوا دیا جو احباب کو سنا دیا گیا۔[33]

''چونکہ میں اس دورہ میں بیماری سے دوچار رہا ہوں، اس لئے یہاں کراچی آ کر مجھے یہ موقع نہیں ملا کہ میں آپ لوگوں سے ملوں یا آپ لوگوں کو اپنے سے ملنے کا موقع دوں۔ دوستوں نے خواہش کی ہے کہ میں ٹیپ ریکارڈر پر کچھ الفاظ کہہ دوں اور وہ آپ کو سنا دیئے جائیں۔

سب سے پہلے میں آپ سے معذرت کرتا ہوں کہ کراچی میں آنے کے باوجود آپ کو وہ موقع نہیں ملا جو میزبان کو اپنے مہمان سے ملنے کا ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو میں پہلے ہی

بیمار تھا۔ پھر بشیر آباد سے واپسی پر مجھے کار کا ایک حادثہ پیش آیا جس کی خبر الفضل میں چھپ چکی ہے۔ اس حادثہ سے، پہلے تو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ بس اب خاتمہ ہی ہے۔ جو دوست میرے پیچھے پیچھے آ رہے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ جب یک دم آپ کی موٹر گری تو ہمارا دل دہل گیا کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ مگر جب آپ کار سے باہر نکلے تو آپ کو دیکھ کر ہمیں تسلی ہوگئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے صحیح وسلامت ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ نخاع کٹ گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹروں نے دیکھنے کے بعد بتایا کہ ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے لیکن میں کار سے باہر نکلا اور سہارا لیکر کھڑا ہو گیا۔ ناصر آباد جا کر میرے دائیں پاؤں پر نقرس کا شدید حملہ ہوا لیکن علاج کی وجہ سے جلد ہی افاقہ ہو گیا۔ پہلے دن تو چار پائی کے ساتھ ہی پاٹ رکھنا پڑتا تھا لیکن دوسرے تیسرے دن میں دوسرے کمرہ میں پاٹ کے پاس چلا جاتا تھا۔ پھر ایک دن ہم باغ کی سیر کے لئے بھی گئے۔ لیکن جب محمود آباد گئے تو چونکہ وہاں کی آب وہوا میں رطوبت زیادہ تھی، اس لئے وہاں نقرس کا دوبارہ حملہ ہوا جو برابر ریل میں کراچی پہنچنے تک جاری رہا۔ یہاں پہنچ کر باوجود اس کے کہ جماعت کے ڈاکٹروں اور شہر کے دوسرے چوٹی کے ڈاکٹروں سے علاج کروایا، ابھی تک افاقہ نہیں ہوا اور اس وقت تک برابر اتنا درد ہے کہ میں نہ تو رات کو سو سکتا ہوں اور نہ دن کو آرام سے لیٹ سکتا ہوں۔ اس لئے میں مجبور ہوں کہ آپ سے مل نہیں سکا اور اس طرح میں نے آپ کے دل کو رنج پہنچایا ہے۔ امید ہے کہ آپ لوگ اس کا ازالہ دعا سے کریں گے۔ کیونکہ ہمارا اصل معالج خدا تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں .... بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے شفا دیتا ہے۔ تو حقیقت یہی ہے کہ بیماریاں ہماری اپنی بیوقوفی سے آتی ہیں لیکن شفا خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ ورنہ ڈاکٹر دیکھتے رہ جاتے ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں لگتا کہ کیا بیماری ہے۔ مجھے بھی کل یہاں کے ایک چوٹی کے ڈاکٹر نے، جن کی یورپ میں بھی شہرت ہے، کہا کہ ہم آپ کی مرض کا خاطر خواہ علاج نہیں کر سکتے۔ کیونکہ عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کا جسم بیماری کا مقابلہ نہیں کرتا۔ حالانکہ عمر کی زیادتی محض انسانی کم عقل کا بہانہ ہے۔ ورنہ ایک دفعہ گجرات کا ایک شخص میری بیعت کرنے کے لئے آیا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس وقت میری عمر 118 سال کی ہے اور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں جوان تھا۔ تو انسان اپنی کوتاہی

کی وجہ سے بہانے بنا تا ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ حکیموں اور ڈاکٹروں کو عقل دے تو انہیں علاج سوجھ جاتا ہے اور اگر خدا تعالیٰ انہیں عقل نہ دے تو کچھ بھی نہیں ہوتا ۔

حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو محض قارورہ سونگھنا ہے ۔ورنہ علاج تو اللہ تعالیٰ ہی سمجھا تا ہے ۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ سرگودہا کا ایک رئیس میرے پاس آیا۔ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا رئیس سمجھتا تھا۔ میں نے اسے بیماری کا معمولی سا علاج بتایا۔تو اس نے برا منایا اور سمجھا کہ میں نے اس کی ہتک کی ہے ۔پھر وہ غصہ سے کہنے لگا کہ آخر آپ لوگ پیشاب ہی سونگھنے والے ہیں ۔تو حقیقت یہی ہے کہ طبیب حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے ۔حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ علم طب محض ظنی ہے اور طبیب کو کچھ پتا نہیں ہوتا مرض کیا ہے وہ محض تُک مارتا ہے جو بعض اوقات صحیح بھی ہوجاتی ہے ۔میرا علاج وہی ہورہا ہے جو جوانی کی عمر میں ہوتا تھا اور اس سے فائدہ ہوجاتا تھا لیکن اب اس علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔کل ہی مجھے ایک ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ یہ عمر کا تقاضا ہے ۔لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ایک شخص بیعت کے لئے میرے پاس قادیان آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ اس کی عمر 118 سال کی ہے اور وہ لاہور سے پیدل چل کر آیا ہے اور قادیان لاہور سے قریباً 70 میل دور ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ طاقت دے اور وہ بڑی قدرتوں کا مالک ہے تو 118 سال کی عمر کا آدمی 70 میل چل لیتا ہے، میرا تو ابھی سترواں سال شروع ہوا ہے اور میں اس کے شروع میں کتنا کمزور ہوگیا ہوں کہ اس کی کوئی حد نہیں ۔ جب میں پڑھتا ہوں یا سنتا ہوں کہ میرے زمانہ میں (دین حق) دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا ہے تو میں شرمندہ ہوکر خدا تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ یہ محض ان کی حسن ظنی ہے ورنہ حق یہ ہے کہ میں وہ فرض پورا نہیں کرسکا جو تُو نے میرے سپرد کیا تھا اگر میں وہ فرض پورا کرلیتا تو اب تک (دین حق) دنیا کے کناروں تک پھیل چکا ہوتا ۔یہ میری غفلت اور کوتاہیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ ابھی دنیا کے صرف چند ملکوں میں ہی (دعوت الی اللہ) ہوئی ہے ۔میں 1914ء میں خلیفہ ہوا تھا ۔لیکن تحریک جدید جس کے ماتحت (مربیان) باہر جاتے ہیں اس کی ابتداء 1934ء میں ہوئی ۔گویا میں نے 20 سال غفلت میں گزار دیئے یعنی 20 سال بعد جاکر کہیں مجھے ہوش آئی کہ ابھی بہت کام باقی ہے ۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس عرصہ میں یورپ اور دیگر ممالک میں (بیوت) تعمیر کی گئیں، جماعتیں قائم ہوئی اور بہت سے لوگ (دین حق) میں داخل ہوئے ۔لیکن اگر یہ تحریک 20 سال قبل شروع کی

جاتی تو شاید جماعت کی تعداد اور بھی بڑھ جاتی۔ بہرحال میں جماعت سے ان کی اس تکلیف کی وجہ سے ہمدردی کرتے ہوئے جزاکم اللہ کہتا ہوں۔ایک خدمت ایسی ہوتی ہے کہ باتیں کرنے یا سننے سے اس کا کسی قدر بدلہ خدمت کرنے والے کو مل جاتا ہے لیکن آپ کو ایسی خدمت کرنے کی توفیق ملی ہے جو بغیر معاوضہ کے تھی۔ میں ابھی تک اس کا کوئی معاوضہ نہیں دے سکا۔ شاید اللہ تعالیٰ فضل کرے اور آپ کو اس خدمت کا بدلہ دیدے۔ پس میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس خدمت کا بدلہ دے اور ادھر مجھے صحت دے اور (دین حق) کی خدمت کی توفیق دے کہ میں اور آپ سب (دین حق) کی ترقی اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں قادیان بھی دے۔ ہم اپنی زندگی میں قادیان جائیں اور ہم میں سے جو لوگ مستحق ہوں، ان کو اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے قرب میں جگہ دے۔

خدا تعالیٰ کا قرب تو ہمیں ہر جگہ نصیب ہے۔ جہاں بھی ہم جائیں خدا تعالیٰ موجود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دیکھا ہے اس لئے ہمارا دل تڑپتا ہے کہ جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا ظاہری قرب حاصل ہو وہاں ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کا ظاہری قرب بھی حاصل ہو۔ آپ کا قرب باطنی تو ہر ایمان والے کو حاصل ہے لیکن قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے کو آپ کا ظاہری قرب بھی مل جائے، تو اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے ظاہری اور باطنی دونوں قرب عطا فرمائے اور پھر صرف ہمیں ہی نہ عطا فرمائے بلکہ دنیا کے سب لوگوں کو عطا فرمائے کیونکہ سب لوگ ہمارے دادا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور ایک دادا کی اولاد میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ 34

فضل عمر ڈسپنسری مارٹن روڈ کا افتتاح

فضل عمر ڈسپنسری مارٹن روڈ کا افتتاح 8/مارچ 1959ء کو کراچی کے چیف کمشنر جناب نیاز محمد خان صاحب نے تقریباً ایک ہزار حاضرین کی موجودگی میں ان الفاظ میں کیا:

’’مجھے بہت سے اداروں کی رسم افتتاح ادا کرنے کا موقع ملتا ہے جب بھی کسی ادارہ کے منتظمین میرے پاس آتے ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ کوئی ٹھوس کام کرو اور پھر افتتاح کراؤ لیکن مجھے خوشی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مجھے ایک ایسے وقت میں دعوت دی ہے جبکہ خدمت خلق کے لئے یہ عمارت مکمل ہو چکی ہے اور اب کام شروع کیا جانے والا ہے۔ میں خدام الاحمدیہ

کراچی سے پہلے متعارف نہیں تھا ،لیکن یہاں آکر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے ملک میں ایسی سوسائٹیاں بھی موجود ہیں جو نمائش کی خاطر نہیں بلکہ حقیقت میں عوام کا درد اپنے دل میں لئے ہوئے ہیں اور میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو اس کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں''۔

جناب چیف کمشنر صاحب کراچی نے اس موقع پر اپنی طرف سے ڈسپنسری کے لئے پانچ سو روپے کا عطیہ بھی عنایت فرمایا۔

ابتدائی طور پر اس میں مندرجہ ذیل اسٹاف کام کرتا تھا:

1۔ ایم بی بی ایس ڈاکٹر 1   2۔ ڈسپنسر 1

3۔ نرس 1   4۔ کلرک 1

5۔ چپڑاسی 1 [36]

جماعت احمدیہ کراچی کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زبان سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کراچی کی ڈسپنسری اور دو بیوت کا ذکر کرتے ہوئے مجلس مشاورت 1959ء کے موقع پر فرمایا کہ کراچی کی جماعت کے چندہ دہندگان کی تعداد چودہ صد ہے اور فرمایا۔''کراچی کی طرح سارے ملک میں بیوت اور شفا خانے بلکہ مدارس اور کالج بھی کھولے جاسکتے ہیں۔''[37]

اسی طرح فرمایا کہ:

''اس وقت صرف کراچی کی جماعت اچھا کام کر رہی ہے۔انہوں نے ڈسپنسری بھی قائم کر لی ہے اور دو (بیوت) بھی بنالی ہیں۔لاہور میں ایک (بیت) بھی ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔[38]

ڈرگ روڈ میں ڈسپنسری

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی نے مارچ 1959ء میں ایک ڈسپنسری کی تعمیر کا کام شروع کیا۔اس کے سنگ بنیاد پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے دعا کروائی گئی تھی ۔عید الفطر کے موقع پر اس ڈسپنسری کے لئے مجلس کراچی اور مجلس ڈرگ روڈ کے کئی کارکنان نے چندہ فراہم کیا۔[39]

مجلس مشاورت کے تحت کمیٹی کا قیام

مجلس مشاورت ربوہ 1959ء کے موقعہ پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ:

''ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جس کے نو ممبر ہوں۔ جن میں سے دو صدر انجمن احمدیہ نامزد کرے اور بقیہ سات ممبر جماعت ہائے احمدیہ کراچی، لاہور، سیالکوٹ، راولپنڈی، پشاور، ملتان اور لائلپور کے امراء یا ان کی جماعتوں کے مقرر کردہ نمائندہ ہوں۔ کورم پانچ کا ہو۔ اس کمیٹی کا یہ کام ہوگا کہ صدر انجمن احمدیہ کی ہر دو نظارت سے متعلقہ افسر کے ساتھ مل کر آئندہ سال کے لئے منصوبہ تیار کرے۔ جس کی منظوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے لے لی جائے۔ پھر جو منصوبہ کسی نظارت کے لئے منظور ہو، کمیٹی ہر چھ ماہ کے بعد دیکھے کہ آیا منصوبہ کے مطابق عمل ہو رہا ہے یا نہیں اور جو نقص نظر آئے اس کے دور کرنے کے لئے نظارت متعلقہ کو ضروری تجاویز بتائے۔ سب سے پہلے نظارت تعلیم اور اصلاح وارشاد کے متعلق کارروائی کرے'' [40]

سوشل ویلفیئر کانفرنس میں والنٹیئرز کی شرکت

اپریل 1959ء میں کراچی میں اعلیٰ سطح کی سوشل ویلفیئر کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں خدام الاحمدیہ کراچی نے اپنے والنٹیئرز پیش کئے جو تین روز تک کانفرنس کے انتظامات کرتے رہے۔ کانفرنس کے منتظمین پر والنٹیئرز کے کام کا نہایت اچھا ہوا۔ کانفرنس کے بعد انھوں نے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو شکریہ کا خط لکھا۔

اس کانفرنس کے مختلف وفود کو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اپنے ویلفیئر ادارے دکھائے۔ بعد میں ایک عصرانہ میں پاکستان کے مختلف وفود سے ملاقات کی گئی اور تبادلہ خیالات کیا گیا۔ [41]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے لئے روزہ رکھنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت وعافیت کے لئے مکرم ومحترم امیر صاحب کراچی کی طرف سے مئی 1959ء میں ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی تحریک کی گئی۔ اسی طرح دعاؤں کے ساتھ ساتھ بکرے بھی صدقے کئے جاتے رہے۔ [42]

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی بیماری اور وفات

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی جلسہ سالانہ 1958ء کے موقع پر شدید بیماری کا پتہ چلا۔ڈاکٹروں نے خدشہ ظاہر کیا کہ کہیں کینسر نہ ہو۔لہٰذا 8/مارچ 1959ء تک لاہور میں علاج ہوتا رہا۔

مارچ 1959ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے تو مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب بھی کراچی آ گئے۔ان دنوں مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی ملازمت حیدرآباد میں تھی۔حضور کی واپسی کے بعد 15/مارچ کو آپ حیدرآباد واپس تشریف لے گئے۔لیکن طبیعت خراب ہونے پر 22/مارچ کو کراچی آ گئے۔ 7/اپریل کو ڈاکٹروں سے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ مرض کی صحیح تشخیص کے لئے ٹیسٹ ضروری ہیں۔لہٰذا آپ کو 12/اپریل کو جناح ہسپتال میں داخل کیا گیا لیکن وہاں آپ کی طبیعت مزید خراب ہوگئی تو آپ کو 20/اپریل کو امریکن ہسپتال (Seventhday) میں داخل کیا گیا۔

22/مئی 1959ء کو جب کہ آپ ابھی ہسپتال میں داخل تھے کہ آپ کی حالت اس قدر نازک ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے فوری طور پر خون دینے کا مشورہ دیا۔

اس امر کی اطلاع فوری طور پر جماعت میں کردی گئی اور گو کہ یہ اطلاع رات کو ملی اور سب تک یہ اطلاع پہنچ نہ سکی۔لیکن پھر بھی ڈیڑھ سو سے زائد احباب جماعت جن میں بیشتر نوجوان تھے، صبح ہی ہسپتال پہنچ گئے۔

ہسپتال والے اس نظارے پر حیران تھے کہ ایک آدمی کو خون دینے کے لئے اتنی کثیر تعداد میں افراد فوری طور پر کیسے جمع ہوگئے۔ان احباب میں سے 20 افراد کا خون لیا گیا۔ باقی اس بات پر افسوس کر رہے تھے کہ ان کا خون کیوں نہیں لیا گیا۔ 7/جون کو جب آپ ابھی ہسپتال میں داخل تھے، جماعت احمدیہ کراچی نے آپ کو اپنے اجلاس میں امیر جماعت کراچی کے طور پر دوبارہ منتخب کرلیا۔

13/جون 1959ء کو ایک بج کر پچاس منٹ پر آپ کی حالت خراب ہونے لگی اور تقریباً ڈھائی بجے رات آپ نے جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔[43]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا جماعت کراچی کو مخلصانہ مشورہ

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک مضمون تحریر فرمایا۔اس میں جماعت احمدیہ کراچی کے احباب کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''میں جماعت احمدیہ کراچی سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔وہ یہ کہ یہ زندگی عارضی ہے اور ہر انسان نے بہر حال جلد یا بدیر مرنا ہے۔مگر ترقی کرنے والی جماعتوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی فرد وفات پاتا ہے تو وہ اس کی وفات کی وجہ سے جماعت میں کسی قسم کا خلاء پیدا ہونے نہیں دیتے۔بلکہ ایک شخص مرتا ہے تو اس کی جگہ لینے کے لئے (نام کی جگہ نہیں بلکہ حقیقی قائم مقامی کے لئے) دس کام کے آدمی پیدا ہو جاتے ہیں۔پس جماعت کراچی کا اس موقعہ پر اوّلین فرض ہے کہ وہ اس ترقی کے مقام میں ہرگز کمی نہ آنے دیں،جس پر وہ اس وقت خدا کے فضل سے پہنچ چکی ہے۔اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ دینی جماعتوں کی ترقی کی بنیاد ایمان اور عمل صالح کے بعد اصولاً چار باتوں پر ہوتی ہے یعنی اوّل اخلاص،دوسرے قربانی،تیسرے تنظیم اور چوتھے اتحاد۔

پس جبکہ خدا کے فضل سے کراچی کی جماعت کو یہ چار باتیں بصورت احسن حاصل ہو چکی ہیں تو ان کا فرض ہے کہ اس مقدس چار دیواری کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ اسے بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔جماعتوں کی زندگی میں سکون بالکل نہیں ہوا کرتا،بلکہ یا تو وہ ترقی کرتی ہیں اور یا گر جاتی ہیں جو جماعت ان چار باتوں میں ترقی نہیں کر رہی وہ سمجھ لے کہ خواہ وہ محسوس کرے نہ کرے وہ یقیناً گر رہی ہے اور اگر خدانخواستہ وہ نہ سنبھلی تو اس کا تنزل عنقریب نمایاں ہو کر ظاہر ہو جائے گا جس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے۔[44]

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی وفات پر قراردادیں

جماعت احمدیہ کراچی

انجمن احمدیہ کراچی کا ایک اجلاس خصوصی آج مورخہ 19 جون 1959ء بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔جس میں حسب ذیل قرارداد تعزیت اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔

انجمن احمدیہ کراچی کا یہ اجلاس محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی وفات پر دلی افسوس اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

محترم چوہدری صاحب کی زندگی خدمت دین اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے وقف تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت ہمیشہ ان کا نصب العین رہی اور جماعت میں یہ روح زندہ رکھنے کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں رہے۔ جماعت احمدیہ کراچی کو بفضلہٖ تعالیٰ جو مقام حاصل ہے۔اس کی کامیابی کا سہرا دراصل مکرم چوہدری صاحب کے سر ہے۔اپنی زندگی میں انہوں نے ہمیشہ قربانی اور اخلاص کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے جو ہمارے لئے اور آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوسکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم چوہدری صاحب کو اعلیٰ علّیّین میں مقام عطا کرے۔ نیز ان کے لواحقین بالخصوص اب کی اہلیہ محترمہ، فرزند اور ان کے برادر اکبر محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ اور برادر اصغر چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کا حافظ و ناصر ہو اور جماعت کو بھی صبر جمیل عطا کرے اور نہ صرف جماعت کو اپنا مقام برقرار رکھنے کی توفیق دے بلکہ پہلے سے زیادہ قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلس انصاراللہ کراچی

مورخہ 14/جون 1959ء کو مجلس انصاراللہ کراچی نے اپنے ہنگامی اجلاس میں درج ذیل قرارداد پاس کی۔

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، جو کہ احمدیت کے شیدائی اور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عاشق صادق تھے، کل 13/جون بروز ہفتہ کراچی میں اس جہاں فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔

مجلس ہٰذا کا یہ غیر معمولی اجلاس آپ کی وفات حسرت آیات پر گہرے غم و رنج کا اظہار کرتا ہے اور مکرم امیر صاحب مرحوم مغفور کے عزیز و اقارب کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

اراکین مجلس بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ وہ مکرم چوہدری صاحب کو جنت کے اعلیٰ مقام پر جگہ عطا فرماوے اور پسماندگان و جماعت احمدیہ کراچی کے احباب کو صبر جمیل عطا

فرماوے اور مرحوم ومغفور کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔آمین

مکرم چوہدری صاحب مرحوم ومغفور نے اپنی زندگی خدمت احمدیت میں گذاری اور ہمیشہ اپنی خداداد فراست، وقار اور مالی حوصلگی، اخلاص اور حسن کارکردگی سے جماعت احمدیہ کراچی کی خصوصاً اور دوسری جماعتوں کی عموماً کامیاب خدمات سرانجام دیں۔وہ ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ کراچی کے امیر رہے۔اس جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر شعبہ میں نمایاں ترقی کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خوشنودی حاصل کی۔ جماعت کے ہر فرد کو ان کے ساتھ والہانہ محبت تھی اور یہی وجہ تھی کہ احباب جماعت آپ کے اشارہ پر خدمت دین کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے۔

مجلس انصار اللہ کراچی، چوہدری صاحب موصوف مرحوم ومغفور کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اراکین مجلس ہٰذا یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی مکرم چوہدری صاحب کی ان نصائح و ہدایات پر، جو کہ وہ اپنی زندگی میں فرماتے رہے ہیں،عمل کرتے ہوئے ان کی روح کے لئے ایصال ثواب کا موجب بنیں گے۔اللہ ہمیں ہمیشہ اس توفیق دے۔آمین

لجنہ اماء اللہ کراچی

لجنہ اماء اللہ کراچی نے 14 رجون کو ایک خاص اجلاس میں حسب ذیل قرارداد تعزیت پیش کی۔

لجنہ اماء اللہ کراچی محترم چوہدری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔چوہدری صاحب کی ذات میں جماعت کراچی کو ایک نہایت ہی مخلص، بے مثل قربانی کرنے والا، اعلیٰ تنظیمی قابلیتوں کا مالک اور نہایت جوش اور درد رکھنے والا امیر نصیب تھا۔

خدا تعالیٰ آپ کی پاک روح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کے اہل اور اولاد اور عزیز و اقارب کو بالخصوص اور تمام جماعت احمدیہ کو بالعموم صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے اعلیٰ نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا یہ ہنگامی اجلاس منعقدہ احمدیہ بیت مارٹن روڈ اپنے مشفق، مہربان اور ہمدرد سرپرست امیر جماعت احمدیہ کراچی مکرم ومحترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی وفات پر اپنے قلبی رنج والم اور گہرے صدمے کے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ ایک طویل علالت کے بعد محترم امیر صاحب 13/جون 1959ء بروز ہفتہ ڈھائی بجے دوپہر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور اس کے قادر و مالک ہونے پر یقین رکھتے ہوئے مجلس یہ محسوس کرتی ہے کہ محترم امیر صاحب کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جسے بظاہر پُر کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ خاص طور پر مجلس کا ہر خادم یہ احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج ان سے اُن کی ایک ایسی پیاری ہستی جدا ہوگئی ہے جس نے انہیں نہ صرف یہ کہ ایک معمولی مجلس سے اُٹھا کر اس بلند مقام تک پہنچادیا۔ بلکہ ہر مشکل میں اُن کے لئے کام کے راستہ کو ہموار رکھا۔ مجلس یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ آج ان کا ایک ایسا رفیق ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا ہے، جو باوجود عمر کے فرق کے دن رات اُن کے کاموں میں اُن کے ساتھ شریک تھا۔ ایک ایسا غمگسار اُن سے علیحدہ ہوگیا ہے جس نے سارے غم خود لے کر خوشیاں انہیں دے دی تھیں۔ آج مجلس ایک ایسے واسطے سے محروم ہوگئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنے پیارے امام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کے اس قدر قریب ہوگئی ہے کہ وہ فاصلہ کی دُوری کو بھی محسوس نہیں کرتی تھی۔ آج ایک ایسا امیر ہم سے جدا ہوگیا ہے جس پر ہم کو فخر تھا اور جسے ہم پر ناز تھا۔ آج اس وجود کو اپنے اندر نہ پا کر ہمارے دل اس قادر و مالک خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں جس نے احمدیت کی نعمت سے ہمیں نوازا اور دعاگو ہیں کہ وہ اپنی ان گنت رحمتیں اور برکتیں چوہدری صاحب مکرم پر نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں انہیں اپنا قرب عطا فرمائے اور جماعت احمدیہ کراچی بلکہ جماعت ہائے احمدیہ کو اس قدر عبداللہ خان عطا کرے کہ اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قیادت اور رہنمائی میں ہم کم سے کم وقت میں اس منزل پر پہنچ جائیں جو الٰہی نوشتوں کے مطابق ہمارے لئے مقدر ہے۔[45]

تقرر امیر جماعت احمدیہ کراچی

مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی 1959ء میں المناک وفات ہوئی تو ان کی جگہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کو امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کیا گیا۔

مارٹن روڈ ڈسپنسری کی عمارت کی توسیع

افتتاح کے فوری بعد ہی اس ڈسپنسری میں مریضوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ انتظامیہ کی طرف سے زور دیا گیا کہ اس عمارت میں توسیع کی جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کراچی سے ملحقہ زمین کے لئے درخواست کی گئی جسے ایک پھر منظور کرلیا گیا اور مئی 1959ء کے آخر میں مزید تین کمروں کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا۔

تعمیر بذریعہ وقارعمل

یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کمروں کی تعمیر کا سارا کام وقارعمل کے ذریعہ مکمل کیا جائے گا تاکہ اس طرح اس روپیہ کو بچایا جاسکے جو کہ غیر فنی افراد پر صرف ہونا تھا۔ چنانچہ سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب چیف انجینئر کراچی جوائنٹ واٹر بورڈ کی سرکردگی اور مکرم مرزا نذیر احمد صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی زیر نگرانی مسلسل دو ماہ تک ہر روز وقارعمل کر کے ان تین کمروں کی دیواروں کو کھڑا کیا گیا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس دوران خدام نے خود ہی بنیادوں کی کھدائی کی، سیمنٹ اور بجری کو ملانے کا کام کیا، بلاک بنائے، بنیادوں کی بھرائی کی اور اسی طرح دوسرے ضروری کام چھٹی کے دن 9-9 گھنٹے اور دوسرے ایام میں 4-4 گھنٹے وقارعمل کر کے انجام دیئے۔

وقارعمل پر اخبار ''Good Will'' کراچی کا تبصرہ

اس وقارعمل کو بہترین خراجِ تحسین کراچی کے ایک پندروہ روزہ اخبار ''Good Will'' کے نامہ نگار نے دیا۔ انہوں نے لکھا:

''خدمت خلق کا ایک عجیب وغریب اور بے مثال کارنامہ جس کے پس منظر میں

انسانیت کی امداد کا حقیقی جذبہ کارفرما ہے، نوجوانانِ جماعت احمدیہ (جنھیں عام طور پر قادیانی کہا جاتا ہے) سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ ایک قابل دید نظارہ تھا کہ یہ نوجوان جن میں بڑے بڑے تاجر، ڈاکٹر، وکیل اور ڈگری کلاسز کے طلباء شامل تھے، خدمت خلق کے جوش میں ہر چیز سے بے پرواہ ہوکر مزدوروں کا کام کر رہے تھے........... درحقیقت یہ ایک انتہائی شاندار مثال ہے جو احمدی نوجوانوں نے قائم کی ہے ایسے وقت میں جبکہ ملک میں طبی سہولتوں کی کمی ہے اور سوشل سروس جیسے معزز کام کے لئے جذبہ کا انتہائی فقدان ہے، ان نوجوانوں کا یہ کارنامہ ایسا ہے کہ جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنی معاشرتی زندگی کے پہلو میں اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔'' [46]

بیت احمدیہ گولیمار کی تعمیر

بیت احمدیہ گولیمار کی تعمیر کا کام مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے 1958ء میں اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ 1959ء میں یہ بیت مکمل ہوئی۔ اس بیت کی چھت 19/جولائی 1959ء کو ڈالی گئی۔ یہ چھت خدام نے گیارہ گھنٹے وقارعمل کے ذریعے ڈالی اور صبح 8 بجے سے لے کر شام 7 بجے تک مسلسل کام کر کے ایک ایسے کام کو سرانجام دیا جس کا انہیں پہلے تجربہ نہیں تھا۔

کراچی کے خدام کا یہ وقارعمل اس لحاظ سے قابل دید تھا کہ اس میں صاحب حیثیت تاجر، ڈاکٹر اور طلباء مزدوروں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ کام کر رہے تھے اور یہ نوجوان اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھے جب تک بیت کی چھت ڈالنے کا کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ گیا۔ اس وقارعمل کو محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کے علاوہ ناظر بیت المال جناب عبدالحق رامہ صاحب نے بھی ملاحظہ فرمایا اور خدام کے کام کی تعریف کی۔

وقارعمل کی نگرانی نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی مکرم مرزا نذیر احمد صاحب جو تعمیر کمیٹی کے چیئرمین بھی تھے بمعہ کمیٹی کے دوسرے ممبران کر رہے تھے۔ قائد مجلس محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب بھی سارا وقت انتہائی جوش کے ساتھ کام کرتے رہے۔ [47]

بیت الذکر گولیمار 1949ء میں چٹائیوں کی مدد سے قائم کی گئی تھی جو محترم بابا ملک

عبدالرحیم صاحب کی لکڑیوں کے ٹال کے ایک حصہ پر تعمیر کی گئی تھی۔ بیت سے متصل مکرم محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی کا چائے کا کیبن بھی تھا۔

بیت گولیمار کے لئے حضرت قدرت اللہ سنوری صاحب نے بیت سے متصل مکان خرید کر ہدیہ کر دیا۔[48]

کمشنر سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ مالٹا کا دورہ

فضل عمر ڈویژن کراچی کی تاریخ میں یہ اہم موقع تھا جب کرنل ابیلا کمشنر سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ مالٹا (Malta) نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اس موقع پر مورخہ 26/جولائی 1959ء کو سینٹ جان ایمبولینس کراچی نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اس میں فضل عمر فرسٹ ایڈ ڈویژن نے پہلی مرتبہ شرکت کی۔

اس موقع پر سینٹ جان ایمبولینس کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کراچی نے یہ بات واضح طور پر فرمائی کہ اس پریڈ میں فضل عمر ڈویژن سب سے بہترین رہی۔ اس کے لئے انھوں نے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے:

[49] "Most active and living organisation"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کراچی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علاج کے سلسلہ میں 20/اگست 1959ء کو کراچی تشریف لائے اور 3/ستمبر 1959ء کو واپس تشریف لے گئے۔[50]

حضور چونکہ بیمار تھے اس لئے عمومی طور پر کسی جماعتی پروگرام میں شرکت نہیں فرما سکے۔ حضور کی صحت کی اطلاع اور دعا کی غرض سے مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے کراچی سے الفضل میں اعلانات شائع ہوتے رہے۔ ایک اعلان کا متن درج ذیل ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

کل دِن بھر شدید اعصابی بے چینی رہی۔ رات نیند اچھی طرح نہ آئی۔ آج صبح بھی بے چینی کی تکلیف ہے۔

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب، کراچی 23راگست بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح (بذریعہ فون):

کل دِن بھر حضور کو شدید قسم کی اعصابی بے چینی رہی، پرسوں اور کل ڈاکٹر جمال صاحب نے حضور کا معائنہ کیا۔کل خون کا ٹیسٹ (Test) کیا گیا۔اورکل سے مالش کے ذریعے رات کو فزیوتھراپی (Physio Therapy) شروع کر دیا گیا ہے۔رات نیند اچھی طرح نہ آئی۔آج صبح سے بے چینی ہے۔

احباب جماعت خاص طور دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کراچی کا سفر بابرکت فرمائے اور حضور کو کامل شفاء عطا فرمائے۔آمین

خاکسار(ڈاکٹر) مرزا منوراحمد

بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح - کراچی 23راگست 1959ء [51]

جلسہ سالانہ قادیان 1959ء کے سلسلہ میں خدمات

جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 1959ء کے سلسلہ میں ویزوں کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ کراچی نے شاندار خدمات انجام دیں۔اس سلسلہ میں حضرت بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ:

''میں اس موقع پر کراچی کی جماعت اور خصوصاً مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ،جنہوں نے رات دن توجہ دے کر اور محنت کر کے اور تکلیف اُٹھا کر ویزوں کے حصول میں مدد دی اور وقت پر سارا کام ہوگیا''۔[52]

کراچی کی طوفانی بارشوں میں خدام الاحمدیہ کراچی کی خدمات

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے 1959ء میں کراچی میں طوفانی بارشوں کے باعث ہونے والی زبردست تباہی کے موقع پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی کو پچاس خدام کی خدمات پیش کیں۔

خدام کے محنتی اور جفاکش دستے نے قائد آباد (پرانی نمائش سے ملحقہ سابقہ آبادی موجودہ مزار قائداعظم) کے علاقہ میں خدمات سرانجام دیں۔خدام نے تباہ شدہ جھونپڑیوں کی جگہ نئی جھونپڑیاں بنا کر دیں، پانی سے پیدا شدہ گڑھوں کو پر کیا، گندے پانی کی نکاسی کی اور تباہ حال

افراد کی مردم شماری کی۔ یہ کام انہوں نے سب ایریا مجسٹریٹ کی نگرانی میں کیا۔

علاوہ ازیں سکندر آباد کالونی، شیر شاہ اور محمود آباد کے علاقوں میں بھی بارش زدگان کے لئے گرانقدر فرائض سرانجام دئے۔[53]

غیر مسلم مشنوں کو دعوت الی اللہ

1959ء میں کراچی میں مکرم مولانا عبد الباسط شاہد صاحب مربی سلسلہ تعینات تھے۔ آپ نے اپنی تعیناتی کے دوران غیر مسلم تبلیغی مشنز اور مشنریوں سے رابطے رکھے اور دعوتِ (دین حق) کی کوشش کرتے رہے۔

اس دوران آپ بہائی ہال میں رابطہ کے لئے جاتے رہے۔اس طرح رومن کیتھولک انفارمیشن سینٹر بھی کئی بار گئے۔وہاں آپ آنے جانے والے عیسائی اور مسلمانوں کو (دعوت الی اللہ) کرتے تو مشن کے انچارج نے آپ کو وہاں آنے سے روک دیا۔ اسی طرح سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ مشن بھی جاتے رہے۔ وہاں بھی آپ آنے والے مسلمان طالبعلموں کو سمجھاتے اور انہیں اپنی مجالس میں شریک کرتے رہے۔

اس طرح یہودا مشن کے دو اسکاٹ پادریوں سے ملاقات کی۔ کراچی کے ایک علاقے میں اس مشن نے اپنی سرگرمیاں رکھی ہوئی تھی۔مولانا صاحب کی کوششوں سے وہ اپنی مساعی کو ناکام دیکھ کر اپنا کام بند کر بیٹھے۔اسی طرح آپ برٹش فارن بائیبل سوسائٹی میں جاتے رہے اور (دعوت الی اللہ) کا کام انجام دیا اور کئی مسلمانوں کو ان کے چنگل میں پھنسنے سے بچالیا۔[54]

ڈسپنسریز کیلئے ہر ماہ امداد دینے والے احباب

مارٹن روڈ اور گولیمار کی ڈسپنسریز کے لئے ہر ماہ مندرجہ ذیل احباب عطیات دیتے رہے۔

1۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب
2۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
3۔ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب
4۔ مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب
5۔ مکرم ایم اے خورشید صاحب
6۔ مکرم ملک منیر احمد صاحب اور برادر
7۔ مکرم چوہدری محمد نصر اللہ خان صاحب
8۔ مکرم ڈاکٹر ایس ایم انصاری صاحب

9۔ مکرم مقبول احمد صاحب
10۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب
11۔ مکرم شیخ محمد اسلم صاحب
12۔ مکرم صدرالدین کھوکھر صاحب
13۔ مکرم سید شریف احمد صاحب
14۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب
15۔ مکرم شیخ اعجاز رسول صاحب
16۔ مکرم رشید احمد محمود صاحب
17۔ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب

ڈسپنسریز کی عمارات کے لئے عطیات دینے والے احباب

مارٹن روڈ اور گولیمار ڈسپنسریز کے لئے درج ذیل احباب نے عطیات دئے۔

1۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب　2000روپے
2۔ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب　2000روپے
3۔ مکرم احمد اور مکرم محمود صاحب　3000روپے
4۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب　2000روپے
5۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب　2000روپے
6۔ مکرم چوہدری نبی احمد صاحب　2000روپے
7۔ مکرم ملک منیر احمد صاحب　1000روپے
8۔ M/S Ottoman Engineering　1000روپے
9۔ مکرم کے ایس غلام محی الدین اینڈ سنز　1000روپے

نیز ڈسپنسریز کو چلانے اور اس کی تعمیر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل احباب نے جانفشانی سے کام کیا۔

1۔ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب　چیئرمین کنسٹرکشن کمیٹی برائے ڈسپنسریز
2۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب　وائس چیئرمین
3۔ مکرم محبوب احمد صاحب
4۔ مکرم عبدالحمید صاحب
5۔ مکرم مقبول احمد صاحب[55]

صدر پاکستان کو سلامی

پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی کے سالانہ فنکشن کے موقع پر فضل عمر ڈویژن کی طرف سے صدر پاکستان کو سلامی دی گئی۔اس موقع پر فضل عمر ڈویژن کو بہترین ڈویژن کا انعام دیا گیا۔اس کے یونیفارم کو لاہور لے جایا گیا تاکہ دوسری ڈویژنز کے لئے بطور مثال پیش کی جا سکے۔اس موقع سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ کے ڈسٹرکٹ سپر نٹنڈنٹ نے فضل عمر ڈویژن کی بہترین کارکردگی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

"This Fazl-e-Umar Division a newly formed division but doing excellent social work through out Karachi" 56

ترجمہ:فضل عمر ڈویژن جونئی قائم ہوئی ہے لیکن پورے کراچی میں شاندار سماجی خدمات انجام دے رہی ہے۔

فضل عمر ڈسپنسری مارٹن روڈ کی توسیع - وقارِ عمل

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مورخہ 17رجنوری 1960ء ''فضل عمر چیری ٹیبل ڈسپنسری'' مارٹن روڈ کی توسیعی عمارت کی چھت ڈالنے کے لئے ایک وقارعمل کیا۔اس وقارعمل میں شامل 150 سے زائد خدام نے مکرم سید غلام مرتضی شاہ صاحب چیف انجینئر کی زیر ہدایت 8:30 بجے صبح سے 2 بجے دوپہر تک مسلسل کام کے بعد انجینئروں کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کردیا کہ یہ کام شام تک مکمل نہیں ہوسکتا۔اس وقارعمل کی نگرانی مکرم مرزا نذیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ، بابو ثناء اللہ صاحب ایس-ڈی-او اور محبوب احمد صاحب اوورسیئر کرتے رہے۔اس موقع پر قائمقام امیر جماعت کراچی محترم میجر شمیم احمد صاحب، جرمن نومسلم مکرم ناصر نکوسکی صاحب، مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آف عدن، محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ، مکرم چوہدری فیض عالم صاحب سیکریٹری تحریک جدید اور دوسرے متعدد احباب جماعت سارا وقت مقام وقارعمل پر موجود رہے۔خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی اور خود بھی وقارعمل میں حصہ لیا۔

مارٹن روڈ ایریا سے بنیادی جمہوریت کے انتخاب میں کامیاب شدہ امیدواروں نے بھی وقارعمل میں خدام کو کام کرتے دیکھا اور انتہائی تعریفی کلمات کا اظہار کیا۔57

فضل عمر ویلفیئر سوسائٹی کا قیام

فضل عمر ویلفیئر سوسائٹی 1959ء کے اواخر میں قائم ہوئی اور سوسائٹیز ایکٹ نمبر XIX کے تحت 26؍جنوری 1960ء کو رجسٹر کی گئی۔اس کی پہلی مجلس عاملہ کے اراکین کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔	مکرم میجر شمیم احمد صاحب	پریذیڈنٹ
2۔	مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب	وائس پریذیڈنٹ
3۔	مکرم محمد جمیل چغتائی صاحب	جنرل سیکریٹری
4۔	مکرم محمد رفیق چغتائی صاحب	جوائنٹ سیکریٹری
5۔	مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب	سوشل ویلفیئر سیکریٹری
6۔	مکرم بشیر الدین احمد سامی صاحب	خزانچی
7۔	مکرم اے آر کوثر صاحب	ممبر
8۔	مکرم ڈاکٹر خلیفہ اے مومن صاحب	ممبر
9۔	مکرم مرزا عبدالرشید بیگ صاحب	ممبر (لیگل ایڈوائزر)

نوٹ: مکرم بشیر الدین احمد سامی صاحب کے کراچی سے ٹرانسفر ہونے کی وجہ سے مکرم مرزا نذیر احمد صاحب کو خزانچی مقرر کیا گیا۔جب اس سوسائٹی کا کام مزید وسعت اختیار کر گیا تو درج ذیل اراکین کو بھی مجلس عاملہ میں شامل کیا گیا۔

1۔	مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب	پروجیکٹ سیکرٹری
2۔	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب	جمخانہ سیکریٹری
3۔	مکرم صوفی مبارک احمد صاحب	چائلڈ ویلفیئر سیکریٹری
4۔	مکرم شیخ منیر احمد صاحب	کلچرل سیکریٹری [58]

فضل عمر ویلفیئر سوسائٹی کے مقاصد

فضل عمر ویلفیئر سوسائٹی نے جنوری 1960ء کے بعد سے ڈسپنسریز کا کنٹرول سنبھال لیا اور دو نکاتی مقصد سامنے رکھا جو یہ تھا:

1۔ ڈسپنسریز کے عملی مقام کو اونچا کرنا۔

2۔ دوسرے اداروں سے تعلق پیدا کرنا تا کہ جدید آلات اور مہنگی دوائیں حاصل کی جا سکیں۔ 59

کراچی کے ایک دوست کے لئے تمغۂ خدمت کا اعزاز

11 رجنوری 1960ء کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے مکرم چوہدری احمد جان صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو، جو محکمہ سول سپلائز کراچی میں اس وقت اسسٹنٹ راشننگ آفیسر تھے، ان کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں تمغۂ خدمت سے نوازا۔ 60

جدید آلات اور دوائیں

مارٹن روڈ ڈسپنسری میں جدید آلات اور مہنگی دواؤں کے حصول کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ڈائریکٹوریٹ آف ہیلتھ سے رابطہ کیا گیا تا کہ رجسٹریشن حاصل کی جاسکے۔

اس کے نتیجے میں جناب میجر جی ایچ کے نیازی صاحب ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز نے فروری 1960ء میں ڈسپنسری کا دورہ کیا۔اس طرح یہ ڈسپنسری 18 راگست 1960ء سے Approved List پر آ گئی۔ 61

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا لیکچر

12 رفروری 1960ء کو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے Y.M.C.A میں ایک پبلک لیکچر بزبان انگریزی بعنوان "Appostle of Peace" دیا۔

جلسہ کی صدارت معزز غیراز جماعت دوست کرنل ایم ایم احمد ہیڈ آف فلاسفی ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی نے کی۔ جلسہ کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔تقریباً 2 ہزار سے زائد افراد نے چوہدری صاحب موصوف کا لیکچر سنا جس میں سفارتی نمائندگان اور اعلیٰ سول اور فوجی حکام شامل تھے۔ مقامی اخبارات نے جلی حروف سے خبریں شائع کیں۔معززین کو خاص دعوت نامے جاری کئے گئے تھے۔ 62

محترم صفدر علی خان صاحب سیکریٹری جنرل پاکستان ریڈکراس کا اعزاز

کراچی کے احمدی دوست محترم صفدر علی خان صاحب سیکریٹری جنرل ریڈکراس پاکستان کو ان کی خدمات جلیلہ کے صلہ میں صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب نے مورخہ 23مارچ 1960ء کو یوم پاکستان کے موقعہ پر ستارہ خدمت کا اعزاز عطا فرمایا۔قبل ازیں اپریل 1958ء میں ہر میجسٹی ملکہ الزبتھ دوم نے دولت مشترکہ کے سربراہ کی حیثیت سے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کی خاطر آپ کی خدمات جلیلہ کے صلہ میں آپ کو ایسوسی ایٹ آفیسر برادر (آرڈر آف سینٹ جان) کا خطاب عطا کیا تھا۔63

اسی طرح آپ مورخہ 9/جون 1960 کو جینوا روانہ ہوئے۔ آپ نے وہاں بین الاقوامی ریڈکراس سٹڈی سنٹر میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

ریڈکراس کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ بین الاقوامی بنیادوں پر ایک ہمہ گیر سٹڈی سنٹر کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں ایشاء، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے سترہ ملکوں کی ریڈکراس تنظیموں اور انجمن ہائے ہلال احمر کے لیڈرز نے شرکت کی۔ پاکستان ایشیاء کے ان تین ممالک میں سے ایک تھا جنہیں اس میں شرکت دعوت دی گئی۔64

علامہ نیاز فتح پوری صاحب کے فضل عمر ڈسپنسری کے بارے میں ریمارکس

علامہ صاحب نے 21/مئی 1960ء کو فضل عمر ڈسپنسری مارٹن روڈ کے دورہ کے موقع پر اپنے تاثرات یوں رقم فرمائے:

''فضل عمر ڈسپنسری دیکھنے کے بعد کسی کا صرف یہ کہہ دینا کہ اسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی بڑا ناقص اعتراف ہے اس عظیم خدمت انسانی کا جو یہ ڈسپنسری انجام دے رہی ہے۔

مارٹن روڈ اور گولیمار کے دونوں شفا خانے جنہیں خدام جماعت احمدیہ نے واقعتاً اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا ہے، جذبہء خیر، جوش عمل اور جسم و روح کی بیداری کی ایسی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن سے ''غض بصر'' ممکن نہیں۔

ان شفا خانوں کا اصل مقصد خالصتاً للہ انسانی درد و دُکھ میں شریک ہونا ہے اور اسی لئے

دواؤں کے علاوہ یہاں........... غذائیں بھی مفت تقسیم کی جاتی ہیں........... اور دارالمطالعہ بھی قائم کردیا گیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے اس دورِ بے علمی میں جماعت احمدیہ کا قیام نوع انسانی کی اتنی بڑی خدمت ہے، جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی اور جس جماعت کی تعمیر اس بنیانِ مرصوص پر قائم ہو وہ کبھی فنا نہیں ہوسکتی۔''

(دستخط) نیاز فتح پوری

21رمئی 1960ء [65]

جرمن نو احمدی کا لیکچر

اگست 1960ء میں احمدیہ ہال کراچی میں جناب ولیم ناصر نیکولسکی صاحب جرمن نواحمدی نے خطاب کیا۔ ناصر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے تمام ہندوستان کا دورہ کیا ہے اور انہیں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اور احمدی بھائیوں سے ملنے کا موقع ملا ہے۔[66]

مجلس انصاراللہ سندھ و بلوچستان

1960ء میں مجلس انصاراللہ سندھ و بلوچستان قائم تھی ۔جس میں کراچی کی مجلس بھی شامل تھی۔اس مجلس کا سربراہ ناظم اعلیٰ کہلاتا تھا اور اور اراکین عاملہ معتمد کہلاتے تھے۔

1960ء میں مجلس انصاراللہ سندھ و بلوچستان کی مجلس عاملہ کے بعض احباب کے نام درج ذیل ہیں۔

ناظم اعلیٰ	مکرم چوہدری عبدالحق صاحب ورک
معتمد عمومی	مکرم محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی
معتمد مال	مکرم شیخ عبدالحق صاحب انجینئر
معتمد اصلاح وارشاد	مکرم چوہدری رشید احمد صاحب
معتمد تعلیم وتربیت	مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب [67]

علامہ نیاز فتح پوری صاحب کا جماعت احمدیہ کا قریبی مطالعہ

علامہ نیاز فتح پوری صاحب ایڈیٹر ماہنامہ ''نگار'' لکھنو مئی 1960ء کے اوائل میں پاکستان تشریف لائے ۔ جہاں آپ نے وسط جون تک قیام فرمایا اس دوران میں آپ باوجود خواہش کے ربوہ تشریف نہ لے جاسکے ۔لیکن لاہوراور کراچی میں آپ کواحمدی احباب سے ملنے اور جماعت احمدیہ کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا ۔ آپ نے واپس جا کر ''نگار'' بابت جولائی 1960ء میں اپنے سفرِ پاکستان کے حالات سپرد قلم فرمائے ۔جس میں آپ نے ''احمدی جماعت کا قریب تر مطالعہ'' کے ذیلی عنوان کے تحت جماعت کی عظمتِ کردار اور بلندئ اخلاق کے بارہ میں اپنے قلبی تاثرات کا بھی ذکر فرمایا جو درج ذیل کئے جاتے ہیں ۔

''لکھنؤ سے چلتے وقت ایک ذہنی یا جذباتی پروگرام میں نے یہ بھی بنایا تھا کہ اس سفر کے دوران اگر قادیان نہیں تو ربوہ ضرور دیکھوں گا جو سنا ہے کسی وقت وادئ غیر ذی زرع تھی اور اب احمدی مجاہدین نے اسے ایک متمدن شہر بنا دیا ہے ۔قادیان کا سوال اس لئے سامنے نہ تھا کہ پورا خاندان میرے ساتھ تھا اور ربوہ تو خیر مَیں کراچی سے تنہا بھی آ سکتا تھا لیکن افسوس ہے کہ میرا یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا ۔اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ میرے ویزا میں ربوہ کا نام درج نہ تھا۔دوسرے میری صحت اس کی متقاضی نہ تھی کہ موسم گرما میں سفر ریگستان کی جرأت کرسکوں لیکن میری اس پست ہمتی کی تلافی کسی نہ کسی حد تک اس طرح ہوگئی کہ بعض مخلصین سے امرتسر سٹیشن پر تبادلۂ نگاہ ہو گیا بعض سے لاہور میں یاد اللہ ہوگئی اور جب کراچی پہنچا تو مجھے ایک سے زائد باران کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقع مل گیا۔

سب سے پہلی چیز جسے میں نے بیّن طور پر محسوس کیا ان کی متانت وسنجیدگی تھی ان کے ہنستے ہوئے چہرے ان کے بشاش قیافے اور بوئے خوشدلی تھی۔ دوسری بات جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا یہ تھی کہ انہوں نے دوران گفتگو میں مجھ سے کوئی تبلیغی گفتگو نہیں کی کبھی کوئی ذکرتعلیم احمدیت کانہیں چھیڑا۔ جو یقیناً مجھے پسند نہ آتا۔ میرامقصود ایک خاموش نفسیاتی مطالعہ کرنا تھا۔ اور آج کی انتہائی اداشناسی تھی کہ دعوتوں،عصرانوں میں انہوں نے مجھے اس مطالعہ کا پورا موقعہ دیا۔ اورکوئی بات ایسی نہیں چھیڑی کہ معاملہ نگاہ سے ہٹ کر زبان تک پہنچتا اور میرازاویہ نظر بدل جاتا۔

اس کا علم تو مجھے تھا کہ احمدی جماعت بڑی باعمل جماعت ہے لیکن یہ علم زیادہ سماعی اور کتابی تھا۔ اور میں کبھی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اُن کی زندگی کی بنیاد ہی سعی و عمل پر قائم ہے اور جدوجہد ان کا قومی شعار بن گیا ہے۔

اس سے ہر شخص واقف ہے کہ وہ ایک مشنری جماعت ہے اور خاص مقصد کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتی ہے اور ایسے ناقابل شکست عزم و حوصلہ کے ساتھ کہ تاریخ اسلام میں اس کی مثال قرون اولیٰ کے بعد کہیں نہیں ملتی۔

میں حیران رہ گیا یہ معلوم کر کے کہ ان کے دو شفا خانے جو انہوں نے یہیں کراچی کی دو غریب آبادیوں میں قائم کئے ہیں، محض ان کے چند نوجوان افراد کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ جنہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کی بنیاد کھودی، ان کی دیواریں اٹھائیں، ان کی چھتیں استوار کیں، ان کا فرنیچر تیار کیا، اور اب صورت حال یہ ہے کہ ان شفاخانوں سے روزانہ سینکڑوں غرباء کو نہ صرف دوائیں ملتی ہیں بلکہ............غذائیں بھی مفت تقسیم کی جاتی ہیں اور عوام کی ذہنی تربیت کے لئے ریڈنگ روم اور کتب خانے بھی قائم ہیں۔

دل شکستہ دراں کوچہ می کنند درست
چنانکہ خود نشناسی کہ از کجا بشکست

کراچی اور لاہور میں اس جماعت کے افراد کی تعداد پانچ پانچ ہزار سے زیادہ نہیں لیکن اپنی ''گراں مائگی مستقبل'' کے لحاظ سے وہ ایک ''بنیان مرصوص'' ناقابل تزلزل ایک حصار آہنی ہیں ناقابل تسخیر! اور کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اس ''اسوۂ حسنہ'' کی جس کا ذکر محراب و منبر سے تو اکثر سنا جاتا ہے لیکن دیکھا کہیں نہیں جاتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے کہ وہ کیا بات ہے جس نے انہیں یہ سوجھ بوجھ عطا کی۔ اس کا جواب ابھری ہوئی جماعتوں کی تاریخ میں ہم کو صرف ایک ہی ملتا ہے۔ اور وہ عظمت کردار اور بلندیٔ اخلاق!

اس وقت مسلمانوں میں ان کو کافر و بے دین کہنے والے تو بہت ہیں لیکن مجھے تو آج ان مدعیانِ اسلام کی جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آتی جو اپنی پاکیزہ معاشرت اپنے اسلامی رکھ رکھاؤ اپنی تابِ مقاومت اور خوئے صبر و استقامت میں احمدیوں کی خاکِ پا کو بھی پہنچتی ہو!

؎ ایں آتشِ نیرنگ نہ سوز و ہمہ کس را

یہ امر مخفی نہیں کہ تحریک احمدیت کی تاریخ 1889ء میں شروع ہوتی ہے جس کو کم و بیش ستر سال سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ لیکن اسی قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت اختیار کر لی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ اور دنیا کا کوئی دور ودراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردانِ خدا اسلام کی صحیح تعلیم انسانیت .... کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں۔

آپ کو یہ سُن کر حیرت ہو گی کہ جب بانیٔ احمدیت کی رحلت کے بعد 1934ء میں موجودہ امیر جماعت نے تحریک جدید کا آغاز کیا تو اس کا بجٹ 27 ہزار کا تھا لیکن 25 سال بعد وہ بیس لاکھ 80 ہزار تک پہونچ گیا۔ جو انتہائی احتیاط و نظم کیساتھ تعلیمات اسلامی پر صرف ہو رہا ہے اور جب قادیان و ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے ٹھیک اسی وقت یورپ، افریقہ و ایشیا کے ان بعید و تاریک گوشوں کی مسجدوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے، جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ آگے قدم بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔

باور کیجئے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ باوجود ان عظیم خدمات کے بھی اس بے ہمہ و باہمہ جماعت کو برا کہا جاتا ہے تو مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے اور مسلمانوں کی بے بصری پر حیرت ہوتی ہے۔

مبیں حقیر گدایانِ عشق راکایں قوم
شہانِ بے کر و خسرو انِ بے گلہ اند

جب سے میں نے طریق احمدیت پر اظہار خیال شروع کیا ہے۔ عجیب و غریب سولات مجھ سے کئے جا رہے ہیں۔ بعض حضرات اس جماعت کے معتقدات کے بارے میں استفسار فرماتے ہیں۔ بعض براہ راست بانی احمدیت کے دعوئے مہدویت و نبوت کے متعلق سوال کرتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو ان کے اخلاق کو داغدار ظاہر کر کے مجھے متنفر کرنا چاہتے ہیں اور بعض تو صاف صاف مجھ سے یہی پوچھ بیٹھتے ہیں ''کیا میں احمدی ہو گیا ہوں'' یہ سب سنتا ہوں اور خاموش ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ وہ یہ تمام سوالات اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مجھے بھی اپنے جیسا مسلمان سمجھتے ہیں اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ:

ہم کعبہ و ہم بتکدہ سنگ رہ مابود
و فتیم و صنم بر سر مہراب شکستیم

مذہب و اخلاق دراصل ایک ہی چیز ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدی جماعت کی بنیاد اسی احساس پر قائم ہے اور اسی لئے وہ مذہبی عصبیت سے کوسوں دور ہے وہ تمام اخلاقی مذاہب کا احترام کرتے ہیں اور جس حد تک خدمت خلق کا تعلق ہے، رنگ ونسل اور مسلک وملت کا امتیاز ان کے یہاں کوئی چیز نہیں وہ ہمیشہ سادہ غذا استعمال کرتے ہیں سادہ کپڑے پہنتے ہیں سگریٹ اور مے نوشی وغیرہ کی مزموم عادتوں سے مبرا ہیں، نہ تھیٹر وسنیما سے انہیں کوئی واسطہ، نہ کسی اور لہوولعب سے کوئی دلچسپی۔ انہوں نے اپنی زندگی کی ایک شاہرہ قائم کر لی ہے اور اسی پر نہایت متانت وسلامت روی کے ساتھ چلے جارہے ہیں یہی حال ان کی عورتوں کا ہے اور اس فضا میں ان کے بچے پرورش پارہے ہیں مجھے مطلق اس سے بحث نہیں کہ ان کے معتقدات کیا ہیں۔ میں تو صرف انسان کی حیثیت سے ان کا مطالعہ کرتا ہوں اور ایک معیاری انسان کی حیثیت سے ان کا احترام میرے دل میں ہے۔

اس وقت بانی احمدیت کا مطالعہ جو کچھ میں نے کیا ہے اور میں کیا جو کوئی بھی خلوص وصداقت کے ساتھ ان کے حالات وکردار کا مطالعہ کرے گا اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ صحیح معنی میں عاشق رسولؐ تھے اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کہا یا کیا وہ نتیجہ تھا محض ان کے بے اختیارانہ جذبۂ خلوص اور داعیات حق وصداقت کا۔ اس لئے سوال اُن کی نیت کا باقی نہیں رہتا۔ البتہ گفتگو اس میں ہوسکتی ہے کہ انہوں نے کن معتقدات میں کس طرف لوگوں کو دعوت دی، سو اس پر روایتاً و درایتاً دونوں طرح سے غور وتامل ہوسکتا ہے، لیکن بے سود، کیونکہ اس کا تعلق صرف ان کے ایہال وعواطف سے ہوگا نہ کہ عمل وکردار سے اور اصل چیز عمل وکردار ہے۔

اب سوال رہا میرے احمدی ہونے یا نہ ہونے کا سو اس کے متعلق میں اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں کہ سرے سے میرا مسلمان ہونا ہی مشکوک ہے چہ جائیکہ احمدی ہونا۔ یہاں تو چیز صرف عمل ہے اور اس حیثیت سے میں اپنے آپ کو اور زیادہ نا اہل پاتا ہوں۔

برہمن می شدم گر ایں قدر زنار می بستم

اس لئے مناسب یہی ہے کہ مجھ سے اس قسم کا کوئی ذاتی سوال نہ کیا جائے نہ اس لحاظ سے کہ یہ بالکل بے نتیجہ سی بات ہے بلکہ اس خیال سے بھی کہ

دریغا آبروئے دیر گر غالب مسلماں شد

اس سلسلہ میں مجھے ایک بات اور عرض کرنا ہے، وہ یہ کہ آج یا کل یقیناً وہ وقت بھی آئے گا جب میں احمدی جماعت کے مذہبی لٹریچر پر ناقدانہ تبصرہ کرونگا، کیونکہ بغیر سمجھے کسی بات کو مان لینا میرے فطری رجحان کے خلاف ہے اور احمدی جماعت کے معتقدات میں کئی باتیں مجھے ایسی نظر آتی ہیں جواب تک میری سمجھ میں نہیں آئیں۔لیکن اس کا تعلق صرف میری ذاتی وانفرادی ردّو قبول سے ہوگا نہ کہ احمدی جماعت کے وجود اجتماعی سے جس کی افادیت سے انکار کرنا گویا دن کو رات کہنا ہے اور دن کو رات میں نے کبھی نہیں کہا''۔68

مجلس انصاراللہ سابق سندھ و بلوچستان کا پہلا اجتماع

مجلس انصاراللہ سابق سندھ و بلوچستان کا پہلا اجتماع مورخہ 18 ستمبر 1960ء کو لطیف آباد (حیدرآباد) میں منعقد ہوا۔مکرم چوہدری عبدالحق ورک صاحب ناظم اعلیٰ مجلس علاقائی سابق صوبہ سندھ و بلوچستان کا تعلق کراچی سے تھا۔(نوٹ: اس زمانے میں مغربی پاکستان میں صوبے ختم کر کے ون یونٹ نظام قائم تھا۔مؤلف)

18ستمبر کو اجتماع کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا۔سات رفقاء حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر حبیب پر تقاریر کیں۔محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے ''انصاراللہ کی ذمہ داریاں'' اور ''برکات خلافت'' پر تقاریر کیں۔

محترم مولوی غلام احمد بدوملہی صاحب نے درس حدیث دیا۔ناظمین اضلاع نے اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں۔کارکردگی کی بنیاد پر مجلس خیرپور اوّل قرار پائی۔اجتماع شام 7 بجے عہد دہرانے کے بعد ختم ہوا۔69

ڈرگ روڈ کراچی میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ 8/اکتوبر 1960ء کو جماعت احمدیہ ڈرگ روڈ کراچی کے زیر انتظام جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا جس کی صدارت جناب میجر جنرل اکبر خان صاحب نے فرمائی۔

محترم پروفیسر حیدر عباس صاحب نے حضرت نبی کریمؐ کی سوانح پر تقریر کی، محترم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد محترم مولانا عبد المالک خان صاحب نے تقریر کی اور صدر اجلاس نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔70

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کراچی

اکتوبر 1960ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جس میں غیر مذاہب کے احباب نے بھی تقاریر کیں، جن میں جناب بہرام رستم جی پرنسپل پارسی ہائی اسکول اور ہندوستان سے آئے ہوئے جناب روہیت مہتہ صاحب شامل تھے۔

جناب روہیت مہتہ صاحب نے کہا کہ میں دنیا کے جن ملکوں میں گیا ہوں وہاں میں نے جماعت احمدیہ کے مخلصین کو دیکھا ہے جو دن رات (دین حق) جیسے امن پسند مذہب کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام مردہ لوگوں کے لئے پیغام حیات ہے۔

اسی طرح ایک شیعہ مقرر جناب بشیر احمد رضوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج ہر گلی میں جلسہ سیرت پاک ہو رہا ہے لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلا سیرت پاک کا جلسہ 1928ء میں لکھنؤ میں امام جماعت احمدیہ کی کوششوں سے ہی ہوا تھا۔ اب چاہے جتنے بھی جلسے ہوں اس کے ثواب میں جماعت احمدیہ کا حصہ ضرور ہے۔71

مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کی امداد

1960ء میں جماعت احمدیہ کراچی نے گورنر مشرقی پاکستان جناب جنرل محمد اعظم خان صاحب کی طرف سے طوفان زدگان مشرقی پاکستان کی امداد کے لئے اعلان پر فوری طور پر ایک ہزار روپیہ بھجوایا۔72

گولیمار ڈسپنسری میں توسیع

دسمبر 1960ء میں ایک کل وقتی لیڈی ڈاکٹر کا تقرر کیا گیا۔اسی طرح مئی 1961ء میں بجلی کا کنکشن بھی حاصل کرلیا گیا ۔اس کنکشن کے حصول میں مکرم وسیم احمد صاحب اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئر کے ای ایس سی اور چوہدری عبدالکریم صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے بھی تعاون کیا۔

اس کے علاوہ ایک کمرہ بھی بنایا گیا جس کا سنگ بنیاد مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے 12رفروری 1961ء کو رکھا۔اس موقع پر امیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے مجلس کو نصیحت کی کہ:

''کسی بھی مشکل سے نہ گھبرائیں اور بددِل نہ ہوں بلکہ آگے بڑھتے جائیں،ہمت،عزم اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے تاکہ مزید ڈسپنسریز اور رفاہی ادارے قائم کرسکیں جہاں ان کی ضرورت محسوس کریں۔'' 73

محترم ڈاکٹر شاہنواز صاحب - افریقہ کے پہلے میڈیکل مشنری

محترم ڈاکٹر شاہنواز صاحب 29دسمبر 1961 کو کراچی سے افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔محترم ڈاکٹر صاحب پہلے میڈیکل مشنری تھے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے بیرون ملک بھجوائے گئے۔ 74

ایک عیسائی مشنری سیل نارتھ کرسٹ نے اس بارہ میں ورلڈ کرسچن ڈائجسٹ جون 1961ء کی اشاعت میں لکھا کہ:

''جس دن میں نے سیرالیون چھوڑا اس دن (دین حق) کا پہلا میڈیکل مشنری پہنچا۔ یہاں کے مقامی پریس نے بہت تھوڑی اور مختصر سی خبریں اس کے متعلق شائع کیں جہاں تک مجھے علم ہے کہ کسی عیسائی لیڈر نے اس کا نوٹس نہ لیا مگر میرے نزدیک یہ (دین حق) کی نشاۃ ثانیہ کا ایک اور نشان ہے مسلمان بھی عیسائی مشنوں کے طور وطریق کو اپنا رہے ہیں اور یہ (دین حق) طبی مشن بھی اس پروگرام کا ایک حصہ ہے جو جماعت احمدیہ چلا رہی ہے جسے مغربی افریقہ میں (دین حق کا) انقلاب لانے کے لئے پیش رو کی حیثیت حاصل ہے۔'' 75

کراچی میں ریلیف ورک کا آغاز

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی طرف سے 1960ء میں مارٹن روڈ اور گولیمار کے غریب لوگوں کو مفت سامان پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔مجلس کی ڈسپنسریز میں امدادی سامان ہر ہفتہ 700 خاندانوں کوتقسیم کیا جاتا تھا جس میں ہر خاندان اوسطاً 6 افراد پر مشتمل تھا۔اس کے نتیجے میں تقریباً4200افراد کوامدادی اشیاء تقسیم کی جاتی رہیں۔

اس کے علاوہ لانڈھی، شیر شاہ اور منگھو پیر کے ضرورتمندوں میں بھی سامان تقسیم کیا گیا۔
اس پوری اسکیم کی تیاری میں جناب لیفٹیننٹ کمانڈر قاضی منظورالحق صاحب نے بہت کام کیا۔[76]

مغربی پاکستان میں ہیضہ کی وباء میں امداد

1960-61ء میں مارٹن روڈ اور گولیمار ڈسپنسریز میں ہیضہ کی وباء کے دوران تین سو افراد کو ٹیکے لگائے گئے۔[77]

انصاراللہ کے امتحانات میں پوزیشنز

انصاراللہ کے سہ ماہی امتحانات لینے کا فیصلہ 1958ء میں شوریٰ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے موقع پر کیا گیا۔

ریکارڈ کے مطابق اس فیصلہ پرعملدرآمد 1960ء سے کیا گیا۔ 1961ء کی پہلی سہ ماہی میں کراچی کے کسی ناصر نے پہلی مرتبہ پوزیشن حاصل کی۔ یہ ناصر مکرم حاجی عبدالکریم صاحب تھے۔جنہوں نے دوسری پوزیشن حاصل کی جبکہ ان امتحانات میں کراچی کے جس ناصر نے پہلی مرتبہ اول پوزیشن حاصل کی وہ مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب تھے۔جنہوں نے 1961ء کی چوتھی سہ ماہی میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

1963ء وہ پہلا سال تھا جس کی دوسری سہ ماہی میں اول اور دوم پوزیشنز کراچی کے انصار نے حاصل کیں۔ اوّل مکرم محبّ الرحمٰن صاحب رہے جبکہ دوم پوزیشن مکرم نصیر احمد خان صاحب نے حاصل کی۔[78]

ان امتحانات میں اسناد دینے کا سلسلہ 1968ء سے شروع ہوا۔اسناد دینے کی تجویز مجلس

انصاراللہ کراچی نے دی تھی جومنظور کر لی گئی۔[79]

فضل عمر انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کا قیام

خدام کو مختلف ہنر اور پیشے سکھانے کے لئے فضل عمر انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کا قیام عمل میں لایا گیا تا قوم کے نوجوانوں کو پیشے سکھا کر کام کے قابل بنایا جائے اور قوم پر بوجھ بننے کے بجائے قوم کے بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

اس انسٹیٹیوٹ کے قیام کی اسکیم مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے اجلاس عاملہ منعقدہ 21رمئی 1961ء میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی مکرم مرزا نذیر احمد صاحب نے پیش کی جبکہ اجلاس کی صدارت مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔

اس اجلاس میں ارا کین عاملہ کے علاوہ دیگر احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔قائد صاحب نے تحریک کی کہ احباب اسکے لئے عطیات دیں، کیونکہ فوری طور پر =/15000 روپے کی ضرورت ہے۔اس موقع پر احباب نے =/3500 روپے نقد اور وعدہ کی صورت میں ادا کئے۔

اس انسٹیٹیوٹ کا سنگ بنیاد محترم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے مورخہ 4رجون 1961ء کو رکھا جو مارٹن روڈ ڈسپنسری کے ساتھ واقع تھا۔اس سنگ بنیاد پر دعا کے لئے مکرم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے درخواست کی۔ یہ سنگ بنیاد 2 جون 1961ء کو موصول ہوا۔ افتتاحی تقریب پر بھی 3000 روپے کے عطیات اور وعدہ جات موصول ہوئے۔

اس انسٹیٹیوٹ کے سلسلے میں مندرجہ ذیل منصوبہ بنایا گیا:

1۔ اس میں پانچ کمرے ہونگے جس میں ابتدائی طور پر کلاس رومز اور ورکشاپ قائم کی جائیں گی۔

2۔ اس میں درج ذیل ہنر سکھانے کا انتظام کیا جائے گا۔

1۔ کیبنٹ میکنگ　　2۔ گارمنٹ میکنگ

3۔ الیکٹریکل ورک　　4۔ الیکٹریکل وائرمین

3۔ الیکٹریکل ورک اور الیکٹریکل وائرمین کے طلباء کو سینٹرل انجینئرنگ اتھارٹی کا امتحان

دلوایا جائے گا اور اس کے بعد سپروائزر کے امتحان میں شریک ہونگے ۔80

بلڈنگ کی تعمیر کے سلسلہ میں وقارعمل

فضل عمر انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کی بلڈنگ کی تعمیر کے سلسلے میں ایک اجتماعی وقارعمل کیا گیا جس میں 165 خدام نے 720 مکعب فٹ کنکریٹ تیار کیا اور ایک ماہر انجینئر کی موجودگی میں خدام نے بنیادیں بھریں۔

اس وقارعمل میں ٹرکوں سے بجری اتارنا، بجری اور سیمنٹ ملانا وغیرہ کا کام جو مزدوروں کے کرنے کے تھے، خدام نے خود کئے اور یوں قومی روپیہ بچایا۔81

اس وقارعمل میں بنیادوں کی کھدائی سے لیکر پلرز کی کھدائی تک کا کام کیا گیا۔ جبکہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، مکرم ملک عمر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ملتان اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بھی شرکت کی۔

اس انسٹیٹیوٹ کا اکتوبر 1961ء میں افتتاح کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا اور اس کے قیام کے سلسلے میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ جس کے چیئرمین مکرم ملک مبارک احمد ارشاد صاحب تھے۔ جن احباب نے اس انسٹیٹیوٹ کے سلسلے میں کام کیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم ملک مبارک احمد ارشاد صاحب۔ چیئرمین
2۔ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب۔ ناظم پلاننگ
3۔ مکرم گروپ کیپٹن عبدالحئی صاحب
4۔ مکرم پرفیسر قاضی محمد اسلم صاحب
5۔ مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب۔ سابق چیف انجینئر کراچی جوائنٹ واٹر بورڈ
6۔ مکرم فلائیٹ لیفٹننٹ سید محمد نواز صاحب
7۔ مکرم چوہدری شریف احمد وڑائچ صاحب
8۔ مکرم عبدالحق ورک صاحب 82

انسٹیٹیوٹ کے لئے فراہمی سامان کے سلسلہ میں تقریب

اس انسٹیٹیوٹ کے لئے آلات اور سامان فراہم کرنے کے لئے ایک غیر ملک رفاہی تنظیم

Care in Pakistan نے بہت تعاون کیا۔ اس سلسلے میں مورخہ 26 جولائی 1961ء کو احمدیہ ہال کراچی میں منعقدہ ایک تقریب میں جو فضلِ عمر سوسائٹی کے تحت منعقد کی گئی اس میں Care کے چیف Mr. Allan Turnbull اور ان کے ایک ساتھی تشریف لائے جنھوں نے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی خدمت میں درج ذیل سامان پیش کیا:

1۔	فرسٹ ایڈ کٹ	10 باکس
2۔	الیکٹریکل ٹول کٹ	4 عدد
3۔	کارپینٹر کٹ	3 عدد
4۔	سنگر سیونگ مشین	4 عدد

اس تقریب میں 550 افراد نے شرکت کی۔[83]

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا ریلیف سینٹر کا دورہ

اگست 1961ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے ریلیف سینٹرز کا دورہ کیا اور ان مراکز اور کام کی تعریف کی۔

مجلس کراچی کے رفاہی کاموں اور سوونیئر پر رسالہ خالد کا خوبصورت تبصرہ

رسالہ خالد اپنی اشاعت اگست 1961ء صفحہ 31 پر لکھتا ہے کہ:

''مجلس خدام الاحمدیہ کراچی بعض خصوصیات کی وجہ سے اکثر دوسری مجالس کے لئے 'مشعل راہ' کا حکم رکھتی ہے۔ شفاخانوں، مطالعہ گاہوں اور دیگر رفاہی سرگرمیوں کے علاوہ سوونیئر کی اشاعت، اتنی حسین و دلکش اشاعت، فعال مجلس کراچی کا ہی حصہ ہے۔''

ٹرین سے گرنے والے کے لئے طبی امداد

مورخہ 19راکتوبر 1961ء کو گوجرہ اسٹیشن پر ایک سوڈا واٹر بوتل فروش چناب ایکسپریس سے گر کر شدید زخمی ہوگیا۔

اس کا بایاں بازو بالکل کٹ گیا اور دایاں بھی شدید زخمی ہوا اور اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی ۔فضل عمر فرسٹ ایڈ ڈویژن کراچی کے خدام اپنے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے اسی ٹرین سے ربوہ جارہے تھے ۔ان خدام میں سے ایک خادم نے زنجیر کھینچ کر ٹرین رکوائی اور دوسرے خادم جی ایم وائی پٹیل صاحب نے فوری طور پر گاڑی سے اتر کر اس کو فرسٹ ایڈ پہنچائی۔ اس کو ہوش میں لایا گیا اور پٹی وغیرہ کی گئی۔

بعد میں ایک فوجی ڈاکٹر وہاں پہنچے۔انھوں نے مکرم جی ایم وائی پٹیل صاحب کی فوری طبی امداد کو سراہا۔84

UNICEF کی امداد

مارٹن روڈ کی ڈسپنسری کو توسیع دینے اور اس کو ایک مکمل کلینک میں تبدیل کرنے کی غرض سے UNICEF سے رجوع کیا گیا، انہوں نے فوری طور پر ردعمل دکھاتے ہوئے خدام الاحمدیہ کراچی سے رابطہ کیا۔اس سلسلے میں مندرجہ ذیل افراد کا تعاون حاصل رہا۔

1۔ ڈاکٹر محمودہ نذیر صاحبہ

2۔ Resident Representative of UNICEF - Mr.K.Christenen

3۔ Incharge M.C.H.department-Mrs.B.Manezies

4۔ جناب صفدر علی خان صاحب سیکریٹری ریڈ کریسنٹ سوسائٹی 85

چائلڈ ویلفیئر پروگرام

بچوں کی ذہنی اور جسمانی سطح کو بڑھانے کے پروگرام کے سلسلہ میں ٹریننگ کلاس کا انعقاد کیا گیا۔اسی سلسلہ میں مارٹن روڈ میں Parallel Bar اور Recreation Kit کا انتظام کیا گیا۔سوشل ویلفیئر کی نیشنل کونسل آف پاکستان نے 2000 روپے کی گرانٹ دی۔86

مثالی جماعت کراچی

مکرم سیکریٹری صاحب مجلس کارپرداز ربوہ کی طرف سے روزنامہ الفضل 12/اپریل 1961ء میں درج ذیل نوٹ شائع ہوا:

مثالی جماعت کراچی

محترم جناب رفیع الدین احمد صاحب مرکزی سیکریٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی قابل صد شکریہ ہیں کہ انہوں نے جب سے اس عہدہ پر مقرر کئے گئے ہیں، مقامی جماعت اور ملحقات میں وصایا کے معاملے میں جماعت احمدیہ کے اندر ایک تازہ روح پھونک کر ایک نئی زندگی پیدا کردی ہے۔ گذشتہ سال بھی وہ اپنی مساعی جمیلہ سے دفتر کو مستفید فرماتے رہے۔ اور سال رواں میں بھی انھوں نے اپنے تازہ خط میں اس عزم کا اظہار فرمایا ہے کہ اس سال مغربی پاکستان سے جتنی وصایا ہوں گی وہ اس کا نصف سے زیادہ کراچی سے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عزم میں برکت دے اور خدا کرے کہ وہ ایک کثیر تعداد کو نظام نو کی تعمیر کے لئے تیار کرسکیں۔ آمین

سوال یہ ہے کہ مغربی اور مشرقی پاکستان کی بڑی بڑی جماعتوں و ربوہ بشمول ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید، حیدرآباد، کنری، سکھر، کوئٹہ، ملتان، منٹگمری، لاہور، سیالکوٹ شیخوپورہ، لائلپور، سرگودہا، جہلم، ڈیرہ غازی خان، راولپنڈی، گوجرانوالہ، گجرات، کیمبلپور، پشاور اور ڈھاکہ وغیرہ کے سیکریٹری وصایا کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کو تحریک وصیت نہیں پہنچی۔ کیا ان کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پیغام لائق صد ہزار احترام نہیں ملا۔ اخبار الفضل ملاحظہ نہیں فرماتے۔ اگر تینوں چیزیں ان کے علم میں ہیں تو پھر یہ جمود کیوں ہے۔ حرکت کیوں نہیں ہے۔ غفلت کے آثار کیوں ہیں۔ بیداری کیوں نہیں ہے۔ انتظار کس بات کا ہے۔ 87

مارٹن روڈ تھراپی سینٹر کا آغاز

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اپنے خدمت خلق کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک اور انقلابی قدم اُٹھایا اور معذور افراد کے لئے مارٹن روڈ ڈسپنسری کے ساتھ ایک تھراپی سینٹر کا آغاز کیا۔ اس سینٹر کا آغاز نومبر 1961ء میں ہوا۔

اس سلسلے میں مکرم اے آر کوثر صاحب ناظم ڈسپنسریز کی کوششیں قابل تعریف رہیں۔ 88

ربوہ میں پانی کی فراہمی کے سلسلہ میں امداد

1962ء کی مجلس مشاورت کے موقع پر ربوہ میں پانی کی فراہمی کا معاملہ پیش ہوا۔ اس سلسلے میں سب کمیٹی نے جو سفارش کی اس کا ایک حصہ مندرجہ ذیل ہے:

''سب کمیٹی کی رائے میں ربوہ میں آب رسانی کا مسئلہ نہایت اہم ہے اور اس کے لئے ہر مناسب قربانی جماعت کا کام ہے۔''

اس موقع پر جماعت احمدیہ کراچی نے 20,000 روپے کی گراں قدر پیش کش کی جو شکریہ کے ساتھ قبول کر لی گئی۔[89]

سوونیئر خدام الاحمدیہ کراچی پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا شاندار تبصرہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے کراچی کے سوونیئر کے بارے میں درج ذیل تاثرات کا اظہار فرمایا:

''اس سوونیئر کے چار پہلو خاص طور پر قابل قدر دیکھے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں (دین حق) کی خوبیوں کے متعلق بڑے دلچسپ مضامین ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جماعت احمدیہ (دین حق) کی اشاعت کے لئے اکناف عالم میں جو زبردست جدوجہد کر رہی ہے اس کو بڑے دلکش انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ تیسرے ضمناً ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا جاتا ہے جو ناواقف یا بے اصول لوگ جماعت احمدیہ کے خلاف پھیلاتے ہیں اور پھر چوتھے یہ کہ عمدہ عمدہ تصویروں کے ذریعے اس کی خوبیوں کو چار چاند لگائے جاتے ہیں۔ ان ربع خوبیوں کی وجہ سے کراچی کا سالانہ مرقع غیر معمولی کشش اور جاذبیت رکھتا ہے۔''[90]

کراچی کے مخلص تاجران کا قابل قدر نمونہ

بیرون ملک بیوت کی تعمیر کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا تھا کہ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈھاکہ، کراچی اور پنجاب میں بیس تیس تاجر ایسے ہیں جو ایک وقت میں پندرہ پندرہ بیس بیس ہزار چندہ دے سکتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ کراچی کے چھ تاجر مل کر یورپ کی کسی ایک بیت کی تعمیر کا بوجھ اٹھائیں۔ اس سلسلہ میں حاصل شدہ ریکارڈ کے مطابق کراچی سے مکرم مسعود احمد خورشید صاحب اور مکرم ڈاکٹر ایس ایم انصاری صاحب نے اس تحریک میں خود کو پیش کیا۔[91]

ٹی آئی کالج گھڑیالیاں کے لئے عطیات

مورخہ 15/جون 1962ء کو ایک وفد حضرت بابو قاسم الدین صاحب امیر صاحب

جماعت ہائے احمدیہ سیالکوٹ، مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ داتہ زید کا اور مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع سیالکوٹ پر مشتمل ٹی آئی کالج گھٹیالیاں (سیالکوٹ) کے لئے عطیات جمع کرنے کے سلسلہ میں کراچی آیا۔

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے وفد کے اعزاز میں دعوتِ چائے کا اہتمام کیا اور عطیات کی وصولی کے سلسلہ میں مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب کو بطور نمائندہ وفد کے ہمراہ کردیا۔ مکرم شیخ عبدالحفیظ صاحب نے دورہ کرنے کے لئے اپنی کار پیش کردی۔

کراچی کے جن احباب نے دورہ کے نتیجہ میں عطیات پیش کئے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم چوہدری نبی احمد صاحب	2۔ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب
3۔ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب	4۔ مکرم شیخ عبدالحفیظ صاحب
5۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری	6۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب
7۔ مکرم قریشی محمد اقبال صاحب	8۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی
9۔ مکرم میاں عبدالرحیم پراچہ صاحب	10۔ مکرم مرزا عبدالرحمٰن صاحب
11۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب	12۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب
13۔ مکرم ڈاکٹر جلال الدین صاحب	14۔ مکرم شیخ فیض قادر صاحب
15۔ مکرم مرزا احمد شریف چغتائی صاحب	16۔ مکرم بابو عنایت اللہ صاحب
17۔ مکرم سید محمود احمد صاحب	18۔ مکرم سید سخاوت شاہ صاحب
19۔ مکرم چوہدری سردار محمد صاحب	20۔ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب

کل =/11050 روپے کے عطیات پیش کئے گئے۔ [92]

معزز مہمانان کا دورۂ ڈسپنسریز اور تاثرات

Miss UCHERT نے ڈسپنسری کے دورے کے بعد وزیٹرز بک میں تحریر کیا:

"Your Organization must be proud of the marvellous accomplishment you have achieved in such a short span of time. My God continue to be at your side"

Mr. Turnbull پاکستان میں غیر ملکی تنظیم CARE کے نمائندہ تھے ۔ انھوں نے ڈسپنسریز کا دورہ کیا اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کی عمارت کا کام دیکھا۔آپ نے وزیٹرز بک میں تحریر کیا:

" I have been deeply impressed by the hard work, dedication and service in the cause of humanity that this organization is showing. It is one of the best socities, I have seen in Pakistan. All good wishes to you." [93]

ایک کامیاب پبلک جلسہ

جماعت احمدیہ کراچی کے زیر انتظام مورخہ 2/اکتوبر 1962ء کوتھیوسوفیکل ہال کراچی میں ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔ اس جلسہ میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اور مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے تقاریر کیں۔مختلف مکتب خیال کے ایک ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔[94]

حضرت سیدہ ام متین کی کراچی آمد

لجنہ اماء اللہ کراچی کی درخواست پر حضرت سیدہ اُم متین حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مورخہ 17/نومبر 1962ءکوکراچی تشریف لائیں۔

آپ نے 18/نومبر کو ناصرات الاحمدیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع سے خطاب فرمایا۔ 19/نومبر کومحترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ کی کوٹھی پر ڈیڑھ سومعزز غیر از جماعت خواتین کے اجتماع میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک گھنٹہ نہایت پُر اثر تقریر فرمائی ۔ 19 نومبر کو ہی شام کے وقت احمدیہ ہال میں لجنات سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خطاب فرمایا اور اگلے روز 20/نومبر کولجنہ کراچی کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔[95]

ملیر کراچی میں کھلی جگہ پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اکتوبر 1962ء میں ملیر کراچی میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔اس جلسہ کومنعقد کرنے کے روح رواں مکرم اشفاق حسین صاحب تھے۔

آپ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اس جلسہ کی تقریب اس طرح ہوئی کہ خاکسار نماز

جمعہ پڑھنے احمدیہ ہال گیا ہوا تھا۔وہاں محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نظر آئے۔خدا نے خاکسار کے ذہن میں ڈالا کہ ملیر میں ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا جائے اور اس میں محترم مولانا صاحب سے تقریر کی درخواست کی جائے۔چنانچہ خاکسار نے محترم مولانا صاحب سے اس سلسلہ میں بات کی تو آپ فوراً تیار ہوگئے۔

اس کے بعد خاکسار کو معلوم ہوا کہ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب بھی کراچی میں تشریف فرما ہیں تو خاکسار ان کی رہائش گاہ تلاش کر کے ان کے گھر پہنچا اور ان سے بھی اس جلسہ میں تقریر کی درخواست کی آپ نے بھی حامی بھر لی۔

ان دنوں کراچی میں محترم ملک عمر علی صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ملتان کی بسیں چلا کرتی تھیں۔خاکسار نے ان سے درخواست کی کہ احمدیہ ہال سے احباب کو جلسہ گاہ تک لے جانے کے لئے 2 بسوں کی ضرورت ہے۔آپ نے از راہ شفقت بسیں عنایت کر دیں۔

جلسہ کے لئے باقائدہ پمفلٹ چھپوائے گئے تھے جنھیں خدام نے مختلف جگہوں پر تقسیم کیا۔خدام نے ساری رات ایک احمدی دوست مکرم مولانا محمد نواز کٹکی صاحب کے خالی مکان میں پمفلٹ ،جھنڈیوں اور دوسرے ضروری امور کی تیاریوں کے سلسلہ میں کام کیا اور صبح نمازِ تہجد میں جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا کی۔

اس جلسہ کی صدارت محترم ملک عمر علی صاحب نے کی اور اس میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی جلسہ کے دوران ایک ہدایت نامہ بھی تقسیم کیا گیا جس میں چار ہدایات درج تھیں۔اس میں سے دو درج ذیل تھیں

1۔احباب تسبیح وتحمید اور درود شریف پڑھتے رہیں۔

2۔دوران جلسہ سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی

یہ جلسہ نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔96

دفتر وقف جدید کی عمارت کا سنگ بنیاد

مورخہ 29ردسمبر 1962ء کو ربوہ میں دفتر وقف جدید کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا اس تقریب میں بیس رفقاء حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر بزرگان سلسلہ کے علاوہ امرائے جماعت نے بھی

اپنے ہاتھوں سے بنیادوں میں اینٹیں رکھنے کا شرف حاصل کیا۔ ان افراد میں کراچی کے امیر جماعت مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔97

فہرست عطیہ دہندگان تعمیر دفتر وقف جدید ربوہ

کراچی کے درج ذیل احباب نے تعمیر دفتر وقف جدید ربوہ کے لئے عطیات دئے۔

1۔مکرم چوہدری نبی احمد صاحب	1000
2۔مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری بنی احمد صاحب	
منجانب والدہ مرحومہ عائشہ بی بی صاحب	1000
3۔مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب۔امیر جماعت احمدیہ کراچی	1000
4۔مکرم مسعود احمد خورشید صاحب منجانب والدہ رحیمن بی بی صاحبہ	1000
5۔مکرم چوہدری غلام احمد صاحب	500
6۔مکرم سلطان احمد صاحب	100
7۔مکرم اعجاز احمد صاحب	100
8۔مکرم ضیاء الحق صاحب	100
9۔مکرم رشید احمد محمود صاحب	100
10۔مکرم مسعود احمد خورشید صاحب	100
11۔مکرم محمد یٰسین صاحب	100
12۔مکرم حبیب اللہ بٹ صاحب	100
13۔مکرم محمد یوسف صاحب	100

نوٹ: مندرجہ بالا اسماء دفتر وقف جدید ربوہ کی دیوار پر کندہ ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی گھڑی کراچی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء کے اختتامی خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کی جیب کی گھڑی کے بارے میں فرمایا:

یہ گھڑی حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد حضرت اماں جان نے حضرت عبدالعزیز

صاحب کو دی تھی۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں آٹھ روز بعد چابی دی جاتی ہے۔ اس کی دو دفعہ مرمت کرائی گئی ہے۔ ایک گھڑی ساز نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ کی گھڑی مرمت کے لئے اس کے پاس آئی ہے۔ چند دن کی بعد یہی گھڑی مرمت کے لئے لے جائی گئی۔ گھڑی ساز حیران ہوا کہ یہ تو وہی گھڑی ہے جو خواب میں مجھے دکھائی گئی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا اس خاندان کا جماعت پر احسان ہے کہ اس نے اس گھڑی کی حفاظت کی ہے۔ ایک انگریز نے سو سال کے بعد اس کے نئے پُرزے بنائے ہیں۔ حضور نے ہاتھ میں لے کر حاضرین جلسہ کو اس کی زیارت کروائی اور محبت اور عقیدت سے اس گھڑی کو بوسہ دیا۔ 98

حضرت عبدالعزیز صاحب المعروف مغل صاحب کے مطابق اس کا کیس چاندی کا تھا۔ میں نے پالش کے لئے ایک شخص فیروز الدین کو دیا مگر اس سے کہیں گم ہو گیا۔ اب اور کیس ہے۔ اس گھڑی کی مرمت میں نے اب تک دو دفعہ کرائی ہے۔ ایک دفعہ چوہدری عبدالرحیم صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین اور ایک مرتبہ گھڑی ساز جس کا نام عبدالرحمٰن تھا اور اس نے دوسرا کیس لگایا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ گھڑی جب خریدی گئی ہوگی (تو) کم از کم تین سو روپے میں ملی ہوگی۔

چونکہ عبدالرحیم صاحب ابھی غیر احمدی تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھڑی مرمت کے لئے میرے پاس آئی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو گھڑی مرمت کے لئے دے دی۔ جب انہوں نے اس کھولا تو کہنے لگے کہ یہ گھڑی آپ نے کہاں سے لی ہے؟ اسے تو میں خواب میں دیکھ چکا ہوں اور مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھڑی ہے۔ اس گھڑی کا نقشہ بالکل وہی ہے جو اس کا تھا۔ اس میں دو سپرنگ تھے اور اس میں بھی۔ میں نے جب انہیں بتایا کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی گھڑی ہے تو وہ حیران رہ گئے کیونکہ وہ خواب میں دیکھ چکے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گھڑی کسی نے آپ سے مرمت کروائی تھی۔

اس خواب کے بارے میں محترم چوہدری عبدالرحیم صاحب نے بتایا کہ:

''جس خواب کا حضرت مغل صاحب نے ذکر کیا ہے وہ میں نے 1917ء میں اپنے گھر واقع امرتسر میں دیکھی تھی۔ ان دنوں میں احمدیت کا اشد مخالف تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص

نے دائیں طرف سے مجھے ایک گھڑی دی ہے اور اس کی منشاء یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں اس کی مرمت کروں ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھڑی ہے کیا اس کی مرمت ہوسکتی ہے؟ میں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھڑی ہے تو اس کی مرمت کیوں نہیں ہوسکتی ۔ چنانچہ جب میں نے اسے کھول کر دیکھا تو وہ ایک نہایت ہی قیمتی گھڑی تھی ۔اس کا ہر پرزہ نہایت ہی شاندار تھا۔ مین اسپرنگ(Main Spring) بھی دو تھے۔

آج تک میں نے دوسپرنگ والی گھڑی نہیں دیکھی ۔ اس میں جو ہیرا لگا ہوا ہے وہ بھی بہت اعلیٰ ہے۔ خیر خواب میں ہی میں نے اس کی مرمت کی ۔ جب مرمت کر چکا تو خواب میں زور سے آندھی آئی جس سے مَیں بیدار ہو گیا۔ 1920ء کے شروع میں مَیں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ 1922ء کے شروع میں کسی تقریب پر لاہور میں حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل کے مکان پر آنے کا اتفاق ہوا۔ مغل صاحب اوپر سے ایک گھڑی لائے اور دائیں طرف سے مجھے دکھا کر فرمایا ۔ کیا آپ اس گھڑی کی مرمت کر سکتے ہیں؟ نیز فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ کس کی گھڑی ہے؟ میں نے کہا۔ مجھے علم نہیں ۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی گھڑی ہے جو حضور کے وصال کے دوسرے سال حضرت اماں جان نے مجھے لاہور میں ہمارے مکان میں عطا فرمائی تھی ۔ میں نے جب اس گھڑی کو دیکھا تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کیونکہ یہ وہی گھڑی تھی جس کی میں 1917ء میں خواب میں مرمت کر چکا تھا اور جس کے متعلق مجھے کہا گیا تھا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھڑی ہے۔ مَیں وہ گھڑی امرتسر میں اپنے گھر لے گیا۔ بچوں کو دکھائی اور بتایا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس گھڑی کا واقعہ میں آپ لوگوں کو کئی مرتبہ سنا چکا ہوں وہ یہ گھڑی ہے اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہے۔

چوہدری صاحب نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ میں نے حضرت مغل صاحب سے عرض کی تھی میری زندگی تک آپ کو جب بھی اس گھڑی کی مرمت کی ضرورت پیش آئے میری خدمت حاضر ہے۔

محترم چوہدری صاحب نے فرمایا۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جس طرح 1917ء کے خواب میں گھڑی کی مرمت کے بعد زور سے آندھی آ گئی تھی ۔ 1922ء میں گھڑی کی مرمت کے بعد رات کو زلزلہ آیا جس سے شور پڑ گیا۔

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ نے تحریر کیا کہ یہ گھڑی میں نے تین مرتبہ دیکھی ہے۔ دو مرتبہ تو حضرت مغل صاحب نے خود (بیت) احمدیہ لاہور میں لاکر دکھائی تھی اور تیسری مرتبہ 1962ء میں جب محترم مولوی قمر الدین صاحب فاضل انسپکٹر اصلاح وارشاد اور خاکسار دورہ پر کراچی گئے تھے تو اس موقعہ پر دیکھی تھی۔ اور اس کی تقریب یوں پیش آئی کہ مغل صاحب کی اہلیہ بچوں سمیت لاہور سے سکونت ترک کر کے کراچی چلی گئی تھیں۔ میں نے وہاں پہنچنے پر ان کے ایک بچے عزیزم عبدالرزاق صاحب کو کہا کہ اپنی امی کو میرا سلام کہنا اور ان سے وہ گھڑی لے آنا جو حضرت اماں جان نے مغل صاحب کو دی تھی۔ چنانچہ وہ گھڑی لے آیا۔ اتفاقاً اس روز احمدیہ ہال میں کوئی جلسہ تھا اور حاضرین کی تعداد تین چار سو کے لگ بھگ تھی۔ میں نے باری باری سب کو گھڑی دکھلائی تھی اور اس کی مرمت کا واقعہ بھی بیان کیا تھا۔ 99

بیت ماڑی پور کی تعمیر میں رکاوٹ

ماڑی پور کیمپ نمبر 2 کراچی میں مکرم ملک محمد اشرف صاحب کا مکان تھا۔ آپ اس وقت پریذیڈنٹ حلقہ ماڑی پور کراچی تھے۔ یہ 63-1962ء کی بات ہے جب آپ نے اس وقت کے کیمپ آفیسر کمانڈنگ ماڑی پور بیس سے (بیت) کی تعمیر کی تحریری اجازت حاصل کی اور اس کے بعد تعمیراتی کام کا آغاز کیا گیا۔ بیت کی مجوزہ جگہ پہاڑی کی ڈھلوان پر تھی لہٰذا اسے 4 فٹ تک مٹی سے بھرا گیا۔ یہ جگہ تقریباً 400 مربع گز تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ حضور سنگِ بنیاد پر دعا کر کے بھجوائیں۔ چنانچہ مکرم ملک محمد اشرف صاحب کے ایڈریس پر حضور کی طرف سے ایک اینٹ موصول ہوئی۔

جب بیت کے لئے بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع ہوا تو اس دوران آفیسر کمانڈنگ کا وہاں سے تبادلہ ہوگیا اور دوسرا آفیسر کمانڈنگ وہاں آگیا جسے مخالفین نے اکسایا کہ یہاں بیت بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔

چنانچہ جس دن بنیادیں پڑ رہی تھیں تو آفیسر کمانڈنگ شام کے وقت آیا اور مکرم ملک محمد اشرف صاحب سے اجازت نامہ طلب کیا جو انہوں نے اسے دے دیا۔ وہ اجازت نامہ

اپنے ساتھ لے گیا اور کہا کہ آج شام تک کام کر لو اور کل سے یہاں کام نہیں کرنا۔

اس کے بعد اُس نے مکرم ملک صاحب کو اپنے دفتر بلوایا اور کہا کہ ہم معاملہ ائر ہیڈ کوارٹر بھیجیں گے۔ اس کے بعد وہاں نمازیں شروع کر دی گئیں۔ بعد میں حکام کی طرف سے نمازوں پر پابندی لگا دی گئی۔ جو اینٹیں اور دروازے وغیرہ بیت کی تعمیر کے لئے بنوائے گئے تھے، وہ بھی وہاں سے اُٹھا دئے گئے۔ یوں یہ بیت تعمیر نہ ہو سکی۔

وہ اینٹ جو اس بیت کی بنیاد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دعا کر کے بھجوائی تھی وہ مکرم ملک جاوید احمد صاحب ابن مکرم ملک محمد اشرف صاحب کے پاس موجود ہے۔100

جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے دو اسکولوں کا قیام

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک پر مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی نے اپنے ایک اجلاس منعقدہ 8 فروری 1963ء میں فیصلہ کیا کہ بچوں کے لئے کراچی میں اسکول قائم کیا جائے۔ اس کے لئے چار اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے چیئر مین مکرم مولوی عبد المجید صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی مقرر کئے گئے۔

اس کمیٹی نے کئی ایک نشستوں میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے۔

1۔ پرائمری اسکول جماعت اوّل تا پنجم جاری کیا جائے

2۔ سیکنڈری اسکول ششم تا ہشتم قائم کیا جائے۔

3۔ یہ اسکول کراچی کی نئی بستی عزیز آباد (فیڈرل بی ایریا) میں جاری کیا جائے۔

4۔ اسکول کا نام (ٹی آئی) سیکنڈری/پرائمری اسکول رکھا جائے۔101

7/جولائی 1963ء کو اسکول کا افتتاح امیر جماعت احمدیہ کراچی مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نے فرمایا۔ تقریب افتتاح میں 500 سے زائد احباب نے شرکت کی۔102

مجلس مشاورت 1963ء کے موقع پر جس کی صدارت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرما رہے تھے۔ امیر جماعت احمدیہ کراچی مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال جماعت احمدیہ کراچی کو حسب وعدہ دو اسکول جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ **فالحمد للّٰہ علی ذالک**

ابتداء میں بیس ہزار روپے کی رقم اسکول کی مختلف ضروریات پر خرچ کی گئی۔ جس میں اسکول کا فرنیچر، ایک بیڈفورڈ وین اور دوسری ابتدائی ضروری چیزیں شامل تھیں۔ اسکول کے عملہ میں چھ مرد اساتذہ اور چھ معلمات، ایک کلرک، دو چپڑاسی، ایک ڈرائیور اور ایک چوکیدار کا تقرر کیا گیا۔

ماہانہ تعلیمی فیس بہت کم رکھی گئی۔خرچ زیادہ اور آمد کم ہونے کی وجہ سے اسکول خسارے میں چلنے لگا، اس طرح کوئی ڈیڑھ ہزار روپے کا خسارہ ہر ماہ ہونے لگا۔[103]

اگرچہ تمام احباب جماعت جو کراچی جیسے وسیع و عریض شہر میں پھیلے ہوئے تھے، ان اسکولوں سے فائدہ نہ اُٹھا سکے تاہم کافی تعداد نے اُن سے فائدہ اُٹھایا اور احمدی بچے خدا کے فضل سے دور دور سے بھی آکر ان دونوں اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

1963ء میں طلباء کی تعداد حسب ذیل تھی:

ٹی آئی پرائمری اسکول	:	194 طلباء
ٹی آئی سیکنڈری اسکول	:	51 طلباء
کل تعداد	:	245 طلباء [104]

اپنے پہلے سال میں دونوں اسکول معیاری طور پر چلتے رہے اور پبلک میں دونوں اسکولوں میں داخلے کا رجحان رہا۔ تعلیمی معیار میں ترقی ہوتی چلی گئی، اسکول سٹاف اور نگران کمیٹی سب ہی محنت سے کام کرتے رہے۔

محترم مولوی ظفر محمد ظفر صاحب جو تعلیمی اور ادبی مہارت رکھتے تھے اسکول کے عملہ میں شامل کر لئے گئے تھے، جن کی سرکردگی میں ایک بزم ادب بھی قائم کی گئی تھی۔

مکرم سید سخاوت شاہ صاحب کو جو ان دنوں جماعت کراچی کے سیکریٹری تعلیم تھے اسکول کا منیجر مقرر کیا گیا۔ رسمی طور پر اسکول کی سرکاری طور پر منظوری کے لئے دوسرے سال محکمہ تعلیم کو درخواست دے دی گئی۔ چنانچہ جناب ایم ایس فاروقی صاحب نے، جو اس وقت ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز تھے، اسکول کا معائنہ کیا اس موقع پر انہوں نے اسکول کے معیار کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لئے اپنے قیمتی مشورے بھی دیئے۔ محکمہ تعلیم کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہر بات کی تکمیل کر دی گئی تھی۔ جوں جوں معیار بڑھنے لگا، طلباء کی تعداد بھی بڑھتی چلی گئی۔ چنانچہ اساتذہ کی تعداد

میں بھی اضافہ کرنا پڑا، جن کی تعداد سترہ (17) تک جا پہنچی۔[105]

سیکنڈری سیکشن میں ہیڈ ماسٹر مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب تھے، جبکہ پرائمری سیکشن کی صدر معلّمہ محترمہ مس ممتاز صاحبہ تھیں اور مکرم ناصر احمد صاحب فزیکل ٹیچر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مکرم عطاء الرحیم صاحب ابن مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری بھی کچھ عرصہ تک سیکنڈری اسکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر رہے اور مکرم ماسٹر محمد یعقوب صاحب مرحوم نے بھی کچھ دن پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر فرائض انجام دیئے۔ مکرم ذکاء اللہ صاحب بھی تقریباً ایک سال ہیڈ ماسٹر رہے۔

1965-66ء میں جماعت پر اسکولوں کا اضافی مالی بوجھ بہت بڑھتا جا رہا تھا، اس لئے مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی نے اپنے اجلاس منعقدہ 21/مئی 1966ء کے فیصلہ کے تحت سیکنڈری اسکول کو 30/جون 1966ء سے بند کر دیا۔ اس کے بند کر دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے محکمہ تعلیم سے منظور کرانے کی مساعی میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ پرائمری اسکول کو اس سال محکمہ تعلیم کی طرف سے منظور کیا جا چکا تھا۔[106]

1966-67ء میں پرائمری اسکول جاری رہا اور معمول کے مطابق کام کرتا رہا۔ طلبہ و طالبات کی تعداد اس سال 250 ہو گئی تھی۔ فیس چونکہ کم تھی اس لئے باوجود Recognise ہونے کے اسکول خسارے میں ہی رہا۔ دوسرے سال اسکول میں اسکاؤٹ یونٹ بھی قائم کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ سالانہ تقریب کے موقع پر اسکاؤٹ یونٹ کا مارچ پاسٹ کیا گیا اور قائم مقام امیر مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کو سلامی دی گئی اور طلباء نے دوسرے کھیلوں کا مظاہرہ بھی کیا۔ چونکہ اسکول خسارہ میں جا رہا تھا اس لئے پرائمری اسکول بھی جاری نہ رکھا جا سکا۔

مکرم مولوی عبدالحمید صاحب کی (مربی) کی حیثیت سے تقرری

بموجب چٹھی مکرم مولوی عبد الحمید صاحب سابق سیکریڑی تالیف و تصنیف جماعت احمدیہ کراچی موصولہ 6/اکتوبر 1987ء اور محترم وکیل الدیوان صاحب ربوہ کی چٹھی نمبر 6032 مورخہ 19/اپریل 1965ء، محترم مولوی عبدالحمید صاحب کو غانا مغربی افریقہ میں بطور (مربی)

فرائض انجام دینے کا شرف حاصل ہوا۔

مکرم مولوی صاحب موصوف نے اپنی تحریر میں فرمایا:

''میں نے تین سال کے لئے زندگی وقف کی تھی اور مرکز کی طرف سے غانا مغربی افریقہ میں بھیجا گیا تھا۔ مجھے مرکز کی طرف سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ ملا تھا............اِسی بنیاد پر میرا نام فہرست اراکین مجلس انتخابِ خلافت میں شامل ہے۔''

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی تحریک پر لبیک

جولائی 1963ء میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے متواتر چالیس دن تک باقاعدہ نماز تہجد ادا کرنے اور روزانہ تین صد مرتبہ درود شریف پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

جماعت احمدیہ کراچی کے چار سو پانچ احباب نے لبیک کہا اُن کے نام مرکز میں بھجوائے گئے۔107

جماعت احمدیہ کراچی کے جلسہ جات کا انعقاد

10/اگست 1963ء کو بندر روڈ (موجودہ ایم اے جناح روڈ) پر واقع تھیوسافیکل ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں کثرت سے غیر از جماعت دوست بھی شریک ہوئے۔ حکومت سے اس جلسہ کی اجازت حاصل کی گئی۔ تقریباً 4000 اشتہارات، ہینڈ بل اور دعوتی کارڈ تقسیم کئے گئے۔ نیز مقامی اخبارات میں خبریں شائع کروائی گئیں۔

تقریباً 600 افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ میں مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب نے'' دُنیا کا آئندہ مذہب (دین حق) ہوگا'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اسی طرح 8/اگست 1963ء کو ناظم آباد میں بھی ایک جلسہ سے مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب نے خطاب کیا جس میں تقریباً 200 افراد شامل ہوئے۔108

ملیر میں کھلی جگہ پر دوسرا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

11/اگست 1963ء کو ملیر میں سیرت النبیؐ کا دوسرا جلسہ کھلی جگہ پر منعقد ہوا۔ اس جلسہ

میں محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے خطاب کیا۔اس جلسہ کے منعقد کرنے کے روح رواں مکرم اشفاق حسین صاحب تھے۔اس جلسہ کے لئے 2000 ہینڈ بل تقسیم کئے گئے تھے۔

محترم اشفاق حسین صاحب نے بتایا کہ اس جلسہ کے بعد غالباً مکرم مولانا اجمل شاہد صاحب مربی سلسلہ کراچی نے بتایا کہ محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب نے اس جلسہ کے بارے میں شاندار ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ کے بعد اب ہمیں بھی یہ ہمت ہوگئی کہ ہم بھی کھلی جگہوں پر جلسے منعقد کریں۔109

اسی قسم کے ریمارکس حلقہ ملیر کے سابق صدر حلقہ محترم صوبیدار برکت علی صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کے اجلاس عام منعقدہ 17رمئی 1966ء میں خطاب کرتے ہوئے دئے۔ آپ نے محترم اشفاق حسین صاحب کے بارے میں فرمایا:

''اِس حلقہ میں یہی ایک خادم تھے جن کی کوششوں سے ہمارا یہ حلقہ نہایت ہی عظیم الشان طور پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کرنے میں کامیاب رہا جس میں مرکز سے نہایت چوٹی کے علماء حضرات نے شمولیت اختیار فرمائی اور اس جلسہ کی کامیابی کی تعریف کی............ کراچی کی جماعت جس کے وسائل اس قدر وسیع ہیں وہ بھی 1953ء کے فتنہ کے بعد اس قدر شاندار اور عام جلسہ منعقد نہیں کرسکی۔اس بات سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ کس قدر عملی خادم ہیں''۔110

علامہ نیاز فتح پوری صاحب کے ہاتھوں مارٹن روڈ لائبریری کا افتتاح

1959ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے دیگر رفاہی کاموں کے ساتھ ساتھ ایک لائبریری اور اس کے بعد اس میں اضافہ کے طور پر ریڈنگ روم کا آغاز کیا۔1963ء میں اس کی کیٹلاگنگ (CATALOGING) کی گئی۔اس کی از سر نو تشکیل کے بعد انڈو پاک کے نامور صحافی اور ادیب علامہ نیاز فتح پوری صاحب سے درخواست کی گئی کہ اس کا باقاعدہ افتتاح کریں۔ چنانچہ 30راگست 1963ء کو علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے لائبریری کا افتتاح کیا۔111

افتتاح کے بعد علامہ نے درج ذیل خطاب فرمایا:

خطاب علامہ نیاز فتح پوری صاحب

آپ نے خطاب شروع کرتے ہوئے فرمایا:

''اس سے قبل کہ رسمی باتیں شروع ہوں مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے بعض وہ تاثرات پیش کروں جن کا تعلق معلوم نہیں میرے احساس کمتری سے ہے یا آپ حضرات کے غیر معمولی حسن اخلاق سے۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں سے ہو! باور کیجئے کہ مجھے جب بھی آپ حضرات کی معیت کا اتفاق ہوا میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا کہ میں اس دنیا سے ہٹ کر کسی اور فضا میں سانس لے رہا ہوں، جہاں اولین احساس بوئے خوش دلی کا ہوتا ہے اور اس کے بعد اپنی نا اہلی کا۔ خوشدلی آپ حضرات کے خلوص اور صداقت کی اور محرومی اپنی نا اہلی اور نارسائی کی۔ چنانچہ اس وقت بھی مَیں اس جذبہ سے دوچار ہوں جس کو اگر میں ظاہر نہ کروں تو میرے دل کی گھٹن دور نہ ہوگی۔ احمدی تحریک کا ذکر تو ایک عرصے سے سنتا چلا آرہا تھا لیکن خود اس پر غور وفکر کرنے کا موقع حال ہی میں ملا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر تعلیم اسلام کا مقصود بلندی کردار، حسن عمل اور طہارت نفس ہے۔ (جس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا) تو اس وقت غالباً احمدی جماعت ہی وہ جماعت ہے جس نے صحیح معنی میں اس مقصد عظیم کو سمجھا اور اسے اجتماعی حیثیت بخشی۔ میں شاید مذہبی افادیت کا قائل ہوں لیکن صرف اس معنی میں کہ وہ ذریعہ اور واسطہ ہے صحیح اخلاقِ انسانی کی تعمیر کا۔ لیکن اگر ہمارے اندر پاکیزگیٔ نفس اور اعلیٰ کردار پیدا نہ کرسکیں تو میرے نزدیک یہ بت پرستی ہی کی دوسری صورت ہے۔

پھر اگر اس کے ساتھ اس حقیقت کو بھی سامنے رکھا جائے کہ مذہب کا مقصود محض انفرادی اصلاح نہیں بلکہ اس کا نقطہ نظر اجتماعی اصلاح بھی ہے تو مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے ارتقاء انسانی کا یہ بلند نظریہ پیش کیا اور اس کو بروئے کار لانے کے لئے عقائد کو یکسر تبدیل کردیا۔ دنیا کے تمام مذاہب مخصوص تھے محض اقوام کے لئے لیکن اسلام کا خطاب تمام عالم انسانی سے تھا۔ معمورۂ دنیا کی پوری ہیئت اجتماعی سے تھا اور اسی بنا پر اس نے اکمل ادیان عالم ہونے کا دعویٰ کیا۔ الغرض یہ اصل مفہوم اور مقصود اسلام کا جو افسوس ہے کہ عہد سعادت اور عہد خلفاء راشدین کے بعد رفتہ رفتہ فراموش ہوگیا اور مسلمان بجائے اس کے کہ دوسروں کو اصلاح و

اجتماع کی دعوت دیتے ،خود افتراق وانتشار کا شکار ہوگئے اور مذہب نام رہ گیا صرف روایات کا۔ یہ حالت صدیوں جاری رہی اور یہاں تک کہ اسلام کو مرد بیمار سمجھ کر چاروں طرف سے اس پر حملے ہونے لگے اور اس کی کسمپرسی انتہاء کو پہنچ گئی۔ یہی وہ وقت تھا اور یہی وہ فضا تھی ہندوستان کی جب ایک مردِ عمل سرزمین قادیان سے اٹھا اور اس تن تنہا مخالف طوفان کا مردانہ وار مقابلہ کرکے دنیا پر ثابت کردیا کہ خدا کا روشن کیا ہوا چراغ مدھم تو ہوسکتا ہے لیکن اسے بجھایا نہیں جاسکتا۔ **ولو کرہ المشرکون**

اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کس حیثیت سے پیش کیا یا یہ کہ اپنے آپ کو کیا سمجھا، بلکہ صرف یہ ہے کہ کیا کیا یا کیا کر دکھایا۔ اور کیونکر ایسی مضبوط اور باعمل جماعت قائم کرسکے جس کی بے پناہ عملی قوت کا اعتراف ان کے مخالفین کو بھی ہے۔ **وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء**

احمدی جماعت کے قیام کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تاہم اتنا زمانہ یقیناً گذر چکا ہے کہ اگر تحریک بے جان ہوتی اور اس کی بنیاد کمزور ہوتی تو دوسری جماعتوں کی طرح یہ بھی ختم ہوچکی ہوتی۔ لیکن جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تحریک ایک مختصر گاؤں سے شروع ہوکر نصف صدی کے اندر تمام دنیا کے گوشوں تک پہنچ جاتی ہے تو ہم کو اس کی استقامت عزم کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور یہ استقامت کسی جماعت میں اس وقت پیدا ہوسکتی ہے جب اس کا بانی و مؤسس خود بڑا مخلص انسان ہو۔

جماعت احمدیہ کا دائرہ عمل جس قدر وسیع ہو چکا ہے اس کی تفصیل کا موقع ہے نہ ضرورت لیکن اس وقت یہ ظاہر کردینا غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ اس کا نصب العین صرف قرآن اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تعلیمات اسلام، اخلاق اسلام اور غائت اسلام کی عملی مثالیں بھی قائم کرنا ہے۔ یعنی وہ صرف یہ کہہ کر خاموش نہیں ہوجاتے کہ بلند اخلاق پیدا کرو بلکہ اپنے کردار عمل سے بھی اس تعلیم کا ثبوت دیتے ہیں۔ اتنا صریح، روشن اور واضح ثبوت جس سے غض بصر ممکن ہی نہیں۔ چنانچہ اگر تحریک احمدیت کے آغاز سے اس وقت تک ان کی تمام خدمت کا جائزہ لیں جو اس نے خالص اخلاقی نقطہ نظر سے مفاد عامہ کے لئے انجام دیں ہیں تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔ انھوں نے مدارس قائم کئے، شفاخانے تعمیر کروائے، انھوں نے بلاتفریق

مذہب وملت طلباء کے لئے وظائف مقرر کئے، غرباء ومساکین کا مفت علاج کیا، یتامیٰ کی کفالت کی، بیواؤں کے دکھ درد میں شریک ہوئے اور ان کی گراں قدر خدمات وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہیں''۔112

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات پر قرارداد تعزیت

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات پر جماعت احمدیہ کراچی نے درج ذیل قرارداد پاس کی:

''جماعت احمدیہ کراچی کا یہ غیر معمولی اجلاس سخت غمزدہ حالت میں حضرت مسیح موعودؑ کے نہایت جلیل القدر مقدس و مبارک فرزند حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی بے حد اندوہناک وفات پر انتہائی غم والم اور دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے متعلق وفات اور وصال کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے دل کو ایک سخت بجلی کا سا دھکا لگتا ہے اور طبیعت اس حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت آخر حقیقت ہے آپ کی وفات کا واقعہ ایک جگر پاش سانحہ ہے۔ یہ سانحہ ساری جماعت کے لئے ناقابل تلافی اور سخت جانکاہ صدمہ ہے۔ اس عظیم سانحہ پر جماعت کا ہر فرد نہایت درجہ مغموم ومحزون ہے۔ اس صدمہ پر غم کے اظہار کیلئے ہم کوئی الفاظ نہیں پاتے سوائے اس کے کہ ہم اپنے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے الفاظ میں یہی کہتے ہیں کہ اس غم سے آنکھیں آنسو بہاتی ہیں دل بے حد مغموم ہیں مگر زبان سے صرف وہی کہتے ہیں جو ہمارے خدا کی مرضی ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا وجود جماعت کے لئے نہایت درجہ مبارک اور مقدس وجود تھا۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر ہونے کی وجہ سے شعائر اللہ میں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت حضرت مسیح موعودؑ کی خاص دعاؤں اور الٰہی بشارات کے مطابق حضرت اماں جان کے بطن مبارک سے ہوئی جن کی اولاد کے متعلق خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مقدر کر رکھا ہے کہ الٰہی انوار ان کے ذریعہ سے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلیں گے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی غیر معمولی دعاؤں کے

حامل اور ذریت طیبہ ومبشرہ کے ممتاز اور درخشندہ گوہر تھے۔آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ایک چلتا پھرتا عظیم الشان نشان تھے۔آپ کی خاموش اور بے ریا زندگی خدمت دین کے کارناموں سے معمور ہے۔آپ کی ساری زندگی خدمت دین اور خدمت خلق میں گزری۔انتظامی اور عملی لحاظ سے بھی آپ کا وجود عظیم الشان برکتوں کا موجب ہوا۔تقسیم ہند کے بعد درویشوں کی خدمت کا اہم فریضہ آپ ہی کے سپرد رہا۔آپ سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ کے صاحب قلم اور صاحب بیان فرزند جلیل تھے۔آپ نے مختلف مسائل ومضامین پر نہایت بلند پایہ 21 تصانیف فرمائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی موجودہ علالت کے ایام میں آپ جماعت کی ڈھارس کا موجب تھے۔قادیان اور ربوہ کی سرزمین میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بعد جماعت کے افراد آپ سے دیدار اور ملاقات کا شرف حاصل کرتے جلسہ سالانہ کے ایام میں ذکر حبیب کے عنوان سے احباب آپ کے روح افزاء اور جانفزا خطاب سنتے۔خدام وانصار کے اجتماعات کے مواقع پر آپ کی تربیتی تقاریر وہدایات سے احباب دلوں کی تسکین کا سامان کرتے۔

آپ کی زندگی کا ہر لمحہ (دین حق) واحمدیت کی ترقی کے لئے وقف تھا۔ایسے بابرکت وجود اور حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر کا ہم سے جدا ہوجانا جماعت کے لئے عظیم ناقابل تلافی نقصان ہے جس پر جماعت کا ہر فرد بے انتہاء رنج وغم محسوس کرتا ہے۔

آپ کی جدائی اور وفات سے جہاں ساری جماعت کو سخت صدمہ پہنچا ہے وہاں سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ صاحبہ اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے تمام افراد کو صدمہ پہنچا ہے اور سیدنا وامامنا اپنے تینوں بھائیوں میں اکیلے رہ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ حضور انور پر اپنا سایۂ رحمت رکھے آپ کو لمبی اور صحت والی زندگی عطا فرمائے اور آپ کو اس غم کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضرت صاحبزادہ صاحب کی بے حد اندوہناک روح فرسا وفات پر جماعت احمدیہ کراچی کے تمام افراد جماعت اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ صاحبہ، حضرت اُم مظفر احمد صاحبہ اور آپ کی اولاد کی خدمت میں رنج وغم اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ جہاں

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ و خاص مقام قرب عطا فرمائے وہاں آپ کے جملہ لواحقین کو بھی صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین [113]

قیام پاکستان کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کا پہلا جلسہ سالانہ

قیام پاکستان کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کا پہلا جلسہ سالانہ 23؍نومبر 1963ء احمدیہ ہال میں شروع ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے مرکز سے مکرم مولانا جلال الدین شمسؔ صاحب ناظر اصلاح وارشاد، مکرم مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب، مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید تشریف لائے تھے۔

پہلے اجلاس کی صدارت مکرم مولانا جلال الدین شمسؔ صاحب نے فرمائی۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم حافظ محمد فیضی صاحب نے کی۔ مکرم مولانا جلال الدین شمسؔ صاحب نے فرمایا کہ اس سے پہلے جماعت احمدیہ کراچی کے خدام، انصار اور لجنہ اماء اللہ کے الگ الگ اجتماعات ہوتے رہے ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج جماعت احمدیہ کراچی اجتماعی طور پر یہ اجتماع منعقد کر رہی ہے۔ میں اس کا افتتاح سورۃ فاتحہ سے کرتا ہوں، کیونکہ سورۃ فاتحہ کی دعا اپنے اندر اجتماعی رنگ رکھتی ہے۔

مکرم شمسؔ صاحب نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پہنچا کر انہیں بھی اس نعمت سے بہرہ ور کرنا چاہیئے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اس مختصر مگر جامع خطاب کے بعد مکرم مولانا شمسؔ صاحب نے عہد نامہ دہرایا اور تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے آپ کی قیادت میں عہد دہرایا، پھر اجتماعی دعا ہوئی اور بعد ازاں مکرم نسیم احمد خاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

نظم کے بعد مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امن عالم'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے امن عالم کے قیام کے لئے قرآن کریم کے بیان کردہ اصولوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دنیا کے

لئے جو پیغام بھیجا وہ سراسر امن و عافیت اور سلامتی کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی امن کے قیام میں صرف ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ دنیا میں امن کے قیام کا موجب ہوئی۔ (دین حق) کا توحید کا تصور، بنی نوع انسان میں مساوات، ہر ملک قوم میں انبیاء کی بعثت کا نظریہ اور مذہبی آزادی یہ سب ایسے امور ہیں جو دنیا میں امن قائم کرنے کا موجب ہیں۔ (دین حق) کے سوا دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قانون، کوئی فلسفہ ایسی تعلیم پیش نہیں کرتا جو ساری دنیا میں امن و اتحاد پیدا کر سکے۔

بعد ازاں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ (دین حق) موجودہ زمانے کے بعض تقاضوں کو تسلیم نہیں کرتا اور بعض کو نہایت احسن طریقہ سے پورا کرتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہم تقاضے کا جائز یا ناجائز ہونا پیشِ نظر رکھیں۔ کیوں کہ اگر تقاضا ناجائز ہے تو (دین حق) اسے پورا نہیں کرے گا اور اگر کوئی جائز تقاضا ہے تو (دین حق) اسے ضرور پورا کرے گا۔ (دین حق) نے اپنی تعلیم میں بڑی وسعت اور لچک رکھی ہے تا کہ مختلف اوقات کی ضرورت کے مطابق (دین حق) کی تعلیم حاصل کی جا سکے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے موجودہ زمانے کے تقاضوں کے سلسلہ میں سرمایہ داری اور اشتراکیت کے اقتصادی نظام، بے پردگی کے رجحان اور اخلاق پر قومیت کی ترجیح کے بارہ میں خصوصیت سے ذکر فرمایا اور قرآن کریم کی آیات اور (دین حق) کی تعلیم کی روشنی میں موجودہ زمانہ کے تقاضوں کے بارے میں اظہار خیال فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ زمانے کے سائنسی تقاضوں کو صرف (دین حق) ہی پورا کر سکتا ہے کیونکہ سائنسی تحقیقات عیسائیت کی تعلیم کے برعکس قرآنی تعلیم کی تائید کرتی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس عالمانہ تقریر کے بعد مکرم محمد شفیع خاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی تھی آپ کی تقریر کا موضوع تھا ''حقیقت نبوت''۔ مکرم قاضی صاحب نے نبوت کے لغوی اور اصطلاحی معنوں پر روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ ختم نبوت کا مطلب نبوت کا کمال تامہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

انہی معنوں میں خاتم النبیین ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے باپ ہیں ۔ کسی صاحب شریعت نبی کی بعثت نہیں ہوسکتی نہ ہی اس کی ضرورت ہے کیونکہ قرآنی شریعت مکمل اور دائمی ہے ۔ مکرم قاضی صاحب نے نہایت عالمانہ انداز میں حقیقت نبوت پر روشنی ڈالی اور مدلل رنگ میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی ۔

اس اجلاس میں سامعین کی تعداد مستورات سمیت گیارہ سو تھی ۔

دوسرے دن کا اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ریکارڈ کیا ہوا ایک پیغام سنایا گیا جو حضرت میاں صاحب نے مجلس انصاراللہ کراچی کے لئے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ریکارڈ کرایا تھا ۔ احباب جماعت نے حضرت میاں صاحب کا یہ پیغام انتہائی توجہ، انہماک اور نمناک آنکھوں کے ساتھ سنا ۔ اس کے بعد دوسرا اجلاس ختم ہوا ۔ تیسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی صدارت میں شروع ہوئی ۔

اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مبارک مصلح الدین صاحب نے کی ۔ اس کے بعد مکرم نسیم احمد خان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی ۔

نظم کے بعد پروگرام کے مطابق مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب کی تقریر تھی لیکن ان کی تقریر سے قبل ایک غیر از جماعت دوست نے احمدیت کی تعریف میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔

مکرم شمس صاحب کی تقریر کا موضوع تھا ''وفات مسیح ناصری علیہ السلام'' ۔ آپ نے بتایا کہ حیات مسیحؑ کا عقیدہ عیسائیوں سے آیا ہے ورنہ قرآن کریم میں بکثرت آیات مسیح ناصریؑ کی وفات پر شاہد ناطق ہیں ۔ قرآن مجید بار بار وفات مسیحؑ کا اعلان کرتا ہے ۔ حیات مسیحؑ ہی وہ ہتھیار ہے جسے عیسائی پادری (دین حق) کے خلاف استعمال کرتے ہیں ۔ حالانکہ آیات قرآنیہ، اقوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع صحابہ، عقل و نقل غرضیکہ ہر قسم کے دلائل مسیحؑ کی وفات ثابت کرتے ہیں ۔

ابتدائے (دین حق) کے وقت عیسائیت زوروں پر تھی پھر (دین حق) کا غلبہ دنیا کے

ایک بڑے حصہ پر ہو گیا۔ ایک دفعہ پھر عیسائیت کا غلبہ ہونے کی پیشگوئی کا پورا ہونا بھی مقدر تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس فتنہ عظیمہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مہدی کے آنے کی خوشخبری بھی تھی جس کا بڑا کام کسر صلیب تھا۔ چنانچہ حضرت امام مہدی کی جماعت کی قربانیوں اور ایثار سے (دین حق) دوبارہ غالب آئے گا۔ انشاء اللہ

اس اجلاس کی دوسری تقریر بعنوان ''شعائر (دین حق) کا قیام'' مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد آپ نے شعار کی تعریف فرمائی اور شعار (دین حق) خصوصاً پردہ اور داڑھی رکھنے کے بارہ میں مخصوص انداز میں مدلل رنگ میں یہ مضمون واضح کیا پردہ اور داڑھی کے ضمن میں آپ نے مستورات اور احمدی مردوں کو ان کے فرض کی طرف توجہ دلائی کہ اس زمانہ میں وہ عملی نمونہ سے (دین حق) کی تعلیم دنیا میں قائم کریں۔

تیسری تقریر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تھی آپ کی تقریر کا عنوان ''جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں'' تھا۔ آپ نے فرمایا کہ (دین حق) کی حالت آج وہی ہے جو ابتدائے اسلام میں جنگ حنین کے وقت تھی جب خدا کا رسولؐ اکیلا رہ گیا تھا اور صحابہ کو اپنی طرف بلا رہا تھا۔ (دین حق) پر آج شکست کے سے دن ہیں۔ خدا کا موعود خلیفہ آج پھر ہمیں آواز دے رہا ہے کہ آؤ اور میرے ساتھ مل کر طاقتور حملہ آوروں کو پسپا کرو۔

شرک جن مختلف رنگوں میں مسلمانوں میں جڑھ پکڑ رہا ہے آپ نے ان کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا خاص طور پر فرض ہے کہ ان مروجہ رسومات کی اصلاح کرے اور توحید کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرے۔ آپ نے ممبران جماعت کو، عہدیداروں کے انتخاب میں تقویٰ، پرہیز گاری، اور دیانت داری کو مقدم رکھنے کی طرف توجہ دلائی اور خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کے لئے کوشش پر زور دیا۔

آپ نے فرمایا کہ صداقت حضرت مسیح موعودؑ کو عملی نمونہ سے قائم کریں اور اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں۔ آخر میں غلبہ احمدیت سے متعلق آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایمان افروز تحریر پڑھ کر سنائی۔

آخر میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے مقررین کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اسی

طرح اِن حاضرین مجلس کا بھی شکریہ ادا کیا جو اپنے ساتھ متعدد غیر از جماعت احباب کو لاتے رہے۔ مکرم امیر صاحب نے حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے صدقہ کی رقوم اکٹھی کرنے کے لئے احباب میں تحریک فرمائی۔ مسلسل بارش کے باوجود جلسہ میں حاضری بشمول مستورات قریباً 3 ہزار تھی۔ احباب کے لئے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حاضرین کی کثرت کی وجہ سے زائد کھانے کا بھی انتظام کیا گیا۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی، دعا کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کا پہلا جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ 114

جماعت کراچی میں انتشار پھیلانے کے لئے گمنام سرکلرز کی تقسیم

1962-63ء میں جماعت احمدیہ کراچی میں انتشار پیدا کرنے کے لئے بعض غیر ذمہ دار اشخاص نے گمنام سرکلر نکالے اور احبابِ جماعت خصوصاً عہدیداران جماعت کراچی کو بھیجے گئے۔ ان سرکلرز کے متعلق مقامی طور پر تحقیقات کی گئی اور مرکز سے ایک علاقائی کمیشن، جو خالدِ احمدیت مکرم ومحترم مولانا جلال الدین شمس صاحب اور مکرم ومحترم سید داؤد احمد صاحب پر مشتمل تھا، کراچی آیا۔

مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب نے خطبہ جمعہ میں نہایت احسن رنگ میں سرکلرز نکالنے والوں کو اپنی مذموم حرکات سے باز رہنے کی تلقین فرمائی اور مناسب رنگ میں تحقیقات بھی کیں جس سے خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا اور جماعت کے ایمان اور اخلاص میں ترقی ہوئی۔ 115

فضل عمر اسکالرشپ

جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے مندرجہ ذیل پانچ طلبہ /طالبات کو 1962-63ء میں فضل عمر اسکالرشپ کی رقوم دی گئیں:

1۔ جماعت نہم عزیزم زبیر احمد ولد ملک عمر علی صاحب کھوکھر- رئیس ملتان 30 روپے ماہوار
2۔ جماعت ہشتم عزیزم عبدالحفیظ ولد چوہدری عبدالمجید صاحب 15 روپے ماہوار

3۔ جماعت ہفتم عزیزہ زاہدہ تسنیم بنت عبدالرحیم مدہوش صاحب - مارٹن روڈ 12 روپے ماہوار
4۔ جماعت ششم عزیزہ امۃ الرشید بنت ملک فضل حق صاحب - پیرالٰہی بخش کالونی 8 روپے ماہوار
5۔ جماعت پنجم عزیزم خلیل الرحمٰن ولد ملک عبدالرحمٰن سلیم صاحب - مارٹن روڈ 5 روپے ماہوار

فضل عمر اسکالرشپ کے لئے مقررہ نصاب کے مطابق امتحان لیا گیا اور مقررہ معیار کے مطابق پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو یہ ماہوار وظائف دئے گئے۔116

ہائی کمشنر غانا کا استقبال

1962-63ء میں مرکز کی ہدایت پر جناب M.M.A. Agreeman قائمقام ہائی کمشنر غانا کو جماعت احمدیہ کراچی کے عہدیداران نے خوش آمدید کہا اور ان کے اعزاز میں دعوت عصرانہ دی گئی۔117

وزیراعظم ملایا کی خدمت میں لٹریچر

1962-63ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے امیر مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نے ملایا کے وزیراعظم جناب تنکو عبدالرحمٰن صاحب کو، جو کراچی تشریف لائے ہوئے تھے ایک خط بزبان انگریزی طبع کروا کر پیش کیا۔ اُس خط کے ذریعہ وزیراعظم ملایا کو خوش آمدید کہا گیا اور سلسلہ کا تعارف عمدہ رنگ میں پیش کیا گیا۔118

احمدیہ انٹرکالجیٹ ایسوسی ایشن کراچی کی سرگرمیاں

مورخہ 21رفروری 1964ء کو ایسوسی ایشن کا ایک فنکشن احمدیہ ہال میں منعقد ہوا جس کی صدارت جناب ڈاکٹر ایم ایس جیلانی صاحب صدر شعبہ سوشیالوجی کراچی یونیورسٹی نے کی۔ جولائی 1964ء میں ایسوسی ایشن کی طرف سے آٹھ صفحات پر مشتمل سائیکلواسٹائلڈ دو ماہی بلیٹن شائع کیا گیا جو مکرم جمیل احمد بٹ صاحب لٹریری سیکریٹری اور ایک تین رکنی ادارتی بورڈ کی طرف سے شائع ہوا۔ 1964ء کی سرگرمیاں ایک سالانہ رپورٹ کی شکل میں شائع کی گئیں۔ ایک کتابچہ بعنوان A talk between a Muslim and christian شائع کیا گیا جسے ایک اتوار کے دن طلباء نے 1500 کی تعداد میں ایک چرچ کے سامنے تقسیم کیا۔119

کراچی میں پہلا جلسہ یوم والدین

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خواہش کے احترام میں کراچی میں پہلی مرتبہ جلسہ یوم والدین یکم مارچ 1964ء بروز اتوار منعقد کیا گیا۔ چونکہ یہ دن عید الفطر کے قریب ہی پڑ رہا تھا لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ اس دن یوم والدین کے ساتھ ساتھ اطفال کی عید ملن پارٹی کا انتظام بھی کرلیا جائے جس میں والدین بھی شریک ہوں۔ خوش قسمتی سے اسی دن حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت، کراچی تشریف لے آئے اور پھر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی معرفت آپ نے اجلاس میں اطفال کو خطاب کرنا بھی منظور فرمالیا۔

پروگرام کے مطابق چارسو احباب کی پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ بچوں اور بزرگوں نے اکٹھے بیٹھ کر پھل، مٹھائی اور چائے نوش فرمائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی صدارت میں یوم والدین کا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب ناظم اصلاح وارشاد نے کی۔ نظم مکرم خلیل الرحمٰن صاحب طفل مارٹن روڈ نے سنائی۔ محترم ڈاکٹر شاہنواز صاحب نے ''بچوں کی صحت کے متعلق ضروری ہدایات'' کے عنوان پر والدین و اطفال کو مناسب ہدایات دیں۔ عمومی جسمانی صفائی کے علاوہ خاص طور پر دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کے استعمال کی تلقین کی اور برش کے استعمال کا صحیح طریقہ بتایا۔ آپ کے بعد محترم چوہدری محمد حسین صاحب (والد محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب) نے وقت کی رعایت کے لحاظ سے اپنے تجربات کی روشنی میں ''بچوں کی تعلیم کے متعلق والدین کے فرائض'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے نہایت مناسب اور موزوں طریق پر بچوں کی تعلیم کے متعلق والدین کے فرائض سے ان کو آگاہ کیا۔ تیسری تقریر مکرم بابو الٰہ داد صاحب کی تھی۔ آپ نے ''بچوں سے متعلق والدین کے فرائض'' پر تقریر کرتے ہوئے مختلف طریقے بیان کئے اور خاص طور پر والدین کو گھروں میں قرآن مجید کا تفسیر صغیر سے درس اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے درس جاری کرنے کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ اس سے زیادہ موثر اور کارگر اور قابل عمل نسخہ تربیت اولاد کے لئے اس زمانے میں اور کوئی نہیں ہے۔

تیسری تقریر کے دوران ہی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تشریف لے آئے

تھے۔ چنانچہ 5 پانچ بجکر 35 منٹ پر صاحب صدر نے حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ اپنی قیمتی نصائح سے بچوں کو مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمائیں ۔ اس وقت حاضری تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ تھی جلسہ گاہ کے عین سامنے تمام اطفال نہایت سکون و اطمینان اور ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں اطرف کرسیوں پر والدین، معززین، بزرگان اور غیر از جماعت احباب تشریف فرما تھے۔ اور ہال کے پچھلے حصے میں دیگر احباب جماعت تھے۔ مستورات کا انتظام اوپر گیلری میں تھا۔

حضرت چوہدری صاحب نے سامنے بیٹھے ہوئے بچوں سے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے سولہ یا اس سے کم عمر کے کتنے بچے ہیں جو پنجابی نہیں سمجھتے۔ اس پر چند بچے کھڑے ہوئے اس پر چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میرا خیال تھا کہ میں پنجابی میں تقریر کروں لیکن اب اردو میں ہی کروں گا تاکہ سب بچے سمجھ سکیں۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے مقررین نے زیادہ تر والدین کے لئے کہا اور میں صرف بچوں کے فائدہ کے لئے چند باتیں کہوں گا۔ پہلی بات یہ کہ جو کام بھی آپ کر رہے ہیں اس کی طرف پوری پوری توجہ دیں۔ دوسری بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ماں باپ، استاد، خلیفہ یا کسی بھی صاحبِ اختیار افسر کی کہی ہوئی بات کے متعلق یہ کوشش کرو کہ جتنی سمجھ میں آئی ہے اس پر عمل کرو۔ یہ مت سوچو کہ کیوں کریں اور کیوں نہ کریں۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ کم از کم میری کامیابی کا راز یہی ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت چوہدری صاحب موصوف نے اپنے بچپن کی ایک مثال بھی دی کہ کس طرح میں نے والد صاحب کی اطاعت کی۔ آپ نے قرآن مجید اور احادیث سے بھی والدین کی اطاعت کے احکامات بیان فرما کر تاکید کی کہ اپنے والدین کی ہر بات میں پوری تابعداری کرنی چاہیئے ۔سوائے ایک بات کے کہ والدین مشرک ہوں اور شرک کی تعلیم دیں۔ اس کے بعد آپ نے استاد کی فرمانبرداری کی تلقین فرمائی اور پھر بچوں کو غور و فکر کی عادت ڈالنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ غور و فکر کی عادت بھی مشق سے بڑھائی جا سکتی ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی مکرم ملک مبارک احمد صاحب نے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا وہ پیغام پڑھ کر سنایا جو آپ نے اس موقع کے لئے بھجوایا تھا۔ پیغام درج ذیل ہے۔

برادران وعزیزان!

....

قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی خواہش ہے کہ یوم والدین کی تقریب پر کوئی پیغام ارسال کروں۔ان کی خواہش کے احترام میں نیز اس خیال سے کہ کراچی میں اس نوعیت کی پہلی تقریب ہے۔ باوجود اس کے کہ میں ان دنوں صاحبِ فراش ہوں، چند سطور بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس ٹوٹی پھوٹی عبارت میں اثر رکھ دے اور سننے والوں کے دلوں میں عمل کا بے پناہ جذبہ پیدا کردے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے پروگرام کے ماتحت یوم والدین کے انعقاد سے میرے مدِنظر یہ امر تھا کہ احمدیت کی نئی نسل کی تربیت اور اصلاح کے کام میں ہمیں ان احمدیوں کا تعاون حاصل ہوجائے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کے متعلق احمدی والدین کا نظریہ بہت غلط قسم کا تھا، جس کی ذمہ داری کچھ تو والدین پر تھی اور کچھ ہمارے طریقہ کار کی خرابی کی وجہ سے تھی اور باہمی افہام وتفہیم کی کمی کی وجہ سے غلط فہمی پیدا ہورہی تھی۔نتیجہ یہ تھا کہ جہاں ایک طبقہ کلیتہً اپنی اولاد کی دینی تربیت سے غافل تھا۔اور اپنی ساری ذمہ داری کو خدام الاحمدیہ پر ڈال کر سمجھتا تھا کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوگیا ہے۔تو دوسری طرف والدین کا ایک دوسرا طبقہ ایسا تھا جو مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنی اولاد کے معاملات میں بے جا دخل اندازی کرنے والا سمجھنے لگا تھا۔جس کے نتیجہ میں نئی نسل کی اصلاح کا کام جو پہلے ہی ایک مشکل امر تھا اور بھی مشکل ہوگیا تھا۔ میرے نزدیک جماعت کی نوجوان نسل کی تربیت میں جو کمی واقع ہوئی ہے اس کی وجوہات میں سے بڑی وجہ والدین اور خدام الاحمدیہ کے درمیان افہام وتفہیم اور تعاون کی کمی بھی ہے۔اس نقص کو دور کرنے کے لئے اور احمدی والدین کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر خود انہی کی اولاد کی بہتری کے لئے تعاون کی دعوت دینے کے لئے میں نے ''یوم والدین'' کا پروگرام جاری کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اولاد کی تربیت کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے اور والدین ہی اللہ تعالیٰ کے حضور اس نعتِ خداوندی کے متعلق پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے کس حد تک اس کی قدر کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان کا دم بھرنے والو اپنے آپ کو بھی اور اپنے بیوی بچوں کو دوزخ سے بچانے

کے لئے جدو جہد اور کوشش کرو اس خطرناک آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

پس قرآن کریم کی یہ آیت بتاتی ہے کہ بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری ان کے والدین پر ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو ادا نہیں کریں گے اور اپنی اولاد کو محض دنیاوی تعلیم دلانے اور دنیا کمانے کی ترغیب دلانے پر اکتفا کریں گے تو نہ صرف اپنی اولاد سے دُشمنی کریں گے اور ان کے لئے دوزخ کا سامان کریں گے بلکہ خود اپنی عاقبت بھی خراب کریں گے۔ پس یوم والدین کی تقریب اس غرض سے ہے کہ ہم احمدی والدین کو خدا کے نام اور اس کے رسول صلی اللہ علی وسلم کے نام اور احمدیت کے نام پر اور اس ذمہ داری کو ادا کر کے اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچالیں اور ان کے لئے جنت کا سامان کرلیں تا کہ ان کی اولاد بھی ان نوروں اور برکتوں کی وارث ہو جو خدائی جماعت کے لئے مقدر ہیں اور تا ان کی اولاد بھی ان خوش بختوں میں شامل ہو جو خدائی نور کو پھیلانے اور نیکی اور خوبی اور حق وصداقت اور خدا ترسی کو قائم کرنے کے لئے خدا کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ بدقسمت ہے وہ انسان اور اپنی اولاد کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ باپ جو اپنے بچوں کے لئے دنیا کی دولت کا خواہاں ہے مگر اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ اس کے بچوں کو ایمان کی دولت، تقویٰ کی دولت، خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دولت بھی ملتی ہے یا نہیں۔

کاش مجھ میں طاقت ہو، کاش مجھے وہ الفاظ مل جائیں جن سے میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاسکوں کہ دُنیا کی کوئی دولت انسان کو سچی خوشی نہیں پہنچاسکتی، حقیقی راحت مہیا نہیں کر سکتی۔ سچی خوشی اور حقیقی راحت صرف اور صرف اس دولت سے ملتی ہے جو انسان کے سینہ میں مخفی ہے۔ سچی خوشی اور حقیقی راحت ایمان سے، یقین سے، خدا کی محبت سے، اس کے قرب سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے والدین یہ بات یاد رکھیں اور اپنے پلے باندھ لیں کہ اگر انہوں نے اپنی اولاد کو دنیا پرستی اور مادیت کے طریقوں میں لگا دیا تو بڑے ہوکر ان کی اولاد انہیں دعائیں نہیں دے گی اور اپنا محسن نہیں سمجھے گی اور اس کا نتیجہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے حسرت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

دوسری غلط فہمی جو والدین کے دلوں میں پیدا ہورہی تھی اور جس کا دور کیا جانا آئندہ نسل کی اصلاح کے لئے ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ بعض والدین نے مجلس کو اپنے حقوق میں دخل

اندازی کرنے والا اور اپنی اولاد کا دشمن سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ میں بحیثیت صدر مجلس ایسے تمام احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم تو آپ کی اولاد کے خادم ہیں اس کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں۔ ہماری تنظیم کا مقصد صرف اور صرف خدمت ہے آپ کی بھی اور آپ کی اولاد کی بھی۔ اگر ہماری تنظیم کا مقصد اور اس کے پروگرام کے نتیجہ میں بچے گستاخ ہوجائیں اور والدین کے ادب اور ان کے حکم کو نظر انداز کر دیں تو ہم خود اپنے ہی مقصد کو شکست دینے والے ہوں گے اور اگر والدین اپنے بچوں کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیں کہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے عہدیدار تمہارے بہی خواہ نہیں تو وہ اپنی اولاد سے بھی اور ہم سے بھی زیادتی کرنے والے ہونگے۔ پس میں اس موقع پر والدین کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جن کے دلوں میں بدظنی ہے وہ اسے نکال دیں اور یقین کریں کہ ہمارا مقصد ان کی اولاد کی خدمت ہے اور کچھ نہیں، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان اولاد بھی تقویٰ اور خدمت دین کی نعمت سے مالا مال ہو۔ ہوسکتا ہے کہ بعض عہدیداروں کی طرف سے ایسا رویہ اختیار کیا جاتا ہو جو والدین کے احترام کے خلاف ہو یا ایسا پروگرام بنایا جائے جسے والدین مفید نہ سمجھتے ہوں۔ ایسی صورت میں والدین کا فرض ہے کہ قائد یا مرکز کو توجہ دلائیں تا کہ اگر والدین کی شکایت صحیح ہے تو اسے دور کیا جائے یا اگر غلط فہمی ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے۔

غرض یہ دو وجوہات ہیں جن کی بناء پر میں نے یومِ والدین کا انعقاد، مجلس کے پروگرام میں شامل کیا ہے تا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب کی خدمت میں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت دی ہے یہ درخواست کی جائے کہ اس نعمت کی قدر کریں اور اپنی اولاد کو اس راہ پر چلائیں جو ان کے دین و دنیا دونوں لحاظ سے برکت کا موجب ہو۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب بھائیوں سے جو اس جگہ جمع ہیں یا جن تک میری یہ بات پہنچے عرض کرتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک بڑے نازک دور سے گزر رہی ہے۔ مادہ پرستی کے عام رجحان نے ہماری جماعت کو بھی متاثر کیا ہے جس کے نتیجے میں بے چینی اور قلق اور اضطراب نظر آتا ہے خصوصاً نوجوان طبقہ تو بہت ہی مضطرب ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے اعمال اس کے دعویٰ کے مطابق نہیں ہیں اور یہ چیز لازمی طور پر ذہنوں میں خلش پیدا کرنے والی ہے۔

آج کی دُنیا میں سب انسان ہی روحانی طور پر پیاسے ہیں اور روحانی تسکین حاصل نہ

کرنے کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں لیکن سب سے زیادہ دکھ اس وقت ہوتا ہے اور غم سے دل پھٹنے لگتا ہے جب احمدی نوجوانوں کو جنہیں دنیا کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، پیاسے دیکھتا ہوں۔ اس لئے میری والدین سے دردمندانہ درخواست ہے کہ نئی نسل کی اصلاح میں ہم سے تعاون کریں کہ ہماری مشترکہ کوششوں کے نتیجے میں احمدیت کی آئندہ نسلیں نہ صرف اپنی روحانی پیاس بجھا سکیں گی بلکہ صاحب کوثر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور فیض سے وہ اتنے فیض رساں ہوجائیں کہ دوسروں کے لئے ہادی اور پیاسی روحوں کے لئے آبِ حیات مہیا کرنے والے ہوجائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو خدا کرے کہ احمدیت نسلاً بعد نسلٍ خدا کی توحید قائم کرنے کا ذریعہ اور نسلاً بعد نسلٍ بنی نوع انسان کی روحانی تشنگی دور کرنے کا موجب ہوں۔ آمین 120

اس کے بعد محترم قائد صاحب نے احباب کو تحریک کی کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کی خاطر تعاون فرمائیں۔ ہم انشاء اللہ آئندہ ماہ ایک ''ہفتہ تشحیذ الاذہان'' منائیں گے۔ آپ کوشش فرمائیں کہ ہر گھر میں ضرور تشحیذ آئے۔ بعدۂ صدر صاحب جلسہ نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب و جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت چوہدری صاحب نے دعا کروائی اور یہ اجلاس بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ 121

سیرالیون کے ڈپٹی پرائم منسٹر کا استقبال

مارچ 1964ء میں سیرالیون کے ڈپٹی پرائم منسٹر جناب مصطفیٰ صاحب مختصر دورہ پر پاکستان تشریف لائے جن کا ہوائی اڈہ پر جماعت احمدیہ کراچی کے مقامی عہدیداروں نے استقبال کیا۔ چونکہ ان کا جہاز دو بجے صبح آنا تھا، اس لئے نصف شب کے بعد دوست ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے تھے اور استقبال میں شریک ہوئے۔ اُن کی خدمت میں جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے تحفہ پیش کیا گیا جسے انہوں نے نہایت خوشی سے قبول فرمایا اور شکریہ ادا کیا۔ اُن کی پاکستان سے واپسی پر بھی انہیں ہوائی اڈہ پر الوداع کیا گیا۔ 122

مکرم امیر صاحب کراچی کی نگران بورڈ میں شمولیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طویل علالت کے پیش نظر حضور کی منظوری سے سات

آدمیوں کا ایک ایسا بورڈ قائم کیا گیا جو صدرانجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید کے کاموں کی نگرانی کرے۔ اس کا نام ''نگران بورڈ'' رکھا گیا۔ اس کے پہلے صدر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تھے۔ اس بورڈ کا پہلا اجلاس 23 اپریل 1961ء کو ہوا۔ 123

امرائے اضلاع و علاقہ پاکستان کے اجلاس منعقدہ ربوہ بتاریخ 21 مارچ 1964ء میں جن اراکین نگران بورڈ کا انتخاب عمل میں آیا، اس میں جماعت احمدیہ کراچی کے امیر مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ازراہ شفقت اس انتخاب کی منظوری عطا فرمائی۔ 124

وقف جدید میں شاندار قربانی

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم وقف جدید کی طرف سے الفضل 19/اپریل 1964ء میں درج ذیل ارشاد شائع ہوا:

''جماعت احمدیہ کراچی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سی نیکیوں میں پیش پیش ہے۔ خصوصاً من حیث الجماعت مالی قربانی میں ایک مثالی مقام رکھتی ہے۔ **اللھم زد فزد**۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ جب چندہ ماہ پہلے وہاں وقف جدید کا چندہ بڑھانے کی تحریک کی گئی تو بہت سے دوستوں نے اپنا چندہ دگنا کر دیا، بلکہ بعض احباب نے تو پانچ گنا تک اضافہ کر دیا۔

اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے بحیثیت مجلس امسال ایک معلم کا اوسط خرچ اٹھانے کا وعدہ کیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء''

(دستخط) خاکسار مرزا طاہر احمد 125

نائیجیریا کے پریس نمائندگان کی آمد

اپریل 1964ء میں نائیجیریا کے پریس نمائندگان کی کراچی آمد کے موقع پر جماعت احمدیہ کراچی کی جانب سے قرآن کریم انگریزی،............ اصول کی فلاسفی اور احمدیت یعنی حقیقی............ کے انگریزی تراجم تمام نمائندگان کو پیش کئے گئے۔ 126

بیت خضر سلطانہ ربوہ

قیام پاکستان کے بعد کراچی میں سعید منزل کے نام سے لجنہ اماء اللہ کا حلقہ قائم ہوا۔ اس کی صدر محترمہ خضر سلطانہ صاحبہ منتخب ہوئیں۔محترمہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی جبکہ شوہر 1947ء کے فسادات میں شہید ہو گئے تھے۔

جب ربوہ میں مکانات کے لئے زمین الاٹ ہونی شروع ہوئی تو آپ کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے محلّہ دارالرحمت وسطی میں برلب سڑک ایک کنال کا قطعہ عطا فرمایا جس کے ایک حصہ میں انہوں نے مکان بنایا۔

22/جولائی 1964ء کو محترمہ خضر سلطانہ صاحبہ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے اپنا مکان وقف کرنے اور اس کے ایک حصہ میں بیت بنوانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

صدر انجمن احمدیہ نے اسے منظور کر لیا۔ اس کا نام ''بیت خضر سلطانہ'' تجویز ہوا۔ پہلے ایک کچا کمرہ بطور بیت تعمیر کیا گیا جو محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے زیر نگرانی بنا۔ جب اسے پختہ کرنے کا موقع آیا تو مرحومہ کی خواہش کا علم ہونے پر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے 1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر اس کی بنیاد رکھی۔ یہ چھوٹی سی شاندار بیت ریلوے اسٹیشن ربوہ کے سامنے موجود ہے۔ 127

ایوانِ محمود کی تعمیر کیلئے 313 روپے کے وعدہ جات کا اجراء

18/اپریل 1965ء کو ایوانِ محمود ربوہ کے ہال کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی منظوری سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہال کی تعمیر کیلئے 313 ایسے مخیّر احباب تیار کئے جائیں جن میں سے ہر ایک کم از کم =/313 روپے ادا کرے۔ اسی طرح یہ فیصلہ کیا گیا کہ انشاء اللہ ان سب احباب کے نام ایک تاریخی یادگار کے طور محفوظ رکھے جائیں گے تا کہ آنے والی نسلیں جو اس عمارت سے فائدہ اٹھائیں اور مختلف امصار و دیار سے یہاں آ کر خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سبق اور اپنے اسلاف کی نیکیوں کو قائم رکھنے کا عزم لے کر جائیں۔ وہ ان سب

احباب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔[128]

ربوہ میں تعمیر ایوان محمود کے ابتدائی وعدہ کنندگان از کراچی

مرکز نے تمام مجالس کو تعمیر ہال کے لئے وعدہ جات کے حصول کی تحریک کی ۔جن احباب کراچی نے خدام الاحمدیہ کراچی کی تحریک پر وعدہ جات پیش کئے گئے ان کے نام درج ذیل ہیں :

1۔ مکرم مبارک احمد صاحب
2۔ مکرم حبیب اللہ بٹ صاحب
3۔ مکرم سلطان احمد طاہر صاحب
4۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب
5۔ مکرم رشید احمد محمود صاحب
6۔ مکرم مسعود احمد خورشید صاحب
7۔ مکرم مولوی صدر الدین کھوکھر صاحب
8۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب
9۔ مکرم شیخ مظہر سلیم صاحب
10۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامٹی صاحب
11۔ حضرت مولوی عبدالواحد میرٹھی صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ[129]
12۔ مکرم عطاء الرحیم صاحب
13۔ مکرم سید سخاوت شاہ صاحب
14۔ مرزا عبدالوحید بیگ صاحب[130]
15۔ مکرم فلائٹ لیفٹیننٹ محمد سلیمان مبشر صاحب[131]
16۔ خدام الاحمدیہ حلقہ ماڑی پور[132]

مندرجہ بالا احباب کے علاوہ بعد میں دیگر احباب نے بھی 313 روپے کے وعدہ جات میں حصہ لیا۔ان احباب کے نام ایوان محمود کی دیواروں پر کندہ ہیں۔نام درج ذیل ہیں:

مکرم شیخ عبدالرحیم پراچہ صاحب
مکرم محمد شفیع ودھان صاحب
مکرم عبدالوھاب صاحب
مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب
مکرم عبدالواحد صاحب
مکرم عبدالرحیم مدہوش صاحب
مکرم خالق داد خان صاحب
مکرم چوہدری منیر نواز صاحب
مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب
مکرم ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب
مکرمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب
مکرم ناصر احمد ظفر صاحب

مکرم چوہدری محمود احمد باجوہ صاحب
مکرم شیخ رفیق الرحمٰن صاحب
مکرم ظہور الدین صاحب
مکرم مرزا عبد الرحمٰن صاحب
مکرم کلیم اللہ خان صاحب
مکرمہ امۃ الہادی صاحبہ اہلیہ محمد رشید الدین صاحب
مکرم محمد اسحاق بھاگلپوری صاحب
مکرم چوہدری محمد خالد صاحب
مکرمہ مسز محمودہ حبیب اللہ بٹ صاحب
مکرم ملک مبارک احمد صاحب منجانب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
مکرم مرزا مجیب احمد صاحب
مکرم ملک بشیر احمد صاحب
مکرمہ ڈاکٹر محمودہ نذیر احمد صاحب
مکرم چوہدری نبی احمد صاحب
مکرم فضل دین احمد صاحب
مکرمہ ڈاکٹر محمودہ نذیر احمد صاحبہ منجانب والد مرحوم
مکرم خواجہ عبد القیوم صاحب
مکرم چوہدری مشتاق احمد کاہلوں صاحب
مکرم چوہدری عبد الحئی صاحب

انتخاب امیر جماعت احمدیہ کراچی

1965ء میں مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کا امیر جماعت احمدیہ کراچی کی حیثیت سے انتخاب ہوا۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی کراچی آمد

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب 26/اگست 1965ء کو کراچی تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی کراچی میں تشریف آوری کے پہلے دن تیسرے پہر مکرم ومحترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے چائے کی دعوت دی۔ اس روز سفر کی تھکان کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی کوئی اور مصروفیت نہ تھی، البتہ شام کو آپ نے مجلس انصار اللہ کراچی کی تربیتی کلاس سے خطاب فرمایا۔

اگلے روز 27/اگست کو آپ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے کراچی کے احمدی احباب کو نہایت قیمتی نصائح فرمائیں اور انہیں مرکز کے ہر حکم اور جماعتی نظام کے تحت مقرر کردہ عہدیداران کی ہدایات کی تعمیل کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک شخص کو

خواہ وہ ناظر ہو یا امیر جماعت یا کوئی اور عہدیدار تمام اختیارات خلیفہ وقت کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں، ان میں سے کسی کا اپنا کوئی ذاتی اختیار نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نظام کی مکمل پابندی کی جائے اور اگر امیر جماعت یا کوئی اور عہدیدار کوئی ہدایت دیتا ہے تو دراصل اس اختیار کے تحت ہوتی ہے جو خلیفہ وقت کی طرف سے تفویض ہے۔ اس لئے عہدیداروں کے احکامات کی اطاعت دراصل خلیفہ وقت کی اطاعت ہے اور اسی نقطہ نظر کے تحت خلیفہ وقت کی اطاعت حضرت مسیح موعودؑ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

خطبہ جمعہ کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کے احباب سے حضرت صاحبزادہ صاحب نے ملاقات کی۔ اس کے بعد چونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو مجلس انصار اللہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے رحمٰن آباد باندھی (سندھ) تشریف لے جانا تھا، لہٰذا آپ احمدیہ ہال سے سیدھے اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے اور وہاں سے بذریعہ موٹر کار چار بجے سہ پہر عازم حیدرآباد ہوئے۔ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب، مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب مربی سلسلہ، مکرم شفیع خان صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ کراچی، مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب زعیم اعلیٰ مجلس کراچی اور مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب منتظم عمومی مجلس مقامی ہمراہ تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب 30/اگست ساڑھے گیارہ بجے کراچی واپس پہنچے۔ رات کا کھانا شیخ فیض قادر صاحب نے پیش کیا۔ یکم ستمبر بروز بدھ حضرت صاحبزادہ صاحب مع اہل قافلہ ٹھٹھہ تشریف لے گئے اور وہاں ریسٹ ہاؤس میں قیام فرمایا۔ آپ نے وہاں مسجد شاہجہان دیکھی اور اس کے فن تعمیر کا تفصیلی معائنہ کیا۔ 2 ستمبر بروز جمعرات آپ نے احمدیہ ہال میں درس قرآن مجید دیا۔ جس میں آپ نے سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کی نہایت حکیمانہ انداز میں تفسیر فرمائی اور بتایا کہ ہر الٰہی تحریک کے وقت دنیا میں تین قسم کے گروہ پیدا ہوتے ہیں۔ مومن، منکر اور منافق۔ ان میں سے منافق، منکر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ منکر کھلم کھلا خلاف ہوتے ہیں۔ لیکن منافق الٰہی جماعتوں میں بظاہر شامل ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا مومنوں کو منافقوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

3/ستمبر بروز جمعہ آپ نے احمدیہ ہال میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو نہایت قیمتی

نصائح فرمائیں۔ شام کو مکرم میجر شمیم احمد صاحب کے ہاں کھانا تناول فرمایا۔ ہفتہ کے روز صبح دس بجے کے قریب آپ ہاکس بے تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے اہل خانہ اور بعض دیگر احباب جماعت بھی ہمراہ تھے۔

وہاں سے شام سوا پانچ بجے آپ واپس تشریف لائے اور چھ بجے احمدیہ ''بیت'' مارٹن روڈ کی مجوزہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے آپ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا، اس میں بتایا گیا کہ مکرم ڈاکٹر محمد ثناء اللہ صاحب انصاری نے احمدیہ ''بیت'' مارٹن روڈ کی تعمیر خود کرانے کی پیش کش کی ہے جو مکرم ڈاکٹر صاحب اپنے مرحوم والد جناب محمد بقاء اللہ صاحب انصاری کے لئے دعا کی تحریک کی غرض سے تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سپاس نامہ کے جواب میں مختصر خطاب فرمایا اور بیوت کی تعمیر کے کارخیر میں زیادہ سے زیادہ احباب کو حصہ لینے کی تلقین فرمائی اس کے بعد آپ نے سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد آپ نے قرآن کریم کا درس دیا اور پھر نماز عشاء ادا کر کے احباب سے رخصت ہوئے۔

5 رستمبر کو صبح ساڑھے نو بجے آپ نے مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی کے اراکین سے خطاب فرمایا۔ اس روز دوپہر کا کھانا مکرم چوہدری عبدالمجید بھٹی صاحب نے پیش کیا۔ اُسی روز شام کو سوا سات بجے حضرت صاحب مع اہل قافلہ بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی سے واپس ربوہ تشریف لے گئے۔ 133

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا دعا کا پُر درد اعلان

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنے قیام کراچی کے دوران 30 راگست 1995ء کو دعا کے لئے مندرجہ ذیل پُر درد اعلان کروایا۔

بنام تمام برادران و خواہران سلسلہ احمدیہ

یکم اگست کو جب میں کراچی کے لئے چلی ہوں تو میری لڑکی عزیزہ محمودہ بھی بہتر تھیں اور ہمشیرہ بھی۔ دونوں کی جانب سے فکر تو تھا مگر خاصی تسلی ہو چکی تھی۔ لیکن یہاں آ کر چند روز بھی چین سے گزر نہیں پائے تھے کہ عزیزہ محمودہ کو پھر شدید دورہ درد پتہ کا ہونے کی خبر ملی۔ جیسا میرا

وقت پریشانی کا گزرا بیان نہیں کرسکتی پھر ذرہ وقفہ ہوا تسلی بخش خبر آئی۔ دو دن ذرا سکون دل کو ہوا ہی تھا کہ پھر شدید دورہ کی اطلاع ملی۔محمودہ کے متعلق اور ساتھ ہی ہمشیرہ عزیزہ امتہ الحفیظ بیگم کی بابت کہ بخار بھی تیز ہو گیا ہے اور درد بازو میں شدید ہے نیز خون میں انفکشن بہت زیادہ پھر ہو گئی ہے۔اور کمزوری زیادہ ہو گئی ہے۔محمودہ کے بھی بہت ہی کمزور ہو جانے کی خبریں ملیں۔ان متوحش خبروں نے میرا دل ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے۔ میں اب تک دعا کے لئے لکھ بھی نہ سکی۔ کچھ ایسی حالت رہی کہ لکھا بھی نہ گیا۔ سب بہن بھائیوں کی خدمت میں درخواست ہے۔میری بیٹی کے لئے میری بہن کے لئے درد دل سے دعا کریں۔اور امید ہے کہ ضرور کریں گے میں اپنے دل پر قیاس کرتی ہوں کہ جب آپ میں سے اپنی تکلیف اور دکھ کے اظہار کے ساتھ دعا کے لئے آتا ہے تو میرا دل تڑپ اٹھتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے۔تو اسی طرح کیا آپ کو بھی ہم سے محبت نہ ہوگی؟۔آپ بھی دلی تڑپ سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میری محمودہ کو شفا دے دے۔عزیزہ امتہ الحفیظ بیگم کو شفا دے دے۔مرض اُلجھے ہوئے سے ضرور ہیں مگر اللہ تعالیٰ شافی و کافی سمیع و بصیر ہے مجیب ہے۔وہ سب کی پکار سنے اور ایسا ہو کہ

رحمت حق تعالیٰ ہمیں کافی ہو جائے
پردے پردے میں خدا آپ ہی شافی ہو جائے

آمین

نیز میری لڑکی عزیزہ منصورہ بیگم کی طرف سے بھی دھڑکا ہی رہتا ہے۔ وہ بھی اچھی نہیں ہیں۔گردے خراب ہیں اور چند روز اچھی رہ کر پھر دورہ ہو جاتا ہے۔آج کل اچھی تو ہیں الحمد للہ مگر ان کے لئے بھی براہ مہربانی دعا کی جائے۔

اور ایک ہمارا سب سے قیمتی وجود یعنی میرے بڑے بھائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان کو دعاؤں میں آپ بھولیں یہ تو میں سوچ ہی نہیں سکتی۔ پھر بھی نماز و دعا میں بھی انسانی کمزوری کا تقاضا ہے کہ کمی بیشی کا ذرا غفلت ہو جانے کا اور پھر تازہ دم ہو کر پُر جوش ہو جانے کا سلسلہ رہتا ہی ہے۔سو آجکل خاص طور پر ان کے لئے دعا (کریں) اور بہت بہت خاص زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دعا بخشے۔اور ہماری صداؤں کو سنے۔ تمام دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین۔

آج 30اگست ہے گزشتہ سے پیوستہ سال والا دن قریب ہے۔اس لئے اور کراچی میں ہونے کی وجہ سے کیونکہ میں یہاں ہی تھی جب حضرت منجھلے بھائی صاحب کی حالت نازک ہونے کی خبر ملی اور خدا ایسا وقت نہ دکھائے۔سخت کرب کی حالت میں یہاں سے جانا ہوا اور میں نے ان کو آخری سانس ہی لیتے دیکھا۔اس صدمہ کا اثر آج تک میرے دل سے نہیں جاتا۔ اِن ایام میں خصوصاً ان کا بہت ہی خیال آ رہا ہے۔ پرسوں دوپہر کو نیم خوابی کے عالم میں بالکل صاف مگر گویا ایک متحرک تصویر کی شکل میں لیکن بہت ہی روشن چمکدار شکل میں ان کو دیکھا کہ سر پر تاج رکھا ہوا ہے جو چمک رہا ہے اور اِدھر اُدھر دائیں بائیں گردن جلد جلد پھیری ہے بس اتنے میں ہی وہ نظارہ جاتا رہا۔

دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اب خدائے کریم مجھے ہر غم سے محفوظ رکھے۔ میرے بہن بھائی، ان کی اولادیں، میری اولاد در اولاد میرے داماد سارے سلامت رہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا سایہ رہے۔ ان کو دو جہان کے حسنات و برکات نصیب ہوں۔ دونوں جہانوں کی زندگی کے ہر ہر پہلو سے اعلیٰ درجہ کی خوش قسمتی ان کا حصہ رہے۔ان سے نیک نسلیں چلیں نیز میرے منجھلے بھائی صاحب اور چھوٹے بھائی صاحب کے درجات بلند ہونے اور مغفرت بے حساب کی دعا بھی ضرور یاد رکھیں۔

مجھے منجھلے بھائی کا مغفرت بے حساب کی دعا کو کہنا یاد آتا ہے۔ اُف کتنا درد تھا آواز مین۔ ان دونوں ہی کی یاد آتی ہے۔ گزشتہ سارا زمانہ اور بچپن کی باتیں یاد آ جاتی ہیں ایک حسرتناک کیفیت قلب پر طاری ہو جاتی ہے۔

خوشاوہ وقت مبارک وہ گھر وہ نور زماں
کہ جس کے سایہ میں پلتے رہے ہم پانچوں

دعا میں دو کی جدائی بھی بھول جاتی ہوں کہ اب منہ سے نکلتا وہی ہے ’’ہم پانچوں‘‘ یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے دعا نہیں ہوتی۔مگر ظاہر ہے اس عالَم میں زندہ وجودوں کے لئے دعاؤں کے اکثر پہلو مخصوص ہوتے ہیں۔ جو اسی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔133.a

جنگ ستمبر 1965ء کے حوالے سے قومی خدمات

1965ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی۔اس جنگ کے دوران جو ہزاروں افراد بے گھر

اور ضروریات زندگی سے محروم ہوگئے ان کی امداد کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مرکز کی ہدایت کے مطابق 3045 سوتی اور گرم کپڑے اکٹھے کر کے 4 قسطوں میں مرکز بھجوائے۔ خدام نے ہزاروں روپے قومی دفاعی فنڈ میں جمع کروائے۔ اسی طرح اطفال نے بھی 356 روپے قومی دفاعی فنڈ میں جمع کروائے۔

جنگ کے دوران 150 خدام نے اپنی خدمات حکومت کو پیش کیں۔ چنانچہ انہیں فرسٹ ایڈ اور سول ڈیفنس کی تربیت دی گئی۔ زخمی مجاہدین کے واسطے خون کا عطیہ دینے کے لئے بھی خدام نے خود کو پیش کیا۔[134]

قومی دفاعی فنڈ میں لجنہ کے عطیات

6؍ستمبر 1965ء کو ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے پورے ملک میں بیداری کی لہر دوڑ گئی۔ جماعت احمدیہ کراچی کی خواتین نے بھی ملک کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا چنانچہ لجنہ اماء اللہ کراچی نے دفاعی فنڈ میں مبلغ اکیس ہزار آٹھ سو گیارہ روپے اسٹیٹ بینک آف پاکستان میں جمع کروائے اس رقم میں چار ہزار تین سو روپے کے زیورات بھی شامل تھے۔

قومی دفاعی فنڈ کے علاوہ دو ویگن سامان جس میں بے شمار کپڑے، جوتے، برتن اور بستر شامل تھے ربوہ بھجوائے۔ ان دنوں ربوہ میں سیالکوٹ کے لوگ پناہ گزین تھے۔ اسی طرح 720 کپڑے ایک مقامی ادارہ کی معرفت کشمیر بھجوائے گئے اور ایک ہزار روپیہ نقد، بستروں کے لئے بھجوایا گیا۔[135]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سانحہ ارتحال

9؍نومبر 1965ء صبح دو بجکر بیس منٹ پر ہمارے پیارے آقا اور مقدس امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے اس اندوہناک سانحہ ارتحال پر قرار داد تعزیت منظور کر کے سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بھیجی گئی، نیز دوسرے اکابرین کی خدمت میں اس کی نقول ارسال کی گئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا وصال جماعت کے لئے ایک سانحہ عظیمہ تھا۔ اس سانحہ کی

اطلاع پاتے ہی مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی اور دیگر عہدیداران اور احباب جماعت ربوہ پہنچ گئے۔ کراچی کے بہت سے احباب کو اس موقع پر خدمات کا موقع میسر آیا۔

قراردادِ تعزیت جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر درج ذیل قرارداد پاس کی۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ کراچی، حضرت اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج وغم اور گہرے کرب کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے شاندار ترقی کی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آج احمدیت اکناف عالم میں اس طرح پھیل گئی ہے کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس نے 51 سال سے زیادہ عرصے تک جماعت احمدیہ کی جس طرح نگرانی اور رہنمائی فرمائی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضور کی جدائی سے ہم سب کے دل بریاں اور آنکھیں نمناک ہیں، مگر ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور بقول حضرت مسیح موعودؑ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم ممبران جماعت احمدیہ کراچی اس سانحہ عظیم پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔

نیز حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت صاحبزادی نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضور اقدس کے حرم اور صاحبزادگان اور صاحبزادیوں سے بھی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔[136]

بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 9 نومبر 1965ء کو وفات پا گئے۔ آپ کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث منتخب ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کراچی نے

4000 بیعت فارم چھپوا کر اور انہیں احباب سے پُر کروا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت اقدس میں بھجوائے۔ 137

مارٹن روڈ میں لینڈنگ لائبریری کا آغاز

1965ء میں فضل عمر لائبریری مارٹن روڈ میں ایک لینڈنگ لائبریری (Lending Library) کا آغاز کیا گیا۔ جس کی ذمہ داری احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کراچی کو دی گئی۔ جس نے ایک لائبریری بورڈ تشکیل دیا اس بورڈ نے فوری طور پر لائبریری کے لئے عطیہ کے طور پر 86 کتب اور 680 روپے جمع کئے۔

اس لینڈنگ لائبریری کا افتتاح مکرم مولوی عبدالمجید صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمایا۔ آپ نے اس موقع پر 21 طلباء میں کتابیں بھی تقسیم کیں۔ 138

لائبریری بورڈ کے چیئرمین مکرم منصور الحسن صاحب، سیکریٹری مکرم جمیل احمد بٹ صاحب اور ممبر مکرم یحییٰ خان صاحب تھے۔ 139

بیت احمدیہ کوپن ہیگن کے لئے عطیہ

1965ء میں لجنہ اماء اللہ کراچی نے بیت کوپن ہیگن کے لئے =/20489 روپے بطور عطیہ بھجوائے۔ 140

محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب کا درس القرآن

محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے 1966ء کے رمضان کے دوسرے عشرہ کا درس قرآن کراچی میں دیا۔ اسی رمضان کے پہلے عشرہ کا درس آپ بیت ناصر دارالرحمت ربوہ میں دے چکے تھے۔ 141

تعلیم القرآن اور انصار اللہ کراچی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے خطبہ جمعہ 4 فروری 1966ء میں کراچی میں تعلیم القرآن کی ذمہ داری مجلس انصار اللہ کراچی کے سپرد فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ:

''قرآن مجید کی تعلیم کا کام کراچی اور جھنگ میں انصار اللہ کے ذمہ ہے۔''

حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کراچی میں انصار اللہ کے تحت بڑی سرگرمی سے کام ہوا۔[142]

مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ نے اس سلسلے میں انصار اللہ کراچی کے بارے میں درج ذیل ریمارکس دیئے:

''کراچی............ نے بڑا اچھا نمونہ پیش کیا، انھوں نے اپنے اپنے حلقہ کی ساری جماعت کا جائزہ لیا اور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے مکمل تعلیمی کوائف تفصیلی گوشوارے کی صورت تیار کر کے بھجوائے، جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ان حلقوں میں خواندگی کی کیا صورت ہے۔ کتنے افراد قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں، کتنے ناظرہ پڑھ سکتے ہیں اور کتنے ناظرہ پڑھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ گوشوارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کئے گئے اور حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

دوسری مجالس کے ذمہ دار افراد بھی چاہتے تو ایسا کر سکتے تھے۔ کراچی اور ضلع جھنگ میں کام کی ذمہ داری بطور خاص انصار اللہ کی تنظیم پر ڈالی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس کراچی اس ذمہ داری کو بڑی عمدگی اور مستعدی سے ادا کر رہی ہے اور ہر ماہ باقاعدگی سے ان کی رپورٹ موصول ہوتی ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ ضلع جھنگ کی مجالس میں تاحال بیداری پیدا نہیں ہوئی''۔[143]

تحریک تعلیم القرآن و وقف عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1966ء میں افریقہ کے دورے سے واپسی کے بعد تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی اسکیم جماعت کے سامنے پیش کی۔

جماعت احمدیہ کراچی نے فوری طور پر اس تحریک پر لبیک کہا اور محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے مکرم عبدالشکور اسلم صاحب کو سیکرٹری تعلیم القرآن مقرر فرمایا۔ چونکہ یہ نیا شعبہ تھا لہٰذا اسے منظم کرنے اور مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کراچی نے بہت سی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ جن میں جماعت کے بڑے بڑے بزرگوں کو شامل کیا گیا اور ایک

لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

کراچی کی مقامی جماعت کے حلقہ جات میں تعلیم القرآن اور وقف عارضی کے کام کی نگرانی کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو صدر حلقہ، سیکریٹری تعلیم و تربیت، سیکریٹری تعلیم القرآن، قائد/زعیم خدام الاحمدیہ، زعیم انصاراللہ اور صدر لجنہ اماء اللہ پر مشتمل تھی۔ جب اس کی رپورٹ مرکز بھجوائی گئی تو معمولی ردّوبدل کے ساتھ مرکز نے تمام جماعتوں میں اس کمیٹی کو رائج کر دیا۔

کراچی میں شعبہ تعلیم القرآن میں مکرم عبدالشکور اسلم صاحب سیکریٹری تعلیم القرآن کے ساتھ محترم سید احمد ناصر صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بھی نہایت ذمہ داری سے کام کرتے رہے۔144

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے نام خصوصی پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1966ء میں خدام الاحمدیہ کراچی کو درج ذیل پیغام دیا:

''خدام الاحمدیہ'' یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا رکھا ہوا ہے اور خود اس نام میں ایک زبردست پیغام موجود ہے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ اللہ تعالیٰ کے وفادار اور فرماں بردار بندے بنیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی کرنے والے ہوں۔''

(دستخط) مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث145

فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدوں پر اظہار خوشنودی

مورخہ 25/اکتوبر 1966ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں کراچی اور حیدرآباد کے احباب کے وعدوں کی فہرست پیش کی گئی تو حضور نے ان وعدوں پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اِن احباب کو دعا سے نوازا اور فہرست پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ اِن سب مخلصین کے ایثار اور قربانی کو قبول فرمائے۔''سب رج جان'' اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان بھائیوں کو یہ بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدے کا ایفاء کرسکیں۔العبدالفقیر للہ الغنی

دستخط مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث 146

ایک یورپین دوست کی بیعت

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ منعقدہ 28 تا 30/اکتوبر 1966ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے نومسلم دوست عبدالجبار ہیل صاحب کی بیعت قبول فرمائی۔ یہ صاحب بیس سال قبل برصغیر آئے تھے۔یہیں مسلمان ہوئے اور یہیں شادی کی۔آپ کراچی کے بعض احمدی احباب کے زیر (دعوت) تھے۔147

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی پہلی مرتبہ کراچی تشریف آوری

حضور 20/نومبر 1966ء کو حیدرآباد سے کراچی تشریف لائے۔حضور کو لینے کے لئے مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی ،مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی اور چند دوست بذریعہ کار حیدرآباد گئے۔کراچی آتے ہوئے حضور کا قافلہ کچھ دیر کے لئے کلری جھیل پر ٹھہرا۔شام ساڑھے چھ بجے حضور اپنی رہائش گاہ ہاؤسنگ سوسائٹی تشریف لائے۔حضور کی کراچی آمد کی خبر اور فوٹو ز اخبارات نے بھی شائع کئے۔

20/نومبر 1966ء کو حضور نے مکرم نبی احمد صاحب کے بیٹے زبیر احمد صاحب کی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔148

24/نومبر کو حضور ہاکس بے پر پکنک کے لئے تشریف لے گئے۔

25/نومبر کو حضور نے احباب جماعت کراچی کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔149

21/نومبر کو حضور نے جماعت احمدیہ کراچی کی مجلس عاملہ نیز انصار اللہ، خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ اور پریذیڈنٹ صاحبان حلقہ جات کی مشترکہ میٹنگ طلب فرمائی۔اسی طرح بعد از نماز مغرب مجلس عرفان سے خطاب فرمایا۔

مختلف شعبہ جات کے متعلقہ کارکنان سے حضور نے استفسار کئے۔ بعد ازاں حضور نے تعلیم القرآن اور بعض دیگر امور کے متعلق نصائح اور زریں ہدایات سے نوازا۔ 150

بیت النصرت دستگیر کا سنگ بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مورخہ 22/نومبر 1966ء بعد نماز فجر بیت النصرت دستگیر کراچی کا سنگ بنیاد رکھا۔ 151

حضور نے ایک اینٹ لے کر دیر تک دعا کی پھر اس کو نصب فرمایا۔ اس کے بعد چھ مزید اینٹیں رفقاء حضرت مسیح موعودؑ اور امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی و مربیان سلسلہ نے رکھیں۔ پھر حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔ 151 23/نومبر شام 4 بجے حضور نے لجنہ اماء اللہ کراچی سے خطاب فرمایا۔ 152

خطبہ جمعہ

25/نومبر 1966ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احمدیہ ہال میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے آیت کریمہ **واعتصموا بحبل اللّٰہ** کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ''حبل اللہ'' کے متعدد معنی بیان فرمائے اور بتایا کہ اس آیت کریمہ کا تعلق آیت استخلاف سے ہے پھر اس تعلق کو حضور نے واضح فرمایا اور جماعت کی ذیلی تنظیموں کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں مستعدی سے کام کریں اور باہمی تعاون کو قائم رکھیں تا کہ جماعتی اتحاد مضبوط تر ہو جائے۔ مورخہ 26/نومبر 1966ء کو حضور واپس ربوہ تشریف لے گئے۔ 153

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کا صدر انجمن احمدیہ سے الحاق

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کو جنوری 1967ء سے صدر انجمن احمدیہ کی نظارت تعلیم کے ماتحت کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ اس کے انتخابات کی منظوری بھی نظارت تعلیم ہی دیا کرے گی اور پروگرام پر عمل درآمد مقامی امراء یا پریذیڈنٹ صاحبان کی وساطت سے ہوگا۔

اس فیصلہ کی تعمیل میں احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کراچی جو پہلے خدام الاحمدیہ کے ماتحت تھی، جنوری 1967ء سے شعبہ تعلیم کراچی کے ماتحت ہوگئی۔ 154

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کراچی کے ڈاکٹرز کی خدمات

مارچ 1967ء میں علم طب کے اعلیٰ ترین بین الاقوامی معیار پر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مکمل طبی معائنہ کا مفت انتظام کیا گیا۔ یہ معائنہ کراچی کے لائق اور ماہر ڈاکٹرز کی ایک ٹیم نے کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس انتظام پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور تاکید فرمائی کہ اس نہایت عمدہ اور مفید انتظام سے سب اہلیان ربوہ مرد وخواتین جن کی عمر 30 سال سے زائد ہے لازمی فائدہ اٹھائیں۔ اس موقع پر بجلی کے ذریعے دل کے مکمل ٹیسٹ نیز خون اور پیشاب کے تمام ٹیسٹ کئے گئے۔[155]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی تشریف آوری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مورخہ 7 جولائی 1967ء کو کراچی تشریف لائے۔[156]
اور 8/جولائی 1967ء کو دورہ یورپ کے لئے فرینکفورٹ (جرمنی) روانہ ہوئے۔[157]

چونکہ حضور حیدرآباد سندھ سے تشریف لا رہے تھے اس لئے ایک وفد بھجوایا گیا جو حضور کو اپنے ہمراہ لایا۔ حضور بذریعہ ٹرین جیسے ہی ریلوے اسٹیشن سے باہر آئے، احباب جماعت نے نعروں سے حضور کا استقبال کیا اس موقع پر پریس فوٹوگرافرز نے حضور کے فوٹوز لیے، جو بعد میں اخبارات میں شائع ہوئے۔ اسی طرح حضور کے سفر یورپ کی غرض و غایت کو بھی اخبارات نے شائع کیا۔[158]

انصاراللہ کراچی کے سالانہ اجتماع میں خطاب

مورخہ 7/جولائی 1967ء کو بعد نماز جمعہ مجلس انصار اللہ کراچی کا سالانہ اجتماع شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کا افتتاح فرمایا اور 45 منٹ تک اپنے خطاب سے نوازا۔[159]

خطبہ جمعہ

مورخہ 7/جولائی کو حضور نے احمدیہ ہال میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے مستقبل پر اثر ڈالنے

والے امور بیان فرمائے اور بتایا کہ ان اقوام پر اتمام حجت ضروری ہے۔

آپ نے اپنی بعض مبشر رویاء بھی سنائیں نیز بعض اور دوستوں کی خوابوں کا بھی ذکر فرمایا جو حضور کے سفر یورپ کے متعلق انہوں نے دیکھی تھیں نیز فرمایا کہ میری خوابوں سے جہاں کامیابی کی بشارتیں ملی ہیں وہاں بعض مشکلات پیش آنے کے خطرے کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے احباب کو ان ایام میں خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔160

ماریشس کے ایک مخلص دوست سے حضور کی ملاقات

حضور 7 جولائی 1967ء کو ماریشس سے آئے ہوئے ایک ستر سالہ دوست سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ دوست اپنے ملک سے حضور کی ملاقات اور زیارت مرکز کے لئے روانہ ہوئے تھے کہ کراچی پہنچ کر انہیں دِل کا دورہ پڑ گیا، ان کی دلی تڑپ پر حضور ان کی قیام گاہ تشریف لے گئے تو اس مخلص بزرگ کی دلی مراد بر آئی۔161

پہلی فضل عمر درس القرآن کلاس ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کے مطابق جولائی 1967ء میں پہلی بار فضلِ عمر درس القرآن کلاس ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس کلاس میں کراچی کے مکرم ریاض قطب بٹ صاحب نے کامیابی حاصل کی۔162

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دورہ یورپ سے کراچی واپسی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دورہ یورپ کے بعد مورخہ 21 اگست 1967ء کو کراچی تشریف لائے۔163 اور 23/اگست 1967ء کو بذریعہ ٹرین ربوہ تشریف لے گئے۔164

پریس کانفرنس سے خطاب

مورخہ 22/اگست 1967ء کو حضور نے ہوٹل انٹر کانٹینٹل (موجودہ پرل کانٹینٹل ہوٹل) میں پریس کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اس میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تفصیل سے حضور نے سفر یورپ کی غرض وغایت، وہاں پر (دعوت دین حق) کے مواقع اور ذرائع اور مغربی اقوام پر اتمام حجت کا

ذکر فرمایا۔ اس ضمن میں نمائندگان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

موسم کی خرابی کے باوجود مقامی اخبارات اور نیوز ایجنسیوں نے اسے ریلیز کیا۔ اس موقع پر اُردو اور انگریزی میں ہینڈ آؤٹ (Hand Out) بھی شائع کیا گیا جس میں حضور کے سفر یورپ کی تفصیلات درج تھیں۔165

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اتحاد بین المسلمین کی تحریک

22/اگست 1967ء کو کراچی میں اپنے پہلے مغربی ممالک کے دورہ کے بعد ایک پریس کانفرنس میں آپ نے اتحاد بین المسلمین کی تحریک پیش فرمائی کہ سات سال کے لئے تمام فرقے اپنے باہمی اختلافات بھلا کر، متحد ہو کر غلبہ (دین حق) کی مہم میں حصہ لیں اور عالم (دین حق) کے خلاف کی گئی تمام سازشوں کا مقابلہ کریں۔166

احمدیہ بک ڈپو کراچی کا قیام

احمدیہ ہال کراچی میں ایک بک ڈپو 1967ء میں قائم کیا گیا۔ جس سے سلسلہ کا لٹریچر حاصل کرنے میں احبابِ جماعت اور دیگر دوستوں کو بڑی آسانی ہوگئی۔167

ابتداء میں مکرم محمد عبداللہ مہر صاحب احمدیہ بک ڈپو کو چلاتے رہے۔ اُن کے بعد 1969ء سے مکرم لطیف احمد شاد صاحب احمدیہ بک ڈپو کے انچارج مقرر ہوئے۔168

کراچی میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی مصروفیات

حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور حضرت مہر آپا صاحبہ مارچ 1967ء میں کراچی تشریف لائیں۔ 4/مارچ کو آپ نے لجنہ اماء اللہ ہاؤسنگ سوسائٹی کا معائنہ فرمایا۔ اسی روز سیدہ ام متین صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کراچی کے سالانہ جلسہ میں افتتاحی تقریر فرما کر جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے ''ترکِ رسومات'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ مورخہ 5/مارچ کو جلسہ کے دوسرے روز بھی حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے تقریر فرمائی۔ 6/مارچ کو آپ نے اور حضرت مہر آپا نے لجنہ اماء اللہ لیاقت آباد کا معائنہ فرمایا اسی روز شام کو لجنہ اماء اللہ کراچی نے آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا جس میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے ''برکات خلافت'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ 7/مارچ کو آپ

لجنہ اماء اللہ عزیز آباد کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئیں، اسی طرح روز شام کو لجنہ اماء اللہ کراچی کے زیر اہتمام احمدیہ ہال میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں محترم بیگم منور علی خان صاحب نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت مہر آپا صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرت مقدسہ پر تقاریر فرمائیں۔ 169

مورخہ 10/مارچ 1967ء کو حلقہ سعید منزل کراچی کی لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام ایک خصوصی اجلاس احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے لجنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''مقامی لجنہ اماء اللہ کی مجلس عاملہ کا کام یہ ہے کہ وہ ایک اسکیم بنا کر حلقوں کو بھیجے اور سب حلقے اس اسکیم کے ماتحت کام کریں۔ ہماری کارکنات جب بھی کوئی پروگرام بنائیں تو ہر بات اور ہر کام خلیفۃ المسیح کے ارشادات کی روشنی میں ہونا چاہیئے اور ان اغراض و مقاصد کے مطابق ہونا چاہیئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لجنہ اماء اللہ کے قیام کے وقت عورتوں میں بیان فرمائیں تھیں۔ پھر ہمیں تعلیم و تربیت اور خدمت خلق کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ دوسری چیز جس کی طرف توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ ہر لجنہ کا کام ہے کہ کام کرنے والی کارکنات پیدا کریں اور پھر اجلاسات میں تمام خواتین کو بنیادی مسائل ذہن نشین کروانے چاہئیں۔ پھر سوالات کر کے پوچھا جائے کہ مسائل آ گئے ہیں یا نہیں اور وہ کسی دوسرے کو سمجھا سکتیں ہیں یا نہیں۔

پھر سب سے بڑا جہاد اس وقت ہمارا ''تربیت'' ہے۔ تربیت کا کام بہت بڑا کام ہے۔ اس کی طرف سے اگر ہم نے کوتاہی کی تو ڈر ہے کہ کہیں ہمارے دوسرے کاموں میں رکاوٹ نہ ہو۔ سب سے پہلے پردہ کی پابندی ہے پھر رسومات اور بدعات ہیں جن کو جماعت سے اکھیڑنا ہے۔ پھر بچوں کی اعلیٰ تربیت کرنی ہے۔

بعض جگہ بدعات جن کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ملتا، ابھی تک جاری ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد ہی احیاء الدین تھا۔ ہماری شریعت کے بنیادی اصول دو ہیں۔ قرآن مجید، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بعد موجودہ زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ کیونکہ ہم نے آپ کو حَکَم مانا ہے۔ اس کے علاوہ ہر بات ہمارے لئے بدعت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کی وجہ بدعات کو مٹانا تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح

موعود حکم و عدل ہوگا۔ پس جو بات قرآن مجید کے خلاف ہو، حدیث صحیحہ کے خلاف ہو وہ ہمارے لئے بدعت ہے۔ اس سال اجتماع پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا تھا کہ رسومات مٹانے کے لئے لجنہ خصوصی اقدامات کریں۔ اس کے علاوہ دینی مسائل بہنوں کو بتائے جانے چاہئیں۔

اس کے بعد ان تحریکات کا میں دوبارہ ذکر کرنا چاہتی ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے ہیں۔ سب سے پہلے قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھنا اور پڑھانا ہے۔ جب ہماری جماعت کی بہنوں نے قرآن کریم سیکھ لیا تو سب کچھ سیکھ لیا۔ قرآن کا تو دعویٰ یہ ہے کہ جتنی کتابیں شرعی نازل ہوئی ہیں سب سے آسان کتاب قرآن ہے۔ بے شک دنیا کی دوڑ میں ہمیں پیچھے نہیں رہنا چاہئیے۔ لیکن دینی دوڑ میں ہمیں بہت آگے نکلنا ہے۔ قرآن کی طرف توجہ دلانا، حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی طرف توجہ دلانا ماؤں کا کام ہے۔ مائیں اپنی بچیوں کو کہیں کہ ایک رکوع روز ترجمہ سے یاد کریں اور چار صفحے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کے روز پڑھا کریں۔ اس کے بعد اپنے اسکول اور کالج کی پڑھائی کریں۔

یہ وہ چند باتیں ہیں جن کی طرف توجہ دینی چاہئیے۔ مگر مجلس عاملہ کچھ نہیں کرسکتی جب تک ہر ممبر کا تعاون حاصل نہ ہو۔ ہماری جماعت کے مرد، عورتیں، بچے جس دن ایک زندہ نمونہ ہوں گے (دین حق کی) تہذیب کا وہ دن ہوگا (دین حق) اور احمدیت کی کامیابی کا۔

میری دُعا ہے کہ ہم اپنے عمل سے کردار سے اور اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت سے احمدیت کی صداقت کو دنیا میں قائم کریں۔[170]

ایک دوست کے لئے ادبی رسالے کی طرف سے انعام

کراچی کے مکرم محمد ذکریا ورک صاحب کی 1967ء میں آپ بیتی بعنوان ”میرے اللہ میری آپا“ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور میں شائع ہوئی تھی۔ اس تحریر پر انہیں رسالے کی طرف سے اوّل انعام کا حقدار قرار دیا گیا جبکہ 300 روپے نقد بھی دیئے گئے۔[171]

حوالہ جات باب سوم

1۔ الفضل ربوہ 21/جنوری 1958ء صفحہ 5
2۔ الفضل ربوہ یکم مارچ 1958ء صفحہ 6
3۔ الفضل ربوہ 26/جنوری 1958ء صفحہ 5 و الفضل ربوہ 30/جنوری 1958ء صفحہ 4
4۔ الفضل ربوہ یکم فروری 1958ء صفحہ 4
5۔ الفضل ربوہ 12/فروری 1958ء صفحہ 8
6۔ الفضل ربوہ 21/جنوری 1958ء صفحہ 5
7۔ تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 475
8۔ الفضل ربوہ 23/فروری 1958ء صفحہ 5
9۔ الفضل ربوہ 7/مارچ 1958ء صفحہ 2
9.a۔ الفضل 25/فروری 1958ء صفحہ 1
10۔ الفضل ربوہ 27/فروری 1958ء صفحہ 2
11۔ الفضل 28/فروری 1958ء صفحہ 1
12۔ الفضل 4/مارچ 1958ء صفحہ 2
13۔ الفضل ربوہ 5/مارچ 1958ء صفحہ 3
14۔ الفضل 6/مارچ 1958ء صفحہ 2
15۔ الفضل 7/مارچ 1958ء صفحہ 2
16۔ الفضل ربوہ 6/مارچ 1958ء صفحہ 2
17۔ الفضل ربوہ 11/مارچ 1958ء صفحہ 1
18۔ الفضل 9/مارچ 1958 صفحہ 3
19۔ ماہنامہ خالد فروری 1960ء صفحہ 50 تا 53
20۔ الفضل ربوہ 16/مارچ 1958ء صفحہ 4

21۔ الفضل ربوہ 30 / اپریل 1958ء صفحہ 4

22۔ الفضل ربوہ 21 / مئی 1958ء صفحہ 5-4

23۔ المصلح کراچی۔ اپریل 1958ء صفحہ 18

24۔ المصلح کراچی۔ اکتوبر 1958ء صفحہ 10 تا 27

25۔ الفضل 3 / ستمبر 1958ء صفحہ 4

26۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1958ء

27۔ الفضل ربوہ 2 / دسمبر 1958ء صفحہ 4

28۔ الفضل ربوہ 12 / دسمبر 1958ء صفحہ 6

29۔ الفضل 26 / اگست 1959ء صفحہ 4 و الفضل ربوہ 26 / فروری 1959ء صفحہ 5

30۔ تاریخ انصار اللہ جلد اول صفحہ 148

31۔ سوونیئر خدام الاحمدیہ کراچی 1959ء

32۔ الفضل 4 / مارچ 1959ء صفحہ 1

33۔ الفضل 11 / مارچ 1959ء صفحہ 1

34۔ الفضل 4 / اپریل 1959ء صفحہ 3

36۔ ماہنامہ خالد فروری 1960ء صفحہ 50 تا 53

37۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1959ء صفحہ 33۔ بحوالہ کتاب عبداللہ صفحہ 437

38۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1959ء صفحہ 33

39۔ ماہنامہ خالد جون 1959ء صفحہ 32

40۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1960ء صفحہ 11

41۔ ماہنامہ خالد جولائی 1959ء صفحہ 29-28

42۔ الفضل ربوہ 19 / مئی 1959ء صفحہ 1

43۔ کتاب عبداللہ۔ صفحہ 206 تا 211

44۔ الفضل ربوہ 4 / جولائی 1959ء صفحہ 3

45۔ الفضل 27 / جون 1959ء صفحہ 5

46۔ ماہنامہ خالد فروری 1960ء صفحہ 50 تا 53
47۔ الفضل ربوہ 19/اگست 1959ء صفحہ 6
48۔ مکرم ملک منور احمد طاہر صاحب سابق صدر حلقہ کورنگی وسیکریٹری تعلیم القرآن جماعت احمدیہ کراچی کے خط محررہ 28/فروری 1989ء سے ماخوذ
49۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1959ء
50۔ الفضل ربوہ 9/ستمبر 1959ء صفحہ 5
51۔ الفضل ربوہ 23/اگست 1959ء صفحہ 1
52۔ الفضل ربوہ 23/دسمبر 1959ء صفحہ 5
53۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1959ء
54۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ 60-1959ء صفحہ 146
55۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1960ء
56۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1960ء
57۔ الفضل ربوہ 15/فروری 1960ء صفحہ 5
58۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1960ء
59۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1960ء
60۔ سرٹیفیکیٹ تمغہء خدمت سے ماخوذ
61۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1960ء
62۔ سالانہ رپورٹ جماعت احمدیہ کراچی۔بحوالہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 60-1959ء
63۔ الفضل 5/اپریل 1960ء صفحہ 1
64۔ الفضل 13/جون 1960ء صفحہ 1
65۔ ملاحظات نیاز فتح پوری۔مرتبہ مولانا محمد اجمل شاہد صاحب صفحہ 8
66۔ الفضل 21/اگست 1960ء صفحہ 6
67۔ الفضل ربوہ 31/جولائی 1960ء صفحہ 7
68۔ تاریخ احمدیت جلد 20 صفحہ 634 تا 638

69۔ الفضل ربوہ 15/اکتوبر 1960ء صفحہ 4
70۔ الفضل ربوہ یکم نومبر 1960ء صفحہ 4
71۔ الفضل 5/اکتوبر 1960ء صفحہ 6
72۔ الفضل 12/نومبر 1960ء صفحہ 1
73۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
74۔ الفضل 6/اکتوبر 1960ء
75۔ تاریخ احمدیت راولپنڈی صفحہ 538
76۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
77۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
78۔ تاریخ انصاراللہ جلد اوّل۔صفحہ 121 تا 126
79۔ تاریخ انصاراللہ جلد اوّل۔صفحہ 183
80۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
81۔ ماہنامہ خالد اکتوبر 1961ء صفحہ 26
82۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
83۔ ماہنامہ خالد اکتوبر 1961ء صفحہ 27، سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
84۔ الفضل 31/اکتوبر 1961ء
85۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
86۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1961ء
87۔ میری زندگی کے مختصر حالات از شیخ رفیع الدین احمد صاحب صفحہ 32-31
88۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1962ء
89۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1964ء صفحہ 21-20
90۔ ماہنامہ خالد دسمبر 1964ء ٹائٹل پیج
91۔ الفضل ربوہ 11/فروری 1961ء صفحہ 6، الفضل ربوہ 19/مئی 1962ء صفحہ 7
92۔ الفضل ربوہ جون 1962ء صفحہ 4

93۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1962ء
94۔ الفضل ربوہ 20/اکتوبر 1962ء صفحہ 6
95۔ الفضل ربوہ 28/نومبر 1962ء صفحہ 5
96۔ تحریر مکرم اشفاق حسین صاحب سے ماخوذ
97۔ الفضل 3/جنوری 1963ء صفحہ 11-8
98۔ روزنامہ الفضل ربوہ 23/اگست 1999ء
99۔ لاہور تاریخ احمدیت مؤلفہ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔صفحہ 114 تا 116
100۔ تحریر مکرم ملک جاوید احمد صاحب
101۔ سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ 63-1962ء
102۔ الفضل ربوہ 18/جولائی 1963ء صفحہ 6
103۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1963ء
104۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 64-1963ء
105۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1964ء
106۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 66-1965ء
107۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 64-1963ء
108۔ الفضل ربوہ 30/اگست 1963ء صفحہ 5
109۔ تحریر مکرم اشفاق حسین صاحب سے ماخوذ
110۔ رجسٹر کارروائی اجلاسات مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کراچی 1966ء
111۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1963ء
112۔ ملاحظات نیاز فتح پوری از مولانا محمد اجمل شاہد صاحب
113۔ الفضل ربوہ 13/ستمبر 1963ء صفحہ 7
114۔ الفضل ربوہ 6/نومبر 1963ء صفحہ 6-5
115۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 63-1962ء
116۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 63-1962ء

117۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 63-1962ء صفحہ 59
118۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 63-1962ء صفحہ 53
119۔ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کی تحریر سے ماخوذ
120۔ الفضل 15راپریل 1964ء صفحہ 5-4
121۔ الفضل 19راپریل 1964ء صفحہ 8، ماہنامہ خالد اپریل 1964ء صفحہ 34-35
122۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 64-1963ء
123۔ سوانح حیات حضرت قمر الانبیاء مؤلفہ مکرم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ 145
124۔ الفضل 28رمارچ 1964ء صفحہ 3
125۔ الفضل 19راپریل 1964ء صفحہ 8
126۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 64-1963ء
127۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم صفحہ 46
128۔ ماہنامہ خالد جون 1965ء صفحہ 16
129۔ الفضل ربوہ 2رجون 1965ء صفحہ 6
130۔ الفضل ربوہ 17رجون 1965ء صفحہ 6
131۔ الفضل ربوہ 3راگست 1965ء صفحہ 5
132۔ الفضل ربوہ 25راگست 1965ء صفحہ 5
133۔ ماہنامہ انصار اللہ ستمبر 1965ء صفحہ 22 تا 24
134۔ سوونیئر خدام الاحمدیہ کراچی 1966ء
135۔ المحراب سوونیئر لجنہ اماء اللہ کراچی 1989ء صفحہ 95
136۔ الفضل 21رنومبر 1965ء صفحہ 4
137۔ رپورٹ مجلس مشاورت صدر انجمن احمدیہ ربوہ 66-1965ء صفحہ 79
138۔ سوونیئر خدام الاحمدیہ کراچی 1965ء
139۔ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کی تحریر سے ماخوذ
140۔ المحراب سوونیئر لجنہ اماء اللہ کراچی 1989ء صفحہ 95

141۔ الفضل 22؍جنوری 1966ء
142۔ ماہنامہ انصاراللہ (ضمیمہ) ماہ دسمبر 1967ء صفحہ 6
143۔ ماہنامہ انصاراللہ (ضمیمہ) ماہ دسمبر 1967ء صفحہ 9
144۔ تحریر مکرم ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خان صاحب سے ماخوذ
145۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1966ء
146۔ الفضل ربوہ 11؍نومبر 1966ء صفحہ 4
147۔ تاریخ انصاراللہ جلد اول صفحہ 254
148۔ الفضل 9؍دسمبر 1966ء صفحہ 5
149۔ الفضل 9؍دسمبر 1966ء صفحہ 5
150۔ الفضل 9؍دسمبر 1966ء صفحہ 5
151۔ الفضل 9؍دسمبر 1966ء صفحہ 5
152۔ الفضل 9؍دسمبر 1966ء صفحہ 5
153۔ الفضل 9؍دسمبر 1966ء صفحہ 5
154۔ الفضل 15؍جنوری 1967ء صفحہ 6
155۔ الفضل 18؍مارچ 1967ء صفحہ 1
156۔ الفضل 9؍جولائی 1967ء صفحہ 1
157۔ الفضل 11؍جولائی 1967ء صفحہ 1
158۔ الفضل 26؍جولائی 1967ء صفحہ 3
159۔ الفضل 20؍جولائی 1967ء صفحہ 5
160۔ الفضل 26؍جولائی 1967ء صفحہ 3
161۔ الفضل 26؍جولائی 1967ء صفحہ 3
162۔ الفضل 10؍اگست 1967ء صفحہ 6
163۔ الفضل 23؍اگست 1967ء صفحہ 1
164۔ الفضل 31؍اگست 1967ء صفحہ 4

165۔ الفضل 31/اگست 1967ء صفحہ 4
166۔ کتاب حضرت مرزا ناصر احمد - شائع کردہ لجنہ اماء اللہ کراچی ۔صفحہ 39
167۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ 67-1966
168۔ مکرم لطیف احمد شاد صاحب کی تحریر سے ماخوذ
169۔ الفضل 11/مارچ 1967ء صفحہ 4
170۔ الفضل 21/اپریل 1967ء صفحہ 5
171۔ مکرم محمد ذکریا وِرک صاحب کی تحریر سے ماخوذ

باب چہارم

(1968ء تا 1977ء)



باب چہارم

سیرت کونسل کا قیام

جماعت احمدیہ کراچی نے 1968ء سے قرآن کریم، تراجم قرآن کریم اور سیرت النبیؐ پر کتب کی نمائش کے سلسلے کا آغاز کیا۔

اس سلسلے میں سیرت کونسل کے نام سے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے ممبران کا مقصد نمائشوں کے جملہ امور انجام دینا، اسی طرح اخبارات، ریڈیو وغیرہ میں خبروں کی اشاعت اور علم دوست شخصیات کو دعوت دینا بھی اس کی ذمہ داری تھی۔

سیرت کونسل کے ارکین مندرجہ ذیل تھے۔

1۔	مکرم چوہدری احمد مختار صاحب	چیئرمین
2۔	مکرم میجر شمیم احمد صاحب	وائس چیئرمین
3۔	مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب	جنرل سیکریٹری
4۔	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب	ممبر
5۔	مکرم مولانا اجمل شاہد صاحب	ممبر
6۔	مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب	ممبر
7۔	مکرم تاثیر احمدی صاحب	ممبر
8۔	مکرم ابرار احمد صاحب	ممبر
9۔	مکرم نعیم احمد صاحب (لائبریرین)	ممبر
10۔	مکرم محمد زکریا ورک صاحب	ممبر
11۔	مکرم لقمان شاہ صاحب	ممبر

12۔ مکرم بشارت احمد صاحب ممبر

13۔ مکرم رشید احمد جاوید صاحب ممبر[1]

تراجم قرآن کریم کی شاندار نمائش

چودہ سوسالہ جشن تشکر نزول قرآن کریم کے خاص موقع پر تراجم قرآن کریم کی شاندار نمائش کا اہتمام جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے کیا گیا۔ یہ نمائش احمدیہ دارالمطالعہ بندر روڈ میں منعقد کی گئی۔ جو 15/جون 1968ء سے 28/جون 1968ء تک جاری رہی۔

اس نمائش میں یورپی ،افریقی اور ایشیائی زبانوں کے 21 تراجم قرآن کریم زیارت کی غرض سے رکھے گئے ۔اسی طرح بعض نادر قلمی نسخہ جات اور قرآن کریم کے خوبصورت ایڈیشن بھی رکھے گئے جو زائرین کی انتہائی دلچسپی کا باعث بنے اور قرآن کریم کے ہزاروں عشاق روزانہ انہیں دیکھ کر دلی مسرت اور تسکین حاصل کرتے رہے۔

نمائش میں مندرجہ ذیل قرآن کریم کے تراجم رکھے گئے تھے۔

1۔ انگریزی	2۔ جرمن	3۔ ڈچ
4۔ ڈینش	5۔ سواحیلی	6۔ یوروبا
7۔ یوگنڈی	8۔ ہندی	9۔ گورمکھی
10۔ اُردو	11۔ سپینش	12۔ ملائی
13۔ فرنچ	14۔ ٹرکش	15۔ بنگالی
16۔ روسی	17۔ انڈونیشین	18۔ چینی
19۔ جاپانی	20۔ سندھی	21۔ گجراتی

15/جون 1968ء شام 6 بجے اس مبارک نمائش کا افتتاح، ایک سادہ اور پُر وقار تقریب میں پاکستان کی نامور اور علم دوست شخصیت محترم ڈاکٹر ممتاز حسن صاحب ستارہ پاکستان نے کیا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نمائش میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں کے تراجم دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور آپ نے Visitor Book میں تحریر فرمایا:

’’قرآن کریم کے ترجموں کی یہ نمائش ایک نہایت ہی مستحسن اقدام ہے اس سے لوگوں کو اور زبانوں میں ترجمہ کرنے اور انہیں دنیا میں پھیلانے کی ترغیب ہوگی خدا کرے کہ یہ کام آگے بڑھے۔‘‘

اضعف العباد (دستخط) ممتاز حسن

نمائش کے دوران متعدد نامور ہستیاں اس بابرکت نمائش کی زیارت کی غرض سے مختلف اوقات میں تشریف لاتی رہیں، جن میں مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں

1۔ مکرم الطاف گوہر صاحب سیکریٹری وزارت اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان
2۔ مکرم حاتم -اے علوی صاحب سابق میئر کراچی
3۔ مکرم کرنل سید فقیر وحید الدین صاحب
4۔ مکرم انعام اللہ خان صاحب جنرل سیکریٹری مؤتمر عالم اسلامی
5۔ مکرم ظفر حسین صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان
6۔ مکرم الحاج بالوگن صاحب پرنسپل سیکریٹری نائیجیرین ہائی کمیشن پاکستان
7۔ مسٹر اکانوچ روسی پریس اتاشی

یہ شاندار نمائش اہلیان کراچی کے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث ہوئی اور سینکڑوں افراد نے اپنے تاثرات میں انتظامیہ کو اس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی اور جماعت احمدیہ کی قرآنی انوار کی عالمگیر اشاعت کے سلسلہ میں ان کی مساعی حسنہ کو انتہائی طور پر سراہا۔

مکرم مولانا محمد اجمل شاہد صاحب مربی سلسلہ کراچی، مکرم عبد الرشید ساٹری صاحب، مکرم سید لقمان شاہ صاحب وغیرہ نے نمائش کے لئے دن رات کام کیا۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب سیکریٹری اصلاح وارشاد اور مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی رہنمائی بھی اس نمائش کو حاصل رہی۔[2]

کراچی یونیورسٹی کے لیکچر میں جماعت احمدیہ کا ذکر

1968ء میں کراچی یونیورسٹی میں مغربی افریقہ کی یونیورسٹی آف ڈاکار (DAKAR) سینیگال کے عربی زبان کے مشہور فرانسیسی پروفیسر Mr. Vincent Monteil نے ’’اسلام اور

جدید دنیا'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔

آپ نے اپنے لیکچر میں متعدد .... فرقوں کا ذکر کیا اور جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ .... میں جماعت احمدیہ ایک کافی بڑی جماعت ہے جو اس وقت دنیا کے تقریباً ہر ملک میں پھیل رہی ہے۔ اس جماعت کی بنیاد مرزا غلام احمد صاحب نے رکھی تھی۔ اِن کا انتقال 1908ء میں ہوا۔ ان کے بعد جماعت میں خلافت قائم ہوئی۔ یوں تو اس جماعت کی شاخیں ساری دنیا میں قائم ہیں لیکن افریقہ میں جماعت احمدیہ کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہاں پر جماعت جس طرح پھیل رہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ افریقہ کے گھانا جیسے چھوٹے ملک میں جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد تیس (30) ہزار سے بھی زائد ہے۔ سیرالیون کی حکومت کی کابینہ میں مختلف اوقات میں 3/احمدی وزیر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کراچی کے ایک وفد نے پروفیسر صاحب کے دورہ کے دوران ان سے ملاقات کی۔ وفد مکرم محمد اجمل شاہد صاحب مربی سلسلہ، مکرم عبدلرشید ساٹری صاحب، مکرم سید محمود احمد بخاری صاحب اور مکرم سید اقبال محمود صاحب پر مشتمل تھا۔ وفد نے پروفیسر صاحب کو احمدیہ ہال میں تقریر کے لئے مدعو کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے لیکن انہوں نے کہا کہ مجھے اگلے ہی روز فرانس جانا ہے جہاں جنرل ڈیگال سے ملاقات طے ہے لہٰذا ابھی تقریر نہیں ہوسکتی آئندہ آؤں گا تو ہو سکے گی۔[3]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا کراچی میں ورودِ مسعود

مورخہ یکم اگست 1968ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کراچی تشریف لائے۔ حضور کی آمد کے موقع پر کینٹ ریلوے اسٹیشن پر جماعت احمدیہ کراچی نے حضور اقدس کا والہانہ استقبال کیا۔ حضور اقدس کراچی میں ایک ماہ سات دن قیام فرمانے کے بعد 7/ستمبر 1968ء بوقت ساڑھے سات بجے شام بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ تشریف لے گئے۔

حضور اقدس نے اپنے قیام کے دوران خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی، مجلس انصاراللہ کراچی اور لجنہ اماء اللہ کراچی کے اجلاسات سے خطاب فرمایا۔ حضور کی قیام گاہ پر عموماً روزانہ مجلس عرفان ہوتی رہی۔[4]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا انصاراللہ سے خطاب

مورخہ یکم ستمبر 1968ء کومجلس انصاراللہ کراچی کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔حضور نے خطاب میں انصاراللہ کراچی کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی تربیت کی طرف توجہ دلائی۔5

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خدام سے خطاب

یکم ستمبر 1968ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خدام الاحمدیہ کراچی کی درخواست کوشرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے احمدیہ ہال میں ایک پُر معارف خطاب فرمایا جوتقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔اس خطاب کے اہم امور خلاصہ کے طور پر پیش ہیں۔

حضور نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ جوعہد بھی انسان کرے اس کو پورا کرے، خصوصاً وہ عہد جواس نے اپنے رب سے باندھا ہو، پوری کوشش اور پوری توجہ سے اور مجاہدہ کے ساتھ اسے پورا کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے کیونکہ جوعہد بھی انسان کرتا ہے خصوصاً اپنے رب سے اس کے متعلق وہ اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جوابدہ ہوتا ہے۔

ایک خاص الٰہی سلسلوں میں عہد بیعت ہے۔ بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے جوآپؐ کے نام پر بیعت لیتے ہیں وہ شخص ہاتھ دیتا ہے۔لیکن حقیقت میں ایسے وقت میں ایسے شخص کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور یہ بیعت اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے اور اسی سے عہد بیعت باندھا جاتا ہے۔حضور اقدس نے فرمایا کہ جوشخص اپنے عہد بیعت کو وفاداری سے نبھاتا ہے خدا تعالیٰ اسے دنیوی برکات سے بھی نوازتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کی زندگیاں اس پر شاہد ہیں۔

اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاءِ سلسلہ کے ہاتھ پر عہد باندھا کہ ''ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے''۔اس عہد کو ہمیں پورا کرنا چاہیئے اس زمانے میں اس عہدِ بیعت کی وجہ سے جواہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں،ان میں اہم کام غلبہ(دین حق) کے لئے ہرممکن کوشش ہے۔ہمارا تعلق صرف آسمانی حکومت کے ساتھ ہے اور اس حکومت کوہم دنیا میں قائم

کرنا چاہتے ہیں۔اسی لئے ہمارا اصول یہ ہے کہ ہم حکومت کے قانون کی پوری پابندی کریں اور کسی معمولی حکم کو بھی توڑنے والے نہ ہوں۔ غلبہ (دین حق) کے لئے یہ اصول بہت اہم اور شاندار ہے اور اسی وجہ سے تمام دنیا میں احمدیت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

دوسری اہم بات جو عہد بیعت سے تعلق رکھتی ہے وہ قرآن کریم کے علوم سے واقفیت اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اصل زندگی وہی ہے جو قرآن کریم کے تابع اور اسکے عین مطابق ہو۔اس لئے قرآن کریم سے عشق و محبت کا تعلق ہونا چاہیئے اور ہماری زندگی اسکے مطابق بسر ہونی چاہیئے ۔

تیسرا امر جو عہد بیعت کی وجہ سے ہم پر عائد ہوتا ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ ہے کیونکہ درحقیقت یہ کتب بھی قرآن کریم کے علوم کی تفسیر کے طور پر ہیں۔اس میں بہت معارف بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو قدرت ثانیہ کی بشارت دی جس سے مراد خلافت حقہ ہے اور اس خلافت کا جو ہم اقرار کرتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنی عملی حالت میں تبدیلی کریں گے اور اعمال صالح کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ان کو ہم پوری تندہی سے نبھانے والے ہوں کیونکہ جماعت کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے سامنے موجود ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے والوں کو تدریجی ترقی عطا فرمائی۔ہمیں خلافت کی برکات حکمت عملی کے ساتھ پیش کرنی چاہئیں۔

بعض وسوسے، شبہات اور غلط نظریات کا ازالہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ خلیفہ وقت عاجزی اور انکساری کے مقام پر ہوتا ہے اور عُجب اور خود پسندی سے دور ہوتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے نمونے اس کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو غلط نظریات کو بھی دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضور نے خدام کو نصیحت فرمائی کہ جب آپ نظام خلافت کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں تو اس کا ایک اہم تقاضہ یہ بھی ہے کہ خلافت کے بارے میں پیدا کی جانے والی ہر غلط فہمی کا ازالہ کریں اور خلافت کے ساتھ پوری وابستگی اختیار کریں اور اگر ایسی صورت پیدا ہو تو اسے فرو کرنے کی کوشش کریں۔ 6

لجنہ اماء اللہ کراچی سے خطاب

5رستمبر 1968ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی سے خطاب فرمایا اور اس میں تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔[7]

تصویری نمائش کے شاندار سلسلے کا آغاز

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی نے اپنے سالانہ اجتماع منعقدہ 15-16-17رستمبر 1968ء سے ایک شاندار تصویری نمائش کا آغاز کیا۔ یہ نمائش دراصل ایک خادم مکرم رانا ظفر احمد صاحب کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ تھی جس پر وہ پچھلے کئی سالوں سے کام کر رہے تھے۔ کراچی میں 1972ء تک وہ مختلف مواقع پر اس نمائش کا اہتمام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کے موقع پر بھی اس نمائش کا اہتمام کیا گیا جسے ہر سطح پر بہت پسند کیا گیا۔

جلسہ سالانہ ربوہ 1969ء کے موقع پر اس نمائش میں 320 تصویری چارٹس اور 100 تحریری چارٹس آویزاں کئے گئے۔ تصاویر اور تحریرات کے آئینہ میں تاریخ احمدیت کو بھی پیش کیا گیا، جس سے تقریباً 30 ہزار افراد نے استفادہ کیا۔

نمائش کے بارے میں بعض بزرگان اور احباب کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔

(1) محترم مولوی قمرالدین صاحب...... پہلے صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ

’’آج 29رفتح مطابق 29ردسمبر 1969ء میں خاکسار قمر الدین مولوی فاضل سابق صدر خدام الاحمدیہ نے چوہدری بشیر احمد سیال کی معیت میں اور منتظمین نمائش ظفر احمد خان صاحب ،مبشر احمد باجوہ صاحب ،عبدالمومن محمود صاحب ،حمید الدین صاحب اور شمس الدین التمش صاحب کے ساتھ نمائش کا معائنہ کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان نوجوانان ڈرگ روڈ کراچی نے نہایت درجہ عمدہ کا کیا جو اپنوں اور بیگانوں کے لئے شاندار چیز ہے۔ احمدیت اور خلافت کے کارناموں کا جائزہ لینے کے لئے احباب کو بہت مدد مل سکتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو بیش از بیش خدمات کی توفیق دے اور اپنے فضل سے احمدیت کی خدمت کا موقع بہم پہنچائے۔

جزاکم اللّٰہ احسن الجزا فی الدنیا والآخرۃ‘‘

(2) محترم بشیر احمد خان رفیق صاحب......سابق امام بیت فضل لندن

''............نمائش بے حد موثر ذریعہ (دعوت الی اللہ) کا ہے۔ہم نے پچھلے سال لندن میں اس کا تجربہ کیا اور خاموش زبان میں (دین حق) کی زبردست (دعوت الی اللہ) کی توفیق ملی۔ کئی انگریزوں نے بعد میں ہماری نمائش کی تعریف کی ۔مجھے یقین ہے کہ آپ کی اس نمائش کا غیر از جماعت دوستوں پر بے حد اثر ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے۔آمین''

(3) محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب......سابق ناظر اصلاح وارشاد

''خدا تعالیٰ اخلاص وکوشش میں برکت دے اور نوجوانوں میں وقف زندگی کا جذبہ بیدار کرے تا ہمارے بزرگوں کی طرح وہ بھی آنے والی نسلوں کے لئے بزرگ سمجھے جائیں۔قول وعمل کے مقابلے میں فتح عمل کو ملتی ہے۔دوسرے مسلمان تبلیغ اسلام کو پسند کرتے ہیں،لیکن عمل کی توفیق خدا تعالیٰ نے جماعت کو دی ہے الحمدللہ۔ہماری دعا ہے ان سب کو خدمت (دین حق) کرنے والی جماعت میں شامل کرے۔آمین''

(4) محترم سید میر داؤد احمد صاحب...... پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

''بہت اچھی نمائش ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔آمین''

(5) محترم چوہدری حمید اللہ صاحب......صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

''میں سمجھتا ہوں کہ یہ نمائش اور اس جیسی دوسری نمائشیں اس دور کے بچوں اور نوجوانوں کی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرسکتی ہیں ۔خدا تعالیٰ اس نمائش کو بابرکت اور کامیاب فرمائے۔آمین''

(6) محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب......خالد احمدیت

''آج 29-12-48/69 کو میں نے احمدیہ............نمائش جو خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی کے زیر اہتمام اس سال سالانہ جلسہ ربوہ میں منعقد کی گئی ہے،دیکھی ہے اسے دیکھ کر انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ نہایت مفید اور کامیاب کوشش ہے۔طبیعت بہت خوش ہوئی ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کی کوششوں کو ہمیشہ بارآور کرے اور انہیں اپنے خلوص اور جدوجہد میں مزید ترقی عطا فرمائے۔آمین''

(7) محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب......مؤرخ احمدیت

''تحریک احمدیت کی عالمگیر............سرگرمیوں کا تصویری زبان میں (دعوت الی اللہ) کا یہ شاندار مرقع ہے جس کے لئے اس کے منتظم دماغ کو بے حد خراج تحسین ادا کرنا پڑتا ہے اور دل سے بے ساختہ دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیش از بیش خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین''

(8) محترم محمد عثمان چینی صاحب......مربی سلسلہ

''آپ کی نمائش (دعوت الی اللہ) کا بہت اچھا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ اس نمائش کو بہتر بنائے اور آپ کی اس اعلیٰ مساعی کو کامل طور پر قبول فرمائے۔ آمین''

(9) محترم شیخ مبارک احمد صاحب......سابق (مربی) مغربی افریقہ وامریکہ

''نہ صرف جماعت بالخصوص نوجوانوں اور اطفال کی تربیت کرنے کے لئے اس قسم کی نمائش بے حد مفید ہے بلکہ (دعوت الی اللہ) کے لحاظ سے بھی بہت موثر رنگ میں افادیت کے رنگ کو لئے ہوئے ہے۔ خاموش اور موثر (دعوت الی اللہ) کا یہ نمائش بہت ہی عمدہ ذریعہ ہے۔ قطعات اور کتبات کو جس ترتیب سے موزوں کیا گیا ہے اس سے جماعت کے ابتدائی حالات اور موجودہ حالات کا موازنہ کرنے کا خوب موقع ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پون صدی بعد کی باتیں جو حضرت مسیح موعودؑ پر ظاہر کی گئیں جماعت کی چاردانگ عالم میں پوری ہوتی دیکھ کر ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ منتظمین کو جزائے خیر دے جو ایسے مفید اور موثر طریق کو جاری رکھنے کیلئے سعی کرتے رہے ہیں۔ جزاکم اللہ''

یہ نمائش مندرجہ ذیل مواقع پر منعقد کی گئی۔

1۔ سالانہ اجتماع ڈرگ روڈ کراچی ستمبر 1968ء

2۔ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1968ء

3۔ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ 1968ء

4۔ جلسہ سالانہ ربوہ 1968ء بمقام ایوان محمود گیلری

5۔ برموقع عشرہ تحریک جدید جماعت احمدیہ کراچی 10 مئی تا 20 مئی 1969ء بمقام ٹی آئی ہائی اسکول محمد آباد

6۔ سالانہ اجتماع ڈرگ روڈ کراچی 1969ء

7۔ جلسہ سالانہ ربوہ 1969ء بمقام ایوان محمود گیلری

8۔ کراچی یونیورسٹی کے طلباء کے لئے جون 1970ء بمقام احمدیہ ہال، کراچی

9۔ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ حیدرآباد ڈویژن سندھ اگست 1970ء بمقام ٹی آئی ہائی اسکول محمد آباد

10۔ سالانہ اجتماع ڈرگ روڈ (کراچی) 1970ء

11۔ جلسہ سالانہ ربوہ 1970ء بمقام ایوان محمود گیلری

12۔ سالانہ اجتماع انصاراللہ عزیزآباد کراچی جون 1971ء بمقام بیت العزیز عزیزآباد

13۔ جلسہ سالانہ ربوہ 1971ء بمقام ایوان محمود گیلری

14۔ جلسہ سالانہ ربوہ 1972ء بمقام دفتر وقف جدید ربوہ (گراسی گراؤنڈ) [8]

نمائش کے سلسلے میں درج ذیل افراد تعاون کرتے رہے۔

1۔ مکرم حکیم عطاء اللہ صاحب زریں رقم
2۔ مکرم سید عبدالباسط صاحب
3۔ مکرم عبدالمومن محمود صاحب
4۔ مکرم رانا ظفر احمد خان صاحب
5۔ مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب
6۔ مکرم منظور احمد شاد صاحب
7۔ مکرم حمید الدین احمد صاحب
8۔ مکرم مرزا اقبال بیگ صاحب
9۔ مکرم محمد انور نسیم صاحب
10۔ مکرم سید وسیم احمد شاہ صاحب
11۔ مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب

احمدی انجینئر کا اعزاز

مکرم منیر احمد خان صاحب نے پاکستان کی سب سے لمبی کنکریٹ چمنی اسٹیک تیار کرنے پر اعزاز حاصل کیا جو 147 میٹر اونچا تھا۔ یہ چمنی آپ نے جامشورو تھرمل پاور اسٹیشن میں نصب کی جو کہ 50 دنوں میں تیار ہوئی۔ اس میں تمام کام ملکی سطح پر ہی ہوا۔ یہ پاکستان کی تعمیراتی تاریخ کا سنگ میل تھا۔ [9]

مجلس انصاراللہ کراچی کی اوّل پوزیشن

1968ء سے مجالس انصاراللہ کو اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر ضلعی اور علاقائی سطح پر خوشنودی کے سرٹیفکیٹس دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ ضلعی سطح پر مجلس انصاراللہ کراچی نے پہلے سال ہی اوّل

پوزیشن حاصل کی اور سند خوشنودی حاصل کی۔ 10

جماعت احمدیہ کراچی کا وقف جدید کے چندے کا قابل تقلید نظام

ناظم صاحب مال وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ نے تحریر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت جماعت احمدیہ کراچی کو حاصل ہے کہ باوجود اس امر کے کہ کراچی کے حلقہ جات میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں اور چندہ دہندگان میں ملازم پیشہ اور تجارت پیشہ ہر قسم کے افراد شامل ہیں، پھر بھی ہر ماہ کی 10 تاریخ تک تمام چندہ دہندگان کی اسم وار تفصیل باقاعدہ دفتر میں موصول ہو رہی ہے اور اس تفصیل میں ہر دوست کے نام کے سامنے اسکے چندے کی رقم ماہ بماہ تفصیل کے ساتھ دفتر میں آجاتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

کراچی کے احباب کا یہ نمونہ درحقیقت تمام جماعتوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ 11

مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی پر جماعت احمدیہ کراچی کی قرارداد

1969ء میں یہودیوں کی طرف سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کو آگ لگا دی گئی۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کراچی نے ایک قرارداد مذمت پاس کی جس کا متن درج ذیل ہے۔

''کراچی 29 راگست- جماعت احمدیہ کراچی کا یہ خصوصی اجلاس مسجد اقصیٰ کی یہودیوں کی طرف سے آتش زنی اور بے حرمتی کے واقعات کو انتہائی تکلیف دہ اور اذیت ناک تصور کرتا ہے۔ یہودیوں کی مذموم شرارت عالم اسلام کی غیرت وحمیت کے لئے کھلا چیلنج ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام عالم اسلام مجتمع ہوکر اس کو مؤثر جواب دے تاکہ یہود نامسعود کے آئندہ خطرناک عزائم کا سدباب ہو سکے۔ نیز یہ اجلاس حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہے کہ وہ بحیثیت عظیم اسلامی سلطنت ہونے کے عالم اسلام کے لئے یہود کے اس چیلنج کے جواب میں نمایاں کردار ادا کرے۔ ہم حکومت پاکستان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم خانہ خدا مسجد اقصی کی تقدیس وتحریم کے لئے ہر قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ 12

دارالضیافت ربوہ میں روٹی پکانے کی مشینوں کی فراہمی

1960ء کے شروع میں پاکستان میں سوئی گیس بطور ایندھن استعمال ہونا شروع ہوئی تو افسر جلسہ سالانہ ربوہ محترم میر داؤد احمد صاحب اور ان کے نائب محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے جلسہ سالانہ کے لئے روٹیاں پکانے کے دیسی طریقے کے بجائے ایسی مشینوں کی تلاش شروع کی جن سے روٹیاں پکائی جاسکیں۔اس سلسلہ میں ایک روسی مشین ،ایک جرمن مشین اور ایک دوسری مشین جو PCSIR میں تیار کی گئی ،استعمال کی گئیں لیکن ان کے نامناسب ہونے کی وجہ سے دوسری مشین کی ضرورت پیش آئی۔

کراچی کے ایک احمدی انجینئر محترم نعیم احمد خان صاحب نے ایک مشین کی نشاندہی کی جو کہ کراچی کی ایک کمپنی کراچی گیس اینڈ الیکٹرک اپلائنسز (Karachi Gas and Electric Appliances) نے تیار کی تھی۔اس مشین کو دیکھنے کے بعد اس میں مزید بہتری کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ محترم میر داؤد احمد صاحب نے کراچی کے ایک اور احمدی انجینئر محترم منیر احمد خان صاحب سے رابطہ کیا اور اس مشین میں بہتری کا ارشاد فرمایا۔اس مشین میں تبدیلیوں کے لئے محترم منیر احمد خان صاحب اور محترم نعیم احمد خان صاحب نے کام کیا۔

مناسب تبدیلیوں کے بعد اس مشین کو دارالضیافت میں نصب کر دیا گیا۔اس مشین کی روٹی پکانے کی گنجائش 600 سے 800 روٹی فی گھنٹہ تھی۔[13]

یہ مشین 20ر ستمبر 1969ء کو ربوہ بھجوائی گئی جس کی قیمت 4890 روپے تھی ۔اس مشین کی کامیابی کے بعد 1969ء سے 1973ء کے عرصے میں 25 مشینیں کراچی سے بھجوائیں گئیں۔[14]

ایک جلسہ سالانہ پر جب نان بائی ہڑتال پر چلے گئے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسی مشین بنائی جائے جس میں نان بائی کا عمل دخل نہ ہو اور مکمل طور پر مشین کے ذریعے روٹی تیار ہو۔اس بارے میں تجربات کراچی اور ربوہ میں ہوتے رہے۔ایک مشین کراچی بھجوائی گئی جس پر کامیاب تجربات کے بعد یہ مشین دوبارہ ربوہ بھجوادی گئی۔[15]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس بارے میں 17ر نومبر 1972ء کے خطبہ میں

فرمایا کہ:

''اگرچہ روٹیاں پکانے والی مشینیں تو مل گئی ہیں لیکن پیڑے اور روٹیاں بنانے کی مشینیں اب تک نہیں مل سکیں ۔اس سال ایک مشین ہمیں ملی ہے جو پیڑے بنانے اور روٹیاں بنانے والی ہے ۔ یہ مشین ربوہ پہنچ چکی ہے اور اس وقت اس پر تجربہ ہو رہا ہے ۔ یہ مشین کراچی سے بن کر آئی ہے مگر ٹھیک طرح کام نہیں کر رہی ۔ ہمارے ایک احمدی انجینئر دوست ہیں ۔اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور سمجھ اور فراست عطا فرمائے وہ اس کو ٹھیک کر رہے ہیں اس میں کافی حد تک درستی ہو گئی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور اس کا تجربہ ہو جائے تو پھر اگلے سال ہمارے لئے بہت سہولت پیدا ہو جائے گی ۔''[16]

کراچی میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا جلسہ: جماعت احمدیہ کراچی کی درخواست پر مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ 15/جون 1969ء کو کراچی تشریف لائے اور سیرت کونسل کے زیر انتظام بالمقابل احمدیہ دارالمطالعہ بندر روڈ کراچی ایک بڑے جلسے سے خطاب فرمایا۔

دوسرا جلسہ: یہ جلسہ 19/جون 1969ء کو بیت النصرت دستگیر سوسائٹی میں منعقد ہوا۔

تیسرا جلسہ: مورخہ 22/جون 1969ء بعد نماز مغرب ڈرگ روڈ کراچی میں سیرت النبیؐ پر منعقدہ جلسہ کی صدارت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی ۔ یہ جلسہ بیت احمدیہ کے سامنے وسیع جگہ پر ہوا جس کو قناتوں اور ٹیوب لائٹوں کے ذریعے مزین کیا گیا تھا۔لاؤڈ اسپیکر کا بھی انتظام تھا۔پہلی تقریر محترم مولانا عبد المالک خان صاحب نے فرمائی ۔اس کے بعد محترم قاضی صاحب نے ایک گھنٹہ تک حضرت رسول کریمؐ کے حسن واحسان کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کیا اور رسول کریمؐ کی عالمگیر رحمت کی وسعت بیان فرمائی ۔آخر پر محترم امیر صاحب نے خطاب فرمایا اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔[17]

وقف عارضی کے پہلے تین سالہ دور کے واقفین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کے مطابق وقف عارضی کا پہلا تین سالہ دور

30/اپریل1969ء کوختم ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی منظوری سے اعلان کیا گیا تھا کہ جو دوست متواتر تین سال تک واقف عارضی پر جائیں گے انہیں حضور کے دستخطوں سے سند دی جائے گی۔اس طرح کل 100احباب ایسے تھے جومتواتر تین سال وقف عارضی پر گئے۔ان میں کراچی کے مکرم حاجی عبدالکریم صاحب نے سب سے زیادہ مرتبہ وقف عارضی کی۔آپ نے قریباًاڑھائی سال کے عرصہ میں چوبیس ہفتے وقف میں گذارے اور نہایت محنت اور خلوص سے فریضہ تربیت ادا کیا۔[18]

متواتر تین سال تک وقف عارضی کرنے والے کراچی کے اولین دوستوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم حاجی عبدالکریم صاحب
2۔ مکرم مسعوداحمد خورشید صاحب
3۔ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مسعود احمد خورشید صاحبہ
4۔ مکرم کبیرالدین صدیقی صاحب[19]

اس کے علاوہ جن احباب نے پہلے تین سالہ دور میں سے کسی بھی سال کراچی سے وقف عارضی میں حصہ لیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ مکرم چوہدری احمد جان صاحب
2۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
3۔ مکرم اشفاق حسین صاحب
4۔ مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب
5۔ مکرم سید افتخار حسین صاحب
6۔ مکرم سید اقبال محمود صاحب
7۔ مکرم ملک الطاف الرحمٰن صاحب
8۔ مکرمہ امتہ ارشید صاحبہ
9۔ مکرمہ امتہ القیوم صاحب اہلیہ مکرم کبیر الدین صدیقی صاحب
10۔ مکرم سید انوار احمد صاحب[20]

نمائش کتب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں جماعت احمدیہ کراچی کی سیرت کونسل کے زیرانتظام ایک بیس روزہ نمائش کتب سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم 29/مئی 1969ء تا15جون 1969ء

احمدیہ دارالمطالعہ بندر روڈ میں منعقد کی گئی۔

یہ پاکستان میں اپنی نوعیت کی منفرد نمائش تھی اور لوگوں میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغف پیدا کرنے اور اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ اور سیرت مبارک سے روشناس کرنے کے لئے ٹھوس اقدام تھا۔ اس کے انعقاد میں مکرم ومحترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب سیکریٹری اصلاح وارشاد کراچی اور مکرم مولانا اجمل شاہد صاحب مربی سلسلہ کراچی کی کاوشوں کا بڑا دخل تھا۔ نمائش کو ایک خوبصورت اور دل آویز محراب سے مزین کیا گیا تھا، جس کے اُوپر سنہری حروف سے کلمہ طیبہ منقش تھا اور اندرونی حصہ روشنیوں سے نورٌ علٰی نور کا منظر پیش کر رہا تھا۔

نمائش کا افتتاح 29؍مئی 1969ء کو چھ بجے شام ایک سادہ اور پُروقار تقریب کے ذریعہ عمل میں آیا۔ مہمان خصوصی جناب جسٹس قدیرالدین احمد صاحب سینئر جج ہائیکورٹ کراچی تھے۔

اس مبارک موقع پر مکرم ومحترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی و چیئرمین سیرت کونسل نے بھی خطاب فرمایا، جس میں چوہدری صاحب موصوف نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائش کو گذشتہ سال کی طرح نمائش تراجم قرآن کریم کا لازمی جزو قرار دیا کیونکہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ محترم چوہدری صاحب نے اس منفرد نمائش کی اہمیت اور خصوصیت کو بھی بیان فرمایا۔

مہمان خصوصی محترم جناب جسٹس قدیرالدین احمد صاحب نے اس بابرکت اور نادر نمائش کا افتتاح فرمایا۔ اپنے افتتاحی خطاب میں موصوف نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال مقام کو بیان فرمایا اور حضورؐ کی سیرت کے بعض واقعات بیان فرمائے۔

محترم مہمان خصوصی نمائش میں پانچ صد سے زائد کتب سیرت کے ذخیرہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ نمائش اور افتتاحی تقریب کو ٹیلیویژن پر بھی پیش کیا گیا۔

ریڈیو پاکستان سے نمائش کے متعلق مکرم محمد اجمل شاہد صاحب کا انٹرویو بھی نشر کیا گیا۔ نمائش کو دیکھنے کے لئے روزانہ زائرین کا تانتا بندھا رہا تھا۔

زائرین کی سہولت کے لئے نمائش کو درج ذیل پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا تاکہ دیکھنے والوں کو آسانی رہے:

کتب علماء سلف

اس حصہ میں تیرھویں صدی تک کے علماء کرام کی تصانیف رکھی گئی تھیں ،ان میں بیشتر کے تراجم اُردو زبان میں ہو چکے ہیں ۔

کتب مستشرقین وغیر مسلم حضرات

اس حصہ میں مستشرقین اور غیر مسلم حضرات کی کتب تھیں جن میں بعض معاندانہ اور اکثر حقیقت پسندانہ انداز میں لکھی گئی تھیں ۔

کتب علماء عصرِ حاضر

یہ بڑا ذخیرہ تھا۔اردو زبان میں تقریباً چارصد کتب موجود تھیں ۔اس کے علاوہ انگریزی ، عربی،فارسی زبانوں کی کتب بھی تھیں ۔

اکناف عالم کی زبانوں میں سیرت النبیؐ کی کتب

اس حصہ میں فرنچ ،ڈینش ،انگریزی ،ڈچ،سواحیلی ،اراکان ، انڈونیشین ،چینی ،ہندی اور گورمکھی وغیرہ کی کتب تھیں ۔ پاکستان کی علاقائی زبانوں مثلاً سندھی ، پنجابی ، پشتو اور بنگالی میں بھی کتب رکھی گئی تھیں ۔

معلوماتی چارٹس

یہ حصہ غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نقشوں ، غلاف کعبہ کا ٹکڑا ،اور دیگر قرآنی آیات پر مشتمل تھا۔اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مسلم حضرات کے اقوال بھی آویزاں کئے گئے تھے ۔

غرضیکہ نمائش کی ترتیب ایسے انداز میں کی گئی تھی کہ زائرین کی انتہائی دلچسپی اور ازدیادِعلم و ایمان کا باعث ہوئی۔چنانچہ تقریباً ایک ہزار افراد نے اپنے تاثرات قلمبند کئے جس میں مکرم ظفر حسین صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان،مکرم ڈاکٹر بشارت علی صاحب ہیڈ آف سوشیالوجی ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی، مکرم جناب طاہر شاہ صاحب ریجنل ڈائریکٹر ریڈیو

پاکستان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔اس نمائش کو بیرونی ممالک کے طلبہ نے بھی ملاحظہ کیا۔21

بین الاقوامی سیرت کانفرنس

کتب سیرت النبیؐ کی نمائش کے آخری روز 15رجون 1969ء کو بین الاقوامی سیرت کانفرنس منعقد کی گئی جس میں دنیا کی بارہ زبانوں میں مختلف احباب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت مولانا محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اصلاح وارشاد نے کی۔

جن احباب نے تقاریر کیں ان کے نام اور جس زبان میں تقریر کی وہ درج ذیل ہے۔

1۔ مکرم عبدالجبار صاحب ہیل۔اسکاٹ لینڈ
2۔ مکرم جی ایم وائی پٹیل صاحب۔گجراتی
3۔ مکرم موسیو بی مونیٹر۔فرانسیسی کونسل جنرل۔فرانسیسی
4۔ مکرم احمد بخش چنہ صاحب۔سندھی
5۔ مکرم مولوی عبدالغفور صاحب۔جاپانی
6۔ مکرم ڈاکٹر بشارت علی صاحب۔جرمن
7۔ مکرم احسان زمرانی صاحب۔ترکی
8۔ مکرم فکری صاحب۔ ترکی
9۔ مکرم ڈاکٹر محمد علی وانگ صاحب۔چینی
10۔ مکرم احمد المنصور صاحب۔ سینیگالی
11۔ مکرم عبیدالرحمٰن بھیاں صاحب۔ بنگالی
12۔ مکرم عبدالباری (فلسطین کے دوست) ۔ عربی

آخر میں صدرِ اجلاس محترم قاضی محمد نذیر صاحب نے تقریر فرمائی جو ریڈیو پاکستان سے بھی نشر ہوئی۔22

مجلس حسن بیاں کا قیام

1969ء میں ایک ’’مجلس حسن بیاں‘‘ کا قیام عمل میں آیا جس میں صرف کراچی کے

احمدی شعراء اور اہل قلم حضرات شامل تھے۔اس کے صدر مکرم خادم حسین صاحب نیاز، نائب صدر مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل، جنرل سیکریٹری مکرم فیض چنگوی صاحب، جوائنٹ سیکریٹری مکرم بشیرالدین عباسی صاحب اور خازن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب مقرر ہوئے۔23

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا کراچی میں ورودِ مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مورخہ 16راگست 1969ء کو کراچی تشریف لائے۔24 حضور کا قیام اپنی قیام گاہ ''الامتیاز'' پی ای سی ایچ ایس میں تھا۔25

مورخہ 17راگست کو حضور نے باری باری جماعت احمدیہ کراچی کی مجلس عاملہ، مجلس عاملہ انصاراللہ کراچی اور مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

20راگست کو حضور کچھ دیر کے لئے ساحل سمندر پر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

حضور نے 5رستمبر کو نماز جمعہ احمدیہ ہال میں پڑھائی اور تسخیر عالم کی عظیم جدوجہد میں انسان کی چاند تک رسائی کے کارنامے کا ذکر فرما کر ''الارض'' کے معنی ومفہوم پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔26

مورخہ 9رستمبر کو حضور انور نے احمدی مستورات سے خطاب فرمایا اور مورخہ 13رستمبر کو حضور نے اپنی رہائش گاہ پر انصاراللہ سے خطاب کیا۔27

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خدام الاحمدیہ کراچی کی مجلس عاملہ سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مورخہ 16راگست تا16رستمبر 1969ء کراچی میں تشریف فرما رہے۔28

مورخہ 17راگست کو حضور نے آدھ گھنٹہ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کو ملاقات کا شرف بخشا۔حضور نے اسٹرائک (STRIKE) کے اسباب اور اس کے مروجہ طریق کا ذکر کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی حکیمانہ تعلیم دی ہے اور ایسا ارفع اور اعلیٰ طریق کار پیش کیا ہے جس کے نتیجے میں مزدوروں کو ہڑتال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔دنیا سے غربت مٹانے کے لئے قرآن کریم نے سائل اور محروم کا جو تصور پیش کیا ہے حضور نے اس کی پرحکمت تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ

دراصل یہ ساری خرابی اور بدامنی اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ غریب کو اس کے حقوق نہیں مل رہے جو اسلام نے قائم کئے ہیں ۔دنیا اس وقت حیرانی و پریشانی میں سرگرداں ہے کیونکہ اسے اپنے اقتصادی مسائل کے صحیح حل کا علم ہی نہیں ہے ۔اس لئے تاریکیوں میں بھٹکنے والی روحوں کے لئے آپ کو مشعل راہ بننا چاہیئے ۔دکھ درد کی ماری انسانیت کا مداوا آپ کو بہترین اخلاق کے رنگ میں پیش کرنا چاہیئے ۔29

خدام الاحمدیہ کے عصرانے میں شرکت

مورخہ 30راگست 1969ء کو نماز عصر کے بعد حضور نے احمدیہ ہال کراچی میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی دعوت عصرانہ میں شرکت فرمائی جس میں مجلس کراچی کے علاوہ ملیر، ڈرگ روڈ، کورنگی کے 600 خدام نے شرکت کی ۔30

خدام الاحمدیہ کراچی کے اجلاس عام سے خطاب

مورخہ 7رستمبر 1969ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احمدیہ ہال میں خدام الاحمدیہ کراچی کے اجلاس عام سے خطاب فرمایا۔حضور نے خدام الاحمدیہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں توحید حقیقی کو قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقی کارساز سمجھیں ،اسی پر توکل اور بھروسہ رکھیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (دین حق) کو ساری دنیا میں غالب کرنے کا ایک عظیم الشان فریضہ ہمارے سپرد فرمایا ہے اور (دین حق) کی فتح کی عظیم بشارتیں دی ہیں۔ یہ فریضہ اسی صورت میں کما حقہ ادا ہوسکتا ہے اور اس کی عظیم کامیابی سے ہم اسی وقت متمتع ہوسکتے ہیں جب کہ ہم یک جان ہو کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں اور ہر آن دعائیں کرتے رہیں ۔حضور کا یہ ایمان افروز پُر معارف خطاب تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔31

خطبہ جمعہ میں سترہ آیات کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 12رستمبر 1969ء کو احمدیہ ہال کراچی میں خطبہ جمعہ اشاد

فرمایا اور اس میں سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات میں بیان کردہ تین گروہوں کے بارے میں تفصیلی ذکر فرمایا اور احباب جماعت کو مذکورہ سترہ آیات زبانی یاد کرنے کی تحریک فرمائی۔32

تحریک تعلیم القرآن کے سلسلہ میں مساعی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بابرکت تحریک تعلیم القرآن کی ترویج کے لئے جماعت احمدیہ کراچی کے زیرانتظام 5000 کی تعداد میں کوائف فارم شائع کر کے جماعت احمدیہ کراچی کے تمام افراد کے کوائف حاصل کئے گئے تا کہ اس اسکیم کے ذریعہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جا سکے۔33

خدام الاحمدیہ کراچی میں باقاعدہ ضلعی نظام کا قیام

70-1969ء میں خدام الاحمدیہ کراچی میں باقاعدہ ضلعی نظام کا قیام عمل میں آیا اور محترم چوہدری اعجاز احمد صاحب پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی مقرر کئے گئے۔34

اس سے قبل مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کراچی ہی علاقائی اور ضلعی مجلس کی اضافی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھی۔

محترم چوہدری اعجاز احمد صاحب نے فوری طور پر اپنے ساتھ جن دو خدام کو مجلس عاملہ میں شامل کیا ان میں محترم محمد حنیف نعیم صاحب اور محترم فلائٹ لیفٹیننٹ عبدالمومن محمود صاحب شامل تھے۔ محمد حنیف نعیم صاحب کو ڈرگ روڈ اور عبدالمومن محمود صاحب کو مجلس مالیر اور کورنگی کا نگران مقرر کیا گیا جبکہ چوہدری اعجاز احمد صاحب نے مجلس کراچی کی نگرانی کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اُس وقت کراچی میں یہی چار مجالس قائم تھیں۔

اس حوالے سے محترم فلائٹ لیفٹیننٹ عبدالمومن صاحب تحریر کرتے ہیں:

’’قیادت ضلع کا قیام 70-1969ء کے سال میں عمل میں آیا اور پہلے قائد ضلع چوہدری اعجاز احمد صاحب مقرر ہوئے۔ ابتدائی طور پر قائد صاحب ضلع کے دو عاملہ کے ممبران تھے جن میں محمد حنیف صاحب معتمد اور خاکسار عبدالمومن محمود نائب معتمد کے طور پر تھا۔ بعد ازاں عاملہ میں توسیع کی گئی اور مکرم محمد رفیق صاحب اور چوہدری منیر احمد اوورسیئر کو شامل کیا گیا۔ غالباً اسی سال کے آخر میں یا اگلے سال مکرم صغیر احمد چیمہ صاحب کو بھی شامل کرلیا گیا۔ بعد کے سالوں میں اس

میں توسیع ہوتی رہی۔

ابتدائی طور پر احمدیہ ہال کی چھت کے اوپر غربی جانب ہارڈ بورڈ کا کمرہ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کا دفتر بنا۔ضلع کی مجلس عاملہ کے قیام کے بعد مسلسل دورے شروع کئے گئے۔قائد صاحب ضلع چوہدری اعجاز احمد صاحب نے اپنے ذمہ مجلس کراچی کی ذمہ داری لی۔مجلس ڈرگ روڈ محمد حنیف صاحب کے سپرد اور مجلس کورنگی اور مالیر خاکسار کے سپرد ہوئی۔ ان دورہ جات کا بنیادی مقصد مجالس کا مرکز سے رابطہ، ضلع سے رابطہ اور عمومی بیداری تھا۔

قیادت ضلع کے دفتر میں شروع میں مذکورہ ممبران کی حاضری روزانہ لازمی تھی اور سابقہ روز کی کارگزاری پیش کرنے کے بعد پھر مجلس کے دورے پر جانا ہوتا تھا۔ان دورہ جات کے خاطر خواہ مثبت نتائج پیدا ہوئے اور خدام میں مالی، جانی اور وقت کی قربانی کا جذبہ پیدا ہوا اور مجالس بیدار ہوئیں۔35

کراچی میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ 2/جون 1970ء کو سرور کائنات فخر موجودات سید ولد آدم حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ کے بیان کے لئے ایک جلسہ زیر صدارت مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔مکرم مولانا اجمل شاہد صاحب نے اس جلسہ کی غرض وغایت واضح کی۔

اس کے بعد مسٹر بارڈا آف بدھسٹ ایسوسی ایشن نے انگریزی میں تقریر کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے اس پہلو کو خاص طور پر بیان کیا کہ آپ کی بعثت کے وقت عرب کی حالت کس قدر گری ہوئی تھی۔لیکن آپ کے ذریعہ ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا اور آپ نے معاشرہ کی اونچ نیچ کو ختم کر کے مساوات کو قائم کیا۔

مسٹر بارڈا کی تقریر کے بعد محترم محمد یعقوب قیس مینائی صاحب نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا۔

تیسری تقریر پادری میلا رام سادھو پال صاحب کی تھی۔آپ نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ اس بابرکت جلسہ میں غیر مذاہب کے افراد کو بلا کر اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ رنگ میں مظاہرہ

کیا۔ پادری صاحب نے تفصیل سے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی ذات پر غیر متزلزل ایمان اور یقین تھا۔کفار مکہ کا ظلم وستم اس سے باز نہ رکھ سکا کہ آپ خدا کا پیغام اسکے بندوں تک پہنچائیں۔آپ نے آنحضرتؐ کے اخلاق عالیہ کے متعدد واقعات تفصیل سے بیان کئے اور بتایا کہ ان پرعمل پیرا ہوکر دنیا میں حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے۔

پادری صاحب کی تقریر کے بعدمکرم جناب سوامی کلجگا نند صاحب نے تقریر کی اور آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی مظلوموں کی امداد اور معاشرے کے گرے ہوئے افراد کو اونچا کرنے میں گذری۔آپ نے غلامی کی لعنت کوختم کیا اور انہیں آزادی سے ہمکنار کیا اور اسی طرح جبر و استبداد کوختم کرکے رواداری ،صلح اور امن کی فضا پیدا کی۔سوامی صاحب نے آخر میں فرمایا کہ چونکہ اسلام تمام انبیاء کی بعثت کوتسلیم کرتا ہے۔اس لئے جماعت احمدیہ کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلسوں کی طرح بانیانِ مذاہب کی سیرت کے دن بھی منانے چاہئیں۔

آخری تقریرمحترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی تھی۔آپ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی قادراور مالک ہستی کو دنیا میں پیش کیا۔آپؐ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی صفات کاظہورشاندارطور پر ہوا۔آپؐ نے انسانیت کی تعمیر کے لئے طبقاتی کشمکش کوختم فرمایا اور تمام مذاہب کے بانیوں اور انبیاء کی رسالت کا اقرار کرایا اس طرح تمام انسانوں کو ایک پلیٹ فارم پرجمع کرنے کے لئے ایک مرکزی نقطہ پیش کیا۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے مقررین اور حاضرین کا جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور دعا پر یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔36

نمائش تراجم وتفاسیر قرآن

جماعت احمدیہ کراچی کی سیرت کونسل کے زیر انتظام دارالمطالعہ بندر روڈ کراچی میں مورخہ 6/جون تا 28/جون 1970ءتراجم وتفاسیر قرآن مجید کی نمائش منعقد ہوئی۔

یہ ایمان افروز نمائش جس کا انعقاد ماہ ربیع الاوّل میں ہوا اہلیان کراچی کے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث ہوئی اور ہزار ہا افراد نے اسے دیکھا اور اس بے مثال نمائش سے انتہائی طور پر محظوظ

ہوئے۔ شروع میں نمائش صرف دو ہفتہ کے لئے منعقد کی گئی تھی بعد میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اور اصرار پر اسے مزید ایک ہفتے کے لئے بڑھا دیا گیا۔

جائے نمائش کے بیرونی حصہ کو ایک گیٹ سے مزین کیا گیا تھا۔جس کے اُوپر کلمہ طیبہ کندہ تھا اور دونوں طرف خاتم الکتب زندہ باد اور خاتم الانبیاء زندہ باد کے نعرے تحریر کئے گئے تھے اور پھر ان کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کے قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منظوم کلام کے قطعات آویزاں کئے گئے تھے۔ ہال کے اندر اور باہر روشنی کا خوب انتظام تھا جو بندر روڈ سے گذرنے والوں کے لئے دلکشی کا باعث تھی۔ باہر سڑک پر کپڑے کے بینر لگائے گئے تھے اور تمام شہر میں نمائش کے پوسٹر بڑی کثرت سے لگوائے گئے۔اس کے علاوہ اخبارات میں بھی اس کی خبر شائع ہوئی اور ریڈیو سے بھی نشر ہوئی۔معززین کو بذریعہ دعوتی کارڈوں کے مدعو کیا گیا۔

6/جون کو نمائش کے افتتاح کے لئے 2 بجے شام کا وقت مقرر تھا۔افتتاحی تقریب کے لئے جائے نمائش کے سامنے انتظام کیا گیا تھا۔اسٹیج کو شامیانے سے سجایا گیا تھا اور حاضرین کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

وقت مقررہ پر مکرم میجر جنرل (ریٹائرڈ) محمد اکبر خان صاحب تشریف لائے اور کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم قاری محمد یوسف الدین صاحب نے کی۔اس کے بعد مکرم ثاقب زیروی صاحب نے قرآن مجید کی شان میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کلام ''نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا'' خوش الحانی سے پڑھا۔اس کے بعد مکرم مولانا محمد اجمل شاہد صاحب مربی سلسلہ کراچی نے وہ پیغامات پڑھ کر سنائے جو مختلف سفارتخانوں سے نمائش کے انعقاد پر مبارکباد اور اس کی کامیابی کے لئے موصول ہوئے تھے۔بعد ازاں مکرم چوہدری احمد مختار صاحب چیئرمین سیرت کونسل نے افتتاحیہ پڑھا جس میں اس نمائش کی غرض و غایت اور خصوصیات کو بیان کیا گیا تھا۔آپ کے بعد مکرم میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب نے خطاب فرمایا اور اس قسم کی دینی نمائش کے انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد دی۔اس کے بعد مکرم جنرل صاحب نے فیتہ کاٹ کر نمائش کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور تمام نمائش کو ملاحظہ فرمایا اور تراجم قرآن کریم کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔

نمائش میں دنیا کی اہم زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور عہد اوّل سے لے کر عہد حاضر

کی مختلف مکاتب فکر کی تفاسیر قرآنی اور حضرت عثمانؓ بن عفان کا وہ تاریخی قرآن کا نسخہ جس کی تلاوت کرتے ہوئے آپ شہید ہوئے تھے اور جس کا اصل نسخہ تاشقند میں ہے، اس کی فوٹو کاپی رکھی گئی تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھ کا تحریر کردہ نسخہ قرآن کریم اور اس کے علاوہ متعدد نادر قلمی تفاسیر اور قرآن مجید کے نسخے رکھے گئے۔ ان تمام تبرکات اور قرآن مجید کے متعلق علمی ذخائر کو دیکھ کر معزز مہمان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور نمائش دیکھنے کے بعد اپنے تاثرات کو یوں قلمبند کیا۔

’’مجھے یہ دیکھ کر از حد مسرت ہوئی کہ یہ ادارہ اس قدر عمدہ کام سرانجام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بھی ہمت اور کامیابی عطا فرمائے۔ آمین‘‘

اس موقع پر مکرم چیئر مین صاحب سیرت کونسل نے آپ کو تفسیر صغیر اور تفسیر سورۃ الفاتحہ بطور تحفہ پیش کیں۔ مکرم جنرل صاحب نے اپنی تازہ تصنیفات احمدیہ دارالمطالعہ کو مرحمت فرمائیں۔ نمائش کے افتتاح کے ساتھ ہی زائرین کا تانتا بندھ گیا اور رات دس بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

نمائش کے افتتاح کی خبر مقامی اخبارات میں شائع ہوئی اور فوٹو بھی شائع ہوئے اسی طرح ریڈیو سے بھی افتتاحی تقریب کے جستہ جستہ اقتباسات نشر کئے گئے۔

نمائش کا اصل موضوع تفاسیر القرآن تھا۔ ایک حصہ میں عربی تفاسیر تھیں۔ یہ حصہ تمام اہم پرانی تفاسیر پر مشتمل تھا۔ دوسرے حصہ میں انگریزی اور دیگر یورپی اور افریقی زبانوں میں قرآن کریم کی تفاسیر رکھی گئی تھیں۔ تیسرے حصہ میں اُردو تفاسیر کا ذخیرہ تھا۔ یہ تفاسیر تمام مکاتب فکر کی ترجمانی کرتی تھیں۔ چوتھے حصہ میں قرآن کریم کے دنیا کی مختلف اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تھے جن میں بیشتر وہ تھے جو جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے۔ پانچویں حصہ میں پاکستان کی مختلف علاقائی زبانوں کے تراجم اور تفاسیر تھیں جن میں بنگالی، سندھی، گجراتی، پشتو اور مرہٹی وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح ایک حصہ میں فارسی تراجم اور تفاسیر رکھیں گئی تھیں اس کے علاوہ متعدد قلمی تفاسیر اور نسخے تھے جن مین اورنگزیب عالمگیر کا تحریر کردہ نسخہ اور شہنشاہ اکبر کے مشہور رتن جناب فیضی کی مشہور بے نقط تفسیر سواطع الالہام کا قدیم قلمی نسخہ اور مطبوعہ نسخہ بھی موجود تھا۔ سب سے بڑھ کر حضرت عثمانؓ بن عفان کے اس قرآن کی فوٹوسٹیٹ کاپی تھی جس کی تلاوت آپ شہادت کے وقت فرمارہے تھے۔ اس کا اصل نسخہ تاشقند میں موجود ہے۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ

زائرین کی انتہائی دلچسپی کا باعث رہا۔

اس کے علاوہ دیواروں پر معلوماتی چارٹس تھے جن پر تفاسیر قرآنی کے اسماء، قرآن مجید کے متعلق اہم اعداد وشمار، حضرت مسیح موعودؑ کے قرآن کریم کی شان میں اشعار اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے انوارِ قرآنی کے متعلق ارشادات درج تھے۔

نمائش میں تقریباً پانچ صد سے زائد تراجم تفاسیر اور نسخے تھے۔ یہ کتب کراچی کی مختلف اہم لائبریریوں اور احباب سے لیکر اکٹھی کی گئی تھیں۔ یہ کام کافی محنت طلب اور ذمہ داری کا تھا لیکن کارکنان نے بفضلہٖ تعالیٰ شب وروز محنت سے اس کام کو سرانجام دیا۔ اسی طرح نمائش کے دیگر کاموں کو کارکنان نے نہایت تندہی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ چنانچہ مکرم میجر شمیم احمد صاحب، مکرم مولانا محمد اجمل شاہد صاحب، مکرم لقمان شاہ صاحب، مکرم تاثیر احمدی صاحب، مکرم چوہدری منور احمد صاحب، مکرم رشید احمد جاوید صاحب، مکرم رشید سماٹری صاحب، مکرم نعیم احمد صاحب لائبریرین نے نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے تقریباً تین ماہ مسلسل کام کیا۔

نمائش میں مستورات کے لئے الگ وقت رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ہر اتوار کو صبح سے دوپہر تک اور ہر جمعہ کو نماز کے بعد سے لیکر 5 بجے شام تک مستورات کے لئے وقت رکھا گیا تھا۔ اس کا اعلان بھی اخبارات میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ کافی تعداد میں مستورات بھی نمائش کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتی رہیں۔

نمائش کے دوران ایک دن خاص طور پر پریس، ریڈیو اور ٹی وی کے نمائندگان کے لئے رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ان تمام کو خصوصی دعوت نامے بھجوائے گئے۔ جس میں متعدد نمائندگان نے شرکت فرمائی اور نمائش کو پوری دلچسپی سے دیکھا اور اخبارات میں نمائش کے فوٹو شائع ہوئے۔ ریڈیو پاکستان نے اس موقع پر ایک انٹرویو مکرم مولانا محمد اجمل شاہد صاحب کا لیا جو نشر کیا گیا۔

نمائش کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ شروع میں نمائش پندرہ یوم کے لئے منعقد کی گئی تھی لیکن لوگوں کے اصرار و زائرین کی کثرت کے پیش نظر ایک ہفتہ کے لئے اسے مزید بڑھانا پڑا۔ اور ہزار ہا افراد نے نمائش کو دیکھا اور معلومات نوٹ کیں۔ اکثر احباب نے تجویز پیش کی کہ اس نمائش کو بار بار منعقد کیا جائے بلکہ اسے دائمی صورت دی جائے۔

افتتاحی خطاب

(مکرم ومحترم چوہدری احمد مختار صاحب - امیر جماعت احمدیہ کراچی وچیئر مین سیرت کونسل کراچی)

حضرات! سیرت کونسل گزشتہ سالوں میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ماہ ربیع الاوّل میں نمائش تراجم قرآن کریم اور نمائش کتب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر چکی ہے جو لوگوں میں قرآن کریم سے شغف پیدا کرنے اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کرنے میں بہت مفید ثابت ہوئیں اور انتہائی دلچسپی کا موجب ہوئیں۔ امسال اس کی ایک اور اہم کڑی تفسیر قرآنی اور علوم فرقانی پر مشتمل تفاسیر وتراجم کی نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے، اس امر کی خاص طور پر کوشش کی گئی ہے کہ نزول قرآن کریم سے لیکر اب تک دنیا کی مختلف زبانوں میں مختلف مکاتب فکر کے علماء نے قرآن کریم کی جو خدمت کی ہے اسے یکجائی کی صورت میں پیش کیا جائے تا کہ علماء سلف اور مفسرین کی خدمات جلیلہ کا علم ہو سکے، جو انہوں نے ناگزیر حالات میں قرآن کریم کے معانی ومطالب کی اشاعت کے سلسلے میں فرمائیں اور ہم ان سے حقیقی طور پر استفادہ کر سکیں۔

حضرات! قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش فرمایا کہ اس کا ہر لفظ مُنزّل من اللہ ہے اور ان مبارک الفاظ کا نزول ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر ہوا اور پھر اس کتاب کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہ امر واضح ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت سے مراد اس کی لفظی اور معنوی دونوں قسم کی حفاظت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی لفظی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ سامان پیدا فرمایا کہ یہ لاکھوں مسلمانوں کے سینہ میں من وعن محفوظ ہے اور اس کی اشاعت بھی کثرت سے ہوئی۔ اور اس کی معنوی حفاظت یوں ہوئی کہ ہر زمانے میں ایسے علماء اور مفسرین پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن کریم کے لئے وقف کر دیں اور انہوں نے قرآن کریم کی خدمت کے لئے کئی علوم ایجاد کئے جن کی تعداد تقریباً تین صد بنتی ہے۔ اسی طرح مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیروں کا بے شمار ذخیرہ اکٹھا کر دیا حتیٰ کہ ایک ایک تفسیر ہزار ہا صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کام اس قدر

کثرت اور وسعت کے ساتھ ہوا کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ چنانچہ یہ نمائس اس عظیم کام کی شاہد ناطق ہے۔

سامعین کرام! قرآن مجید چونکہ کلام اللہ ہے اور مکمل کتاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔

اس لئے قرآن مجید زمان و مکان کی قیود سے بلند ہے اور کسی ایک زمانے کی تفسیر اس کے مطالب و معانی پر محیط نہیں ہوسکتی۔ بلکہ جیسے مشاہداتی اور سائنسی علوم نے تدریجی ترقی کی ہے اسی طرح قرآنی مطالب بھی ہمیشہ رُوبہ ترقی ہیں اور قیامت تک اس کتاب سے ضروریاتِ زمانہ کے لحاظ سے ایسے خزائن نکلتے رہیں گے جو انسان کی دینی و دنیوی راہنمائی کے لئے کافی ہونگے اور ہمیشہ ایسے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس پر غور کرنے پر یہ پکار اٹھیں گے ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کو لکھنے کے لئے روشنائی بن جاتا تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جاتا گو اسے زیادہ کرنے کے لئے ہم اتنا ہی پانی سمندر میں لا ڈالتے۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ اگرچہ قرآن کریم کی تفسیر میں ہزارہا جلدیں لکھیں جا چکی ہیں لیکن اس کے خزانے ختم نہیں ہوئے بلکہ زمانے کے حالات کے لحاظ سے اس میں نت نئے معنی نکلتے آ رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس بناء پر کوئی بھی تفسیر حرف آخر کہلانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ یہ تمام تفاسیر اس ناپیدا کنار سمندر کے مخفی خزانوں کی ایک ہلکی سی جھلک ہیں۔

برادرانِ کرام! قرآن کریم ایک عالمگیر شریعت ہے اور اس کی روحانی برکات کسی خاص قوم یا زمانہ سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ دنیا کی مختلف اقوام اس سرچشمہ سے فیضیاب ہوئیں اور ہمیشہ ایسے افراد پیدا ہوتے رہے کہ جنہوں نے اپنے زمانے میں پیدا ہونے والے باطل فلسفہ اور الحاد کی تاریکی کو اس کے ذریعے دور کیا اور قرآنی علوم کے نور کو پھیلایا۔ ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ آج کے نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور دنیا میں حقیقی اور

پائیدار امن صرف قرآنی تعلیمات کے ذریعے ہی قائم ہوسکتا ہے البتہ اس سلسلے میں جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس صحیفہ آسمانی کے تراجم و معانی کی اشاعت اکنافِ عالم میں کریں تا کہ رب العالمین کی طرف سے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر نازل ہونے والا نور دنیا میں پھیل جائے اور اقوام عالم اس کی روشنی اور رحمت سے فیضیاب ہوسکیں۔ اس نمائش سے آپ کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ یہ عظیم اور مبارک کام منظّم پیمانے پر شروع ہو چکا ہے اور اقوام عالم واقعی طور پر اس کے نور سے منور ہورہی ہیں اور (دین حق) کی نشاۃ ثانیہ کے آثار اُفق رُوحانیت پر نمایاں طور پر ظاہر ہورہے ہیں۔

بالآخر دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پڑھنے، سمجھنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی سعادت عطا فرمائے اور اس کا ایسا سچا عشق ہمارے دلوں میں بھر دے کہ ہم میں سے ہر ایک پکار اُٹھے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اس نمائش کے افتتاح کے لئے مکرم میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب کو جو نہ صرف قابل مصنف بھی ہیں اور اپنے سینہ میں اسلام کے لئے ایک دردمند دل بھی رکھتے ہیں، تکلیف دی گئی۔ انہوں نے باوجود بیماری اور مصروفیت کے ہماری دعوت کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اب ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ عشاقِ قرآن کریم کے لئے اس نمائش کا افتتاح فرما کر ممنون فرمائیں۔

مکرم میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب کا خطاب

مکرم میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب نے مکرم چیئرمین صاحب سیرت کونسل کے افتتاحی خطاب کے بعد جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

برادران کرام! میں اپنے لئے یہ عزت باعث فخر سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی خدمت میں ایک بار پھر حاضر ہوا ہوں۔ آپ کی جماعت کے ساتھ میری وابستگی 1905ء سے ہے اور میں نے آپ حضرات کو بہت قریب سے دیکھا اور آپ سے بہت کچھ سیکھا۔ آپ کے امیر جماعت

صاحب نے قرآن مجید کے متعلق بہت کچھ فرما دیا ہے ہاں ایک گوشہ میرے لئے چھوڑ دیا ہے اور وہ قرآن مجید کی جنگ و جہاد کے متعلق شاندار تعلیم ہے۔ مسلمانوں کی عہد اوّل میں کامیابی کی حقیقی وجہ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے اس کی اور کوئی وجہ نہیں کیونکہ قرآن مجید میں جنگ کی STRATEGY کا بھی ذکر ہے اور موجودہ دور کی اقوام ان طریقوں کو اختیار کر کے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو رہی ہیں۔ آپ نے خاص طور پر چین کی مثال پیش کی کہ وہ درحقیقت اسلامی طریق جنگ پر ہی عمل پیرا ہے اور کامیاب ہو رہا ہے اس لئے ہمیں کسی اور ملک کے طریق جنگ کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قرآن مجید سے ہی اس کے متعلق راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن مجید کو غور اور توجہ سے پڑھا جائے تا کہ ہم اپنے ملک، قوم اور بچوں کو عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کی جماعت قرآن مجید سے شغف رکھتی ہے اور اسے پڑھتی ہے اور یہ نمائش اس کا واضح ثبوت ہے۔

مکرم جنرل صاحب نے اس خطاب کے بعد احمدیہ دارالمطالعہ کو اپنی تین انگریزی تصانیف بطور تحفہ عطا فرمائیں جو قرآن کی روشنی میں جنگ کے متعلق آپ نے تحریر فرمائی ہیں۔

نمائش کے انعقاد کے متعلق چند پیغامات

نمائش تراجم و تفاسیر القرآن کے انعقاد پر مختلف سفارتخانوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ چنانچہ ایران اور عراق کے سفارتخانوں سے کتب موصول ہوئیں اور اس کے علاوہ دیگر سفارتخانوں کی طرف سے نمائش کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار اور کامیابی کی دعا کی گئی۔

1۔ سفارتخانہ مراکش نے اپنے پیغام میں نمائش کی کامیابی کی دعا کی اور امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی اس قسم کی نمائشیں منعقد کی جائیں گی اور مراکش کے سفارتخانے کو اس میں تعاون کرنے کا موقعہ ملے گا۔

2۔ انڈونیشیا کے سفارتخانے کے فرسٹ سیکریٹری اطلاعات جناب جلال الدین حسن صاحب نے نمائش کی کامیابی کی دعا کی۔

3۔ ملائیشیا کے ہائی کمیشن کے سیکرٹری نے ہائی کمشنر کی طرف سے پیغام میں کہا کہ ہز ایکسی لینسی اور ہائی کمیشن کے دیگر اراکین تراجم و تفاسیر کی نمائش کی کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

4۔ سعودی عرب کے ناظم الامور نے بھی نمائش کی کامیابی کی دعا کی۔

5۔ جمہوریہ غانا کے سفارتخانے کے پیغام میں نمائش کی کامیابی کی دعا کی گئی اور کہا گیا کہ سفارتخانہ آئندہ بھی ہر طرح سے تعاون کرے گا۔

6۔ مغربی جرمنی کے سفارتخانے کے کلچرل اتاشی نے نمائش کی کامیابی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

7۔ سفارتخانہ ایران کے قونصل جنرل جنان منوچر سیپاہ بادی نے اپنے پیغام میں نمائش تراجم و تفاسیر القرآن کے موقعہ پر اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

8۔ کراچی میں برطانوی کونسل کے نمائندے نے بھی نمائش کی کامیابی کی دُعا کرتے ہوئے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

9۔ پاکستان میں اقوام متحدہ کے ڈائریکٹر نے نمائش کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور اس کی کامیابی کی دعا کی۔ 37

مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا تبصرہ

''جماعت احمدیہ کراچی کے ارکان کو جن خاص باتوں کی سعادت حاصل ہو رہی ہے ان میں سے ایک قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر کی نمائش ہے۔ احباب جماعت اس کے لئے اپنے امیر جماعت کی سرکردگی میں خاص کوشش فرماتے ہیں۔ اس نمائش میں جملہ زائرین میں قرآن مجید کی محبت موجزن ہوتی ہے۔ اسے پڑھنے، اسکے مطالب کو جاننے اور اس کی اشاعت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔'' 38

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 7/جون 1970ء کو مغربی افریقہ کے دورہ کے بعد کراچی

تشریف لائے اور 8؍جون 1970ء کو ربوہ روانہ ہو گئے۔ 39

نصرت جہاں ریزروفنڈ کی تحریک کا اعلان

حضور نے 7؍جون 1970ء کو احمدیہ ہال میں بعد نماز مغرب خطاب فرمایا۔اس خطاب میں مغربی افریقہ کے لئے اپنی جاری کردہ تحریک ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کا ذکر فرمایا۔جس کا اعلان حضور نے لنڈن میں کیا تھا۔اس کے بعد پاکستان کے احمدیوں کے لئے اسی تحریک کا اعلان حضور نے کراچی کے اس خطاب میں فرمایا۔

حضور نے فرمایا:

''یہاں پر بھی میں نے یہ تحریک کرنی ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ربوہ میں یہ تحریک کروں گا لیکن پھر مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہاں بہت سے باہر کے دوست بھی جمع ہیں امراء صاحبان بھی اور دوسرے نمائندے بھی۔اگر وہاں تحریک ہوئی تو ممکن ہے کہ الفضل دیر بعد پہنچے۔ پاکستان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سکیم میرے ذہن میں ڈالی ہے وہ یہ ہے کہ میں پاکستان کے احمدیوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ان میں سے دوسو ایسے مخلصین نکلیں گے جو کم از کم پانچ ہزار روپے فی کس ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کے لئے پیش کریں گے اور اس میں سے دو ہزار کی رقم ایک دو ماہ کے اندر اندر داخل کرا دیں گے خزانہ کی مَد میں اور باقی تین ہزار اگر چاہیں تو تین قسطوں میں اور اگر چاہیں تو دوسرے اور تیسرے سال یعنی تین سال کے اندر اندر وہ جمع کر دیں گے۔ (پہلا وعدہ میاں عباس احمد خان صاحب نے لندن میں ہی کر دیا تھا۔ میں اس وقت وعدے نوٹ نہیں کروں گا لکھ کر بھجوا دیں) اس کے علاوہ دوسو ایسے مخلصین چاہئیں جو دو ہزار روپیہ دیں جس میں سے ایک ہزار روپیہ دو ماہ کے اندر اندر ادا کر دیں اور بقیہ ایک ہزار تین سال کے اندر مناسب قسطوں میں ادا کر دیں۔ یہ چودہ لاکھ روپے کی رقم بن جاتی ہے۔یعنی گیارہ روپے کے حساب سے جو ہمارا ریٹ ہے سوا لاکھ پاؤنڈ کے قریب۔اگر کوئی چاہے تو پانچ ہزار کی بجائے تیس ہزار بھی دے سکتا ہے۔

پھر ایک ہزار آدمی احمدیوں میں سے مخلصین میں سے ایسا چاہیئے جو کم از کم پانچ صد روپیہ فی کس دیں۔ (یعنی پانچ سو سے دو ہزار تک۔ دو ہزار سے اُوپر والے دوسری فہرست میں آ

جائیں گے) جس میں سے دوسو روپیہ نقد ادا کریں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دو ماہ کے اندر۔ کیونکہ میری آواز پہنچنے میں وقت لگے گا، جواب آنے میں وقت لگے گا اس لئے میں دو ماہ رکھ رہا ہوں۔ (جس وقت میں فوری کہوں میرا مطلب ہے دو ماہ کے اندر اندر) پانچ سو میں سے کم ازکم دوسو فوری ادا کریں اور بقیہ اسی طرح تین سال کے اندر۔ اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً دو لاکھ پاؤنڈ کی رقم پاکستان میں جمع ہو جائے گی۔ امریکہ کے لئے میں نے تیس ہزار ڈالر مقرر کر کے وہاں ان کو اطلاع بھی دے دی ہے۔ Continent (کانٹینینٹ) سے بڑی اچھی Response (رسپانس) آئی ہیں۔ ہماری چھوٹی سی جماعت ہے ڈنمارک کی۔ انیس سو پاؤنڈ کے وعدے اس چھوٹی سی جماعت کی طرف سے مجھے مل چکے ہیں۔ اس طرح دوسری جماعتیں رشک بھی کر رہی ہیں انگلستان پر اور فکر بھی کر رہی ہیں اپنی جانوں کا۔ یہ رقمیں وہاں بھی جمع ہوں گی۔ اس وقت پاکستان سے روپیہ باہر بھیجنا تو ممکن نہیں لیکن حکومت کی اجازت سے ہم کتب باہر بھجوا سکتے ہیں۔

اس مد میں سے میں نے مغربی افریقہ جانے سے پہلے غالباً ذکر کیا تھا پریس کی تحریک جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔ بہت بڑے پریس کی۔ وہ خط کتابت ہماری جاری ہے۔ ایک بہت بڑی فرم انگلستان میں بہت اچھے پریس یا پریس کے بعض حصے بنا رہی ہے۔ میرا خیال ہوا کہ میں خود اُسے دیکھ لوں۔ اُن سے وقت مقرر کیا۔ وہاں چلے گئے تو اُن کا مینجنگ ڈائریکٹر اور ایکسپورٹ کے محکمہ کا انچارج دونوں آ گئے اور دوران گفتگو وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ اتنا بڑا پریس تم نے کیا کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ساری دنیا میں قرآن کریم کی کاپیاں Flood (فلڈ) کر دیں۔ ہر جگہ ہم پہنچا دیں یہ ہمارا مقصد ہے۔ وہ چونکہ عیسائی تھا۔ اس کا منہ سرخ ہو گیا لیکن وہ بات ادب سے کر رہا تھا۔ ہمیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں نہ چھپانے کی ضرورت ہے۔ ہمارا مقصد ساری دنیا کو فتح کرنا ہے اور فتح ہم نہیں کر سکتے جب تک ہم اس قرآن کریم کی عظمت اور اس کے نور کو ان کے سامنے پیش نہ کر دیں۔ ہماری طرف سے غفلت ہو رہی ہے۔ غرض کتب یہاں شائع ہوں گی''۔[40]

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے السابقون الاولون

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 12/جون 1970ء کو خدائی تحریک کے ماتحت مغربی

افریقہ میں نئے اسکول اور طبی امداد کے مراکز کھولنے کے لئے نصرت جہاں ریزروفنڈ کے قیام کا اعلان فرمایا۔

16/جون 1970ء تک جن احباب نے وعدہ جات مرکز بھجوائے، انہیں مرکز نے السابقون الاولون کا خطاب دیا ان میں کراچی کے درج ذیل احباب شامل تھے:

1۔ مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب 2۔ مکرم حکیم اللہ خان صاحب۔صادات آٹوز
3۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب 4۔ مکرم محمد شفیع ہاشمی صاحب
5۔ مکرم محمد جمیل چغتائی صاحب

جبکہ جماعت احمدیہ کراچی نے اسی دوران تین لاکھ روپے (3,00,000/=) روپے کے وعدہ جات پیش کئے۔[41]

حضور کی تحریک پر فوری لبیک کہتے ہوئے 20 احباب نے ابتدائی طور پر 5000/= روپے کے وعدہ جات کی ادائیگی بھی کر دی۔ مرکز نے انہیں صف اوّل کے مجاہدین قرار دیا۔حضور کی خدمت میں ان کے نام پیش ہوئے تو حضور نے جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کے اموال میں برکت عطا فرمائے۔ کراچی سے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اور مکرم شیخ منیر احمد صاحب صف اوّل کے مجاہدین میں شمار ہوئے۔[42]

مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کے لئے الوداعی تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مورخہ 30/جولائی 1970ء کو مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی کے اعزاز میں الوداعی تقریب کا اہتمام کیا۔محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کراچی میں 21 سال گذارنے کے بعد ربوہ تشریف لے جارہے تھے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کا تقرر بطور نائب ناظر اصلاح وارشاد فرمایا۔[43]

نصرت جہاں اسکیم کے تحت شاندار کارکردگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مئی 1970ء میں مغربی افریقہ کے ممالک کی جماعتوں کے دورہ کے بعد ان ممالک کی فلاح وبہبود کے لئے ''نصرت جہاں اسکیم'' کا اجراء فرمایا۔جس کے نتیجے میں وہاں طبی مراکز اور اسکولوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اس اسکیم کے تحت سب سے پہلے جو ڈاکٹر مغربی افریقہ پہنچے وہ مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب تھے جنہوں نے غانا کے علاقے کوکوفو اشانٹی میں پہلا ہیلتھ سینٹر کھولا۔آپ نے اس سینٹر کا آغاز یکم نومبر 1970ء کو کیا۔مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب نے یکم نومبر 1970ء سے مارچ 1972ء تک اس ہیلتھ سینٹر میں کام کیا۔[44]

مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب جنہیں مغربی افریقہ میں نصرت جہاں اسکیم کے تحت سب سے پہلے ڈاکٹر کی حیثیت سے جانے کی توفیق ملی وہ 48-1947ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے امیر تھے۔

نصرت جہاں اسکیم کے تحت جو دوسرا ہیلتھ سینٹر کھولا گیا وہ آسکورے اشانٹی (غانا) میں ہی تھا۔ یہاں سب سے پہلے جن ڈاکٹر صاحب کو جانے کی توفیق ملی وہ ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا تعلق بھی کراچی ہی سے تھا۔آپ اس ہیلتھ سینٹر میں مارچ 1971ء سے مارچ 1974ء تک وابستہ رہے۔مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کی کارکردگی آسکورے اشانٹی کے ہیلتھ سینٹر میں نہایت شاندار رہی۔

ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب 1971ء میں غانا پہنچے تو آسکورے کے گاؤں میں معمولی سے چند کمرے ملے، یہاں انہوں نے ہسپتال شروع کردیا اور جاتے ہی بے سروسامانی کی حالت کے باوجود کراہتے ہوئے مریضوں کے آپریشن شروع کردیئے۔اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا اور مریض صحتیاب ہو گئے۔اور پھر جوں جوں نئے مریضوں کی تعداد بڑھتی گئی ڈاکٹر صاحب نے مزید کمرے کرائے پر لینے شروع کر دئے۔اس طرح 55 بستروں کا انتظام ہوگیا اور احمدیہ بیت بھی بن گئی۔احمدیہ پرائمری اسکول اور مڈل اسکول کے علاوہ سکینڈری اسکول بھی کھل گیا۔دُور دُور سے آنے والے مریضوں کے لئے حکومت نے اس چھوٹے سے گاؤں تک بس سروس چلا دی نیز بجلی اور پانی کا باقاعدہ انتظام کردیا۔اور جب وہاں کے لوگوں کوعلم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب وقف کا تین سالہ عرصہ پورا کرکے واپس چلے جائیں گے تو ان کی مقامی کونسل نے متفقہ طور پر یکم جولائی 1973ءکوایک ریزولیوشن پاس کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بھجوایا۔جس کی خبر وہاں کے مقامی روزنامہ THE POINEER نے یوں شائع کی:

''ضلع آسکورے کی بہبود اور منصوبہ بندی کمیٹی نے اپنے ایک ریزولیوشن کے ذریعے

درخواست کی ہے کہ ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب نے گزشتہ ڈھائی سال میں مقامی حالات کے متعلق وسیع معلومات اور اہم تجربہ حاصل کرلیا ہے اس کی وجہ سے وہ ہماری ساری قوم کے لئے ایک نہایت مفید وجود ثابت ہورہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف احمدیہ ہسپتال میں صرف غانا کے باشندوں کی خدمت ہی نہیں کررہے بلکہ ہمسایہ افریقن ممالک مثلاً آئیوری کوسٹ، نائیجریا، اپر وولٹا اور ٹوگو کے لوگ بھی ان سے کامیاب علاج کروارہے ہیں۔''

محترم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کا شاندار ریکارڈ قابل فخر ہے کہ اس عرصہ میں انہوں نے تقریباً 2500 میجر آپریشن کئے ہیں۔ جن میں سے ایک بھی ناکام نہیں ہوا۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب کو مزید کچھ عرصہ وہاں رہنے دیا جائے۔ ابن مسیحا (ناصرالدین) کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے ہاتھ میں غیر معمولی شفاء رکھ دی ہے۔ یہاں تک کہ وہاں کے ایک عیسائی ریجنل کمشنر نے ایک عورت کو جو سرکاری ہسپتالوں سے علاج کروا کر تھک گئی تھی۔ اپنی سفارشی چھٹی کے ساتھ ہمارے احمدی ڈاکٹر کے پاس بھجوایا۔

اسی طرح ایک بچی (ADOBEA) کے متعلق غانا کے سرکاری اور غیر سرکاری ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا آپریشن ہوگا جو لنڈن ہی سے ہو سکے گا۔ پھر اخبار کے ذریعے سے چندہ جمع ہونا شروع ہوا تا بچی کے سفر کے لئے رقم مہیا ہو سکے۔ ڈاکٹر مجتبیٰ صاحب کو علم ہوا تو آپ نے بچی کا معائنہ فرمایا اور احمدیہ ہسپتال میں اس آپریشن کو سرانجام دینے کی پیشکش فرمادی۔ اس خبر پر وہاں کے ایک موقر روزنامہ SPECTATOR نے 30/جون 1971ء کی اشاعت میں پہلے صفحے پر مندرجہ ذیل سب سے بڑی سرخی جمائی۔

A Pakistani doctor can help Adobea. 45

شہزادی عابدہ سلطان صاحبہ کا بیان

ممتاز احمدی شاعر مکرم عبیداللہ علیم صاحب پاکستان ٹیلیویژن کارپوریشن میں بطور پروڈیوسر ملازمت کرتے تھے۔ 1970ء کے آخر میں بعض غیر احمدی علماء نے ان کی مخالفت شروع کردی۔ مخالفت اس بنا پر تھی کہ وہ پاکستان ٹیلویژن پر مذہبی پروگرام ''بصیرت'' پیش کیا کرتے تھے۔ 20 علماء نے اپنے دستخط کے ساتھ ان کی برطرفی کا مطالبہ کیا۔ اس پر شہزادی عابدہ سلطان

صاحبہ آف بھوپال، جو کراچی میں مقیم تھیں، نے جو بیان دیا وہ روزنامہ ’’حریت‘‘ کراچی میں درج ذیل طریقے سے شائع ہوا۔

’’کراچی کونسل مسلم لیگ کی سابق صدر شہزادی عابدہ سلطان نے کراچی ٹیلیویژن کے ایک پروگرام انچارج کے خلاف 20 علماء کے ایک حالیہ بیان پر ،جس میں پروگرام انچارج کو قادیانی قرار دے کر ملازمت سے برطرف کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے،اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم سبھوں کو مل جل کر اس قسم کے ناجائز اور غیر منصفانہ رجحانات کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنی چاہیئے ۔شہزادی عابدہ سلطان نے کہا کہ اگر ان بیس علماء کے خلاف 20ہزار دستخط حاصل کئے جاسکیں تو انھیں اس دستخطی مہم میں پہلے دستخط کرتے ہوئے فخر ہوگا۔ علماء پر نکتہ چینی کرتے ہوئے شہزادی عابدہ سلطان نے کہا کہ انسانی حقوق کو عزیز رکھنے والوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ علماء اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ لوگ ان کی رائے سے اختلاف کریں یا ان کی رائے سے کوئی الگ رائے رکھیں ۔نیز یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ہر دور میں برسر اقتدار افراد نے اپنی پسند کے عالموں کی سرپرستی کی اور پاکٹ ایڈیشن تیار کئے اور ان کی اہم خصوصیت اور صلاحیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسی باتوں کے لئے جس کا جواز تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے کسی طرح سے شرعی جواز پیدا کر لیتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ کے نواسے کی شہادت کو **اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول واولی الامرمنکم** کے ذریعے اس کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور کم و بیش اسی بنیاد پر ایوب خان کے مقابلہ میں مادر ملت کی امیدواری کے جواز میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ ’’کم خراب ہیں‘‘۔ شہزادی عابدہ سلطان نے کہا کہ کراچی ٹیلیویژن کے پروگرام انچارج کے خلاف دستخط کرنے والے علماء میں ایک ایسے امام ضامن باندھنے والے عالم بھی شامل ہیں جو بات بات پر ائر پورٹ پہنچ کر ایوب خان کو امام ضامن باندھتے تھے لیکن جب ایوب خان کا اقتدار ڈگمگایا تو انہی امام ضامن باندھنے والے عالم نے جو ایوب خان کے دور اقتدار میں انہیں خدا ترس وغیرہ کہا کرتے تھے، ان کے چیتھڑے اڑائے حالانکہ انہوں نے ایک بار کہا تھا کہ آنحضرتؐ کو یہ بات معلوم تھی کہ ایوب خان مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت کی خدمت انجام دیں گے۔آخر میں انہوں نے کہا ہے کہ اس قسم کے بیانات سے تعلیم یافتہ افراد کی صورتِ حال کا صحیح اندازہ اور جائزہ لینے میں تذبذب سے کام لینا نہیں چاہیئے ۔شہزادی سلطان نے مزید کہا کہ کسی قادیانی کو

بغیر اس بات کی وضاحت کیئے کہ اس نے کہاں اپنے فرائض میں غفلت ، لاپرواہی یا جانبداری برتی ہے، اپنا ہدف بنالینا کسی طرح جائز نہیں۔'' [46]

تقسیم مجلس انصار اللہ کراچی

1971 ء سے قبل مجلس انصار اللہ کراچی ایک مجلس مقامی کی حیثیت رکھتی تھی۔ 1970ء میں اسے چار مجالس میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور اس طرح مجالس ناظم آباد، صدر، مارٹن روڈ اور ڈرگ روڈ قائم ہوئیں۔ ان مجالس نے 1971ء میں کام کرنا شروع کیا۔ [47]

بیروزگاری کا حل - کراچی کی تعریف

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجلس مشاورت ربوہ 1971ء کے موقع پر فرمایا:

''بیروزگاری کا مسئلہ محض صدر انجمن احمدیہ کے کسی قاعدہ کا حوالہ دے کر حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس طرح کل سے آج تک کسی ایک کو بھی روزگار نہیں ملا۔ شوریٰ کی کمیٹی نے صدر انجمن احمدیہ کا ایک حوالہ دے امور عامہ کے ذمہ یہ بات ڈال دی۔

اس سلسلے میں بعض شہری جماعتیں بڑا اچھا کام کر رہی ہیں جن میں سے ایک کراچی بھی ہے اور بعض جماعتیں بڑی سُستی دکھا رہی ہیں جن میں سے ایک لاہور بھی ہے۔

جو آدمی بیروزگار رہے، ایسے آدمی کو جہاں تک ہو سکے، آپ کو اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ [48]

جلسہ سیرت النبیؐ 1971ء میں

مورخہ 22رمئی 1971ء کو احمدیہ ہال میں جماعت احمدیہ کراچی کے زیر انتظام ایک جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا جس کی صدارت محترم جسٹس ایم بی احمد صاحب سابق چیف جسٹس نائیجیریا نے کی۔ اس جلسہ میں مختلف زبانوں میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر تقاریر ہوئیں، مقررین کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم محمد عثمان صاحب چینی زبان میں تقریر کی۔

2۔ مکرم شیخ العود صاحب آف سوڈان عربی زبان میں تقریر کی۔

3۔ نائیجیریا کے ایک دوست نے افریقہ کی ایک زبان یوروبا میں تقریر کی۔ [49]

تقسیم مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

1971ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کو 5 مجالس میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 10 / اکتوبر 1971ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے انتیسویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''بعض باتیں تو میں تنظیمی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں یہ احساس تھا اور انصاراللہ کے تجربے سے یہ یقین ہو گیا تھا کہ شہروں میں جہاں بڑی بڑی جماعتیں ہیں مثلاً کراچی اور لاہور یا جو بڑی جماعتیں ہیں وہاں کے قائد خدام الاحمدیہ ساری جماعت کے خدام کو منظّم کر کے ان کی استعداد کے مطابق کام لینے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ میں نے بتایا ہے کہ ہم نے انصار اللہ پر تجربہ کیا۔ مجلس انصار اللہ کراچی کو تقسیم کر کے کئی مجالس میں بانٹ دیا جس سے ایک ظاہری اور مادی نتیجہ ٹھوس شکل میں ہمارے سامنے آیا۔ وہ یہ تھا کہ انصاراللہ کراچی کا چندہ ایک مجلس کی حیثیت سے جتنا تھا (کئی مجالس) بننے کے بعد اس سے تین گنا ہو گیا۔

خدام الاحمدیہ کے متعلق بھی یہ تاثر پیدا ہوا کہ ایک نو جوان شخص کو تنظیم کے بارے میں بہرحال اتنا تجربہ نہیں ہے جتنا پرانے احمدیوں کو ہے کہ جماعت کو اکٹھا کر کے ان میں بشاشت پیدا کر کے ان کی قیادت کرے۔ وہ خود آگے بڑھیں اور جماعت کو کہیں کہ میرے پیچھے آؤ۔ اس لحاظ سے قائد کو اتنا تجربہ نہیں ہوتا اس واسطے نتیجہ اچھا نہیں نکلتا رہا جتنا نکلنا چاہئے تھا۔

کراچی میں چند کمزور ایمان والوں کا ایک ٹولہ ہے انہوں نے (MANOEUVRE) منیور کر کے آگے آنے کی کوشش کی۔ چنانچہ وہی ٹولہ آگے آ گیا۔ ان کے متعلق باتیں پہنچیں۔ ایک وجہ یہ بن گئی فوری توجہ کرنے کی۔ ویسے اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے سوچا بھی یہ اور تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوا کہ اس قسم کے بڑے شہروں میں مجالس خدام الاحمدیہ ایک نہیں بلکہ ایک سے زائد ہونی چاہئیں۔ چنانچہ میں نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے کہا تھا کہ مشورہ کے بعد قیادت کراچی کو مختلف قیادتوں میں بانٹ دیں۔ ان کی یہ رپورٹ میرے سامنے ہے جس کی میں نے منظوری دے دی ہے۔ کراچی میں اب ایک کے بجائے پانچ قیادتیں ہوں گی:

1۔ **عزیزآباد کی قیادت:** جس میں عزیزآباد، دستگیر کالونی، النور اور النصرت کے علاقے

شامل ہوں گے۔

2۔ **ناظم آباد کی قیادت:** جس میں ناظم آباد شمالی ،ناظم آباد جنوبی ،لی مارکیٹ اور ماڑی پور کے حلقے شامل ہوں گے۔

3۔ **کراچی صدر کی قیادت:** جس میں کیماڑی ،منوڑہ ،رامسوامی ،جیکب لائن ،ایبے سینیا لائن،محمود آباد اور کورنگی کریک شامل ہوں گے۔

4۔ **مارٹن روڈ کی قیادت:** جس میں مارٹن روڈ اور لیاقت آباد شامل ہونگے۔

5۔ **سوسائٹی کی قیادت:** جس میں ہاؤسنگ سوسائٹی ،محمد علی سوسائٹی اور یونیورسٹی کے حلقے شامل ہوں گے۔

اس کے مطابق پندرہ دن کے اندر اندر انتخاب ہو جانا چاہیئے ۔اور تین ہفتہ کے اندر اندر یہاں سے منظوری چلی جانی چاہیئے تا کہ تقسیم ہونے کے بعد یہ پانچوں مجالس اپنا اپنا کام شروع کر دیں۔[50]

جنگ پاک و ہند 1971ء میں جان کی قربانی

1971ء کی پاک و ہند جنگ میں پاکستان نیوی میں خدمات انجام دینے والے کراچی کے دو احمدی دوست مکرم چوہدری فضل احمد صاحب اور مکرم انوار احمد صاحب شہید ہوئے۔

یہ احباب نیوی کے ایک جہاز پر جنگی خدمات انجام دے رہے تھے کہ دشمن کے حملے میں جہاز ڈوب گیا اور بعض دوسرے افراد کے ساتھ انہوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔[51]

لجنہ کراچی کی 1971ء میں دفاعی خدمات

1971ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران لجنہ اماء اللہ کراچی نے دفاعی فنڈ میں 5565 روپے دیئے تھے ۔اسی طرح سونے کے زیورات کے علاوہ 48 گفٹ پارسل بھجوائے گئے ۔اپوا (All Pakistan Women Assosiation) کراچی برانچ سے تعاون کرتے ہوئے لٹھے کے چار تھان سی کر دیئے۔ اسی طرح 20 پونڈ اون کے سویٹر تیار کئے گئے۔ 40 لڑکیوں کو ابتدائی طبی امداد اور سول ڈیفنس کی تربیت دی گئی۔[52]

علم انعامی کا اعزاز برائے اعلیٰ کارکردگی

1971ء میں مجلس انصاراللہ مارٹن روڈ کو اپنے قیام کے پہلے ہی سال (تمام مجالس کی کارکردگی میں اوّل آنے پر) علم انعامی حاصل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔اس وقت زعیم اعلیٰ مارٹن روڈ مکرم مولوی عبدالمجید صاحب تھے۔53

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا کراچی سے مشرقی پاکستان جانے کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا:

''میں آپ کو اپنا واقعہ سناتا ہوں۔اُن دنوں کی بات ہے جن دنوں بنگلہ دیش میں بہت ہنگامے ہورہے تھے۔اس وقت یہ مشرقی بنگال تھا۔میں کراچی میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک کام میرے سپرد کیا اور حکم دیا کہ فوری طور پر چلے جاؤ۔میں نے پتہ کروایا تو ساری سیٹیں بک تھیں۔(متعلقہ لوگوں نے کہا) سیٹ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ بیس مسافر انتظار کرنے والوں میں ہیں اگر کوئی سیٹ خالی ہوئی تو تو ہم ان کو دیں گے تو آپ کے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میں نے کہا اور کوئی جائے نہ جائے میں جاؤں گا کیونکہ مجھے حکم آ گیا ہے۔ چنانچہ میں ائرپورٹ چلا گیا۔ وہاں لائن لگی ہوئی تھی مسافر انتظار کر رہے تھے کچھ دیر کے بعد لوگوں کو کہا گیا کہ جہاز چل پڑا ہے۔اس اعلان کے بعد سب لوگ چلے گئے کوئی چانس والا باقی نہ رہا میں وہاں کھڑا رہا۔ مجھے یقین تھا کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میں نہ جاؤں۔

اچانک ڈیسک سے آواز آئی کہ ایک مسافر کی جگہ رہ گئی ہے،کوئی ہے جس کے پاس ٹکٹ ہو؟ میں نے کہا میرے پاس ٹکٹ ہے۔انھوں کہا دوڑو جہاز مسافر کا انتظار کر رہا ہے''۔54

بیت اقصیٰ ربوہ کا افتتاح

بیت اقصیٰ ربوہ کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہاتھوں 28/اکتوبر 1966ء کو رکھا گیا۔ جبکہ افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 31/مارچ 1972ء کو خطبہ جمعہ سے کیا۔

بیت اقصیٰ کی تعمیر کے تمام اخراجات مکرم میاں محمد صدیق بانی صاحب نے برداشت

گئے۔1972ء میں جب بیت اقصیٰ کا افتتاح ہوا تو مکرم محمد صدیق بانی صاحب کراچی میں اپنے بیٹے مکرم شریف بانی صاحب کے پاس رہائش اختیار کر چکے تھے۔55

جلسہ سیرت النبیؐ

جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام ایک جلسہ سیرت النبیؐ مورخہ 13رمئی 1972ء بمقام احمدیہ ہال منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں احمدی مقررین کے علاوہ درج ذیل غیر مذاہب کے دوستوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

1۔ مکرم بی ڈی سدھوا صاحب 2۔ مکرم بی ایم وکٹر صاحب

3۔ مکرم کے ڈی دوشی صاحب 4۔ مکرم سوامی کلجگا نند صاحب

اس کے علاوہ مکرم خالق ایڈووکیٹ صاحب نے بھی تقریر کی۔آخر میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مربی سلسلہ نے سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کئے۔56

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کا پہلا اجتماع

چونکہ 72-1971ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی تقسیم ہوکر پانچ مجالس میں تبدیل ہوگئی اور یوں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی سابقہ تنظیم کا وجود ختم ہو گیا تھا۔ لہٰذا 1972ء کا اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے تحت منعقد ہوا۔ یہ اجتماع مورخہ 9-10-11رستمبر 1972ءکو مالیر کے مقام پر منعقد ہوا اس مقصد کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے معتمد اور سیکریٹری اجتماع مکرم محمد حنیف نعیم صاحب کی طرف سے درج ذیل اعلان شائع ہوا۔

''پہلا سالانہ اجتماع''

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کا پہلا سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 9-10-11رستمبر/ تبوک 1972ء/ 1351ہش بروز ہفتہ، اتوار، سوموار بمقام مالیر نزد گرانڈ ہوٹل کراچی منعقد ہوگا۔اس اجتماع میں علمی اور جسمانی مقابلہ جات ہوں گے۔تمام خدام واطفال ضلع کراچی زیادہ سے زیادہ اس میں شامل ہوکر اس کی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ دیگر مجالس مقامی کو عام طور پر اور صوبہ سندھ کی مجالس کو خاص طور پر شمولیت کی دعوت ہے۔57

جشن پنجاہ سالہ لجنہ اماء اللہ کے موقع پر خدمت

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ 1922ء میں قائم کی گئی۔ 1972ء میں اس تنظیم کے قیام کو 50 سال پورے ہو رہے تھے۔ لہٰذا اس سال کو جشن پنجاہ سال کے طور پر منانے کا فیصلہ ہوا۔ اس حوالے سے ایک یہ فیصلہ کیا گیا کہ انگریزی زبان میں ایک مجلّہ شائع کیا جائے۔ اس مجلّہ کی طباعت کا کام کراچی کے مکرم مبارک احمد ارشاد صاحب کے سپرد کیا گیا۔ یہ مجلّہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ نے شائع کرنا تھا۔[58]

چندہ تحریک خاص لجنہ اماء اللہ

یہ تحریک اس غرض سے کی گئی تھی کہ 1972ء میں لجنہ اماء اللہ کے قیام پر 50 سال پورے ہو جائیں گے تو اشاعت قرآن مجید کے لئے لجنہ اماء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں ایک لاکھ روپے کی رقم پیش کرے اور باقی رقم سے دفاتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی دوبارہ تعمیر اور تاریخ لجنہ اماء اللہ کی اشاعت کی جائے۔

چنانچہ نومبر 1972ء میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایک لاکھ روپیہ پیش کیا گیا۔

اس چندہ میں جن بہنوں نے پانچ سو سے زائد رقم پیش کی ان میں کراچی کی مندرجہ ذیل لجنات بھی شامل تھیں۔

1۔ محترمہ حامدہ عفت صاحبہ اہلیہ عطاء اللہ ضیاء صاحب
2۔ محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری نبی احمد صاحب
3۔ محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری رشید احمد صاحب
4۔ محترمہ ناہید ضیا سلیم صاحبہ
5۔ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مظہر الحق صاحب
6۔ محترمہ امۃ الہادی صاحبہ اہلیہ محمد رشید الدین صاحب
7۔ محترمہ بشریٰ محمود نواز صاحبہ
8۔ محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری منور احمد صاحب

مندرجہ ذیل لجنات نے 500 روپے تحریک خاص میں ادا کئے۔

1۔ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ گروپ کیپٹن عبدالحئی صاحب
2۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک مبارک احمد صاحب
3۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ سید انتظار حسین صاحب
4۔ محترمہ امۃ الحئی خالد صاحبہ
5۔ محترمہ سارہ ملک صاحبہ
6۔ محترمہ محمودہ بٹ صاحبہ
7۔ محترمہ انور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مبارک احمد ارشاد صاحب
8۔ محترمہ انیسہ بھٹی صاحبہ
9۔ محترمہ ناصرہ نسرین صاحبہ اہلیہ شیخ حفیظ الرحمٰن صاحب
10۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ مرزا محمد حسین صاحب
11۔ محترمہ ذکیہ خاتون صاحبہ اہلیہ محمد یوسف صاحب
12۔ محترمہ ناصرہ خورشید صاحبہ
13۔ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ بشیر احمد صاحب
14۔ محترمہ نعیمہ شکیل صاحبہ
15۔ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ والدہ رفیق احمد چغتائی صاحب
16۔ محترمہ حفیظ اعجاز صاحبہ
17۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ محمود احمد بھٹی صاحب
18۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ میجر شمیم احمد صاحب
19۔ محترمہ مبارکہ منیر صاحبہ
20۔ محترمہ صادقہ شمیم منیر صاحبہ
21۔ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ سیّد سعید خالد صاحب
22۔ محترمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ اہلیہ سلطان احمد طاہر صاحب
23۔ محترمہ سیدہ فرخ ممتاز صاحبہ

24۔ محترمہ ظفر جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالمجید بھٹی صاحب

25۔ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیٹھ محبوب علی صاحب

26۔ محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ

27۔ محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ

28۔ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ اہلیہ عنایت اللہ صاحب

29۔ محترمہ لئیقہ لیاقت صاحبہ منجانب حکیم سید پیر احمد صاحب

30۔ محترمہ اہلیہ ملک بشیر احمد خان صاحب ہوشیار پوری

31۔ محترمہ منصورہ مبشر صاحبہ

32۔ محترمہ قیوم آفتاب صاحبہ۔ 59

مثالی جماعت ...... جماعت احمدیہ کراچی

محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد- ناظر بیت المال نے 1973ء میں تحریر فرمایا کہ:

''جماعت احمدیہ کراچی خدا کے فضل سے نہایت ہی مخلص جماعت ہے، جو خدا تعالیٰ کی رضا اوراس کے پیار کے لئے ہر نیک تحریک میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی اور فدائیت اور ایثار کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ یہ جماعت 30 میل کے علاقہ پر پھیلی ہوئی ہے اور 26، 27 حلقوں میں منقسم ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے موتیوں کے ہار کی لڑی کی طرح منظّم اور مربوط ہے۔ اطاعت کا جذبہ اپنے اندر رکھنے والی اور قربانی کے میدان میں اوّل۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان اور اس کا انعام ہے کہ کراچی کے دوست اس رنگ میں رنگین ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں اور زیادہ برکتیں دے۔ 65-1964ء میں جماعت احمدیہ کراچی کا بجٹ 2.47,338 روپیہ تھا۔ مگر 72-1971ء میں بجٹ 2,38,619 ہو گیا حالانکہ بہت سے دوست اسلام آباد جا چکے ہیں اس کے مقابل پر ان کی وصولی گزشتہ سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق 2,78,967 روپے تھی۔

امسال کراچی کا بجٹ 3,49,754 ہے۔ مگر امیر صاحب کراچی نے وعدہ فرمایا ہے کہ امسال وصولی انشاء اللہ چار لاکھ سے زیادہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا

فرمائے۔ اس وقت جہاں اکثر و بیشتر جماعتوں کی وصولی اس وقت تک بہت کم ہے، وہاں جماعت احمدیہ کراچی کی وصولی تدریجی بجٹ کے لحاظ سے اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال سے بارہ ہزار روپیہ زیادہ ہے۔ الحمدللہ

کراچی کی جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلصین کی جماعت ہے، جسے اکثر و بیشتر ایسے کارکن میسر ہیں جو دین کی خدمت میں رات دن ایک کر دیتے ہیں۔ انسانی ضروریات اُن کی بھی ہیں۔ گھر کے کام کاج کے لئے وقت کی انہیں بھی ضرورت ہے۔ آرام کی انہیں بھی ضرورت ہے، کاروبار کی بہبود اور ترقی کا احساس بھی ہے۔ مگر کچھ گھنٹے اپنے دنیوی کام کاج کرنے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد وہ سلسلہ کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اکثر اوقات رات کے 10,11 بجے تک دین کا کام کرتے چلے جاتے ہیں اُن میں سے بعض لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ رات گئے جب وہ سلسلے کے کام سے فارغ ہوتے ہیں تو بعض اوقات انہیں گھر پہنچنے کے لئے سواری بھی میسر نہیں آتی اور انہیں میلوں دور پیدل گھر پہنچنا پڑتا ہے۔ خدا کے دین کے لئے اوقات وقف کرنا۔ یہ رنگ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کراچی کے اکثر عہدیداروں میں تسلسل اور باقاعدگی سے سارے سال قائم رہتا ہے۔ یہ خدا کا خاص فضل اور اس کی خاص دین ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے کراچی کی جماعت بڑی ہی پیاری جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب امیر صاحب، جملہ عہدیداران اور مخلصین جماعت کی خدمات کو قبول فرمائے۔ ان کو پہلے سے زیادہ بہتر رنگ میں خدمت دین کی توفیق دے۔ ان کے اخلاص اور اموال و نفوس میں اور زیادہ برکت ڈالے اور ان کے سب کام خود بنا دے۔ آمین

جماعت احمدیہ کراچی میں کام کرنے کا یہ طریق ہے کہ سب کام سال بھر میں ایسے رنگ میں تقسیم کر لئے جاتے ہیں کہ سب کام وقت پر ہوتے چلے جاتے ہیں اور کسی کام میں کسی وقت بھی کوئی کمی نظر نہیں آتی ۔(یہ نہیں کہ ایک وقت میں باقی کاموں کو نظر انداز کر کے صرف ایک کام پر ہی توجہ مرتکز کر دی جائے)۔

جناب امیر صاحب کراچی ایک مرتبہ فرماتے تھے کہ چند سال قبل انہیں مالی سال کے اختتام کے قریب صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ کو پورا کرنے کے لئے خاص تگ و دو کرنی پڑتی تھی مگر

اب یہ صورت نہیں۔ اب یہ صورت ہے کہ لازمی چندہ جات کی وصولی کا جب بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔ ہر حلقے کی وصولی تدریجی لحاظ سے بجٹ سے زیادہ ہوتی ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے انہیں جزائے خیر دے اور دیگر جماعتوں کے عہدیداران کو بھی اسی تندہی، محنت، جانفشانی، ہمت، فدائیت اور ایثار کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔آمین

محترم مرزا عبدالحق صاحب کا خراج تحسین

محترم مرزا عبدالحق ایڈووکیٹ صاحب نے کراچی کے عہدیداروں کے کام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار میں کراچی گیا ایک دوست نے رات ساڑھے دس بجے مجھے کہا کہ آئیں آپ کو دکھائیں دین کی خدمت کا کام کیسے کیا جاتا ہے چنانچہ میں احمدیہ ہال پہنچا۔ دیکھا تو دفتر کھلے تھے اور کارکن جم کر بیٹھے کام کر رہے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جماعت کراچی سے اظہارِ خوشنودی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت احمدیہ کراچی کے کارکنان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

’’جہاں تک وقت کی قربانی کا سوال ہے اس کے متعلق میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بتایا تھا کہ خود میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو بظاہر اپنے دنیا کے کاموں میں پڑے ہوئے ہیں وہ پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے اور بعض دفعہ تو میرا خیال ہے کہ ہمارے صدر انجمن احمدیہ اور دوسرے اداروں کے کارکنوں سے بھی زیادہ وقت رضا کارانہ طور پر جماعتی کاموں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔اور بڑی محنت اور بڑے پیار اور بڑی توجہ کے ساتھ کام کرتے ہیں اور سلسلہ احمدیہ جسے خدا تعالیٰ نے غلبہ (دین حق) کے لئے قائم فرمایا ہے اس کے لئے تڑپ رکھتے ہیں اور اس کی ترقی کے لئے دن رات محنت میں لگے رہتے ہیں اب جس جماعت کے عہدیدار اس قسم کی لگن کے ساتھ کام کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ وہ جماعت مالی قربانیوں میں بھی آگے نکل جاتی ہے۔ چنانچہ ابھی کل ہی مجھے جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے اپنے سالانہ بجٹ کے قریباً دس ہزار روپیہ سے زائد جمع کر دیا ہے۔حالانکہ ابھی موجودہ مالی سال ختم نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں

جزائے خیر عطا فرمائے۔

اب یہ بڑا خوش کن نتیجہ ہے کہ ہزار ہا دوست مالی قربانی دینے والے کراچی کی جماعت میں شامل ہیں۔انہوں نے بحیثیت مجموعی بڑی ہی اچھی قربانی دی ہے۔انھوں نے جو وعدے کئے تھے ان سے وہ آگے نکل گئے ہیں۔

پھر جہاں تک وقت کی قربانی کا تعلق ہے اس لحاظ سے بھی کراچی کی جماعت نے بڑی قربانی دی ہے وہاں جماعتی نظام چوکس اور بیدار ہے۔علاوہ ازیں پورے سال کے کام کو سارے سال پر پھیلا کر کرنے کی بدولت بھی وہ اچھا نتیجہ نکالنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔" 60

لیاری میں عظیم الشان وقار عمل

1973ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے کراچی میونسپل کارپوریشن کے محکمہ صحت کو پیش کش کی کہ خدام کراچی کے کسی بھی علاقے کی صفائی کے سلسلے میں تیار ہیں۔اس سلسلے میں جناب نور محمد صاحب ہیلتھ آفیسر علاقہ لیاری نے اس پسماندہ علاقے میں خدام کو وقار عمل کرنے کی دعوت دی۔چنانچہ 25 مارچ 1973ء کو اتوار کے دن صبح دس بجے جملہ خدام وہاں تشریف لے گئے۔

مکرم منظور احمد شاد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے اس وقار عمل کی جو رپورٹ رسالہ خالد میں شائع کروائی وہ اس طرح ہے کہ:

''خاکسار کی خواہش تھی کہ اس شاندار وقار عمل کا افتتاح کوئی صوبائی وزیر کریں۔لیکن جناب صدر پاکستان کے دورہ کراچی کی وجہ سے تمام وزراء مصروف تھے۔آخر ہفتہ کی رات 9 بجے جناب عبد الستار گبول صاحب وزیر محنت حکومت سندھ (جو لیاری ہی سے اسمبلی کے نمائندہ ہیں) نے افتتاح کے لئے وعدہ فرما لیا۔جملہ خدام کی اطلاع کے لئے قیادت ضلع کی طرف سے انفرادی چٹھیاں لکھی گئیں۔چنانچہ افتتاح کے موقعہ پر ٹھیک دس بجے صبح وزیر موصوف تشریف لائے تو مجوزہ تعداد 500 خدام سے کہیں زیادہ خدام موجود تھے ان کے علاوہ انصار اور اطفال بھی کافی تعداد میں مقام وقار عمل میں پہنچ چکے تھے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔جناب عبدالستار گبول صاحب نے

افتتاحی تقریر کی جس میں آپ نے خدام کے جذبہ خدمت خلق کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ لیاری جیسے علاقے میں اس قسم کی خدمت کی سخت ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مغربی ممالک میں تو ایسی مثالیں ملتی ہیں لیکن پاکستان جیسے پس ماندہ ملک میں اس قسم کا یہ پہلا موقع ہے کہ کھاتے پیتے گھرانوں کے خوش پوش نوجوان خدمت خلق کے لئے کسی پس ماندہ اور غریب آبادی میں آئے ہیں۔

بعدازاں خاکسار نے جوابی تقریر میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کیا کہ باوجود گوناں گوں مصروفیات کے اس کار خیر میں تشریف لائے۔ خاکسار نے کارپوریشن کے حکام کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس کام کے لئے موقع فراہم کیا۔ خاکسار نے مزید کہا کہ یہ شمع محمدیؐ کے پروانے سرورکائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں جمع ہوئے ہیں کہ راستہ سے گندی یا ضرررساں چیزوں کو ہٹادینا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اس کے بعد خاکسار کی درخواست پر مکرم ومحترم مولانا سلطان محمود انور صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کراچی نے اجتماعی دعا کروائی اس کے بعد صفائی کا کام شروع کردیا گیا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق کارپوریشن کے پانچ انسپکٹروں کے ساتھ، ساٹھ ساٹھ خدام کی جماعتیں کردی گئیں جو کہ ایک ٹریکٹر اور دیگر سامان (کسّی، بیلچے، جھاڑو، ٹوکریاں، نالی صاف کرنے کے بانس، برش وغیرہ) کے ساتھ آبادی کے پہلے سے طے شدہ علاقوں میں چلے گئے۔ جناب عبدالستار گبول صاحب بھی چند گروپوں کو دیکھنے گئے اور بعض جگہ خود کام میں شرکت کی۔ ایک سڑک جو کہ خدام صاف کررہے تھے دیکھ کر وزیر موصوف نے حیرت سے کہا کہ یہ لیاری کی سڑک ہے یا میکلوڈ روڈ۔ 350 خدام ساتھ بھجوانے کے باوجود 150 خدام بچ گئے۔ ان خدام کو دس دس کی ٹولیوں کی شکل میں انصار بزرگان کی زیرسرکردگی اردگرد کے علاقوں میں بھجوادیا گیا۔

اس تمام کارروائی میں کراچی میونسپل کارپوریشن کے ہیلتھ آفیسر، چیف سینٹری انسپکٹر، 50 انسپکٹر، 100 سب انسپکٹر موجود رہے۔ علاوہ ازیں مکرم میجر شمیم احمد صاحب نائب امیر کراچی۔ مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب نائب امیر و ناظم انصار اللہ ضلع کراچی، مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب اور مکرم مولانا محمد عثمان چینی صاحب مربیان سلسلہ و دیگر عہدیداران جماعت بھی خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے موجود رہے۔

پروگرام کے مطابق ایک بجے کام ختم کرنا تھا لیکن دوسیکٹروں میں زیادہ کام کی وجہ سے ڈیڑھ بجے کام ختم ہوا اور پارٹیاں واپس مقام اجتماع آ گئیں جہاں خدام کو ٹھنڈا پانی اور ایک ایک کنو پیش کیا گیا۔ اور اجتماعی دعا کے بعد خدام کو گھر جانے کی اجازت دی گئی۔

اس شاندار وقارِعمل کی خبر روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ آغاز کراچی، روزنامہ امن کراچی میں شائع ہوئی اس کے علاوہ ریڈیو پاکستان کراچی سے بھی خبر نشر ہوئی۔ اسی طرح کارپوریشن کے گزٹ اور نوٹس بورڈ پر بھی اسے لگایا گیا۔ لیاری کے جن علاقوں میں یہ وقارِعمل کیا گیا ان میں مندرجہ ذیل علاقے شامل ہیں:

سعید آباد، سنگولین، بکرا پیڑی، کلاکوٹ، پھول پتی لین، عیدولین اور دریا آباد۔

اس وقارِعمل میں 594 خدام، 50 انصار اور 70 اطفال نے شرکت کی اس طرح کل 714 احباب نے اس شاندار وقارِعمل میں حصہ لیا۔'' [61]

جلسہ سیرت النبیؐ 1973ء میں

جماعت احمدیہ حلقہ سعود آباد ملیر کراچی میں مورخہ 27/اپریل 1973ء کو ایک جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ جس میں مربیان سلسلہ کے علاوہ ایک ہندو دوست کلجگا نند صاحب نے پرجوش انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ یہ جلسہ ماڈل کالونی میں ایک کھلے پلاٹ میں منعقد کیا گیا۔ [62]

تحریک سائیکل سفر برائے دیہات سروے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ 1973ء کے موقع پر سائیکل سفر برائے دیہات سروے تحریک کا اجراء فرمایا تھا۔ اس حوالے سے آپ نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1973ء کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

''میں نے اس سال مجلس شوری کے موقع پر جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ خیرِ اُمت کی صفات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ سائیکلوں پر وفود بھیج کر اپنے اپنے ضلع کے ہر گاؤں اور ہر قصبے سے ملاپ کریں۔ پہلے سال کا جو کام تھا وہ اکتوبر میں ختم ہو جانا تھا۔ میں نے شوریٰ پر اعلان کیا تھا کہ جو ضلع اس عرصہ میں دوسروں کے مقابلہ میں اوّل آئے گا اُسے میں ایک

ہزار روپیہ انعام دوں گا۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اس تحریک پر جماعت احمدیہ خصوصاً خدام الاحمدیہ کراچی نے لبیک کہتے ہوئے کراچی کے دیہاتوں کا سروے سائیکلوں پر کیا۔ مرکز کی ہدایت کے مطابق تین افراد پر مشتمل گروپس بنائے گئے جن میں دو خدام ایک انصار شامل تھے۔

کراچی میں منعقد ہونے والا اوّلین دیہات سروے مورخہ 20رمئی 1973ء کو ہوا۔ اس دوران کل 97 دیہات کا سائیکلوں پر جا کر سروے کیا گیا۔[63]

لجنہ اماء اللہ کراچی کی تقسیم

1972-73ء تک لجنہ اماء اللہ کراچی ایک ہی مجلس پر مشتمل تھی اور اس میں درج ذیل حلقہ جات قائم تھے۔

1۔ سوسائٹی
2۔ ناظم آباد
3۔ عزیز آباد
4۔ مارٹن روڈ
5۔ ڈرگ روڈ

لیکن 1973ء میں لجنہ اماء اللہ کراچی کے نظام میں تبدیلی کی گئی۔ کیونکہ یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ ایک صدر اور سیکریٹری کے لئے کراچی کے سارے حلقہ جات کی نگرانی اور تربیت بہت مشکل ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ سارے کراچی کو چھ قیادتوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر قیادت کی ایک نگران ہو جو اپنی قیادت کے حلقہ جات کا دورہ کیا کرے اور قیادت کی رپورٹ مرکزی لجنہ اماء اللہ کو بھجوایا کرے۔ جون 1973ء میں لجنہ کراچی کی تنظیم نو ہوئی۔

قیادتوں کی تقسیم درج ذیل طریقہ سے ہوئی۔

1۔ **قیادت نمبر 1:** سعید منزل، رامسوامی، محمود آباد، کورنگی، جیکب لائنز
2۔ **قیادت نمبر 2:** محمد علی سوسائٹی، پی ای سی ایچ سوسائٹی، کے ڈی اے اسکیم
3۔ **قیادت نمبر 3:** ناظم آباد شمالی، ناظم آباد وسطی، ناظم آباد جنوبی، لیاقت آباد، گولیمار
4۔ **قیادت نمبر 4:** عزیز آباد، دستگیر، گلستان، النور سوسائٹی

5۔ **قیادت نمبر 5:** جہانگیر ایسٹ، جہانگیر ویسٹ، پیر الٰہی بخش کالونی، مارٹن روڈ، سولجر بازار

6۔ **قیادت نمبر 6:** ڈرگ روڈ، ڈرگ کالونی، ماڈل کالونی، کھوکھراپار، سعود آباد [64]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دورہ یورپ پر تشریف لے جانے کی غرض سے مورخہ 13 ر جولائی 1973ء کو کراچی تشریف لائے۔حضور کا قیام مکرم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی کوٹھی واقع ہاؤسنگ سوسائٹی میں تھا۔ 13 ر جولائی کو چونکہ جمعہ تھا لہٰذا چنانچہ حضور نماز پڑھانے احمدیہ ہال تشریف لے گئے۔

حضور نے اس خطبہ میں اپنے سفر یورپ کے بارے میں احباب جماعت کو دعا کی تحریک فرمائی اور امیر صاحب کراچی کو احمدیہ ہال کے علاوہ دوسری بڑی اور کھلی جگہ نماز جمعہ کے لئے انتظام کرنے کا ارشاد فرمایا۔حضور نے فرمایا۔

''جماعت احمدیہ کراچی کی دن بدن بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے احمدیہ ہال تنگ بلکہ ناکافی ثابت ہو چکا ہے۔ہال سے باہر سڑکوں پر صفیں بچھا کر نماز پڑھنے سے وہ اجتماعی غرض پوری نہیں ہوتی جو جمعہ کی نماز کی روح رواں ہے۔حضور نے امیر صاحب اور ان کی مجلس عاملہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ جلد سے جلد کسی ایسی جگہ کا انتظام کریں جو کافی کھلی ہو اور جہاں سارے احباب سہولت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکیں۔سردست چھت، گیلریوں اور کمروں کی چنداں ضرورت نہیں چونکہ ہر ایسی جگہ نماز ہو سکتی ہے جو پاک ہو اور جس کا ماحول پرسکون ہو۔بعد میں آہستہ آہستہ (بیت) کی عمارت بھی تعمیر کی جا سکتی ہے۔'' [65]

حضور مورخہ 14 ر جولائی 1973ء صبح 2 بجے کراچی سے دورہ یورپ کے لئے روانہ ہو گئے۔ [66]

ٹھٹھہ میں بند کی حفاظت

1973ء میں سندھ میں سیلاب آ گیا تو جماعت احمدیہ کراچی نے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے حکومت کو پیش کش کی۔اس حوالے سے ٹھٹھہ (سندھ) میں حفاظتی بند پر ڈیوٹی اور اس کی حفاظت کا کام خدام الاحمدیہ کراچی کے سپرد ہوا۔ [67]

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے 87 خدام نے قائد ضلع مکرم منظور احمد شاد صاحب کی قیادت میں تین دن رات یعنی 31/اگست 1973ء تا 2/ستمبر 1973ء وہاں قیام کیا۔ بند میں ایک فرلانگ لمبا شگاف پڑ گیا تھا وہ خدام نے ہزار ہا ریت کی بوریاں ڈال کر پُر کیا۔68

یہ بند ٹھٹھہ میں کراچی سے 51 میل دور تھا۔ خدام نے دن رات وہاں ٹھہر کر بند کی حفاظت کی۔ 10، 10 خدام پر مشتمل گروپس بنا کر انہیں کام پر لگایا گیا۔

اس حوالے سے وہاں کام کرنے والے خدام کے ریڈیو پاکستان کے لئے جناب ایس ایم نقی صاحب نے انٹرویوز ریکارڈ کئے جو ریڈیو سے نشر ہوتے رہے۔ کئی خدام نے سانپوں کے درمیان رہ کر بھی کام کیا۔69

ان خدام کو روزانہ کھانا کراچی سے تیار کر کے بھجوایا جاتا رہا۔70

مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

''مجھے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی طرف سے اطلاع ملی کہ اُونچے سیلاب کے باعث ٹھٹھہ کے قریب ایک نہر کے کناروں کو مرمت کی ضرورت ہے جس کے لئے خدام کا ایک بڑا گروپ سائیکلوں پر وہاں جا کر وقارِ عمل کرے گا۔ رات بھی وہیں گذارنی ہوگی۔ ویک اینڈ کے اختتام پر واپسی ہوگی۔ خاکسار نے رضا کاروں میں اپنا نام لکھوا دیا اور اگلے دن ہم 30 کے لگ بھگ خدام سائیکلوں پر ٹھٹھہ کے نواح میں متاثرہ نہر کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا تو نہر کا پانی اب کناروں سے باہر چھلکنے کو ہی تھا اور اگر یہ ہو جاتا تو ہزاروں ایکڑ فصلوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔ متعلقہ محکمہ والے ہماری آمد سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ہمیں نہر کے کنارے کام پر لگا دیا کہ جہاں جہاں کنارہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے وہاں کدالوں اور ٹوکریوں سے مٹی ڈال کر مضبوط کیا جائے۔ چنانچہ ہم نے وہاں زور شور سے کام شروع کر دیا۔ ہم سے کوئی ایک کلومیٹر دور اوپر قیدیوں کا ایک گروپ یہی کام کر رہا تھا اور ایک کلومیٹر نیچے پاک فوج کی پلٹنیں اسی میں مصروف تھیں۔ رات گئے دیر تک ہم اسی کام میں مصروف رہے۔ یہ ایک طرح کی پانی سے جنگ تھی جس کا پانسہ کسی وقت بھی پلٹ سکتا تھا۔

رات کو فارغ ہوئے تو آرمی کی ایک جیپ مجھے لینے کے لئے آ گئی میں ان کے ساتھ گیا تو کمانڈنٹ نے خوش آمدید کیا اور بتایا کہ اُسے اطلاع مل گئی تھی کہ بحریہ کا ایک لیفٹیننٹ کمانڈر بھی

احمدیہ گروپ میں کام کر رہا ہے۔کمانڈنٹ نے اکرامِ ضیف کیا۔ رات آفیسرز میس میں (جو بھی تھی) گزارنے کی پیشکش کی لیکن خاکسار نے معذرت کردی ۔ہاں صبح کے ناشتہ پر دوبارہ آنا منظور کرلیا۔

جب ہماری واپسی کا وقت قریب آیا تو صورت حال الحمدللہ Stable ہوچکی تھی اور خطرہ کم ہو چکا تھا۔71

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اظہار خوشنودی

مذکورہ بالا سیلاب کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو دورہ یورپ کے موقع پر ملی۔ حضور نے احمدیہ ہال کراچی فون کر کے فرمایا کہ مجھے سیلاب کی صورت حال کی باقاعدہ روزانہ اطلاع دی جایا کرے۔

حضور نے فرمایا کہ وہ اطلاع مجھے ملتی رہی ۔دعائیں بھی کرتا رہا اور جماعت کو اس سلسلے میں خدمت کرنے کے لئے ضروری ہدایات بھی دیتا رہا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ احباب جماعت نے انسانیت کی خدمت کے اس دکھ میں پوری پوری شرکت کی اور ضروری امداد بہم پہنچائی ۔72

1973ء کے سیلاب میں لجنہ اماء اللہ کراچی کی خدمات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 1973ء میں بیرون ملک تشریف لے گئے تھے ۔آپ نے وہاں سے سیلاب کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

''تمام جماعت احمدیہ کے افراد خواہ مرد ہوں یا عورتیں، جوان ہوں یا بوڑھے یا بچے تمام کے تمام کام کریں ۔خدمت کریں ۔اپنی جانوں کی پرواہ نہ کریں۔

اسی حوالے سے لجنہ اماء اللہ کراچی نے گیارہ ہزار روپے، پانچ ہزار سوتی اور ریشمی کپڑے، پانچ سو گرم کپڑے جن میں کمبل، رضائیاں، سوئیٹر، گرم شالیں، گرم چادریں، گرم سوٹ، شیروانیاں، کوٹ اور پتلونیں وغیرہ جمع کیں اس کے علاوہ کھانے پینے کی چیزیں چاول، چائے کی پتی، اچار، دودھ کے ڈبے اور ماچس وغیرہ، علاوہ ازیں جوتے اور دوائیاں وغیرہ بھی جمع کیں اس کے علاوہ صدر صاحبہ لجنہ کراچی اور جنرل سیکریٹری سیدہ نسیم سعید صاحبہ نے 10 ہزار ایک سو روپے کا

چیک اور باقی اشیاء لجنہ مرکزیہ کو پیش کیں تا کہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ یہ رقم اور کپڑے لجنہ کراچی کی طرف سے جماعت کو پیش کریں۔73

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دورہ یورپ سے واپسی

حضور پرنور سوا دو ماہ کے طویل سفر یورپ کے بعد 25ستمبر 1973ء کو کراچی تشریف لا رہے تھے۔

24ستمبر کو جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ 24اور 25 ستمبر کی درمیانی شب احباب کراچی اپنے آقا کی زیارت کا شوق دل میں لئے رات دس بجے سے ہی ائر پورٹ پر جمع ہونا شروع ہوگئے ۔حضور اقدس نے KLM کی فلائیٹ نمبر 831 سے سفر کیا۔اس فلائیٹ نے پہلے صبح 2بجکر 15 منٹ پر پہنچنا تھا لیکن فلائیٹ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ تاخیر سے پہنچی۔

حضور اقدس کا جہاز ٹھیک تین بجکر بیس منٹ پر برتھ نمبر 14 پر آکر رُک گیا۔ جہاں حضور پُر نور کے استقبال کے لئے مکرم ومحترم مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ، مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، مکرم میجر شمیم احمد صاحب نائب امیر کراچی، مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مربی سلسلہ کراچی اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان موجود تھے۔ باقی افراد جماعت ائر پورٹ کی چھت پر نیز ڈومیسٹک لاؤنج میں حضور کی آمد کے لئے محو انتظار تھے۔

ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر دعاؤں کا ورد جاری تھا، جیسے ہی حضور اقدس جہاز سے باہر تشریف لائے، محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آگے بڑھ کر مصافحہ و معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ ازاں بعد دیگر چاروں افراد کو حضور سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی۔حضور یہاں سے ڈومیسٹک لاؤنج تشریف لے گئے۔74

سالانہ اجتماع مرکزیہ 1973ء میں سائیکلوں پر شرکت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کو سائیکل استعمال کرنے کی تحریک فرمائی آپ نے فرمایا:

''جو تربیت جماعت اپنے ان پیارے بچوں کو دینا چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے جسمانی قویٰ اپنی نشوونما کے کمال کو اس رنگ میں پہنچائیں کہ دوسری ذمہ داریاں نبھانے کے بوجھ کو برداشت کرسکیں۔ان میں سے ایک طریق جو ماضی قریب میں جاری کیا گیا ہے وہ سائیکل کا استعمال ہے۔میں نے جب ابتداً یہ تحریک کی تو مختصراً یہ اشارہ کیا تھا کہ صحتوں کو برقرار رکھنے کے لئے سائیکل کی طرف متوجہ ہوں........... میں نے بتایا تھا اور آج پھر دہراتا ہوں کہ مجھے بڑی جلدی ایک لاکھ احمدی سائیکل چاہیئے ۔احمدی سائیکل وہ ہے جسے احمدی چلاتا ہو اور ایک لاکھ ایسا احمدی سائیکل چاہیئے جسے تقریباً 100 میل روزانہ چلانے کی عادت ہو۔''[75]

حضور کی اس تحریک پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجالس کو سالانہ اجتماع مرکزیہ 1973ء پر بذریعہ سائیکل خدام بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس اوّلین سائیکل سفر پر کراچی سے 11 خدام کو سالانہ اجتماع 1973ء میں سائیکل پر ربوہ جانے کی توفیق اور اعزاز ملا۔الحمدللہ

کراچی میں خدام کے انتخاب کا کام اس طرح شروع ہوا کہ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے مجالس کو ہدایت کی کہ جو خدام سائیکلوں کے ذریعے ربوہ جانا چاہتے ہیں وہ ان کے نام ضلع کو دیں۔

اس تحریک پر خدام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔خدام کے اس جوش وخروش کو دیکھتے ہوئے محترم قائد صاحب ضلع کراچی نے ٹرائل کے طور پر کراچی سے 56 میل (آنے جانے) کا سفر کروایا جس میں 22 خدام نے حصہ لیا۔

اس ٹرائل کے ذریعے سالانہ اجتماع مرکزیہ ربوہ 1973ء پر جانے کے لئے خدام کا انتخاب کیا گیا ان کا ایک اجلاس بلایا گیا اور ضروری ہدایات دی گئیں ۔امیر قافلہ اور امام الصلوٰۃ کا تقرر بھی کیا گیا۔

اس اولین سائیکل سفر برائے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ 1973ء میں شرکت کرنے والے خدام کراچی کے نام درج ذیل ہیں:

1۔	مکرم محمد رفیق صاحب	ناظم آباد	امیر قافلہ
2۔	مکرم عبدالستار بٹ صاحب	ناظم آباد	نائب امیر قافلہ

3۔	مکرم سید بشارت احمد بلال صاحب	کورنگی	امام الصلوٰۃ
4۔	مکرم مبشر احمد بٹ صاحب	مارٹن روڈ	
5۔	مکرم منور حسین شاہ صاحب	ناظم آباد	
6۔	مکرم نصیر احمد صاحب	ناظم آباد	
7۔	مکرم محمد ادریس صاحب	عزیز آباد	
8۔	مکرم سید نعیم احمد صاحب	ڈرگ روڈ	
9۔	مکرم ملک عزیز احمد صاحب	صدر	
10۔	مکرم عبد الکریم صاحب	سوسائٹی	
11۔	مکرم بشارت احمد صاحب	کورنگی	

کراچی کے مندرجہ بالا 11 خدام کے ساتھ حیدرآباد سے 2 خدام مکرم منیر احمد راشد صاحب اور مکرم خالد احمد صاحب اور مورو سے 2 خدام مکرم خالد احمد صاحب اور مکرم مبشر احمد صاحب بھی قافلہ میں شامل ہوگئے اس طرح قافلہ کے اراکین کی تعداد 15 ہوگئی۔

کراچی کے 11 خدام پر مشتمل قافلہ کو مورخہ 20/اکتوبر 1973ء صبح 6 بجے مکرم ومحترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی، مکرم قائد صاحب اور دیگر احباب نے دعاؤں اور جوش خروش کے ساتھ بیت احمدیہ مارٹن روڈ سے رخصت کیا۔اس قافلہ کو مقامی خدام کے سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں کے دستوں نے کراچی سے دس میل دور تک جا کر رخصت کیا جبکہ مکرم عبد الرشید ساٹری صاحب معتمد ضلع کراچی نے قافلہ کو ٹول ٹیکس چیک پوسٹ تک (جو کراچی سے 17 میل کے فاصلہ پر ہے) جا کر رخصت کیا۔

یہ قافلہ جامشورو، قاضی احمد، کوٹری، خیر پور، پنوں عاقل، میر پور ماتھیلو، صادق آباد، علی پور، سلطان شہر، مظفر گڑھ سے ہوتا ہوا رنگپور پہنچا۔ رنگپور سے قافلہ 28/اکتوبر کو روانہ ہوا تو عیدالفطر کا دن آ گیا لہٰذا عید کی نماز ایک جنگل میں ادا کی گئی۔ یہاں سے روانہ ہوکر قافلہ جھنگ پہنچا۔اسی دن گیارہ بجے رات تھر پارکر کے 35 خدام پر مشتمل قافلہ بھی یہاں پہنچ کر ساتھ شامل ہو گیا۔

مورخہ 29/اکتوبر کو صبح نماز فجر تلاوت قرآن کریم اور ناشتہ کے بعد 48 خدام پر مشتمل

تینوں قافلے یعنی کراچی، حیدرآباد اور تھرپارکر کے اکٹھے ربوہ روانہ ہوئے۔ کیونکہ حضور کی یہ خواہش تھی کہ یہ قافلے جھنگ میں جمع ہو جائیں لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔ اس مجموعی قافلے کے لئے امیر، مکرم مربی صاحب جھنگ نے کراچی کے امیر قافلہ مکرم محمد رفیق صاحب کو مقرر کیا۔

اجتماعی دعا کے بعد یہ قافلہ صبح 6 بجے روانہ ہوا۔ جسے مکرم محمد ذکریا صاحب مربی سلسلہ جھنگ، مکرم شمیم پرویز صاحب اور دیگر احباب الوداع کہنے کے لئے جھنگ سے تین چار میل کے فاصلے تک آئے۔ جھنگ سے 30 میل کے فاصلہ پر بھوانہ کے مقام پر قافلہ ٹھہرا۔

یہاں سے قافلہ روانہ ہوا اور چنیوٹ سے تقریباً 9 میل پہلے خدام نے ہاتھ منہ دھویا، کپڑے بدلے اور ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ابھی تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ ربوہ سے دس گیارہ آدمی بذریعہ جیپ اور سائیکلوں پر خوش آمدید کہنے کے لئے تشریف لائے۔ یہاں قافلے کو ٹھہرایا گیا۔ تعارف کے بعد فوٹو لئے گئے اور مووی بھی بنائی گئی اور خدام کو نمبر الاٹ کئے گئے۔ چنیوٹ سے 2 میل پہلے ایک پل سیلاب سے مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا لہٰذا پل کے ایک طرف سے کچے راستے سے قافلہ کو گزارا گیا۔ چنیوٹ شہر سے گذرتے ہوئے غیر احمدی لوگ آوازیں کس رہے تھے کہ ''مرزائی جا رہے ہیں'' لیکن قافلہ باوقار طریقے اور نہایت صبر وتحمل سے گزرا۔

دریائے چناب کے دونوں پلوں کو عبور کرتے ہوئے قافلہ سرزمین ربوہ میں داخل ہوا۔ پانچ منٹ کے لئے قافلہ چنگی پر روکا گیا تا کہ تمام سائیکلسٹ اکٹھے ہو جائیں۔ چار بجے قافلہ بس اڈے سے گذرتے ہوئے گولبازار کے راستے ربوہ شہر میں داخل ہوا۔ بس اڈہ پر ربوہ کے خدام و اطفال اور دیگر احباب نے نعرہ ہائے تکبیر اور اھلا و سھلا و مرحبا کی گونجتی آوازوں سے قافلے کا استقبال کیا۔

یہ قافلہ ایوان محمود میں داخل ہوا جہاں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مکرم نائب صدر صاحب اور دیگر احباب نے قافلہ کا استقبال کیا۔ یہاں بھی فوٹو گرافی ہوئی اور چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ نماز مغرب بیت مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اقتداء میں ادا کی گئی جس کے بعد حضور پُر نور نے شرف ملاقات بخشا۔ قافلے کے امیر مکرم محمد رفیق صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کی طرف سے حضور کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور اور احباب کی دعاؤں سے قافلہ کے

بخیریت ربوہ پہنچنے پر مبارکباد پیش کی۔حضور نے خیر مبارک کہا۔اس کے بعد حضور نے قافلہ کے تمام خدام کوشرف مصافحہ بخشا۔ فالحمد للہ علی ذلک

یہ قافلہ 20 راکتوبر 1973ء کو کراچی سے روانہ ہو کر 29 راکتوبر 1973ء کو ربوہ پہنچا اس طرح کل دس دن ربوہ پہنچنے میں لگے۔ 76

کراچی سے سائیکلوں پر آنے والے خدام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مرکزی سالانہ اجتماع 1973ء کی اختتامی تقریر میں فرمایا کہ:

''اس اجتماع پر بیرون ربوہ سے آنے والے کئی خدام سائیکلوں پر آئے ہیں چنانچہ ایسے خدام ایک طرف کراچی سے روانہ ہوئے اور دوسری طرف راولپنڈی اور سیالکوٹ سے۔غرض چاروں طرف سے سائیکلوں پر یہاں پہنچے ہیں۔بعض خدام جو دور سے آنے والے ہیں مثلاً کراچی اور تھرپارکر وغیرہ سے انہوں نے لگاتار 80 اور 100 میل روزانہ کے حساب سے سائیکلنگ کی اور اس طرح اس بڑے کام کی ابتداء ہوگئی جس کی طرف میں نے نوجوانان احمدیت کو متوجہ کیا تھا۔'' 77

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کیلئے 73-1972ء تاریخی سال

کراچی میں خدام الاحمدیہ کی سطح پر باقاعدہ ضلعی نظام کے قیام کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ سال 73-1972ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی تمام اضلاع میں اوّل آئی اور انعامی شیلڈ حاصل کی۔اس سال مکرم منظور احمد شاد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی تھے۔

اشاعت قرآن مجید اور جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کراچی نے 1973ء میں ادارۂ طباعت واشاعت قرآن عظیم سے تقریباً چالیس ہزار روپے کے قرآن مجید لے کر کراچی میں مختلف طریقوں سے تحفۃً تقسیم کئے۔اور تین صد قرآن مجید ہوٹلوں میں بھی رکھوائے۔ 78

صد سالہ جوبلی منصوبہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ 1973ء کے موقع پر صد سالہ جوبلی منصوبہ کا

اعلان فرمایا۔حضور نے اس منصوبے کے بارے میں تفصیلی پلاننگ اور انتظامی ڈھانچہ کے متعلق مجلس مشاورت کے مشورہ سے ایک مستقل کمیٹی مقرر فرمائی جو درج ذیل تھی :

1۔ علماء میں سے 4افراد

2۔ بزرگان جماعت میں سے 4افراد

3۔ مخلص ایثار پیشہ نوجوانوں میں سے 4افراد

بزرگان جماعت میں مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی بھی شامل تھے۔[79]

رسالہ ''المصلح'' کراچی کے دورِ ثانی کا آغاز

1973ء میں ''المصلح'' کراچی کے دورِ ثانی کا آغاز ہوا۔اس دور میں ''المصلح'' کے ایڈیٹر مکرم عبدالحمید صاحب تھے۔جبکہ پبلشر مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب اور پرنٹر سلطان حسین صاحب تھے۔

یہ رسالہ احمدیہ ہال میگزین لین سے شائع کیا جاتا تھااور جس پریس سے یہ رسالہ شائع ہوتا تھااس کا نام سلطان آرٹ پریس کراچی تھا۔[80]

اس دور میں ''المصلح'' کی اشاعت میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مربی سلسلہ کراچی کی کوششوں کا بہت عمل دخل تھا۔[81]

جماعت احمدیہ پر 1974ء کا ابتلاء

1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی اور شدید ہنگامے برپا کئے گئے اور جماعت ایک انتہائی ابتلاء کی حالت سے گزری۔کراچی میں بھی اس طرح کے حالات برپا کرنے کی کوشش کی گئی ۔ان حالات میں جن احباب کو خاص صبروتحمل اور جرأت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی ان میں مکرم قریشی سعید احمد صاحب،مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مربی سلسلہ،مکرم عبد الماجد صاحب،مکرم بشارت احمد ایڈووکیٹ صاحب،مکرم منظور احمد شاد صاحب،مکرم نعیم احمد منیر صاحب،مکرم عبد الباسط بیگ صاحب،مکرم بشیر الدین عباسی صاحب،مکرم ظفر اللہ بٹ صاحب،مکرم کوثر باجوہ صاحب،مکرم عبد الستار بٹ صاحب اور بعض

دیگر احباب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

وزیر اعظم پاکستان کے نام کراچی سے ایک مکتوب

جماعت احمدیہ کے خلاف 1974ء میں پاکستان میں مخالفت کا ایک طوفان کھڑا کیا گیا اور 7؍ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے جماعت احمدیہ کو ''ناٹ مسلم'' قرار دے دیا۔

اصل معاملہ کے متعلق کراچی سے محترم میاں محمد صدیق بانی صاحب نے یکم جولائی 1974ء کو وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو ایک مکتوب تحریر کیا۔ جس میں ان کو انصاف پسندی کی تلقین کی۔

آپ تحریر کرتے ہیں کہ:

''حضور عالی! ایک نہایت ہی اہم معاملہ کی طرف جناب کی توجہ مبذول کراتے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ ملتجی ہوں کہ ان ایام میں بعض علماء نے ختم نبوت کے نام پر جو مسئلہ کھڑا کر رکھا ہے اس کے بارے میں ایسی ہدایات جاری فرمائیں ،جن سے ہمارے وطن عزیز میں امن و سلامتی کی فضا قائم رہے۔ جس طرح جناب عالی نے 12 جون کی تقریر میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور یہ کہ ان پر رسالت ختم ہے ۔ بالکل یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا ہے ۔ اس جماعت میں شامل ہونے والے کے لئے یہ ضروری بلکہ لازمی ہے کہ وہ اس بات کا حلفیہ اقرار کرے کہ:

1۔ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھوں گا۔

2۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور افضل الرسل یقین کروں گا۔

3۔ (دین حق) کے تمام احکام پر عمل کروں گا۔

لیکن جو لوگ ملک کا امن اور وقار برباد کرنا چاہتے ہیں وہ سراسر غلط اور بے بنیاد باتیں ہماری طرف منسوب کر کے عوام کو اشتعال دلا رہے ہیں ۔اس لئے نہایت ادب کے ساتھ ذیل میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔

1۔ جس طرح ملک کا آئین تیار کرنے کے سلسلہ میں مختلف لیڈروں کو ٹیلی ویژن پر موقع دیا گیا تھا کہ وہ اپنے خیالات سے عوام کو آگاہ کریں ۔ بالکل اسی طرح

زیر بحث موضوع پر فریقین کے علماء فضلاء کی تین تین، چار چار تقاریر کرانی چاہئیں۔
یہ سمعی وبصری مناظرہ دین سے محبت رکھنے والے لوگوں کو معاملہ کی گہرائی تک پہنچنے میں مدد دے گا۔ اور زیر بحث مسئلہ کی اصل حیثیت و ہیئت نمایاں ہوکر سامنے آجائے گی۔

2۔ بعد ازاں اس معاملے کو سپریم کورٹ کے سپرد فرمائیں تا کہ موجودہ منظور شدہ آئین کی روشنی میں حکومت بھی قانون کا استعمال کر سکے اور عوام کو بھی صحیح صورت حال نظر آجائے۔

3۔ جو لوگ قانون سے بے پرواہ ہوکر احمدیوں کو جانی ومالی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

4۔ مروجہ قانون ہر پاکستانی کو حق دیتا ہے کہ وہ اپنا مذہبی عقیدہ اپنے ضمیر کے مطابق رکھے۔ اس کے مطابق احمدی صحیح اور پکے............ ہیں اور کسی فرد کو، وہ مولوی ہو یا سیاسی لیڈر، یہ ہرگز جائز نہیں کہ ان کو خارج از............قرار دے۔82

1974ء کے فیصلہ کے بارے میں مولانا مفتی محمود کا بیان

1974ء کے قومی اسمبلی پاکستان کے فیصلہ کے بعد مولانا مفتی محمود صاحب نے کراچی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

''اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی اور اس پر بحث کے لئے پوری اسمبلی کو کمیٹی کی شکل دی گئی۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مرزائیوں کی دونوں جماعتوں خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی ان کو اسمبلی میں بُلایا جائے اور ان کا مؤقف سنا جائے تا کہ کل اگر ان کے خلاف فیصلہ کر دیا گیا تو وہ دنیا میں اور بیرون ممالک میں یہ نہ کہیں کہ ہم کو بُلائے بغیر اور مؤقف سنے بغیر، ہمارے خلاف فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ بطور اتمام حجت ان کا مؤقف سننا ہمارے لئے ضروری تھا۔ اس لئے ان کو بُلایا گیا۔ جب انہوں نے بیانات پڑھے تو ان پر تیرہ دن بحث ہوئی۔ گیارہ دن مرزا ناصر اور پھر دو دن

صدرالدین پر جرح ہوئی۔

اس میں شُبہ نہیں کہ جب انہوں نے اپنا بیان پڑھا تو مسلمانوں کے باہمی اختلاف سے فائدہ اُٹھایا اور ثابت کیا کہ فلاں فرقے نے فلاں فرقے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اور فلاں نے فلاں کی تکفیر کی ہے۔ مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو لے کر اسمبلیوں کے ممبران کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ مولویوں کا کام ہی صرف یہی ہے کہ وہ کفر کے فتوے دیتے ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو کہ صرف قادیانیوں سے متعلق ہو۔ .... اس میں شک نہیں کہ ممبران اسمبلی کا ذہن ہمارے موافق نہیں تھا بلکہ ان سے متاثر ہو چکا تھا تو ہم بڑے پریشان تھے۔ چونکہ ارکان اسمبلی کا ذہن بھی متاثر ہو چکا تھا اور ہمارے ارکان اسمبلی دینی مزاج سے بھی واقف نہ تھے اور خصوصاً جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر احمد آیا تو قمیض پہنے ہوئے اور شلوار و شیروانی میں ملبوس، بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تو ممبران نے دیکھ کر کہا۔ کیا یہ شکل کافر کی ہے؟ اور جب وہ بیان پڑھتا تھا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا تو درود شریف بھی پڑھتا تھا۔ تو ہمارے ممبر مجھے گھور گھور کر دیکھتے تھے کہ قرآن اور رسول کریم کے نام کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے اور تم اسے کافر کہتے ہو اور دشمن رسول کہتے ہو۔ اور پروپیگنڈے کے لحاظ سے یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے تو جب وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو تمہیں کیا حق ہے کہ آپ ان کو کافر کہیں؟ تو ہم اللہ سے دست بدعا تھے کہ اے مقلب القلوب ان کے دلوں کو پھیر دے۔ اگر تو نے بھی ہماری امداد نہ فرمائی تو یہ مسئلہ قیام قیامت تک اسی مرحلہ میں رہ جائے گا اور حل نہیں ہو گا۔ حتیٰ کہ میں اتنا پریشان تھا کہ بعض اوقات مجھے رات کے تین چار بجے تک نیند نہیں آتی تھی۔'' [83]

ایک مولوی کے نام نہاد اغواء کا واقعہ

1974ء میں ایک مولوی محمد ابراہیم دستگیر سوسائٹی کراچی سے غائب ہو گیا جس پر پانچ احمدیوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ شرپسندوں نے تھانے کا گھیراؤ کیا اور شہر کے متعلقہ حصہ میں ہڑتال کی گئی۔

7/اگست 1974ء کو ایک جلسہ میں گمشدہ مولوی کو 48 گھنٹے کے اندر اندر حاضر کرنے کا

مطالبہ کیا گیا۔[84] جن پانچ احمدیوں کو حراست میں لیا گیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب 2۔ مکرم چوہدری محمد انوار صاحب
3۔ مکرم شیخ نصر اللہ صاحب 4۔ مکرم شیخ فضل اللہ صاحب
5۔ مکرم شیخ حبیب اللہ صاحب

اس واقعہ کے ایک اسیر مکرم چوہدری محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ:

''1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے سے چند ہفتے قبل کراچی کے حلقہ فیڈرل بی ایریا دستگیر کالونی میں احمدیہ جماعت کے خلاف مخالفت زور پکڑ گئی۔ خاکسار اس وقت دستگیر کالونی سے ملحق گوہر آباد کالونی میں رہائش پذیر تھا اور دستگیر کالونی میں جنرل سٹور اور چینی گھی آٹا کی راشن شاپ چلاتا تھا۔ یہ اسٹور میری رہائش گاہ سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس علاقہ میں اور بھی احمدیوں کی تین دوکانیں اور ایک ہوٹل تھا، میرے رہائشی گھر کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی غیر احمدیوں کی مسجد تھی، جس میں ایک دیہاتی سے مولوی محمد ابرہیم نماز پڑھاتے تھے جن کا تعلق کشمیر سے تھا۔ میری دوکان کے قریب ایک مسجد تھی جو بڑی تھی۔ اس کے پیش امام مولانا غلام مصطفٰے صاحب تھے جنہیں میری دوکان کے سامنے رہائشی ایک مذہبی جماعت کے سرکردہ لیڈر کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس سرکردہ لیڈر نے مولانا غلام مصطفٰے صاحب کو میری دوکان کے سامنے ایک میڈیکل اسٹور اور جنرل اسٹور بنا کر دیا تھا، جہاں مولانا صاحب مسجد میں امامت کے علاوہ باقی وقت میں اس اسٹور کو چلاتے اور اسٹور چلانے کے ساتھ ساتھ ہماری مخالفت کرنے اور ہماری خفیہ نگرانی کرنے کا کام بھی کرتے تھے۔

جولائی 1974ء میں اس مذہبی جماعت کے لیڈروں نے مولانا محمد احمد صاحب اور مولانا غلام مصطفٰے صاحب کو ساتھ ملا کر ایک گھناؤنی اور نہایت خطرناک سازش تیار کی اور میرے گھر کے ساتھ والی مسجد کے مولوی محمد ابراہیم کو جو بمشکل پرائمری کلاس تک ہی پڑھے ہوئے تھے خفیہ مقام پر چھپا کر اخباروں میں خبریں شائع کروادیں کہ عالم دین مولانا ابرہیم کو قادیانیوں نے اغوا کرلیا ہے اور تھانہ جوہر آباد میں مولانا کے اغوا کی رپورٹ درج کرادی اور مساجد میں جمعہ کے خطبوں وغیرہ میں عوام الناس میں تشہیر شروع کردی اور لوگوں کو مشتعل کر کے جلوس نکالنے شروع کردئے کہ اگر قادیانیوں نے مولانا کو آزاد نہ کیا تو ان کی دوکانیں اور گھر جلا دیا جائے گا اور اس

مقصد کے لئے احمدیوں کے گھروں اور دکانوں پر سرخ رنگ سے گول دائرہ کے اندر کراس لگا دیئے گئے کہ ان دوکانوں اور گھروں کو جلانا ہے۔ اس مقصد کے لئے ان سازشی لوگوں نے (اور ایسے بے خبر لوگوں نے جنہیں مولانا کے اصل ڈرامہ کا علم نہ تھا) کئی بار جلوس نکال کر سڑکوں پر ٹائر جلائے اور امن عامہ تباہ کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت ہم احمدی اپنی دوکانیں بند کر دیتے تھے۔ جب ان لوگوں کی ہماری دوکانوں اور گھروں کو نقصان پہنچانے کی خواہش پوری نہ ہوسکی تو ان سازشی لوگوں نے جوہر آباد پولیس اسٹیشن میں خاکسار محمود احمد، انوار احمد صاحب، شیخ نصر اللہ صاحب، شیخ حبیب اللہ صاحب اور شیخ فضل اللہ صاحب کے خلاف بطور ملزم رپورٹ درج کروادی کے ان پانچ افراد نے مل کر مولانا کو گرفتار کیا ہے ان سازشی لوگوں نے تھانہ جوہر آباد پر بھی حملہ کر دیا اور پولیس کو وارننگ دی کہ ان لوگوں کو گرفتار کرلو ورنہ تھانے کا گھیراؤ جاری رکھیں گے۔ اگلے روز مشتعل لوگوں نے ایک بڑا جلوس نکالا اور توڑ پھوڑ کی تو پولیس نے لاٹھی چارج کر کے جلوس منتشر کیا اور 10 افراد کو گرفتار کر لیا۔

اس کے بعد پولیس نے شیخ فضل اللہ صاحب کو گرفتار کر کے تھانے میں بند کر دیا۔ مخالفین کا غیض وغضب بڑھتا گیا اور مطالبہ زور پکڑ گیا کہ باقی نامزد چار ملزموں کو بھی گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ان ملزموں کو بھی دو دن قبل گرفتار کئے گئے ملزم کے ساتھ حوالات میں بند کرو۔ ہم روزانہ نگرانی کریں گے اور ان پر تشدد کر کے ان سے ہمارے مولانا کو برآمد کرو۔ چنانچہ ہمیں بھی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ اس دوران روزانہ مولوی لوگ تھانے میں آکر ہماری نگرانی کرتے اور پولیس کو مجبور کرتے کہ ان کی پٹائی کرو۔

حوالات میں جاتے ہی وہاں موجود ملزموں نے بطور پیشہ ور ملزمان ہمارا استقبال کیا اور ہم سے ہمارے جرم کی داستان پوچھنے لگے۔ جب ہم نے حقیقت بتائی تو ماننے کو تیار نہیں تھے۔ لیکن جب ہم نے جاتے ہی باجماعت نماز پڑھنی شروع کی تو باقی ملزمان نے ہماری باتوں پر یقین کرنا شروع کر دیا۔ سخت حبس اور گرمی کے دن تھے اور ایک بند کمرہ جس کے ایک کونے میں گندہ ترین ٹائلٹ تھا، اس میں پانی صرف وضو وغیرہ کے لئے محدود تھا اور نہانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کمرہ کے سلاخوں والے دروازے سے مسور کی دال اور موٹے آٹے کی روٹی ہمیں ملتی تھی۔ سخت گرمی میں نیند اوّل تو آتی نہیں تھی اور کبھی آنکھ لگ بھی جاتی تو اچانک کسی وقت بھی

ہمارے کمرے کے دروازے کے سامنے گلی میں جو ملزم تفتیش کے لئے لائے جاتے ان کی پٹائی سے ہماری آنکھ کھل جاتی اور ہمارے ساتھی کہتے کہ تیار ہو جاؤ اب تمہاری باری بھی آئے گی۔ان احباب میں خاکسار عمر میں چھوٹا اور اس وقت غیر شادی شدہ تھا۔والدین پنجاب میں تھے۔اس لحاظ سے دیارِغیر میں اور وہ بھی بے گناہ حوالات میں بند سخت تکلیف کے دن تھے۔

6/اگست 1974ء کو یعنی چھ روز بعد شام کے وقت ہمیں لیاقت آباد میں منتقل کر دیا یہاں بھی حوالات میں گندہ اور بند کمرہ جو کہ بدبودار اور مچھروں سے بھرا ہوا تھا۔یہاں بھی ہمارے کمرہ کے سامنے ملزموں کی پٹائی ہوتی تاکہ باقی ملزمان پر ڈر اور خوف طاری رہے۔مخالفین یہاں بھی باقاعدہ ہمیں دیکھنے آتے تاکہ مشتعل لوگوں کو جا کر بتا سکیں کہ ملزم پولیس کی حراست اور تکلیف میں ہیں اور مخالفین احمدیت اس طرح احمدیوں کو اذیت پہنچا کر دلی خوشی محسوس کرتے رہے۔اس دوران کئی مرتبہ ہم سے پوچھ گچھ اور تفتیش ہوتی رہی۔

پولیس نے سب جگہ ناکامی کے بعد کراچی میں مختلف جگہ چھاپے مارے اور مورخہ 12/اگست 1974ء کو علاقہ شیر شاہ سے ایک مکان میں چھپائے گئے مولانا ابرہیم کو برآمد کر کے گرفتار کر لیا۔اور اسی روز شام کے وقت ہماری باعزت رہائی ہوگئی۔الحمدللہ

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب جن کا شروع میں سازش کرنے والوں میں ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1980ء کے قریب احمدی ہو گئے تھے۔تین چار مرتبہ ربوہ آئے اور ان سے ملاقات بھی ہوئی۔85

مکرم چوہدری محمد داؤد صاحب اس بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''چوہدری محمود احمد خاکسار کا چھوٹا بھائی ہے اور جس جنرل اسٹور اور راشن شاپ کا اس نے ذکر کیا ہے وہ خاکسار کی تھی اور گوہر آباد والا گھر بھی خاکسار کا تھا۔'' 86

مکرم شیخ حبیب اللہ صاحب کے مطابق انھیں ایک اور دفعہ کے تحت مقدمہ بنا کر سینٹرل جیل کراچی بھیج دیا گیا تھا اور ایک ماہ بعد جماعتی طور پر ضمانت کا انتظام ہوا تو ضمانت پر رہائی ہوئی۔

اس دوران ان کے مکان واقع دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا پر شرپسندوں کو جمع کر کے محاصرہ کیا گیا اور 150 کے قریب افراد نے پتھراؤ کیا۔87

اس واقعہ کے ایک اور اسیر مکرم چوہدری محمد انوار احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

’’1974ء میں ایک مولوی محمد ابراہیم پیش امام مسجد گوہرآباد کو دشمنانِ احمدیت نے ایک منصوبے کے تحت شیر شاہ میں جو کہ کراچی کی ایک بستی ہے روپوش کر دیا۔ اور جگہ جگہ اعلان کروا دیا کہ احمدیوں نے ہمارے مولوی ابراہیم کو اغواء کر لیا ہے۔ جس میں میرا نام بطور خاص اور 4 اور لڑکوں کے نام میرے ساتھ شامل تھے۔

میرا کام جنرل اسٹور، پروویژن اسٹور اور راشن کی شاپ کا تھا۔ سب سے پہلے مخالفین نے دوکان کا بائیکاٹ کرایا۔ جنہوں نے ہماری دوکان کے حساب میں رقم دینی تھی انہیں ادائیگی سے روک دیا گیا۔ جنہوں نے ہم سے پیسے لینے تھے ان کو تنگ کیا کہ جاؤ اور پیسے مانگو، جس کی وجہ سے کاروبار کی حالت خراب ہوگئی۔ میں نے اس لئے نوکری کی کوشش کی۔ ایک سرکاری دفتر میں انٹرویو دے کر آیا تو دیکھا کہ گھر کے باہر گوہرآباد میدان میں ایک بڑا جلسہ ہو رہا ہے۔ مولوی حضرات بڑے زور وشور سے تقریریں کر رہے ہیں۔ میرا نام لے کر انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارے مولوی صاحب کو اغواء کیا ہے لیکن یہ باہر گھوم رہا ہے حکومت بھی ان کو پوچھتی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں اور خلفاء کرام کی شان میں بدزبانی سے پیش آ رہے تھے۔ میں نے یہ واقعہ اس وقت حلقہ کے صدر صاحب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بتایا۔ 5 احمدیوں کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشن جوہرآباد میں بند کر دیا گیا۔ پورے شہر میں جلسے جلوس نکالنے شروع کر دیئے۔ ایک رات انہوں نے تھانے پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پولیس نے بر وقت کارروائی کر کے ہم کو وہاں سے نکال کر دوسرے تھانے لیاقت آباد میں منتقل کر دیا۔ اس طرح تقریباً بیس روز کے بعد مولوی صاحب ملے اور ہماری بریت ہوئی جس کے بارے میں مختلف بہانے بنا کر ہنگامے کئے گئے۔ مولوی ابراہیم صاحب نے اس واقع کے دو ماہ بعد مجھ سے معافی مانگی اور بتایا کہ ایک سازش کے تحت مجھے چھپایا گیا تھا۔ میری وجہ سے آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا ہماری طرف سے معافی ہے۔ ہم کسی قسم کا بدلہ نہیں لیں گے۔ آپ نے پیش امام ہو کر ایسی حرکت کی جس کا بہت افسوس ہے۔‘‘

کتابوں کے ذریعے تعاون

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 1974ء میں قومی اسمبلی پاکستان میں پیش ہو کر جوابات

دے رہے تھے تو اس دوران دو کتابوں کی ضرورت پیش آئی ۔وہ کتابیں جماعت کو کہیں سے نہیں مل رہیں تھیں۔ اس سلسلے میں تمام جماعتوں میں اعلان کروایا گیا۔ یہ کتب مکرم اشفاق حسین صاحب آف مالیر کے پاس تھیں۔آپ نے وہ کتب مربی سلسلہ کراچی مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب کو دیں۔جنہوں نے وہ ربوہ بھجوادیں کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ آئینہ حق نما از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب

2۔ ایک گوجرانوالہ کے وکیل صاحب کا ٹریکٹ تھا (یہ غیر احمدی تھے)[88]

1974ء کے ابتلاء میں لجنہ کراچی کی خدمت

1974ء میں جماعت احمدیہ کے لئے خطرناک ابتلاء کے حالات پیدا کئے گئے۔جس سے سارے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف نفرت اور حقارت کی آگ پھیل گئی۔ بہت سے احمدی جاں بحق ہوئے۔سینکڑوں گھروں اور دوکانوں کو لاکھوں روپے مالیت کا نقصان پہنچایا گیا۔اسی طرح بہت سے بے خانماں گھرانوں نے ربوہ میں پناہ لی۔ ان حالات میں مصیبت زدہ بہنوں کے لئے لجنہ نے وہی نمونہ پیش کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انصار نے مہاجرین سے کیا تھا۔

اس حوالے سے لجنہ کراچی بیرون ربوہ لجنہ میں سرفہرست رہی اور اس مقصد کے لئے مرکز میں چالیس ہزار روپے چندہ اور گرم کپڑے اور چادریں اکٹھی کر کے بھجوائیں۔[89]

احمدیہ لائبریری اور دیگر املاک پر حملہ

5/جون 1974ء کو شر پسندوں نے احمدیہ لائبریری بندر روڈ (حال ایم اے جناح روڈ) پر حملہ کیا اور احمدیہ ہال پر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفین اور مظاہرین احمدیہ ہال کو نقصان پہنچانے میں ناکام رہے اسی طرح قیصر سینما کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ اور ایک احمدی کو زخمی کردیا۔[90]

ڈاؤ میڈیکل کالج کے طلبہ پر حملہ

مورخہ 9/جون 1974ء کو ڈاؤ میڈیکل کالج کے دو احمدی طلبہ مکرم نوید الحق صاحب ولد

نورالحق خان صاحب اور مکرم سفیر احمد صاحب ولد نذیر احمد صاحب کو اسی کالج کے بعض شر پسند طلباء نے مارا۔ یہ دونوں نوجوان دعوت الی اللہ کے حوالے سے ڈاؤ میڈیکل کالج میں کافی سرگرم تھے اور اس سے قبل مورخہ 11 مئی 1974ء کو ایک مذہبی مباحثہ ڈاؤ میڈیکل کالج میں کروا چکے تھے۔جس میں جماعت کی طرف سے مکرم سید محمد رضا بسمل صاحب اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولانا محمد شریف احرار صاحب نے حصہ لیا۔91

کراچی کی ایک معزز غیر احمدی شخصیت کا جرأت مندانہ بیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 8 اگست 1986ء میں فرمایا کہ:

''جب 1974 میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کے نتیجے میں چراغاں کیا گیا تو کراچی کی ایک بہت ہی معزز شخصیت کے پاس علماء کا ایک وفد گیا کہ آپ چراغاں نہیں کر رہے، کیا بات ہے؟ دور و نزدیک ہر جگہ چراغاں ہو رہا ہے اور آپ کے گھر پر ہم کوئی چراغاں نہیں دیکھتے! انھوں نے کہا مجھے حیرت ہے کہ تم لوگ کس طرح یہ سوال لے کر میرے پاس آئے ہو؟ کیا اس خوشی میں کہ ایک کروڑ مسلمان غیر مسلم ہو گئے ہیں۔ مجھے اپنا ایک مسلمان بنایا ہوا بتا دو میں چراغاں کرنے کے لئے تیار ہوں، کتنے ظالم لوگ ہو تم یہ خوشخبری لے کر میرے پاس آئے ہو کہ آج یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وہ ایک کروڑ مسلمان جو کل تک مسلمان تھے، آج سے غیر مسلم ہو گئے ہیں اور اس خوشی میں مجھے چراغاں کرنے کیلئے کہتے ہو۔ سر پھینک کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ والی کیفیت اُن کی ہوئی۔لیکن افسوس کہ ان کو حقیقت کی سمجھ نہ آسکی۔''92

مکانات پر حملے

7/جولائی 1974ء کو دستگیر کالونی میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے مکان میں پلاسٹک بم پھینکا گیا جس سے بشیر احمد صاحب زخمی ہو گئے۔

21/جولائی 1974ء کو پانچ صد کے لگ بھگ افراد نے دو احمدی دوستوں کے مکانوں پر پتھراؤ کیا۔ان میں سے ایک کی والدہ صاحبہ شدید زخمی ہو گئیں۔93

مکرم عبید اللہ علیم صاحب کیلئے آدمجی ادبی ایوارڈ

ملک کے مشہور احمدی شاعر مکرم عبید اللہ علیم صاحب کو 1974ء میں ان کے پہلے شعری مجموعہ ''چاند چہرہ ستارہ آنکھیں'' پر ملک کا سب سے بڑا ادبی ایوارڈ ''آدم جی ایوارڈ'' دیا گیا۔94

1974ء کے ابتلاء میں مہاجرین کی امداد

1974ء کے ابتلاء اور ہنگاموں کے نتیجے میں جو احمدی تباہ حال ہوکر ربوہ میں بطور مہاجر آ گئے تھے۔ان کی امداد کے لئے مکرم ومحترم محمد صدیق بانی صاحب نے کراچی سے ایک خطیر رقم پیش کی۔

محترم محمد صدیق بانی صاحب کے صاحبزادے مکرم منیر احمد بانی صاحب اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''1974ء میں جب ہماری جماعت کو غیر معمولی مخالفتوں میں سے گزرنا پڑا اور سینکڑوں احمدی لٹ لٹا کر ربوہ پہنچے تو ان مہاجرین کی خدمت کی آپ کو توفیق ملی اور ہزار ہا روپیہ مرکز سلسلہ کی وساطت سے ان بے سروسامان مہاجرین کو اس وعدہ پر دئے کہ جب وہ اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑے ہوجائیں تو یہ رقم مرکز کو ادا کریں تا کہ یہ رقم صدقہ جاریہ بن جائے۔

اپنی وفات سے چند روز قبل (مکرم محمد صدیق بانی صاحب نے) نیم بے ہوشی کی حالت میں عزیزم شریف احمد بانی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ مہاجرین کے لئے اتنے ہزار کمبل بھجوا دو۔ چنانچہ عزیزم موصوف نے فی الفور اس ارشاد کی تعمیل کی۔95

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی تشریف آوری

حضور 5 راگست 1975ء کو کراچی تشریف لائے اور مکرم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی کوٹھی واقع ڈیفنس سوسائٹی میں قیام فرمایا۔حضور اسی روز بعد نماز مغرب وعشاء احباب کے درمیان رونق افروز ہوئے اور خطاب فرمایا۔اسی رات 2:30 بجے انگلستان روانگی کے لئے کراچی ایئرپورٹ تشریف لے گئے۔کراچی میں حضور نے 14 گھنٹے قیام فرمایا۔96

خواتین کا عالمی دن

1975ء کو بین الاقوامی سطح پر خواتین کا سال قرار دیا گیا تھا۔ اس سال لجنہ اماء اللہ کراچی نے پاکستان میں خواتین کی ایک تنظیم آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن (APWA) کی میٹنگ میں شرکت کی اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ سے استصواب کرکے ان کو مفید مشورے دئے۔ 97

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک واقعہ

مکرم فلائٹ لیفٹیننٹ عبد المومن محمود صاحب آف ڈرگ روڈ کراچی نے اپنی ڈائری مورخہ 13رجولائی 1977ء میں اپنی بیٹی کی وفات پر اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا کہ:

''آہ! میری پیاری بھولی بھالی معصوم بیٹی تو آج کتنی یاد آئی۔ اللہ میاں آپ کو جنت فردوس میں جگہ دے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ تو ایک سال کی عمر میں شہادت کا رُتبہ پا گئی۔

آہ! کیا حالت تھی تیری 15رفروری 1976ء کو، جب صبح سے دو دفعہ ہسپتال لے کر آپ کو گیا۔ پھر بجائے تیری تیمارداری کے آپ کو اور آپ کی امی کو خدا کے سپرد کر کے مکرم ومحترم قائد صاحب کے ارشاد کے مطابق اور اس وعدہ کے مطابق جو ہم خدا سے کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا، مجلس کے اجتماعی وقارِ عمل پر چلا گیا۔ مکرم قائد صاحب کو حالات عرض کئے تو ارشاد ہوا کہ خواہ کچھ بھی ہو آپ نے نہ صرف خود آنا ہے بلکہ اپنے حلقہ کے جملہ خدام کو بھی لے کر آنا ہے۔

تو پیاری بیٹی آپ کو خدا کے سپرد کر کے میں وقارِ عمل پر چلا گیا۔ آپ کی امی بھی بیمار تھیں اور آپ کی نومولود بہن بھی، اس لئے مناسب تیمارداری نہیں ہوسکی اور تو شہادت پا گئی۔ بیٹے مجھے فخر ہے کہ میں نے خدا اور اس کے رسول کو گواہ ٹھہرا کر جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا اور اس کے لئے بہت ہی پیاری بیٹی کی قربانی دی۔

اللہ میاں آپ کو ضائع نہیں کرے گا انشاء اللہ۔ آپ کے جنت میں درجات اتنے بلند کرے گا اور انشاء اللہ اگر (دین حق) کے لئے مجھے آپ جیسے لاڈلے اور پیارے ہزار بچے بھی قربان کرنے پڑے تو بمعہ اپنی جان کے پیش کردوں گا انشاء اللہ۔ بیٹی تو بھی فخر کر سکتی ہے کہ تیرے باپ نے عہد شکنی اور نافرمانی نہیں کی۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث امریکہ کے دورہ پر تشریف لے جانے کے لئے مورخہ 20؍جولائی 1976ء کو کراچی تشریف لائے اور محترم میجر شمیم احمد صاحب کی کوٹھی پر قیام فرمایا اور اسی روز ساڑھے تین بجے شب انگلستان کے لئے روانہ ہوگئے۔[98]

لجنہ کراچی کے اجتماع میں سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی شرکت

لجنہ اماء اللہ کراچی کا سالانہ اجتماع مورخہ 17؍اگست 1976ء بروز منگل احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ممبرات کی حاضری 400 کے قریب تھی۔

کراچی کی لجنات کے اس اجتماع میں حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ دختر حضرت مسیح موعودؑ نے بھی شرکت فرمائی اور اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔

آخر میں حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے دعا کروائی اور تمام لجنات کو شرف مصافحہ بخشا۔[99]

لجنہ اماء اللہ کراچی کو خراج تحسین

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے دورہ کراچی کے موقع پر 4؍ستمبر 1976ء کو تحریر فرمایا کہ:

''کراچی کی لجنہ کو یہ خصوصیت حاصل رہی ہے کہ وہ ہمیشہ حقیقی معنوں میں فعال ہی رہی۔خدا کرے کہ آپ ہمیشہ ان معنوں میں اپنی ٹریڈیشن پر قائم رہیں۔آمین''[100]

سیلاب کراچی میں خدمات

جون 1977ء میں کراچی میں مسلسل بارشوں کی وجہ سے ملیر ندی میں طغیانی کی وجہ سے ملحقہ آبادیوں محمود آباد اور اختر کالونی میں سیلاب آگیا۔ندی کے کنارے بنے ہوئے یہ علاقے مکمل طور پر زیر آب آگئے۔جانیں تو بچالیں گئیں لیکن ساز و سامان کو نہ بچایا جاسکا۔مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اس سلسلے میں ہر ممکن مدد کی۔لجنہ کراچی کی طرف سے بھی سیلاب زدگان کو امداد پہنچائی جاتی رہی۔پہلے تین دن پکا ہوا کھانا پہنچایا جاتا رہا،جبکہ =/2440 روپے نقد اور 56 لحاف

بنوا کر تقسیم کئے گئے۔ 101

اس تباہی کے حالات مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب کی اہلیہ محترمہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں تحریر کئے تو آپ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ قوم کو معاف کرے اور عذابوں اور تکلیفوں سے نجات بخشے۔ ویسے میرا ذاتی ایمان یہ ہے کہ جب تک اس ملک میں احمدیت کی عزت اور احترام کو قائم نہیں کیا جاتا اور غیر............قرار دیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کی ناراضگی اس قوم کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ اس وجہ سے فکر بھی پیدا ہوتا ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ قوم ہدایت پائے اور قوم کا مقدر جاگ اٹھے اور دنیا کی عظیم الشان قوموں میں شمار ہونے لگے۔ امر واقع ہے کہ اس وقت اگر غریب کی سچی ہمدردی کہیں پائی جاتی ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ میں ہے............ ہر شخص غریب کو سیڑھی بنا کر حکومت کی مسند پر بیٹھتا ہے اور جھوٹے وعدوں سے اس کا پیٹ بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھے کراچی کے غریب مصیبت زدہ لوگوں کے حالات پڑھ کر سخت دکھ ہوتا ہے۔ میرے بس میں ہوتا تو ان کی نئی بستیاں بناتا اور جب تک غرباء کی بہترین آبادیاں تیار نہ ہو جاتیں کراچی کی ترقی کی تمام دوسری اسکیمیں بند کر دیتا۔'' 102

قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کی اسیری

مکرم ومحترم سید رشید احمد طارق صاحب کراچی ایک مذہبی و سیاسی جماعت کے شائع کردہ پمفلٹ بعنوان ''بھٹو ظلم کے آئینے میں'' کے حوالے سے غلط فہمی کی بناء پر گرفتار کر لئے گئے۔ یہ جون 1977ء کے آخر یا جولائی 1977ء کے شروع کی بات ہے۔

آپ کو CIA تھانہ صدر کراچی میں رکھا گیا اور تقریباً ایک ہفتہ تک تفتیش کے بعد رہا کیا گیا۔ آپ کے گھر کی اس شبہ میں تلاشی بھی لی گئی کہ یہ پمفلٹ آپ کے گھر میں چھاپا گیا ہے لیکن نہ تو گھر سے پمفلٹ برآمد ہوا اور نہ ہی سائیکلوسٹائل مشین برآمد ہوئی۔ اس حوالے سے محلے کے تین معزز افراد نے گواہی بھی دی کہ ان کے گھر میں سے اس قسم کی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ 103

بند کے شگاف کی مرمت

10؍جولائی 1977ء کو قیادت ضلع خدام الاحمدیہ کراچی کے تحت 38 خدام نے گڈاپ

میں (جو کراچی سے 32 میل دور ہے) بارش کی وجہ سے ایک بند میں پڑ جانے والے شگاف کو مسلسل 7 گھنٹے میں پُر کیا۔104

قومی باسکٹ بال ٹیم میں شمولیت کا اعزاز

مکرم عبدالرحیم طارق صاحب (جن کا تعلق حلقہ مارٹن روڈ کراچی سے تھا) کو باسکٹ بال کے کھلاڑی کے طور پر 1976ء میں حبیب بینک کراچی میں ملازمت ملی۔ اسی سال آپ قومی باسکٹ بال ٹیم میں منتخب کئے گئے۔ حبیب بینک کی ٹیم تین سال تک 1976ء تا 1981ء قومی چمپئن بھی رہی جبکہ مکرم عبدالرحیم طارق صاحب اس کے کیپٹن تھے۔ آپ نے 1977ء میں قومی ٹیم کے ساتھ چین، ملائشیا اور سنگاپور کا دورہ کیا۔ ان ملکوں کے علاوہ اس ٹیم نے جاپان، ہانگ کانگ، انڈیا، تھائی لینڈ، ترکی، اور بنگلہ دیش کے دورے بھی کئے۔ آپ 1982ء میں قومی باسکٹ ٹیم کے کپتان مقرر ہوئے اور اس حیثیت میں قومی ٹیم کو ایشین چمپئن شپ کلکتہ میں لیڈ کیا۔ حبیب بینک کی ٹیم میں آپ کے ساتھ مکرم ظہیر شاہ صاحب، مکرم ملک سجاد احمد صاحب اور مجیب ناصر صاحب بھی کھیلتے رہے۔105

حوالہ جات باب چہارم

1۔ کتاب ''یادوں کے چراغ'' ازمکرم چوہدری محمد ادریس ورک صاحب اورمکرم محمد ذکریا ورک صاحب صفحہ نمبر 50

2۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1968ء

3۔ الفضل ربوہ 17 جولائی 1968ء صفحہ 3

4۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1968ء

5۔ الفضل ربوہ 18 ستمبر 1968ء صفحہ 4

6۔ ماہانہ خالد نومبر 1968ء صفحہ 8-7

7۔ الفضل ربوہ 27 ستمبر 1968ء صفحہ 1

8۔ البم ووزیٹر بک مکرم رانا ظفر احمد خان صاحب سے ماخوذ

9۔ صد سالہ سوونیئر 1989-1889ء انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز صفحہ 73

10۔ تاریخ انصار اللہ جلد اوّل صفحہ 153

11۔ الفضل ربوہ 18 ستمبر 1968ء صفحہ 6

12۔ الفضل ربوہ 14 ستمبر 1969ء صفحہ 8

13۔ صد سالہ سوونیئر 1989ء انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز

14۔ رجسٹر دفتر افسر جلسہ سالانہ ربوہ سے ماخوذ

15۔ صد سالہ سوونیئر 1989-1889ء انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز

16۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم۔ صفحہ 56 تا 57

17۔ الفضل ربوہ 5 جولائی 1969 صفحہ 3

18۔ الفضل ربوہ 19 جون 1969ء صفحہ 8

19۔ چٹھی نظارت تعلیم القرآن ربوہ مورخہ 05-12-19 سے ماخوذ

20۔ چٹھی نظارت تعلیم القرآن ربوہ مورخہ 05-12-19 سے ماخوذ

21۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1969ء
22۔ الفضل ربوہ 2 جولائی 1969ء صفحہ 12
23۔ الفضل ربوہ 10 فروری 1969ء صفحہ 6
24۔ الفضل ربوہ 23 اگست 1969ء صفحہ 1
25۔ الفضل ربوہ 23 اگست 1969ء صفحہ 1
26۔ الفضل ربوہ 16 ستمبر 1969ء صفحہ 3
27۔ الفضل ربوہ 21 ستمبر 1969ء صفحہ 3,4
28۔ الفضل ربوہ 17 ستمبر 1969ء صفحہ 1
29۔ الفضل ربوہ 23 اگست 1969ء صفحہ 3
30۔ الفضل ربوہ 10 ستمبر 1969ء صفحہ 1
31۔ الفضل ربوہ 18 ستمبر 1969ء صفحہ 8
32۔ الفضل ربوہ 21 ستمبر 1969ء صفحہ 3,4
33۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی 1969ء
34۔ تحریر مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب
35۔ مکرم عبدالمومن محمود صاحب کی تحریر
36۔ الفضل ربوہ 30 جون 1970ء صفحہ 6
37۔ رسالہ ''الفرقان ربوہ'' جنوری 1971ء صفحہ 17 تا 32
38۔ رسالہ ''الفرقان ربوہ'' جنوری 1971ء صفحہ 16
39۔ الفضل ربوہ 18 جون 1970ء صفحہ 5
40۔ الفضل ربوہ 9 اکتوبر 1970ء صفحہ 8 تا 12
41۔ الفضل ربوہ 18 جون 1970ء صفحہ 1 تا 8
42۔ الفضل ربوہ 13 اپریل 1971ء صفحہ 6
43۔ ماہانہ خالد ستمبر 1970ء صفحہ 42
44۔ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1975ء صفحہ 22

45۔ الفضل 25 جنوری 1974ء صفحہ 4
46۔ روزنامہ حریت کراچی 15 اکتوبر 1970ء
47۔ مولوی عبدالمجید صاحب کی تحریر سے ماخوذ
48۔ کتاب تلقین عمل از نظارت صنعت وتجارت صفحہ نمبر 311
49۔ الفضل ربوہ 9 جون 1971 صفحہ 5
50۔ مشعل راہ جلد دوم ۔ خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث صفحہ 297-298
51۔ مکرم لیفٹیننٹ کمانڈر (ر) عبدالمومن صاحب کی تحریر سے ماخوذ
52۔ مصباح ربوہ فروری 1972ء صفحہ 15
53۔ مولوی عبدالمجید صاحب کی تحریر سے ماخوذ
54۔ ماہانہ خالد سیدنا طاہر نمبر صفحہ 139، بحوالہ الفضل 25 ستمبر 1998ء
55۔ تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 94 تا 100
56۔ الفضل ربوہ 30 جون 1972ء صفحہ 4
57۔ ماہانہ خالد ربوہ ستمبر 1972ء صفحہ 46
58۔ تاریخی معلومات لجنہ اماء اللہ صفحہ 78
59۔ الفضل ربوہ 19 جنوری 1973ء صفحہ 4
60۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 1972ء بحوالہ الفضل 19 جنوری 1973ء صفحہ 4
61۔ ماہانہ خالد مئی 1973ء صفحہ 30-31
62۔ الفضل ربوہ 3 جون 1973ء صفحہ 4
63۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
64۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم ۔صفحہ 145
65۔ الفضل ربوہ 25 جولائی 1973ء صفحہ 3
66۔ الفضل ربوہ 20 جولائی 1973 صفحہ 1
67۔ مکرم منظور احمد شاد صاحب کی تحریر
68۔ خالد ستمبر 1973 صفحہ 22

69۔ مکرم سعید قریشی صاحب کے انٹرویو سے ماخوذ

70۔ الفضل ربوہ 25 ستمبر 1973ء صفحہ 6

71۔ مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب کی تحریر سے ماخوذ

72۔ المصلح 27 ستمبر تا 11 اکتوبر 1973 صفحہ 4

73۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم صفحہ 142 تا 143

74۔ اخبار المصلح کراچی سفر یورپ نمبر ستمبر تا 11 اکتوبر 1973ء

75۔ مشعل راہ جلد دوم صفحہ 384-382

76۔ ریکارڈ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

77۔ مشعل راہ جلد دوم صفحہ 394

78۔ حیات ناصر جلد اوّل مولفہ محمود مجیب اصغر صاحب بحوالہ الفضل 4 جنوری 1973ء

79۔ حیات ناصر از محمود مجیب اصغر صاحب صفحہ 574 تا 576

80۔ المصلح 27 ستمبر تا 11 اکتوبر 1973ء صفحہ 16

81۔ تحریر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب سے ماخوذ

82۔ تابعین اصحاب احمد جلد دہم۔ صفحہ 110 تا 111

83۔ حیات خالد صفحہ 415-414 بحوالہ ہفت روزہ ''لولاک'' لائلپور 28 دسمبر 1975ء صفحہ 18-17

84۔ کتاب روزنامچہ صفحہ 119

85۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب کی تحریر

86۔ تحریر مکرم چوہدری داؤد احمد صاحب سے ماخوذ

87۔ تحریر مکرم حبیب اللہ شیخ صاحب سے ماخوذ

88۔ مکرم اشفاق حسین صاحب کی تحریر سے ماخوذ

89۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم صفحہ 239-240

90۔ کتاب روزنامچہ صفحہ 33

91۔ کتاب روزنامچہ صفحہ 39 اور مکرم سید محمد رضا بسمل صاحب کی تحریر

92۔ خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 543 - 544

93۔ کتاب روزنامچہ صفحہ 1
94۔ شعرائے احمدیت از سلیم شاہجہانپوری صاحب صفحہ 569-570
95۔ تابعین اصحاب احمد جلد دہم۔ صفحہ 179
96۔ الفضل ربوہ 22 اگست 1975ء صفحہ 1 اور 8
97۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم صفحہ 380
98۔ الفضل ربوہ 4 اگست 1976ء صفحہ 6
99۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم صفحہ 480
100۔ سوونیئر لجنہ اماء اللہ۔ الحراب 1989ء صفحہ 28
101۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم صفحہ 549
102۔ کتاب ''محبت کے امر دیپ'' از مبارک احمد کھوکھر صاحب صفحہ 57-58
103۔ مکرم سید حمید طارق صاحب برادر مکرم رشید طارق صاحب کی تحریر اور انٹرویو سے ماخوذ
104۔ ماہانہ خالد۔ اکتوبر 1977ء صفحہ 44
105۔ مکرم عبد الرحیم طارق صاحب کی تحریر سے ماخوذ

باب پنجم

(1978ء تا 1987ء)

باب پنجم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دورہ یورپ پر تشریف لے جانے کے لئے مورخہ 9رمئی 1978ءکولاہور سے کراچی تشریف لائے۔[1]

آپ کراچی سے 10رمئی 1978ءکوصبح 2بجکر55منٹ پر فرینکفرٹ (جرمنی) کے لئے روانہ ہو گئے۔[2]

مجلس مذاکرہ

مورخہ 27رجولائی1978ءکومجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے تحت احمدیہ ہال میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں پادری مسٹر بیری نے بھی شرکت کی۔[3]

’’ایوان محمودؒ‘‘ کیلئے 313 روپے کا وعدوں کے دوبارہ اجراء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اجازت سے خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ’’ایوان محمود ربوہ‘‘ کے لئے نومبر1979ء میں 313روپے کے وعدوں کا دوبارہ اجراء کیا اور احباب سے تحریک کی کہ وہ ان وعدہ جات میں حصہ لیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کی تحریک پر جن احباب کراچی نے 313روپے کے وعدہ جات کئے، ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم سید طارق صاحب
89۔ مکرم منیر احمد چیمہ صاحب
2۔ مکرم سید حمید احمد طارق صاحب
90۔ مکرم شوکت، کریم، طاہر، طارق صاحبان

3۔ مکرم مظفر احمد سواتی صاحب
4۔ مکرم سعید احمد قریشی صاحب
5۔ مکرم شیخ جاوید اقبال صاحب
6۔ مکرم محبوب احمد اور ادریس احمد صاحب
7۔ مکرم نواز احمد منہاس صاحب
8۔ مکرم جاوید احمد منہاس صاحب
9۔ مکرم نواز احمد منہاس صاحب منجانب
مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب
10۔ مکرم سعید اختر حسین ملک صاحب ابن
مکرم جنرل اختر حسین ملک صاحب
11۔ مکرم بشیر احمد طارق صاحب
12۔ مکرم انوار الحق صاحب میرین انجینئر
13۔ مکرم احمد گل صاحب
14۔ مکرم محمود اشرف صاحب
15۔ مکرم ظہیر احمد صاحب
16۔ مکرم نور محمد صاحب
17۔ مکرم چوہدری سلیم احمد صاحب
18۔ مکرم بشیر احمد شاد صاحب
19۔ منجانب اہلیہ مسز نصیر اسلام صاحب
20۔ مکرم منیر احمد خورشید صاحب منجانب
ہمشیرہ راشدہ خورشید صاحبہ
21۔ مکرم چوہدری زبیر احمد صاحب
22۔ بیگم چوہدری زبیر احمد صاحب
22۔ بیگم چوہدری زبیر احمد صاحب

91۔ مکرم داؤد احمد صاحب
92۔ مکرمہ مسز ایچ اے رانا صاحب
93۔ مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
94۔ مکرم شاہد محمود صاحب ولد حاجی غلام محی الدین صاحب
95۔ مکرم شیخ نصیر احمد ابن شیخ محمود احمد صاحب
96۔ مکرم محمد خان کھوکھر صاحب
97۔ مکرمہ ڈاکٹر محمودہ نذیر احمد صاحبہ
98۔ مکرم شریف احمد صاحب
99۔ مکرمہ سمیرا زبیر بنت چوہدری زبیر احمد صاحب
100۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر جلال الدین صاحب
101۔ مکرم خواجہ محمد ادریس صاحب
102۔ مکرم حبیب الرحمٰن فاروقی صاحب
103۔ مکرم زرتشت منیر احمد صاحب قائد ضلع کراچی
104۔ مکرم عبدالحلیم طاہر بھٹہ صاحب
105۔ منجانب والدہ صاحبہ
106۔ منجانب رحمت بی بی (دادی جان)
107۔ مکرم منور احمد ملک صاحب
108۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک مبارک احمد صاحب
109۔ مکرمہ طاہرہ بیگ صاحبہ
110۔ مکرم محمد حنیف شمس صاحب
منجانب محمودہ بیگم صاحبہ (والدہ)
111۔ منجانب بشریٰ ناہید صاحبہ (ہمشیرہ)

23۔ مکرم ضیغم زبیر صاحب
24۔ مکرم مبشر احمد ناصر صاحب
25۔ مکرم جمیل احمد صاحب
26۔ مکرم عبدالوحید خالد صاحب
27۔ مکرم محمد اشرف صاحب
28۔ منجانب روشن دین مرحوم صاحب
29۔ زینت بی بی صاحب
30۔ مکرم چوہدری عبدالصمد صاحب
منجانب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
31۔ مکرم خواجہ محمد انور صاحب
32۔ مکرم سید منصور احمد صاحب
منجانب مکرمہ شمشاد بیگم صاحبہ
33۔ مکرم سید محمد احسن ہاشمی صاحب
34۔ مکرم نعیم اللہ خان صاحب
35۔ مکرم چوہدری عبدالباسط صاحب
36۔ مکرمہ ناصرہ مبارک صاحب
37۔ مکرم زبیر احمد بھٹی صاحب
38۔ مکرم فاروق احمد بھٹی صاحب
39۔ مکرم ملک سعید محمود صاحب
40۔ مکرم منصور احمد ملک صاحب

112۔ مکرم ندیم احمد پال صاحب
113۔ مکرم محمد امجد صاحب
114۔ مکرم ڈاکٹر مرزا ارشاد علی صاحب
منجانب مرزا صالح علی صاحب (والد)
115۔ منجانب امتہ اللہ صالحہ صاحبہ (والدہ)
116۔ منجانب مرزا لیاقت علی صاحب
117۔ مکرم نعیم احمد طاہر صاحب
118۔ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب
منجانب میاں محمد شفیع صاحب (والد)
119۔ مکرمہ امۃ الحمید کشور صاحبہ
اہلیہ محمد ظفر اللہ صاحب
120۔ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب
121۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب
122۔ مکرم بشارت احمد صاحب
123۔ مکرم فلاح الدین سیف صاحب
124۔ مکرمہ زینب منجانب محمد قاسم صاحب (والد)
125۔ مکرمہ نور ناظم صاحبہ
منجانب سیف الدین سیف صاحب (شوہر)
126۔ مکرم ملک طاہر احمد صاحب
127۔ مکرم لیاقت علی صاحب
128۔ مکرم طاہر احمد بٹ صاحب
129۔ مکرم چوہدری ابرار احمد صاحب
130۔ مکرم مظہر احمد قریشی صاحب سابق قائد ضلع کراچی
131۔ مکرم ملک یعقوب صاحب

41۔ مکرم اسلم داؤد صاحب
42۔ مکرم محمد یوسف رحیم صاحب
43۔ مکرم کرامت حسین مختار صاحب
منجانب مکرم مختار احمد صاحب (والد)
44۔ مکرمہ نور بیگم صاحبہ (والدہ)
45۔ مکرم چوہدری محمود احمد ٹھیکیدار صاحب
46۔ مکرم محمد انور سلطان صاحب
47۔ مکرم ناصر جاوید خان صاحب
48۔ مکرم سید وقار احمد صاحب
49۔ مکرم چوہدری مبشر احمد ثاقب صاحب
50۔ مکرم رفیق احمد صاحب
51۔ مکرم شیخ عبد المجید صاحب
52۔ مکرم مسعود احمد طاہر صاحب
53۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب
54۔ مکرم سید طاہر احمد ۔ مدثر احمد صاحبان
55۔ مجلس اطفال الاحمدیہ سوسائٹی کراچی
56۔ مکرم حبیب اللہ صادق صاحب
57۔ مکرم وحید احمد صاحب ابن چوہدری اعجاز احمد صاحب
58۔ مکرم مبارک احمد جمیل صاحب
59۔ مکرم مبارک احمد بٹ صاحب
60۔ مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر الدین صاحب
61۔ مکرم عبد الحمید صاحب
62۔ مکرم عبد الواحد ورک صاحب
63۔ مکرم منیر احمد ضیاء صاحب

132۔ مکرم محمد اشرف بسرا صاحب
133۔ مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب
134۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب
135۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب
136۔ مکرمہ اہلیہ ناصر احمد اٹھوال صاحب
137۔ مکرم کرنل عظمت اللہ صاحب
138۔ مکرم شیخ محمد عثمان صاحب
139۔ مکرم منصور احمد بھٹی صاحب
140۔ مکرم رفیق احمد خان صاحب
141۔ مکرم وحید احمد صاحب
142۔ مکرم غلام مصطفیٰ جنجوعہ صاحب
143۔ مکرم محمد لطیف، تاج الدین، امیر الدین صاحبان
144۔ مکرم محمد اکرم چٹھہ صاحب
145۔ مکرم طاہر احمد ۔ مبشر احمد صاحبان
146۔ مکرم نصیر احمد بھٹی صاحب
147۔ مکرم سید محمد رضا بسمل صاحب
148۔ مکرم رانا افتخار احمد صاحب
149۔ مکرم شیخ عبد المالک صاحب
150۔ مکرم حاجی محمد اسحاق صاحب
151۔ مکرم مطیع الرحمٰن صاحب
152۔ مکرم شیخ عبد الماجد صاحب
153۔ مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب
154۔ مکرم نسیم عزیز صاحب
155۔ مکرم قریشی محمود احمد صاحب

64۔ مکرم عبدالستار بٹ صاحب	156۔ مکرم سیف اللہ بھٹی صاحب
65۔ مکرم محمد یحییٰ خان صاحب	157۔ مکرم سید ریاض احمد ناصر
66۔ مکرم قریشی محمد شاہد صاحب	158۔ مکرم عبدالمالک صاحب
67۔ مکرم کلیم احمد وسیم صاحب منجانب فاخرہ وسیم صاحبہ	159۔ مکرم سلیم الدین صاحب
68۔ مکرم سلیمان احمد شاہد صاحب	160۔ مکرم طارق احمد شاہد صاحب گھارو
69۔ مکرم میاں ودود احمد خان صاحب	161۔ مکرم طاہر احمد زاہد صاحب گھارو
70۔ مکرم ملک مبشر احمد، ملک مظفر احمد صاحبان	162۔ مکرم راجہ بشیر احمد صاحب منجانب راجہ غلام حیدر صاحب
71۔ مکرم رائے عبدالباسط صاحب	163۔ مکرم تنویر احمد سندھو صاحب
72۔ مکرم عبدالرزاق صاحب	164۔ مکرم سلیم احمد قمر صاحب
73۔ مکرم محمد احمد صاحب	165۔ مکرم شفیق احمد مرحوم صاحب
74۔ مکرم شیخ شریف احمد صاحب	166۔ مکرم محمد داؤد صاحب
75۔ مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب	167۔ مکرم مہتاب احمد سواتی صاحب
76۔ مکرم شیخ منیر احمد ریاض صاحب	168۔ مکرم غلام رسول صاحب
77۔ مکرم ناصر احمد ڈھیروی صاحب	169۔ مکرم خالد جمیل صاحب
78۔ مکرم انور الرحمٰن صاحب	170۔ مکرم نثار احمد صاحب منجانب نذر احمد صاحب (والد)
79۔ مکرم ندیم انور صاحب ابن انور الرحمٰن صاحب	171۔ مکرم ملک تعظیم احمد صاحب
80۔ مکرم چوہدری سیف الحق صاحب	172۔ مکرم عبدالرزاق مغل صاحب
81۔ مکرم نعیم احمد منیر صاحب	173۔ مکرم محمد عارف جاوید صاحب
82۔ مکرمہ فوزیہ اشرف اہلیہ طاہر احمد ملک صاحب	174۔ مکرم ڈاکٹر مسعود احمد اشرف صاحب
83۔ مکرم مبارک احمد خان صاحب	175۔ مکرم ندیم احمد ملک صاحب
84۔ مکرم کیپٹن محمود احمد صاحب	176۔ مکرم منیر الدین صاحب
85۔ مکرم رفیع الزماں صاحب	177۔ مکرم اعجاز الحق و برادران صاحبان
86۔ مکرم محمد خلیل قریشی صاحب	178۔ مکرمہ بیگم چوہدری زبیر احمد صاحبہ

87۔ مکرم فاروق احمد بھٹی
88۔ مکرمہ طاہرہ ملک صاحبہ
179۔ مکرم منور احمد ملک صاحب
180۔ مکرم محمد حنیف شمس صاحب
منجانب محمودہ بیگم صاحبہ (والدہ)[4]

کراچی کے ایک خادم کی بطور قائد علاقہ خیر پور تقرری

1979-80ء میں مکرم سید رشید طارق صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کو مرکز کی طرف سے قائد علاقہ خیر پور سندھ مقرر کیا گیا۔[5]

مذاکرہ علمیہ بمقام ہوٹل انٹر کانٹینینٹل کراچی

مورخہ 5/جولائی 1979ء بوقت 4 بجے شام ہوٹل انٹر کانٹینینٹل کراچی کے شالامار روم میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے حاضرین سے ''(دین حق) کا مستقبل'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے ثابت کیا کہ آج (دین حق) کا غالب آنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق مہدی موعود کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔[6]

گیسٹ ہاؤس جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کراچی کو ایک بڑی مشکل یہ درپیش تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کراچی آنے کے پروگرام کے موقع پر کوئی معقول جگہ رہائش کے لئے نہیں ملتی تھی۔ چند ایک دفعہ بعض احمدی دوستوں کے مکانات لئے گئے لیکن بعد ازاں یا تو وہ مکان فروخت ہو گئے یا کرائے پر دے دئے گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح کئی سال تک کراچی کے دورہ پر تشریف نہ لا سکے۔

بالآخر جماعت احمدیہ کراچی کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے موجودہ گیسٹ ہاؤس واقع ڈیفنس سوسائٹی کے بنگلہ نمبر 1 کی خرید کے لئے مرکز کی طرف سے مبلغ 9 لاکھ روپے قرض دینا منظور فرمائے۔ جس سے یہ بنگلہ 1979ء میں خرید لیا گیا۔ بعد ازاں اس کی تعمیر

میں ضروری اضافہ کیا گیا اور رہائش کے قابل بنایا گیا۔6-a اس کا رقبہ 1040 مربع گز ہے۔

بعد ازاں 1987ء میں اس کے ساتھ والا بنگلہ بھی خرید کر گیسٹ ہاؤس میں شامل کر دیا گیا۔ جس کا رقبہ 1200 مربع گز ہے۔ اس طرح موجودہ گیسٹ ہاؤس کراچی کا کل رقبہ 2240 مربع گز ہے۔6-b

ایک طفل کی کشتی رانی کے مقابلے میں کامیابی

عزیزم آصف عمر مجلس صدر کراچی نے آل پاکستان قومی چمپیئن شپ برائے کشتی رانی 1979ء کے جونیئرز کے مقابلوں میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

کشتی رانی کے یہ مقابلے کراچی کے کھلے سمندر میں منعقد ہوئے تھے۔ سمندر میں شدت کے باعث بعض کشتیاں الٹ گئیں، لیکن آصف عمر نے ملاحی کے عمدہ معیار کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کامیابی حاصل کی۔7

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے اعزاز میں جلسہ

مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب 1979ء میں نوبل پرائز حاصل کرنے کے بعد کراچی تشریف لائے تو یکم جنوری 1980ء کو احمدیہ ہال کراچی میں آپ کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں محترم ڈاکٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ آخر میں تمام حاضرین کو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے مصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی۔8

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی تشریف آوری

حضور 10 رفروری 1980ء کو لاہور سے کراچی تشریف لائے۔ اسی روز حضور نے گیسٹ ہاؤس کراچی کے وسیع لان میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ اگلے روز مورخہ 11 رفروری 1980ء کو نماز مغرب وعشاء کے بعد حضور نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

میں گیارہ سال بعد کراچی کے دورے پر آیا ہوں۔ اس وقت جو بچہ 6,7 سال کا تھا۔ اب وہ خدام الاحمدیہ کی صف میں شامل ہو گیا۔ اس طرح نوجوانوں کی تعداد ماشاء اللہ بڑھ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی خدام الاحمدیہ کی تنظیم پر نوجوانوں کی عملی، اعتقادی، علمی تربیت کی جو ذمہ

داری ہوتی ہے وہ بھی کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ عملی میدان میں آگے نکلنے والے ہوں۔ اعتقادی لحاظ سے ان میں بد اعتقادی اور بدعات شامل نہ ہو جائیں۔ دینی تعلیم کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں زندگی گزارنے والے ہوں۔ وہ ہر ایک سے پیار کریں کسی سے دشمنی نہ رکھیں۔ نوعِ انسانی کے دکھوں کو دور کرنے والے ہوں۔ کسی کو دکھ نہ دیں بلکہ دکھ پہنچانے والوں کے دکھوں کو بھی دور کرنے والے بنیں۔ فرمایا یہی دین حق ہے۔ یہی احمدیت ہے اور ہر خادم احمدیت کا لائحہ عمل ہے۔

بچوں کے لئے کتابیں لکھنے کی تحریک

حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ دنیا میں منصوبے بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں، مگر قرآن مجید نے بار بار اعلان کیا ہے کہ کوئی انسان جو چاہے کرے خدا کے منصوبوں کو وہ ناکام نہیں کرسکتا ہماری چودہ سو سالہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اطفال اور خدام کے لئے آسان اور سلیس زبان میں چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے جائیں۔ جن میں بتایا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت اور الفت کا کیسا پیارا سلوک تھا اور خود صحابہؓ وفا شعاری اور صدق کا کیسا عمدہ نمونہ پیش کرتے تھے۔ ان کی زبانوں سے احد احد خدا ایک ہے، خدا ایک ہے، کا کلمہ جاری رہا۔

پس دکھ درد کی یہ دلگداز داستانیں فدائیت اور ایثار کے بے شمار نمونے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کے حسین ترین منظر صرف چسکا لینے کے لئے یا چٹخارے مارنے کے لئے تو نہیں بلکہ یہ حقیقت پر مبنی وہ کہانیاں ہیں جو ہمیں سبق سکھانے کے لئے ہیں۔ یہ سارے واقعات کثرت کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کے سامنے آنے چاہئیں، ساری دنیا نے (دین حق) کے ذریعہ امتِ واحدہ بننا ہے اس لحاظ سے بھی یہ سارے واقعات اکٹھے ہونے چاہئیں، ایک جگہ جسے احمدیت کی لائبریری کہا جا سکتا ہے میں جماعت کے ریٹائرڈ اور عملی ذوق رکھنے والے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ آگے بڑھیں اور آسان زبان میں بچوں کے لئے چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھیں۔ شروع کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ سے، کیونکہ ہر چیز اُسی منبع اور سر چشمہ سے نکلتی ہے۔ 9

خدام الاحمدیہ کراچی کے نمائندہ اجلاس سے خطاب

24؍فروری 1980ء کو پونے پانچ بجے شام گیسٹ ہاؤس کے لان میں حضور نے استقبالیہ دعوت میں شرکت فرمائی اور خدام سے خطاب فرمایا۔ یہ دعوت قیادت ضلع اور مقامی مجالس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کی طرف سے دی گئی۔ اس دعوت میں مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان ربوہ اور مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے بھی شمولیت کی۔ کراچی کے مختلف حلقوں کے مربیان کرام اور بزرگان جماعت احمدیہ بھی اس موقع پر مدعو تھے۔ اس موقع پر مکرم قریشی مظہر احمد صاحب قائد ضلع کراچی نے حضور کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضور نے احباب سے پُر معارف خطاب فرمایا۔[10]

تفسیر صغیر اور تفاسیر حضرت مسیح موعودؑ رکھنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 7؍مارچ 1980ء کو بیت الحمد مارٹن روڈ کراچی میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھ کر اگر ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حاصل نہیں کیا تو زندہ رہ کے کیا کرنا ہے۔ میں نے کہا کلب بناؤ۔ خدام اپنی بنائیں۔ انصار اپنی بنائیں، لجنہ اپنی۔ اور پہلا مرحلہ یہ ہے (پہلے جو میں نے بات کی تھی اور سوچا، اب اس سے کچھ زائد بات کرنے لگا ہوں) کہ ہر گھر میں دو آدمی میاں بیوی ہیں ابھی بچہ نہیں پیدا ہوا یا آٹھ دس آدمی ہیں اور ان کے Dependents ہیں بچے بڑے ہوگئے ہیں پہلا مرحلہ یہ کہ گھر میں ایک نسخہ تفسیر صغیر کا ہو یا اگر انگریزی کے شوقین ہیں تو جو انگریزی ترجمہ قرآن کے فٹ نوٹ ہیں، اُن میں تفسیر صغیر کو Follow کیا ہے۔ بلکہ اپنی شروع خلافت میں بعض مضامین پر میں نے روشنی ڈالی تو ملک فرید صاحب نے اُن کو بھی انگریزی کے فٹ نوٹس میں لے لیا۔ یہ مرضی ہے گھر والے کی کہ وہ تفسیر صغیر رکھتا ہے۔ یا تفسیر صغیر کی طرح کے ہی جو نیچے نوٹ والا ہمارا انگریزی ترجمہ اور نوٹ ہیں وہ اپنے گھر میں رکھتا ہے۔ اور دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر کی جو پانچ جلدیں چھپ

چکی ہیں وہ اس سال کے اندر اندر ہر گھر میں آ جائیں۔ [11]

حضور نے مجلس مشاورت ربوہ 1980ء میں فرمایا کہ:

''یہ جو سکیم میں نے کراچی سے شروع کی تھی آج اس میں وسعت پیدا کر رہا ہوں اور اس سے ساری جماعت کے لئے دینی تعلیم سکھانے کی بنیاد بنا رہا ہوں۔ یہ اسکیم دس سال میں مکمل ہو جانی چاہیئے۔'' [12]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طلباء کے لئے انعامات کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/مارچ 1980ء بمقام مارٹن روڈ کراچی ارشاد فرمایا کہ دوسری بات میں اپنے طلباء کے متعلق کچھ کہنی چاہتا ہوں۔ میرے دل میں بڑی شدت سے یہ ڈالا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پر ذہنی عطا کے طور پر جس قدر رحمتیں کرتا رہا ہے اُس سے بہت زیادہ اس اگلے زمانے میں کرنے والا ہے انشاءاللہ اور جماعت کا فرض ہے کہ ہر ذہن کو بچائے، محفوظ کرے اور اس کی نشو ونما کا انتظام کرے۔ یہ سکیم جیسا کہ میں نے مختصراً جلسہ سالانہ پر بتائی تھی، پانچویں جماعت سے عملاً شروع ہوتی ہے۔ ویسے شروع ہو جاتی ہے اُس کلاس سے جس پر سکول یا حکومت کا نظام تعلیم امتحان لیتا ہے۔ پانچویں کا پہلا امتحان ہے جہاں محکمہ تعلیم بیچ میں آ جاتا ہے۔ وہ بھی ساروں کا نہیں لیتا۔ بہر حال پہلی بات جو میں چاہتا ہوں کہ آپ کریں مجھے خوشی پہنچانے کے لئے وہ یہ کہ ہر وہ احمدی بچہ جو کراچی میں Greater Karachi میں اور اس میں شامل کرتا ہوں ضلع حیدر آباد اور دادو، تھر پارکر یہ ہماری زمینیں آ گئی نا ساری۔ یہ اگر کر لیں تو اس سارے ایریا کا ہر وہ بچہ جو اگلے 3,4 ماہ میں امتحان ہونے والے ہیں اگر وقت پر ہو گئے تو ہر وہ بچہ جو امتحان دے وہ مجھے نتیجے پر خط لکھے اور میں اُس بچہ کو اپنے دستخطوں سے جواب دوں گا۔ اور یہ تو عام ہے اور ہر بچہ جس نے پانچویں جماعت کا امتحان دیا ہے اور اس علاقہ میں مختلف محکمہ تعلیم مختلف حصوں کے ذمہ دار مثلاً کراچی کا اور ہے اور حیدر آباد کا اور ہے مجھے اس کی تفصیل کا پتہ نہیں، لیکن جو مستقل Independent یونٹ ہیں امتحان لینے والے اُس Independent یونٹ میں ہر وہ بچہ جو اُوپر کی 300 پوزیشنز لیتا ہے (پانچویں جماعت میں بے شک 500 کی 500 پوزیشن لے لو)۔

علاوہ خط کے (میں سوچ کے بتاؤں گا ترتیب بدلنی پڑے گی ، مثلاً سورۂ فاتحہ جو ہے وہ ذرا دقیق ہے وہ پانچویں جماعت کا بچہ سمجھ نہیں سکتا۔ ایسا کروں گا میں کہ کوئی ایسی تفسیر بھی ہو جس کے کچھ حصے میں سمجھوں کہ مضمون ایسے ہیں جو پانچویں جماعت کے بچے کے ہاتھ میں دے دوں، ہر سال کے بعد چاہے پڑھ لے) میں اپنے دستخطوں کے ساتھ تفسیر بھجوا دوں گا۔ اگر وہ نمبروں کے لحاظ سے اُوپر کے Top کے 300 میں آ گیا ہے۔

اور اسی طرح آٹھویں جماعت میں پھر محکمہ تعلیم کا امتحان ہے اور وہ بھی امتحان لیتے ہیں لیکن وظیفہ تو اتنے کو دیتے ہیں یا نہیں دیتے ، بہر حال اس کے امتحان میں پہلے 300 جو Top کے ہیں یعنی آٹھویں کے امتحان میں لے رہی ہے ۔ (سکول کا امتحان نہیں اس میں۔ یعنی جو اپنا اسکول کا امتحان تو، کوئی کسی قسم کا سکول ہے، کوئی کسی قسم کا سکول ہے) اس کے نتیجہ میں سب سے اُوپر 300 طالب علم ہیں اُن 300 میں جتنے بھی احمدی آئیں گے ان کو انشاء اللہ میں کتاب دوں گا۔ دسویں جماعت میں بورڈ کا امتحان ہے، جہاں جہاں ہیں۔ اس ایریا میں بورڈ کے چوٹی کے دوسو دماغ جو ہیں اُن میں جتنے بھی احمدی ہیں اُن کے ذہن کے مطابق یہی جو ہیں پانچ کتب کی تفسیر ان میں سے ایک پر اپنے دستخط کر کے اور پیار کا خط لکھ کے ان کو دوں گا۔

اور انٹرمیڈیٹ جو ہے اُس کے بھی ٹاپ کے 200 لڑکے ہر بورڈ کے اور گریجویشن (Graduation) بی اے، بی ایس سی جو ہے اس کے بھی ٹاپ کے دوسو جو ہیں یعنی نتیجہ کی فہرست میں سب سے اُوپر نمبر لینے والے 200 میں سے جتنے احمدی لڑکے آتے ہیں وہ مجھے خط لکھیں گے اور یہ بھی لکھیں گے کہ ہماری پوزیشن مثلاً 101 ہے 110 ہے (یعنی دوسو کے اندر اندر جو بھی پوزیشن ہے اِن کو بھی ایسا ہی انعام ملے گا۔)

جو ایم اے، ایم ایس سی یا یہ ہمارے ڈاکٹر بنتے ہیں ، فزیشن ، سرجن یا انجینئر وغیرہ اور اس ٹائپ کے امتحانات وہ ایم اے، ایم ایس سی کے مقابلے میں ہی ہیں۔ ہر مضمون میں علیحدہ علیحدہ کلاسیں بن گئی نا۔ ہر مضمون کے ٹاپ کے جو سات ہیں یونیورسٹی میں اُن میں سے جتنے احمدی ہیں اُن کو پانچ کا سیٹ یا تفسیر صغیر یا جو انگریزی ترجمہ ہے وہ تحفہ ہم دیں گے۔ لکھ کر کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے اتنی ہمت دی ہے اور بھی ہمت دے۔

اور جو اس کے بعد ہیں مثلاً پی ایچ ڈی کہلاتا ہے یا اور ایم اے، ایم ایس سی یا دوسرے

ان کے مقابلے ہیں جو انجینئر ہیں اُن کے بعد کی جو ڈگریاں یہاں لینے والے ہیں اگر وہ ٹاپ کے 7 میں آ جائیں تو اُن کو بھی یہ انعام ملے گا۔ تو اب میں انشاء اللہ میں اللہ سے اُمید رکھتا ہوں، میرے لئے کوئی مشکل نہیں نظر آتی کہ میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا نہ کروں۔ اور آپ دل میں یہ عہد کریں اور آپ کے بچے بھی عہد کریں کہ ہم وعدہ پورا کریں گے یعنی خط لکھیں گے۔ اس سال ہر بچہ امتحان دینے والا جو ہے نا اُس کا خط مجھے ملنا چاہیئے۔ چاہے وہ دس ہزار خط ہوں مجھے بڑی خوشی ہوگی ان کا جواب دستخطوں سے میں دوں گا اور اس ترتیب کے ساتھ اُن کو تحفے کتابوں کے بھی دوں گا۔ 13

جماعت احمدیہ کراچی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تجربہ گاہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/مارچ 1980ء میں جماعت کراچی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ کو میں نے اب اپنی تجربہ گاہ بنا لیا ہے یہ کراچی کے تین ضلعے اور دوسرے تین کل چھ ضلعے ہو گئے جن پر میں تجربہ کر رہا ہوں۔ تو میں نے کہا آپ کو کہ آپ مجھ سے (دل میں، اُونچی آواز سے نہیں) یہ عہد کریں کہ آپ جو بچے طالب علم ہیں وہ مجھ سے وعدہ پورا کریں گے، مجھے ضرور خط لکھیں گے۔ اور جو ماں باپ ہیں وہ یہ وعدہ کریں کہ اُن کے بچے ضرور لکھیں۔'' 14

نمائشی پولو میچ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دورہ فروری مارچ 1980ء میں کراچی ریس کورس گراؤنڈ میں ایک نمائشی پولو میچ کھیلا گیا۔ حضور اس کے مہمان خصوصی تھے۔ 15

روسی تراجم قرآن کریم کے لئے عطیہ

لجنہ اماء اللہ کراچی نے 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دورہ کراچی کے موقع پر حضور کی خدمت میں روسی زبان میں ترجمہ قرآن کریم کے لئے =/30,000 روپے کا چیک پیش کیا۔ 15-a

تعلیمی منصوبہ کے تحت تمغے پانے والے کراچی کے طلباء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1980ء میں ایک عظیم الشان تعلیمی منصوبہ کی بنیاد رکھی، اس منصوبہ کے ایک حصہ کے طور پر یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ہر سال بورڈ اور یونیورسٹی میں اوّل، دوم، سوم آنے والے احمدی طلباء و طالبات کو حضور کی طرف سے تمغے دئے جائیں گے۔

اس سلسلے کی پہلی تقریب مورخہ 13/جون 1980ء کو بیت المبارک ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس پہلی تقریب میں کراچی کے مندرجہ ذیل طلباء کو تمغے وصول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

1۔ مکرم نعیم الحق صاحب اوّل ایم ایس سی (سائیکالوجی) کراچی یونیورسٹی
2۔ مکرم ساجد سلطان صاحب دوم ایم ایس سی (زولوجی) کراچی یونیورسٹی
3۔ مکرم بشارت احمد صاحب سوم ایم اے (تاریخ اسلام) کراچی یونیورسٹی

تمغہ جات عطا کرنے کی چھٹی تقریب جو 27/دسمبر 1981ء کو منعقد ہوئی اس میں کراچی کے درج ذیل طالب علم نے تمغہ وصول کیا۔

1۔ مکرم محمد بشیر مرزا صاحب سوم انٹرمیڈیٹ کراچی بورڈ

اسی طرح آٹھویں تقریب میں جو جلسہ سالانہ 28/دسمبر 1982ء کے موقع پر منعقد ہوئی اس میں درج ذیل طلباء نے تمغے حاصل کئے۔

1۔ مکرم مصور احمد بھٹی اوّل ایم اے (معاشیات) کراچی یونیورسٹی
2۔ مکرم سید طاہر احمد صاحب دوم بی ایس سی (آنرز) مائیکروبائیولوجی کراچی یونیورسٹی

دسویں تقریب میں جو جلسہ سالانہ 27/دسمبر 1983ء کے موقع پر منعقد ہوئی کراچی کے درج ذیل طالب علم نے تمغہ حاصل کیا۔

1۔ مکرم سید طاہر احمد صاحب دوم ایم ایس سی (مائیکروبائیولوجی) کراچی یونیورسٹی[16]

مکرم مظہر احمد قریشی صاحب قائد صاحب ضلع کراچی کی المناک وفات

مکرم مظہر احمد قریشی صاحب قائد ضلع کراچی مورخہ 15/جون 1980ء بروز اتوار

ساڑھے آٹھ بجے شب دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔[17]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی سفر یورپ کے لئے کراچی تشریف آوری

حضور 26رجون 1980ء کو ایک بجے دوپہر کراچی کے ائر پورٹ پر ورود فرما ہوئے۔ائر پورٹ پر محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور احباب جماعت نے استقبال کیا۔[18]

احباب کراچی سے حضور کا خطاب

28رجون کو کراچی میں حضور کے قیام کا آخری دن تھا، اسی روز شام کو اچانک بارش شروع ہو جانے اور بجلی کی رو منقطع ہو جانے کی وجہ سے حضور مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھانے کے لئے تشریف نہیں لا سکے۔لیکن نمازوں کی ادائیگی کے بعد جو حضور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم چوہدری احمد مختار صاحب نے پڑھائیں۔اچانک بارش رک گئی اور بجلی کی رو بھی آ گئی۔ اس پر حضور نے گیسٹ ہاؤس کے لان میں تشریف لا کر جہاں احباب جمع تھے انہیں ایک بہت ایمان افروز خطاب سے نوازا۔حضور کا یہ خطاب قریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔اس کے بعد حضور نے ایک پرسوز دعا کروائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے۔[19]

احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کراچی کا پہلا ہفتہ طلباء

احمدی طلباء میں باہمی یگانگت اور الفت کی فضا پیدا کرنے کے لئے احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کراچی کی جانب سے 22راگست تا29راگست1980ء پہلا ہفتہ طلباء منایا گیا۔ 22راگست بروز جمعۃ المبارک احمدیہ ہال میں بعد نماز جمعہ زیر صدارت محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی افتتاحی اجلاس منعقد ہوا۔اس اجلاس میں تقریباً300 طلباء نے شرکت کی۔مہمانانِ خصوصی میں جناب مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر جماعت کراچی و سابق جنرل سیکرٹری احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن ، جناب ندیم احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق چیئرمین احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن اور ممتاز شاعر و ادیب جناب عبیداللہ علیم شامل تھے۔تقریب

کا خصوصی پروگرام ایک مباحثہ تھا۔ جس کا موضوع قرار داد تھا ''علم ڈگری کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا'' قائد ایوان کے فرائض مکرم عطاء الرحمٰن طاہر صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نے ادا کئے۔ جبکہ قائد اختلاف، جناب الطاف قدیر صاحب سینئر وائس پریذیڈنٹ تھے۔ اجلاس میں ذہین طلباء کا ایک خصوصی پروگرام '' ٹیلنٹ شو'' میں حاضرین سے تعارف کرایا گیا۔ پروگرام کے بعد طلباء اور دیگر حاضرین کی کولڈ ڈرنک، آئس کریم اور ہلکی پھلکی مٹھائیوں سے تواضع کی گئی۔

ہفتہ تعلیم کا دوسرا اور تیسرا دن کھیلوں کے لئے مخصوص تھا۔ سمن آباد گراونڈ میں دونوں دن کرکٹ کے محدود اوورز کے کینوس کی گیند کے میچ ہوئے۔ جن میں گیارہ ٹیموں کے 130 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔ اس موقعہ پر بلڈ گروپنگ کا بھی انتظام تھا۔

چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں روز، ڈرگ روڈ، اورنگی ٹاؤن، گولیمار اور صدر کے علاقوں کے طلباء کے لوکل پروگرام مقامی مراکز میں ہوئے۔ جہاں حاضر طلباء کی ایسوسی ایشن کے میڈیکل ونگ کی طرف سے خون کی گروپنگ کی گئی۔ اس ہفتے کے دوران ایسوسی ایشن کے میڈیکل ونگ نے مجموعی طور پر 300 طلباء کے خون کی گروپنگ کی، تمام طلباء کو ان کے خون کے گروپ نمبر کے کارڈ جاری کئے گئے، مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر بھی خدام کی بلڈ گروپنگ ایسوسی ایشن کی جانب سے کی گئی۔

ہفتہ طلباء کے آخری دن 29/اگست کو پکنک کا پروگرام تھا۔ یہ پکنک کراچی کے مضافات میں واقع ایک سرسبز مقام ڈملوٹی میں منائی گئی۔ اس پکنک میں 130 طلباء نے شرکت کی۔ [20]

ایک احمدی طالب علم کا نیا ریکارڈ

کراچی کے ایک احمدی طالب علم مکرم نعیم الحق خان صاحب ابن نور الحق خان صاحب نے ایم ایس سی سائیکالوجی کے فائنل امتحان میں کراچی یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے اس یونیورسٹی کی تاریخ میں نیا ریکارڈ قائم کیا۔ مکرم نعیم الحق صاحب یہ امتیاز DISTINCTION حاصل کرنے کے ساتھ عثمان میموریل گولڈ میڈل کے بھی حقدار قرار پائے۔ [21]

مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کے اجتماع میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی شرکت

مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کا سالانہ اجتماع ستمبر 1980 میں بیت احمدیہ مارٹن روڈ میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں صدر مرکزیہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے شرکت فرمائی۔اجتماع کا پہلا اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صدر مرکزیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

صدر محترم کا خطاب

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ایک گھنٹہ تک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ نیکی کو سنوار کر کرو اور کوشش کرو کہ نیکیوں میں ترقی ہوتی رہے۔آپ نے اجتماع کی حاضری پر فرمایا۔مجلس کے مقامی اجتماع میں شامل ہونا قریب ہونے کی وجہ سے نسبتاً آسان ہوتا ہے۔لیکن موجودہ حاضری یہ بتاتی ہے کہ فاصلے نیکیوں کو سنوار کر کرنے میں حائل نہیں ہوتے۔ اس ضمن میں آپ نے ڈرگ روڈ کی مجلس کی حاضری پر مسرت کا اظہار فرمایا کہ دور ہونے کے باوجود اُن کی حاضری سب مجالس سے بہتر ہے۔آپ نے فرمایا۔آپ نیکی کو سنوار کر کریں گے تو شکور و ودود خدا اپنی سنت کے مطابق اُس کا دس گنا اجر دے گا۔اور آپ کے نتائج کا دائرہ وسیع تر ہوتا جائے گا۔

کارکنان کو آپ نے نصیحت فرمائی کہ انہیں مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہئے اور یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہماری مساعی کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔صبر اور دُعا سے کوشش کرتے چلے جایئے اور یہ سمجھیں کہ ہماری سعی میں ابھی کوئی خامی ہے اوراس کے ساتھ ہمیشہ انکساری کا پہلو مدنظر رکھیں یہ کبھی خیال نہ کریں کہ میں نے بہت کام کیا ہے۔آپ نے فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو غالب کا یہ شعر بہت پسند تھا۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

صدر محترم کا اختتامی خطاب

اختتامی اجلاس محترم صاحبزادہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔صدر محترم نے اپنے خطاب میں فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ

وہ آپ کو دین کے لئے وقت صرف کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ لوگو چھٹی کے دن تفریحات کا پروگرام بناتے ہیں۔ لیکن آپ نے چھٹی کے دن خدا اور اس کے رسول کی باتیں سننا پسند فرمائیں۔ اس ضمن میں آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ذکر خدا کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والے بھی ثواب سے محروم نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا دنیا میں مہیب خطرہ کے بادل چھا رہے ہیں۔ اس سے نجات کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ذکرالٰہی، استغفار اور توبہ۔ آپ نے فرمایا اللہ سے پیار کرو کہ تمہارے دل میں سوائے اُس کے کسی کا پیار نہ ہو اور تمہاری یہ کیفیت ہو جائے۔

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

22

سندھ کے سینئر منسٹر میر رسول بخش تالپور سے ملاقات

اس ملاقات کے حوالے سے مکرم ملک محمد سلیم صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ:

’’مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب مربی سلسلہ النور سوسائٹی (کراچی) کے ہمراہ ایک ملاقات کے دوران میر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے حضرت صاحب کے چھوٹے بھائی (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب چند روز میں انصار اللہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ربوہ سے کراچی تشریف لا رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی آپ سے ملاقات کرا دیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب کو میرے پاس آنے کی زحمت نہ دیں مَیں خود ان کی رہائش گاہ پر سلام کرنے چلا جاؤں گا۔

میاں صاحب کراچی تشریف لائے تو مارٹن روڈ کی احمدیہ بیت الذکر میں اجلاس کے بعد خاکسار نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ ہماری درخواست پر میر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ وہ خود آپ سے ملاقات کرنے آپ کے پاس حاضر ہو جائیں گے اس پر میاں صاحب نے فرمایا وہ بڑی عمر کے بزرگ آدمی ہیں ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں اس لئے ہم خود ہی جا کر ان سے مل آئیں گے۔

ملاقات والے دن میاں صاحب ہمارے پیچھے اپنی گاڑی میں اکیلے آ رہے تھے۔

خاکسار،مکرم صباح الدین صاحب کی گاڑی میں ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ دو گاڑیوں اور تین افراد پر مشتمل یہ قافلہ نیو سیکرٹریٹ کراچی پہنچا۔

میر صاحب جس دفتر میں بیٹھا کرتے تھے وہ دراصل صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ کا دفتر تھا۔ مارشل لاء کے زمانہ میں وزیر اعلیٰ کو وزیر اعلیٰ کے بجائے سینئر منسٹر کہتے تھے۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ میر صاحب ملاقاتیوں کو چھوڑ کر فوراً کھڑے ہو گئے اور ہمیں اسی دفتر کے ہال کے کونے میں بنے ہوئے ایک کمرے میں لے گئے جو اہم ملاقاتوں کے لئے مخصوص تھا۔ میر رسول بخش تالپور صاحب سے متفرق اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی۔

دوران گفتگو میر صاحب کی نظر میاں صاحب کے سادہ کپڑوں شلوار قمیض کی طرف چلی گئی۔ میاں صاحب کے قمیض کا دامن ہاتھ میں لے کر دریافت کیا میاں صاحب یہ کپڑا آپ نے کہاں سے لیا ہے؟ میاں صاحب نے فرمایا یہ عام سا کھدر کا کپڑا ہے جو کمالیہ کا کھدر کہلاتا ہے آپ کو پسند ہے تو میں آپ کی خدمت میں بھجوا دوں گا۔

میر صاحب نے عرض کیا۔میاں صاحب! اگر ایسے چار جوڑے مجھے مل جائیں تو میری عید ہو جائے۔میاں صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔'' آپ کو مل جائیں گے۔''

خاکسار نے عرض کیا۔میر صاحب اپنی پسند کے رنگ بھی بتا دیں میاں صاحب نے فرمایا مجھے معلوم ہے میں ان کی پسند کے رنگ والے کپڑے بھجوا دونگا۔

جب ملاقات کے بعد نیچے آئے جہاں گاڑیاں پارک کی تھیں تو میاں صاحب نے گاڑی میں سوار ہونے سے پہلے فرمایا۔ یہ ملاقات کس نے arrange کی تھی۔ بہت دلچسپ اور پیارے ماحول میں باتیں ہوئی۔(خلیفہ) صباح الدین صاحب نے میاں صاحب کو بتایا کہ یہ ملک (محمد سلیم) صاحب کی تجویز تھی۔

میاں صاحب نے فرمایا۔لیکن یہ دنیا دار، بڑے لوگ احمدی نہیں ہوتے۔ تیندوے کی طرح کہیں ان کی مونچھیں پھنسی ہوتی ہیں کہیں ٹانگیں اور کہیں ہاتھ۔

اس موقع پر میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ دوستی بڑھانے کے لئے میر صاحب نے کھدر کے کپڑے کی فرمائش کی ہے ورنہ یہ بڑے لوگ ہیں انہیں کس چیز کی کمی ہے۔ بعد میں میاں صاحب نے کپڑے کراچی بھجوا دئے تھے۔مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے یہ کپڑے

میر صاحب تک پہنچائے تھے۔ [23]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی تشریف آوری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تقریباً چار ماہ کے طویل دورہ یورپ کے بعد 23/اکتوبر 1980ء کو کراچی تشریف لائے تو احبابِ جماعت نے حضور کا نہایت والہانہ استقبال کیا۔

جہاز سے اترنے پر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی سربراہی میں ایک نمائندہ وفد نے بھی حضور اور اہل قافلہ کو خوش آمدید کہا۔ ائرپورٹ لاؤنج میں حضور کی تشریف آوری پر مرکز سے آمدہ وفد نے حضور کا استقبال کیا۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، صد سالہ جوبلی منصوبہ، نصرت جہاں اسکیم، مجلس انصاراللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نمائندے شامل تھے۔ ان کے علاوہ کراچی جماعت کے چیدہ افراد، حیدرآباد، میرپورخاص، کوئٹہ کی جماعتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ [24]

جماعت احمدیہ کراچی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا تحفہ

احمدیہ بیت اسپین کا سنگ بنیاد رکھے جانے کی تقریب کی یادگار کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کو اسپین کا ایک مقامی سکہ کراچی جماعت کے لئے بطور تحفہ مرحمت فرمایا۔ [25]

ڈیوٹی تلقین عمل بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ 1980ء

مرکز کی جانب سے جلسہ سالانہ 1980ء کے موقع پر زیادہ سے زیادہ احباب کو جلسہ کی برکات سے متمتع ہونے کے لئے تلقین عمل کے فرائض مجلس انصاراللہ کراچی کو تفویض کئے گئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جو امور طے کئے گئے وہ درج ذیل ہیں۔

یہ ڈیوٹی نظامت ہائے انصاراللہ اضلاع ہائے پاکستان کے تعاون سے کرنے کے لیے مرکزی ہدایات ملتے ہی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی نے پروگرام مرتب کیا۔ فرائض نامہ تیار کیا اور ربوہ کی زونوں میں تقسیم، زونوں کی مجالس میں تقسیم و فرائض تاریخ وار، یہ سب امور طے کئے۔

تقسیم کردہ زونوں کا نقشہ بنایا گیا۔ مجالس کراچی کو ان سب امور سے اطلاع دی گئی اور بیرونی نظامتوں کو مرکزی مجلس کے توسط سے مطلع کیا گیا۔

26/دسمبر 1980ء تا28/دسمبر 1980ء یہ ڈیوٹیاں دی گئیں۔ ربوہ کو مندرجہ ذیل زونوں میں تقسیم کیا گیا۔

1۔ گولبازار زون 2۔ رحمت بازار زون 3۔ مشرقی زون

4۔ شمالی زون 5۔ جنوبی زون

ڈیوٹی روزانہ دو شفٹوں میں مقرر کی گئی۔

شفٹA صبح 9-15 تا 12-50 دوپہر

شفٹB دوپہر 1-15 تا 04-30 شام

ہر شفٹ میں 10 انصار مقرر کئے گئے۔ جلسہ گاہ سے متصل ایک چھولداری میں دفتر حاضری جلسہ (تلقین عمل) قائم کیا گیا۔ جہاں سے تینوں دن ڈیوٹی کو کماحقہ ادا کرنے کیلئے کنٹرول کیا گیا۔[26]

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کراچی

1980ء میں جب مرکزی سطح پر اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا تو اسی سال کراچی میں بھی اس کا چیپٹر (Chapter) قائم ہو چکا تھا۔ کراچی کے پہلے صدر مکرم سیف اللہ خان صاحب تھے۔[27] جبکہ ایسوسی ایشن کے پہلے مرکزی آڈیٹر مکرم نعیم احمد خان صاحب کا تعلق کراچی سے تھا۔[28]

30/اکتوبر 1980ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایسوسی ایشن کا کنونشن بلایا۔ اس پہلے کنونشن میں 35 انجینئرز اور آرکیٹکٹس نے شرکت کی۔ ان میں سے 12 احباب پر مشتمل ایک کنوئنگ کمیٹی قائم کی گئی جس کا مقصد ایسوسی ایشن کا آئین مرتب کرنا تھا۔

اس کمیٹی میں کراچی سے مکرم سیف اللہ خان صاحب اور مکرم خلیق عالم فاروقی صاحب شامل تھے۔[29]

کراچی ہاؤس - ربوہ

ربوہ میں ریلوے اسٹیشن کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک پلاٹ جماعت

احمدیہ کراچی کو عطا فرمایا کہ اس پر گیسٹ ہاؤس تعمیر کریں۔

اس پلاٹ پر عمارت مکرم ناظر صاحب ضیافت کی نگرانی میں تیار ہوئی۔ اس عمارت کا خرچ جماعت احمدیہ کراچی نے برداشت کیا جو کہ مبلغ =/1,35,952 روپے تھا۔ اس مہمان خانہ کو ''کراچی ہاؤس'' کا نام دیا گیا۔

کراچی ہاؤس کی تعمیر دسمبر 1978ء تا اپریل1986ء میں ہوئی۔ اس کا رقبہ 5451 مربع فٹ ہے۔ اس وقت یہ عمارت صیغہ جلسہ سالانہ ربوہ کے زیر استعمال ہے۔30

انصاراللہ مرکزیہ کے رکن خصوصی کا اعزاز

مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی منظوری سے سال 1981ء کے لئے مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ کی مجلس عاملہ میں رکن خصوصی مقرر کیا گیا۔31

دارالضیافت کے لئے دیگوں کا تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 81-1980ء میں دارالضیافت ربوہ کے لئے 200 دیگوں کی تحریک کی تو لجنہ اماء اللہ کراچی کی تمام قیادتوں نے ایک ایک دیگ بطور تحفہ پیش کی۔32

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کراچی تشریف آوری

حضور اگست 1981ء میں کراچی تشریف لائے۔

لجنہ اماء اللہ کراچی کی تنظیم نو

30راگست 1981ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مارٹن روڈ کراچی میں لجنہ کراچی سے ایک اہم خطاب فرمایا جس میں حضور نے فرمایا:

''چونکہ کچھ کمزوریاں میں نے یہاں دیکھیں اور سنیں، اس لئے عارضی طور پر میں لجنہ کا جو یہاں نظام ہے اسے اس وقت بدل رہا ہوں........ میں ایک کمیٹی بناتا ہوں جو لجنہ مرکزیہ کے سامنے جوابدہ نہیں ہوگی اور تفصیلی رپورٹ سارے حالات، رجحانات اور عادات اور بدعات اگر

کوئی آ جائیں (اللہ پناہ میں رکھے ہم سب کو) اس کی رپورٹ پندرہ روزہ مجھے پہنچائیں گی۔[33]

اس طرح حضور نے لجنہ کراچی کا الحاق لجنہ مرکزیہ سے ختم کر دیا اور نگرانی اپنے ہاتھ میں لے لی۔ حضور نے جو کمیٹی کراچی کی لجنہ کے معاملات چلانے کے لئے مقرر فرمائی وہ درج ذیل تھی۔

1۔ مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ۔صدر کمیٹی
2۔ مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا ظفر احمد صاحب
3۔ مکرمہ امتہ الرفیق ظفر صاحبہ
4۔ مکرمہ بشریٰ داؤد صاحبہ
5۔ مکرمہ شیریں عبدالحمید صاحبہ[34]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی انصار اللہ کراچی سے خصوصی ملاقات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے قیام کراچی 1981ء کے دوران ازراہ شفقت مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کو خصوصی ملاقات کا شرف بخشا۔ حضور 13/اگست 1981ء شام ساڑھے پانچ بجے اپنی قیام گاہ واقع ڈیفنس سوسائٹی کے وسیع لان میں رونق افروز ہوئے۔ پہلے ناظم ضلع کراچی مکرم نعیم احمد خان صاحب کی سرکردگی میں مجلس عاملہ کے اراکین نے حضور انور سے تعارف و مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ ازاں بعد جب حضور کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے تو تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ حضور نے تمام انصار سے عہد دہروایا اور پھر گزشتہ چھ ماہ کی کارگزاری کے بارے میں استفسار فرمایا۔ مکرم ناظم صاحب ضلع نے مختصر طور پر مجلس کی مساعی بیان کی جس میں نماز فجر میں احباب کی کثرت کے ساتھ شرکت، مختلف (بیوت) میں حاضری کی صورتحال، انصار کی تربیتی سرگرمیوں اور اصلاح وارشاد کے بعض امور کا ذکر تھا۔ حضور انور ساتھ ساتھ اپنے قیمتی خیالات اور نصائح پر مشتمل تبصرہ فرماتے رہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر چیز کی اہمیت کا اندازہ معرفت پر منحصر ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ کسی چیز کی معرفت ہوگی اُتنی ہی زیادہ اس کی محبت پیدا ہوگی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ، آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معرفت کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ قرآن کریم کا

ترجمہ سیکھیں اور جنہیں قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے ، وہ قرآن کریم کے مطالب اور تفسیر پر غور کریں۔حضور نے اس کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کی طرف توجہ دینے پر بھی زور دیا نیز فرمایا کہ ہر چیز بنی نوع انسان کے لئے مسخر کی گئی ہے اس لئے انصار کو چاہیئے کہ اپنے ان تمام خدام سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں ۔حضور نے انصار کو ورزش کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔اس سلسلے میں فرمایا کہ سائیکل چلانا اچھی ورزش ہے۔شعبہ تربیت نے ایک مختصر کتابچہ شائع کر کے اس موقع پر تقسیم کیا جو حضور کے گزشتہ سال کے ارشادات کے اقتباسات پر مشتمل تھا،حضور نے اسے بھی ملاحظہ فرمایا اور بعض اصلاح طلب امور کی نشاندہی کی۔

حضور پُرنور کے ساتھ یہ ایمان افروز نشست تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہی۔اس کے بعد حضور نے دعا کرائی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے تحفے کے ساتھ اندرون خانہ تشریف لے گئے۔اس اجلاس میں انصار بڑی کثرت کے ساتھ شریک ہوئے۔ضلع کراچی کی تمام مجالس اپنے زعماء اعلیٰ کی سرکردگی میں لائنوں میں حاضر تھیں۔انصار احباب نے اپنے پیارے امام ہمام کے ارشادات بڑی توجہ سے سُنے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جو گفتگو فرمائی تھی،اس کا ملخص حضور ہی کے مبارک الفاظ میں درج ذیل ہے۔

حضور نے فرمایا:

’’ناظم صاحب ضلع مجھے یہ بتائیں کہ انصار اللہ کہتے کسے ہیں یعنی آپ کا پروگرام کیا ہے۔آپ کیا کرتے ہیں۔اپنا تعارف کروائیں۔‘‘اس پر ناظم صاحب نے اپنی ششماہی رپورٹ پیش کی تو (بیوت) میں انصار کی حاضری کے ذکر پر حضور انور نے فرمایا:

’’یہ جو (بیت) میں آ کر نماز باجماعت ادا کرنے کا مسئلہ ہے ۔ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے کہ اگر قریب ترین (بیت) 20 میل دُور ہو تو پانچوں نمازیں وہاں جا کر پڑھا کرو ۔ بالکل یہ مسئلہ نہیں ہے............ بہت سی احادیث سے پتہ لگتا ہے اور جو صحابہ کرامؓ کا عمل تھا۔اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ (بیت) کی وہ دُوری کہ جہاں نماز کے لئے جمع ہونا نماز باجماعت کے لئے ضروری ہے وہ ہے کہ اُس (بیت) کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچ جائے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ کراچی میں جماعت احمدیہ بکھری ہوئی ہے 33 حلقے تو ہم نے انتظامی ضرورت کے لئے بنائے ہیں۔نماز

باجماعت کے لئے تو ممکن ہے دوسو جگہوں کی ضرورت ہو۔ 200 جگہ مَیں نے جان بوجھ کے کہا ہے۔200 (بیوت) نہیں کہا یعنی جو ایک خاص گھر اللہ تعالیٰ کا بنایا جاتا ہے............اور وہاں نماز کے لئے (مومن) جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ نماز باجماعت کے لئے اُس قسم کی (بیت) کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **جُعِلَتْ لِیَ الارْض مَسْجِدًا** ساری کی ساری زمین اللہ تعالیٰ نے میرے لئے، میری امت کے لئے مسجد بنا دی۔ تو اتنے فاصلے پر کہ جہاں سے آواز آ جاتی ہے وہاں کوئی ایسی جگہ ہونی چاہیئے، جہاں دوست اکٹھے ہو جائیں ورنہ اگر آپ ایک حلقہ جس میں ایک ایسا احمدی گھرانہ بھی ہے جو اُس حلقہ کی (بیت) سے دو تین میل دور ہے اور آپ یہ امید رکھیں کہ خدا تعالیٰ کا حکم بجالاتے ہوئے اسے دو تین میل پانچ دفعہ آنا چاہیئے۔ یہ تخیل غلط ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے جو سہولت اور نرمی امت محمدیہ کے لئے پیدا کی یہ اُس کے خلاف ہے۔ اس لئے اگر آپ نے نماز باجماعت اس معنی میں کروانی ہے جس معنی میں کہ ہمیں کہا گیا ہے کہ اکٹھے ہوا کرو۔ تو نماز پڑھنے کے لئے جگہوں کے فاصلے اتنے ہونے چاہئیں کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے اذان کی آواز پہنچ جائے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض ایسے حالات ہوں کہ آپ وہاں اذان نہ دے سکیں لیکن یہ تو ایک موٹا اندازہ ہے کہ یہاں سے اذان کی آواز پہنچ جائے گی یا نہیں پہنچے گی۔۔۔۔مغرب و عشاء اور صبح کی نمازیں ہو جائیں اور ظہر و عصر کے متعلق کوئی خیال ہی نہیں۔ حالانکہ اگر ایک آبادی ظہر اور عصر کے وقت کسی اور جگہ اکٹھی ہوتی ہے اور صبح و شام کے وقت اُن کے گھروں کے قریب جب وہ فارغ ہوتے ہیں کسی اور جگہ اکٹھی ہوتی ہے تو دونوں جگہوں پر ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ وہ نماز باجماعت ادا کرسکیں۔''

پھر تعلیم القرآن کے ذکر پر فرمایا۔

''جو شخص صحیح معنی میں تفسیر صغیر پڑھ سکتا ہے وہ صحیح معنی میں درس بھی دے سکتا ہے۔''

مرکزی امتحانات کے ذکر پر فرمایا۔

''جس نوجوان نے مقابلہ کا امتحان دینا ہو وہ مقابلے کی تیاری کیا کرتا ہے۔ کیوں کرتا ہے؟ اس لئے کرتا ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے اور کامیابی کے نتیجہ میں اُسے بہت سے انعامات ملیں۔ تو اس سے زیادہ انعامات جہاں ملنے کا سوال ہو وہاں کیوں نہیں پڑھتا؟

اصل تو ہمارے پاس ایک ہی کتاب ہے۔ قرآن عظیم اور وہ کتب جو قرآن کریم کے

معانی بیان کرنے کے لئے لکھی جاتی ہیں یا وہ باتیں جو قرآن کریم کی طرف توجہ دلانے کے لئے کہی جاتی ہیں۔ باقی تو سارے کھلونے ہیں۔

تو جس کو پیار نہیں ہے اپنے پیشے اور اپنے مضمون کے ساتھ اور اپنی زندگی کے ساتھ، وہ توجہ نہیں کرے گا۔ لیکن جو شخص ایسا ہو جسے پیار ہو اور ہر احمدی کے دل میں ایسا پیار ہونا چاہیئے۔ پیار ہو اپنی زندگی کی ساتھ۔ اور یہ جانتا ہو کہ زندگی یہاں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اُس نے مرنے کے بعد آگے چلنا ہے۔ اُسے یہ کوشش کرنی پڑے گی کہ وہ نعماء جو مرنے کے بعد اُخروی زندگی کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں اور موعودہ ہیں یعنی جن کا وعدہ قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ اُن کے حصول کے لئے جو طریق بتائے گئے ہیں اور جو شرائط رکھی گئی ہیں، میں اُن کی طرف توجہ کروں۔ جس شخص کو پتہ ہی نہیں ہوگا وہ کام کیسے کرے گا۔ ہر عمل کی بنیاد معرفت پر ہے۔ یعنی اُس کو پتہ ہونا چاہیئے کہ کیوں کروں۔ یہ علم ہے کیا؟ ہر عمل کی بنیاد معرفت پر ہے۔ اگر معرفت عرفان۔ شناخت کا علم نہ ہو تو عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ جس شخص کو یہ پتہ نہیں کہ موٹر کیسے چلاتے ہیں۔ وہ موٹر نہیں چلا سکتا۔ جس شخص کو یہ پتہ نہیں کہ ہوائی جہاز کیسے چلایا جاتا ہے۔ وہ ہوائی جہاز نہیں چلا سکتا۔ جس شخص کو یہ علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کی کونسی راہیں کھولیں ہیں وہ اُن راہوں پر چل ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک موٹی بات ہے۔ تو کیوں نہیں توجہ کرتے۔

تربیت کے کام تو ابھی بہت رہتے ہیں۔ انصار کا یہ تربیتی کام نہیں کہ وہ جو عمر کے لحاظ سے اُن کے DEPENDENTS ہیں اُن کی تربیت کا خیال رکھیں؟ اس رپورٹ میں غالباً یہ فقرہ نہیں آیا کہ کوئی احمدی اپنے بچوں سے تربیت کے معاملہ میں غافل نہ رہے۔''

پھر حضور کے ارشاد پر ناظم اعلیٰ صاحب نے اصلاح وارشاد کے کام کی رپورٹ پڑھی اور بتایا کہ اس کام کی طرف توجہ ذرا گھٹ گئی ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ احساس انصار کو ہوا یا اُن کے عہدیداروں کو ہوا۔ عرض کیا گیا کہ یہ عہدیداروں کو ہوا۔ حضور نے فرمایا۔

''اس کا مطلب ہے جن لوگوں کو ہم دعوت دیتے ہیں، وہ قبول نہیں کرتے اور کم آتے ہیں۔ ویسے عزم اور ہمت کی کمی ہے............ اصل یہ ہے PERSONAL CONTACT اور واقفیت پیدا کریں۔ کوشش کریں تو بڑی واقفیت ہو جاتی ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ احمدی کے خلاف پاکستان میں تعصب بہت ہے۔ میں تو جہاں اس قسم کا کوئی اکٹھ ہو تو وہ آنکھیں دیکھا کرتا

ہوں جوغضب ناک ہوں اور جن میں خون اُترا ہوا ہو، تیوریاں چڑھی ہوئی ہوں اور غصہ کے آثار ہوں چہرے پر۔مگر سارے مجمعے میں مجھے ایک بھی نہیں ملتا۔۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ غصہ بہت ہے۔ ایک خاص طبقہ ہے کوئی 1/1000 یا شاید اس سے بھی کم ہوگا۔ایک چھوٹا سا نقطہ سارے پاکستان کے نقشے کے اوپر ہے وہ بڑا غصہ دکھاتے ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ عارضی طور پر پاکستانی شہریوں کا بھی اس میں حصہ شامل ہو جاتا ہے جنہیں غلط باتیں کر کے غصہ دلا دیا جاتا ہے۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سال میں گیارہ مہینے یہ لوگ جنہیں غصہ کبھی کبھی آتا ہے وہ بغیر غصے کے زندگی کے دن گزار رہے ہوتے ہیں۔اور چاہتے ہیں کہ آپ اُن سے بات کریں۔اُن کو بتائیں۔

پس حقیقت کا کسی کو پتہ ہی نہیں مثلاً نبوت کا دعویٰ ہے۔مجھ سے سوال ہو گیا 74ء میں۔ کہ کیا آپ (اُنہوں نے تو یہی کہا تھا) مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتے ہیں؟ مَیں نے کہا نہیں۔تو وہ بھی پریشان اور ابوالعطاء صاحب کہنے لگے کہ آپ نے تو ہمارے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال دی۔ پھر مَیں خاموش ہو گیا کوئی پچیس تیس سیکنڈ کے لئے۔ پھر مَیں نے کہا ہم امتی نبی مانتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کی تعریف کی ہے اور امتی نبی کی بھی تعریف کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نبی اُسے کہتے ہیں جو مقام نبوت کے حصول میں متبوع کا کامل تابع ہے ہی نہیں۔ ہونا ضروری نہیں اُس کا .... امتی نبی اُسے کہتے ہیں کہ جو اپنے نبی متبوع کے فیض کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں کرتا۔یعنی زمین آسمان کا فرق ہے ان دو تعریفوں میں۔ اس واسطے کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کھڑا نہیں ہو سکتا جو اپنے اس دعویٰ میں سچا ہو کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع نہیں کی پھر بھی خدا نے مجھے نبی بنا دیا۔ ہو ہی نہیں سکتا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا ہے۔نبوت تو بہت بڑا مقام ہے اسے علیحدہ چھوڑو۔کوئی چھوٹی سی چھوٹی روحانی خوبی کسی میں نہیں پیدا ہوسکتی جب تک کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاصل نہ کی گئی ہو۔ اور یہ زمین آسمان کا فرق ہے۔یعنی ایک وہ ہے جسے اس مقام تک پہنچنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ بیچ میں CONSIDERATION ہی نہیں ہے اور دوسرا وہ جو ایک قدم بھی اگر ہٹاتا ہے تو چھوٹے سے چھوٹا روحانی درجہ بھی اُسے نہیں مل سکتا۔اس واسطے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا یعنی کوئی ایسا شخص جو آپ سے علیحدہ ہو کے آپ کے مقابلے میں کھڑا ہو کے کہے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں اور مجھے کوئی روحانی مقام مل گیا۔آ ہی نہیں سکتا۔ناممکنات میں سے ہے۔لیکن امتی اگر ہو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کرنے والا ہو تو وہ صالح بھی ہوگا۔صرف اس لئے کہ اُس نے اتباع کی۔وہ شہید بھی ہوگا۔صرف اس لئے کے اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع اپنے دائرہ استعداد کے اندر رہ کر کی۔اور وہ صدیق بھی ہوگا صرف اس لئے کہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کی۔اور نبی بھی ہوسکتا ہے اگر وہ فنا فی محمدؐ کے بلندتر مقام تک پہنچ جائے۔یعنی اُسے سب سے بڑے ارفع مقام کے حصول کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہونا پڑے گا۔

تو ہمیں جب کہتے ہیں کہ یہ کافر ہیں تو اگر ہم نبی کے معنے میں ہی نبوت کو جاری سمجھیں تو ہم واقعی کافر ہیں یعنی ہم آپ کہتے ہیں کہ پھر ہم کافر ہیں۔لیکن ہم وہ نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مقام کو پہچانا۔اور آپؐ کی رفعت کو شناخت کیا۔اور اس یقین پر قائم ہوا کہ **ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ** خدا تعالیٰ کا پیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔اور اگر چلے گا تو وہ خدا تعالیٰ سے سب کچھ ہی پا لیتا ہے۔جتنی اُس کی جھولی ہوگی اتنی وہ بھر دی جائے گی۔

ایک سوال یہ بھی کیا گیا اور کیا جا سکتا ہے کہ کیا کوئی اور نبی بھی آ سکتا ہے؟ تو امت محمدیہ میں، جب ہم نے یہ تعریف کر دی تو صرف امتی نبی آ سکتا ہے جس کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دی ہو اُس کے علاوہ نہیں آ سکتا۔تو جب سوال کیا گیا تو مَیں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے نزدیک امت محمدیہ میں صرف وہ نبی ہوسکتا ہے جو آپؐ کی کامل اتباع کرنے والا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے آنے کی خبر دی ہو۔اور ہمارے علم کے مطابق صرف ایک کی خبر دی ہے۔اگر آپ کے علم کے مطابق اور ہوں تو مان لینا اُن کو۔لیکن بہر حال ہمیں تو ایک ہی خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

یعنی یہ یقینی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کے چھوٹے سے چھوٹا روحانی درجہ بھی نہیں حاصل کیا جا سکتا۔یہ ہمیں تب پتہ لگتا ہے جب ہم قرآن کریم کے مقام اور محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے لگ جائیں۔

اب یہ بات چھوڑ کے ایک نئی بات کرتا ہوں۔ ہر چیز ہمارے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً مِّنْهُ خدا تعالیٰ نے اس عالمین میں۔ اس یونیورس میں جو کچھ بھی پیدا کیا انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اس لئے انسان کو اُس میں دلچسپی لینی چاہیئے ....مَیں نے اس واسطے بات کی کہ اکثر لوگوں کو اپنے خادموں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہر چیز میں دلچسپی لیں فائدہ کے لئے۔نہیں دلچسپی لیں گے تو پھر خرابی ہوتی ہے ہلاکت پیدا ہو جاتی ہے اس کے نتیجہ میں یعنی ہوائے نفس آ جاتی ہے۔ جب یہ واضح ہے کہ تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے تو سوچنا پڑے گا کہ ہمارا حقیقی فائدہ کس چیز میں ہے۔کس استعمال میں ہے۔مثلاً پھر یہ نہیں ہوگا کہ بس شراب پی لی اُٹھ کے یا سور کھا لیا۔ بلکہ یہ سوچنا پڑے گا کہ کہیں شراب اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ تو نہیں۔شراب کی جہاں ممانعت ہے وہاں یہ کہا گیا ہے۔ رِجس ایک گندی چیز ہے اواس کا پینا عملِ شیطان ہے۔تو مَیں اس واسطے کہہ رہا ہوں آپ کو بتا رہا ہوں کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے یہ فتویٰ دے دیا کہ چونکہ عرب بڑا گرم ملک ہے۔اس لئے وہاں شراب حرام ہو گئی ورنہ حرام نہیں ہے۔تو خدا تعالیٰ نے غیر مشروط طور پر اعلان کیا۔رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ شیطانی کام ہے۔ جو یہ کرے گا وہ شیطان کا چیلہ ہو جائے گا۔''

رپورٹ کے اگلے حصے کے بارے میں سُن کر حضور نے دریافت فرمایا۔صف دوم کی تعریف کیا ہے؟ ناظم صاحب ضلع نے بتایا کہ جو انصار چالیس سے پچپن سال کی عمر کے ہیں وہ انصار صف دوم کہلاتے ہیں۔

پھر فرمایا۔سائیکل چلانے سے انسان کو کیا فائدہ ہے۔اس پر ناظم صاحب ضلع نے بتایا کہ یہ ایک قسم کی ورزش ہے۔ اور تمام بیماریوں سے بچاتی ہے مثلاً دل کی بیماری وغیرہ سے۔ فرمایا۔تمام بیماریوں سے نہیں۔صحت کو ٹھیک کرتا ہے اودل کے لئے سائیکل چلانا بہت اہم ہے۔

انسان کو خدا تعالیٰ نے خالی یہ نہیں کہا کہ ساری چیزیں اس عالمین کی مَیں نے تیری خدمت پہ لگا دیں۔ یہ بھی ساتھ ہی کہا اور وہ زیادہ بڑا انعام ہے کہ عالمین کی ہر شے سے بہترین

خدمت لینے کی عقل تیرے دماغ میں پیدا کر دی اور اُس طرف ہمارے ملکوں کے لوگوں کا دماغ ہی نہیں جاتا.......

یہ جوعزم ہے کہ ہم نے زیادہ سے زیادہ خدمت لیتے چلے جانا ہے، ترقی کرنی ہے، یہ تو مسلمان کے لئے تھا۔ یہاں بھی ہے۔ جا کے پتہ لگتا ہے۔ ابھی سپین میں کچھ آثار ہیں۔ غرناطہ کا جومحل ہے۔ پہلے بھی مَیں نے بتایا تھا پانی ایسی جگہ سے لے آئے کہ ابھی تک ان کو پتہ ہی نہیں کہ مسلمان انجینئرز نے کیا طریقہ اختیار کیا تھا۔ پھر وہاں بڑی کثرت سے بادام اور خوبانی کے درخت پر گلاب کے پھول کا پیوند کر دیا۔ تو بڑے بڑے خوبانی کے اور بادام کا درخت تو بڑا نہیں ہوتا۔ دس بارہ فٹ تک جاتا ہے۔ اُن کے اوپر نہایت خوبصورت گلاب کا پھول لگا ہوا۔ تو اب وہ فن وہاں کا انسان بھول ہی گیا جب مسلمانوں کو عیسائیوں نے مارا۔ گردنیں اڑائیں تو ساتھ بہت سارے جوفن تھے اُن کی گردنیں بھی اُڑا دیں.............

آپ سے مَیں اس لئے باتیں کر رہا ہوں کہ آپ میرے نزدیک بڈھے نہیں ہوئے۔ جوانوں کے جوان ہیں۔ ہر وقت سوچا کریں کہ کیا آپ اپنے رب سے، ان مسلمانوں کی نسبت جو قریباً نویں ہجری میں سپین میں تھے، ان سے کم پیار کرنے والے ہیں؟ آپ کے دور میں مہدی آگئے۔ آپ اُن پر ایمان لے آئے۔ تو آپ کے دل میں تو اُن سے زیادہ پیار ہونا چاہئیے۔ بہت ساری اور چیزیں شامل ہوگئیں ان کی زندگی میں۔

(اس موقع پر فضا میں طوطے اڑتے ہوئے نظر آئے تو حضور انور نے اُن کے متعلق احباب سے استفسار فرمایا۔ جواب سننے پر فرمایا) اس واسطے ہر چیز میں دلچسپی لیا کریں۔ اور یہ کُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ اگر یہ چیز نہ ہوتی کہ پرندے کی پرواز ہر پرندے سے مختلف ہے۔ ایک میل دور سے جانور اُڑ رہے ہوں۔ طوطا اور فاختہ تو میری آنکھ تو ایک سیکنڈ کے اندر پہچان جاتی ہے یہ کیا جانور ہے۔ اور اللہ کی شان نظر آتی ہے۔ اس طرح نہیں کہ موٹریں ایک لاکھ نکلیں۔ ایک قالب میں سے تو ایک ہی شکل اُن کی۔ پھر رنگ اُن کو مختلف کر کے MONOTONY کو توڑا گیا۔ ورنہ تو آپ کے لئے یہ زندگی اجیرن ہو جاتی اگر ہر چیز ایک جیسی ہوتی۔ ایک ہی پھول ہوتا۔ اس کا ایک ہی رنگ ہوتا۔ ایک ہی زمانہ میں پتے گرتے۔ ویسے ہی پتے نکل آتے۔ کوئی تنوع نہ ہوتا۔ اس واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کثرت شاں دلیل وحدت او۔

کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں جو کثرت اور تنوع ہمیں نظر آتا ہے، وہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ ایک ہے۔ یہ بڑا گہرا فلسفہ ہے گھر جا کے سوچنا۔ ہاں مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا میں بتا چکا ہوں کہ قرآن سے باہر کوئی چیز نہیں۔ یہ بڑی عظیم کتاب ہے۔ قرآن عظیم جس کو ہم کہتے ہیں واقعی میں عظیم ہے۔

قرآن کریم ایک تو روز پڑھنا چاہئے تفسیر صغیر سے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جس کو ویسے ترجمہ نہیں آتا اگر وہ متن پڑھا رہا ہو تو پتہ نہیں لگے گا۔ اگر وہ ایک رکوع دس منٹ میں پڑھے، تین منٹ میں نہ پڑھے اور ترجمہ پر غور کرے کہ یہ کیا ہے۔ کیا باتیں اس میں لکھی ہیں۔ تو نئی سے نئی باتیں آپ کو ملنی شروع ہو جائیں گی۔ کوئی ایک آیتِ قرآنی ایسی نہیں جس کے معانی چودہ سو سال میں ختم ہو چکے ہوں قیامت تک نکلتے آئیں گے۔ چھپے ہوئے بطون اس کے اندر اس طرح رکھے ہیں۔ لیکن اُس کے لئے دعا اور پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ ایک آدمی پاکیزہ راہوں کو اپنی طرف سے کوشش کر کے معلوم کرے اور پھر اُن پر چلنے کی کوشش کرے۔ اور دوسرے دعا کرے۔ کیونکہ دعا کے بغیر تو کچھ ملتا نہیں۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ بڑا عجیب اعلان ہے۔ یہ نہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرو مَیں تمہاری دعا قبول کرلوں گا۔ یہ پورے معنے نہیں دے رہا۔ کیا ہے؟ مانگو مجھ سے، مَیں تم کو دوں گا۔ کیوں نہیں مانگتے آپ؟ اپنے لئے مانگیں۔ بچوں کے لئے مانگیں۔ اس دنیا کے لئے مانگیں۔ دنیا تو ہلاکت کی طرف جا رہی ہے۔ جانتی ہے۔ اب جاننے لگ گئی ہے۔ کہتے ہیں کچھ کریں۔

(صحت جسمانی کے ذکر پر فرمایا) اصل میں جو صحت ہے اس کا تعلق کھانے کے ساتھ ہے۔ اور اچھا کھانا جو ہے اس کا تعلق میزان کے ساتھ ہے۔ یعنی ایک BALANCE قرآن کریم نے جو محاورہ چودہ سو سال پہلے بتایا تھا وہ اب انہوں نے عام کر دیا ہے یعنی BALANCED FOOD متوازن غذا۔ متوازن غذا کا مطلب ہے کہ جن بہت سارے اجزاء سے مل کر کھانا بنتا ہے، ان میں ایک توازن پیدا ہونا چاہئے تا کہ جن بہت سے کیمیاوی اجزاء سے ہمارا جسم بنا ہے، ان سارے اجزاء کی FEEDING ہوتی چلی جائے............

اصول یہ ہے کہ جتنا ہضم ہو جائے اُتنا کھاؤ۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بھوک ہو اُس وقت کھاؤ۔ یہاں سے شروع کرتے ہیں۔ بھوک کب ہوگی جب پہلا کھانا

ہضم ہو گیا۔ تبھی بھوک لگے گی نا۔ تو اس میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ ہضم کی طرف بھی توجہ دہ۔ جب بھوک ہو تو کھاؤ۔ ابھی بھوک ہو تو چھوڑ دو۔ زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ خدا نے ایک سبق سکھا دیا ہے کہ میں نے اپنی تعلیم میں تم پر بوجھ نہیں ڈالا۔ تم کسی پر جو تمہارے ماتحت ہیں اُتنا بوجھ نہ ڈالو جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ نہ مزدور پر ڈالو، نہ معدے پر ڈالو۔ وہ بھی تو آپ کا مزدور ہے۔

ہر میدان میں ان قوموں نے بڑی ترقی کی مثلاً جہاں مسلمانوں کو کرنی چاہیئے تھی۔ ایک زمانہ میں کی بھی تھی اب دوسروں نے اُن میدانوں پر قبضہ کر لیا۔ اب ہم احمدیوں نے اُن سے یہ میدان چھیننے ہیں۔ پتہ ہے؟ یہ تم انصار کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کے ذہن میں یہ بات ڈالو کہ جو ہماری دولت تھی۔ متاع تھی (دین حق) کی وہ غیروں کے ہاتھ میں جا پڑی۔ وہ ہم نے ان سے چھیننی ہے.......... اس لئے میں کہتا ہوں قرآن کریم کے علوم سیکھنے میں مہارت حاصل کرو۔'' 35

فضل عمر فاؤنڈیشن کے مقابلے میں انعام

1981ء میں فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے تحت منعقدہ مقابلہ مقالہ نویسی میں مکرم جمیل احمد بٹ صاحب آف کراچی نے انعام حاصل کیا۔ یہ مقالہ بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔ جس کا عنوان ''حضرت بانی سلسلہ احمدیہ، مسلم ہندوستان اور انگریز'' تھا۔ 37

جماعت کے خلاف اشتہار کے جواب کی اشاعت

جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں کراچی کے ایک اخبار ''جنگ'' نے اپنی اشاعت میں جماعت احمدیہ کے خلاف ''قادیانیت'' کے عنوان سے ایک بڑا اور مخالفانہ اشتہار شائع کیا۔

اس کے جواب میں ''قادیانیت'' ہی کے عنوان سے کراچی کے ایک اور اخبار ''امن'' میں اس کا جواب شائع کروایا گیا۔ 38

ستارہ احمدیت کی تیاری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی عظیم اور پیاری یادوں میں سے ایک نہایت دلکش اور دلوں کو گرما دینے والی یاد حضور کے آخری جلسہ سالانہ 1981ء کے موقع پر جماعت کو ستارہ

احمدیت کا اعزاز عطا ہونا ہے۔

حضور نے ہزاروں افراد کے مجمع کے سامنے احباب جماعت کی قربانیوں اور اخلاص کا اعتراف کرتے ہوئے جب احباب کو ستارہ احمدیت دینے کا اعلان کیا تو جلسہ سالانہ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک گویا ایک برقی رو دوڑ گئی۔تمام احباب وجد میں آ کر دیوانہ وار نعرے لگانے لگے۔ ہزاروں کا مجمع اس تاریخی یادگار اعزاز کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔حضور دلوں میں کھب جانے والے تبسم کے ساتھ احباب جماعت کو ستارہ احمدیت دکھاتے رہے۔اس موقع پر ستارہ احمدیت ایک طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے اور دوسرے طرف سے حضور نے پکڑا ہوا تھا۔ بعد میں یہ ستارہ پکڑ کر اسٹیج پر کھڑے ہونے کی سعادت مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب،مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب،محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد،مولوی لطیف احمد صاحب،محترم محمود احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ کو بھی حاصل ہوئی۔ 28دسمبر 1981ء کو ستارہ احمدیت جلسہ سالانہ خواتین میں دکھایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زیر ہدایت اس تاریخی ستارہ احمدیت کا ڈیزائن تیار کرنے کا کام کئی لوگوں نے انجام دیا۔ستارہ احمدیت کے درمیان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے الفاظ کراچی کے مکرم منور احمد منور صاحب نے رقم کرنے کی سعادت حاصل کی۔[39]

ایک احمدی کی قبر کا اکھاڑا جانا

جماعت احمدیہ کراچی کے حلقہ اورنگی ٹاؤن کے ایک دوست مکرم محمد اشرف بسراء ایک قاتلانہ حملہ کے بعد 9ماہ بیمار رہنے کے بعد 4فروری 1982 کو وفات پا گئے تھے۔ان کی نماز جنازہ ان کے گھر کے باہر سڑک پر ادا کی گئی۔تدفین کے بعد جب احباب واپس لوٹنے لگے تو کچھ لوگ جو سرحدی لگتے تھے۔انھوں نے احباب کو گھیر لیا اور مطالبہ کیا کہ تم لوگ چونکہ غیر مسلم ہو اس لئے ہم کسی کافر کو یہاں دفن نہیں ہونے دیں گے۔نعش کو نکال کر لے جاؤ۔(یہ ان دنوں کی بات ہے جب جماعت احمدیہ کراچی کا کراچی میں اپنا کوئی قبرستان نہیں تھا۔مؤلف) احباب جماعت نے کہا کہ اب نعش دفنانے کے بعد ہم کسی صورت میں نہیں نکالیں گے۔مخالفین جھگڑے کی پوری تیاری کر کے آئے تھے۔اس صورتحال کو بھانپتے ہوئے مکرم چوہدری منور احمد صاحب، جو مکرم محمد

اشرف بسراء صاحب کے چچا زاد بھائی تھے، نے تھانے میں اطلاع دے دی جس پر وہاں پولیس آئی اور چند ہمارے اور چند مخالفین کے افراد کو تھانے لے گئی۔ اس طرح متوقع تصادم سے بچاؤ ہوگیا۔ تھانے میں پولیس نے دونوں فریقوں کو سمجھا بجھا کر گھر بھیج دیا۔ لیکن اس کے بعد یہ معاملہ مجلس ختم نبوت کی سطح پر چلا گیا۔ مولویوں نے جلوس نکالنے شروع کر دئے۔ اس صورتحال کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بھجوائی گئی تو حضور نے فرمایا کہ مخالفین سے کہیں کہ ہم نے امانتاً تدفین نہیں کی اس لئے ہم قبر نہیں کھودیں گے تم جو کر سکتے ہو کرو۔ بہر حال ایک ہفتہ کے بعد رات کے وقت فورسز کی بھاری نفری نے مع کئی گاڑیوں کے قبرستان کا محاصرہ کر کے نعش کو وہاں سے نکالا اور کہیں اور لے گئے۔ صبح جب احمدی احباب قبرستان پہنچے تو قبر کھدی ہوئی اور خالی تھی۔ پولیس سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ''ہم مجبور تھے اوپر سے آرڈر آئے تھے۔ ہم کیا کر سکتے تھے۔ ہاں ہم نے آپ کے جنازے کو ضائع نہیں کیا دوبارہ تدفین کر دی ہے۔'' مکرم محمد اشرف بسراء کی اہلیہ محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ نے بیان کیا کہ 1982ء کے جلسہ سالانہ ربوہ پر جب وہ ربوہ گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ بیان کیا تو حضور نے شفقت کا اظہار کیا اور صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ جہاں چاہے ان کی مغفرت کی دعا کر لیا کریں ان کو ضرور پہنچے گی۔'' [40]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی علالت اور وفات

جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی شدید علالت کے دوران احمدیہ ہال اور دیگر مراکز کراچی میں خدام کی ٹیلیفون پر ڈیوٹی لگائی گئی۔

حضور کی صحت کے بارے میں مورخہ یکم جون تا 8/جون 1982ء مسلسل روزانہ صبح 10 بجے اور رات 10 بجے احباب جماعت کو مطلع رکھنے کے لئے اطلاع نامے سائیکلو اسٹائل کروا کر احباب تک پہنچانے کا انتظام کیا جاتا رہا۔ اس سلسلے میں نمونے کے طور پر ایک اطلاع نامے کا متن درج ذیل ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاع

مورخہ 4/جون 1982ء بروز اتوار 9 بجے شب

''صبح سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کھانسی کیوجہ سے کافی تکلیف رہی اور دل کی کمزوری کی علامات کل کی نسبت آج زیادہ نمایاں ہیں جو باعثِ تشویش ہے۔آج دن میں دو دفعہ ڈاکٹروں کے پینل نے (جس میں نیو یارک کے ڈاکٹر ماہر امراض قلب شاہد احمد بھی شامل ہیں) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معائنہ کر کے علاج تجویز کیا۔''

(ڈاکٹر مرزا مبشر احمد) اسلام آباد

احباب جماعت پورے خشوع وخضوع اور دردِ دل کے ساتھ اپنے محبوب آقا کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعاؤں، نماز تہجد اور اجتماعی صدقات کا سلسلہ جاری رکھیں تا ہمارا شافی و کافی خدا اپنا رحم فرمائے اور حضور کو شفاء کامل و عاجل عطا فرما کر ہمارے مضطرب دلوں کو طمانیت اور سکون عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بعدازاں مشیت ایزدی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 9رجون 1982ء کو وفات پا گئے۔

خلافت رابعہ کا انتخاب

10رجون کو خلافت رابعہ کے انتخاب کی کارروائی کا مرحلہ آیا۔ اس انتخاب کے سلسلے میں اراکین مجلس انتخاب، بیرون ملک سے کراچی تشریف لانے لگے۔ ان مہمانوں کے استقبال اور ان کی آمدورفت میں مدد دی گئی۔ اسی طرح خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد بیعت فارم پُر کروائے گئے۔

تجدید عہد بیعت اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا شفقت بھرا خط

خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے تجدید بیعت کے لئے قرارداد پاس کر کے حضور کی خدمت میں بھجوائی جس کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا:

''ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کے اچانک وصال پر آپ کا درد میں ڈوبا ہوا نہایت پرخلوص تعزیت کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس للّٰہی محبت اور بے مثل خلوص پر اپنی جناب سے جزائے خیر عطاء فرمائے اور آپ کے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ احمدیت کے عشاق اور فدائی پیدا ہوتے رہیں۔

یہ سانحہ ساری جماعت کیلئے گہرے صدمہ اور درد و الم کا موجب بنا اور آج لکھو کھہا دکھے ہوئے دلوں سے اپنے جدا ہونے والے محبوب امام کیلئے ایسی پرخلوص اور پر درد دعائیں بلند

ہو رہی ہیں کہ جو ہمیشہ آپ کے لئے بلندی درجات اور بیش از بیش روحانی تسکین کا موجب بنی رہیں گی۔

ایسے کربناک مواقع پر آنحضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبری امت کے دلوں کو ڈھارس دیتی ہے کہ محبت کرنے والوں کی وہ نیکیاں جو وہ اپنے وفات شدہ بزرگوں کی یاد میں بجا لاتے ہیں اور ان کی دعائیں اور صدقہ و خیرات اللہ تعالیٰ کے حضور متوفی کیلئے بلندی درجات کا موجب بنتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اگر اسے کلام کرنے کی فرصت ملتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اگر اب میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اُس کو اجر ملے گا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں

اب آپ نے اس عاجز کے ساتھ بھی محض رضائے باری تعالیٰ کی خاطر عہد بیعت کا جو تعلق باندھا ہے اور جس خلوص اور محبت کا اظہار اور کامل وفا کے ساتھ اس تعلق کو تا دم مرگ نبھانے کا عہد کیا ہے اللہ تعالیٰ سے میری عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس عہد کو قبول فرمائے اور آپ کو توفیق اور ہمت عطاء فرمائے کہ اس کے باریک در باریک تقاضوں کو پورا کرسکیں اور آپ کے خاندان کو تا قیامت اسی طرح اخلاص اور وفا کے ساتھ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشتا رہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے کہ میں ہمیشہ اس کی رضا کی راہوں پر قدم ماروں اور میرا ہر سانس اُس کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اس کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرسکوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ساتھ ہمیشہ انتہائی محبت اور شفقت اور پیار کا تعلق قائم رکھتے ہوئے ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھنے میں بدل و جان کوشاں رہوں۔

میں آپ کے لئے ہمیشہ عاجزانہ دعائیں کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔''

پہلا نورالدین یادگاری کرکٹ ٹورنامنٹ

مورخہ 15/مارچ 1982ء کو احمدیہ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کراچی کے زیر انتظام دلچسپ کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ چار ٹیموں نے حصہ لیا۔ عزیز آباد کی ٹیم اول اور گلشن اقبال کی ٹیم دوم قرار پائی۔ 41

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے اولین ملاقات کا شرف

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے انتخاب خلافت کے بعد ربوہ آنے والے احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ مورخہ 11/جون 1982ء سے شروع فرمایا۔

حضور نے کراچی کے 300 احباب کو مورخہ 12/جون 1982ء کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ اس لحاظ سے یہ 300 احباب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے اولین ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے بن گئے۔ 42

کراچی کے ایک مخلص کارکن کا ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خطبہ جمعہ 9/جولائی 1982ء بمقام (بیت) اقصیٰ ربوہ میں فرمایا:

''ایک دفعہ میں کراچی میں تھا وہاں کسی کام کے لئے طارق روڈ گیا تو کراچی کا ایک بوڑھا، کمزور ناتواں سلسلہ کا کارکن بڑے انہماک کے ساتھ کہیں جاتا ہوا دکھائی دیا۔ لوگ اپنی شاپنگ کے لئے یا اور نظاروں کے دیکھنے کی خاطر اور شام کی سیر کا لطف اُٹھانے کے لئے چل رہے تھے۔ مگر اس کارکن کے چہرہ پر ایک خاص عزم تھا خاص مقصد تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی خاص ذمہ داری کا بوجھ لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ تو پتہ چلا کہ سلسلہ کے کاموں میں منہمک کیڑیاں جو دنیا کی نظر میں کیڑیاں ہیں لیکن اللہ کی نظر میں بہت عظیم مقام رکھتی ہیں۔ ان کیڑیوں میں سے وہ ایک کیڑی تھا اور صرف اللہ کے کاموں میں مصروف تھا۔ چندہ لینے کے لئے یا کوئی اور پیغام دینے کے لئے وہ جا رہا تھا۔ پس ان سب کارکنان کا شکریہ واجب ہے، دعا کی صورت میں۔'' 43

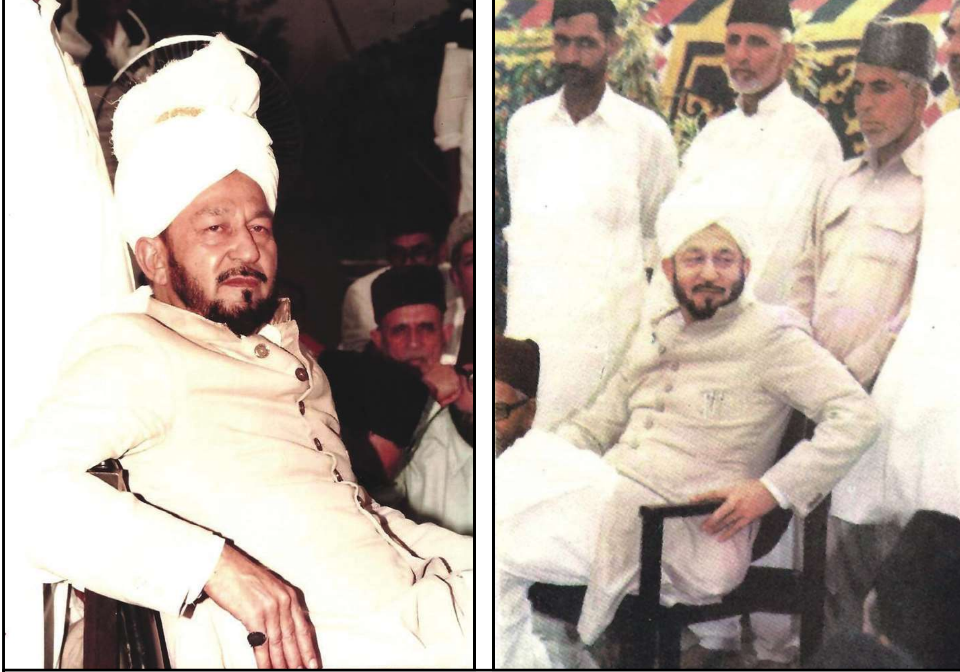
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی پہلی مرتبہ کراچی تشریف آوری

28؍جولائی 1982ء کو لاہور سے بذریعہ ہوائی کراچی میں ورودفرما ہونے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 31؍جولائی کی شام تک کراچی میں قیام فرمایا اور پھر وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز یورپ کے تاریخ ساز سفر پر روانہ ہوئے۔

28؍جولائی 1982ء بروز بدھ کراچی میں ورود واستقبال

حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا مع اہل قافلہ و دیگر احباب سوا گیارہ بجے قبل دوپہر لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر پونے ایک بجے کراچی کے ائر پورٹ پر ورودفرما ہوئے۔محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی تو حضور کے استقبال کے لئے پہلے ہی لاہور پہنچے ہوئے تھے اور مشایعت کی غرض سے حضور کے ہمراہ ہی اُسی جہاز میں کراچی پہنچے تھے محترم امیر جماعت صاحب کی زیر ہدایت مکرم ناصر جاوید خان صاحب اور مکرم زرتشت منیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی حضور کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے جہاز کی سیڑھیوں تک پہنچے ہوئے تھے اور حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے جونہی حضور جہاز سے اُترے دونوں نے آگے بڑھ کر اور مصافحہ کا شرف حاصل کر کے حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔حضور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اور خاندان کے دیگر افراد محترم امیر صاحب کی مشایعت میں بذریعہ موٹر کار وی آئی پی لاؤنج میں تشریف لائے یہاں محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بارایٹ لاء اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ نیز محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور بعض دیگر سرکردہ احباب نے حضور اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کا استقبال کیا۔وہاں سے حضور مع اہل قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس واقع ڈیفنس سوسائٹی تشریف لائے اور مع اہل قافلہ اس میں فروکش ہوئے۔ یہاں کراچی ہی نہیں بلکہ حیدرآباد، میرپور خاص، کنری،نواب شاہ اور اندرون سندھ کے دیگر علاقوں کے احباب بہت کثیر تعداد میں پہلے سے جمع تھے۔انہوں نے گیسٹ ہاؤس کے باہر اور اندر دو رویہ قطاروں میں کھڑے ہو کر بہت والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کرتے ہوئے اَھْلًا وَّسَھْلًا وَّ مَرْحَبَاً عرض کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے احباب کراچی سے شفقت کے انداز



حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982ء میں سفر یورپ پر روانگی سے قبل گیسٹ ہاؤس کراچی میں



حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ گیسٹ ہاؤس کراچی میں احباب جماعت کے ہمراہ



حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982ء میں گیسٹ ہاؤس کراچی میں احباب سے ملاقات کے لئے تشریف لا رہے ہیں



مربیان کرام متعین کراچی اور دیگر احباب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ



حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1983ء میں ملک مبارک احمد صاحب کے مکان پر دعوت میں



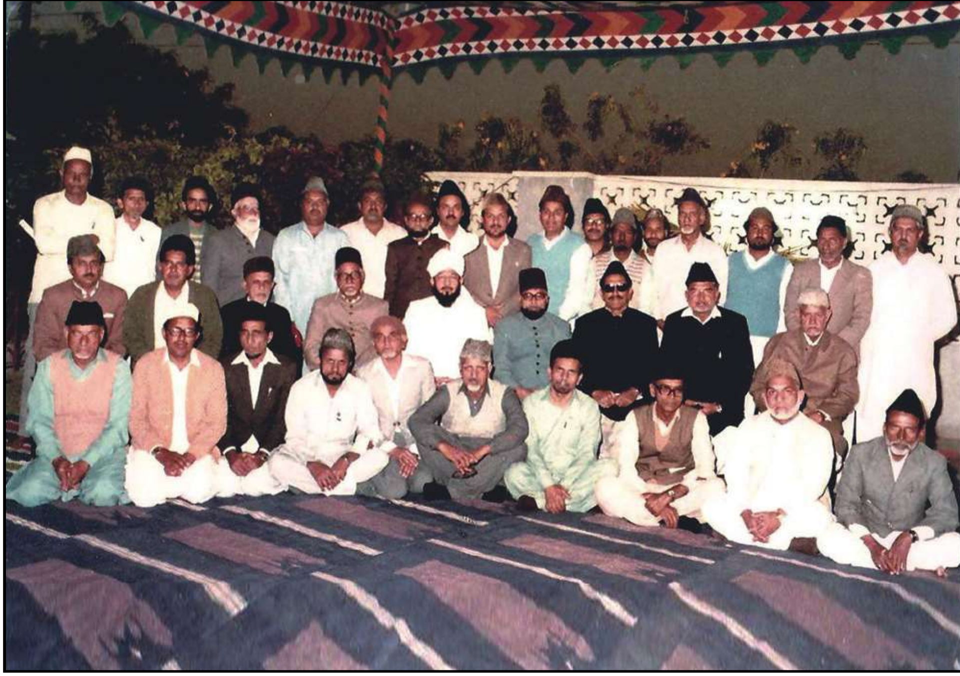
احباب جماعت احمدیہ کراچی لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ



حضورِانورؒ کینجھر جھیل پر پکنک کے دوران ربڑ بوٹ میں ہوا بھرتے ہوئے



حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فروری 1984ء کے دورہ کراچی میں مجلس عرفان سے خطاب فرمارہے ہیں



صدور صاحبان کراچی فروری 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ گیسٹ ہاؤس کراچی میں



اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ و دیگر فروری 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ



اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی فروری 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ گیسٹ ہاؤس کراچی میں

دائیں سے بائیں (کھڑے ہوئے): 1۔ پہرہ دار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 2۔ عبدالرحیم مدہوش صاحب 3۔ خواجہ وجاہت احمد صاحب 4۔ لطیف احمد شاد صاحب 5۔ عطاء الرحمٰن طاہر صاحب 6۔ کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب
7۔ عبدالشکور اسلم صاحب 8۔ حبیب اللہ بٹ صاحب 9۔ صغیر احمد چیمہ صاحب 10۔ شریف احمد کانپوری صاحب 11۔ چوہدری محمد علی صاحب 12۔ کمانڈر عبدالمومن صاحب

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے: 1۔ شیخ عبدالمجید صاحب 2۔ چوہدری نذیر احمد صاحب 3۔ چوہدری عبدالمجید صاحب 4۔ کیپٹن سید افتخار حسین صاحب 5۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 6۔ چوہدری احمد مختار صاحب (امیر جماعت احمدیہ کراچی)
7۔ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب 8۔ محمد اقبال منہاس صاحب 9۔ چوہدری رکن الدین صاحب نیچے بیٹھے ہوئے: 1۔ میجر بشیر احمد طارق صاحب 2۔ عبیداللہ علیم صاحب 3۔ محمد ابراہیم بھاگلپوری صاحب

کراچی سے ساتھ جانے والے احباب ربوہ میں حضور کے ہمراہ
دائیں سے بائیں (کھڑے ہوئے): 1۔میجر بشیر احمد طارق صاحب
2۔میجر نواز منہاس صاحب 3۔بریگیڈئر عبدالوہاب صاحب
4۔منور احمد نوری صاحب 5۔مبارک احمد کھوکھر صاحب
کرسیوں پر: 1صدرالدین کھوکھر صاحب
2۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 3۔چوہدری احمد مختار صاحب
نیچے بیٹھے ہوئے: 1۔مشہود احمد قریشی صاحب
2۔طارق احمد کھوکھر صاحب 3۔منیر احمد خورشید صاحب



فروری 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ دورہ کراچی کے بعد بذریعہ کار ربوہ تشریف لے گئے



احباب جماعت احمدیہ کراچی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ لنڈن میں



احباب جماعت احمدیہ کراچی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ لنڈن میں



مکرم عبیداللہ علیم صاحب لنڈن میں ایم ٹی اے کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعرے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اپنا کلام پیش کر رہے ہیں

ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی باجماعت نمازیں

دوپہر کا کھانا تناول فرمانے اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضور نے پانچ بجے سہ پہر گیسٹ ہاؤس کے لاؤنج میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں مغرب اور عشاء کی نمازیں حضور نے گیسٹ ہاؤس کے نہایت خوبصورت گراسی پلاٹ (جو مٹی کے ایک بلند ٹیلے پر واقع ہونے کی وجہ سے بیرونی سڑک سے گیسٹ ہاؤس کی نچلی منزل کے برابر اونچا ہے) پڑھائیں۔

احباب حضور کی زیارت، حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے اور حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کے شوق میں اس قدر کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے کہ نہ صرف یہ کہ گراسی پلاٹ نمازیوں سے پوری طرح بھرا ہوا تھا بلکہ نیچے بیرونی سڑک اور اس کی پٹڑی پر بھی دور دور تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔ اسی طرح گیسٹ ہاؤس کا لاؤنج اور اسکے ملحقہ کمرے عورتوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے جن مستورات کو لاؤنج میں جگہ نہ مل سکی تھی انہوں نے گیسٹ ہاؤس کے اندرونی باپردہ راستہ پر صفیں بنائی ہوئی تھیں۔

حضور جب نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو آتے ہوئے حضور نے محسوس فرمایا کہ صفیں سیدھی نہیں۔ حضور نے مصلے پر تشریف لاتے ہی محترم امیر صاحب سے قبلہ کی صحیح سمت دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ گراسی پلاٹ میں قبلہ کی سمت ایک لائن پڑی ہوئی ہے اور صفیں اسکے مطابق ہی بچھائی گئی ہیں۔ جب حضور نے لائن کا جائزہ لیا تو صفیں پورے طور پر اُسکے مطابق نہیں بچھی ہوئی تھیں اور اسی وجہ سے صفیں سیدھی نہیں بنی ہوئی تھیں اور ایک سرے پر ان میں کجی پیدا ہو رہی تھی۔ حضور نے پہلے اگلی صف کی دریوں کو قبلہ کا رخ ظاہر کرنے والی لائن کے عین مطابق بچھانے کی ہدایت فرمائی اور احباب کو تلقین کی وہ دائیں اور بائیں دیکھ کر اور کندھے سے کندھا ملا کر بالکل سیدھی صف میں کھڑے ہوں۔ اس کے بعد باری باری تمام صفوں کو جو گراسی پلاٹ کے آخری سرے تک پھیلی ہوئی تھیں درست اور سیدھا کیا گیا۔ جب تمام صفیں ہر لحاظ سے درست اور سیدھی ہوگئیں تو حضور نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے

پڑھائیں۔

فضل عمر ہسپتال کی زیر تعمیر عمارت کا معائنہ

29؍جولائی کو گیسٹ ہاؤس میں صبح کی نماز پڑھانے اور پھر ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور خطوط کے جواب لکھوائے بعد ازاں نو بجے صبح محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ اور محترم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نائب امیر اور بعض دیگر مقامی عہدیداروں کی معیت میں حضور نے موٹر کاروں کے ذریعہ گلشن اقبال تشریف لے جا کر فضل عمر ہسپتال کی زیر تعمیر عمارت کا معائنہ فرمایا۔ یہ ہسپتال ایک وسیع قطعہ زمین پر مردانہ اور زنانہ دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں تعمیر کیا جا رہا تھا۔ حضور نے عمارت کا تفصیلی معائنہ فرما کر اور ہسپتال کی عمارتی ضروریات کا جائزہ لے کر اس پر اطمینان اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ (یہ ہسپتال اب ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر آئی ہسپتال کے نام سے کام کر رہا ہے۔)

کوٹھی دارالصدر کا معائنہ

ہسپتال کی زیر تعمیر عمارت کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور دہلی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی میں واقع کوٹھی دارالصدر تشریف لے گئے۔ یہ وسیع و عریض دو منزلہ کوٹھی جو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی ملکیت ہے 1955ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور نے عمارت میں موجودہ جماعتی ضروریات کے پیش نظر اضافہ اور ردو بدل کا تفصیلی جائزہ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی۔

پر معارف خطبہ جمعہ

30؍جولائی کو حضور نے ایک بجے کے بعد گیسٹ ہاؤس سے احمدیہ (بیت) مارٹن روڈ تشریف لے جا کر نماز جمعہ پڑھائی۔

قیام کراچی کے آخری روز کی دیگر مصروفیات

(بیت) مارٹن روڈ سے گیسٹ ہاؤس واپس آ کر حضور نے احباب جماعت سے انفرادی

اور اجتماعی ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع فرمایا جو مسلسل شام تک جاری رہا۔مغرب سے کچھ دیر قبل حضور نے جماعت احمدیہ کراچی ،مجلس انصاراللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے اراکین نیز انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کراچی کے ممبران سے اجتماعی ملاقات فرمائی اور انہیں بیش قیمت ہدایات اور نصائح سے نوازا۔44

احمدیہ ویمن میڈیکل ایسوسی ایشن کا قیام

یہ تنظیم مکرمہ ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ نے 82-1981ء میں قائم کی۔آپ اس کی پہلی صدر مقرر ہوئیں۔یہ تنظیم 85-1984ء تک قائم رہی۔جب تنظیموں پر ملک بھر پابندی لگا دی گئی تو یہ تنظیم بھی قائم نہ رہ سکی۔45

روٹی پلانٹس کے لئے کراچی کے انجینئروں کا مشورہ

14راکتوبر1982ء کو انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کے دوسرے سالانہ کنونشن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خطاب فرمایا۔ایسوسی ایشن کے صدر مکرم افتخار علی قریشی صاحب نے رپورٹ پیش کی ۔آپ نے رپورٹ میں فرمایا۔’’لنگر خانوں میں نصب شدہ روٹی پلانٹس کی بہتری کے بارے میں کراچی کے انجینئروں کی کمیٹی نے مفید مشورے دیئے ہیں۔مزید کام ہو رہا ہے۔‘‘46

کراچی کے انجینئر کی خوشکن کارگزاری

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مورخہ 14راکتوبر 1982ء کو احمدی آرکیٹکٹس وانجینئرز سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ’’ہمارے ایک انجینئر نے ایک چھوٹی سی چیز بنائی ہے۔آج اس کا نمونہ مجھے دکھایا۔میرا دل بہت خوش ہوا۔میں نے کہا چلو کسی نے آغاز تو کیا۔ہمارے خلیق عالم فاروقی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے Dimmer میں کسی کی نقل اتاری ہے۔‘‘46.a۔مکرم خلیق عالم فاروقی صاحب کا تعلق کراچی سے تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورہ کراچی فروری 1983ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مورخہ 12رفروری1983ء کو لاہور سے کراچی تشریف

لائے۔[47]

مورخہ 15رفروری کو آپ نے کراچی کے مختلف کالجوں اور یونیورسٹی کے غیر ملکی طلباء سے خطاب فرمایا۔اس مجلس کا اہتمام احمدیہ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کراچی نے کیا تھا۔

محترم الطاف قدیر صاحب صدر ایسوسی ایشن نے سب طلباء کا حضور سے تعارف کروایا۔

اسی دن شام کو تجارت وصنعت سے تعلق رکھنے والے پچاس کے قریب مہمانوں سے حضور نے ملاقات کی ۔[48]

مورخہ 17رفروری کو مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کی دعوت پر حضور کراچی کے تفریحی ساحلی مقام Sands Pit تشریف لے گئے ۔[49]

18رفروری کو حضور نے نماز جمعہ بیت الحمد مارٹن روڈ میں پڑھائی۔ 18رفروری کو حضور نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔[50]

حضور مورخہ 20رفروری 1983ء کو کراچی سے ناصر آباد تشریف لے گئے۔حضور کے قافلے میں کراچی سے درج ذیل افراد شامل تھے۔

1۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب
2۔ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب
3۔ مکرم چوہدری مبارک احمد ساہی صاحب
4۔ مکرم بریگیڈئر عبدالوہاب صاحب
5۔ مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب
6۔ مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب مربی سلسلہ
7۔ مکرم ڈاکٹر ملک سفیر احمد خان صاحب
8۔ مکرم چوہدری محمد علی صاحب
9۔ مکرم میجر نواز منہاس صاحب
10۔ مکرم میجر بشیر احمد صاحب طارق
11۔ مکرم منور احمد ہاشمی صاحب[51]

ایک منفرد دعوت طعام

مورخہ 27رفروری 1983ء کو دوپہر کے کھانے کے وقت گیسٹ ہاؤس کراچی میں ایک دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا۔لجنہ کراچی کی صدر صاحبہ اور ممبرات اور ان کے خاوند (جن کے خاوند نہیں تھے ان کے مرد لواحقین) لجنہ کراچی کی قیادتوں کی نگران اور ان کے علاوہ چند دیگر خواتین جو سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش رہی تھیں کھانے کی دعوت پر اکٹھے ہوئے۔حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ

کی یہ خواہش اس دعوت کا سبب بنی کہ لجنہ کراچی کی عہدیداران جوان دنوں جماعت کی (دعوت الی اللہ) اور تربیتی امور سے متعلق حضور کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انتھک محنت کر رہی تھیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے کوئی دعوت ہونی چاہیئے۔۔ چنانچہ لجنہ کراچی کی ان عہدیداران کے گھر سے ایک ایک ڈش تیار ہو کر جب گیسٹ ہاؤس پہنچ گئی تو مردوں کے ساتھ حضور نے کھانا تناول فرمایا اور لجنہ کے ساتھ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے۔ اس طرح اس موقع پر جہاں لجنات کی مخلصانہ جد و جہد کو سراہنے کا بہترین رنگ میں اظہار ہوا وہاں یہ کلو جمعیاً کی ایک منفرد مگر بڑی دلچسپ اور بابرکت تقریب ثابت ہوئی۔[52]

ایک جاپانی دوست کی کراچی آمد

ایک جاپانی دوست جو بدھ مت سے تعلق رکھتے تھے، مکرم مغفور احمد منیب صاحب مربی سلسلہ جاپان کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے، آپ 6/اگست 1983ء کو کراچی پہنچے۔ کراچی میں آپ کی ملاقات مکرم چوہدری احمد مختار صاحب سے بھی ہوئی۔ آپ کو گیسٹ ہاؤس کراچی میں ٹھہرایا گیا۔ اس دوران آپ کی ملاقات مربیان سلسلہ کراچی اور جامعہ احمدیہ ربوہ کے بعض غیرملکی طلباء سے ہوئی۔ جن کا تعلق افریقہ، جنوبی امریکہ، انڈونیشیا اور دیگر ایشیائی ممالک سے تھا۔

کراچی میں مربیان سلسلہ مکرم شیخ محمد نعیم صاحب اور مکرم لئیق احمد منیر صاحب نے آپ کی دعوت کی۔ اس کے علاوہ آپ مکرم منور احمد طاہر صاحب کورنگی کی دعوت میں بھی شریک ہوئے۔ آپ اندرون سندھ اور ربوہ کے دورے کے بعد کراچی سے 18/اگست 1983ء کو جاپان کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ نے جاپان واپسی کے بعد ایک مضمون لکھا جس میں تحریر کیا کہ:

''اس دفعہ بھی کراچی کے محمد علی صاحب نے خود میرے اور پروفیسر کا گاوا صاحب کے الوداع کے لئے جو تکلیف اٹھائی وہ ہمیشہ مجھے آپ لوگوں کے مذہب کے مطالعہ پر اکساتی رہتی ہے اور میں سوچتا ہوں کہ جسے ہم جاپانی لوگ گرم جوشی اور محبت کہتے ہیں وہ آپ کی گرم جوشی سے مختلف کیوں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری (جاپانیوں کی) گرم جوشی محض سطحی ہو۔''[53]

مجلس مشاورت کی سب کمیٹی کی صدارت کا اعزاز

1983ء کی مجلس مشاورت کے موقع پر تحریک جدید کی سب کمیٹی کی صدارت کا اعزاز

کراچی کے مکرم میجر بشیر احمد خان طارق صاحب کو حاصل ہوا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ مکرم میجر صاحب کسی مجلس مشاورت میں شرکت کر رہے تھے۔[54]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورہ مشرق بعید اگست 1983ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع دورہ مشرق بعید پر جانے کے لئے مورخہ 23/اگست 1983ء کو کراچی تشریف لائے۔[55]

حضور نے 26/اگست کو خطبہ جمعہ بیت الحمد مارٹن روڈ میں ارشاد فرمایا۔ حضور کا کراچی میں قیام جماعتی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بڑا بابرکت ثابت ہوا۔ حضور کی قیام گاہ پر مخلصین کراچی کا تانتا بندھا رہتا۔ روزانہ دس ساڑھے دس بجے صبح سے انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ ڈیڑھ بجے دوپہر تک جاری رہتا۔ بعض دفعہ ظہر کی نماز اور عشاء کی نماز کے بعد بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا۔ عصر کی نماز کے بعد قریباً روزانہ حضور مجلس سوال و جواب میں تشریف رکھتے۔

کراچی سے یکم ستمبر 1983ء کو ناصر آباد تشریف لے گئے۔ ناصر آباد کے دورہ میں حضور کی کار چلانے کی سعادت کراچی کے مکرم مشہود احمد قریشی صاحب کو حاصل ہوئی۔ حضور 3/ستمبر کو واپس کراچی تشریف لائے۔[56] 6/ستمبر کو مجلس عرفان سے خطاب فرمایا اور غیر از جماعت احباب سے ملاقاتیں فرمائیں۔ 7/ستمبر کو مجلس عرفان سے خطاب فرمایا۔[57]

کراچی کے خادم کے لئے حضور کا باڈی گارڈ بننے کا اعزاز

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے نائب قائد مکرم مبارک احمد ساہی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دورہ مشرق بعید اور آسٹریلیا 1983ء میں بطور باڈی گارڈ حضور کے ہمراہ جانے کا اعزاز اور سعادت حاصل ہوئی۔[58]

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب کے اعزاز میں الوداعی دعوت

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مربی سلسلہ، کراچی میں ایک لمبا عرصہ خدمات انجام دینے کے بعد مرکز تشریف لے جا رہے تھے جہاں آپ کا تقرر بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد کیا گیا تھا۔

اس حوالے سے مورخہ 3/اگست 1982ء کو آپ کے اعزاز میں ایک الوداعی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔

ممبر منصوبہ بندی کمیشن

بیرون پاکستان (دعوت الی اللہ) کی منصوبہ بندی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک منصوبہ بندی کمیشن تحریک جدید انجمن احمدیہ کے ماتحت 1983ء میں قائم فرمایا۔ کراچی کے مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب کو بھی حضور نے ازراہ شفقت ممبر مقرر فرمایا۔[59]

علمی مجاہدہ کی بابرکت تحریک

اسلام پر مستشرقین کے اعتراضات کا مؤثر جواب تیار کرنے کی غرض سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1983ء میں Tracking and Monitoring station قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔ وکالت تحریک جدید ربوہ نے مختلف مقامات پر کتب کی دستیابی کا جائزہ لے کر احباب کے مطالعہ کے لئے کتب کا انتخاب کیا۔ کتب کی فہرستوں کی تیاری میں جن احباب نے وکالت تصنیف کے ساتھ تعاون کیا ان میں کراچی کے مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب بھی شامل تھے۔[60] علمی مجاہدہ (تحقیق) میں کراچی سے مکرم محمد یٰسین لکھنوی صاحب بھی شامل ہوئے۔[61] اسی طرح مکرم محمد ابراہیم باجوہ صاحب، مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب، مکرم عبید اللہ علیم صاحب، مکرم احمد حمید صاحب، مکرم محمد رضا بسمل صاحب اور مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب بھی شامل تھے۔[62]

کمیٹی برائے نظر ثانی قواعد وصیت

1983ء میں قواعد وصیت پر نظر ثانی کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی میں کل 15 افراد شامل تھے۔ مکرم چوہدری صغیر احمد چیمہ صاحب کراچی، سندھ اور بلوچستان سے اس کمیٹی کے ممبر نامزد کئے گئے۔[63]

پہلا آل پاکستان نورالدین باسکٹ بال ٹورنامنٹ

فضل عمر باسکٹ بال ایسوسی ایشن کراچی کے زیر اہتمام 28 تا 31/جولائی 1983ء بمقام کے ایم سی اسپورٹس کمپلکس کشمیر روڈ کراچی پہلا آل پاکستان نورالدین باسکٹ بال

ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔

اس ٹورنامنٹ میں پاکستان کی نامور ٹیموں نے حصہ لیا۔ٹورنامنٹ کے سیکرٹری مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب تھے۔ٹورنامنٹ کی تشہیر بذریعہ اشتہارات و ہینڈ بل بھی کی گئی۔

سٹینڈنگ کمیٹی برائے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1983ء میں ایک سٹینڈنگ کمیٹی برائے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ قائم فرمائی۔اس کمیٹی میں حضور نے کراچی کے مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب کو بھی ممبر مقرر فرمایا۔[64]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بذریعہ کار ربوہ روانگی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مورخہ 5رفروری 1984ء کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف لائے[65] حضور نے 19 دن کراچی اور سندھ کا دورہ فرمایا[66]

حضور نے 23رفروری 1984ء کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور روانہ ہونا تھا۔

اس بارے میں مکرم منیر احمد خورشید صاحب آف کراچی حال کینیڈا تحریر کرتے ہیں کہ:

''23رفروری (1984ء) بروز جمعرات حضور کی بذریعہ پی آئی اے لاہور روانگی تھی............ 23رفروری کی صبح پی آئی اے کے پائلٹوں نے ہڑتال کر دی اور سارے ملک میں جہاں جہاز جانے تھے رُک گئے۔قائد صاحب ڈرگ روڈ محمد یوسف صاحب نے امیر صاحب (چوہدری احمد مختار صاحب) کو صبح ہی اطلاع دی کہ آج پائلٹوں کی ہڑتال کی وجہ سے آج کوئی فلائٹ نہیں جائے گی اس لئے آپ ایڈوانس پارٹی کو سامان کے ساتھ ائر پورٹ نہ بھجوائیں۔ تھوڑی دیر بعد نواب محمد احمد خان صاحب کے صاحبزادہ کیپٹن محمود احمد صاحب آ گئے۔آپ خود بھی پی آئی اے میں پائلٹ تھے۔انہوں نے امیر صاحب کو بتایا کہ میں ابھی ائر پورٹ سے آ رہا ہوں اور وہاں کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ دو دن میں کسی صورت فلائیٹ کے جانے کا امکان نہیں۔اس لئے آپ ابھی سے دو دن آگے کی حضور کے لئے ریزرویشن کروالیں۔ میں حضور کی خدمت میں بھی حالات سے آگاہی کر دیتا ہوں۔اس پر (چوہدری احمد مختار صاحب) امیر صاحب کراچی نے کہا کہ کیپٹن صاحب ہماری طرف سے بھی حضور کی خدمت میں درخواست کر دیں کہ

اگر حضور بذریعہ کار ربوہ تشریف لے جانا پسند فرمائیں تو ہم حاضر ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد کیپٹن صاحب حضور سے ملنے کے بعد نیچے مسکراتے ہوئے آئے اور امیر صاحب سے کہا۔ مبارک ہو چوہدری صاحب حضور نے آپ کی درخواست منظور فرمالی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم اپنے پروگرام کے مطابق ڈیڑھ بجے ہی روانہ ہوں گے۔ائر پورٹ جانے کے ٹائم پر) آپ تیاری کرلیں۔ امیر صاحب نے مجھے بلوایا۔ میں دفتر خدام الاحمدیہ میں تھا۔ کہنے لگے یہ کاغذ پنسل لو اور لسٹ بناؤ کہ اس وقت تمہارے پاس قافلے والی کتنی گاڑیاں ہیں اور کون کون دوست موجود ہیں۔ کچھ دوستوں کے نام لکھوائے کہ انہیں فوری طور پر فون کر کے یہاں قیام گاہ (گیسٹ ہاؤس) میں بلواؤ۔ ہم نے ڈیڑھ بجے حضور کو لے کر ربوہ جانا ہے۔ مولوی صدر الدین صاحب ،قائد صاحب ضلع اور چند اور احباب سے فوری مشورہ کے بعد ربوہ بذریعہ کار چلنے کے لئے انتظامات کو حتمی شکل دی۔

کراچی کے 10 احباب اور 8 گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ حضور انور، حضور کی بیگم صاحبہ، حضور کی بیٹی، داماد (میاں لقمان احمد صاحب)، پرائیویٹ سیکرٹری اسلم منگلا صاحب اور حضور کے دفتر اور حفاظت کے چند احباب کو لے کر ڈیڑھ بج دوپہر گیسٹ ہاؤس سے ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔

روانگی سے پہلے حضور انور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فرمایا۔ آج کا یہ سفر بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس سے پہلے کسی خلیفہ وقت نے پاکستان میں بذریعہ کار اتنا لمبا سفر نہیں کیا۔اس لئے جتنے دوست اس سفر میں شامل ہیں ان کے نام اور سفر کے حالات آپ نوٹ کرلیں۔

گیسٹ ہاؤس کراچی میں خاصی تعداد میں احباب جماعت حضور خلیفۃ المسیح الرابع کو الوداع کہنے اور دعا کے لئے موجود تھے۔حضور نے دعا کروائی اور یہ کاروان حضور کو لے کر ربوہ روانہ ہوا جس میں جماعت احمدیہ کراچی کے مندرجہ ذیل احباب شامل تھے۔

1۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب (امیر جماعت احمدیہ کراچی)
2۔ مکرم مولوی صدرالدین کھوکھر صاحب (حضور کی ضیافت کے نگران)
3۔ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب (نائب قائد ضلع کراچی)

4۔ مکرم بریگیڈیر عبدالوھاب صاحب
5۔ مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب
6۔ مکرم میجر نواز منہاس صاحب
7۔ مکرم منیر احمد خورشید صاحب
8۔ مکرم منور احمد نوری صاحب
9۔ مکرم قریشی مشہود احمد صاحب
10۔ مکرم طارق احمد کھوکھر صاحب

حفاظتی نقطہ نظر سے راستے میں کسی بھی جماعت کو اطلاع نہیں تھی۔ رات 8 بجے کے قریب حضور کا یہ قافلہ نواب شاہ پہنچا اور رات عبداللہ ڈاہری صاحب کے بنگلے پر قیام کیا جس کی اطلاع روانگی سے قبل ان کے بھائی پروفیسر عبد القادر ڈاہری صاحب پرنسپل سچل سرمست کالج نواب شاہ کو دے دی گئی تھی کہ میاں لقمان 25 افراد کے ساتھ آج شام نواب شاہ پہنچ رہے ہیں اور رات عبداللہ ڈاہری صاحب کے مکان پر قیام کریں گے۔ آپ فوری انتظام کر لیں اور اپنے بھائی حاجی عبد الرحمٰن ڈاہری صاحب رئیس باندھی کو بھی اطلاع کروا دیں کہ وہ شام کو عبد اللہ ڈاہری صاحب کے بنگلہ پر میاں لقمان کو ملیں۔

جب ہم نواب شاہ عبداللہ ڈاہری صاحب کے بنگلے پر پہنچے تو حاجی عبد الرحمٰن صاحب اور پروفیسر عبد القادر صاحب ڈاہری موجود تھے اور حضور کا استقبال کیا لیکن یہ دیکھ کر خوشی کے مارے حیران ہو گئے کہ ہم کو کہا تو گیا تھا کہ میاں لقمان آ رہے ہیں ہم پریشان تھے کہ میاں لقمان تو ٹھیک ہے لیکن ساتھ 25 آدمی یہ سمجھ نہیں آیا۔ تھوڑی دیر کے لئے حضور اندر تشریف لے گئے یہ فرما کر کہ آپ نماز کا انتظام کریں، مَیں آتا ہوں۔ بنگلے کے لان میں نماز کا انتظام کر دیا گیا۔ حضور تشریف لائے اور مغرب وعشاء کی نماز پڑھانی شروع کی۔ مَیں حضور کی جائے نماز کی سائیڈ پر ڈیوٹی دے رہا تھا کہ باہر گیٹ پر کار رکی اور باہر سے زور زور سے سندھی زبان میں کوئی پوچھ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے خیریت ہے۔ ہاں سائیں سب خیریت ہے، حضور تشریف لائے ہیں۔ حضور یہاں کہاں؟ حضور تو لاہور چلے گئے۔ سائیں آپ اندر جا کر تو دیکھیں۔ گیٹ کھلا اور عبد اللہ ڈاہری صاحب اندر آئے اور قریباً 2 منٹ تو ایسے ساکت کھڑے دیکھتے رہے اور پھر یہ کیفیت جیسے

انسان خوشی سے پاگل ہو جاتا ہے۔ساری رات ہمارے ساتھ سفر کے لئے کچھ کھانے وغیرہ اور صبح کا ناشتہ تیار کرواتے رہے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر حضور کا قافلہ ربوہ کی طرف روانہ ہوا۔آج فروری کی 24رتاریخ اور جمعہ تھا۔دوپہر کو سندھ اور پنجاب کے بارڈر پر اوباڑو کے مقام پر ایک چھوٹی سی نہر ہے اس کے کنارے سڑک سے تھوڑا سا اندر جا کر حضور نے نماز جمعہ پڑھائی اور تین منٹ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔(مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب کے مطابق مکرم یوسف سلیم صاحب زودنویس نے یہ خطبہ نوٹ کیا تھا۔مؤلف)

حضور نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

(دین حق) کی پیاری شان میں سے اس کا رخصتوں کا نظام بھی ایسا نظام ہے جو دنیا کے کسی مذہب میں بھی موجود نہیں۔حیرت انگیز بات ہے، اگر تکمیل کے دعویٰ کو صرف اسی طرح ہی پرکھ لیا جائے کہ سارے مذاہب میں تلاش کریں موقع ومحل کے مطابق رعایتیں موجود ہیں کہ نہیں؟ اشارۃً بھی یہ مضمون ہی کہیں نہیں ملتا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ (دین حق) میں ہر عبادت میں اور صرف ہر عبادت میں ہی نہیں بلکہ ہر حکم میں ایک رعایت کا نظام ملتا ہے۔یہ صورت ہو تو کیا کرنا چاہئیے ، یہ وقت ہو تو کیا کرنا چاہیئے اور پھر عبادت کے بھی ہر حصے میں نہ کہ جمعہ کے متعلق۔ پہلے تو یہ سہولت تھی عصر کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے، مختصر کیا جا سکتا ہے، پانی نہیں تو تیمّم سے پڑھ لیا جائے، غسل کی شرط ٹوٹ گئی، لیکن ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر نہ بھی کرو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ صرف اس رخصت کو پورا کرنے کی خاطر جمعہ کے متعلق فرمایا کہ آج ہم جمعہ نہیں پڑھیں گے، صرف ظہر کی نماز ہوگی، ہم نے بھی ایک دفعہ سوئٹزر لینڈ میں سفر کے دوران اسی سنت پر عمل کیا تھا۔لیکن آج مختصر خطبہ دے کر صرف اس طرف توجہ دلا کر ختم کرتا ہوں کہ (دین حق) کے دیگر مذاہب سے موازنہ میں رخصتوں والا پہلو بھی ایک بہت ہی شاندار پہلو ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ (دین حق) کے ہر حکم کو نمایاں کر کے دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔آمین [67]

نماز جمعہ سے فارغ ہو کر حضور نے امیر صاحب کو فرمایا کہ جو کچھ بھی کھانے کے لئے

ہے یہیں لے آئیں تا کہ وقت ضائع نہ ہو۔ کھانا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔حضور نے فرمایا۔ یہ پلیٹیں اور چاول کا دیگچہ میری طرف کریں۔حضور نے اپنے دست مبارک سے چاول اور دیگر سالن وغیرہ پلیٹوں میں ڈال کر ایک ایک دوست کا نام پکار پکار کر خود کھانا پیش کیا۔فرمایا مجھے پتہ ہے آپ سب تکلف سے کام لیتے رہیں گے۔

کھانے سے فارغ ہوکر قافلہ پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جہاں بھی گاڑیوں میں پیٹرول وغیرہ بھروانے کے لئے رکتے، حضور انور فرداً فرداً ایک ایک گاڑی چلانے والے دوست سے ان کی خیر و عافیت پوچھتے رہے اور فرماتے اگر آپ تھک گئے ہوں تو میں گاڑی چلاؤں۔شام کو علی پور کے نزدیک ٹرکوں کے ایک ہوٹل پر گاڑیاں رکوا کر حضور نے چائے پی۔فرمایا کہ اس ہوٹل کی چائے بہت اچھی ہوتی ہے ۔ پہلے بھی جب بھی یہاں سے گزرتا ہوں ، یہاں ضرور چائے پیتا ہوں۔خلیفہ بننے سے پہلے حضوانور خود بہت بائی روڈ سفر فرماتے تھے اس لئے سڑکوں اور علاقے سے بہت واقفیت رکھتے تھے۔ مغرب کے نزدیک ہم بہاولپور پہنچے جہاں ریسٹ ہاؤس میں ملتان کے امیر جماعت ملک فاروق کھوکھر صاحب اور صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ محمود احمد بنگالی صاحب نے حضور او رقافلے کا استقبال کیا اور چائے پیش کی۔حضور نے وہاں مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں۔صدر صاحب ربوہ سے حضور کی گاڑی اور دیگر 4 گاڑیاں لے کر بہاولپور پہنچے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد حضور نے صدر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ آپ جو گاڑیاں لے کر آئے ہیں وہ ہمارے اس قافلے کے ساتھ شامل نہیں ہوں گی، ہاں آپ امیر صاحب کراچی سے پوچھ لیں، اگر ان کی کسی گاڑی میں سامان زیادہ ہوتو وہ آپ اپنی گاڑی میں رکھوالیں یا اگر کوئی گاڑی خرابی کر رہی ہوتو ان سے تبدیل کرلیں۔لیکن یہ خیال رکھیں کہ جو دوست کراچی سے گاڑی چلاتے آرہے ہیں وہی دوست اس گاڑی کو چلائیں گے۔آپ قافلہ میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔آپ کی گاڑیاں قافلہ کی گاڑیوں سے 10 منٹ کا وقفہ رکھ کر چلیں اور اس فاصلہ کو ربوہ تک برقرار رکھیں۔ قافلہ بہاولپور سے روانہ ہوکر خدا تعالیٰ کے فضل سے رات 12 بجے ربوہ پہنچ گیا۔الحمدللہ

ربوہ پہنچ کر جیسے ہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو فرمایا الحمد للہ ہم سب بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔آپ سب احباب جو میرے ساتھ کراچی سے آئے ہیں ۔اب میرے

مہمان ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ کچھ دوستوں کے اپنے گھر بھی ہیں لیکن کیونکہ آپ میرے ساتھ آئے ہیں اس لئے میرے مہمان ہیں۔ آپ سب دوستوں کے لئے مَیں نے صدر انجمن (احمدیہ) کے گیسٹ ہاؤس میں انتظام کیا ہے اور میری نمائندگی میاں لقمان کریں گے۔ آپ سب دوست بلا تکلف بتائیں اگر کوئی دوست رات کو چائے یا دودھ پی کر سونے کے عادی ہیں تو ان کو چائے یا دودھ پیش کیا جائے کھانے کے بعد۔ اور امیر صاحب کراچی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ امیر صاحب کوئی دوست میری بغیر اجازت واپسی کا پروگرام نہ بنائے۔ اب آپ سب دوست آرام فرمائیں۔ پیارے آقا کا اپنے ادنیٰ غلاموں کے ساتھ یہ سلوک۔ اگلے دن 25ر فروری کو صبح ہی حضور نے سب دوستوں کی خیریت معلوم کروائی۔ اور شام کو قصرِ خلافت میں ملاقات کے لئے بلوایا۔ شام کو ملاقات ہوئی، ہر دوست سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ خیریت معلوم کی اور ہر دوست کو تحفہ دیا۔ ہر تحفہ کے اوپر اور اندر حضور نے اپنے دستِ مبارک سے چٹ لگائی اور اس پر اس دوست کا نام اور دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ مجھے ایک پین کا سیٹ اور ایک ٹیبل ڈائری تحفہ میں ملی دونوں پر جو چٹ لگی ہے اس پر تحریر ہے۔

’عزیزم منیر احمد سلمہ تعالیٰ کے لئے پُر خلوص دعاؤں کے ساتھ والسلام مرزا طاہر احمد‘‘ اور تاریخ درج ہے۔

تحائف کے بعد حضور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔

اس وقت حضور نے پرائیویٹ سیکرٹری اسلم منگلا صاحب سے پوچھا کیوں منگلا صاحب تھک تو نہیں گئے۔ آپ کو سفر پسند آیا۔ منگلا صاحب نے جواب دیا جی حضور سفر بہت اچھا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا منگلا صاحب آئندہ جب بھی ہمیں کراچی جانا ہوگا امیر صاحب کو درخواست کریں گے کہ ہمیں آ کر لے جائیں۔ چھوڑیں پی آئی اے والوں کو۔ کیوں امیر صاحب ہمیں آ کر لے جائیں گے؟ امیر صاحب نے کہا جی حضور آپ جب حکم فرمائیں گے ہم حاضر ہو جائیں گے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ آپ سب احباب کو اجازت ہے جب اور جیسے چاہیں اپنا واپسی کا پروگرام بنالیں۔ جو دوست گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرنا چاہیں ضرور ٹھہریں۔

اس ملاقات کے قریباً دو ماہ بعد ہی حضور دوبارہ بائی روڈ کراچی تشریف لائے اور لنڈن تشریف لے گئے۔‘‘ 68

اس سفر کے بارے میں مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب فرماتے ہیں کہ:

''اس سفر کے دوران حیدر آباد کے قریب دریائے سندھ کے پل کے پاس حضور کی کار کا ٹائر پنکچر ہو گیا جسے تبدیل کیا گیا۔ جبکہ اوباڑو کے قریب کھانا کھایا گیا اور نماز جمعہ ادا کی گئی۔

اس سفر میں حضور نے مع اہل خانہ مکرم عبداللہ ڈاہری صاحب کے گھر قیام فرمایا، جبکہ اہل قافلہ مکرم عبدالقادر ڈاہری صاحب کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نے انتہائی مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مکرم یوسف سلیم صاحب خوش نویس نے ریکارڈ بھی کیا۔'' [69]

غیر احمدی امریکن کی جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت

کراچی کے ایک نوجوان مکرم طاہر محمود صاحب (موجودہ صدر حلقہ ملیر کالونی کراچی) کے توسط سے ایک کرسچن امریکی دوست سعودی عرب سے آ کر جلسہ سالانہ ربوہ 1983ء میں شامل ہوئے۔

ائر پورٹ پر صبح 4 بجے مہمان کا استقبال کرنے کے لئے مکرم چوہدری محمد علی صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی ایک کار لے کر آئے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کراچی کے 10 خدام نے سائیکلوں پر آ کر مہمان کا استقبال کیا۔

کراچی میں آپ کی رہائش کا انتظام مکرم محمد اقبال منہاس صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ حلقہ ماڈل کالونی کراچی کے گھر کیا گیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ایک اہم خط

1983ء میں لجنہ اماء اللہ کراچی کی ایک رکن محترمہ محمودہ امتہ السمیع صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے آپ کے بعض خطبات کا انگریزی ترجمہ کرنے کی اجازت چاہی تو حضور نے ان کو درج ذیل اہم خط تحریر فرمایا۔

حضور فرماتے ہیں:

''آپکا وہ خط خاص طور پر میرے پیش نظر تھا جس میں آپ نے یہ ذکر کیا تھا کہ آپ سوال و جواب کی کیسٹس کا انگریزی میں ترجمہ کرانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ یہ تو نیکی اور پوچھ پوچھ والی بات ہوگئی۔ یہ تو بہت مبارک خیال ہے بلکہ ایسا خیال ہے جو خود میرے ہی دل کی آواز ہے۔

شوق سے ایسا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکی رہنمائی اور نصرت فرمائے اور کام کی ہمت بھی بخشے اور اس نیکی کی بہترین جزاء بھی عطا فرمائے۔

میں نے جب یہ پڑھا تو بے اختیار میرے دل سے یہ مناجات اُٹھی کہ اے اللہ! تو کتنا پیارا اور کتنا محسن ہے کہ میرے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے اور تُو اسے دوسرے دل میں ارادے بنا کر اتار دیتا ہے۔ خدمت دین کے لئے خود ہی مجھے مددگار مہیا فرماتا ہے اور پھر خود ہی خدمت کی توفیق بخشتا ہے اور سارے کام خود ہی بناتا چلا جاتا ہے۔

پس آپ ضرور ایسا کریں۔ اللہ کی نصرت آپ کے ساتھ ہو اور بہترین خدمت کی توفیق نصیب ہو۔ یہ امر ضرور پیش نظر رہے کہ یہ کام بہت لمبا، محنت طلب اور صبر آزما ہے اور اس میں مندرجہ ذیل مراحل کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

1۔ مختلف کیسٹوں میں بیان کردہ مضامین کو مضمون وار الگ کر کے یکجا کرنا۔ اس بارے میں مرکز میں پہلے ہی کام ہو رہا ہے اور بعید نہیں کہ آپکے پاس جو کیسٹس ہوں وہ پہلے ہی مضمون وار مرتب کی جا چکی ہوں۔

2۔ ایک غیر جانبدار سامع کے طور پر ان کیسٹس کو بار بار اطمینان سے سننا اور اپنی یادداشت میں یہ امر محفوظ کرنا کہ ٹیپس کے کون کون سے حصے گہرا اثر رکھنے والے ہیں اور کون کون سے غیر موثر یا غیر واضح ہیں جنھیں نکال دیا جائے تو نقصان کے بجائے فائدہ ہوگا اور کیسٹ پہلے کی نسبت زیادہ دلچسپ ہو جائے گی۔

3۔ یہ معلوم کرنا کہ کونسی بات بے وجہ دہرائی گئی ہے اور لاحاصل تکرار ہے جسے نکال دینا بہتر ہے لیکن خیال رہے کہ سمجھانے کی غرض سے جو زاویے بدل بدل کر بات کی جاتی ہے اسے تکرار نہیں کہتے۔ تکرار صرف اس بات کو کہتے ہیں جو مضمون واضح ہو جانے کے باوجود بے وجہ دہرائی جا رہی ہے اور طبیعت پر بوجھ ڈالے۔

4۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ مضمون کے کون سے حصے اخذ کرنے ہیں اور ذہنی طور پر انھیں ترتیب دینے کے بعد سوال و جواب کی صورت میں انکا ترجمہ قلمبند کر لیا جائے اور وہاب صاحب کو یا کسی اور اچھے انگریزی دان کو دکھا کر مضمون کو مزید صیقل کر لیا جائے اور زوردار بنا دیا جائے۔ زبان بہت سجی ہوئی اور گلکاریوں والی نہ ہو لیکن ہو نہایت فصیح و بلیغ اور موقعہ محل کے مطابق

قوت اور شوکت والی زبان، جو خواہ مخواہ دل میں اُتر جائے۔

5۔ یہ سوال و جواب تیار کر کے ایک مجلس منعقد کریں جس میں اپنی طرح کی اور اچھے تلفظ والی خواتین کے ذمہ کچھ سوال کر دیں اور آپ جواب دینے لگیں۔ فضا ایسی ہو جیسے مجلس سوال و جواب کی فضا ہوتی ہے لیکن شروع میں تمہید میں یہ بات کھول دیں کہ اصل مجالس سوال و جواب اردو میں تھیں آپکی طرف سے انھیں انگریزی میں ڈھال کر اس کوشش کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ اصل مجالس کی فضا اور روح قائم رہے۔

6۔ ٹیپ کے شروع میں پانچ منٹ چھوڑ دئے جائیں تا کہ اچھی آواز میں مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے تلاوت ریکارڈ کی جا سکے۔

7۔ آخر پر بھی چند منٹ چھوڑ دئے جائیں تا کہ مضمون میں قرآن و حدیث یا دیگر کتب کا جہاں جہاں ذکر ہو اس کے حوالہ جات ٹیپ کے آخر پر ریکارڈ کر دئے جائیں۔

امید ہے کہ اس سے انشاء اللہ انگریزی دان طبقے کو بہت فائدہ پہنچے گا اور تمام دنیا میں ان کو پھیلا کر ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا جا سکے گا۔

میرا خیال ہے آپ کو دو تین مہینے تو ضرور اس کام میں لگ جائیں گے۔ کیا ہمت ہے؟''

وفات مکرم سید رشید طارق صاحب

مکرم سید رشید طارق صاحب سابق قائد ضلع کراچی اور قائد علاقہ خیر پور (سندھ) مورخہ 2/مارچ 1984ء کو وفات پا گئے۔ [70]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت لنڈن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 29 اور 30/اپریل 1984ء کی درمیانی رات کراچی ائر پورٹ سے لنڈن روانہ ہوئے۔ کراچی سے جو وفد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا استقبال کرنے اور انھیں کراچی لانے کے لئے سکھر گیا اس کے امیر قافلہ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب تھے آپ اس سفر اور اس سے چند دن پہلے کراچی کے حالات کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

'' 27/اپریل 1984ء کو مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم چند ممبران مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی ڈیفنس سوسائٹی میں واقع گیسٹ ہاؤس جماعت احمدیہ کراچی میں مکرم امیر

صاحب کراچی کے دفتر میں مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس روز مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کا انتظار ہو رہا تھا جو ایک انتہائی اہم میٹنگ میں شمولیت کے بعد ربوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد امیر صاحب کی آمد کی اطلاع ملی۔ آپ اپنے دفتر میں داخل ہوئے اور وہاں کئی ممبران عاملہ کو بیٹھا دیکھ کر مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کو باہر آنے کا حکم دیا۔ یہ دونوں بزرگان گیسٹ ہاؤس کے لان میں گفتگو کرتے رہے۔ اسی دوران مکرم زرتشت منیر احمد خاں صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کو بھی امیر صاحب نے باہر بلایا۔ مزید کچھ دیر کے بعد خاکسار (میجر بشیر احمد طارق) اور مکرم راجہ ناصر احمد صاحب سیکرٹری ضیافت کو بھی باہر بلایا گیا۔ ہمیں ہدایت ملی کہ راجہ ناصر احمد صاحب کے صاحبزادے مکرم راجہ شاہد احمد صاحب کو گیسٹ ہاؤس لایا جائے چنانچہ ہم دونوں انھیں ڈرگ روڈ سے گیسٹ ہاؤس کراچی لے کر آئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ حضور کا 30/اپریل 1984ء کو پہلے پہر کراچی سے ایمسٹرڈم جانے والی KLM کی پرواز سے لنڈن جانے کا پروگرام ہے اور حضور بذریعہ کار 29/اپریل 1984ء کو شام کے وقت کراچی پہنچیں گے۔

مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب اور مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ سکھر میں، جہاں حضور نے ربوہ سے بذریعہ کار پہنچنا تھا، حضور کے استقبال سے لے کر کراچی ائرپورٹ سے روانگی تک کے جملہ انتظامات کی منصوبہ بندی کریں۔

چنانچہ اس رات اور اس سے اگلے دن ہم نے مختلف مراحل کی نشاندہی کر کے مکرم امیر صاحب کراچی کی منظوری کے بعد ان کی انجام دہی کے لئے کام کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سکھر میں حضور کا استقبال، سکھر سے کراچی بذریعہ سڑک حضور کے قافلہ کو Escort کرنا، کراچی میں مختصر قیام، ائرپورٹ پر امیگریشن کا مسئلہ، ائرپورٹ پر وی آئی پی (VIP) لاؤنج کے استعمال کی اجازت اور حضور کی قیام گاہ سے ائرپورٹ تک سفر جیسے کام شامل تھے۔

مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب اور خاکسار نے اس سلسلے میں ائرپورٹ کے متعدد دورے کر کے جملہ انتظامات کئے۔ امیگریشن کا کام مکرم رانا محمد افتخار صاحب (ایڈووکیٹ) کے سپرد کیا گیا جبکہ وی آئی پی لاؤنج کے بندوبست کی ذمہ داری مکرم راجہ شاہد احمد صاحب کو دی گئی۔ الحمدللہ ان دونوں اصحاب نے وقت آنے پر یہ دونوں کام بہت عمدگی سے ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو

بہترین جزا سے نوازے۔ آمین

بظاہر یہ دونوں اصحاب جماعتی طور پر زیادہ معروف نہیں تھے اور آج تک ان کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ لیکن ان دونوں نے حضور کی ہجرت لنڈن کے وقت جو عظیم کام کئے ان کی وجہ سے ان کے نام جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

حضور کا سکھر میں استقبال کرنے کے لئے اور وہاں سے کراچی تک Escort کرنے کے لئے مکرم امیر صاحب کراچی نے ایک وفد تشکیل دیا جس کی قیادت خاکسار (میجر بشیر احمد طارق) کو سونپی گئی۔ اس وفد میں خاکسار کے علاوہ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب، مکرم منظور احمد شاد صاحب، مکرم بریگیڈئر چوہدری عبدالوہاب صاحب، مکرم میجر نواز احمد منہاس صاحب اور دیگر تین افراد شامل تھے۔

خاکسار 29/اپریل کو علی الصبح وفد کے دیگر اراکین کے ساتھ کراچی سے سکھر کیلئے چار کاروں کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہم تقریباً 10 بجے صبح سکھر پہنچے اور حضور کی آمد کے انتظار میں تھوڑی دیر کے لئے ہم نے سکھر بیراج پر واقع ہوٹل انٹر پارک ان میں قیام کیا۔ تقریباً 11,12 بجے کے درمیان ہم حضور کے قافلے کو سکھر بیراج کو بائی پاس کرنے والی روہڑی سے آنے والی سڑک سے تھوڑا ہٹ کر ایک نہر کے کنارے پر ملے۔ حضور کا قافلہ دو کاروں پر مشتمل تھا۔ اس وقت حضور اپنے قافلے کے دیگر افراد کے ساتھ وہاں پر دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔

دیگر افراد کو پیچھے چھوڑ کر میں چند افراد کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آگے بڑھا۔ چونکہ حضور کے ساتھ محترمہ بیگم صاحبہ اور حضور کی دو چھوٹی صاحبزادیاں بھی تھیں۔ اس لئے ہم کچھ دور رک گئے۔ ہمیں دیکھ کر حضور ہماری طرف خود ہی تشریف لے آئے، ہمیں شرف مصافحہ بخشا اور اپنے کھانے کا تبرک عنایت فرمایا۔ حضور کے ساتھ آنے والے محترم بریگیڈئر وقیع الزمان صاحب اور محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے مجھ سے دریافت کیا کہ ہم کتنی کاروں پر آئے ہیں جب انہیں بتایا گیا کہ چار کاریں ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ چھ کاروں کے ساتھ حضور کا سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ مجھے ہدایت کی گئی کہ ہماری دو کاروں کو وہاں سے پہلے روانہ کر دیا جائے اور باقی دو کاروں کے ساتھ حضور کے ساتھ حضور کی ربوہ سے آنے والی دو کاروں سے کچھ فاصلہ رکھ کر پیچھے پیچھے آؤں۔ چنانچہ دو کاروں پر چار افراد کو

فوراً کراچی کے لئے روانہ کر دیا گیا اور ہم دو کاروں کے ساتھ حضور کے قافلے کو کچھ پیچھے رہ کر Escort کرتے رہے۔سکرنڈ پہنچ کر ربوہ سے آنے والی دو کاروں میں پٹرول ڈلوایا گیا۔ اس دوران بھی ہم پٹرول پمپ سے کچھ فاصلے پر کھڑے رہے۔ حیدر آباد ٹول ٹیکس پلازہ سے 200-300 میٹر پہلے حضور رکے اور سڑک جو یہاں پر ارد گرد کی زمین سے 6-7 فٹ اُونچی ہے سے نیچے تشریف لے گئے۔ یہ مغرب کے بعد کا وقت تھا اور کافی اندھیرا چھا گیا تھا۔ ہم بھی کچھ فاصلے پر پیچھے رک گئے۔ کسی نے آ کر کہا کہ کراچی کے وفد کے امیر کو حضور نے طلب فرمایا ہے۔ چنانچہ میں سڑک سے نیچے اُتر کر حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضور نے کراچی میں کئے گئے انتظامات کے بارے میں مجھ سے دریافت فرمایا۔ جب میں نے حضور کے قیام کی مجوزہ جگہ اور دیگر تفصیلات حضور کی خدمت میں پیش کیں تو حضور نے جماعت احمدیہ کراچی کے انتظامات کو اپنی توقع کے مطابق محسوس نہ کیا۔ چنانچہ حضور جیسے ہی وہاں سے روانہ ہونے لگے میں نے دوسری کار میں سوار مکرم منظور احمد شاد صاحب کو ہدایت کی کہ وہ قافلے کو چھوڑ کر فوراً آگے نکل جائیں اور حضور کے کراچی پہنچنے سے پہلے مکرم امیر صاحب کو حضور کے احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے درخواست کریں کہ حضور کے استقبال کے لئے جمع افراد کی تعداد کو مزید کم کر دیں۔

مکرم منظور احمد شاد صاحب کی رپورٹ پر مکرم امیر صاحب کراچی نے حضور کے استقبال کے لئے موجود افراد میں سے اکثر کو ایک اور گھر میں منتقل کر دیا۔ سپر ہائی وے پر کراچی ٹول ٹیکس پلازہ کے بعد جب حضور کے قافلے کی گاڑیاں کچے راستے تک پہنچیں تو حضور دوبارہ رکے اور کار سے اتر کر سڑک کے داہنی طرف کچھ دور جا کر آپ نے مجھے دوبارہ طلب فرمایا اور انتظامات کے بارے میں پھر دریافت فرمایا۔ میں نے حضور کی خدمت میں مکمل تفصیلات بیان کیں۔ اس کے بعد حضور نے چلنے کا ارشاد فرمایا۔ کراچی میں مکرم چوہدری کلیم اللہ صاحب کے گھر میں حضور کے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ وہاں پہنچنے پر حضور نے ضروری تیاری کی۔نمازیں ادا کیں۔ رات کا کھانا تناول فرمایا اس وقت ہم نے حضور کی طبیعت میں مکمل تبدیلی محسوس کی جس کی وجہ انتظامات کے حوالے سے جملہ خدشات کا دور ہو جانا تھا۔ اس کے بعد حضور کراچی ائر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ جس کار میں حضور کو ائر پورٹ لے جایا گیا وہ مکرم میجر نواز احمد منہاس صاحب کی ٹویوٹا کرولا 1980ء ماڈل تھی جسے خاکسار (بشیر احمد طارق) ڈرائیو کر رہا تھا۔ خاکسار کے بائیں جانب

اگلی سیٹ پر مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب تشریف فرما تھے جبکہ حضور اور محترمہ بیگم صاحبہ پچھلی نشستوں پر تشریف فرما تھے۔ جبکہ مکرم بریگیڈئر وقیع الزماں خان صاحب، مکرم چوہدری حمید نصراللہ صاحب اور حضور کی صاحبزادیاں اس سے پہلے بطور عام مسافر چیک اِن اور امیگریشن کے لئے علیحدہ روانہ ہو چکے تھے۔

حضور کی KLM کی فلائیٹ کے لئے ٹکٹوں اور ریز رویشن کا کام مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب پہلے ہی کر چکے تھے۔ (مکرم شیخ عبدالمجید صاحب آف کراچی کے مطابق کراچی میں حضور کی ٹکٹوں کی ریزرویشن کی ذمہ داری جہلمی صاحب کے ساتھ ان کے سپرد تھی۔ مؤلف) جہاز کی روانگی تک حضور کے بیٹھنے کے لئے VIP لاؤنج کا انتظام کیا گیا تھا۔ وی آئی پی لاؤنج، جو کہ اس وقت پرانے ٹرمینل نمبر 1 میں تھا، میں حضور کو لے کر جانے کے لئے خاکسار نے (کارکو) اس وقت متعین وی آئی پی ڈراپ لین پر کھڑا کیا۔ جہاں پر حضور اور محترمہ بیگم صاحبہ کار سے اُترے۔ حضور اس وقت اپنے نارمل لباس پگڑی اور شیروانی میں ملبوس تھے اور حضور کے چہرے پر مکمل اطمینان کی جھلک نمایاں تھی۔ مَیں حضور اور بیگم صاحبہ کو لے کر وی آئی پی لاؤنج میں پہنچا۔ وہاں ہمارے ساتھ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب اور راجہ شاہد احمد صاحب بھی شامل ہو گئے۔ ڈیفنس سوسائٹی سے ائر پورٹ تک سفر، وی آئی پی ڈراپ لین سے وی آئی پی لاؤنج تک پیدل سفر اور وی آئی پی لاؤنج میں قیام کے دوران مَیں نے حضور کی طبیعت میں مکمل اطمینان اور سکون مشاہدہ کیا۔ اس پورے عرصہ میں حضور ہمارے ساتھ مختلف موضوعات پر ہلکے پھلکے انداز میں گفتگو فرماتے رہے جس سے حضور کے مکمل طور پر ہشاش بشاش ہونے کا تاثر ملتا تھا۔ مکرم رانا محمد افتخار صاحب (ایڈووکیٹ) نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نارمل طریقہ سے حضور اور بیگم صاحبہ کے پاسپورٹوں پر امیگریشن مہریں لگوائیں۔ بعض ٹیکنیکل وجوہات کی بناء پر جہاز کی روانگی میں کچھ دیر ہوئی۔ جس کی اطلاع KLM کے اسٹیشن منیجر نے ذاتی طور پر وی آئی پی لاؤنج میں آ کر حضور کو دی۔ جب روانگی کا وقت آیا تو KLM کے اسٹیشن منیجر نے حضور کو اپنی گاڑی میں جہاز تک پہنچایا۔

مکرم امیر صاحب کی طرف سے خاکسار کو ہدایت ملی کہ جب تک جہاز کراچی کی حدود سے باہر نہ نکل جائے میں نے ائر پورٹ پر ہی رہنا ہے۔'' 71

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی لنڈن روانگی کی خبر روزنامہ جنگ کراچی نے اپنی 3رمئی

1984ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر اس طرح شائع کی:

''مرزا طاہر احمد اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پاکستان سے چلے گئے''۔

............ان کے پاسپورٹ پر پیشے کی جگہ ہیڈ آف احمدیہ موومنٹ لکھا ہوا تھا۔ امیگریشن حکام یہ بتانے سے گریز کر رہے ہیں کہ ان کے بیرون ملک سفر پر پابندی عائد ہے یا نہیں۔ اگر عائد ہے تو انھیں جانے کی اجازت کیسے دی گئی۔''

سفر ہجرت کے بارے میں مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب نے فرمایا۔

''1984ء کے آرڈنینس کے نتیجے میں حضور کی یہاں (پاکستان۔مؤلف) سے روانگی ہوئی۔ اس سے قبل کچھ عرصہ سے جماعت کو احساس تھا اور یقیناً حضور کو بھی احساس تھا کہ حکومت کا رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ بہت سے اجلاس ہوا کرتے تھے جن میں مختلف پہلوؤں پر غور کیا جاتا تھا اور وکلاء کے ساتھ مشورہ کیا جاتا تھا۔

25/اپریل کو مجھے حضور کی طرف سے پیغام ملا کہ کچھ وکلاء کراچی سے ربوہ آئے ہیں وہ شام کو لاہور آجائیں گے۔ آپ ان وکلاء کا اپنے گھر میں انتظام کر لیں اور وہ جو بات کریں آپ ان سے مشورہ کرنے کے بعد ربوہ آ کر اس کی تفصیل پیش کریں۔ اس کے لئے میں نے وکلاء کو گھر بلا لیا ان میں وحید سلیم صاحب اور حمید اسلم قریشی صاحب تھے۔ بعض اور دوست بھی تھے............ یہ جو کراچی سے دوست آئے تھے یہ ربوہ سے لاہور کوئی دس گیارہ بجے کے قریب پہنچے۔ ان کے آنے کے بعد ان سے مشورہ ہوتا رہا۔ انھوں نے بیان کیا کہ ان خطوط پر جن پر بعد میں یہ قانون بنا ہے، کچھ قانون سازی کی جارہی ہے مگر بعد کے حالات سے پتا چلا کہ ان کو جس نے بھی اطلاع دی تھی اس نے تو کہا تھا کہ قانون سازی کی جارہی ہے۔ لیکن عملاً قانون سازی ہو چکی تھی۔ بعد میں 26/اپریل کو صبح فجر کی نماز کے وقت یا تھوڑی دیر بعد میں ان وکلاء کے ساتھ ربوہ پہنچ گیا اور لنڈن کے سفر کے لئے KLM کا انتخاب کیا گیا۔ اس کی کئی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ہمیشہ KLM سے سفر کیا کرتے تھے اور اس سروس کو پسند فرماتے تھے۔ KLM کے اس وقت کے افسران کے جماعت کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔

محترم چوہدری احمد مختار صاحب سے بعد میں کسی وقت گفتگو سے معلوم ہوا کہ

KLM کے ڈچ افسر کو معلوم تھا کہ حضور اس سے سفر کر رہے ہیں تو انھوں نے کہا کہ ہم آپ کا انتظام کر دیں گے اور ان کے پاس فرسٹ کلاس میں دو ہی سیٹیں تھیں اس لئے سارا قافلہ اکٹھا نہیں جا سکتا تھا لیکن یہ ایسے لوگ تھے جن پر اعتماد کیا جا سکتا تھا۔''

سفر کے دوران جو واقعات ائر پورٹ پر ہوئے ان کے بارے میں محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب نے فرمایا کہ:

''حضور اور بیگم صاحبہ کا فرسٹ کلاس میں انتظام ہو گیا تھا اور حضور کی دو بچیاں اور مکرم وقیع الزمان خان صاحب اور میرا انتظام اکانومی کلاس میں تھا۔ ائر پورٹ پر اب حضور کی روانگی کا آخری مرحلہ تھا۔ میں بکنگ کروانے کے بعد ویٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سول ایوی ایشن کے ایک واقف کار آ گئے اور کہا کہ کہاں جا رہے ہو میں نے جواب دیا کہ باہر جا رہا ہوں تو اس نے کہا کہ میرے لائق کوئی خدمت؟ میں نے کہا کہ ہمارے حضرت صاحب جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب وہ سوار ہو جائیں تو تم یہاں آ کر باہر سے اشارہ کر دینا کہ وہ سوار ہو گئے ہیں تو مجھے اطمینان ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، جب ہوائی جہاز کی روانگی کی اناؤنسمنٹ شروع ہوئی تو مکرم وقیع الزمان خان صاحب بچوں کو ساتھ لیکر جہاز میں چلے گئے میں نے ان سے کہا کہ آپ چلیں میں ابھی آتا ہوں۔ میں وہیں لاؤنج میں بیٹھا اس آدمی کا انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد اس آدمی نے آ کر اشارہ کیا تو پھر میں بھی جہاز میں آ گیا، جہاز میں حضور اور حضرت بیگم صاحبہ فرسٹ کلاس کی سیٹ نمبر 1 اور 2 پر تشریف فرما تھے۔ خدا کے فضل سے کراچی سے ایمسٹرڈم کا سفر نہایت پر سکون گزرا۔''72

مکرم راجہ شاہد احمد صاحب، جن کا ذکر حضور کی ہجرت کے حوالے سے پہلے آ چکا ہے، تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میں جب گیسٹ ہاؤس پہنچا تو محترم امیر صاحب چند احباب کے ساتھ اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے۔ مکرم امیر صاحب نے مجھے انتہائی دائیں جانب بیٹھنے کے لئے کہا میرے پہنچنے پر امیر صاحب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور کی لنڈن روانگی کے بارے میں بتایا۔ مکرم امیر صاحب نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ ائر پورٹ کی تمام ذمہ داری تمہاری ہے۔

میں نے KLM کے، جس جہاز سے حضور نے روانہ ہونا تھا، اسٹیشن منیجر سے یہ طے کر

لیا تھا کہ وہ حضور کی آمد سے پہلے ہی وی آئی پی لاؤنج کے سامنے وی آئی پی کار لے کر خود موجود ہوں گے۔

حضور ائرپورٹ تشریف لائے اور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے اور وہاں موجود احباب سے خوش باش باتیں کرتے رہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کی باتوں اور چہرے کے تاثرات سے کسی قسم کی پریشانی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ جبکہ خاکسار پر اپنی ذمہ داری کے احساس کی وجہ سے سخت دباؤ تھا۔

خاکسار اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر رہا تھا کہ تمام کام بخیر وخوبی ہو جائیں اور حضور کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی ذمہ داریوں میں سرخرو کرے۔ آمین

تقریباً بیس منٹ بعد اسٹیشن منیجر صاحب VIP لاؤنج میں آئے اور بتایا کہ جہاز تیار ہے۔ حضور تشریف لے چلیں۔ باقی سب احباب کو VIP لاؤنج میں خدا حافظ کرنے کے بعد حضور اور بیگم صاحبہ اور خاکسار VIP لاؤنج سے باہر آئے اور VIP کار میں بیٹھ کر جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور اور بیگم صاحبہ پچھلی سیٹ پر تشریف فرما ہوئے۔ جبکہ خاکسار کو بھی حضور اور بیگم صاحبہ کے ہاتھ کے سامان کے ساتھ جو میرے پاس تھا اسی کار میں آگے والی سیٹ پر حضور کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جہاز پر پہنچ کر جہاں اسٹیشن منیجر جہاز کی سیڑھی پر آگے آگے چل رہے تھے تاکہ حضور کو ان کی سیٹوں تک رہنمائی کر سکیں، وہاں یہ خوش قسمتی خاکسار کے حصے میں آئی کہ مجھے بھی حضور کے ساتھ جہاز کے اندر اُن کی سیٹوں تک جانے کا شرف حاصل ہوا خاکسار نے حضور اور بیگم صاحبہ کا ہاتھ کا سامان اُن کے حوالے کیا۔ پھر حضور سے مصافحہ کیا اور خدا حافظ کر کے واپس جہاز سے نیچے آ گیا۔ حضور فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔

تقریباً دس سے پندرہ منٹ میں جہاز کے دروازے بند ہو گئے اور جہاز سٹارٹ ہو کر رن وے کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں فوراً وہاں سے واپس VIP لاؤنج پہنچا تو دیکھا کہ سب احباب جا چکے تھے۔ وہاں سے میں نے فلائیٹ انکوائری اور پھر اے ٹی سی (ائر ٹریفک کنٹرول) سے معلوم کیا کہ KLM کا جہاز کتنی دیر تک پاکستان کی حد سے نکل جائے گا دوسرے اگر خدانخواستہ کسی ایمرجنسی کی وجہ سے جہاز کو دوبارہ واپس لانا ہو تو وقت کا تعین کرتے ہوئے کب تک لا سکتے ہیں۔

میرے پوچھنے پر اے ٹی سی والوں نے بتایا کہ جہاز کو پاکستان کی حد سے نکلنے اور اے ٹی سی سے رابطہ ختم ہونے میں آدھا گھنٹہ لگے گا۔ دوسرے اگر اتنا وقت ہو جائے تو جہاز کو واپس بلوانا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ خاکسار وہیں آدھا گھنٹہ انتظار کرتا رہا اور پھر دوبارہ اے ٹی سی سے معلوم کیا جس پر انہوں نے بتایا کہ KLM کا جہاز بخیریت پاکستان کی حدود سے نکل گیا ہے اور جہاز کا اے ٹی سی سے رابطہ بھی ختم ہو گیا ہے۔

اس کے بعد مَیں نے وہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مجھ پر جو ذمہ داری کا اتنا بوجھ تھا اسے خدا تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی سے احسن طریقے سے نبھانے کا شرف بخشا۔اس کے بعد جب میں ائر پورٹ سے باہر کار پارکنگ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں چند احباب موجود تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ کچھ دیر پہلے فوج کا ایک بریگیڈئر اور چند دوسرے فوجی دو دفعہ بہت تیزی سے اندر VIP لاؤنج کی طرف جاتے دیکھے ہیں۔جس پر اُن کو بہت تشویش تھی۔جس پر میں نے اُن کو بتایا کہ میں نے فوج کے کسی فرد کو VIP لاؤنج کی طرف آتے یا جاتے نہیں دیکھا اور نہ ہی حضور کی روانگی میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ ہوئی ہے اور بتایا کہ جہاز بخیریت روانہ ہو کر پاکستان کی حدود سے نکل چکا ہے۔اس کے بعد تمام احباب اور خاکسار اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ دوسرے دن دوپہر کو یہ خوشخبری ملی کہ حضور بخیریت لنڈن پہنچ گئے ہیں۔''

مکرم رانا محمد افتخار ایڈووکیٹ صاحب،جن کا ذکر حضور کی ہجرت لنڈن کے حوالے سے آ چکا ہے،تحریر کرتے ہیں کہ:

''ایک دن مکرم زرتشت صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا کہ گیسٹ ہاؤس میں آ کر ملیں۔ میں شام تقریباً 7-8 بجے کے قریب گیسٹ ہاؤس چلا گیا۔ ہم نے رات کا کھانا کھایا۔ وہاں زرتشت صاحب اور دوسرے بزرگان جماعت بھی موجود تھے۔ راجہ شاہد احمد صاحب اور محمد یوسف صاحب مجھ سے پہلے ہی موجود تھے۔ٹھیک 9 بجے خاکسار،مکرم مبارک احمد ساہی صاحب، محمد یوسف صاحب اور راجہ شاہد احمد صاحب وہاں سے بذریعہ کار روانہ ہوئے اور ہم چاروں احباب ائر پورٹ پہنچ گئے۔

حضور کا سامان بھی آ گیا تھا۔ میں اور یوسف صاحب سامان لے کر گئے۔جسے KLM ائر لائن کی فلائٹ پر بک کر دیا گیا۔ کچھ دیر بعد راجہ شاہد صاحب میرے پاس آئے اور کہا

کہ مکرم امیر صاحب خاکسار کو بلا رہے ہیں۔

خاکسار امیر صاحب کے پاس گیا۔ ان کے ارشاد پر مَیں نے عرض کی کہ مَیں حضور کے تشریف لانے سے پہلے امیگریشن کاؤنٹر سے ڈیپارچر Stamp لگوا کر لے آتا ہوں۔ امیر صاحب نے کہا کہ ایسا ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ ہوگی تو سامنے آ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ لے جائیں اور امیگریشن ڈیپارچر Clearance Stamp لگوا کر لے آئیں۔ مَیں نے اُنھیں کہا کہ کوئی شخص ایک بریف کیس میں پاسپورٹ اور ٹکٹ وغیرہ رکھ کر میرے ساتھ اندر چلے۔ جو دوست میرے ساتھ گئے ان کا نام بعد میں پتہ چلا وہ مسعود احمد جہلمی صاحب تھے۔ میں ان کو ساتھ لے کر امیگریشن کاؤنٹر پر چلا گیا۔

جب کاؤنٹر پر موجود شخص نے پاسپورٹ Stamp کرنے کے لئے چیک کیا تو پاسپورٹ میں پروفیشن کے خانہ میں Head of the Ahmadiyya Movement لکھا ہوا تھا وہ تھوڑا سا ہچکچایا اور پریشان ہوا۔ مَیں نے کہا کہ آپ اپنا ریکارڈ چیک کر کے تسلی کر لیں۔ اس نے ECL کو چیک کیا اور دوسرا ریکارڈ بھی چیک کیا جو کاؤنٹر پر موجود ہوتا ہے۔ لیکن کوئی ایسا ریکارڈ موجود نہیں تھا جس سے ظاہر ہو کہ حضور کو باہر جانے کی ممانعت ہے۔ یہ بہت ہیجان انگیز لمحات تھے۔ اس نے پاسپورٹ کو ڈیپارچر Stamp لگا کر میرے حوالے کر دیا اور میں نے اسے مسعود جہلمی صاحب کے حوالے کر دیا۔ اس دوران دوسرے پاسپورٹ، آپ کی بیگم صاحبہ، دو بیٹیوں اور بریگیڈئر صاحب کے تمام کام مکمل ہو گئے۔ امیگریشن کلیئرینس ہو چکی تھی۔ اللہ کے فضل سے سارا کام بخیر وخوبی اور آسانی سے ہو گیا۔ الحمدللہ

آدھے پونے گھنٹے کے بعد حضور تشریف لائے تو ان کو میجر بشیر احمد طارق صاحب نے VIP لاؤنج کے سامنے receive کیا اور ڈیپارچر لاؤنج کی طرف چلے گئے۔ وہاں پر جماعت احمدیہ کراچی کے جو احباب موجود تھے سب کو منع کیا گیا تھا کہ اکٹھے نہیں ہونا اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر علیحدہ علیحدہ کھڑے ہونا ہے تا کہ کسی کو محسوس نہ ہو کہ کسی خاص اہم شخصیت کی روانگی ہے۔

VIP لاؤنج میں تھوڑی دیر کے بعد میجر بشیر احمد طارق صاحب نے پوچھا کہ پولیس کیوں ائرپورٹ پر پہنچ رہی ہے۔ میں نے انہیں معلوم کر کے بتایا کہ گورنمنٹ کی کوئی خاص Movement ہے۔ اس سے حضور کی روانگی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد VIP

Movement کینسل ہوگئی تو وہ سب لوگ پانچ دس منٹ کے بعد واپس چلے گئے۔ جہاز تقریباً آدھے سے پونا گھنٹہ لیٹ ہوا۔ جس سے احباب جماعت کو بڑی تشویش لاحق ہوئی۔ زرتشت منیر احمد صاحب اور میجر بشیر احمد طارق صاحب مجھ سے بار بار پوچھتے تھے کہ کیا وجہ ہے معلوم کریں کہ جہاز Take off کیوں نہیں ہو رہا۔ میں نے امیگریشن کے Shift Incharge سے دریافت کیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ہم امیگریشن Clearance ائرلائن کو اِن ٹائم دے چکے ہیں، ممکن ہے کہ ائرلائن کا کوئی اپنا Technical مسئلہ ہو۔

جہاز اکثر آدھے پونے گھنٹہ لیٹ ہو ہی جاتے ہیں۔ جہاز کی Re-checking ہوتی ہے۔ Fuel کا مسئلہ ہوگا۔ ہمارا کوئی مسئلہ نہیں آدھے پونے گھنٹہ میں جہاز Take off ہو جائے گا۔ اور پھر اسی طرح ہوا۔ پونے گھنٹے بعد جہاز روانہ ہو گیا۔ ہم تمام دوست میجر بشیر احمد طارق صاحب، زرتشت منیر احمد صاحب، یوسف صاحب اور خاکسار پونے گھنٹے تک ائرپورٹ پر ٹھہرے رہے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ کہنے کو تو یہ چند لفظوں کی کہانی ہے۔ لیکن اُس وقت تک جب تک جہاز چلا نہیں گیا تمام لوگوں کی بے چینی دعاؤں میں ڈھلتی رہی۔ تقریباً ساڑھے پانچ بجے صبح کے قریب ہم سب گیسٹ ہاؤس واپس آ گئے۔ چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کے وہ الفاظ مجھے اب تک یاد ہیں۔ انہوں نے فرمایا'' کل تک رانا افتخار کو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن اب اللہ نے ان سے تاریخی کام لیا ہے''۔

یہ اللہ کی منشاء ہے وہی جانتا ہے دلوں کے بھیدوں کو۔ پھر میں فجر کی نماز کے بعد گھر واپس آ گیا۔ اگلے دن چار بجے مجھے منور احمد نوری صاحب نے اطلاع دی کہ گیسٹ ہاؤس پہنچ جاؤ۔ میں جب شام کو گیسٹ ہاؤس گیا تو جماعت کے بہت سے احباب موجود تھے۔ محترم امیر صاحب نے اعلان کیا کہ الحمد للہ حضور بفضلِ خدا لندن پہنچ گئے ہیں۔ اگلے دن اخباروں میں خبریں چھپ گئیں کہ خلیفہ جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ملک چھوڑ گئے ہیں۔ ایف۔آئی۔اے نے انکوائری کی کہ مرزا طاہر احمد صاحب کیسے ملک چھوڑ گئے انکوائری کے بعد پتہ چلا کہ ان کا نام ECL میں نہیں تھا، اس لئے ان کو روکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

میں صد فیصد یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ECL میں نہ تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا نام تھا اور نہ ہی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا نام تھا۔ ان میں سے کسی ایک کا بھی نام ہوتا تو

وہاں ضرور لکھتے کہ ناصر احمد قادیانی یا طاہر احمد قادیانی اور ان کے ساتھ ربوہ کا ایڈریس ضرور لکھتے۔ پورے رجسٹر میں ایسا کوئی نام نہیں تھا اور خالی نام نہیں لکھا جاتا پورا بائیو ڈیٹا (Bio data) لکھا جاتا ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت اور ایک خادم کا اعزاز

مکرم عبدالرحیم طارق صاحب جو مجلس مارٹن روڈ کراچی کے رکن تھے اور حبیب بنک اور قومی باسکٹ بال ٹیم کے کھلاڑی بھی تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت لنڈن کے حوالے سے ایک اہم خدمت کا موقع دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

''خاکسار 1984ء میں ملتان سے نیشنل باسکٹ بال چمپیئن شپ کھیل کر اپنے ساتھیوں سجاد ملک اور ظہیر شاہ کے ساتھ ربوہ آیا۔ اسی دن بدنام زمانہ آرڈیننس ضیاء الحق نے جاری کیا۔ خاکسار نے اپنے ساتھی سجاد ملک کے ساتھ واپس اگلے دن کراچی جانا تھا لیکن مجھے سخت بخار ہو گیا۔ میں نے ملک سجاد کو کہا کہ وہ اگلے دن کی ٹرین کی بکنگ کروا کر ٹکٹ مجھے ربوہ بھجوا دے تاکہ میں اگلے دن کراچی جا سکوں مگر جب مجھے ٹکٹ ملا تو وہ PIA کی نائٹ کوچ کا تھا۔ خاکسار بیت مبارک میں عشاء کی نماز پڑھنے کیلئے گیا حضور انور کے الفاظ سنے اور لاہور کے لئے روانہ ہو گیا۔ لاہور ائر پورٹ سے نائٹ کوچ نے صبح ڈھائی بجے روانہ ہونا تھا۔ خاکسار نے بورڈنگ کارڈ حاصل کیا اور بجائے لاؤنج میں جانے کے وہیں ٹہلتا رہا۔ اتنے میں فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا اور میں لاؤنج میں جانے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب (موجودہ ناظر رشتہ ناطہ) اور مکرم مسعود جہلمی صاحب (وکیل التبشیر) بڑی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور سیدھے بورڈنگ کارڈ کے کاؤنٹر کی طرف گئے۔ خاکسار بھی ان کی طرف گیا اور ان سے پوچھا کہ خیریت ہے کیونکہ وہ جلدی میں تھے۔ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب نے مجھے کہا کہ آپ فوراً اپنا بورڈنگ کارڈ دے دیں۔ لہٰذا میں نے بلا چون و چرا اپنا بورڈنگ کارڈ مکرم راجہ صاحب کے حوالے کر دیا اور انہوں نے مکرم مسعود جہلمی صاحب کو پکڑا دیا۔ کیونکہ فلائٹ Announce ہو چکی تھی لہٰذا وہ فوراً لاؤنج کی طرف روانہ ہو گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس سے قبل میں سیکورٹی اہلکار سے مل چکا تھا اور انہوں نے بھی دیکھا تھا کہ میں نے بورڈنگ کارڈ حاصل کر لیا ہے۔ جب میں

باہر آنے لگا تو سیکورٹی والے نے کہا کہ چانس پر سیٹ نہیں ملی تو کوئی بات نہیں اگلی فلائٹ سے چلے جانا۔ میں مکرم صدیق ڈرائیور صاحب کے ساتھ دارالذکر آ گیا اور اگلے دن کراچی کے لئے روانہ ہوا۔

مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ حضور ربوہ سے ہجرت کر چکے تھے اور حضور کی سفری دستاویزات مکرم مسعود جہلمی صاحب نے کراچی لے کر جانی تھیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس عاجز سے کام لیا۔ میرا بیمار ہونا اور ٹرین کی بجائے جہاز کا ٹکٹ ملنا اور وہ بھی اس فلائٹ کا جس میں مکرم مسعود جہلمی صاحب نے جانا تھا اور میرا بورڈنگ کارڈ لینے کے بعد لاؤنج میں نہ جانا بلکہ وہیں ٹہلتے رہنا اور سیکورٹی گارڈ جس نے مجھے بورڈنگ کارڈ کے ساتھ دیکھا تھا، کا کہنا کہ کوئی بات نہیں اگلی فلائٹ سے چلے جانا، ثابت کرتا ہے کہ یہ انسانی کام نہیں بلکہ خدا کے منصوبے کا چھوٹا سا حصہ ہے جس میں خدا نے اس عاجز سے کام لیا۔'' [73]

اس بارے میں مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر رشتہ ناطہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت لنڈن سے ایک دن قبل مکرم مسعود جہلمی صاحب کو فیصل آباد سے کراچی کے لئے روانہ کیا تا کہ وہ حضور کی روانگی کے لئے جہاز کی ٹکٹیں ریزرو کروائیں۔

اگلے دن شام کو مکرم مسعود جہلمی صاحب نے حضور کی سفری دستاویزات وغیرہ لے کر کراچی جانا تھا لیکن سیٹیں ریزرو نہ تھیں۔ ہم دونوں لاہور ائر پورٹ پہنچے۔ ہم میں سے ایک فرسٹ کلاس ریزرویشن کی لائن میں کھڑا ہو گیا اور دوسرا اکانومی ریزرویشن کی لائن میں، تا کہ جہاں سے سیٹ مل سکے وہ لے لی جائے۔ اس دوران ہم مسلسل دعائیں بھی کرتے رہے کیونکہ حضور بذریعہ کار کراچی کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ اسی رات حضور کی لنڈن جانے کے لئے KLM کی سیٹیں ریزرو تھیں۔

اس دوران ایک لڑکا میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں اور کہا کہ آپ ربوہ میں میرے ناظم اطفال تھے۔ مَیں پہچان گیا کہ یہ عبدالرحیم ہے۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو تو اس نے کہا کہ مَیں کراچی جا رہا ہوں۔ مَیں نے اس سے فوراً بورڈنگ کارڈ مانگا۔ عبدالرحیم نے بورڈنگ کارڈ مجھے دیا جو مَیں نے فوراً مکرم مسعود جہلمی صاحب

کے حوالے کر دیا اور وہ جلدی سے جہاز میں جانے کے لئے اندر چلے گئے۔“[74]

مرکز نماز پر حملہ اور اذان و نماز پر پابندی

مکرم محمد انوار صاحب آف دستگیر تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے مکان بمقام محلّہ گوہر آباد کراچی میں عرصہ دس سال سے نماز فجر با جماعت ادا کی جاتی تھی نماز سے پہلے فجر کی اذان بھی دی جاتی تھی۔

آپ تحریر کرتے ہیں کہ:

”مورخہ 20رجنوری 1984ء کو صبح کی نماز کے بعد 6 مولوی حضرات آئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ یہاں نماز پڑھتے ہیں۔ کل سے آپ نماز نہیں پڑھیں گے۔ میں نے پوچھا۔ آپ وجہ بتائیں کہ کیوں نماز نہ پڑھا کریں، کیا کسی نمازی سے کوئی شکایت ہے یا یہاں پر نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کے علاوہ کوئی اور کام ہوتا ہے۔ کہنے لگے ہم یہاں نماز پڑھنا برداشت نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم نماز بند نہیں کر سکتے۔

مکرم انوار صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کی اطلاع اپنے صدر صاحب حلقہ کو دی، انہوں نے مشورہ دیا کہ پولیس کو اس کی اطلاع کرنی چاہیئے۔ اس کی اطلاع پولیس کو دی گئی۔ چنانچہ پولیس کی گاڑی آ گئی اور اس نے ایک پڑوسی سے پوچھا کہ آپ لوگ کیوں ان کو نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں ہم اِن کو یہاں نماز نہیں پڑھنے دینگے۔

ایک پولیس افسر نے کہا کہ دونوں فریق اپنے چند آدمی لے کر شام تک آئیں تاکہ آپ کا تصفیہ کروا دیا جائے۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں پہنچ گئے لیکن فریق ثانی میں سے کوئی فرد نہ آیا۔ اس بات کے دو دن بعد 23رفروری 1984ء کو عشاء کی نماز کے بعد تقریباً 50 افراد نے مل کر مکان پر حملہ کر دیا، اس وقت میرے بچے اور بیوی گھر پر تھے، حملہ کرنے والوں نے مکان کا حصہ، گیٹ اور دیواریں توڑ دیں۔ بچے مشکل سے دیوار پھلانگ کر ایک پڑوسی کے گھر گئے انہوں نے پناہ دی۔ تقریباً پندرہ سے بیس روز تک پولیس کا پہرہ رہا۔ آخر کار SDM نے حکم دیا کہ ہم مجبور ہیں اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ یہاں پر نہ نماز پڑھی جائے اور نہ اذان دی جائے، اس طرح اپریل 1984ء کے آرڈننس سے پہلے ہی یہاں اذان بند کروا دی گئی۔“[75]

مکرم زرتشت منیر احمد صاحب پر مقدمہ

مکرم زرتشت منیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی پر ان کے محکمہ کی طرف سے احمدی ہونے کی وجہ سے مقدمہ قائم کیا گیا۔ مکرم زرتشت صاحب اوور سیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ آپ کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور کروائی گئی۔ بعد ازاں آپ بیرون ملک تشریف لے گئے۔ 76

سکھر ڈیوٹی

1984ء کے دور ابتلاء میں اندرون سندھ و بلوچستان خصوصاً جماعت احمدیہ سکھر اور ارد گرد کے علاقوں کو خصوصی طور پر بہت بڑے ابتلاء سے گزرنا پڑا اور وہاں کئی احمدی راہ مولا میں قربان کر دئے گئے۔ سب سے پہلے یکم مئی 1984ء کو مکرم و محترم عبدالرحمٰن قریشی صاحب امیر جماعت احمدیہ سکھر کو قربان کیا گیا۔

اس کے علاوہ اسی دوران ایسا وقت بھی آیا کہ سکھر کے تمام احمدی گرفتار کر لئے گئے اور بعض احمدی قاتلانہ حملوں میں زخمی بھی ہوئے۔ ان حالات میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے 1984ء سے ایک لمبے عرصے تک اپنے خدام وہاں بھجوائے جو خدمت خلق کے امور انجام دیتے رہے۔ ابتداء میں 14 خدام اور ایک ناصر، بعد ازاں 10 خدام اس کے بعد 6 خدام اور آخری دنوں میں غالباً 3 خدام خدمت خلق کے امور کی انجام دہی کے لئے جاتے رہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ جس خادم کو خدمت خلق کی یہ ڈیوٹیز انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی وہ مکرم مرزا صفدر علی صاحب آف عزیز آباد تھے جنہیں 27 مرتبہ یہ اعزاز حاصل ہوا ان کی ان خدمات کے اعتراف میں جماعت احمدیہ کراچی نے انہیں جلسہ سالانہ لنڈن میں شرکت کے لئے بھجوایا۔ اسی دوران پنوں عاقل اور شکار پور میں بھی خدمت خلق کی ڈیوٹیز ادا کی جاتی رہیں جبکہ سکھر ڈیوٹی میں روہڑی کی ڈیوٹی بھی شامل تھی۔ اس کے علاوہ سندھ اور بلوچستان میں (راہ مولا میں قربانیوں) اور دوسری ہنگامی ضروریات کے لئے بھی خدام کراچی سے جاتے رہے۔

اسیران راہ مولیٰ 1984ء

(1) مکرم ندیم احمد منہاس صاحب، مکرم سید خالد محمود صاحب اور مکرم وسیم احمد صاحب آف مجلس مالیر 19/اپریل 1984ء کو اسیر ہوئے۔[77] ان اسیران کی گرفتاری کی خبر کا ذکر ''ہیومن رائٹس ایڈووکیٹس کیلیفورنیا۔ امریکہ'' کی رپورٹ جنوری 1987ء کے صفحہ نمبر 23 پر موجود ہے۔

(2) مکرم جمال الدین امروہی صاحب ملیر کراچی میں آیات قرآنی کے طغرے فروخت کرتے ہوئے 20/اپریل 1984ء کو گرفتار ہوئے۔ ایک دن حوالات میں اور دو دن سینٹرل جیل کراچی میں اسیر رہے۔[78]

(3) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 25/مئی 1984ء بمقام بیت فضل لنڈن میں ارشاد فرمایا۔

''ابھی چند دن پہلے کراچی میں تین بڈھوں کو جو پچھتر سال سے زائد عمر کے تھے۔ جن کو میں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں، وہ بچارے تو ایک چڑیا کا دل بھی دکھانے کے قابل نہیں۔ نہایت دعا گو اور سادہ مزاج لوگ، ان کو ملک کے خلاف باغیانہ کوششوں اور نہایت ہی خوفناک اشتعال انگیزیوں کے جرم میں قید کر دیا گیا اور وجہ؟ وجہ یہ کہ بس میں سفر کر رہے تھے اور ساتھ ہی ان کے ایک آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ کس گھر میں جا رہے ہیں اور باتوں میں اس کو پتہ چل چکا تھا کہ یہ احمدی ہیں، چنانچہ جا کر پولیس کو رپورٹ کی کہ فلاں گھر میں تین چھاپہ مار گھسے ہیں۔ نہایت ہی خوفناک قسم کی اور وہ احمدی ہیں اگر ان کو نہ پکڑا تو ملک تباہ ہو جائے گا۔ چنانچہ فوراً تھانیدار نے کوئی (تاخیر کئے بغیر کاروائی کی)۔'' ان احباب پر 17/مئی 1984ء کو مقدمہ بنایا گیا۔ 18 اور 19/مئی 1984ء کو گرفتار ہوئے۔ اسیران کے نام یہ ہیں۔

1۔ مکرم خواجہ عبد المجید صاحب آف سولجر بازار

2۔ مکرم عبد الرحیم یونس صاحب

3۔ مکرم شفق مجید صاحب[79]

یہودیوں کی عبادت گاہ کا مسجد کے نام سے موسوم ہونا

اپریل 1984ء میں اینٹی قادیانی آرڈننس جاری ہوا جس میں کہا گیا کہ چونکہ احمدی غیر مسلم ہیں لہٰذا وہ اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' نہیں کہہ سکتے۔ اس کے لئے باقاعدہ قانون بنایا گیا اور سزا مقرر کی گئی۔

پاکستان کے دیگر احمدیوں کی طرح کراچی میں بھی احمدیوں نے قانون کی پابندی کرتے ہوئے اپنی بیوت الذکر کو مسجد لکھنا ترک کر کے ''بیت'' لکھنا شروع کر دیا۔

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ کراچی میں ہی رنچھوڑ لائن کے نزدیک نشتر روڈ پر یہودیوں کی ایک عبادت گاہ ''مسجد'' کہلاتی تھی اور اس کی عمارت پر نمایاں طور پر ''مسجد بنی اسرائیل'' لکھا ہوا تھا۔ یہ مسجد اپریل 1984ء کے آرڈننس کے بعد بھی موجود رہی۔ بعد ازاں اس کی جگہ ایک کثیر المنزلہ رہائش اور تجارتی عمارت تعمیر ہوگئی۔

کراچی میں یہودیوں کی ''مسجد بنی اسرائیل'' کا ذکر محمد عثمان دموھی نے اپنی کتاب ''کراچی تاریخ کے آئینہ میں'' کے صفحہ نمبر 662 پر کچھ اس طرح کیا ہے۔

''کراچی میں یہودیوں نے صرف ایک عبادت گاہ تعمیر کروائی تھی۔ یہ عبادت گاہ پتھروں کی بنی ہوئی ایک وسیع اور خوبصورت عمارت تھی جو نشتر روڈ پر واقع تھی۔ یہ ''اسرائیلی مسجد'' کے نام سے موسوم تھی۔''

یہودیوں کی ''مسجد بنی اسرائیل'' کی تصویر سامنے کے صفحہ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بیت النصرت دستگیر پر حملہ

1984ء میں بیت النصرت دستگیر کراچی کے خادمِ بیت نے چند جماعتی کاغذات جلائے تو مخالفین نے یہ کہہ کر بیت النصرت پر حملہ کر دیا کہ احمدیوں نے قرآن مجید جلا دیا ہے۔ اس حملہ میں بیت النصرت کو شدید نقصان پہنچا اور بیت النصرت کے تمام شیشے اور دروازہ ٹوٹ گیا۔ 80

کراچی میں مظالم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 25 مئی 1984ء میں فرمایا۔

''۔۔۔۔۔بہر حال یہ جرائم تھے جو مکہ میں کئے گئے۔ بچوں کو ماؤں سے جدا کیا، ماؤں کو بچوں سے جدا کیا گیا۔ نمازیں، تکلیف دیتی تھیں اتنی کہ بعض جگہ گھروں میں گھس کر روکا گیا زبردستی نمازوں سے، اور آج یہی کراچی میں ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا پہلے تو ہم یہ کہتے تھے کہ مسجدوں میں نہیں پڑھنے دینگے اب تم اپنے گھروں میں اپنی لائبریریوں میں نماز پڑھتے ہو؟ تمہارا کیا حق ہے نماز پڑھنے کا۔ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا ہو اور آج جسے روا نہ رکھا گیا ہو۔''[81]

جماعت ہائے احمدیہ سندھ و بلوچستان کی نگرانی

26/اپریل 1984ء کو آرڈیننس XX جاری کیا گیا جس کے تحت تمام دشمنان احمدیت کو کھلی چھٹی دے دی گئی کہ وہ احمدیوں کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں۔

ان حالات میں مرکز نے جماعت احمدیہ کراچی کے ذمہ سندھ اور بلوچستان کے علاقے لگائے کہ وہاں انسانی حقوق کے سلسلے میں احمدیوں کا دفاع کیا جائے، ایڈمنسٹریشن سے رابطہ رکھا جائے، مظلوموں کی خبر گیری کریں اور جہاں ممکن ہو جان و مال کی حفاظت کا انتظام بھی کیا جائے۔ اس کام کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے صدر محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی تھے۔

مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب اس بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''محترم امیر صاحب کو حتی الوسع پبلک Expose میں نہ لایا جاتا تا اُن پر ہاتھ ڈالنے کا قانونی جواز حکام کو نہ ملے، زیادہ بوجھ بیگ صاحب خود ہی اُٹھاتے۔ خط و کتابت پر انہی کے دستخط ہوتے۔ اس دوران مختلف احمدی جماعتوں کے خلاف فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی گئی۔ مولوی لوگ طرح طرح کی شرارتیں کرتے، جلسے کرتے، جلوس نکالتے، حملے کرتے، آگ لگاتے، مقدمے بنواتے اور گاہے گاہے احمدیوں کو (راہ مولا میں قربان) بھی کر دیتے، بلکہ (قربانیاں) تو باقاعدگی کے ساتھ ہونی شروع ہو گئیں۔ محراب پور، سکھر، نواب شاہ، حیدر آباد، پنوں عاقل میں وارداتیں ہوئیں۔ مہینہ ڈیڑھ مہینہ گزر جاتا تو ہم متفکر ہو جاتے کہ اب کہیں واردات ہو گی اور پھر ایسا ہو بھی جاتا۔ صوبائی حکومت کے لوگ اور دیگر حکام ہمارے ساتھ ہمدردانہ اور نرم بات کرتے لیکن کام

وہی کرتے جو ملّا چاہتا تھا۔ نہایت منافقانہ رویہ ہوتا۔۔۔۔نہایت مخالفانہ اور شر انگیز پالیسی تھی یہ ایک ایسی رو اور تحریک تھی جو State policy کے رنگ میں جاری تھی۔

مکرم کیپٹن صاحب مزید تحریر کرتے ہیں کہ:

''کمیٹی کا کام روزانہ ہوتا۔بعض ایام میں رات گئے دیر تک جاری رہتا۔ دورے بھی کرنے پڑتے۔ متاثرہ جماعتوں میں جا کر متاثرین سے ملاقاتیں ہوتیں۔ ان کی ضروریات کا جائزہ لے کر حتی الوسع انہیں پورا کیا جاتا۔ کئی گھرانے مختلف علاقوں میں شدید پریشر میں ہوتے، انہیں ہر وقت جان کا خطرہ تھا۔ جماعتی پالیسی تھی کہ گھر بار حتی الوسع نہ چھوڑا جائے۔بعض اوقات بہت مشکل ہو جاتا۔شروع شروع میں سندھ اور بلوچستان میں حالات پنجاب سے بہتر تھے اور ہم خوش تھے لیکن بعد ازاں بد بلکہ بدتر ہو گئے۔اور سندھ کے احمدیوں کی قربانیاں پنجاب سے پیچھے نہ رہیں۔''[82]

اس سلسلہ میں مکرم اقبال منہاس صاحب فرماتے ہیں کہ:

''مکرم چوہدری احمد مختار صاحب نے مجھے سکھر اور دوسری جماعتوں کے دورے پر بھیجا تا کہ ان سے مل کر حالات کا جائزہ لیا جاسکے اور ان کی جو ضروریات ہیں ان کو پورا کرنے کے سلسلے میں اقدامات کئے جاسکیں۔سکھر میں مکرم لطیف صاحب سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ مل کر جماعتوں کا دورہ کیا اور ایک مفصل رپورٹ مکرم امیر صاحب کراچی کی خدمت میں پیش کی۔''[83] مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب بھی اندرون سندھ دوروں پر جاتے رہے۔

اسی سلسلہ میں مکرم منیر احمد خورشید صاحب حال کینیڈا تحریر کرتے ہیں کہ:

''امیر صاحب کراچی نے فوری طور پر سندھ و بلوچستان کے لئے دو کمیٹیاں تشکیل دیں۔ تا کہ اگر ہنگامی طور پر کسی بھی علاقہ میں ضرورت ہو تو کمیٹی کے ارکان وہاں پہنچ کر امیر صاحب کراچی کی نمائندگی کر سکیں۔خاکسار بھی امیر صاحب کراچی کی ایک کمیٹی کا رکن تھا۔ سب سے پہلے جو کام ہمارے سپرد ہوا وہ حضور کی آڈیو کیسٹ سنوانے کا تھا جس میں حضور نے لندن پہنچ کر جماعت کے نام پیغام بھجوایا تھا۔اس کے متعلق ہمیں یہ حکم تھا کہ ہر شہر، قصبہ، گاؤں، گوٹھ ہر چھوٹی بڑی جماعت اور ہر فرد جماعت تک حضور کا یہ کیسٹ پہنچائیں۔خود جا کر سنائیں ۔ کاپی نہیں دینی۔ دوسرا بڑا کام تجنید کا تھا کیونکہ جماعت کے پاس تجنید کے صحیح اعداد و شمار نہیں تھے اور کوئی

ایسی معلومات نہیں تھیں جس میں افراد جماعت سے فوری رابطہ ممکن ہو سکے۔اس حوالے سے ایک فارم تشکیل دیا گیا۔اس فارم کے مطابق اعداد وشمار اکٹھے کئے گئے ۔ بڑے شہروں میں جا کر وہاں کے صدر صاحبان سے ان کے اطراف میں قصبہ گاؤں کے نام پتے لئے ۔اکثر نے ہماری رہنمائی کے لئے کسی نہ کسی خادم یا انصار کو روانہ کیا۔اس طرح ہم نے کافی حد تک تجنید کا کام بڑی جلد خدا کے فضل سے اور حضور کی دعاؤں کے طفیل مکمل کیا۔اس کی رپورٹ جب امیر صاحب کراچی نے حضور کی خدمت میں بھجوائی تو حضور نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ اس سے پہلے جماعت کے پاس اتنی تفصیلی تجنید نہیں تھی۔۔۔۔سندھ و بلوچستان میں جماعت یا احباب جماعت کے خلاف ہونے والے واقعات کی پوری رپورٹنگ اور مقدمات ہونے کی صورت میں وکلاء کے ساتھ ان کی پیروی میں ساتھ جانا اور فوری حضور کی خدمت میں مکمل تفصیلی رپورٹ جو بھی ممکن ہو اور اگر تصاویر بھی بن سکیں تو وہ بھجوانا بھی ہمارا کام تھا۔

اس کام کے لئے حضور کی لندن روانگی کے بعد سے نمائندہ امیر صاحب کراچی کی حیثیت میں خاکسار اور راجہ ناصر احمد صاحب پریذیڈنٹ ڈرگ روڈ نے بھی سندھ کے دورے کئے۔ ہمارے ساتھ مرزا عبدالباسط بیگ یا مرزا عبدالشکور بیگ میں سے ایک ضرور ہوتا تھا۔

30/اپریل 1984ء کو حضور کے لندن پہنچنے کے اگلے دن یکم مئی کو امیر صاحب ضلع سکھر اور شکار پور قریشی عبدالرحمٰن صاحب کو (راہ مولا میں قربان) کر دیا گیا۔ یہ صدر پاکستان ضیاء الحق کے ظالمانہ ترمیمی آرڈیننس 26/اپریل کے بعد پہلی (قربانی) تھی جو سکھر میں ہوئی۔ رات ہی امیر صاحب کراچی کو (قربانی) کی اطلاع مل گئی۔ امیر صاحب کے حکم پر خاکسار (منیر احمد خورشید)، راجہ ناصر احمد صاحب، مرزا عبدالشکور بیگ اور مرزا عبدالباسط بیگ رات کو ہی کار میں کراچی سے سکھر کے لئے روانہ ہو کر اگلے دن 2/مئی کو دن بارہ بجے کے قریب سکھر پہنچ گئے۔ وہاں محترم نجم الحق صاحب ایڈووکیٹ قائم مقام امیر صاحب سکھر اور قریشی عبدالرحمٰن صاحب کے بیٹے قریشی ناصر احمد صاحب اور قریشی رفیع احمد صاحب اور دیگر احباب جماعت سے ملاقات ہوئی، اور تفصیلی حالات اور واقعات معلوم ہوئے۔ خاکسار نے قریشی عبدالرحمٰن صاحب کے جسم اور چہرہ کی تصویریں اتاریں۔ کمر اور کاندھوں پر شائد ہی کوئی جگہ ایسی ہو جہاں زخم کا نشان نہ ہو۔ ظالموں نے اتنی بے دردی سے وار کئے کہ جسم کی کھال بھی جگہ جگہ سے اُدھڑ گئی تھی۔

تصاویر، تفصیلی رپورٹ اور پولیس رپورٹ کی کاپی (F.I.R اگر مل سکے) جتنی جلدی ہو حضور کی خدمت میں بھجوانی ہوتی تھیں۔ کیونکہ لندن میں جب جماعت کی طرف سے پریس ریلیز جاری کی جاتی تھی تو پولیس والے اس کی پولیس رپورٹ اور تصویر بھی ضرور مانگتے تھے۔ اسی شام ساری کارروائی مکمل کر کے محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب کی بڑی پرسوز ورقت آمیز نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں سکھر، شکار پور اور قریب کی جماعتوں کے احباب کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی اور زخمی دلوں اور سسکیوں کے ساتھ اپنے بزرگ بھائی کے جنازہ کو دعا کے بعد ربوہ کے لئے روانہ کیا۔

15/مارچ 1985ء کو مکرم ڈاکٹر انعام الرحمٰن صاحب انور کو سکھر میں (راہ مولا میں قربان) کر دیا گیا۔ آپ سکھر، شکار پور اور جیکب آباد کے ناظم انصاراللہ تھے۔ 15/مارچ کی رات کو ہمیں کراچی میں اطلاع مل گئی۔ فوری طور پر بکس کا انتظام کیا اور دو خدام کے ساتھ ویگن میں بکس سکھر روانہ کیا اور خود تین آدمی کار میں سکھر کے لئے روانہ ہوئے۔ رپورٹ لندن بھجوانے کے لئے سکھر میں F.I.R کی کاپی حاصل کی اور ڈاکٹر صاحب کے چہرے اور جسم کے فوٹوز لئے۔ نماز جنازہ کے بعد میت ربوہ روانہ کر دی گئی۔

17/اپریل 1985ء کو نواب شاہ کے قریب بھریا روڈ میں امیر ضلع نواب شاہ مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب کو (راہ مولا میں قربان) کر دیا گیا۔ ہم وہاں پہنچے۔ خاکسار نے مفصل حالات معلوم کئے اور مکمل رپورٹ تیار کی اور سیٹھ عبدالرزاق صاحب کے چہرہ اور جسم پر جہاں گولیوں کے نشان تھے فوٹو لئے۔ بکس تیار ہونے پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دعا کے بعد جنازہ ربوہ کے لئے بذریعہ وین روانہ کر دیا گیا۔

21/اپریل 1985ء یکم رمضان المبارک کو سکھر میں فجر کی نماز میں ایک مدرسہ سے ملحق مسجد میں بم پھینکا گیا جس میں دو نمازی مر گئے اور کئی زخمی ہوئے جس کی تمام تر ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ڈال دی گئی اور اس کی جو رپورٹ درج کروائی گئی اس میں کہا گیا کہ قریشی عبدالرحمٰن کے دو بیٹوں ناصر قریشی اور رفیع احمد قریشی نے جماعت کے دیگر افراد کے ساتھ مل کر اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے مسجد میں دستی بم پھینکے جس سے دو افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

جیسے ہی یہ واقعہ ہوا امیر صاحب کراچی کو اس کی اطلاع مل گئی۔ امیر صاحب کراچی نے فوری طور پر پریذیڈنٹ جیکب آباد اور روہڑی سے رابطہ کیا اور انھیں ہدایت کی کہ وہ سکھر کسی دوست کو بھجوا کر حالات پر نظر رکھیں اور حالات سے امیر صاحب کراچی کو مطلع کرتے رہیں۔ میں کراچی سے آدمی بھجوا رہا ہوں۔

خاکسار اور دیگر دو دوست دو دن پہلے ہی نواب شاہ سے کراچی پہنچے تھے۔ (امیر صاحب کے حکم پر) اسی شام خاکسار منیر خورشید، میجر بشیر طارق صاحب نائب قائد ضلع کراچی اور علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ سکھر کے لئے روانہ ہوئے۔ اگلے دن علی الصبح ہم سکھر پہنچ گئے۔ شہر میں جگہ جگہ ٹائر جلے پڑے تھے۔ کئی جگہ گاڑیاں بھی ٹوٹی پڑی تھیں۔ ہڑتال کی وجہ سے دوکانیں بھی بند تھیں۔ ہم نے کئی جگہ سے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔ جب ہم اپنی (بیت) پہنچے تو چند پولیس والے باہر بیٹھے تھے ان سے پتہ چلا کہ (بیت) اور اس کے اطراف جو ہمارے دوستوں کے 5 مکان ہیں سب پولیس نے سیل (Seal) کر دئے ہیں۔ جب پولیس سے پوچھا کہ یہ گھروں والے کہاں ہیں تو انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آپ D.S.P آفس سے یا اسپیشل پولیس سے معلوم کریں۔ D.S.P مظہر صاحب کے آفس گئے۔ ایک گھنٹہ انتظار کے بعد D.S.P صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کے سب آدمی اور عورتیں خیریت سے ہیں۔ حفاظتی اقدام کے تحت ان کو محفوظ مقام پر رکھا گیا ہے۔ وہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ ہم نے D.S.P سے اصرار کیا کہ آپ ہماری D.I.G میجر آصف علی شاہ صاحب سے بات کروا دیں۔ انھوں نے ہماری D.I.G سے بات تو نہیں کروائی لیکن کہا کہ آپ باہر انتظار کریں میں S.P صاحب سے بات کرتا ہوں۔ کچھ دیر انتظار کے بعد انھوں نے ہم کو بتا دیا کہ آپ کے سب آدمی پولیس لائنز کی ایک بیرک میں ہیں اور عورتوں کو ہم نے روہڑی سیمنٹ فیکٹری میں آپ کے گھروں میں پہنچا دیا ہے۔

ہم نے اپنے دوستوں سے ملنے کے لئے اجازت مانگی تو انھوں نے کہا کہ میں اپنا ایک سب انسپکٹر آپ کے ساتھ بھجوا دیتا ہوں وہ آپ کو لے جائے گا اور ملوا دے گا۔ ویسے شہر میں بہت کشیدگی ہے اس لئے آپ لوگ اکیلے نہ پھریں۔ آپ لوگوں کے لئے بہت خطرہ ہے۔ خیر یہ سب انسپکٹر ہم کو پولیس لائنز میں جہاں ہمارے دوست تھے لے آیا۔ ہماری ملاقات ہمارے دوستوں

سے ہوئی اور تفصیلی حالات سے آگاہی ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ پولیس نے آدھی رات کو ہی (بیت) اور احمدی گھروں کو گھیر لیا اور صبح 5 بجے کے قریب دروازوں پر دستک دی کہ آپ لوگ گھروں کو فوری خالی کر دیں اور ہر گھر میں پولیس کے پانچ پانچ سات سات آدمی داخل ہو گئے کہ فوری گھر خالی کر دیں۔ مجسٹریٹ صاحب موجود ہیں انھوں نے گھر سیل(Seal) کرنے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ ٹرکوں میں بٹھا دیا۔ گھروں کو تالے لگا کر سیل کر دیا۔ عورتوں کو بچوں کو کوئی کپڑا، دودھ اور کوئی سامان بھی نہیں لینے دیا۔ 2 رمضان اور شدید گرمی میں کئی گھنٹے پولیس لائنز لے جا کر ٹرکوں ہی میں بٹھائے رکھا۔ پیچھے سے گھروں کے تالے توڑ کر سارے گھروں کی تلاشی لی اور گھروں میں جو بھی قیمتی چیزیں مثلاً پیسے، زیور اور گھڑیاں وغیرہ سب کا سب غائب کر دیا۔

مَردوں سے ملنے کے بعد ہم روہڑی سیمنٹ فیکٹری گئے اور وہاں پریذیڈنٹ صاحب سے ملاقات کی اور سب کی خیریت اور فوری ضروریات کے بارہ میں ان سے معلومات کیں۔ انھوں نے بتایا کہ ہم نے عورتوں کو اپنے مختلف گھروں میں شفٹ کر دیا ہے۔ کچھ ضروری چیزیں ان کو پہنچا دی ہیں۔ کچھ اور منگوائی ہیں جیسے ہی آ گئیں ان کو پہنچا دی جائیں گی۔

اگلے روز کراچی سے دو وکلاء بھی سکھر پہنچ گئے۔ تیسرے دن 5 افراد کو صبح ہی پولیس کہیں اور لے گئی اور دوپہر کو باقی دوستوں کو رہا کر دیا اور کہا کہ آپ اپنے گھر جا سکتے ہیں کیونکہ مجسٹریٹ صاحب نے ڈیٹینشن آرڈر واپس لے لیا ہے اور گھروں کی سیل بھی کھولنے کا آرڈر کر دیا ہے۔ جب دوست گھروں کو واپس آئے تو گھروں کا سارا سامان الٹ پلٹ اور بکھرا پڑا تھا۔ پولیس نے بغیر کسی سرچ وارنٹ کے خود ہی تالے توڑ کر سب گھروں کی تلاشی لی۔

اس سارے آپریشن، گھروں کو سیل کرنے، احباب کی غیر قانونی گرفتاری اور ان کو حبس بے جا میں رکھنے کے خلاف ہمارے وکلاء نے کام شروع کر دیا۔

قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے فوری طور پر 10 خدام کو ڈیوٹی پر سکھر بھجوایا اور یہ سلسلہ ہر ہفتہ شروع ہو گیا۔ ہر جمعرات کی شام 10 خدام کراچی سے سکھر کے لئے روانہ ہو کر جمعہ کی صبح سکھر پہنچ جاتے اس طرح جمعہ کے دن کراچی کے 20 خدام ہوتے۔ جمعہ کی شام کو پہلے والے 10 خدام شام کی ٹرین سے واپس کراچی کے لئے روانہ ہو کر ہفتہ کی صبح کراچی واپس پہنچ

جاتے۔ یہ سلسلہ کافی لمبے عرصہ تک جاری رہا اور کبھی بھی ڈیوٹی کے لئے خدام کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ ہر دفعہ خدام کو روکنا پڑتا کہ آپ اگلی دفعہ چلے جانا۔ ان خدام کا قیام سکھر کی (بیت) میں ہوتا۔ ان کا کام (بیت)، گھروں اور دوستوں کی حفاظت میں وہاں کی جماعت کا ہاتھ بٹانا تھا کیونکہ وہاں خدام کی تعداد خاصی کم تھی۔ صبح خدام پہلے وہاں کے رہنے والے دوستوں کو ان کے کاموں پر چھوڑ کر آتے۔ پھر ان کے گھروں سے سودا سلف کا معلوم کر کے وہ سودا لا کر دیتے۔ پھر ان دوستوں کو کاموں سے واپس لینے جاتے۔ (جو گھر دُور ا کیلے واقع تھے ان میں کراچی کے خدام رات کو بھی ڈیوٹی دیتے تھے۔ مؤلف)

پانچ دوستوں پر مسجد میں بم پھینکنے اور لوگوں کو ہلاک کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کر کے ان کو سکھر سینٹرل جیل میں ایک الگ سیل میں منتقل کر دیا۔ بعد میں ان کو خطرناک قیدیوں کی بیرک میں منتقل کر دیا۔

جب ان دوستوں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا اس وقت بھی عدالتی تاریخوں پر اپنے وکلاء کو لے کر جانا ہوتا تھا۔ بعض دوسرے مقدمات کے سلسلے میں بھی عدالتوں میں وکلاء کو لے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ کئی دفعہ دھمکیاں اور قتل کی دھمکیاں بھی ملتی تھیں۔ ایک دفعہ ہماری جیپ پر فائرنگ بھی ہوئی۔ جیپ پر ایک گولی لگی۔

9/جون 1985ء کو محترم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب کو حیدرآباد میں (راہ مولا میں قربان) کر دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی (قربانی)، واقعات اور تفصیلی رپورٹ تیار کر کے حضور کی خدمت میں بھجوانے کے لئے امیر صاحب (کراچی) کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔

اس کے بعد تو زیادہ تر وقت سندھ میں ہی گزرا۔ زیادہ تر سکھر بم کیس اور دیگر مقدمات کے سلسلہ میں وکلاء کے ساتھ عدالتوں کے چکر لگتے تھے۔ گرمی اتنی شدید ہوتی تھی کہ خدا کی پناہ۔

29/جولائی 1985ء کو پنوں عاقل میں جناب محمود احمد صاحب کو (راہ مولا میں قربان) کر دیا گیا۔ اس کی رپورٹ اور تمام کارروائی کی ادائیگی امیر صاحب کراچی کی دوسری ٹیم نے کی۔

18/فروری 1986ء کو پنوں عاقل میں ہی جناب مقبول احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ اس واقعہ کی رپورٹنگ اور تمام کارروائی کی ادائیگی امیر صاحب کراچی کی دوسری ٹیم نے کی۔

11/مئی 1986ء یکم رمضان المبارک کو صبح 7 بجے مکرم خالد سلیمان صاحب جو کراچی

سے سکھر ڈیوٹی پر گئے ہوئے تھے، اس وقت سید قمر الحق صاحب کو اسکول چھوڑنے جا رہے تھے کہ سید قمر الحق صاحب کو بچاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور سید قمر الحق صاحب کے ساتھ ہی جام (قربانی) نوش کیا۔

خالد سلیمان نے چندسال پہلے ہی خود احمدیت قبول کی تھی۔ بہت ہی مخلص، ملنسار، نیک طبع انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ جوڈو کراٹے جانتے تھے اور کراچی میں خدام کو جوڈو کراٹے سکھاتے تھے۔

ہم کو اسی دن کراچی میں (قربانی) کی اطلاع مل گئی۔ فوری طور پر دو عدد تابوت کا انتظام کر کے وین کے ذریعہ دو خدام کے ساتھ سکھر کے لئے روانہ کئے اور خاکسار، راجہ ناصر احمد صاحب، عبدالشکور بیگ اور عبدالباسط بیگ بھی سکھر کے لئے روانہ ہوئے۔ اگلے دن علی الصبح ہم سکھر پہنچ گئے۔ دن چڑھنے پر خاکسار نے (قربان ہونے والوں) کے چہرے اور جسم پر زخموں کے نشانات کی تصویریں اتاریں۔ ان کے جسم پر جگہ جگہ چھریوں اور چاقوؤں کے گہرے زخم تھے۔ خالد سلیمان کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بُری طرح کٹی ہوئی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے چھریوں اور چاقوؤں کے پھل پکڑتا رہا جو وار قمر الحق صاحب پر ہو رہے تھے۔ اور اسی کش مکش میں اپنی جان بھی پیش کر دی۔ تصویروں کے بعد اس وقت موجود احباب نے اپنے (قربان ہونے والوں) کا آخری دیدار دبی دبی سسکیوں، آنسوؤں اور خدا کے حضور زخمی دل اور دلی دعاؤں سے کیا۔ اس کے بعد نماز جنازہ اور دعا کے بعد وین کے ذریعہ جنازے ربوہ روانہ کئے گئے۔

مئی 1986ء میں کوئٹہ میں چونکہ کئی دن سے گڑ بڑ چل رہی تھی، اس لئے کراچی سے 10 خدام ڈیوٹی پر کوئٹہ گئے۔ وہاں جمعہ کے دن پولیس کی معیت میں ڈیڑھ ہزار کے قریب مجمع نے بیت الحمد کوئٹہ پر حملہ کیا اور جب بہت سے احباب کو گرفتار کیا گیا تو کراچی سے گئے ہوئے خدام بھی گرفتار ہوئے۔ اس وقت خاکسار امیر صاحب کراچی کے آفس میں موجود تھا۔ امیر صاحب کراچی چوہدری احمد مختار صاحب کا مستقل کوئٹہ سے فون پر رابطہ تھا اور دوسری طرف فون لائن پر امیر صاحب لاہور چوہدری حمید نصر اللہ صاحب حضور انور کو لندن میں کوئٹہ کی تفصیل بتا رہے تھے جو کراچی تشریف لائے ہوئے تھے اور اُس وقت امیر صاحب کراچی کے آفس میں موجود تھے۔

9/جولائی 1986ء کو حیدرآباد میں بابو عبدالغفار صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کو

(راہ مولا میں قربان) کر دیا گیا۔ 9/جولائی کی شام کوہمیں بابوعبدالغفار صاحب کی (قربانی) کی اطلاع کراچی میں ملی۔ 10/جولائی کی صبح ہم حیدرآباد پہنچے۔تمام رپورٹ مکمل کی۔اسی روز دوپہر کومربی صاحب حیدرآبادمحترم تبسّم صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کے بعد جنازہ ربوہ روانہ کر دیا گیا۔''

مکرم منظوراحمد شاد صاحب سابق نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی تحریر کرتے ہیں کہ:

''بحثیت نائب امیر و جنرل سیکرٹری خاکسار کے سپرد جماعت کراچی کے امور کے علاوہ سندھ و بلوچستان کے امور کی نگرانی کا کام بھی تھا۔اس حیثیت سے خاکسار کا اکثر وقت سندھ اور بلوچستان کے دوروں میں گزرتا تھا۔ ہنگامی حالات کے تحت شائد ہی کوئی ایسا شہر یا قصبہ ہوگا جہاں خاکسار نہیں گیا۔مندرجہ ذیل مواقع خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

1۔ جب بھی (راہ مولیٰ میں کوئی قربانی) ہوئی

2۔ جب کوئی قاتلانہ حملہ ہوا

3۔ اسیران راہ مولیٰ کے مقدمات کی پیروی

اسیران راہ مولیٰ کے مقدمات کی پیروی کے سلسلہ میں سینئر وکلاء کے ہمراہ، بھاری اکثریت میں مکرم سید علی احمد صاحب طارق سینئر وکیل سپریم کورٹ کے ساتھ نواب شاہ، ٹنڈو آدم، سانگھڑ،شہداد پور، سکھر، حیدرآباد، کوٹری اور لاڑکانہ وغیرہ میں جانے کا موقع ملا۔

4۔ بچوں کا اغوا

ایک بار جب نوابشاہ سے ایک احمدی بچہ اغوا ہوا تو مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب جو اس وقت ناظر اعلیٰ تھے ،نے ارشاد فرمایا منظور شاد نوابشاہ میں اپنا کیمپ آفس بنائے اسے اس وقت تک واپس آنے کی اجازت نہیں ہے جب تک بچہ نہ مل جائے۔خاکسار مکرم ومحترم پروفیسر عبدالقادر ڈاہری صاحب کے گھر ایک ہفتہ ٹھہرا اور مکرم عبدالستار ڈاہری صاحب کے تعاون سے اغوا کنندگان سے مذاکرات کر کے بچہ بازیاب کرا لیا۔

ایسے ہی ایک موقع پر جب کہ باڑہ سے دو بچے اغوا ہوئے تھے خاکسار اور مکرم سید علی احمد صاحب طارق پاجیرو جیپ پر وہاں گئے۔ڈاکوؤں کی اطلاعات کا یہ حال تھا کہ انہوں نے پیغام دیا کہ اب آپ کے نمائندے کراچی سے پاجیرو جیپ پر آ گئے ہیں اب ڈبل تاوان لیں گے۔

5۔ جلسہ ہائے سالانہ

سالانہ جلسوں کے مواقعوں پر مرکز کی نمائندگی کی سعادت حاصل کی اور افتتاحی یا اختتامی اجلاسات کی صدارت کی سعادت حاصل کی۔

6۔ ڈش اینٹینوں کی تنصیب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خصوصی ارشاد کے تحت پورے سندھ و بلوچستان میں ڈش اینٹینوں کی تنصیب کے کام کا جائزہ لیا اور ڈش اینٹینوں کی تنصیب کا کام مکمل کیا اس سلسلہ میں سندھ اور بلوچستان کی ہر جماعت کا دورہ کیا۔ اس کام کی تکمیل پر کئی مہینے لگ گئے۔

7۔ بارش زدگان کی امداد

بارش اور سیلاب کے نتیجہ میں غریب احمدیوں کے مکانوں کی مرمت اور تعمیر نو نیز بیوت الحمد کی مرمت کے سلسلہ میں سارے سندھ کا دورہ کیا۔ یہ دورہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خصوصی ارشاد کے تحت کیا گیا۔

8۔ احمدیہ قبرستانوں کا قیام

ایک احمدی خاتون کی وفات پر نعش کو اس لئے (بیت) کے صحن میں دفنانا پڑا کہ عام قبرستان میں تدفین کی اجازت نہیں دی گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ الرابع کے ارشاد پر خاکسار نے پورے سندھ کا دورہ کیا اور ہر جماعت میں اپنا قبرستان بنانے کے امکان کا جائزہ لیا اور دو مقامات پر فوری طور پر احمدیہ قبرستانوں کے لئے مناسب زمین کا انتظام بھی ہو گیا۔ اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں جب خاکسار لاڑکانہ کے گاؤں گورگیج گیا اور جماعت میں اس سلسلہ میں تحریک کی کہ اپنی زمین کا ایک ٹکڑا اس غرض کے لئے پیش کریں تو مکرم اللہ یار صاحب چانڈیو نے اپنی زمین کا ایک حصہ جو دو ایکڑ پر مشتمل تھا پیش کیا خاکسار نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ فیصلہ سے پہلے مَیں وہ زمین دیکھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا گیا کہ زمین تین کلومیٹر دور ہے اور وہاں گاڑی نہیں جاسکتی۔ اس لئے مجھے مشورہ دیا گیا کہ وہاں نہ جاؤں۔ میں نے کہا خاکسار نے ہر صورت میں جانا ہے چنانچہ دن کے دو بجے جب کہ شدید گرمی تھی ہم پیدل روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ زمین غیر ہموار ہے یہ اصل میں ایک غیر آباد واٹر کورس تھا۔ اس کو ہموار کرنے کے لئے ٹریکٹر کی ضرورت تھی وہ میں نے کہہ دیا کہ کرلیں۔ خاکسار نے پوچھا کہ یہاں پانی کی

کیا صورت حال ہے بتایا گیا کہ اس سارے علاقہ میں پانی کھارا ہے۔ میں نے کہا اس جگہ جہاں میں کھڑا تھا بور کرائیں پانی انشاء اللہ میٹھا نکلے گا۔ خاکسار کے چلے آنے کے بعد ٹریکٹر سے زمین ہموار کرائی گئی اور نلکے کے لئے دوبار بورنگ کرائی گئی لیکن پانی کھارا نکلا اس پر مکرم غلام الدین صاحب چانڈیو جو اس وقت قائد مقامی اور نائب قائد ضلع تھے نے کہا کہ منظور شاد صاحب جب آئے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ جہاں وہ کھڑے تھے وہاں بورنگ کرائی جائے۔ اب ٹریکٹر چلنے سے اس جگہ کا تعین مشکل ہو گیا آخر ایک جگہ پر اتفاق ہو گیا کہ میں یہاں کھڑا تھا وہاں بورنگ کرائی گئی تو پانی میٹھا نکل آیا۔ یہ صرف اور صرف حضور کے ارشاد کی تعمیل کی برکت اور ان دعاؤں کی بدولت تھا ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اس کی رپورٹ مکرم غلام الدین صاحب چانڈیو نے حضور انور کی خدمت اقدس میں بھجوائی اور نقل کراچی بھی بھجوائی۔

9۔ باہمی جھگڑوں کا تصفیہ

باہمی جھگڑوں کے تصفیہ کے ۔۔۔۔۔۔۔سلسلہ میں خاکسار کو بار بار جانا پڑتا تھا۔ ایک بار اطلاع ملی کہ نوابشاہ کے امیر صاحب اور مکرم مربی صاحب ضلع کے درمیان جھگڑا ہے۔ خاکسار وہاں گیا اور صلح ہو گئی وہاں سے خاکسار بدین چلا گیا۔ بدین مکرم امیر صاحب کراچی نے اطلاع دی کہ وہ پھر جھگڑ پڑے ہیں اور ساتھ ہی مکرم ناظر اعلیٰ صاحب کا پیغام بھی دیا کہ منظور شاد سے کہیں کہ کل جمعہ کی نماز نوابشاہ پڑھیں۔ میں نے عرض کیا آج پانچواں دن ہے میں دورہ پر ہوں کپڑے سارے گندے ہو چکے ہیں اس لئے آج رات کرچی گزار لوں اور کل صبح میں نوابشاہ نماز جمعہ سے پہلے پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا دوسرے دن جمعہ سے قبل خاکسار نوابشاہ پہنچ گیا اور خطبہ جمعہ میں نہایت درد کے ساتھ یہ جھگڑے ختم کرنے کی تلقین کی۔ جمعہ کے بعد ایک بھائی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا میں اور میرے بھائی ناراض ہیں میں پہل کرتا ہوں اور ان سے معافی مانگتا ہوں پھر کیا تھا کئی لوگ ایک دوسرے سے گلے ملے۔ جماعت نے اس خطبہ کی ریکارڈنگ کر لی تھی اس خطبہ کی کیسٹ اب بھی لوگوں کے پاس موجود ہے۔'' [85]

جماعت احمدیہ کراچی کی اس کارگزاری پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے نام اپنے درج ذیل مکتوب میں حضور فرماتے ہیں:

''آپ کی رپورٹ محررہ 85-5-4 موصول ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے ۔ راہ مولیٰ میں تکالیف اُٹھانے والوں کو اپنے فضلوں سے نوازے، ان کے دُکھ درد اور غموں کو دور فرمائے، لواحقین کا خود حامی و ناصر ہو۔ ایمان، یقین اور اخلاص کے اعلیٰ معیار پیش کرنے کی توفیق دے۔

احباب جماعت کو میرا محبت بھرا سلام پہنچائیں۔ ماشاء اللہ آپ اور آپ کے رفقاء کار بہت عمدہ کام کررہے ہیں۔ **جزاکم اللہ تعالیٰ**
اللہ تعالیٰ آپ کی روح القدس سے تائید فرمائے۔''

امیر صاحب کے نام اپنے ایک دوسرے مکتوب میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کی ارسال کردہ تمام رپورٹیں موصول ہو چکی ہیں۔ آپ اور آپ کے ساتھی جس حکمت اور اخلاص اور محنت اور جذبہ ایثار کے ساتھ خدمت دین میں مصروف ہیں اس نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔ کراچی اور پاکستان کی دیگر جماعتوں کے مخلصین مجھے پہلے ہی بہت محبوب تھے مگر مظلومیت کے ان دردناک حالات میں تو میرے دل کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔ بعض دفعہ تو دھڑکا لگتا ہے کہ وفورِ محبت سے کچھ ہو نہ جائے۔ تب اللہ کے قدموں کے حضور دعا میں بہنے والے آنسو میرے اندرونی دباؤ کو کم کرتے ہیں۔ میری ہزار زندگیاں اس تمنا پر قربان، کاش میری ساری دعائیں آپ سب کے حق میں سنی جائیں اور میں آپ سب کے مظفر و منصور، شاداں وفرحاں چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور اپنے دیدہ ودل کی پیاس بجھاؤں۔ ہوگا تو یہی۔ اس میں ایک ذرہ بھی شک نہیں وہ دن بہت دور بھی نہیں۔ لیکن اس بے بسی کا کیا کروں کہ مظالم پر تو صبر کرنا دل کو سکھا دیا لیکن فتح (دین حق) کی جو ایک منزل سامنے نظر آ رہی ہے اس تک اُڑ کر پہنچنے کی بے قرار تمنا نے صبر کا سلیقہ مجھ سے چھین لیا ہے۔ اللہ ہمارے دلوں کو ڈھارس دے اور ہمت اور حوصلے کو بڑھائے اور جلد تر وہ دن ہمیں دکھائے جس سے ہماری آنکھیں روشن اور دل شاد ہوں۔

اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا کلام بارہا پڑھا لیکن کبھی اس شدت کے ساتھ احساس نہیں ہوا تھا کہ میرے محبوب آقا کے دل پر فتح (دین حق) کی تمنا کیا قیامت ڈھایا کرتی تھی۔ آج جبکہ یہ بپتا

واردات بن کر میرے دل سے گزر رہی ہے، پہلے سے کہیں زیادہ درد کے ساتھ اپنے آقا و مولا حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اس سب سے پیارے غلام پر درود بھیجتا ہوں۔ احباب جماعت کراچی کو میرے محبت بھرے سلام پہنچا دیں۔ میری دعائیں تو آسمان کی وساطت سے انہیں پہنچتی رہی ہیں اور پہنچتی رہیں گی۔ خدا حافظ! سوائے اس کے کہ کراچی میں ٹھہرنا ناگزیر ہو آپ اپنے دینی سفر کے پروگرام کو عملی جامہ پہنائیں۔صرف یہ ترمیم ہے کہ جہلمی صاحب آپ کے ساتھ نہیں جاسکیں گے۔ خدا ہر آن آپ کے ساتھ رہے۔''

اپنے ایک اور مکتوب بنام مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کی تفصیلی رپورٹ محررہ 11.9.88 موصول ہوئی۔ ماشاء اللہ بہت اچھی رپورٹ ہے۔آپ کی مساعی کا پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ خدا کے فضل سے بڑے صبر، ہمت، حکمت اور استقلال سے خدمت کر رہے ہیں اور سارے سندھ میں جو قیادت آپ کے سپرد ہوئی تھی اسے نہایت عمدگی سے ادا کیا ہے۔ الحمدللہ

ساری کراچی کی جماعت میں بعض دانشور اور تعلیم یافتہ لوگوں کو چھوڑ کر کراچی کی ساری جماعت ہی خدا کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہی ہے۔عزیزم طارق کی رپورٹ دیکھی ہے۔ دلچسپ ہے۔اسے میرا سلام دیں۔ سب احباب کو میرا محبت بھرا سلام دیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔''

دور ابتلاء 1984ء اور جماعت احمدیہ کراچی کی خدمات

1۔ 1984ء میں جماعت پر جو ابتلاء وارد ہوا۔ اس کے نتیجے میں 1984ء اور بعد کے سالوں میں جماعت کے خلاف جو واقعات رونما ہوئے تھے ان کے بارے میں پریس ریلیز کراچی کے اخبارات کو بھجوائے جاتے تھے ان پریس ریلیز کو اخبارات تک پہنچانے والوں میں مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب، مکرم رانا بشارت احمد صاحب اور مکرم ملک مبشر احمد صاحب بھی شامل تھے۔ پریس ریلیز انگریزی میں تیار کرنے میں مکرم نواب مودود احمد خان صاحب قابل ذکر ہیں۔ جبکہ اُردو میں تیار کرنے کے لئے مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب کی خدمات شامل تھیں۔ اخبارات میں پریس ریلیز اور دیگر مضامین شائع کرنے کی غرض سے اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان سے بھی ملاقاتیں کی جاتی تھیں۔ان ملاقات کرنے والوں میں مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب،

مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب، مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب، مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ، مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب اور مکرم محمد یٰسین لکھنوی صاحب کی خدمات نمایاں رہیں۔[86]

2۔ مارٹن روڈ میں روزانہ اخبارات میں جماعت احمدیہ کے حوالے سے شائع ہونے والی خبروں کی کٹنگ کی جاتی تھی۔ اور لفافے وغیرہ تیار کئے جاتے تھے۔ یہ کام مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کی زیر ہدایت مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ کی زیر نگرانی مکمل کیا جاتا تھا جو دوست اس خدمت میں حصہ لیتے رہے، ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم کریم عزیز صاحب
2۔ مکرم طارق عطاء اللہ صاحب
3۔ مکرم ملک مظفر احمد صاحب
4۔ مکرم حنیف چغتائی صاحب
5۔ مکرم سجاد صاحب
6۔ مکرم عبدالباسط صاحب
7۔ مکرم رانا بشارت احمد صاحب
8۔ مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب[87]

جمعہ خان کا کالم روزنامہ امن کراچی میں

26/اپریل 1984ء کے بعد پہلے ہفتہ میں جمعہ خان کا کالم روزنامہ امن میں شائع ہوا۔ 3/مئی 1984ء کو جمعہ خان کے کالم کی فوٹو کاپیاں تیار کر کے تقریباً 1000 افراد کو بذریعہ ڈاک بھجوائی گئیں۔

اس کام میں مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم مظفر احمد صاحب، مکرم حنیف چغتائی صاحب اور مکرم طارق عطاء اللہ صاحب نے تعاون کیا۔[88]

بغیر اذان کے نماز جمعہ

27/اپریل 1984ء کو جمعہ کا دن تھا اس دن جماعت احمدیہ کراچی کی بیوت میں نماز جمعہ بغیر اذان دئے ادا کی گئی۔[89]

عیدملن پارٹی

مورخہ 8/جولائی 1984ء بمقام دارالصدر کراچی ایک عیدملن پارٹی کا انعقاد کیا گیا جس

میں بزرگان جماعت احمدیہ کراچی کے علاوہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے غیر ملکی طلباء جو چھٹیاں منانے کراچی آئے ہوئے تھے، انہیں بھی مدعو کیا گیا۔89.a

زولوجیکل گارڈن میں نماز عید کی ممانعت

1984ء کے آرڈیننس کے بعد زولوجیکل گارڈن (گاندھی گارڈن) میں جماعت احمدیہ کراچی، جہاں وہ قیام پاکستان سے قبل سے عیدین کی نمازیں ادا کر رہی تھی، کو عیدین کی نمازیں ادا کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔

اس سلسلے میں روزنامہ جنگ نے 25/جون 1984ء کو درج ذیل خبر شائع کی۔

''گارڈن کے علاقہ میں ائمہ کا ایک ہنگامی اجلاس مولانا قاری محمد طیب صدر رابطہ کمیٹی سواد اعظم اہلسنت منعقد ہوا جس میں میئر کراچی مسٹر عبدالستار افغانی اور ڈائریکٹر زولوجیکل گارڈن سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو عیدالفطر، عیدالاضحیٰ کی نماز چڑیا گھر (زولوجیکل گارڈن) میں ادا کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔''

اس کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کو زولوجیکل گارڈن کراچی میں نماز عید ادا کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ یہ پابندی تا حال برقرار ہے۔

کراچی میں ایک بزرگ کا اشتہار

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر/1984ء بمقام بیت الفضل لنڈن میں فرماتے ہیں۔:

''کچھ عرصہ ہوا پاکستان سے یہ اطلاع ملی کہ سندھ کے ایک فقیر ہیں جو دنیا سے قطع تعلق کر کے اللہ کی یاد میں بیشتر وقت صرف کرتے ہیں اور بہت معمّر ہیں۔ انہوں نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں صدر پاکستان اور دیگر ارباب حل وعقد کو مخاطب کر کے بڑے کھلے کھلے انداز کے ساتھ اس فیصلے کی پاداش سے متنبہ کیا ہے جو انہوں نے جماعت کے خلاف کچھ عرصہ پہلے کیا تھا اور اپنے خرچ پر اس کی بہت سی کاپیاں طبع کروا کر انہوں نے تمام پاکستان میں بھی تقسیم کروائی ہیں۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو کنری جماعت کے امیر صاحب کو میں نے لکھا کہ یہ سنی سنائی باتیں ہیں آپ باقاعدہ پتہ کریں کہ وہ دوست کہاں رہتے ہیں اور وفد بھجوائیں جو ان سے مل کر معلوم

کرے کہ آیا یہ واقعہ درست ہے؟ آپ ہی نے لکھا ہے یہ اشتہار اور اگر آپ نے لکھا ہے تو کیوں؟ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے ایسے کسی دوست کا جماعت سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ بہرحال وہ وفد گیا اور ان کی ایک بڑی دلچسپ لمبی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

دو احمدی احباب کا وفد گیا انہوں نے تلاش کے بعد جب ان کے گاؤں پہنچ کر دستک دی تو کہتے ہیں کہ فقیر صاحب ہمیں ایک کمرے میں لے گئے یعنی یہ امیر وفد لکھ رہے ہیں۔ میری آمد کی وجہ دریافت کی میں نے ان کا اشتہار ان کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ ہی کی طرف سے ہے۔

انہوں نے بتایا کہ ہاں یہ میں نے ہی لکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اسکے محرک کون سے اسباب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جس دن ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کے خلاف نیا آرڈننس جاری کیا تو مجھے سُن کر دکھ اور رنج ہوا کہ یہی ایک جماعت (دینِ حق) کی خدمت میں کوشاں ہے یہ تو بڑا ظلم ہے مجھے سخت تکلیف ہوئی چین نہیں آتا تھا، میں کراچی چلا گیا اور دعا کرتا رہا کہ اے خدا! یہ جماعت تیرے دین کی خادم ہے ان کے خلاف ایسا حکم جاری کرنے والا تو میرے نزدیک بڑا ظالم ہے۔ مجھے آواز آئی۔ قرآن کھولو۔ میں نے کہا کہ قرآن تو میں ہر روز پڑھتا ہوں پھر آواز آئی قرآن کھولو تمہارے دکھ کا تدارک ہو جائے گا۔ اسی طرح تیسری دفعہ یہی آواز آئی۔ یہ 13رمئی 1984ء کا واقعہ ہے۔ تیسری آواز پر میں اٹھا وضو کیا۔ قرآن مجید کو بطور فال کھولا تو میرے سامنے سورۃ انعام کی آیت 53 کھلی اور اس آیت پر میری نظر پڑی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ،

''تو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح و شام اس کی توجہ چاہتے ہوئے پکارتے ہیں مت دھتکار۔ ان کے حساب کا کوئی حصہ بھی تیرے ذمہ نہیں اور تیرے حساب کا کوئی حصہ ان کے ذمہ نہیں، پس اگر تو انہیں دھتکار دے گا تو ظالم ہو جائے گا۔''

پس اس پر میں نے سمجھ لیا کہ خدا کے نزدیک یہ لوگ ظالم ہیں اور اس کی سزا سے نہیں بچ سکتے تو میں نے چاہا کہ اس الٰہی ارشاد کو پاکستان کے صدر اور گورنر صاحبان اور افواج کے افسران اور شرعی عدالت کے ممبران تک پہنچاؤں۔ یہ میرا فریضہ ہے۔ یہ اشتہار بکثرت طبع ہو کر صدر پاکستان ضیاء الحق اور چاروں صوبوں کے گورنر صاحبان، تینوں افواج کے سربراہان، مجلس شوریٰ کے ممبران

اور شرعی عدالت کے جج صاحبان کو رجسٹریاں کی گئیں اور باقی اسی طرح تقسیم کروا دئے گئے۔

تو اللہ تعالیٰ کے مختلف بندے خدا سے تعلق رکھنے والے ایسے بھی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ ''**ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء**'' ہم اپنے بندوں پر الہام کریں گے اور وہ تیری مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

چنانچہ اسی بزرگ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا وہ کہتے ہیں تو میرے مرید بکثرت آئے اور مجھے انہوں نے کہا یہ تم نے کیا غضب کر دیا! حکومت سے ٹکر لینی ٹھیک نہیں تو میں نے جواب دیا کہ مجھے میرے اللہ کا حکم ہے اس لئے میں تو بہرحال اس پر عمل کروں گا، جو میرے خدا کا حکم ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ میں کس سے ٹکر لے رہا ہوں اور کوئی میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔''[90] یہ بزرگ کچھ عرصہ گیسٹ ہاؤس کراچی میں مقیم رہے اور احباب جماعت احمدیہ کراچی سے خطاب بھی فرمایا۔

خدمت خلق کمیشن کا قیام

نومبر 1984ء میں فیصلہ کیا گیا کہ جماعت احمدیہ کراچی کے بیروزگار نوجوانوں کو ملازمت دلوانے اور ایسے کاروباری افراد کی مدد کے لئے جو اپنے کاروبار میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں، ایک خدمت خلق کمیشن قائم کیا جائے۔

کمیشن کے اراکین درج ذیل تھے۔

1۔ محترم نواب مودود احمد خان صاحب۔صدر
2۔ محترم میجر بشیر احمد طارق صاحب۔سیکرٹری
3۔ محترم محمود احمد ٹھیکیدار صاحب
4۔ محترم شیخ محمود احمد صاحب
5۔ محترم کمانڈر عبدالمومن صاحب
6۔ محترم حبیب اللہ بٹ صاحب
7۔ محترم ملک مبارک احمد صاحب
8۔ محترم ملک رشید احمد صاحب

اسی طرح مجلس انصار اللہ ضلع کراچی اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی سے 2-2 افراد لئے گئے۔[91]

کراچی میں لجنہ اماء اللہ کی خدمت خلق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 9/نومبر 1984ء میں فرمایا:

''ابھی کراچی میں کچھ عرصہ پہلے جب بہت خطرناک بارش ہوئی اور بہت ہی زیادہ تکلیف پہنچی ہے غریب گھرانوں کو، تو احمدی عورتیں لجنہ کی جو کچھ اُن کے بس میں تھا کوئی کمبل کپڑے، کوئی کھانا لے کر غریبوں کے گھر پہنچیں اور خدمت خلق شروع کی اور کوئی تبلیغ کی نیت نہیں تھی نہ ان کا ارادہ نہ اس خیال سے وہاں گئیں۔صرف تکلیف دور کر رہیں تھیں تو بعض احمدی بہنوں نے مجھے جو یہ واقعات لکھے ہیں۔ حیرت انگیز ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ بعض لوگ اکٹھے ہو کر ہمارے پیچھے پڑ گئے کہ تم ہمیں بتاؤ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم تمہیں نہیں بتانا چاہتے تمہیں تکلیف ہوگی اور اگر ہم نے بتا دیا ہو سکتا ہے تم ہم سے مدد لینا بند کر دو۔تم اپنی ضرورت پوری کرو تمہیں اس سے کیا غرض ہے کون آیا تھا۔ کیوں آیا تھا کیا دے گیا؟ اس پر وہ کہتے ہیں کہ عجیب نظارے ہم نے دیکھے۔بعض لوگوں نے کہا کہ دیکھو ہم یہ جانتے ہیں۔ اس بھرے پاکستان میں اور کسی کو خیال نہیں آ سکتا تم احمدی تو نہیں۔تمہارے دل پر بیتی ہے اور کسی اور کے دل پر نہیں بیتی تم نے ہمارا دکھ محسوس کیا، کسی اور نے محسوس نہیں کیا۔ ہم تمہاری پیشانیوں سے پہچانتے ہیں تم چھپاؤ جو چاہو کرو۔ ہمیں پتہ لگ رہا ہے کہ تم کون ہو چنانچہ مجبوراً پھر ان کو بتانا پڑا۔ تو جس قوم نے مظالم کی حد کر دی تھی جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے یا آئندہ پہنچے گی تو تب بھی انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پیش پیش ہوگی۔''[92]

ماڈل کالونی کا واقعہ

مکرم سید علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ فرماتے ہیں کہ:

''ماڈل کالونی کی بیت پر کلمہ لکھا ہوا تھا۔ اس پر نوٹس لیا گیا۔ SDM نے کہا کہ میں انسپکشن کر کے آیا ہوں۔ یہ کلمہ باہر سے نظر آتا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی (صورتحال) پیدا ہوتی

ہے۔ آپ اسے مٹا دیں۔ مَیں نے اس سے کہا کہ آپ تعلیم یافتہ آدمی ہیں کیا کلمہ۔۔۔ کو مٹایا جا سکتا ہے؟ میرے بس میں تو نہیں۔ یہ کسی کے بس میں نہیں۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو آپ مٹا دیں۔ کہنے لگے میں نہیں مٹا سکتا۔ مَیں نے کہا اس کا کوئی حل بھی نکالا جا سکتا ہے۔ اگر ہم باہر کی دیوار کو اونچا کر دیں تو یہ باہر سے نظر نہیں آئے گا۔۔۔ انھوں نے کہا ٹھیک ہے۔ میں بھاگا بھاگا اقبال منہاس صاحب صدر حلقہ کے پاس گیا اُن سے اس بات کا ذکر کیا۔ چنانچہ ایک ہی رات میں 75 فٹ لمبی دیوار کو 6 فٹ اونچا کر دیا گیا۔

اگلے دن SDM صاحب میرے ساتھ معائنہ کرنے گئے اور کہنے لگے اب ٹھیک ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ حل ہوا۔‘‘[93]

فروغ کلمہ مہم

جنوری 1985ء میں جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے فروغ کلمہ مہم کا آغاز کیا گیا۔ تمام بیوت میں کلمہ لکھ دیا گیا۔ گھروں میں کلمہ لکھا گیا۔ کلمہ کے بیجز اور اسٹیکر بنوائے گئے جنہیں احباب نے اپنے سینوں، گھروں اور گاڑیوں پر لگایا۔[94]

بیت المبارک ڈرگ روڈ سے احمدیوں کی گرفتاری

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی نے فیصلہ کیا کہ 20رفروری 1985ء کو جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوگا۔ خدام وقت مقررہ سے پہلے بیت المبارک ڈرگ روڈ پہنچے۔ مغرب وعشاء کی نمازیں جمع ہوئیں۔ اسی دوران پولیس کا ایک ٹرک محمد شفیع کھوسو SDM کی سرکردگی میں آیا۔ SDM نے کہا کہ تم لوگوں نے مسجد پر کلمہ لگایا ہوا ہے جس کی وجہ سے علاقے میں ہنگامہ ہے لہٰذا اس کو اتار دو۔ اسے کہا گیا کہ ہم تو کلمہ نہیں اتاریں گے اس پر SDM سخت نتائج کی دھمکی دے کر چلا گیا۔ اس واقعہ کے بعد جلسہ یوم مصلح موعود ملتوی کر دیا گیا اور احباب اپنے گھروں کو چلے گئے۔ صرف چند عہد یدار بیت میں رہ گئے۔ اس کے بعد کچھ اور خدام بیت میں آ گئے اور باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دوران مکرم یوسف صاحب نے ضلع میں اسکی اطلاع دی تو معلوم ہوا کہ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب اور مکرم زرتشت منیر احمد صاحب قائد ضلع کراچی، حیدر آباد گئے ہوئے ہیں

اس اطلاع پر دونوں فوراً کراچی آئے اور سیدھے ڈرگ روڈ تشریف لے آئے۔ان کے آنے کے تھوڑی دیر کے بعد SDM دوبارہ آ گیا اور کہنے لگا کہ بیت کے اندر جو لوگ موجود ہیں ان کی گرفتاری کا وارنٹ ہے۔اس وقت بیت میں جو خدام موجود تھے، پولیس ان سب کو گرفتار کر کے لے گئی۔ ان خدام کو ڈرگ روڈ تھانے کے لاک اپ میں رکھا گیا خدام نے نماز تہجد اور فجر باجماعت تھانہ میں ہی ادا کی جو مکرم رضا بسمل صاحب نے پڑھائی جبکہ درس مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے دیا۔نماز میں خدام خوب روئے یہاں تک کہ وہاں موجود پولیس والے بھی آبدیدہ ہو گئے ۔ چونکہ لاک اپ میں جگہ کم تھی اس لئے صبح تمام خدام کو تین مختلف تھانوں میں بھجوا دیا گیا۔صبح مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب شخصی ضمانت کے احکامات لے کر آ گئے اور اس دن تقریباً ساڑھے بارہ بجے اسیران ڈرگ روڈ کی بیت المبارک میں آ گئے ۔ یہ جمعہ کا دن تھا ۔[95]

اس واقعہ کے ایک اسیر مکرم رضا بسمل صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’جب ہم اگلے دن جو جمعہ کا دن تھا۔ دوسرے تھانے میں لے جائے گئے تو وہاں پہنچنے پر ایک سپاہی نے کہا کہ یہ جو کلمہ آپ لوگوں نے لگایا ہوا ہے اس میں پن لگی ہے جو قانوناً ساتھ نہیں لے جائی جا سکتی ۔ لہٰذا آپ یہ بیج اتار دیں ہم نے کہا اسی کلمہ کی وجہ سے تو ہم تھانے آئے ہیں اس کو نہیں اتار سکتے جس پر وہ ASI کو بلا کر لے آیا۔ASI نے کہا کہ آپ لوگوں نے کیا شور مچایا ہوا ہے کلمہ اتاریں ہم نے کہا کہ ہم نہیں اتارتے ۔آپ چاہیں تو اپنے ہاتھوں سے اتار دیں۔ اس نے کہا کہ ہاں میں اتارتا ہوں میں کوئی پکا مسلمان نہیں ہوں اس طرح ایک ایک خادم کا کلمہ اتارا گیا۔اس کے بعد خاکسار نے کہا کہ آج صبح ہم نے تہجد اور فجر باجماعت پڑھی ہے۔ اب جمعہ کی نماز پڑھنی ہے لہٰذا وضو کے لئے پانی کا انتظام کروا دیں وہ بڑا حیران ہوا اور فوراً ایک بالٹی پانی کا انتظام کروایا۔ یہ مقدمہ 6 ماہ چلتا رہا۔ آخری تاریخ پر SDM شفیع کھوسو نے کہا اس دفعہ میں چھوڑ رہا ہوں ۔آئندہ کلمہ لکھا تو۔۔۔۔! اس پر مکرم سید علی احمد طارق صاحب (وکیل اسیران) نے کہا کہ دوبارہ یہیں آ جائیں گے۔ رہائی کے بعد جب خاکسار بیت المبارک ڈرگ روڈ میں داخل ہوا تو کلمہ ٹوٹا ہوا دیکھ کر رو پڑا۔ سامنے مکرم اشفاق حسین صاحب کھڑے تھے انھوں نے گلے لگا کر تسلی دی۔‘‘

جو 42 افراد گرفتار ہوئے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم محمد نصر اللہ خان صاحب
2۔ مکرم وسیم بھٹی صاحب
3۔ مکرم محمد یوسف صاحب
4۔ مکرم مبارک احمد ہاشمی صاحب
5۔ مکرم عبد المحسن صاحب
6۔ مکرم محمد ساجد قمر صاحب
7۔ مکرم ناصر احمد صاحب
8۔ مکرم محمد رضا بسمل صاحب
9۔ مکرم عبد الحمید صاحب
10۔ مکرم مشہود احمد صاحب
11۔ مکرم عبد الجبار صاحب
12۔ مکرم طارق محمود صاحب
13۔ مکرم منور احمد صاحب
14۔ مکرم منیر احمد صاحب
15۔ مکرم اکبر احمد صاحب
16۔ مکرم محمد یونس صاحب
17۔ مکرم محمد عاصم صاحب
18۔ مکرم اقبال بیگ صاحب
19۔ مکرم منصور احمد صاحب
20۔ مکرم راجہ منور احمد صاحب
21۔ مکرم عبد الحئی صاحب
22۔ مکرم محمد حنیف ڈار صاحب
23۔ مکرم مبارک احمد صاحب
24۔ مکرم حمید اللہ صاحب
25۔ مکرم محمد علی صاحب
26۔ مکرم عبد السمیع صاحب
27۔ مکرم راجہ منیر احمد صاحب
28۔ مکرم مرزا محمد یوسف صاحب
29۔ مکرم بشارت احمد صاحب
30۔ مکرم نصیر احمد طاہر صاحب
31۔ مکرم منور احمد صاحب
32۔ مکرم نوید احمد صاحب
33۔ مکرم منصور احمد صاحب
34۔ مکرم نصیر الدین صاحب
35۔ مکرم علیم احمد صاحب
36۔ مکرم مطیع اللہ صاحب
37۔ مکرم محمد طارق انور صاحب
38۔ مکرم نصیر احمد صاحب
39۔ مکرم عبد المالک صاحب
40۔ مکرم شبیر احمد صاحب
41۔ مکرم نسیم احمد صاحب
42۔ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب[96]

ڈرگ روڈ کے ان 42 احمدیوں کی گرفتاری کی خبر کا ذکر ''ایمنسٹی انٹرنیشنل۔ یو کے'' کی رپورٹ شائع کردہ 7/نومبر 1985ء کے صفحہ 3 پر موجود ہے۔

اسیران راہ مولیٰ 1985ء

1۔ مورخہ 22/فروری 1985ء کو مکرم راجہ سعید احمد صاحب کو کلمہ۔۔۔۔کے بارے میں حنیف رامے کا ایک مضمون رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا، نیز ان کے سینے پر کلمہ۔۔۔۔کا بیج بھی لگا ہوا تھا۔[97] مکرم راجہ سعید احمد صاحب کی گرفتاری کی خبر کا ذکر ''ہیومن رائٹس ایڈووکیٹس ۔ کیلیفورنیا۔امریکہ'' کی رپورٹ شائع کردہ جنوری 1987ء کے صفحہ نمبر 23 پر موجود ہے۔

2۔ 17/مارچ 1985ء کو مکرم محمد حنیف ڈار صاحب، مکرم عابد مقصود صاحب، مکرم تنویر احمد صاحب، مکرم عارف محمود صاحب اور مکرم محمد احسن صاحب کو جمعہ کی تیاری کرتے ہوئے بیت المبارک ڈرگ روڈ سے گرفتار کر لیا۔ 36 گھنٹے بعد ضمانت پر رہا ہوئے۔ ان کی گرفتاری کی خبر روزنامہ ڈان۔۔۔۔۔۔۔۔میں شائع ہوئی۔ اخبار لکھتا ہے:

''اس دوران شاہراہ فیصل پولیس نے جمعہ کی صبح کو پانچ احمدیوں کو ان کی ڈرگ روڈ پر واقع ایک عبادت گاہ سے گرفتار کر لیا ان کے نام یہ ہیں۔ عابد منصور، تنویر احمد، عارف محمود، حنیف ڈار اور محمد آصف ۔ پولیس کے مطابق یہ پانچوں جمعہ کے مذہبی اجتماع کی تیاری کرتے ہوئے پائے گئے ۔ پولیس نے انہیں زیر دفعہ 298-C گرفتار کر لیا۔ حکام نے کوئی مزید تفصیل نہیں دی۔''[98]

3۔ مکرم ظہیر الدین بابر صاحب پر، جو کراچی کے رہائشی تھے، کوئٹہ میں کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر مورخہ 27/مارچ 1985ء کو مقدمہ درج ہوا۔ آپ دو دن تھانے میں رہے اس کے بعد ضمانت ہو گئی۔ سٹی مجسٹریٹ کوئٹہ کی عدالت میں کیس چلتا رہا اس نے 10/جولائی 1986ء کو ایک سال قید با مشقت اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی۔ اس کے بعد ظہیر الدین صاحب کو کوئٹہ جیل میں قید کر دیا گیا۔ دو ہفتے کوئٹہ جیل میں قید رہے ۔ اس دوران آپ پر 4 کوڑے بھی برسائے گئے۔ اس کے بعد مچھ جیل میں منتقل کر دئے گئے ۔ اس سزا کے خلاف سیشن کورٹ میں اپیل کی گئی لیکن اس نے بھی اپیل مسترد کر دی۔ اس نے فیصلہ 16/جون 1987ء کو سنایا ۔ پھر ہائی کورٹ میں اپیل گئی جس نے سزا میں تین ماہ کی کمی کی ۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ 15/اگست 1987ء کو سنایا۔ اس دوران آپ جیل میں رہے اور سزا مکمل کر کے رہا ہوئے۔ اس طرح آپ کراچی کے وہ پہلے اسیر بنے ، جنہیں کورٹ سے سزا ہوئی اور آپ نے وہ سزا کاٹی۔ آپ کا ذکر

INTERNATIONAL COMMISSION OF JURISTS کی رپورٹ کے صفحہ 107 پر درج ہے۔

4۔ مکرم بشیر احمد شاہد صاحب، مکرم محمد اقبال شاہد صاحب اور مکرم ناصر احمد صاحب اسٹیل ٹاؤن کے علاقہ میں دیواروں پر ایک اخبار کا مضمون چسپاں کرتے ہوئے یکم مئی 1985ء کو گرفتار ہوئے۔ دو دن بعد ضمانت پر رہا ہوئے۔

5۔ مکرم انس مختار صاحب اور مکرم جعفر مبین صاحب آف ڈرگ روڈ 23/مارچ 1985 کو کلمہ۔۔۔ کے اسٹیکر تقسیم کرنے کی وجہ سے 298-C کے تحت گرفتار ہوئے۔ دو دن بعد ضمانت پر رہا ہوئے۔

کلمہ مٹانے کے حوالے سے بعض جج صاحبان کے جرات مندانہ بیانات

کلمہ مٹانے کی مہم کے خلاف مارچ 1985ء میں کراچی اور سندھ کے بعض جج صاحبان نے درج ذیل بیان جاری کیا:

''احمدیوں کو عبادت اور کلمہ لکھنے کی پابندی ریاست کے شہری حقوق میں مداخلت ہے۔ یہ بنیادی حقوق سلب کرنے کے مترادف ہے۔۔۔۔ تمام شہریوں کو مذہبی آزادی کا حق دیا جائے۔''

جن صاحبان نے یہ بیان جاری کیا ان میں جناب فخرالدین جی ابراہیم سابق جج سپریم کورٹ آف پاکستان، جناب محمد علی سعید صاحب سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ، جناب فضل غنی صاحب، جناب عبدالحفیظ میمن صاحب، جناب اے کیو بالیپوتہ صاحب، جناب جی ایم شاد صاحب سابق جج صاحبان سندھ ہائی کورٹ شامل ہیں۔[99]

سکھر میں کراچی کے دوستوں کی گرفتاری

سکھر میں 23/مئی 1985ء کو ایک مسجد میں بم کے دو دھماکے ہوئے جس کے نتیجے میں 2 افراد ہلاک ہوئے اور 12 زخمی ہوئے۔ دھماکے کے اگلے روز سکھر کے تمام احمدی مردوں کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ عورتوں اور بچوں کو ان کے گھروں سے لے جا کر ایک کیمپ میں کئی دن تک محدود کر دیا گیا۔[100] اس واقعہ کے بعد کراچی سے 10 خدام بھجوائے گئے۔ وفد کے امیر مکرم راجہ منیر احمد

صاحب آف ڈرگ روڈ تھے۔ان خدام میں سے بعض کو روہڑی سے گرفتار کرلیا گیا۔اسیران کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم راجہ منیر احمد صاحب 2۔ مکرم سعید احمد بٹ صاحب

3۔ مکرم مشہود احمد صاحب 4۔ مکرم محمد یوسف گوندل صاحب[101]

روہڑی کے ان اسیران کا ذکر ''ایمنیسٹی انٹرنیشنل ۔ یو کے'' کی رپورٹ شائع کردہ 7؍نومبر 1985ء کے صفحہ 3-4 پر موجود ہے۔

مکرم مشہود احمد صاحب اس واقعہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''میجر بشیر طارق صاحب نے ہمیں بتایا کہ سکھر میں ایک مسجد میں بم دھماکہ ہوا ہے اور تمام احمدی مرد گرفتار کر لئے گئے ہیں اور ہماری سکھر کی (بیت) سیل کر دی گئی ہے۔انھوں نے بتایا کہ ہمیں بچوں اور عورتوں کی مدد کے لئے وہاں جانا ہے۔اسی رات ہم سکھر کے لئے روانہ ہوگئے اور صبح وہاں پہنچ گئے ۔ وہاں سے ہم روہڑی گئے اور جناب عزیز احمد صاحب سے ملے تاکہ اپنی ڈیوٹی کے بارے میں پروگرام بنا سکیں۔عزیز صاحب نے ہمیں مزید معلومات دیں اور بتایا کہ کچھ خاندانوں کو پہلے ہی ان کے رشتہ داروں کے گھر دوسرے شہروں میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم میں سے چار روہڑی میں ہی جناب عزیز صاحب کے ساتھ ان کی بہن کے گھر رہیں گے اور باقی خدام سکھر میں ایک ہوٹل میں قیام کریں گے۔

رات کو یا علی الصبح کسی نے ہمارے دروازہ پر دستک دی۔راجہ منیر احمد صاحب نے اس سے شناخت معلوم کی تو اس نے کہا کہ مَیں نعیم ہوں (یعنی قریشی ناصر احمد صاحب کا چھوٹا بھائی)۔ جب ہم نے دروازہ کھولا تو وہ نعیم نہیں تھا بلکہ ایک پولیس انسپکٹر تھا جو پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ اسلحہ سمیت موجود تھا۔انھوں نے ہم پانچوں کو گرفتار کرلیا یعنی عزیز احمد صاحب ،راجہ منیر احمد صاحب، محمد یوسف گوندل صاحب ،سعید احمد بٹ صاحب اور مجھے ۔ہمیں تھانے میں بند کر دیا گیا۔

پولیس نے ہمیں کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کی غرض سے آپ کو یہاں لائے ہیں۔انھوں نے ایک ہفتہ کے بعد کراچی کے چار خدام کو رہا کر دیا ۔ کیونکہ وہ سکھر میں اس واقعہ کے وقت موجود نہیں تھے۔''

بیگم رعنا لیاقت علی خان کا جرات مندانہ بیان

محترمہ بیگم رعنا لیاقت علی خان جو سابق وزیر اعظم پاکستان نوابزادہ لیاقت علی خان کی اہلیہ تھیں اور خود بھی گورنر سندھ رہیں۔ اسی طرح ہالینڈ اور اٹلی میں پاکستان کی سفیر رہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایک سماجی شخصیت بھی تھیں اور آل پاکستان وومن ایسوسی ایشن (APWA) کی بانی بھی تھیں۔ انھوں نے 26/اپریل 1984ء کے بعد احمدیوں کی (راہ مولا میں قربانی) اور گرفتاریوں پر کراچی سے ایک نہایت جرات مندانہ بیان جاری کیا۔ بیان کا متن درج ذیل ہے۔

ملک کا ہر طبقہ احمدیوں پر ناروا زیادتیوں کی مذمت کرے

بیگم رعنا لیاقت علی خان

کراچی 9/جولائی (1985ء) بیگم رعنا لیاقت علی خان نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ گزشتہ ایک سال کے دوران پُر اسرار حالات میں معروف احمدیوں کے قتل کی خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ ماضی قریب میں اس امن پسند جماعت کے سینکڑوں افراد کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ہے جن افراد کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو جسمانی اذیت دینے کی اطلاعات آئی ہیں۔ ان کا قصور یہ تھا کہ انھوں نے کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے۔ یہ ایسی صورت حال ہے کہ جس کی بلا تامل مذمت کی جانی چاہیئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس وقت جماعت احمدیہ، قیام پاکستان کے لئے حمایت کر رہی تھی تو ان ملاؤں کی اکثریت جو اب جماعت احمدیہ کے در پے آزار ہے۔ پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھی۔ پاکستان کے دونوں عظیم قائدین نے احمدیوں کی انہی خدمات کے اعتراف کے طور پر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ اس زمانے میں جب مملکتِ پاکستان ابھی مذہبی ریاست میں تبدیل نہیں ہوئی تھی۔ نہ صرف مسلمانوں کو ان کے باہمی اختلافات کے باوجود بلکہ ہندوؤں کو بھی کابینہ میں حصہ دیا گیا تھا۔ اقلیتوں اور قلیل التعداد فرقوں کے ساتھ ہمدردی صرف زبانی جمع خرچ تک محدود نہ تھی بلکہ ان کے حقوق کو باقاعدہ تحفظ دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار، جس کا مظاہرہ احمدیوں نے کلمہ طیبہ کے بیج

لگا کر کیا ایک اسلامی ریاست میں کیونکر تعزیری جرم قرار دیا جا سکتا ہے؟ اسلام تو ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جو مذہب اور عقیدہ چاہے اختیار کرے۔ یہ حقیقت بڑی دل دوز ہے کہ اسلام کے نام پر غیر اسلامی افعال کا ارتکاب کیا جائے۔ یہ اس عظیم مذہب کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ یہ بات سمجھنے کے لئے کسی بڑی ذہانت کی ضرورت نہیں کہ جو غیر معقول پالیسی آج احمدیوں کے متعلق اختیار کی جا رہی ہے۔ اس کے پیش نظر کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ کل وہی دوسرے فرقوں پر ظلم وستم کا ذریعہ بن جائے گی۔ مزید برآں یہ انتہائی قابل اعتراض بلکہ نہایت غیر اخلاقی بات ہے کہ وہ باہمی سیاسی اور عمرانی تفہیم جو پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت بنیاد بنی تھی۔ اسے زبردستی درہم برہم کر دیا جائے۔ یہ تفہیم ہماری ریاست کا ستون ہے جس کو تباہ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔

پس میں معاشرے کے ہر طبقہ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ وہ اس ظلم و جبر کے خلاف احتجاج کرے۔ ایسے شاندار اور با ہمت اقدامات اور عورتوں، اقلیتوں اور نسلی اور قلیل التعداد فرقوں، مقہور دانشوروں اور مجبور سیاست دانوں کے حقوق کی حمایت سے ہی انسانی حقوق کی توقیر قائم ہو سکتی ہے اور تحریر وتقریر عقائد واجتماعات کی آزادی سے ہر فرد بہرہ ور ہوسکتا ہے اور اس کے فقدان سے ہماری مملکت کا سیاسی تانا بانا منتشر ہو جائے گا جس کے نتائج انتہائی تباہ کن ہوں گے۔

بیگم رعنا لیاقت علی خان۔ نشان امتیاز 101.a

ایک خاتون کی قبر کا اکھاڑا جانا

ماہ دسمبر 1985ء میں اسٹیل ٹاؤن میں ایک احمدی خاتون وفات پا گئیں اور انہیں ایک عام قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔ مگر جب اس تدفین کی اطلاع شرپسندوں کو ملی تو انھوں نے اسٹیل مل کی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ ہم اس قبر کو اکھاڑ کر یہاں سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

ان حالات میں سول انتظامیہ، اسٹیل مل کی انتظامیہ اور جماعت کے درمیان 2 روز تک مذاکرات ہوتے رہے۔ اس دوران خدام مسلسل قبر پر ڈیوٹی دیتے رہے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ حکومت کے افراد اس قبر کو کھودیں گے اور نعش کو نکال کر باکس میں بند کر کے اس کو اس قبرستان

میں دفن کریں گے جو اسٹیل مل کی انتظامیہ نے جماعت احمدیہ کے لئے مختص کیا ہے۔اس کام میں تعاون کے سلسلے میں 45 خدام مورخہ 25ردسمبر 1985ء کو اسٹیل ٹاؤن گئے اور وہاں اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ کب حکم ملے اور اس کام کو مکمل کیا جا سکے،مگر اس دن ایک بجے دوپہر کے قریب تمام خدام کو فارغ کر دیا گیا۔ مورخہ 29ردسمبر کو 46 خدام کو 3 بجے سہ پہر دوبارہ اسٹیل ٹاؤن پہنچنے کا حکم دیا گیا اور تمام خدام پہنچ گئے ۔عصر اور پھر مغرب وعشاء کی نمازیں با جماعت ادا کی گئیں اس کے بعد ساڑھے آٹھ بجے رات نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں 230 افراد نے شرکت کی۔

قبر میں سے نعش نکال کر باکس میں بند کرنے کے کام میں مکرم مسعود احمد بوٹا صاحب ، مکرم عبدالرحمٰن منہاس صاحب، مکرم عبدالوحید چوہدری صاحب، مکرم مبشر احمد صاحب اور مکرم سید وسیم احمد صاحب وغیرہ پیش پیش رہے۔ اس تدفین کے بعد 3 روز تک خدام نے قبر پر ڈیوٹی دی جن خدام نے ڈیوٹی دی ان میں مکرم راجہ رضوان احمد صاحب، مکرم وفاء اللہ مبارک صاحب ، مکرم اعجاز حسین صاحب، مکرم ملک ندیم احمد صاحب، مکرم فاروق احمد منہاس صاحب ، مکرم محمد خلیل قریشی صاحب ، مکرم میجر اظہر محمود صاحب، مکرم امتیاز حسین شاہد صاحباب اور مکرم سہیل اعوان صاحب بھی شامل تھے۔ 101.b

قراردادِ تعزیت

بروفات حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب

جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی وفات پر درج ذیل قرارداد تعزیت پاس کی:

سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود کے رفیق ابن رفیق، چاروں خلفائے سلسلہ کے وفادار و مخلص معاون، عالم احمدیت کے درخشندہ تابندہ ستارے، ملک اور قوم کے عظیم اور بے مثل فرزند حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں صاحب مورخہ یکم ستمبر 1985ء کو لاہور میں 93 سال کی عمر میں اپنے لاکھوں شیدائیوں اور فدائیوں کو سوگوار وحزیں چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب 6رفروری 1893ء کو ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں

پیدا ہوئے۔ 18 سال کی عمر میں گورنمنٹ کالج لاہور سے 1911ء میں گریجویشن اور 1914ء میں لنکن اِن سے بارایٹ لا کی ڈگری حاصل کی۔آپ 1926ء سے 1935ءتک پنجاب قانون ساز کونسل اور 1935ء سے 1941ءتک ہندوستان کے گورنر جنرل کی ایگزیکٹیو کونسل کے رکن اور 1941ء سے 1947ءتک ہندوستان کی وفاقی عدالت کے سینئر جج رہے اور اسی عرصہ میں آپ نے ''راؤنڈ ٹیبل کانفرنس'' منعقدہ لندن میں ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کی۔

قیام پاکستان کے بعد بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے آپ کو نوزائیدہ مملکت پاکستان کا پہلا وزیرِ خارجہ مقرر کیا اور 1954ءتک اسی عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔1954ء سے 1973ءتک مختلف حیثیتوں میں عالمی عدالتِ انصاف سے منسلک رہے جہاں پہلے نائب صدراور 1970ء سے 1972ءتک اسی عالمی عدالت کے صدر کے عہدہ پر فائز رہے۔آپ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب اعلیٰ بھی رہے اوراسی زمانہ میں آپ نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں سات گھنٹے مسلسل تقریر کر کے عالمی ریکارڈ قائم کیا جسے آج تک کوئی نہیں توڑ سکا۔ 63-1962ء کے اجلاس کے لئے جنرل اسمبلی کے صدر بھی رہے۔اس طرح عالمی اداروں میں 1947ء سے 1973ءتک آپ نے جوخدمات سرانجام دیں اُن کی وجہ سے پاکستان کی عزت افزائی ہوئی۔ عالمی اداروں میں بار بار منتخب ہونا ان کی قانونی،سیاسی ، بین الاقوامی سیاست اور مدبّرانہ صلاحیتوں کا واضح اعتراف ہے۔

آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے اور 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر رہے ۔ مرحوم نے تحریک پاکستان میں اہم ترین کردار ادا کیا وہ قائداعظم کے ایسے معتمد خاص تھے کہ قائداعظم انہیں اپنا سیاسی فرزند قرار دیتے تھے اور جب کبھی آپ سفارتی فرائض ادا کرنے کے بعد واپس پاکستان لوٹتے تو قائداعظم اِن سے معانقہ فرماتے۔ یہ اعزاز کسی اور کو نہیں ملا۔

حضرت چوہدری صاحب نے اقوام متحدہ میں فلسطینی کاز کی حمایت اور افریقہ ،مشرق وسطیٰ کے ممالک کی آزادی کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دی تھیں انہی شاندار خدمات کے اعتراف کے طور پر آپ کو اُردن ، تیونس، مراکش، الجزائر، لیبیا اور شام نے اپنے اپنے ملکوں

کے اعلیٰ ترین سول اعزازات سے نوازا اور آج تک عرب آپ کی اِن کاوشوں کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔ آپ نے سیاست، بین الاقوامی قانون، مذہب اور دوسرے موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی سب سے پسندیدہ آخری آسمانی کتاب ''قرآن مجید'' کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ بلاشبہ آپ بہترین وکیل، بہترین جج، بہترین فلاسفر، بہترین مدبر اور بہترین مصنف تھے۔ وہ جو بھی کام کرتے اس کی آخری حدوں تک چھونا ان کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی لیکن پھر بھی وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے تھے جب تک آپ کی صحت اجازت دیتی رہی آپ جماعت کے عالمی اسٹیج جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تقریر کے دوران جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر جاتا تھا اور سامعین بڑی توجہ اور جذب سے آپ کی تقاریر سُنا کرتے تھے۔

بیسیوں غریب طالب علموں کی اعلیٰ تعلیم کے حصول میں اِس انداز میں مالی امداد فرمائی کہ نمائش کا نام تک نہ تھا۔ سینکڑوں بیواؤں اور غریبوں کی اپنی جیبِ خاص سے عمر بھر مالی امداد کرتے رہے۔ شمع خلافتِ احمدیہ کے اس قسم کے وفادار جانثار خادم و پروانہ تھے کہ ہر تحریک میں خواہ وہ کسی کی ہو والہانہ انداز میں دامے، درمے اور سُخنے حصہ لیتے تھے۔ آپ چاروں خلفاء احمدیت کے قریبی محبت و پیار کے مورد رہے۔ آپ نہ صرف مستجاب الدعوات والدین کی اولاد تھے بلکہ خوب بھی صاحبِ رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ غرضیکہ آپ بے انتہا خوبیوں کے مالک تھے جن کا احاطہ ممکن نہیں۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہونے والا یہ گوہر نایاب وجود کرہ ارض کے وسیع علاقہ پر اپنے قدموں کے حسین نشان ثبت کر کے اور ایک بھر پور کامیاب زندگی بسر کر کے آج کروڑوں دلوں کو سوگوار چھوڑ کر ربوہ کی سرزمین بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہا ہے۔ **اللھم اغفر**

اراکین جماعت احمدیہ کراچی اس اندوہناک اور المناک وفات پر

1۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

2۔ مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب برادر حضرت چوہدری صاحب مرحوم

3۔ محترمہ امتہ الحئی صاحبہ دختر حضرت چوہدری صاحب مرحوم

4۔ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب داماد حضرت چوہدری صاحب مرحوم

5۔ اور دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت ہائے احمدیہ کے جملہ افراد کی خدمت میں دلی جذبات تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان جملہ لواحقین، پسماندگان اور محبوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت چوہدری صاحب مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقامِ قرب عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں سوگواران

افراد جماعت احمدیہ کراچی

ایک احمدی خاتون کا اعزاز

اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ منعقدہ 1985ء کے موقع پر صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ یہ انتخاب کروانے کی سعادت لجنہ اماء اللہ کراچی کی سرگرم کارکن مکرمہ بشریٰ داؤد صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ آپ کی صدارت میں ہونے والے اس انتخاب میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کو آئندہ تین سال کے لئے صدر لجنہ منتخب کیا گیا۔[102]

لجنہ کراچی کا مرکز سے دوبارہ الحاق

لجنہ اماء اللہ کراچی کا الحاق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ سے 1981ء میں ختم کر کے براہ راست اپنی نگرانی میں لے لیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1986ء میں لجنہ اماء اللہ کراچی کا الحاق دوبارہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ سے کر دیا۔ نئی مجلس عاملہ بنی اور محترمہ سلیمہ میر صاحب صدر لجنہ اماء اللہ کراچی مقرر ہوئیں۔[103]

خدمت خلق ڈیوٹی کوئٹہ

8رمئی 1986ء کو کراچی کے 10 خدام خدمت خلق کی ڈیوٹی کے سلسلے میں کوئٹہ گئے۔ وہاں اگلے دن بروز جمعہ 9رمئی کو غیر از جماعت افراد کا ایک جلسہ تھا۔ بعد میں حملے کے نتیجے میں ان میں سے بعض خدام زخمی بھی ہوئے۔ جبکہ کراچی کے کئی خدام مقامی افراد کے ہمراہ گرفتار بھی کئے گئے۔ کراچی سے جانے والوں میں مکرم شرافت محمود پٹیل صاحب بھی شامل تھے۔[104] اس

وفد کے امیر مکرم نوید احمد خان صاحب تھے جبکہ وفد کے دیگر اراکین میں مکرم ندیم احمد کرامت صاحب، ریاض احمد صاحب، ظہیر احمد صاحب، آصف صاحب اور جاوید کھوکھر صاحب بھی شامل تھے۔ 105 یہ تمام افراد کوئٹہ میں گرفتار ہوئے۔

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 16 رمئی 1986ء میں فرمایا کہ:

''پولیس کی معیت میں ایک ہزار، ڈیڑھ ہزار کے مجمع نے بیت احمدیہ کوئٹہ پر حملہ کیا اور باوجود اس کے کہ علماء بہت پہلے سے اپنے بد ارادوں کو کھلم کھلا ظاہر کر چکے تھے، اس کے باوجود حکومت نے نہ صرف یہ کہ روکنے کی کوشش نہیں کی بلکہ کلیتًا ان کا ساتھ دیا۔ پولیس کی معیت میں وہ بیت تک پہنچے۔ پولیس کی نگرانی میں انھوں نے پتھراؤ کیا۔ پانچ احمدی زخمی ہوئے اور باوجود اس کے کہ پولیس کی طرف سے ادنیٰ مزاحمت بھی نہیں کی گئی، ہر دفعہ جب کوئی احمدی نوجوان زخمی ہوتا تھا تو اس شدت اور جوش کے ساتھ بیت نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھتی تھی کہ اس رعب سے وہ مجمع دوڑ کر پیچھے ہٹ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے زور سے بیت پر قبضہ نہیں کر سکے تو پولیس کے جو بھی وہاں افسران تھے اور ڈی سی نے امیر صاحب کوئٹہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ اب آپ کے لئے تین ہی صورتیں ہیں۔ یا تو آپ بیت خالی کر دیں اور ان کے حوالے کر دیں یا پھر تیار ہو جائیں اس بات کے لئے کہ ہم ان کو کھلی چھٹی دیں وہ جس طرح چاہیں آپ پر حملہ آور ہوں لیکن ہم آپ کو متنبہ کرتے ہیں کہ آپ میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا اور تیسری صورت یہ ہے کہ حکومت زبردستی آپ سے بیت خالی کروائے، (دفعہ)144 لگائے اور اس کا عذر رکھ کے آپ سب کو قید کرے اور بیت خالی کر کے پھر جو چاہے اس سے کرے۔

امیر صاحب نے اور سب مقامی دوستوں نے جو اس وقت حاضر تھے اُن کو جواب دیا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم بیت اپنے ہاتھ سے کسی کے سپرد کر دیں اس کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ وہم ہی دل سے نکال دو۔ جہاں تک دوسری صورت کا سوال ہے ہمیں قبول ہے، تم پہلے بھی کون سی ہماری حفاظت کر رہے ہو، تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ اور ان کو آنے دو جو چاہیں کریں، جتنی چاہے ہمیں قربانی دینی پڑے ہم ان لوگوں کو بیت کو ہاتھ نہیں لگانے دیں گے اور موت سے تم ہمیں کیا ڈراتے ہو، ہم تو پہلے ہی اس نیت کے ساتھ تیار ہو کر بیت آئے تھے اور

جہاں تک تیسری صورت کا تعلق ہے اس میں ہمیں اختیار ہی کوئی نہیں ہے............ بہر حال پھر انھوں نے وہی حرکت کی جو آخری صورت میں انھوں نے پیش کی تھی اور اُن سب کو قید کر کے تھانے میں پہنچا دیا اور بیت کو مقفل کر کے سیل کر دیا گیا۔'' 106

کراچی کے خادم کی راہ مولیٰ میں قربانی اور خدام کا عزم و استقلال

اندرون سندھ خدمت خلق کی ڈیوٹیز کی انجام دہی کے دوران کراچی کے ایک سعید اور باہمت خادم مکرم ومحترم راؤ خالد سلیمان صاحب کو اپنی جان بھی راہ مولیٰ میں قربان کرنی پڑی۔ آپ سکھر میں مورخہ 11رمئی 1986ء کو ایک اور احمدی بزرگ مکرم ومحترم ماسٹر قمر الحق صاحب کی جان بچاتے ہوئے راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ آپ آخر وقت تک قاتلوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مکرم ماسٹر قمر الحق صاحب اور مکرم راؤ خالد سلیمان صاحب دونوں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مکرم راؤ خالد سلیمان صاحب کی (راہ مولیٰ میں قربانی) کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خطبہ 9رجولائی 1999ء میں فرمایا۔

''مکرم سید قمر الحق صاحب سکھر اور مکرم راؤ خالد سلیمان صاحب کراچی نے 11رمئی 1986ء کی صبح سکھر میں راہ خدا میں جان دی۔ راؤ خالد سلیمان صاحب انکی (مکرم سید قمر الحق صاحب کی۔مؤلف) حفاظت کے لئے کراچی سے بھیجے گئے تھے یہ گوجرہ کے رہنے والے تھے، دو تین سال قبل احمدی ہوئے تھے اور اخلاص میں بہتوں سے آگے نکل گئے تھے۔'' 107

لیکن یہ خون بجائے خوف پیدا کرنے کے خدام الاحمدیہ کراچی کے پائے ثبات میں اور مضبوطی پیدا کر گیا اور اگلے وفد میں جانے کے لئے مقررہ تعداد سے کہیں زیادہ خدام حاضر ہو گئے۔

(راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں) اور اسیران راہ مولیٰ کے لئے روحانی تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 20رجون 1986ء میں فرمایا کہ:

''میں نے سیّدنا بلال فنڈ کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ میرا ارادہ ہے کہ اس فنڈ سے کم از کم سو زبانوں میں قرآن کریم کے نمونے کے ترجمے شائع کر کے ان سب

قربانی کرنے والوں کی طرف سے دنیا کے لئے یہ تحفہ پیش کیا جائے جن قربانی کرنے والوں نے خصوصاً اِس دور میں پاکستان میں قربانی کی سعادت حاصل کی ہے۔''

اسی خطبہ میں حضور نے کراچی کے قربانی دینے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''نہ صرف یہ کہ کراچی نے باہر جا کر اس عظیم الشان دَور میں بہت ہی غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی بلکہ کراچی میں بھی بکثرت نوجوان ہیں جنھوں نے قید و بند کی صعوبتیں محض اس وجہ سے برداشت کیں کہ کلمہ۔۔۔۔۔ سے ان کو محبت تھی اور اس محبت سے کسی قیمت پر بھی الگ ہونے کے لئے تیار نہیں تھے۔۔۔ یہ سب لوگ، ان سے تعلق رکھنے والے سارے لوگ اس بات کے حقدار تھے کہ جماعت اُن کو ایک محبت بھرا پُر خلوص تحفہ پہنچاتی اور اس ذریعہ سے یہ ان کو تحفہ اللہ تعالیٰ نے پہنچا دیا۔''[108]

جماعت کراچی کی تعریف اور ایک اہم امر کا تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 4/جولائی 1986ء میں جماعت احمدیہ کراچی اور مجلس انصاراللہ کراچی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ انصار اللہ کے دورے پر کراچی گیا تو کراچی کی جماعت تو بڑی منظّم اور بڑی خدا کے فضل سے سائنٹیفک بنیادوں پر یعنی سائنسی طریق پر مربوط کام کرنے والی جماعت ہے۔ ان کی تجنید کا معیار بھی اسی لحاظ سے بہت اُونچا ہے۔ تو میں نے جب انصاراللہ کی تعداد دیکھی تجنید کی تو مَیں نے ان سے کہا یہ تو ہے نہیں پوری، ہو ہی نہیں سکتا۔ بہت سے انصار ہیں آپ کے جو آپ کی نظر سے اوجھل پڑے ہوئے ہیں، آپ نے شمار ہی نہیں کئے۔ انھوں نے کہا جی یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ کو کیا پتہ ہم یہاں کام کرتے ہیں، کراچی میں تو ایک گوشہ ایسا نہیں ہے جو کارکنوں کی آنکھ سے الگ رہ جائے۔ سب پورے کے پورے گنتی میں ہیں۔ بتائیں کس طرح کوئی رہ سکتا ہے الگ۔ میں نے کہا آپ کی بات درست ہوگی لیکن میری بھی درست ہے، آپ کوشش کریں محنت کر کے دیکھیں تو آپ کو آدمی مل جائیں گے۔ تو پہلی رپورٹ جو تھی ایک محلے کی جن کے متعلق مَیں بات کر رہا تھا اس کے مطابق 42 کے بجائے 62 ہو گئے تھے یعنی پچاس فیصد سے زائد ان کے آدمی چھپے ہوئے تھے یا پچاس فیصد کے قریب اُن کے آدمی

چھپے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہاں کا کوئی ایک بھی گوشہ ایسا نہیں ہے جو نظر سے باہر رہ گیا ہو اور بعد میں جو رپورٹیں آئیں اس میں تو بعض جگہ سو فیصد قریباً اضافہ ہوا۔ بعض جگہ بہت کم بھی ہوا۔ لیکن ایسے گوشے رہ جاتے ہیں جوان کارکنوں کی نظر سے پوشیدہ رہتے ہیں۔" 109

کراچی کی ایک معزز غیر احمدی شخصیت کا جرات مندانہ بیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 8/اگست 1986ء میں فرمایا کہ:

"جب 1974ء میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کے نتیجے میں چراغاں کیا گیا تو کراچی کی ایک بہت ہی معزز شخصیت کے پاس علماء کا ایک وفد گیا کہ آپ چراغاں نہیں کر رہے، کیا بات ہے؟ دُور و نزدیک ہر جگہ چراغاں ہو رہا ہے اور آپ کے گھر پر ہم کوئی چراغاں نہیں دیکھتے! انھوں نے کہا مجھے حیرت ہے کہ تم کس طرح یہ سوال لے کے میرے پاس آئے ہو؟ کیا اس خوشی میں کہ ایک کروڑ مسلمان غیر مسلم ہو گئے ہیں۔ مجھے اپنا ایک مسلمان بنایا ہوا بتا دو تو میں چراغاں کرنے کے لئے تیار ہوں، کتنے ظالم لوگ ہو تم یہ خوشخبری لے کے میرے پاس آئے ہو کہ آج یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وہ ایک کروڑ مسلمان جو کل تک مسلمان تھے، آج سے غیر مسلم ہو گئے ہیں اور اس خوشی میں مجھے چراغاں کرنے کے لئے کہتے ہو۔ سر پھینک کے وہ لوگ واپس چلے گئے۔ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ والی کیفیت اُن کی ہوئی۔ لیکن افسوس کہ اُن کو حقیقت کی سمجھ نہ آسکی۔" 110

ادبی مجلس کا قیام

مورخہ 14/اگست 1986ء کو کراچی میں ایک ادبی مجلس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس سلسلے میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں درج ذیل افراد شریک ہوئے۔

1۔ مکرم و محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب
2۔ مکرم کموڈور سلیم احمد صاحب
3۔ مکرم کیپٹن عبدالسلام سہیل صاحب
4۔ مکرم مرزا محمد حسین صاحب
5۔ مکرم عبدالقیوم شاد صاحب
6۔ مکرم شیخ طاہر احمد نصیر صاحب
7۔ مکرم مجیب احمد خان صاحب
8۔ مکرم ملک عبدالباسط صاحب
9۔ مکرم بریگیڈیر سید ممتاز احمد صاحب
10۔ مکرم شیر ملک صاحب
11۔ مکرم محمد یٰسین لکھنوی صاحب
12۔ مکرم مبارک احمد راجوری صاحب

13۔ مکرم افتخار احمد خان صاحب
14۔ مکرم خواجہ اصغر ملک کاشمیری
15۔ مکرم نورالدین منیر صاحب
16۔ مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب
17۔ مکرم کرنل نصر اللہ خان صاحب
18۔ مکرم عبدالمنان منیر خان صاحب
19۔ مکرم سید حضرت اللہ پاشا صاحب
20۔ مکرم چوہدری رشید احمد جاوید صاحب
21۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب
22۔ مکرم حمیدالدین ظفر صاحب
23۔ مکرم خواجہ وجاہت احمد صاحب

اس مجلس کے قیام کی غرض و غایت درج ذیل تھی۔

1۔ ہماری جماعت اور احباب پر جو حملے ہو رہے ہیں اور جن کا ذکر اکثر اخباروں میں بھی آتا رہتا ہے اس کا جواب کس طرح دیا جائے۔

2۔ ملک میں دوسرے اہل قلم احباب کا کس طرح تعاون حاصل کیا جائے کہ ہمارا نقطہ نظر اور موقف ملک کے اہل الرائے احباب تک پہنچ سکے۔

3۔ اس قسم کے حالات پیدا کئے جائیں کہ ہمارا موقف جو کہ بہت زیادہ مسخ کر کے اور توڑ مڑور کر پیش کیا جاتا ہے اُس کا تدارک ہو سکے۔

آخر میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کو دستور اساسی کی تشکیل اور طریقہ انتخاب وغیرہ مرتب کرنے کا کام دیا گیا۔ کمیٹی درج ذیل تھی۔

1۔ مکرم محمد یٰسین لکھنوی صاحب
2۔ مکرم عبدالقیوم شاد صاحب
3۔ مکرم نورالدین منیر صاحب
4۔ مکرم سید حضرت اللہ پاشا صاحب [111]

احمدیہ ٹیچرز ایسوسی ایشن کراچی

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کی منشاء کے مطابق کراچی کے مختلف اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے اساتذہ نے اگست 1985ء میں احمدیہ ٹیچرز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ احمدیہ ٹیچرز ایسوسی ایشن کراچی کی پہلی مجلس عاملہ 1985-86ء درج ذیل تھی۔

1۔ سرپرست اعلیٰ — مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی
2۔ سرپرست — مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب

3۔ صدر مکرم ڈاکٹر منظور احمد صاحب
4۔ نائب صدر اوّل مکرم کرامت اللہ راجپوت صاحب
5۔ نائب صدر دوم مکرم راجہ سعید احمد صاحب
6۔ جنرل سیکرٹری مکرم منیر احمد آرائیں صاحب
7۔ جوائنٹ سیکرٹری مکرم بشیر الدین عباسی صاحب
8۔ خزانچی مکرم عبد الباسط صاحب
9۔ سیکرٹری تجنید مکرم ناصر ملک صاحب
10۔ سیکرٹری نشر و اشاعت مکرم وسیم احمد طارق صاحب[112]

سکھر میں 1986ء میں کراچی کے دوستوں کی گرفتاری

کراچی کے خدام 1986ء میں خدمت خلق ڈیوٹی کے سلسلہ میں سکھر گئے ہوئے تھے وہاں مخالفین نے ایک احمدی بچے پر تشدد کیا جسے بچانے کے لئے انھوں نے بیچ بچاؤ کروایا۔ نتیجتاً ان کے خلاف مقدمہ درج کروا کر 15 ستمبر 1986ء کو گرفتار کر لیا گیا بعد ازاں بڑی تگ و دو کے بعد 8 اکتوبر 1986ء کو ضمانت پر رہا ہوئے۔ ان کے خلاف دفعہ 151 اور 307 کے تحت مقدمہ قائم کیا گیا۔ بعد میں باہمی صلح نامہ کی بناء پر بری کئے گئے اور مقدمات ختم ہو گئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک عدالت میں پیش ہونے کے لئے انہیں کراچی سے سکھر جانا پڑتا تھا۔ جو خدام اس کیس میں اسیر راہ مولیٰ بنے، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم محمد یعقوب صاحب ابن مکرم عبد الرحمٰن صاحب
2۔ مکرم محمود احمد قیصر صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب
3۔ مکرم لطف الرحمٰن صاحب ابن مکرم مختار احمد علوی صاحب
4۔ مکرم نور محمد صاحب ابن مکرم میاں منیر احمد صاحب[113]

اسیران راہ مولیٰ 1986ء

(1) مکرم رانا اشفاق احمد صاحب ڈرگ روڈ میں اپنی دکان پر قرآنی آیات لگانے کے جرم میں 28 اکتوبر 1986ء کو گرفتار ہوئے۔ 298-C کے تحت مقدمہ قائم ہوا۔ ایک دن بعد ضمانت پر رہا

ہوئے۔[114]

(2) مکرم بابو عنایت اللہ صاحب ڈرگ روڈ کراچی میں اپنے گھر پر ایک آیت قرآنی کی تختی لگانے کی بناء پر 30؍اکتوبر 1986ء کو گرفتار کئے گئے۔ 31؍اکتوبر1986ء کو ضمانت پر رہا ہوئے۔ C-298 کے تحت مقدمہ قائم ہوا۔[115]

(3) مکرم ڈاکٹر عبد الغنی صاحب ڈرگ روڈ میں اپنے کلینک میں کلمہ ۔۔۔۔ اور کتاب قرآنی دعائیں رکھنے کے جرم میں 30؍اکتوبر1986ء کو گرفتار ہوئے۔ C-298 کے تحت مقدمہ قائم ہوا۔ دو دن حراست میں رہنے کے بعد ضمانت پر رہا ہوئے۔

(4) مکرم ڈاکٹر قطب شاہ صاحب اپنے کلینک پر اللہ اور محمدؐ کے نعرے رکھنے کے جرم میں 30؍اکتوبر1986ء کو C-298 کے تحت گرفتار ہوئے۔

(5) مکرم عبد السمیع خادم صاحب کو دفعہ B-298 کے تحت 16؍جنوری 1986ء کو گرفتار کیا گیا۔

کراچی کے ایک مخلص نوجوان کا تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے خطبہ جمعہ 12؍دسمبر1986ء میں فرمایا کہ:

''کراچی میں ایک ہمارے بڑے مخلص نوجوان جن کو (دعوت الی اللہ) کا جنون ہے اور جنون سے مراد یہ ہے کہ ولولہ کے لحاظ سے جنون، ویسے بڑی حکمت کے ساتھ کرتے ہیں، انھوں نے بعض اپنے محکمہ کے دوسرے مولوی نما لوگوں سے جب بحث اٹھائی............تو انھوں نے آخر مجبور کیا کہ پہلے ثالث مقرر کرو اور وہ فیصلہ کرے۔ پھر اس فیصلہ کو تسلیم کرو تو پھر ہم بحث کریں گے۔ اب ایک بظاہر یہ Tactical یعنی فنِ جہاد میں ایک غلط قدم اُٹھانے والی بات تھی کہ ایک ایسے ثالث کو تسلیم کیا انھوں نے جو احمدی ہی نہیں اور غیر مسلم بھی نہیں تھا۔ وہ مسلمان تھا جو احمدیوں کے مقابل پر آیت خاتم النبیین کی وہ تشریح کرنے والے ہیں جو غیر احمدی علماء کرتے ہیں۔ اُس کی بڑی جرات کہہ لیں یا سادگی کہہ لیں کہ اُس نے ان صاحب کو ثالث بنا لیا اور مجھے دعا کے لئے خط لکھنے شروع کر دئے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ پہلے پوچھ تو لیا ہوتا۔ یہ اصولاً غلط بات ہے کہ ایک ایسے شخص کو ثالث بنا لینا جو دوسرے کا ہم عقیدہ ہے اور تمہارے مخالف۔ لیکن بہر حال اگر

تم نے کرلیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ بھی دعا کرتا رہا۔کوشش کرتا رہا اور مَیں بھی دعا کرتا رہا۔

ابھی کل ہی اس کا خط ملا ہے کہ ثالث نے نہ صرف ہمارے حق میں فیصلہ دیا بلکہ مجھے کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

دلائل اس قوت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہیں کہ جس میں تقویٰ کی رگ ہوگی وہ اگر ثالث بنے تو لازماً ہر دنیا کا ثالث جس میں تقویٰ کی کوئی بھی رگ ہو تو وہ جماعت احمدیہ کے حق میں فیصلہ دینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔‘‘ 116

فرائیڈے دی ٹینتھ کے نشان کا کراچی میں ظہور

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس سلسلے میں فرمایا کہ:

’’گزشتہ سال کے آخر پر سفر یورپ کے دوران اللہ تعالیٰ نے جو کشفی نظارہ دکھایا تھا جس میں جمعہ کے روز ایک ڈائل کی شکل میں ’’10‘‘ کا ہندسہ چمکتا ہوا اور نبض کی طرح دھڑکتا ہوا دکھایا گیا تھا اور اُس پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ Friday the 10th۔ باوجود اس علم کے یہ ’’10‘‘ وقت کا ہندسہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تابع زبان سے یہی فقرہ جاری ہوا Friday the 10th۔

اس کی جماعت کی طرف سے تشہیر بھی کی گئی اور اندازے بھی لگائے گئے کئی قسم کے خطوط آئے اور 10رمئی جو جمعہ کا روز تھا اس پر جماعت نگاہیں لگائے بیٹھی رہی لیکن اس روز کچھ نہیں ہوا اور اطلاعات کے مطابق بعض علماء نے یہ کہا کہ اب ہم 17رمئی کو اس کچھ نہ ہونے کا جشن منائیں گے لیکن اس کے بعد بھی ایک جمعہ آنے والا تھا جو رمضان المبارک کا پاکستان کے لحاظ سے دسویں رمضان المبارک کا جمعہ بنتا تھا اور جیسا کہ بعض دوسرے احباب کو بھی اللہ تعالیٰ نے چاند کی 10 کی خبر دی تھی اور مجھے اطلاعیں دے چکے تھے اس لئے ہمیں اس کا انتظار تھا دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس تاریخ کو اپنی کیا تجلّی دکھاتا ہے؟ (یہ جمعہ مورخہ 31رمئی 1985ء کو آیا تھا۔مؤلف)

چنانچہ دس کی صبح کو جو خبریں آنی شروع ہوئیں تہجد کے وقت سے اس کے متعلق میں پہلے جماعت کو اطلاع دے چکا ہوں اور گزشتہ کسی خطبہ میں مَیں نے یہ بتایا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا

کا نشان ایک رنگ میں اس روز پورا ہو گیا لیکن بعد کی جو آنے والی اطلاعیں ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ والی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ بیان فرمودہ خبر پوری ہوئی اور اس کے اور بھی بہت سے پہلو سامنے آئے ہیں۔ چنانچہ جو اطلاعیں ہمیں ملی تھیں وہ تو احباب جماعت کراچی کی طرف سے اس وقت کی اطلاعیں تھی لیکن بعد کے اخبارات کے جو تراشے موصول ہوئے ہیں نہ صرف یہ کہ ان سے اس خبر کی غیر معمولی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس واقعہ کا غیر معمولی پن بھی واضح ہوتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو احمدیت کے شدید معاند ہیں ان کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کروایا کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں، یہ کوئی حادثاتی بات نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ ایک بڑی بھاری تنبیہ ہے اور اس کے علاوہ پاکستان کی شمالی سرحد پر بھی ایک واقعہ رونما ہوا جس کو غیر معمولی اہمیت دی گئی اور اسے بھی ایک آنے والے خطرے کے نشان کے طور پر پیش کیا گیا اور یہ واقعہ بھی دس جمعتہ المبارک رمضان شریف ہی کو ہوا۔

چنانچہ جو اخبار کے تراشے آئے ہیں ان میں اس موضوع پر بڑے بڑے مضامین چھپے ہیں، شہ سرخیاں جمائی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی غیر معمولی اور نہایت ہی خوفناک واقعہ تھا۔ ''جنگ لنڈن'' نے تو یہ خبر اس سرخی کے تابع شائع کی کہ کراچی میں طوفان کے خطرے نے افراتفری مچا دی۔ ساحلی علاقوں کے لوگوں کی بڑی تعداد گھروں سے نکل بھاگی ۔'' ڈان'' (Dawn) نے شہ سرخی جمائی ''Cyclone Threat'' اور اس پر ایک لمبی خبر شائع کی جو ایک صفحہ پر نہیں بلکہ دوسرے صفحہ پر بھی جاری رہی اور اسی طرح ایک مضمون شائع کیا جس کے اوپر یہ عنوان لگا تھا Panic Grips Karachi اور ان دونوں مضامین کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھو کھہا آدمی متاثر ہوئے تھے اور اپنا سب کچھ گھروں پر اسی طرح چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمام ذرائع کو بروئے عمل لا کر حکومت کو بڑی محنت کے ساتھ ان علاقوں کی نگرانی کروانی پڑی۔ تمام نیوی کی کشتیاں، پولیس کی کشتیاں جو نیول پولیس کی کشتیاں ہیں وہ سارے علاقے میں پھیل گئیں اور پولیس بھی گشت کرنے لگی لیکن اتنی Panic تھی کہ چور بھی وہاں باقی نہیں رہے وہ بھی بھاگ گئے ورنہ عموماً تھوڑی Panic کے وقت تو چوروں کی موجیں ہو جایا کرتی ہیں، وہ کہتے ہیں کوئی بات نہیں دیکھی جائے گی ۔ بالکل اسی طرح گھر چھوڑ کر لوگ بھاگے ہیں، نوکر تک بھی چلے گئے اور کوئی چوری کا واقعہ نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا خوف بھی طاری تھا اس وقت

دلوں پر اور یہ بھی پتہ چلا کہ کثرت کے ساتھ اذانیں دی جانے لگیں اور اذان دینا یہ عموماً علامت ہے ہمارے ملک میں بہت بڑا خطرہ اور اس پر استغفار، ایسے موقع پر اذان دی جاتی ہے اور استغفار کی علامت ہے اس لئے لوگ سمجھتے ہیں جب اذان دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی عذاب مقدر ہے وہ ٹل جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف پروفیسر عبدالغفور صاحب جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق ''جنگ لاہور'' 2/جون نے یہ سرخی جمائی کہ وہ کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ طوفان کا رخ نہ موڑتے تو ہمارا کیا حشر ہوتا''۔ اور اس طوفان پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں یعنی یہ جنگ ان کی طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ انہوں نے لکھا ''کراچی چھوٹا پاکستان ہے لیکن لبنان اور بیروت بن رہا ہے جو مارشل لاء کے اس دور کا ثمرہ ہے''۔ پھر انہوں نے کہا کہ ''مسلمانوں نے تحریک پاکستان کی اس لئے حمایت کی تھی کہ بھارت میں ان کے جان و مال خطرے میں تھے''۔ انہوں نے کہا ''بھارت میں اب بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب پاکستان میں بھی شہریوں کے جان و مال محفوظ نہیں''۔ اور یہ وہی صاحب ہیں جن کے نزدیک جماعت احمدیہ کے جان و مال کی کوئی قدر اور کوئی قیمت نہیں ہے انسانی نگاہوں میں نہ خدا کی نگاہ میں اور بے دھڑک یہ لوگ تیاریاں کر رہے ہیں، کرتے رہے ہیں جماعت اسلامی کے کارندے اور فسادات میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور پچھلے جو 74ء کے فسادات تھے ان میں تو تمام قصبات میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے احرار کے علاوہ، وہ جماعت اسلامی کے کارندوں نے ادا کیا تھا اور اب جب کہ خدا کی پکڑ کو اپنے سامنے دیکھا تو اس وقت ان کو خیال آیا کہ پاکستان میں لوگوں کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں۔ یہ اللہ کی تقدیر ہی بتائے گی کہ خدا کی پکڑ کس کے جان و مال کو خطرہ لاحق ہونے کے نتیجے میں آتی ہے، جو پاکستان میں عام دستور چل رہا ہے وہ تو سال ہا سال سے اسی طرح چل رہا ہے۔ ان کو تو خدا نے خبر نہیں دی کہ یہ دس جمعہ کو کوئی واقعہ ہونے والا ہے۔ جن کے جان و مال کی خدا کو قدر تھی، جن کے جان و مال پر خدا کے پیار کی نظر تھی ان کے امام کو بتایا ہے کہ دس جمعہ کو ایک بہت بڑا خطرہ یا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو تجلی کے رنگ میں ہوگا کیونکہ وہ چمکتا ہوا ہندسہ تھا جو بار بار دل کی طرح ڈھرک رہا تھا۔

ایک اور شدید معاند احراری اخبار ''لولاک'' جو جماعت احمدیہ کی مخالفت پر وقف ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف انتہائی گند بولتا ہے وہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا اور اداریتی سرخی اس نے جمائی ''خدائی وارننگ'' اب یہ بھی تصرف الٰہی ہے کہ جماعت کے جان و مال اور عزت کی دو بڑی دشمن جماعتیں ایک جماعت اسلامی اور ایک جماعت احرار ان دونوں کے منہ سے خدا نے یہ اقرار کروا دیا کہ یہ دس تاریخ کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک غیر معمولی نشان ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وارننگ ہے اور پھر اس اداریہ میں ''لولاک'' کے مدیر لکھتے ہیں۔

> ہمیں بار بار سوچنا چاہیئے کہ ہم کہاں کہاں اور کیسے خدائے بزرگ وبرتر کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اہل کراچی کو آپس کی سر پھٹول اور باہمی مخاصمت چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجا لانا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا عہد کرنا چاہیئے۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ ایک بڑی آزمائش سے بچ گئے یہ سمندری طوفان ان کے لئے خدائی وارننگ ہے''۔

ان کے لئے نہیں تمہارے لئے بھی خدائی وارننگ ہے بلکہ تمہارے لئے زیادہ ہے کیونکہ یہ تمہاری ہی سکھائی ہوئی تدبیریں ہیں جن کو بروئے کار لا کر پاکستان میں خدا کے نام پر مظالم توڑے جا رہے ہیں اور وہ لوگ جن کا قصور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے یہ کہا ربنا اللّٰہ اللہ ہمارا رب ہے، تم ہمارے رب نہیں ہو ان کو اس قصور کے نتیجہ میں طرح طرح کی سزائیں دی جا رہی ہیں۔ تو جو ان حرکتوں کے علمبردار ہیں ان کے لئے وارننگ ہے۔''

''اس کے بعد میں جماعت کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں بہت سے کراچی کے دوستوں نے جو خطوط لکھے ان میں اگرچہ بھاری اکثریت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ نشان ظاہر تو ہوا مگر اس نے نقصان نہیں کیا اور ہم بہت خوش ہیں کہ لاکھوں جانیں بچ گئیں کیونکہ اندازہ یہ تھا کہ اگر یہ واقعتہً پوری طرح خطرہ درپیش آ جاتا تو معمولی نقصان نہیں تھا بلکہ لکھوکھہا جانیں تلف ہو سکتی تھیں۔ پچاس فٹ اونچی سمندر کی لہر تھی جو تقریباً سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کراچی کی طرف بڑھ رہی تھی اور یہ جو اخبارات میں نے دیکھے ہیں ان میں لکھا ہے کہ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ سو میل یا اس سے زائد اس کے پیچھے رہ گئی تھی جب رخ پلٹا ہے، بعض نے لکھا ہے کہ صرف پچاس میل قریب آ کر یعنی نصف گھنٹہ کا فرق رہ گیا تھا تو پھر وہ مڑی ہے اور جو

تنبیہات کی گئیں ان میں صبح دس بجے کے وقت اس کا پہنچنا بھی بتایا گیا تھا کہ اگر یہ پہنچ جاتا تو صبح دس کے لگ بھگ اس نے کراچی کو Hit کرنا تھا اب پچاس فٹ اونچی سمندری لہریں جو سو میل کی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہوں اس نے تو کراچی کے میل ہا میل کا کلیۃً صفایا کر دینا تھا اس علاقے سے نام ونشان شہر کے اس علاقے سے مٹ جانے تھے۔ تو اس لئے جو سمجھ دار ہیں جو صاحب دل لوگ ہیں وہ مجھے خط لکھتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ نے فضل فرمایا اور ایک نشان پورا بھی فرما دیا ہماری سرخروئی بھی کر دی اور بنی نوع انسان کو ایک بڑے دکھ سے بھی بچا لیا لیکن بعض نوجوان بیچارے جو یہ حکمتیں نہیں سمجھتے یا پوری تربیت نہیں رکھتے بہت چند ہیں گنتی کے مگر انہوں نے یہ لکھا کہ اللہ میاں نے جب یہاں تک پہنچا دیا تھا تو آگے تک جاتے کیا تکلیف تھی۔ پچاس میل رہ گیا تھا خدا کو آگے کیا حرج تھا آگے کر دیتے تو پھر ذرا اور ہوتا۔ ان کو اندازہ نہیں کہ دکھ کیا چیز ہے اور قومی دکھ کیسے کیسے خوفناک نتائج پیدا کرتا ہے اور ان کو پتہ نہیں کہ اللہ رحیم وکریم ہے نشانات ظاہر ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے لیکن جن کی خاطر نشان ظاہر ہوتے ہیں ان کا دل نشانات کے ظاہر ہونے سے زیادہ قوم کی ہمدردی میں مبتلا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا جو (رفقاء) کی روایات سے ثابت ہے کہ بعض موقع پر جب ایک شدید معاند کی ہلاکت کی آپ نے خبر دی اور وہ دن قریب آ رہا تھا تو (رفقاء) ساری ساری رات اٹھ کر روتے اور گریہ زاری کرتے تھے کہ اے خدا یہ نشان ظاہر فرما دے پکڑا جائے، پکڑا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں تو رات بھر یہ دعائیں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بچا لے، نہ پکڑا جائے، نہ پکڑا جائے نہ پکڑا جائے اور ہدایت نصیب ہو جائے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

کہ مجھے خبر دی ہے میری سچائی کے نشان کے طور پر اور میرا دل بے تاب کر دیا ہے کہ اے خدا یہ کیا ہوگا کیوں لوگ ہلاک ہوں گے؟ کیوں نہ ہو؟ کس کے غلام تھے؟ محمد عربی ﷺ کے جن کے دل پر نظر ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ

جن کے انکار پر ان کی ہلاکتوں کی خبر میں تمہیں دے رہا ہوں، اے میرے پیارے

تیرے دل کا کیا حال دیکھ رہا ہوں تو اس غم میں ہلاک کر رہا ہے خود اپنے آپ کو کہ یہ لوگ انکار کے نتیجہ میں پکڑے نہ جائیں اور ہلاک نہ ہو جائیں۔

تو یہ رستہ جو الٰہی جماعتوں کا رستہ ہے اس پر چلنے کے لئے اسلوب بھی تو وہی ہونے چاہئیں اطوار بھی تو انبیاء سے ہی سیکھنے چاہئیں۔ پس آپ ان رستوں پر ڈالے گئے ہیں اور آپ نے ان رستوں پر آگے بڑھنا ہے۔ میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدا سے نشانات تو مانگیں لیکن اس نیت سے مانگیں کہ اللہ تعالیٰ قوم کے بڑے حصہ کے لئے ہدایت کی سامان پیدا فرما دے اور آپ کے لئے تقویت ایمان کے سامان پیدا فرما دے۔ انتقام اور غضب کی راہ سے نشانوں کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ اس لئے جس رستہ پر چل رہے ہیں یہ تو انبیاء کا رستہ ہے انبیا کے دل لے کر آگے بڑھیں اور خدا سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہی اسلوب عطا فرمائے جو نبیوں کو خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے کیونکہ ان کی طرف منسوب ہونے والوں کو بھی وہی رنگ اختیار کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور قوم کو سمجھ اور فہم کی توفیق عطا فرمائے۔ قوم کو توفیق عطا فرمائے کہ خدا تعالیٰ نے جو ڈھیل کی راہ اختیار کی ہے اور رفتہ رفتہ اپنی پکڑ کو زیادہ سخت کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اس فیصلہ کو اب سمجھیں آج وقت ہے سمجھنے کا اگر دیر کی تو پھر معاملہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ **وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ** کا وقت آجائے گا اور غور کریں کہ معمولی بات نہیں۔ دسمبر کے آخر پر ایک عاجز بندے کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ دس جمعۃ المبارک کو کچھ ہونے والا ہے۔ کس کے اختیار میں ہے ہم تو ایسے بے اختیار لوگ ہیں کہ پردیس میں نکالے گئے اور کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہاں کے حالات پر ہمارا کوئی اختیار نہیں، سمندر کی طاقتوں پر کوئی اختیار نہیں، لوگ ہنسنے اور مذاق اڑانے کے لئے تیار بیٹھے تھے، بے بس تھے اور ایک لمحہ کے لئے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں اس کا اعلان کر دوں تو بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے بعض دفعہ وہ نشانوں کو ٹال بھی دیتا ہے، جماعت پہلے ہی دکھوں میں مبتلا ہے، لوگ ہنسیں گے اور مذاق اڑائیں گے لیکن اس وقت میرے دل نے مجھے بتایا کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے خدا کی مرضی ہے وہ بتائے اور نہ پورا کرے۔ انبیاء کی شان کے مطابق غلاموں کو بھی وہی رنگ اختیار کرنے چاہئیں اس لئے وہ اس بات سے نہیں ڈرتے تھے کہ دنیا مذاق اڑائے گی یا نہیں اڑائے گی کیا کہے گی؟ بے پرواہ ہو کر ناممکن باتیں کہہ دیا کرتے تھے اور بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ تو

اس وقت مجھے بڑی سخت میرے نفس نے زجر و توبیخ کی کہ یہ ایک لمحہ کے لئے جو واہمہ تمہارے دل میں آیا ہے اگرچہ بظاہر نیکی کے نام پر آیا ہے کہ جماعت کے لئے مشکل نہ پڑے یہ بھی غیر اللہ کی ملونی کا ایک قسم کا شائبہ رکھتا ہے اس لئے استغفار کرو۔ چنانچہ میں نے بہت استغفار کی اور پھر بالکل پرواہ نہیں کی کہ کیا ہوتا ہے جو خدا نے مجھے دکھایا امانت کے طور پر میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دیا اور جو ظاہر ہوا ہے یہ سمندر کی طرف سے بھی ظاہر ہونا شمال سے بھی ظاہر ہونا جنوب سے بھی، سمندر سے بھی اور ہوا سے بھی اور پھر معاندین احمدیت کا اس کو نشان اور تنبیہ قرار دے دینا اب جو چاہیں کر لیں اب یہ قلم سے نکلی ہوئی تحریریں اور زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب واپس نہیں لے سکتے۔

اس لئے خدا کا نشان تھا جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور ہمارے دل اس کے لئے شکر اور حمد سے لبریز ہیں مگر ساتھ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ دعائیں کریں اور استغفار کریں اور قوم کا برا نہ چاہیں۔ قوم کی غلطیاں ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہم میں سے بھی تو بے شمار گناہ گار ہیں، ہم کون سا خدا کے سب حکموں پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ بڑا رحمٰن اور رحیم ہے اگر ہم اپنی ذات کے لئے نہیں چاہتے کہ ہمارے گناہوں کو خدا فوراً پکڑ لے اور ہماری پردہ دری کر دے اور ہمیں ان گناہوں کے نتیجہ میں ہلاک کرے تو غیروں کیلئے ہم کیوں یہ چاہیں اس لئے کہ انہوں نے ہمیں دکھ پہنچایا ہے؟ اللہ کا تو بڑا حوصلہ ہے اس کی آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے مکروہ کام کئے جاتے ہیں اور اس کے باوجود وہ پکڑ میں ڈھیل کرتا چلا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ فرماتا ہے جو اعمال انسانوں نے کئے ہیں دنیا میں یا کر رہے ہیں اگر ہم ان اعمال کی جزا دینے کا فیصلہ کر لیتے تو صرف انسان نہیں زمین سے صفحہ ہستی سے زندگی کا نشان مٹا دیتے کوئی دابۃ نہ رہنے دیتے یہاں تو اس اللہ کی محبت کے دعوے اور پھر دل میں یہ تمنا کہ تماشہ ہو جائے۔ تماشوں کے لئے آپ نہیں پیدا کئے گئے۔

صرف اتنا حق ہے اور یہ ہمارا حق ہر الٰہی جماعت کا حق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نشان مانگیں اور دعا یہ کریں کہ وہ نشان رحمت کے نشان ہوں اور اگر عذاب کے نشان ہی مقدر ہیں مخالفین کے لئے تو اے خدا! اس رنگ میں وہ نشان ظاہر فرما کہ ائمۃ الکفر تو پکڑے جائیں اور عبرت کا نشان بن جائیں لیکن بھاری اکثریت عوام الناس کی جو اس لحاظ سے معصوم ہے کہ کچھ

نہیں جانتی جس طرف ان کو ڈال دیا جاتا ہے بھیڑ بکریوں کی طرح چلتے رہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے بچالے اور اپنی پکڑ سے محفوظ رکھ اور ان کے لئے عبرت کے نشان ہدایت کا موجب بن جائیں۔ یہ تمنا ہونی چاہیئے۔ یہی میرے دل کی تمنا ہے یہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دل کی تمنا ہو یہی دعائیں ہیں جو آپ کو جاری رکھنی چاہئیں۔'' 117

راہ مولیٰ میں تشدد

مکرم شیخ نعیم احمد صاحب 1986ء میں طارق روڈ کراچی میں ملازمت کرتے تھے۔ وہاں کچھ افراد سے ان کی گفتگو ہوتی تھی۔ گفتگو کا یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا۔

ایک دن ان افراد میں سے ایک غصہ میں آ گیا اور اس نے کپڑا ناپنے والا لوہے کا گز اٹھا لیا اور کہا کہ جو شہزادہ عبدالطیف کا حال ہوا وہی تمہارا کرنا ہے۔ ایک وار مکرم شیخ صاحب کے بازو پر لگا۔ دوسرا شانے کی ہڈی پر پیچھے کمر پر لگا جبکہ تیسرا وار کولھوں پر لگا۔ اس حملہ کے نتیجہ میں آپ زخمی ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور آپ بحفاظت وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ 118

سندھ و بلوچستان میں خدمات اور حضور کا اظہار شفقت

سندھ و بلوچستان میں احباب جماعت احمدیہ کراچی کی خدمات کے اعتراف میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان احباب کو 1986ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں آنے کی دعوت دی جنھوں نے 1984ء کے پُر آشوب دور میں خدمات انجام دی تھیں۔ اس بارے میں مکرم منیر احمد خورشید صاحب تحریر کرتے ہیں:

''12؍جولائی کی دوپہر مَیں اپنے ذاتی آفس میں تھا کہ ۔۔۔ امیر صاحب کا مجھے فون آیا کہ میں فوری آفس میں آکر ان سے ملوں۔ میں فوراً امیر صاحب کے آفس میں پہنچا کہ خدا خیر کرے اچانک کیوں بلوایا ہے۔ مجھے دیکھ کر امیر صاحب مسکرائے اور کہا کہ سب خیریت ہے۔ تمہارا پاسپورٹ کہاں ہے۔ میں نے بتایا کہ گھر پر ہے۔ کہنے لگے کہ تمہیں ایک ہفتہ کے اندر اندر لندن جانا ہے امیر صاحب خود پچھلے ہفتہ ہی لندن سے واپس آئے تھے۔ کہنے لگے حضور کا ارشاد ہے کہ جو کراچی کے دوست میرے آنے کے بعد سے سندھ میں کام کر رہے ہیں۔ ان کو جلسہ پر

لے کر آئیں جن سے ان دوستوں کے لئے تھوڑا سا چینج بھی ہو جائے گا اور جلسہ میں شامل بھی ہو جائیں گے ۔۔۔ چنانچہ اسی شام میں نے اپنا پاسپورٹ اور مرکز سے اجازت نامہ کا فارم پُر کر کے امیر صاحب کو دے دیا۔ اگلے دو روز میں ربوہ سے لیٹر آ گیا اور مجھے لیٹر، پاسپورٹ اور ٹکٹ مل گیا۔ روانگی کے دن یعنی 18 / جولائی 1986ء کو کراچی ائر پورٹ پہنچے ۔ کراچی سے کافی تعداد میں دوست گروپ کی شکل میں اس فلائیٹ سے لندن جا رہے تھے اور اسی فلائیٹ سے لاہور کا ایک جماعتی گروپ بھی جا رہا تھا۔ امیگریشن والوں نے زیادہ تر پاسپورٹوں پر مہر لگا کر دوستوں کو اندر جانے دیا لیکن کچھ دوستوں کو ایک طرف بٹھاتے گئے ۔

ایک سب انسپکٹر میرے پاس آیا اور میرا پاسپورٹ مانگا۔ میں نے پاسپورٹ دے دیا۔ اس نے دیکھا۔ اس کے ہاتھوں میں دو تین پاسپورٹ اور بھی تھے ۔ کہنے لگا مَیں ابھی آتا ہوں ۔ 15-10 منٹ انتظار کیا وہ واپس نہیں آیا۔ اتنے میں دوسری طرف سے ایک امیگریشن انسپکٹر آیا اور میرے سامنے سے گزر گیا ۔ کوئی 6-5 قدم گیا پھر یکدم مڑا اور میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور ہاتھ ملانے کے لئے اپنا ہاتھ میرے آگے کیا اور بولا کیا حال ہے دوست کہاں جا رہے ہو ۔ میں نے جواب دیا میں لندن جا رہا ہوں لیکن تمہارا سب انسپکٹر میرا پاسپورٹ لے کر چلا گیا ہے۔ واپس نہیں آیا۔ کہنے لگا مَیں دیکھتا ہوں اور آفس میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ میرے پاس آ کر میرا پاسپورٹ اپنی جیب سے نکال کر مجھے دے دیا اور کہنے لگا کہ آج ہی اسلام آباد سے آرڈر آیا ہے کہ جو لوگ لندن جا رہے ہیں ان کے پاسپورٹ چیک کریں۔ اگر کسی احمدی کے پاسپورٹ پر مسلمان لکھا ہے تو اس کے خلاف کیس درج کریں۔ تمہارے کئی لوگوں کے پاسپورٹ پر مسلمان لکھا ہے تمہارے پاسپورٹ پر بھی مسلمان لکھا ہے۔ اَن کے خلاف کیس درج کر رہے ہیں لیکن مَیں تمہارا پاسپورٹ لے آیا ہوں تم آج لندن جاؤ گے ۔ تم فکر نہ کرو مَیں تم کو چڑھا کر ہی جاؤں گا۔ میری ڈیوٹی دوسرے ٹرمینل پر ہے۔ یہ انسپکٹر میرے ساتھ نیشنل کالج شہید ملت روڈ میں پڑھتا تھا ۔ اُس دن یہ میرے لئے فرشتے سے کم نہ تھا۔ یہ وہیں میرے پاس ہی رہا۔ جب جہاز کی روانگی کا اعلان ہوا تو مجھے لاؤنج کے دروازے تک چھوڑنے آیا۔ وہاں سے بس میں سوار ہو کر جہاز تک پہنچے اور الحمد للہ جہاز میں سوار ہو گئے اور جہاز اپنے وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ لیٹ روانہ ہو گیا۔

اُس دن 18 دوستوں کو کراچی ائر پورٹ پر روک لیا گیا اور ان کے خلاف (Wrong declaration) پاسپورٹ ایکٹ میں مقدمہ درج کر کے ان کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن کورٹ سے ان 18 دوستوں کی جماعتی طور پر ضمانتیں کروائی گئیں۔ اُس سال وہ دوست جلسہ پر نہ جا سکے۔

ہم ایک رات قاہرہ میں رکنے کے بعد اگلے روز الحمدللہ لندن پہنچ گئے۔ لندن ائر پورٹ سے سیدھے (بیت) الفضل لندن پہنچے۔ ایک روز وہاں ٹھہرے اگلے روز اسلام آباد (ٹیلفورڈ) پہنچے۔ 10 دن جلسہ کی ڈیوٹی دی۔ دو دفعہ حضور انور خلیفۃ المسیح الرابع نے شرف ملاقات بخشا۔ پہلی ملاقات ذرا مختصر تھی۔ حضور نے سب دوستوں سے مصافحہ کیا خیریت معلوم کی۔ امیر صاحب کراچی چوہدری احمد مختار صاحب سے سندھ کے حالات کے بارے میں خیریت معلوم کی اور فرمایا آپ سب کی طرف سے بھیجی ہوئی تفصیلی رپورٹیں مجھے برابر ملتی رہیں جس سے مجھے وہاں کے حالات اور واقعات سے مسلسل آگاہی رہی۔ جہاں مَیں وہاں کے بسنے والے اپنے پیارے احمدی بھائیوں، بہنوں اور افراد جماعت کے لئے دعائیں کرتا رہا، وہاں آپ سب بھی ہمیشہ مجھے یاد رہے اور جن مشکل حالات میں آپ سب وہاں جا کر اپنے ان مظلوم بھائیوں کا ساتھ دیتے رہے اور ان کا حوصلہ بڑھایا خدا تعالیٰ آپ سب کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ مجھے بخوبی اندازہ ہے، مَیں خود بھی گرمیوں میں ان سارے علاقوں میں گیا ہوا ہوں۔ (حضور نے فرمایا) آجکل تو جلسہ سالانہ کی وجہ سے کافی مصروفیت ہے۔ جلسہ کے بعد انشاءاللہ بیٹھیں گے اور باتیں ہوں گی۔

جلسہ ختم ہونے کے بعد پھر حضور سے ملاقات ہوئی۔ کراچی کے امیر چوہدری احمد مختار صاحب، نائب امیر مرزا عبدلرحیم بیگ صاحب، مرزا عبدالرشید بیگ صاحب، علی احمد طارق ایڈووکیٹ صاحب، منظور شاد صاحب، اقبال منہاس صاحب، خاکسار منیر احمد خورشید، قریشی مشہود احمد صاحب اور دیگر تین چار اور دوست اس ملاقات میں موجود تھے۔ حضور پُر نور نے فرداً فرداً سب دوستوں سے معانقہ و مصافحہ فرمایا۔ سب کی خیریت معلوم کی۔ کچھ واقعات کے متعلق پوچھتے رہے۔ وکلاء صاحبان سے کچھ کیسوں کی پروگریس معلوم کی۔ پھر حضور نے فرمایا۔ یہاں بعض دوست، مجھ سے، پاکستان خصوصاً سندھ کے بارے میں جو واقعات اور مظالم ہو رہے ہیں، سوال کرتے ہیں۔ ان کے اِن سوالوں کا جواب آپ دوست بہتر طور پر دے سکتے ہیں۔ مَیں امیر صاحب یو۔ کے کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ فوری طور پر آپ کا پروگرام بنا کر یو۔ کے کی جماعتوں کا

دورہ کروائیں تا کہ یو۔کے کی جماعتوں کے دوستوں کو وہاں کی صحیح صورت حال کا علم ہو سکے اور اس بارہ میں ان کے دلوں میں جو سوال ہیں آپ ان کا جواب دے سکیں۔اس کے علاوہ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ کچھ دن ذہنی طور پر آرام کر لیں۔کافی عرصہ سے آپ لوگ مسلسل اس اذیت ناک دَور سے گزر رہے ہیں۔جب آپ یو۔کے کا دورہ کر کے واپس آئیں تو جرمنی اور اس سے ملحقہ 4-5 ممالک کا دورہ کریں۔جب آپ دورہ سے واپس آئیں گے تو ملاقات ہوگی۔

اسی وقت امیر صاحب یو۔کے نے چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی اور نذیر احمد ڈار صاحب کے سپرد ہمارے دورے کے انتظامات کرنے کا کام کیا۔

7/اگست کو مَیں (بیت) الفضل لندن پہنچا۔باقی دوست بھی پہنچ گئے۔ہمارے گائیڈ اور ڈرائیور محترم حمید بھائی تھے۔انھوں نے ہمارے لئے 12 پسنجر فورڈ وین کا انتظام کیا ہوا تھا۔ہمارا یہ قافلہ 11 افراد پر مشتمل تھا بشمول حمید بھائی۔7/اگست 1986 صبح دس بجے (یہ قافلہ) (بیت) فضل لندن سے روانہ ہوا۔پہلے ہم افریکن لائن سفاری پارک دیکھنے گئے۔وہاں سے فارغ ہو کر برمنگھم کے لئے روانہ ہوئے۔پونے 6 بجے برمنگھم پہنچے کچھ دوست جمع تھے ان سے بات چیت ہوئی۔رات 9:45 کو ہڈسن فیلڈ پہنچے۔(بیت) میں ہمارا قیام تھا۔اس سارے دورے میں ہمارا قیام یہیں تھا۔ہر روز مختلف شہروں میں جاتے اور شام کو یہیں واپس آ جاتے۔اس دورے میں برمنگھم کے علاوہ لیگ ڈسٹرکٹ، مانچسٹر، بریڈ فورڈ، گلاسگو اور ایڈنبرا کی سیر کی اور دوستوں سے ملاقات ہوئی۔12/اگست کی شام کو واپس لندن پہنچ گئے۔اس سارے دورے میں ہمارے گائیڈ حمید بھائی کے علاوہ ہڈس فیلڈ کے پریذیڈنٹ جماعت ڈاکٹر سعید صاحب اور ان کی اہلیہ مبارکہ سعید صاحبہ جو ایک انگریز خاتون ہیں، نے ہماری ہر طرح سے رہنمائی اور مدد فرمائی۔" [118.a]

اسیرانِ راہِ مولیٰ 1987ء

(1) مورخہ 17/جنوری 1987ء کو مکرم طاہر محمود صاحب حلقہ ملیر کالونی پر ایک نومبائع نوجوان کے نام نہاد اغوا کا جھوٹا الزام لگا کر اور (دعوت الی اللہ) کرنے کے جرم میں مقدمہ قائم کیا گیا۔

پولیس نے تھانے میں ان پر کافی تشدد کیا۔انہیں مرغا بنایا گیا اور الٹا لٹا کر چمڑے کے جوتے مارے گئے۔یہ جوتے پولیس کے چار پانچ آدمیوں نے باری باری مارے۔اس تمام تشدد

کی وجہ یہ تھی کہ پولیس اس نوجوان کے اغوا کا جھوٹا بیان لینا چاہتی تھی۔ جب مکرم طاہر محمود صاحب نے جھوٹا بیان دینے سے انکار کیا تو پولیس والوں نے کہا کہ اس طرح نہیں مانے گا اسے الٹا لٹکا دو۔ ابھی الٹا لٹکانے کے لئے رسی لائے ہی تھے کہ وہ نوجوان جس کے اغوا کا الزام لگایا گیا تھا، تھانے پہنچ گیا اور کہا کہ مجھے طاہر محمود صاحب نے اغوا نہیں کیا میں خود اپنی مرضی سے گیا تھا۔

پولیس نے مکرم طاہر محمود صاحب کو تین دن تھانے میں قید رکھا۔ تیسرے دن ختم نبوت والوں کے مطالبے پر F.I.R کاٹی گئی۔ مکرم طاہر محمود صاحب نے اس سلسلے میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں خط تحریر کیا تو حضور نے جواب میں تحریر کیا۔ ''الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تاریخی سعادت بخشی ہے۔'' [119]

(2) روزنامہ جنگ کراچی نے 17/اگست 1987ء کی اشاعت میں تحریر کیا کہ ''مکان پر کلمہ طیبہ لکھنے پر قادیانی گرفتار۔

گڈاپ میں ایک قادیانی عبدالغنی کو اپنے مکان پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ بات مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ایک پریس ریلیز میں بتائی گئی۔'' (یہ دوست مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب آف گڈاپ تھے۔ مؤلف) [122]

(3) مکرم خورشید اقبال صاحب آف ڈرگ کالونی مورخہ 28/نومبر 1987ء کو اسیر راہ مولا بنے۔ اور دو دن تک زیر حراست رہے۔ [123]

ایک نوجوان کو جلائے جانے کا واقعہ

کراچی کے مکرم ارفاق احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

''22/جنوری 1987ء کو خاکسار کی نمائش چوکی پر ڈیوٹی تھی۔ خاکسار پولیس میں ملازم ہے۔ تقریباً 5 بجے صبح کچھ شر پسند آئے، دروازہ بند پا کر کوئی مواد اندر پھینکا اور چوکی کی آگ لگا دی۔ خاکسار اندر ہی بند ہو کر رہ گیا۔ خاکسار نے دروازہ توڑنے کی کافی کوشش کی اس دوران خاکسار ٹیبل پر گر گیا۔ اس دوران خیال آیا کہ خدا سے دعا کیوں نہیں کرتے۔ میں نے دعا کی کہ ''یا مولا میں تو ایک احمدی خادم ہوں اور جان جا رہی ہے پولیس کی خاطر! اگر جان جماعت کی خاطر جاتی تو کوئی افسوس نہیں ہوتا۔ ابھی میں نے یہ فقرہ ختم کیا ہی تھا کہ اچانک حضرت مسیح موعودؑ کا پورا

جسم مبارک میرے سامنے آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''اللہ کے بندے دروازہ کھولو، کھل جائے گا''

اس آواز کے آنے کے بعد میرے جسم کو ایک جھٹکا لگا، ہمت جو ختم ہو چکی تھی وہ واپس آ گئی۔ میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ جب کھڑا ہو کر دروازے کی طرف گیا تو جلنے کی وجہ سے ہاتھ اتنے بیکار ہو چکے تھے کہ وہ دروازہ نہیں پکڑ سکتے تھے۔ میں نے دعا کی کہ یا مولا میرے ہاتھ تو کام نہیں کرتے دروازہ کیسے کھولوں، پھر آواز آئی ''اللہ کے بندے دروازہ منہ سے کھولو کھل جائے گا۔''

دروازے سے آگ اٹھ رہی تھی لیکن میں نے منہ سے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اس طرح خاکسار باہر آ سکا اور جان سلامت رہی۔ دعا کی اتنی برکت تھی کہ کافی جل جانے کے بعد بھی خود ہی ہسپتال گیا۔ اس واقعہ کے نتیجے میں خاکسار کے ہاتھ، بازو، جسم کے سامنے کا حصہ اور گردن اور منہ وغیرہ متاثر ہوئے اور جل گئے۔ 120

راہ مولیٰ میں تشدد

اپریل 1984ء کے آرڈننس کے بعد جماعت احمدیہ کراچی نے فروغ کلمہ مہم کا آغاز کیا تو احباب جماعت نے اپنے سینوں پر کلمہ کے بیجز لگانے شروع کر دئے۔

اسی حوالہ سے ایک دوست مکرم مرزا محمد اشرف ناصر صاحب حلقہ کورنگی کالونی نے بھی بیج لگایا۔ آپ پر اس بناء پر 22/جون 1987ء کو حملہ کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ آپ یہ بیج اتار دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ 7/اگست 1987ء کو عید الاضحیٰ کے دوسرے دن دوپہر کے وقت اوباش لوگ دوبارہ آئے اور آپ کا گریبان پکڑ کر آپ کے سینہ پر لگا ہوا کلمہ کا بیج اتار کر پھینک دیا اور کہا کہ کلمہ چھوڑتے ہو یا نہیں۔ اس پر آپ نے زور زور سے کلمہ کا وِرد کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران کافی لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ ایک شخص نے آپ پر گنڈاسے سے وار کرنا چاہا لیکن ایک دوسرے شخص نے اسے پکڑ کر حملہ کرنے سے روک دیا۔ بعد ازاں وہ لوگ آپ کو دھمکیاں دیتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ 121

فضل عمر ڈویژن

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے سابقہ تجربے اور خدمات کو یاد کرتے ہوئے 87-1986ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے دوبارہ فضل عمر فرسٹ ایڈ ڈویژن کے قیام کی کوششیں شروع

کیں اور ہر مجلس کو ہدایت کی کہ وہ اس کے قیام کے سلسلے میں کوشش کرے۔ دو مجالس یعنی مجلس خدام الاحمدیہ صدر اور مالیر کراچی میں اس ڈویژن کے قیام کا علم ہو سکا۔124

سوونیئر خدام الاحمدیہ ضلع کراچی 87-1986ء

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی ماضی میں ایک لمبا عرصہ یہ روایت رہی کہ وہ اپنے سالانہ اجتماع کے موقع پر اپنا سوونیئر شائع کیا کرتی تھی۔

سوونیئر کی اشاعت کا یہ سلسلہ 1958ء تا 1971ء جاری رہا اور اس کے بعد بوجوہ یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔ 1986ء میں قیادت ضلع کراچی نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کیا جائے۔ اس سلسلے میں قائد ضلع مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب نے مکرم الطاف قدیر صاحب اور مکرم محمود احمد قریشی صاحب کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس سلسلے میں کام کا آغاز کریں۔

اس سال سوونیئر کی اشاعت شرمندہ تعبیر نہ ہو سکی، اگلے سال یعنی 87-1986ء میں جب مکرم محمود احمد قریشی صاحب قائد ضلع بنے تو یہ سوونیئر شائع کیا گیا۔ الحمدللہ

اس طرح تقریباً پندرہ سال کے بعد خدام الاحمدیہ کراچی کی اس روایت کو زندہ کیا گیا۔

مکرم الطاف قدیر صاحب ناظم اشاعت خدام الاحمدیہ ضلع کراچی اس سوونیئر کی اشاعت کے بارے میں سوونیئر کے صفحہ 4 پر تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی یہ روایت قریباً 15 سال کے بعد دہرائی جا رہی ہے۔ سوونیئر 87-1986ء کے پبلشر مکرم نوید احمد خان صاحب تھے، جبکہ اشاعت ابن حسن پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی سے ہوئی۔ ٹائٹل وائی آئی پرنٹنگ پریس کراچی میں چھپا جبکہ اس کی ڈیزائننگ مکرم سید منصور احمد صاحب نے کی۔

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

اس سوونیئر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے از راہ شفقت مندرجہ ذیل پیغام بھجوایا۔

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ خدام الاحمدیہ کراچی ایک لمبے انقطاع کے بعد امسال پھر اپنا روایتی سوونیئر شائع کر رہی ہے۔

اس نہایت مفید اور دلکش انداز میں اپنوں اور غیروں کو احمدیت کی عالمی خدمات سے روشناس کرانے کی دلربا رسم کی بنیاد کراچی ہی نے ڈالی تھی جو رفتہ رفتہ احمدیت کی دیگر ذیلی تنظیموں میں مقبول ہوتی چلی گئی۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ دی جاسکی۔

الحمدللہ کہ اب مجلس خدام الاحمدیہ کراچی ہی اس رسم کو از سرنو تازہ کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ **جزاکم اللّٰہ تعالیٰ و کان اللّٰہ معکم ایدکم اللّٰہ بروح القدس۔**

اللہ تعالیٰ آپ سب کو احمدیت کا نام روشن کرنے کی سعادت نصیب کرے اور اپنی لازوال رحمتوں کا وارث بنائے۔ اس تاریک دور میں حق کی شمع کو روشن اور بلند رکھنا آپ کے مقدر میں لکھا گیا ہے۔ دین برحق کو ہر دوسرے دین پر غالب کرنا اور غیر اللہ کے تمام قلعوں کو سر کرتے چلے جانا، آپ کا نصب العین ہے۔ آج آپ کے سپرد یہ مقدس فریضہ سونپا گیا ہے۔ باطل کے ہر قلعے کو حق کے لئے فتح کر کے اس کے بلند ترین بُرجوں پر ازلی صداقتوں کے جھنڈے نصب کریں۔

اللہ تعالیٰ سے استقامت اور فتح کی دعا مانگتے ہوئے صبر اور ہمت کیساتھ اس شمع کو روشن تر اور جھنڈے کو بلند تر کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ قوم و ملک کی عزت اور آئندہ آنے والی نسلوں کی اسی میں بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ تمام عزیز خدام کو میرا بہت بہت محبت بھرا سلام کہہ دیں۔ 125

یوم بچت

مجلس خدام الاحمدیہ صدر کراچی نے 1987ء میں یوم بچت منایا۔ جس میں =/1000 روپے جمع کئے جو تھرپارکر کے مستحقین کو بھجوائے گئے۔ 126

مقدمات کے سلسلے میں خدمات

اندرون سندھ، بلوچستان اور کراچی میں افراد جماعت احمدیہ کے خلاف 26/اپریل 1984ء کو جاری کردہ آرڈیننس xx کے اجراء کے بعد وسیع پیمانے پر مقدمات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس سلسلے میں بھی جماعت احمدیہ کراچی کو مرکز کی ہدایت کے مطابق تاریخی کردار ادا کرنے کی توفیق ملی وہ اس طرح کہ بیشتر مقدمات میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کی ہدایت کے

مطابق کراچی کے قابل وکلاء صاحبان اندرون سندھ اور بلوچستان تشریف لے جاتے رہے۔ ان وکلاء میں مکرم سید علی احمد طارق صاحب ،مکرم مرزا عبد الرشید بیگ صاحب ،مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب اور مکرم بیرسٹر مبارک احمد صاحب وغیرہ شامل ہیں جبکہ کراچی میں مکرم محمد عثمان ایڈووکیٹ صاحب ،مکرم مشتاق احمد ندیم صاحب اور مکرم عبد الرحمٰن باجوہ صاحب کو بھی خدمت کی توفیق ملی۔

لیکن ان معزز وکلاء کرام میں سے جن کا کردار سب سے اہم اور فعال رہا اُن میں مکرم سید علی احمد طارق صاحب ابن مکرم سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ بھی شامل ہیں۔ آپ نے انتہائی محنت ،توجہ ،خلوص اور ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشکل حالات سے گزر کر ان مقدمات کی پیروی کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر مقدمات کے فیصلے احمدیوں کے حق میں ہوئے۔

مکرم سید علی احمد طارق صاحب نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ آرڈیننس xx کے بعد سندھ میں سب سے پہلے کنری اور عمرکوٹ میں سینکڑوں افراد جماعت کے خلاف کلمہ۔۔۔۔کا بیج اور اسٹیکر لگانے پر مقدمات ہوئے اور انھیں تھانوں میں بند کرنے کا عمل شروع ہو گیا۔ جب ان گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا تو مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فوری طور پر انھیں بلایا اور فرمایا کہ وہاں جا کر ان کی ضمانتیں کروائیں اور مقدمات کی پیروی کریں۔ مکرم سید علی احمد طارق صاحب فرماتے ہیں کہ وہ گرمیوں کے دن تھے۔ پسینے اور مٹی سے میرے کپڑے اٹ جاتے تھے۔ میں نے مکرم امیر صاحب کراچی سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے ازراہ شفقت ایک Pajero جیپ میرے حوالے کی چنانچہ میں سندھ کے مقدمات کے سلسلے میں اس گاڑی پر جاتا اور واپس آ کر گاڑی جماعت کے حوالے کر دیتا۔ مکرم علی احمد طارق صاحب نے بتایا کہ سندھ میں احمدیوں کے خلاف تین قسم کے مقدمات ہوئے۔

1۔ FIR کیسز - جو 298-C کے تحت ہوئے۔

2۔ 107 کے کیسز

3۔ MPO کے تحت کیسز

کنری اور عمر کوٹ کیسز

کنری اور عمر کوٹ میں جن سینکڑوں نوجوانوں کے خلاف کلمہ کے کیسز ہوئے وہ جناب عبداللہ لاہوتی نامی سول جج اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوئے انھوں نے تمام دلائل سننے کے بعد تمام نوجوانوں کو رہا کر دیا۔ جب جناب عبداللہ لاہوتی نے ہمارے نوجوانوں کو رہا کیا تو چونکہ وہ ضیاء الحق کا دور تھا لہٰذا حکومت سندھ نے اس فیصلے کے خلاف Acquittal فائل کر دیں یہ کوئی ڈیڑھ دوسو اپیلیں تھیں جو سندھ ہائی کورٹ میں فائل کی گئیں۔ سندھ ہائی کورٹ میں یہ تمام اپیلیں Admit ہو گئیں۔ یہ اپیلیں تقریباً 1993ء کے بعد ریگولر ہیئر نگ کے لئے سندھ ہائی کورٹ کے سرکٹ بینچ حیدر آباد میں لگیں۔ یہ وہ وقت تھا جب 1993ء میں سپریم کورٹ نے ظہیر الدین (کوئٹہ) کیس میں ہمارے خلاف فیصلہ دیا تھا، اور کہا تھا کہ احمدی کلمہ کا بیج لگاتا ہے تو Poses to be Muslim میں آتا ہے اسے سزا ہونی چاہیئے۔

مکرم علی احمد طارق صاحب فرماتے ہیں کہ حیدر آباد بینچ میں ہر روز چار چار اور دو دو کر کے اپیلیں لگی ہوئی تھیں۔ مجھے گھبراہٹ یہ تھی کہ چونکہ سپریم کورٹ 1993ء میں ہمارے خلاف فیصلہ دے چکی ہے اور اس میں بھی کلمہ۔۔۔۔۔ کے بیج اور اسٹیکر کا ذکر ہے اگر یہ اپیلیں Allow ہو گئیں تو ہمارے ڈیڑھ دوسو نوجوان جن میں سے کوئی کہیں جا چکا ہے کوئی ملک میں ہے، نہیں ہے، کیا بنے گا، یہ تو دوبارہ Retrial ہو جائے گا لیکن قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کے، اس کے نوازنے کے ڈھنگ نرالے ہوتے ہیں اور اس کا فضل بھی بڑا عظیم ہوتا ہے۔ میں کراچی سے حیدر آباد گیا جناب جسٹس شوکت حسین زبیدی کورٹ میں تھے جیسے ہی میں کورٹ روم میں داخل ہوا تو ابھی میری باری دور تھی۔ ہائی کورٹ کا طریقہ یہ ہے کہ لسٹ آتی ہے پہلے Order کے کیسز ہوتے ہیں پھر کچّا پیشی کے ہوتے ہیں پھر ہیئرنگ آف اپلیکیشن ہوتی ہیں پھر Regular ہیئرنگ ہوتی ہے۔ تو Regular ہیئرنگ میں بھی میرا کیس دور تھا۔ جونہی میں کورٹ روم میں داخل ہوا جناب جسٹس شوکت حسین زبیدی صاحب نے مجھے دیکھا اور کہنے لگے مسٹر طارق کون سے کیس میں آئے ہو میں نے کہا کہ Regular ہیئرنگ میں اور لسٹ میں کیس کا نمبر بتایا۔

انھوں نے سب کی طرف دیکھا پھر مجھ سے پوچھا ” What is the point

very shoot point involved my ''میں نے کہا'' involved in this case?
Lord'' کہنے لگے کیا Point ہے۔

مکرم سید علی احمد طارق صاحب کہتے ہیں اس میں ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ جب اپیلیں حکومت سندھ کی طرف سے فائل کی گئیں تو یہ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ نے داخل کیں اور نیچے اپنا Designation نہیں لکھا صرف Sign کر دئے دوسری بات یہ ہے کہ قانون کی کتابوں میں Criminal Procedure Code میں لکھا ہے، یہ اُس وقت کی بات ہے جب اس کیس کی سماعت ہو رہی تھی، کہ Criminal acquittal appeal صرف پبلک پراسیکیوٹر ہی داخل کر سکتا ہے۔ پبلک پراسیکیوٹر کی definition علیحدہ دی گئی ہے اور ایڈووکیٹ جنرل اور ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کی علیحدہ دی گئی ہے اور ایڈووکیٹ جنرل اور ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پبلک پراسیکیوٹر نہیں ہوتے۔

مکرم سید علی احمد طارق صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جسٹس صاحب کو کہا کہ

"Very short point involved. These appeals were filed by additional advocate general Sindh without disclosing his designation and he is not the Public Prosecutor according to Criminal Procedure code and all these appeals are not maintainable in law."

مکرم علی احمد طارق صاحب فرماتے ہیں کہ میرا یہ کہنا تھا کہ بغیر فائل کھولے جسٹس صاحب نے کہا۔ This is very valid point. What do you say Mr. additional advocat general about this point. ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ جو حیدرآباد میں متعین تھے انھوں نے جسٹس صاحب سے کہا کہ جب آپ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ تھے تو آپ نے بھی بہت سی Criminal acquittal اپیلیں فائل کی تھیں۔ جسٹس صاحب کہنے لگے کہ اگر میں نے اس وقت غلطی کی تھی تو کیا جج بننے کے بعد اس غلطی کو درست قرار دے دوں۔ جسٹس صاحب نے کہا All appeals dismised اس دن جو حکومت سندھ کی چار اپیلیں لگی ہوئی تھیں وہ سب Dismiss ہو گئیں۔ جسٹس صاحب نے مزید فرمایا .Mr

Tariq you may go back to Karachi میں بعد میں ڈکٹیشن دے دونگا، ججمنٹ لکھا دوں گا۔

مکرم علی احمد طارق صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ Thank you کہا اور باہر نکل آیا۔ اگلے دن پھر چار اپلیں تھیں میں صبح پھر کورٹ روم میں داخل ہوا جسٹس صاحب کہنے لگے مسٹر آج کیسے آئے ہو۔ میں نے کہا چار اپلیں آج بھی لگی ہوئی ہیں کہنے لگے کیا Point ہیں۔ میں نے کہا Same پوائنٹس ہیں کہنے لگے Then the same order, You may go back to Karachi اس پر مجھے حوصلہ ہوا میں نے کہا My Lord یہ تقریباً کوئی ڈیڑھ دوسو اپلیں ہیں۔ ہر روز تقریباً دو دو، چار چار کر کے لگی ہوئی ہیں۔ کہیں تو میں ہر روز آ جایا کروں لسٹ کے مطابق۔ جسٹس صاحب کہنے لگے اچھا کتنے کیسز ہیں میں نے کہا کوئی سو ڈیڑھ سو ہیں۔ جسٹس صاحب کہنے لگے آپ ایسا کریں ریڈر کو کہیں ساری اپلیں لے آئے اور تمام اپیلوں کے بارے میں کہا Same Order۔ مکرم سید علی احمد طارق صاحب نے فرمایا کہ اس طرح یہ تمام Criminal acquittal appeals ڈیڑھ سو کی ڈیڑھ سو اس پوائنٹ کے اُوپر Dismiss ہوئیں۔ اس کے خلاف گورنمنٹ آف سندھ نے سپریم کورٹ میں Leaved appeal petition کی وہ بھی dismiss ہوئی۔ یہ کیس ہو گیا اور Pakistan Criminal Law Journal میں Tahir Khan and others کے نام سے چھپ گیا۔

کراچی ائر پورٹ کیس

مکرم سید علی احمد طارق صاحب ایک اور کیس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 1985ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ منعقد ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے پورے پاکستان سے احباب بذریعہ کراچی، لنڈن جانے لگے۔ کراچی ائر پورٹ پر کوئی متعصب شخص امیگریشن میں موجود تھا۔ جب بھی کوئی احمدی جاتا اور اس کے پاسپورٹ پر مسلمان لکھا ہوتا تو وہ اسے روک لیتا تھا اور جیل بھیج دیتا تھا۔ کئی خواتین کے علاوہ مرد اور بچے بھی گرفتار ہوئے اور بہت چھوٹے چھوٹے بچے بھی۔

مجھے مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ

صاحب نے کہا کہ فوری طور پر جاؤ۔ چنانچہ میں پاسپورٹ سیل میں گیا وہاں دیکھا کہ احمدی مرد و خواتین اور بچے ہیں میں نے ان کی ضمانت کی درخواستیں دیں۔ ہر روز دو، چار، چھ، دس، پندرہ کیس ہو جاتے تھے۔ bail اپلیکیشن پر arguments ہوئے۔ وہاں دلچسپ واقعہ یہ ہوا کہ جج صاحب کے پاس نئی کتاب نہیں تھی جس میں 298-C کا Provision ہو۔ انھوں نے کتاب نکالی اسے دیکھنے لگے اب 298-C اس میں نہیں تھا۔

amendment تو نئی ہوئی تھی یہ 1985ء کی بات ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ بڑی پرانی کتاب ہے اور میرے پاس جو کتاب تھی وہ بالکل نئی چم چم کرتی ہوئی چمکتی ہوئی کتاب تھی۔ میں نے جب دیکھا کہ ان کو نہیں مل رہا تو میں نے جج صاحب کو کہا کہ یہ کتاب لیجئے۔ آپ کی کتاب پرانی ہے اس میں amendment نہیں ہے۔ میری کتاب میں یہ amendment ہے۔ آپ یہاں سے پڑھ لیں۔ انھوں نے دیکھا اور دیکھنے کے بعد وہ کتاب مجھے واپس کرنے لگے۔ میں نے کہا نہیں آپ اسے اپنے پاس رکھیں اس سے اچھے ہی کام ہونگے، خیر و برکت کے کام ہونگے اسے اپنے پاس ہی رکھیئے۔

میرا اتنا کہنا تھا کہ ہنسنے لگے اور کہنے لگے bail granted۔ عدالت میں جب ضامن پیش ہوتا ہے تو جج اس سے کہتا ہے کہ کلمہ پڑھو اور قسم کھاؤ کہ میں اسے جانتا ہوں اور میں اس کی ضمانت دے رہا ہوں۔ تو ضامن نے کلمہ پڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا نام یہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ مکرم علی احمد طارق صاحب فرماتے ہیں اس پر میں ہنس پڑا۔ جج صاحب مجھ سے پوچھنے لگے تم کیوں ہنسے میں نے کہا کلمہ پڑھنے کی وجہ سے یہ سب اندر گئے ہیں اور کلمہ پڑھ کر ہی باہر نکل رہے ہیں۔ اس کو سن کر جج صاحب بھی ہنسے۔ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔ چنانچہ امیر صاحب کراچی کا ارشاد تھا کہ میں آخری فلائیٹ سے جلسہ پر جاؤں تا کہ کوئی شخص ایسا نہ ہو جو جیل میں رہ جائے چنانچہ میں آخری فلائیٹ سے لنڈن گیا۔

مسجد منزل گاہ سکھر کیس

23 رمئی 1985ء کو مسجد منزل گاہ سکھر میں نماز فجر کے وقت دو بم پھینکے گئے جس سے دو نمازی ہلاک ہوئے اور 10 سے 12 افراد زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کا سارا الزام جماعت احمدیہ پر لگا

دیا گیا۔ سکھر میں جلوس نکالے گئے ،آگ لگائی گئی اور سکھر کے تمام احمدی مرد خواتین اور بچے گرفتار کر لئے گئے بلکہ اردگرد کے علاقوں کے احمدی بھی گرفتار ہوئے۔ اس واقعہ کے اگلے دن مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے مکرم سید علی احمد طارق صاحب کو فرمایا کہ فوری سکھر جائیں اور دیکھیں کہ حالات کیا ہیں اور ہم ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ فوری طور پر میجر بشیر احمد طارق صاحب اور مکرم منیر احمد خورشید صاحب کے ہمراہ سکھر پہنچے۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہر بند پڑا ہے، جلوس نکل رہے ہیں اور شہر میں آگ لگی ہوئی ہے۔

کراچی کے وفد نے اپنی گاڑی کسی محفوظ جگہ کھڑی کی اور مکرم علی احمد طارق صاحب اور مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب پیدل ہی بچتے بچاتے کورٹ پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو ایک کمرے پر لگی تختی پر نظر پڑی جس پر لکھا تھا جسٹس نبی شیر جونیجو سیشن جج (بعد میں انہیں قتل کر دیا گیا)۔ یہ بہت شریف النفس اور نیک آدمی تھے۔ مکرم سید علی احمد طارق صاحب کی ان سے دوستی تھی چنانچہ ان کے کمرے میں داخل ہوگئے۔ نبی شیر صاحب نے انھیں دیکھا تو گلے لگا لیا اور کہا کہ آپ یہاں ان حالات میں سکھر آئے ہیں! میرے چپراسی کو بھی اگر معلوم ہوگیا کہ آپ احمدی ہیں تو وہ آپ کو قتل کر دے گا۔ انھوں نے دیکھا کہ علی احمد طارق صاحب کے ہاتھ میں **الیس اللّٰہ بکاف عبدہ** کی انگوٹھی ہے انھوں نے اسے اتارا اور طارق صاحب کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا کہ اسے فوراً جیب میں ڈالو۔

مکرم علی احمد طارق صاحب نے ان سے پوچھا کہ مجھے FIR کی کاپی حاصل کرنی ہے وہ کہاں سے ملے گی۔ انھوں نے بتایا کہ سی سیکشن تھانہ ہے وہاں سے ملے گی لیکن چونکہ پورا شہر بند پڑا ہے بلکہ کورٹ کے گرد بھی جلوسوں نے محاصرہ کیا ہوا ہے لہٰذا انھوں نے مشورہ دیا کہ ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے کورٹ روم کی کھڑکی سے کود کر پچھلے راستے سے سی سیکشن تھانے پہنچا جا سکتا ہے۔ مکرم علی احمد طارق صاحب کو نہ جماعت کی بیت کا علم تھا کہ کہاں ہے اور نہ ہی مسجد منزل گاہ کا۔ نبی شیر جونیجو صاحب نے اپنے کورٹ روم کی کھڑکی سے ہماری بیت اور مسجد منزل گاہ دکھائی اور ساتھ ہی کہا کہ یہاں سے جانے کے بعد ایک ٹنکی آئے گی اگر آپ نے اسے عبور کر لیا تو سی سیکشن تھانے پہنچ جائیں گے۔

لہٰذا مکرم علی احمد طارق صاحب اور مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب اس کھڑکی سے کود

گئے ، راستے میں وہ ٹنکی آئی جو ایک پہاڑی پر بنی ہوئی تھی وہ بہت بڑی ٹنکی تھی بہر حال ان دونوں نے اسے کسی طرح عبور کیا اور سی سیکشن تھانے پہنچ گئے۔ تھانے کے کلرک سے ملاقات ہوئی اس کے استفسار پر اسے بتایا کہ ہم کراچی سے آئے ہیں، مکرم علی احمد طارق صاحب نے کہا کہ میں سپریم کورٹ کا وکیل ہوں۔ یہاں میرا ایک کیس ہے لیکن میں پارٹی کے نام بھول گیا ہوں لہٰذا پچھلے دو تین دن یا ہفتہ بھر میں جو FIR کٹی ہیں وہ مجھے دکھا دیں اس نے مجھے FIR دکھائیں تو سب سے اوپر جو FIR تھی وہ ہمارے مقدمہ کی ہی تھی۔ میں نے وہ دیکھی کلرک نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ یہی آپ کو چاہیے نا۔ میں آپ کو اس کی کاپی دے دیتا ہوں لیکن سختی سے منع ہے اسکی کاپی کسی کو دینی نہیں ہے۔ میں نے کہا مجھے تو کاپی چاہیے۔ کہنے لگا آپ کو application دینی پڑے گی اندر S D M صاحب، ایس پی اور ڈی ایس پی صاحب بیٹھے ہیں انھیں application دیں۔ میں نے کہا مجھے کاپی پہلے دو application میں بعد میں دوں گا۔ اس نے مجھے کچھ کہا میں نے کہا حاضر ہوں کاپی اس نے مجھے دے دی اسے کچی کاپی کہتے ہیں میں نے اسے جیب میں ڈالا اور application بنا کر دے دی۔ جب میں نے SDM صاحب کو اطلاع دی کارڈ بھیجا تو انھوں نے مجھے بڑے ادب و احترام سے بلایا سب سے تعارف کرایا کہ کراچی سے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یہ شہر میں کیا ہو گیا ہے۔ کہنے لگے احمدی بہت ہی معصوم لوگ ہیں، بے گناہ لوگ ہیں، مولویوں نے ان کے گلے میں ڈالنے کی اسکیم بنائی ہوئی ہے اور ان کا پروگرام ہے کہ احمدیوں کو اس میں Involve کیا جائے۔ میں نے پوچھا یہ کیا کس نے ہے۔ کہنے لگا پولیٹیکل Motivation ہے اس کے پیچھے کوئی اور بات نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ ہم نے یہاں کے تمام احمدیوں کو Protective Custody میں رکھا ہوا ہے کہیں انھیں مار نہ دیا جائے۔ یہ باتیں وہاں موجود ڈی۔ایس۔ پی اور اے سیکشن ، بی سیکشن اور سی سیکشن تھانے کے انچارج صاحبان کے سامنے ہو رہی تھیں۔ مجھے کہنے لگے آپ یہاں کیسے آئے ہیں ، میں نے کہا میرا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے میں اسی سلسلے میں آیا ہوں۔ اور یہ پوچھنے آیا ہوں کہ میرے لوگوں کا کیا حال ہے اور وہ کہاں ہیں۔ کہنے لگے ہم Protective Custody میں ہونے کی وجہ سے ملاقات نہیں کروا سکتے۔ ملاؤں نے جاسوسوں کو ایک ایک جگہ رکھا ہوا ہے کہ کون انتظامیہ سے ملنے آ رہا ہے وہ فوراً اطلاع دیتے ہیں۔ ہمیں مشکل ہو جائے گی۔

SDM نے ڈپٹی کمشنر کو فون کیا ڈپٹی کمشنر توقیر صاحب تھے، جس زمانے میں وہ مجسٹریٹ تھے انھوں نے LLB نہیں کیا ہوا تھا۔ میں نے انھیں کتابیں دیں۔ پڑھایا بھی، جب انہیں معلوم ہوا کہ علی احمد طارق صاحب کراچی سے آئے ہیں تو انھوں نے بتایا کہ فوراً انھیں بھیج دو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں پولیس کی تحویل میں ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ انھوں نے بتایا کہ سارے آدمی حفاظت سے ہیں لیکن ہم جگہ بتائیں گے تو آپ کو مشکل ہوگی۔ بہر حال میرے زور دینے پر انھوں نے مجھے اپنے لوگوں سے ملوایا وہاں گئے تو وہاں لطیف صاحب بھی تھے جو بعد میں سکھر کے امیر بنے۔ لطیف صاحب کا تعلق سکھر سے نہیں تھا بلکہ جمال پور سے تھا۔

اس دوران AMLA سے بھی ملاقات ہوئی اس وقت مارشل لاء تھا ان ملاقاتوں کے بعد طے پایا کہ جو لوگ سکھر سے باہر کے ہیں۔ ان کو رہا کر دیا جائے اور اسی طرح عورتوں اور بچوں کو بھی، لیکن سکھر والے مردوں کو ابھی رہا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے محسوس کیا کہ لطیف صاحب میں قائدانہ صلاحیت ہے لہٰذا ان کا ابھی جیل میں رہنا مناسب ہے۔ میں نے لطیف صاحب سے اس کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ سکھر سے باہر کے لوگ تو رہا ہو گئے لیکن لطیف صاحب جیل میں ہی رہے جب تک وہ جیل میں رہے وہ انتظامیہ سے ملتے رہے اور بڑے طریقے سے جیل کے اندر احمدیوں سے متعلق معاملات کو deal کرتے رہے۔

پندرہ بیس دن کے بعد وہ بھی رہا ہو گئے۔ لطیف صاحب کے بھائی ایوب صاحب جو ان دنوں ربوہ گئے ہوئے تھے جب وہ واپس آئے تو انھیں بھی گرفتار کر لیا گیا مولویوں نے ایوب صاحب کے حوالے سے یہ پراپیگنڈا کیا ہوا تھا کہ ایک غیر ملکی آتا ہے جو یہاں ٹریننگ دیتا ہے کیونکہ ایوب صاحب لمبے تڑنگے، سرخ و سفید رنگ داڑھی، تو شکل سے غیر ملکی لگتے تھے۔ ایوب صاحب پر پولیس نے بہت ظلم کئے ساری ساری رات لٹکایا جاتا تھا اور مارا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو جاتے تھے انھوں نے بتایا کہ ایک دن کوئی آیا اور اس نے میرے پاؤں کے نیچے دو اینٹیں رکھ دیں۔ جس سے مجھے کچھ سہارا ملا اور سکون ملا وہ کون تھا مجھے پتہ نہیں یہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی تائید تھی۔ بہر حال سات افراد کے خلاف چالان کیا گیا۔ جن میں مکرم پروفیسر ناصر قریشی صاحب، مکرم رفیع قریشی صاحب، مکرم ایوب صاحب، مکرم مظفر صاحب، مکرم حمید اللہ صاحب مربی سلسلہ، ایک نوابشاہ کا لڑکا (مکرم ظفر اللہ علوی) وغیرہ شامل تھے۔ ایوب اور

مظفر پر یہ چارج لگایا کہ انھوں نے بم پھینکے تھے جبکہ FIR میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ مجھے ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ یہ کیس مارشل لاء میں جائے گا تم کچھ کرو ہم بے بس ہیں۔ میں نے کراچی آکر امیر صاحب کو اطلاع دی۔ ہم نے ایک اسکیم بنائی کہ کسی ایک کی طرف سے میں وکالت نامہ داخل کروں۔ چنانچہ میں نے وکالت نامہ داخل کر دیا۔ Strategy یہ تیار کی کہ ہر ایک کا وکیل علیحدہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ مجیب الرحمٰن صاحب کو ایوب کی طرف سے وکیل مقرر کیا گیا۔ ہم نے سنا ہوا تھا کہ مارشل لاء ختم ہونے والا ہے۔ واقعہ مئی میں ہوا تھا اور یہ اکتوبر، نومبر 1985ء کی بات ہے اور دسمبر 1985ء میں مارشل لاء ختم ہونے والا تھا۔ اس کے بعد ایک وکالت نامہ مرزا عبدالرشید بیگ صاحب کی طرف سے لگا دیا۔ پھر دس پانچ دن اور گزر گئے۔ ایک وکالت نامہ خواجہ سرفراز صاحب کا سیالکوٹ سے داخل کروا دیا اور ایک مبارک صاحب کا داخل کروا دیا۔ اب ہوتے ہوتے کافی دن گزر گئے ہمیں انتظار تھا کسی طرح ٹائم گزارا جائے۔

بہر حال ٹرائل ہوا۔ ہر گواہ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ جھوٹ بول رہا ہے۔ 8/نومبر آ گیا ہمارا مقصد تھا کہ کسی طرح delay ہو جائے اور مارشل لاء ختم ہو جائے۔ کیس ابھی Pending تھا، 30/دسمبر 1985ء کو مارشل لاء ختم ہو جاتا ہے۔ مکرم مجیب الرحمٰن صاحب، مکرم خواجہ سرفراز صاحب اور مَیں درخواست دیتے ہیں کہ ہمیں کیس کے لئے اپنے شہروں میں جانا ہے اس لئے اس کیس کی کارروائی رات گئے بارہ بارہ بجے تک اور چھٹیوں اور پبلک ہالی ڈیز میں بھی کی جاتی رہی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح جلد از جلد انھیں سزا سنا دی جائے۔ 30/دسمبر 1985ء کو مارشل لاء ختم ہو جاتا ہے۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹر کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مارشل لاء کیس سول عدالتوں میں منتقل کر دئے جائیں۔ مارشل لاء ختم ہونے کے بعد اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور تنظیم تحفظ ختم نبوت کے درمیان باقاعدہ معاہدہ ہوتا ہے کہ 15 دن کے اندر اس کیس کا فیصلہ سنا دیا جائے گا اور یہ معاہدہ رسالہ ختم نبوت میں شائع ہوتا ہے۔ یہ معاہدہ 16/فروری کو ہوتا ہے اور 17/فروری کو رسالہ ختم نبوت میں شائع ہوتا ہے۔ 3/مارچ 1986ء کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹروں کی طرف سے بلیک وارنٹ آتا ہے کہ تمام ملزمان کو سزائے موت دی جاتی ہے۔

ضیاء الحق 2/مارچ 1986ء کو سزائے موت کنفرم کر دیتا ہے 2 اور 3/مارچ کی رات کو مجھے فون آیا اعلیٰ شخصیت کے خاص آدمی کا کہ تم کل صبح 9 بجے سے پہلے سکھر پہنچو تمہارے آدمیوں

کے کیس کا فیصلہ ہے جن میں سے دو کو سزائے موت ہے۔ ڈرائیور کو رات 3 بجے روانگی کے لئے بلایا ہوا تھا۔ ان ڈرائیوروں نے بھی بہت خدمت دین کی ہے۔ ڈرائیور خالد تھا میں نے اسے کہا کہ تم جتنی تیز گاڑی چلا سکتے ہو چلاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی ایکسیڈنٹ نہیں ہوگا۔ 8 بجے کے قریب سکھر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص سکھر جیل کے باہر کھڑا ہے اور جیل کھلنے کا انتظار کر رہا ہے۔ اس سے میری کافی گپ شپ ہوئی۔ اس نے بتایا کہ میں کراچی سے آیا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیسے آئے ہو تو بڑی راز داری سے کہنے لگا کہ میں قادیانیوں کا فیصلہ لے کر آیا ہوں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں۔

میں نے کہا اچھا کیا فیصلہ ہوا ہے کہنے لگا کہ میں آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ اس نے مجھے دکھایا تو یہ بلیک ورانٹ تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس پر 3 مارچ کی تاریخ پڑی ہوئی ہے۔ دستخط بھی ہوئے ہیں اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون سی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نے یہ کاغذات جیل حکام کے حوالے کر دئے۔ میری جیل حکام میں سے ایک سے بات چیت تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے اس کی فوٹو کاپی چاہیئے۔ اس نے مجھے کاغذات دئے۔ میں نے لطیف صاحب سے کہا کہ کسی بھی طرح اس کی فوٹو کاپی کروا کر لائیں۔ لطیف صاحب گئے اور فوٹو کاپی کروا کر لے آئے میں نے وہ بلیک وارنٹ اس شخص کو واپس دے دیا اور کاپی رکھ لی۔

ایوب صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو خط لکھا تھا اور اپنے ایک خواب کا ذکر کیا تھا، تو حضور نے جواباً تحریر فرمایا۔ ’’تمہارا خواب بہت مبارک ہے۔ تمہاری رہائی کا واقعہ آئندہ سال آموں کا موسم شروع ہونے سے پہلے ہوگا۔‘‘ میں نے سپرنٹنڈنٹ جیل کو ایک درخواست دی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے آدمیوں کی رہائی کے آرڈر ہو گئے ہیں۔ اگر تم نے انھیں رہا نہ کیا تو غیر قانونی Confinement ہو گی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے کہا کہ آپ ہمیں مشکل میں نہ ڈالیں آپ ہمیں اپنا نمبر دے دیں ہم رات کو آپ کو کچھ بتائیں گے۔ رات گئے ان کا فون آیا۔ انھوں نے کہا کہ آپ اکیلے جیل آ جائیں اور کوئی ساتھ نہ ہو میں جیل گیا۔ انھوں نے ایک کوڈ بتایا تھا میں وہ کوڈ بتاتا گیا۔ دروازے کھلتے گئے میں اندر پہنچا تو دیکھا کہ ایوب صاحب و دیگر اسیران سامان اُٹھائے باہر آ رہے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر ایوب صاحب کو گلے لگا لیا اور میں بہت رویا اور اسے حضور کے الفاظ یاد دلائے اور کہا کہ دیکھو تمہاری رہائی حضور کے الفاظ کے عین مطابق ہوئی

ہے۔ کیونکہ سندھ میں آموں کا موسم اپریل مئی میں شروع ہوتا ہے۔ میں نے ان پانچوں کو جیپ میں بٹھایا اور بجائے سکھر لے جانے کے ایک اور شہر لے گیا کیونکہ یہ اندیشہ تھا کہ اگر ان کی رہائی کی اطلاع لوگوں کو مل گئی تو ہوسکتا ہے کہ ہنگامہ ہو جائے۔ میں انھیں ایک احمدی دوست مکرم سعید بٹ صاحب کے گھر لے گیا۔ سعید بٹ صاحب نے مجھے دیکھا تو حیران و پریشان ہوگئے۔ اتنے میں امیر صاحب کراچی کا فون آ گیا تھا۔ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب نے فون اٹینڈ کیا انھوں نے اسیران کا پوچھا۔ میجر صاحب نے بتایا کہ طارق انہیں کہیں لے گیا ہے لیکن یہ پتہ نہیں کہاں لے گیا ہے۔ امیر صاحب نے کہا کہ مجھے یقین تھا کہ وہ انھیں سکھر نہیں لے جائے گا کہیں اور ہی لے جائے گا۔ بعد میں ہم ان کو گاڑی میں بٹھا کر کراچی لائے۔ اس کے بعد اس مقدمہ کے سلسلے میں ہم نے سندھ ہائی کورٹ میں پٹیشن فائل کی۔ دسمبر 1986ء آ گیا۔ گورنمنٹ نے یہ طے کیا کہ جتنے سزائے موت کے قیدی ہیں انھیں جتنا جلدی ہو سکے پھانسی چڑھا دیا جائے۔ دسمبر میں ہائی کورٹ میں چھٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک شخص نے پٹیشن دائر کی کہ میرے ایک آدمی کو بلیک وارنٹ جاری ہو گئے ہیں کل آخری ملاقات ہے اور پرسوں اسے پھانسی دے دی جائے گی۔ میری پٹیشن مارشل لاء کورٹ کے خلاف سن لی جائے۔

سندھ ہائی کورٹ کے آفس نے Objection لگا دیا تھا کہ کیا ہائی کورٹ مارشل لاء کے خلاف پٹیشن کی سماعت کر سکتا ہے؟ لہٰذا چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ نے کہا کہ یہ فل بینچ کا کیس ہے لہٰذا فل بینچ بنایا گیا جو جج چھٹیوں پر تھے انھیں واپس بلا لیا گیا اور سماعت شروع ہوئی۔ فل بینچ نے ایڈووکیٹ جنرل سے کہا کہ پھانسی کی اتنی جلدی کیا ہے جب تک کیس چلتا ہے تم پھانسی ملتوی کر دو تم Undertaking دے دو کہ انھیں ابھی پھانسی نہیں دی جائے گی۔ فل بینچ نے کہا کہ معلوم کر کے بتائیں کہ پھانسی کے کتنے قیدی ہیں۔ انھیں بتایا گیا کہ اتنے قیدی ہیں فل بینچ کے بار بار کہنے پر ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ جن جن کی پٹیشن دائر ہے ان کی Undertaking دینے کے لئے تیار ہوں۔ مکرم علی احمد طارق صاحب نے فرمایا کہ میں کھڑا ہو گیا، میں نے کہا کہ انھوں نے ابھی بتایا ہے کہ ناصر قریشی اور رفیع قریشی کو بھی پھانسی دی جا رہی ہے۔ کل میں بھی پٹیشن دائر کر رہا ہوں تو کیا دوبارہ فل بینچ Constitute ہوگا۔ جج صاحب نے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سے کہا کہ تم اگر چند دن کے لئے پھانسی روک لو تو کیا مصیبت آ جائے

گی۔انھوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ یہ حکومت کا فیصلہ ہے۔ البتہ جس جس کی پٹیشن آجائے گی اس کی Undertaking دے دیتا ہوں۔علی احمد طارق صاحب نے پٹیشن تیار کی صبح داخل کی اور اس پر Undertaking رجسٹر کر دی گئی۔

اس کے بعد یہ پٹیشن چلی۔ لاہور ہائی کورٹ میں مصطفیٰ کھر کی پٹیشن بھی چلی۔سندھ ہائی کورٹ نے کہا کہ Quram Non Judous اور without Jurisdiction ہو تو پٹیشن سنی جاسکتی ہے لاہور ہائی کورٹ نے کہا کہ Quram Non Judous, without Jurisdiction ہواور malafide ہوتو ہمیں سننے کا اختیار ہے مارشل لاء کے خلاف۔اس دوران بہت سے افراد کی پٹیشن dismiss کر دیں سندھ ہائی کورٹ نے ایک دن ایک شخص ایڈون ہیلے کا والد روتا ہوا آیا کہ میرے بیٹے کوکل پھانسی ہونے والی ہے آپ سپریم کورٹ میں اپیل کریں میرے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے کہیں تو میں گھر کا سامان لا دوں میں نے کہا میں اتنا ظالم اور سنگ دل نہیں ہوں۔ میں نے امیر صاحب اور بیگ صاحب کوفون کیا ساری صورتحال بتائی۔انھوں نے کہا کہ فکر نہ کرو تیاری کرو تمام انتظامات ہو جائیں گے تمہارے اسلام آباد جانے کے۔ میں نے راتوں رات پٹیشن تیار کی اسلام آباد پہنچا پٹیشن دائر کی۔اللہ تعالیٰ کا تصرف کام کر رہا تھا کہ ناصر صاحب اور رفیع صاحب کی پٹیشن بھی اس دن لگی ہوئی تھی۔اٹارنی جنرل علی احمد فضیل صاحب نے Undertaking دے دی کہ پھانسی ایڈون ہیلے کونہیں دی جائے گی میں نے کہا کہ ناصر صاحب اور رفیع صاحب کے لئے بھی Undertaking دے دیں انھوں نے ان کے لئے بھی Undertaking دے دی ۔ جب رات کو مجھے لطیف صاحب کا فون آیا تو انھوں نے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کا فون آیا ہے کہ ناصر اور رفیع کی طرف سے Mercy پٹیشن چاہیئے اور ابھی چاہیئے ۔ میں نے کہا کہ یہ تو بُری بات ہے۔ اس نے کہا ہاں بات تو بُری ہے ۔ کہنے لگے وہ Petition ابھی آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو دیں سپرنٹنڈنٹ جیل کے نام ۔میں نے اسی وقت 3 صفحے کا ٹیلی گرام بنایا۔سکھر آئی جی پرزن اور ہوم سیکرٹری کو لکھا کہ اس پٹیشن کے اندر ایڈووکیٹ جنر ل سندھ اور سپریم کورٹ کی پٹیشن کے اندر اٹارنی جنرل صاحب پاکستان نے Undertaking دے دی ہے کہ ان کو پھانسی نہیں دی جائے گی Till disposition آف پٹیشن۔ اگر آپ نے ان کو پھانسی دی تو یہ Culpable homicide amounting to

murder ہوگا آپ officially انھیں پھانسی نہیں دیں گے بلکہ آپ Murder کریں گے اور آپ تینوں کے خلاف پھانسی کا پھندا تیار کرواؤں گا۔ میں نے Express telegram دیا۔ میں ریکارڈ create کرنا چاہتا تھا۔ میں ڈپٹی ہوم سیکرٹری کے پاس گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو Mercy پٹیشن کیوں چاہیئے کہنے لگے یہ میں نہیں بتا سکتا میں نے کہا یہ عمل صبح تک ہوجائے گا کہنے لگا ہاں یعنی پھانسی کا۔ دراصل ضیاء الحق کا پروگرام یہ تھا کہ آج Mercy Petition دی جائے۔ آج ہی اسے مسترد کر دیا جائے۔ کل انھیں پھانسی دے دی جائے ، پرسوں عید ہو تو احمدیوں کے گھر میں لاشیں جارہی ہوں اور سب سوگوار ہو جائیں ،عید کے دن۔

میں نے Telegram کی ایک کاپی اس کے سامنے رکھی اس نے دیکھا تو کہنے لگا۔ اس میں Undertaking ہے! یہ کس نے دی تھی؟ میں نے کہا ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل عبدالرحیم قاضی صاحب نے دی تھی اور اٹارنی جنرل آف پاکستان علی احمد فضیل نے دی تھی ریکارڈ پر ہے۔ یہ کہنے لگے اس کا مطلب ہے ہم پھانسی نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا نہیں دے سکتے اور اگر آپ دیں گے تو تینوں پھانسی چڑھ جائیں گے۔ کہنے لگا اچھا آپ جائیں ہم نے جو Process کرنا ہے کریں گے۔ مجھے بعد میں جب ہائی کورٹ کے جج بنے عبدالرحیم قاضی صاحب انھوں نے بتایا کہ رات گئے مجھے جگایا گیا اور اسلام آباد سے پوچھا گیا مجھ سے کہ تم نے Undertaking دے تھی۔ علی احمد فضیل صاحب سے بھی پوچھا گیا تم نے Undertaking دی تھی۔ یہ سمجھیں کہ ضیاء الحق کے ہاتھ سے شکار نکل گیا۔

اب یہ Matter سپریم کورٹ میں گیا۔ سپریم کورٹ نے پھر تین پوائنٹس Confirm کر دیئے کہ Malafide ہو۔ Quram non judous اور Without Jurisdiction ہو تو مارشل لاء کورٹ کے خلاف سماعت ہوسکتی ہے۔ ہمارا کیس واحد تھا جو Malafide کا تھا۔ کیوں کہ معاہدے ہورہے ہیں کہ باقاعدہ پھانسی چڑھانی ہے۔ جسٹس مامون قاضی اور جسٹس منصور عالم کی ڈویژن بینچ میں یہ کیس چلا۔ میں جونہی کورٹ میں پیش ہوا بینچ میں کھڑا ہوا۔ تو انھوں نے کہا ?What is the case میں نے کہا پہلے میں اس کے Facts بتانا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے This matter میں نے کہا You know this is the Constitutional Petition was reported and matter was first went up the Supreme Court

and Supreme Court in the judgement which is reported Ghulam Mustafa Khar Vs Federation of Pakistan، تو اس کے اندر hold کیا جا چکا ہے کہ ہر کیس کے facts examine کرے گی سپریم کورٹ۔ کہنے لگے اچھا ٹھیک ہے اب بتاؤ میں نے Facts بتائے۔ بتانے کے بعد میں نے جسٹس دلاور محمود خان کے کیس کے فیصلے کا حوالہ دیا جو بالکل ہمارے کیس کی طرح کا ایک کیس تھا۔ پھر میں نے کہا کہ ہمارا کیس Malafide میں آتا ہے دونوں ججوں نے ایک ساتھ کہا کہ اس میں کیا Malafide ہے۔ میں نے کہا کہ پٹیشن کے صفحہ نمبر فلاں پر دیکھیں کہ مجلس ختم نبوت سے باقاعدہ معاہدہ ہوا ہے کہ پندرہ دن میں پھانسی دے دی جائے گی۔ 17/فروری کے رسالے میں آتا ہے اور 16/فروری کو معاہدہ ہوتا ہے۔ 26/فروری کو گورنر سندھ Finding of guilty confirm کرتا ہے۔ 2/مارچ کو ضیاء الحق صاحب ان کی Sentence of death کو Confirm کرتے ہیں۔

3/مارچ کو بلیک وارنٹ وہاں پہنچتا ہے اور اس پر لکھا ہے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون سی۔ جبکہ اس ملک سے مارشل لاء 30/دسمبر 1985ء کو ختم ہو چکا تھا۔ یہ ٹوٹل Quram non Judous, malafide, without Jurisdiction ہے۔ جب میں اس بات پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دونوں ججز جیسے ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں What should we do? should we quash the Conviction اسٹینو کو بلایا اور کہا Reasons to be recorded later on. Sentence and Conviction quashed Acquitted جونہی انھوں نے یہ کہا تو اس وقت میرے پاس کتابوں کے دو Box تھے وہ میں نے وہیں چھوڑے حالانکہ کوئی اٹھا کر لے جاسکتا تھا۔ خوشی کے عالم میں بھاگتا ہوا گیسٹ ہاؤس آیا۔ محترم امیر صاحب کو میں نے بتایا تو امیر صاحب کہنے لگے طارق کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں میں نے کہا کہ امیر صاحب یہ حقیقت ہے۔ کہنے لگے مجھ کو لکھ کر دو میں نے لکھ کر دیا۔ امیر صاحب کہنے لگے جاؤ جا کر فیصلہ کی کاپی لا کر دو۔ میں نے حضرت صاحب کو بھیجنی ہے۔

حضرت صاحب دہلی گئے ہوئے تھے قادیان کے جلسہ میں۔ میں کورٹ گیا میں نے ریڈر کو کہا کہ مجھے فوری طور پر اس کی کاپی چاہئے۔ ریڈر نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ کورٹ چل رہی ہے ڈیڑھ بجے ختم ہو گی اور اسٹینو ٹائپ کرے گا، Correction ہو گی اور ساری فائلوں پر

sign ہوں گے۔

اب دیکھیں تصرف الٰہی ۔ ریڈر کے دل میں اللہ نے کیا ڈالا۔ سانگی ریڈر ہوتا تھا۔ ریڈر نے اسٹینو سے کہا۔ اسٹینو نے کورٹ میں بیٹھے بیٹھے اس کو لکھا۔ اسکے بعد ریڈر کے حوالے کیا۔ Arguments ہو رہے ہیں کورٹ میں۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ کورٹ چل رہی ہو اور ججز کے سامنے دستخط کے لئے فائلیں رکھی جائیں۔ ججوں کے سامنے فائلیں رکھی گئیں، دونوں ججوں نے sign کر دئے۔ ابھی صبح کی بات ہے ساڑھے نو نہیں ہوئے۔ فائلیں برانچ پہنچیں وہاں سے release آرڈر لیا اور محترم امیر صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ آرڈر محترم امیر صاحب کے ہاتھ میں دیا۔ محترم امیر صاحب نے دہلی فیکس کیا۔ جب یہ فیکس دہلی پہنچی تو حضور بہت خوش ہوئے اور وہاں مٹھائی وغیرہ تقسیم کی۔ امیر صاحب نے فوراً کہا کہ طارق تم سکھر جاؤ اور آج ہی انھیں release کرواؤ۔ میں سکھر پہنچا (یہ 13رجنوری 1992ء کی بات ہے۔مؤلف127) ہر بات میں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہے۔

ایک مربی صاحب تھے مبارک احمد ناصر صاحب جو کوئٹہ میں مربی تھے اور ان پر بھی کوئٹہ میں کلمہ کیس تھا۔ انھوں نے سکھر جیل میں کئی میڈیکل کیمپس لگائے تھے جس کی وجہ سے ان کے جیل Authorities سے خاصے اچھے تعلقات تھے۔ امیر صاحب کراچی نے انھیں کوئٹہ فون کیا اور کہا کہ کسی طرح سکھر پہنچیں وہ راتوں رات سفر کر کے سکھر پہنچے۔ یہ سردیوں کی رات تھی جنوری کا مہینہ تھا۔ میں مبارک احمد ناصر صاحب کو لے کر جیل پہنچا۔

release آرڈر دکھائے، انھوں نے کہا کہ Deputy Superintendent Jail دستخط کریں گے۔ ان کے پاس پہنچے میں نے مبارک احمد صاحب سے کہا کہ اس سے دستخط کرواؤ۔ انھوں نے دستخط کروائے۔ یہ رات کے ایک بجے کی بات ہے۔ وہاں سے Superintendent Jail کے گھر پہنچے اس نے دستخط کئے اور کہا کہ ہم نے Practically رہا کر دیا ہے۔ کیونکہ رات کو سکھر جیل بند ہوتی ہے سیل کر دی جاتی ہے صبح پانچ بجے کھلتی ہے۔ آپ صبح آ کر انھیں لے جانا۔ ہم چار بجے صبح جیل پہنچے۔ ناصر صاحب اور رفیع صاحب کو لیا اور انھیں کراچی لے آئے۔128

سکھر میں اسیران کراچی کیس

جماعت احمدیہ کی بیت واقع سکھر کے بالکل سامنے سیشن کورٹ ہے۔ محرم کے دنوں میں کورٹ کے Peons نے وہاں سبیل لگائی۔ ایک دن پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب کا ایک لڑکا وہاں سے گزرا تو ان میں سے ایک نے اسے کہا کہ یہاں سے پانی پی لو جبکہ دوسرے نے کہا کہ یہ قادیانی ہے اسے پانی نہیں ملے گا۔ اس دوران بات بڑھ گئی اور ایک جھگڑے کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

اس دوران کراچی سے سکھر خدمت خلق کی ڈیوٹی پر جانے والے خدام بھی وہاں آ گئے۔ لہٰذا کراچی کے 4 خدام، دو نوابشاہ کے خدام اور ایک ناصر قریشی صاحب کے بیٹے پر مقدمہ بنا دیا گیا اور انھیں گرفتار کر لیا گیا۔

مکرم سید علی احمد طارق صاحب کہتے ہیں کہ ان گرفتاریوں کے بعد فوراً سکھر پہنچا وہاں ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست دی۔ ایڈیشنل جج سکھر نے دو دن کے بعد کی تاریخ دی۔ میں واپس کراچی آ گیا۔ میں تاریخ پر دوبارہ سکھر پہنچا۔ جج صاحب نے دو دن کے بعد کی پھر تاریخ دے دی۔ اس طرح ہفتہ میں دو تین دفعہ تاریخ دی جاتی، اس میں ایک ڈیڑھ مہینہ گزر گیا۔ میں نے کہا کہ یا اللہ کیا معاملہ ہے فیصلہ کیوں نہیں دے رہے کیونکہ ہفتہ میں دو بار سکھر آنا پھر واپس کراچی جانا کافی مشکل کام تھا۔ پھر کراچی میں دوسرے مقدمات تھے انھیں بھی دیکھنا ہوتا تھا۔

ایک دن مجھے ایک ایڈیشنل جج سکھر جن کے ہمارے خاندان سے تعلقات تھے وہ کہنے لگیں کہ ایڈیشنل ججوں اور اسٹاف نے یہ مل کر فیصلہ کیا ہے کہ علی احمد طارق کے کیس میں نہ ضمانت منظور کرنی ہے اور نہ مسترد کرنی ہے صرف زچ کرنا ہے، اسے تاریخیں دیتے رہو۔ میں کراچی واپس آ گیا۔ ایک دن اللہ تعالیٰ کی عجیب مصلحت ظاہر ہوئی۔ اس دن مجھے سندھ ہائی کورٹ کراچی میں سکھر بینچ کے ایک جج صاحب کا دربان ملا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے تو کہنے لگا کہ صاحب کراچی آئے ہوئے ہیں۔ میں نے دوسرے جج صاحب کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا کہ آج وہ بھی سکھر بنچ میں موجود نہیں کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ اس پر میں نے اس سے کہا کہ تو کیا آج سکھر بنچ خالی ہے کہنے لگا ہاں خالی ہے۔

یہ رول ہے کہ اگر کوئی بنچ خالی ہو تو Principal بنچ میں درخواست دائر کی جا سکتی ہے۔

میں گیارہ بجے کے قریب جلدی جلدی Copying برانچ پہنچا۔ ایک اسٹینو کو پکڑا اور اسے کہا کہ جو میں کہتا جاؤں وہ لکھتے جانا غلطی نہ کرنا ، چیک کرنے کا وقت نہیں ہے اس کے ساتھ ایک درخواست بھی لگائی کہ میں FIR کی کاپی نہیں لگا سکتا بعد میں Produce کردوں گا۔ FIR کا Translation بھی نہیں لگا سکتا مجھے Exempt کر دیا جائے (کیونکہ کافی دن گزر چکے تھے اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا ضمانت ہوگئی ہے) میں نے کہا کہ Rejection آرڈر بھی نہیں لگا سکتا مجھے Exempt کر دیا جائے میں اپنا affidavite لگا دیتا ہوں کہ وکالت نامہ بعد میں داخل کروا دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے فوری Hearing کی درخواست دی کہ آج ہی کیس سن لیا جائے۔

ایک اور درخواست یہ لگائی کہ کراچی میں Hearing ہونی چاہیئے کیونکہ آج سکھر بنچ خالی ہے۔ جب یہ درخواست ایڈیشنل رجسٹرار کے پاس گئی تو اس نے کہا کہ طارق صاحب اس میں ہے کیا؟ یہ تو ساری خالی ہے۔ Exemption ایپلیکیشنز ہیں۔ اس میں تو کچھ نہیں ہے۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ اسے ایسے ہی Put up کر دیں۔ اس وقت قائمقام چیف جسٹس جناب قدیر چوہدری صاحب تھے سندھ ہائیکورٹ کے۔ جونہی درخواست ان کے پاس پہنچی تو انھوں نے کہا کہ کیا آج سکھر بنچ خالی ہے میں نے کہا جی ہاں انھوں نے درخواست Entertain کر لی اور سرکار کو نوٹس جاری کر دیا اتوار کے لئے۔ اس زمانے میں جمعہ کی چھٹی ہوا کرتی تھی۔

مکرم علی احمد طارق صاحب کہتے ہیں کہ ہفتہ کو میرا کیس سکھر میں لگا ہوا تھا۔ میں سکھر چلا گیا۔ جونہی میں کورٹ میں داخل ہوا ایڈیشنل جج صاحب سکھر نے مجھے کہا کہ Component پارٹی نے اپیل دی ہے کہ وہ دوسرے وکیل کو Engage کریں گے اور دوبارہ argue لے گا۔ لہٰذا میں نے تاریخ دے دی ہے۔ جب انھوں نے مجھے تاریخ دی تو میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا I want to submit some words if allow me kindly. کہنے لگے بولیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ Sir. Early in the morning when I came in this Court, I asked the persons sitting here, how is the judge. Whether he is lenient in granting bail or not. Whether he passes the order on bail application than & there or he adjourn time to

time. All these persons sitting here told me that he is lenient in granting bail and he than & there passes the order. میں نے جج صاحب سے کہا کہ میں حیران ہوا کہ What is happening with me. About half and one month back I argue this matter and time to time your houner adjourning th matter. Neither the bail application granted nor rejected that is opposite to your reputation. What is happening with me. Yes, I will tell you openly in this Court because the component party are the peons of this Court. Therefore your houner is the Party in this case and the Mullahs of this area have given Provocate speeches and every Ahmadi in liable to be killed and causing injury to Ahmadi is SWAB. This was the reason and you are getting SWAB. اس بات پر پراسیکیوٹر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ علی احمد طارق صاحب نے توہین عدالت کی ہے اس کو Proceed کریں اور سزا دیں میں نے کہا I am senior Council and Practicing in Supreme Court of Pakistan. I know what is contempt and what is not contempt and I am not leveling orally these allegation today. I have mentioned these words in bail application. (ایک وجہ اور تھی کہ جب جمعرات کو میں نے ہائی کورٹ میں ضمانت کی درخواست جمع کروائی تھی تو اس میں یہ سب لکھ دیا تھا، مجھے پتہ تھا کہ اگر کوئی ایکشن لے گا تو میں پہلے ہی ہائی کورٹ کو affidavit دے چکا ہوں۔ اگر کوئی کارروائی ہو گی تو میرا affidavit پکا ہو جائے گا۔)

جب میں نے یہ کہا تو جج صاحب کہنے لگے On what page you have mentioned it میں نے کہا One and half month back I argued this matter and time to time you adjourn the matter for order and order was reserved and until today you are not aware what have

میرا یہ کہنا تھا کہ جج صاحب کہنے لگے میں mentioned in my bail application. adjourn کر چکا ہوں، آپ جائیں۔ میں یہی چاہتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر کورٹ سے نکل آئیں تو توہین عدالت کی صورتحال بدل جاتی ہے ۔ میں باہر نکل کر کراچی آ گیا۔ یہ ہفتہ(Saturday) کی بات ہے اتوار کو کراچی میں کیس لگا ہوا تھا۔

اب یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھیں۔ جب میں کراچی میں ہائی کورٹ میں پیش ہوا، جسٹس عبد الرزاق تھہیم کے سامنے تو انھوں نے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کو بلایا۔ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ انھوں نے جو درخواست دی ہوئی ہے اس میں لکھا ہے کہ Saturday کو سکھر میں کیس لگا ہوا ہے ہوسکتا ہے ضمانت ہوگئی ہو۔

میں نے کہا On saturday I was there, I appeared before the Court and Court again has adjourned the matter. اس پر عبد الرزاق تھہیم صاحب کہنے لگے تو کیا آپ Saturday کو بھی گئے تھے۔ میں نے کہا جی۔ کہنے لگے ہر Date پر آپ جاتے ہیں کراچی سے سکھر۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس پر انھوں نے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ کو کہا کہ Is it not sufficient for granting the bail. I grant bail تو ہر کیس میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا رہا ہے کہ جو تمام ڈگر سے ہٹ کر کیسز ہوتے ہیں ان میں اس کا فضل بھی عام ڈگر سے ہٹ کر ہوتا ہے۔

بدین کیس

مکرم سید علی احمد طارق صاحب نے مجھے بتایا کہ بدین کے واقعات بہت بعد میں ہوئے۔ بدین میں ایک کیس ہوا۔ ہوا یہ کہ ایک شخص کے ہاں عقیقہ کا انتظام تھا اور کارڈ پر انھوں نے عقیقہ مسنونہ لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ 80 سال کا بوڑھا شخص جو بچے کا نانا یا دادا تھا اور بچے کا باپ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے بدین جانا پڑا۔ میں نے ضمانت کی درخواست داخل کی اور اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں کہ اگرچہ وہاں یہ درخواست مسترد ہو گئی لیکن ہائی کورٹ نے ضمانت کی درخواست منظور کر لی۔ 129

حوالہ جات باب پنجم

1۔ الفضل10/مئی1978ءصفحہ 1

2۔ الفضل14/مئی1978ءصفحہ 1

3۔ رسالہ انصاراللہ۔جنوری1979ء

4۔ اسماءمحررہ بر دیوار ایوان محمود۔ربوہ

5۔ الفضل3/اپریل1984ءصفحہ 4

6۔ تاریخ انصاراللہ جلد دوم صفحہ 331

6.a۔ خط مکرم امیر صاحب کراچی بنام ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ محررہ25-01-1984

6.b۔ خط مکرم امیر صاحب کراچی بنام ناظم صاحب جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ محررہ15-03-2010

7۔ الفضل25/اکتوبر1979ءصفحہ 7

8۔ تحریر مکرم امتیاز حسین شاہد صاحب سے ماخوذ

9۔ الفضل23/فروری1980ءصفحہ 2-3

10۔ الفضل13/مارچ1980ءصفحہ 2

11۔ الفضل17/اپریل1980ءصفحہ 5

12۔ خلفائے احمدیت کی تحریکات از عبدالسمیع خان صفحہ 345
ماخوذ از الفضل18/اکتوبر1980ءصفحہ 1

13۔ الفضل17/اپریل1980ءصفحہ 6

14۔ الفضل17/اپریل1980ءصفحہ 7

15۔ ماہنامہ خالد ربوہ۔سیدنا ناصر نمبر اپریل1983ءصفحہ 300

15.a۔ المحراب سوونیئر لجنہ اماءاللہ کراچی1989ءصفحہ 105

16۔ سوونیئر مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی87-1986ء

17۔ الفضل 23/جون 1980ء صفحہ 6
18۔ الفضل 10/جولائی 1980ء صفحہ 2
19۔ الفضل 10/جولائی 1980ء صفحہ 3-4
20۔ الفضل 28/اکتوبر 1980ء صفحہ 8
21۔ الفضل 19/اپریل 1980ء صفحہ 1
22۔ ماہنامہ انصار اللہ۔نومبر 1980ء
23۔ کتاب ''سچائی کا نور'' از ملک محمد سلیم صاحب مربی سلسلہ صفحہ 5 تا 8
24۔ الفضل یکم نومبر 1980ء صفحہ 2
25۔ الفضل یکم نومبر 1980ء صفحہ 2
26۔ ماخوذ از رپورٹ مجلس انصار اللہ ضلع کراچی
27۔ صد سالہ سوونیئر انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز صفحہ 25
28۔ صد سالہ سوونیئر انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز صفحہ 24
29۔ صد سالہ سوونیئر انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز صفحہ 23
30۔ خط مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ ربوہ سے ماخوذ
32۔ رسالہ انصار اللہ ربوہ۔جنوری 1981ء
32۔ المحراب سوونیئر لجنہ اماء اللہ کراچی 1989ء صفحہ 106
33۔ المحراب سوونیئر لجنہ اماء اللہ کراچی 1989ء صفحہ 118
34۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد پنجم صفحہ 707-708
35۔ تاریخ انصار اللہ جلد دوم صفحہ 160 تا 169
38۔ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب کی تحریر سے ماخوذ
39۔ الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر صفحہ 75
40۔ مکرم نعیم احمد گوندل صاحب حلقہ اورنگی ٹاؤن کی رپورٹ سے ماخوذ
41۔ الفضل 9/مئی 1982ء صفحہ 6
42۔ الفضل 22/جون 1982ء صفحہ 1

43۔ خطبات طاہر جلد اول صفحہ 38 از الفضل ربوہ 20 / جولائی 1982ء
44۔ الفضل 25 / اگست 1982ء صفحہ 4 تا 6
45۔ الفضل 27 / مارچ 1990ء صفحہ 6
46۔ الفضل 17 / اکتوبر 1982ء صفحہ 1
46.a۔ الفضل 22 / فروری 1983ء صفحہ 4
47۔ الفضل 6 / فروری 1984ء صفحہ 2
48۔ الفضل 7 / فروری 1984ء صفحہ 4
49۔ الفضل 8 / فروری 1984ء صفحہ 3
50۔ الفضل 8 / فروری 1984ء صفحہ 2
51۔ الفضل 15 / فروری 1984ء صفحہ 2
52۔ الفضل 22 / فروری 1984ء صفحہ 2
53۔ الفضل 28 / فروری 1984ء صفحہ 5 تا 6
54۔ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب سے انٹرویو
55۔ الفضل 27 / ستمبر 1983ء صفحہ 2
56۔ الفضل 29 / ستمبر 1983ء صفحہ 2 تا 7
57۔ الفضل 29 / ستمبر 1983ء صفحہ 2 تا 7
58۔ الفضل 29 / ستمبر 1983ء صفحہ 1
59۔ خط مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ بنام کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب محررہ 27 / جنوری 1983ء نمبر 1781
60۔ الفضل 4 / مئی 1983ء صفحہ 1
61۔ الفضل 23 / اگست 1983ء صفحہ 8
62۔ الفضل 14 / فروری 1983ء صفحہ 1
الفضل 19 / اپریل 1983ء صفحہ 8
الفضل 10 / مئی 1983ء صفحہ 8

63۔ الفضل 14 ؍مئی 1983ء صفحہ 8
64۔ خط مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ بنام کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب محررہ 23؍ اپریل 1983ء نمبر 442/3119
65۔ الفضل 21؍ فروری 1984ء صفحہ 1
66۔ الفضل 26؍ فروری 1984ء صفحہ 1
67۔ خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 119
68۔ تحریر مکرم منیر احمد خورشید صاحب حال کینیڈا، محررہ 8؍ جولائی 2009ء سے ماخوذ
69۔ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب سے حاصل کردہ معلومات
70۔ خالد۔ جون 1984ء ٹائٹل صفحہ نمبر 3
71۔ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب کی تحریر سے ماخوذ
72۔ خالد۔ سیدنا طاہر نمبر صفحہ 68
73۔ مکرم عبد الرحیم طارق صاحب کی تحریر سے ماخوذ
74۔ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب سے حاصل کردہ معلومات
75۔ مکرم محمد انوار صاحب آف دستگیر کی تحریر سے ماخوذ
76۔ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب سے انٹرویو
77۔ Human Rights in Punjab، جنوری 1987ء صفحہ 23
78۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
79۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
80۔ مکرم ناصر محمود ظفر صاحب کی تحریر سے ماخوذ
81۔ خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 276
82۔ تحریر کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب
83۔ مکرم محمد اقبال منہاس صاحب سے بات چیت سے ماخوذ
84۔ مکرم منیر احمد خورشید صاحب آف کینیڈا کی تحریر سے ماخوذ
85۔ مکرم منظور احمد شاد صاحب آف کراچی حال جرمنی کی تحریر سے ماخوذ

86۔ مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب سے انٹرویو سے ماخوذ
87۔ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ کی ڈائریوں سے ماخوذ
88۔ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ کی ڈائریوں سے ماخوذ
89۔ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ کی ڈائریوں سے ماخوذ
89.a۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
90۔ خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 523 تا 525
91۔ ڈائری مکرم اشفاق حسین صاحب سے ماخوذ
92۔ خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 651
93۔ خطاب مکرم سید علی احمد طارق صاحب برموقع سالانہ اجتماع انصار اللہ ضلع کراچی 2006ء
94۔ ڈائری مکرم اشفاق حسین صاحب سے ماخوذ
95۔ مکرم محمد رضا بسمل صاحب کی تحریر سے ماخوذ
96۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
97۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
98۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی
99۔ کتاب عظمت وحرمت کلمہ، مصنفہ ابوالظفر عبدالرحمٰن صاحب صفحہ 139-140
100۔ سرکلر ایمینسٹی انٹرنیشنل لنڈن۔ مورخہ 7/نومبر 1985ء
101۔ مکرم محمد یوسف صاحب اور مکرم مشہود احمد صاحب سے حاصل کردہ معلومات۔
101.b۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ملیر کراچی
102۔ رسالہ مصباح اکتوبر نومبر 1989ء صفحہ 59
103۔ المحراب 1989ء صفحہ 112
104۔ مکرم شرافت پٹیل صاحب سے حاصل کردہ معلومات
105۔ مکرم نوید احمد خان صاحب سے حاصل کردہ معلومات
106۔ خطبات طاہر۔ جلد 5 صفحہ 348-349
107۔ الفضل 13/جولائی 1999ء صفحہ 1

108۔ خطبات طاہر۔جلد5 صفحہ 444

109۔ خطبات طاہر۔جلدنمبر5 خطبہ جمعہ 4/جولائی1986ء صفحہ 471 تا485

110۔ خطبات طاہر۔جلدنمبر5 خطبہ جمعہ 8/اگست1986ء صفحہ 539 تا550

111۔ رپورٹ کارگزاری اجلاس ادبی مجلس 14/اگست1986ء

112۔ رجسٹر کارروائی احمدیہ ٹیچرز ایسوسی ایشن سے ماخوذ

113۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

114۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

115۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

116۔ خطبات طاہر۔جلد5 صفحہ 822-823

117۔ خطبات طاہر۔جلدنمبر4 خطبہ جمعہ 21/جون1985ء صفحہ 551 تا562

118۔ مکرم شیخ نعیم احمد صاحب کی تحریر سے ماخوذ

118.a۔ مکرم منیر احمد خورشید صاحب حال کینیڈا کی تحریر سے ماخوذ

119۔ مکرم طاہر محمود صاحب کی تحریر سے ماخوذ

120۔ مکرم ارفاق احمد صاحب کی تحریر سے ماخوذ

121۔ مکرم مرزا محمد اشرف ناصر صاحب کی تحریر سے ماخوذ

122۔ روزنامہ جنگ 17/اگست1987ء

123۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

124۔ ریکارڈ خدام الاحمدیہ ملیر کراچی، سوونیئر خدام الاحمدیہ کراچی 1986-87ء

125۔ سوونیئر خدام الاحمدیہ ضلع کراچی 1986-87ء

126۔ خالد۔جنوری1988ء صفحہ 36

127۔ المصلح یکم اگست تا31/اگست1992ء صفحہ 10

128۔ مکرم سید علی احمد طارق صاحب کے انٹرویو سے ماخوذ

129۔ مکرم سید علی احمد طارق صاحب کے انٹرویو سے ماخوذ

KARACHI
TAREEKH-E-AHMADIYYAT

(HISTORY OF JAMAAT AHMADIYYA KARACHI)
(Part I)

by:
Bashir-ud-Din Abbasi
Imtiaz Bin Ashfaq Hussain

1st Edition:
2011

Published by:
Jamaat Ahmadiyya Karachi

Composing:
Waheed Manzoor Meer
Mujeeb-ud-Din Amjad
Faraz Ahmad

Designing:
Waheed Manzoor Meer